سبل الهدیٰ والرشاد
فی
سیرتِ خیر العباد (اردو)

ہفتم - ہشتم
7 - 8

تصنیف:
حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین

ترجمہ: پروفیسر ذوالفقار علی ساقی
دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

M Awais Sultan

سُبُلُ الہُدیٰ والرَّشَاد

فِی سِیرۃِ خیرِ العِبَاد ﷺ

(اُردو)

تصنیف:
حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: پروفیسر ذوالفقار علی ساقی
دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ ۰ لاہور
Voice:042-37248657 Fax:042-37112954
Mobile: 0300-9467047 - 0321-9467047 - 0300-4505466
Email : zaviapublishers@gmail.com

(اردو ترجمہ)

سُبُل الهُدیٰ والرشَاد فی سیرۃ خیر العبَاد ﷺ

جلد ساتویں

تصنیف: حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: پروفیسر ذوالفقار علی ساقی

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

2014ء

باراول..................... 1100

ہدیہ......................... 1050

زیر اہتمام............... نجابت علی تارڑ

﴿لیگل ایڈوائزرز﴾

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

﴿ملنے کے پتے﴾

زاویہ پبلشرز

شوروم

ظہور ہوٹل، دکان نمبر 2

داتا دربار مارکیٹ، لاہور

042-37300642 042-37248657

Email: zaviapublishers@gmail.com

مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد

0333-7413467

فہرست (جلد ۷)

آپ ﷺ سے اذن طلب کرنے، سلام، مصافحہ اور بوسہ لینے کے بارے

آپ کے بیٹھنے، تکیہ لگانے، قیام کرنے اور چلنے کے انداز

کھانے پینے کے آداب اور پسندیدہ غذائوں کا تذکرہ

آپ کے پسندیدہ مشروبات

آپ کی نیند اور بیداری کے معمولات

❁❁❁

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات معنویہ

پہلا باب

عقل وفہم کی کثرت

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے اکہتر (71) کتابیں پڑھی ہیں۔ میں نے ہر کتاب میں پڑھا ہے کہ ابتدائے دنیا سے لے کر انتہائے دنیا تک سارے انسانوں کو رب تعالیٰ نے عقل و دانش کی جو خوبیاں عطا کی ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فہم و ذکاء سے اتنی مناسبت بھی نہیں رکھتیں جتنی دنیا کے سارے ریگستانوں کی ریت کے سامنے ایک ذرہ کی حیثیت ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عقل و دانش سب لوگوں سے زیادہ عطا کی گئی تھی (حکیم ترمذی، ابونعیم ابن عساکر)

داؤد بن حجر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے یہ روایت مرفوع نقل کی ہے "آپ سارے لوگوں سے افضل اور سب سے بڑھ کر دانا ہیں۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا" (یہ تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات ہیں)" عوارف المعارف میں کسی عظیم شخصیت کا یہ قول نقل کیا گیا ہے۔ اس نے کہا: "عقل و دانائی کے ایک سو اجزاء ہیں۔ ان میں سے ننانوے (۹۹) اجزاء آپ کی ذات والا میں موجود ہیں جبکہ بقیہ ایک جز سارے لوگوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔"

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: جو شخص اس امر میں غور وخوض کرے گا کہ آپ نے مخلوق کے ظاہر اور باطن کو سنوارنے کے لیے کیا تدبیر فرمائی۔ خواص اور عوام کے لیے کیسی حکمت عملی اپنائی حالانکہ رب تعالیٰ نے آپ کو عجیب شمائل و خصائل سے نوازا تھا۔ عمدہ سیرت طیبہ عطا کی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ علم و عرفان کی بے کرانیوں سے نوازا تھا۔ شریعت مطہرہ میں آپ کو استحکام بخشا تھا۔ حالانکہ آپ نے پہلے کسی سے علم حاصل نہ کیا تھا پہلے نہ تو کبھی اس طرح کی مشق کی تھی نہ ہی کتب کا مطالعہ فرمایا تھا۔ تو اس شخص کو آپ کی عقل و دانش کی صلاحیتوں میں کوئی شک نہیں رہے گا۔ اسے یقین ہو جائے گا کہ آپ

استنے ذہین تھے کہ کسی معاملہ کو پہلی بار ہی پوری طرح سمجھ جاتے تھے۔ اسی عقل و دانش سے پختہ رائے، عمدہ اور درست ذہانت ،حسنِ ظن، انجام پر نظر، نفس کی اصلاح ،شہوت کے ساتھ مجاہدہ، عمدہ تدبیر، اچھا انتظام، فضائل کا انتخاب اور برے امور سے اجتناب کی شاخیں پھوٹتی ہیں۔ (آپ اس خوبی میں اس انتہا تک پہنچے ہوئے تھے کہ آپ کے علاوہ اور کوئی بشر ان رفعتوں پر فائز نہ تھا)

جو اہل عرب کے لیے آپ کی حسن تدبیر پر غور کرے گا۔ وہ اہل عرب جو آوارہ جانور کی طرح تھے۔ وہ نفرت انگیز طبیعتوں کے حامل تھے۔ آپ نے ان کے ساتھ کیسی تدبیر فرمائی۔ ان کی جفا برداشت کی۔ ان کی اذیتوں پر صبر کیا حتیٰ کہ وہ آپ کی طرف جھک گئے۔ آپ کے ہاں جمع ہو گئے۔ اپنے اہل خانہ کو چھوڑ کر اپنے آباء اور بیٹوں کے خلاف جہاد کیا آپ ﷺ کو اپنی جانوں پر ترجیح دی۔ آپ کی رضا کے لیے انہوں نے اپنے وطنوں کو خیر آباد کہا۔ عزیز و احباب کو الوداع کہا یہ آپ ﷺ کی کسی گزشتہ مشق کی وجہ سے نہ تھا۔ نہ ہی کتب کے مطالعہ کی بنا پر تھا جن سے آپ نے گزشتہ لوگوں کے طریقے سیکھ لیے ہوں۔ اس شخص کے لیے یہ بات متحقق ہو جائے گی کہ آپ سارے لوگوں سے دانا ہیں۔ جب آپ کی عقل مبارک ساری عقلوں سے وسیع ہے تو یقیناً آپ کے اخلاق عالیہ بھی اتنے وسیع ہوں گے کہ ان میں کوئی تنگی نہ ہو گی۔

تنبیہات

❶ دراصل العقل مصدر ہے جو عقل البعیر سے مشتق ہے اس سے مراد اونٹ کو رسی سے باندھنا ہے تا کہ وہ اٹھ نہ سکے۔ یا یہ الحجر سے ماخوذ ہے جس کا معنی روکنا ہے۔ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۝

"یقیناً اس میں قسم ہے عقلمندوں کے لیے۔"

کیونکہ یہ اپنے صاحب کو سمجھاتا ہے۔ اسے خطا سے روک دیتا ہے۔ اگر اس کے ساتھ ساتھ انسان بالغ بھی ہو جائے تو وہ شریعت مطہرہ کا مکلف بن جاتا ہے۔

❷ عقل کے مقام میں اختلاف ہے۔ شوافع اور جمہور متکلمین کہتے ہیں کہ اس کا ٹھکانہ دل ہے امام بخاری نے الادب میں امام بیہقی نے الشعب میں چند اسناد سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "عقل دل میں، رحمت جگر میں، رافت تلی میں اور نفس پھیپھڑے میں ہوتا ہے۔ لیکن اکثر اطباء اور احناف کہتے ہیں کہ عقل دماغ میں ہوتی ہے پہلے گروہ کے دلائل یہ ہیں رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ ﴿ق: ۳۷﴾

بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جو دل (بینا) رکھتا ہو۔

آپ نے ارشاد فرمایا: "جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب وہ درست ہو جاتا ہے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے ۔۔۔ ہے! وہ دل ہے" آپ نے جسم کی اصلاح اور فساد کو دل کے تابع کیا حالانکہ دماغ کا تعلق بھی جسم کے اعضاء کے ساتھ ہی ہے ۔طبیبوں کی دلیل کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جو یہ کہتے ہیں کہ عقل دماغ میں ہے جب یہ خراب ہوتا ہے تو عقل خراب ہو جاتی ہے کہ رب تعالیٰ نے یہ عادت جاری فرمادی ہے کہ عقل کی خرابی سے دماغ بھی خراب ہو جاتا ہے کیونکہ عقل اس میں نہیں یعنی اس میں کوئی رکاوٹ ہے۔

۳ عقل کی حقیقت و ماہیت میں بھی اختلاف ہے ۔ایک قول یہ ہے کہ یہ امور میں تثبت کا نام ہے کیونکہ اپنے احباب کو سمجھاتا ہے کہ وہ ہلاکتوں میں نہ گریں ۔ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ تمیز ہے جس کی بناء پر انسان سارے حیوانات سے ممتاز ہو جاتا ہے ۔المحاسبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ نور ہے جو ادراک کا فائدہ دیتا ہے یہ قلیل و کثیر ہوتا رہتا ہے جب یہ قوی ہوتا ہے تو انسان کو خواہشات کے تعاقب سے روکتا ہے۔

امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ عقل سے مراد علوم ضروریہ ہیں جو سننے ،دیکھنے اور گفتگو کے حواس عطا کرتے ہیں یا یہ حواس کے ذریعے حاصل نہیں ہوتے۔

صاحب القاموس نے لکھا ہے کہ اشیاء کی صفات مثلاً ان کا حسن ، قبح ، کمال اور نقصان جاننے کا نام علم ہے یا یہ دو بھلائیوں سے عمدہ یا دو شروں میں سے زیادہ شر کا علم ہے ۔یا ان امور پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جن کی تقویت سے قبح اور حسن میں امتیاز ہوتا ہے اور ان معانی پر اطلاق ہوتا ہے جو ذہن میں جمع ہوں یہ ان مقدمات (پیش رو امور) کے ساتھ ہوتا ہے جن سے اغراض اور مصلحتیں واضح ہوتی ہیں ،یہ اس حیثیت کا نام بھی ہے جو انسان میں قابل ستائش ہوتی ہے ۔جو اس کی حرکات و سکنات میں سے قابل ستائش ہوں ۔لیکن حق بات یہ ہے کہ یہ روحانی نور ہوتا ہے اس کے ذریعے نفس علوم ضروریہ اور نظریہ حاصل کرتا ہے اس کے وجود کی ابتداء بچے کے جنین بننے سے ہوتی ہے۔ یہ بڑھتا رہتا ہے حتیٰ کہ یہ بلوغت کے وقت مکمل ہو جاتا ہے۔

۴ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ عقل کی کئی اقسام ہیں:

(۱) غریزی: یہ ہر آدمی میں ہوتا ہے خواہ وہ مومن ہو یا کافر ہو۔(۲) کسبی: یہ وہ فعل ہے کہ جسے انسان دانشمندوں کے ساتھ مل کر حاصل کرتا ہے ۔یہ کافر کو بھی حاصل ہوتا ہے۔(۳) عطائی: اس سے مراد مومن کی عقل ہے ۔جس کی وجہ سے اسے ایمان کی طرف ہدایت نصیب ہوتی ہے۔(۴) زہاد کی عقل: فقہاء نے ذکر کیا ہے کہ اگر ان لوگوں کی طرف اشارہ کیا جائے جو سارے انسانوں سے زیادہ دانا ہوں تو اسے زاہدوں کی طرف پھیر دیا جائے۔(۵) شرفی: اس سے مراد ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقل مبارک ہے ۔کیونکہ وہ ساری عقول سے زیادہ شرف والی ہے۔

۵ عقل اور علم کی فضیلت میں اختلاف کیا گیا ہے شیخ، علامہ، امام محی الدین کافیجی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے تحقیق یہ ہے کہ علم افضل ہے کیونکہ یہ اس امر کے زیادہ قریب ہوتا ہے کہ یہ رب تعالیٰ کی معرفت اور اس کی پہچان کی طرف لے جائے عقل اس اعتبار سے افضل ہے کہ یہ علم کی اصل اور منبع ہے۔

۶ حدیث پاک میں ہے کہ سب سے پہلے رب تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا اسے فرمایا" آجا" وہ آگئی۔ اسے فرمایا" چلی جا" وہ چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا" مجھے اپنے جلال اور عزت کی قسم! میں نے کوئی ایسی مخلوق نہیں بنائی جو تجھ سے زیادہ معزز ہو۔ میں تجھ سے ہی گرفت کروں گا۔ اور تجھ سے ہی دوں گا" اس روایت کو عدی اور عقیلی نے الضعفاء میں حضرت ابوامامۃ سے، ابونعیم نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، یہ روایت بہت ضعیف اور واھیہ ہے۔ میں نے اسے بیان کر دیا ہے۔

دوسرا باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق عالیہ

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (ن)

ترجمہ: ''اور بیشک آپ عظیم الشان خُلق کے مالک ہیں۔''

ابن ابی شیبہ، امام بخاری نے الادب المفرد میں، امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی، امام منذر، امام حاکم، امام بیہقی، ابن مردویہ نے یزید بن بابنوس سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے اخلاق عالیہ کے بارے عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا: ''آپ سے بڑھ کر کوئی شخص عمدہ اخلاق کا مالک نہ تھا''، دوسری روایت میں ہے: ''آپ خلق کے اعتبار سے سارے لوگوں سے عمدہ تھے آپ کا خلق قرآن تھا۔ وہ اس کی رضا کی وجہ سے راضی اور اس کے غصے کی وجہ سے ناراض ہوتے تھے۔ آپ فحش گو نہ تھے۔ نہ فحش گوئی کار دفحش گوئی سے کرتے تھے نہ بازاروں میں شور وغل کرتے تھے۔ نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے بلکہ درگزر اور معاف کر دیتے تھے۔'' پھر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سورۃ المؤمنین کو پڑھو سائل نے اس سورت کی ابتدائی دس آیات طیبات پڑھیں تو انہوں نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمانہ اسی طرح تھے۔

ابن مبارک، عبداللہ بن حمید، ابن منذر، بیہقی نے الدلائل میں حضرت عطیۃ الصوفی سے روایت کیا ہے کہ اس آیت طیبہ میں قرآن پاک کے ادب پر مثال ہے۔

امام احمد، خرائطی، ابو یعلی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اس لئے مبعوث کیا گیا ہے تاکہ میں صالح الاخلاق کی تکمیل کروں، امام مالک کی روایت میں ''حسن الاخلاق'' اور امام بزار کی روایت میں مکارم الاخلاق کے الفاظ ہیں۔

ابن سعد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا مانگی: ''مولا! جس طرح تو نے میری تخلیق کو حسین بنایا ہے اسی طرح میرے اخلاق کو بھی عمدہ بنا دے۔''

علامہ بزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''رب تعالیٰ نے مجھے مشقت میں ڈالنے کے لیے نہیں بھیجا بلکہ مجھے معلم اور آسانیاں پیدا کرنے کے لیے بھیجا ہے۔''

امام شعبی نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''جب بھی آپ کو دو امور میں سے اختیار دیا گیا

تو آپ نے ان میں سے آسان کو منتخب فرمایا بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہوتا۔ اگر اس میں گناہ ہوتا تو آپ اس سے سارے لوگوں سے زیادہ دور رہنے والے ہوتے۔ آپ نے اپنے نفس نفیس کے لیے کبھی بھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ مگر یہ کہ رب تعالیٰ کی حرمت کی خلاف ورزی کی جاتی، امام مسلم کی روایت میں ہے "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے کسی کو نہیں مارا نہ کبھی اپنے کسی خادم کو مارا مگر آپ راہ خدا میں جہاد فرماتے تھے۔ آپ سے کوئی چیز نہ لی گئی جس کا آپ نے کسی سے انتقام لیا ہو۔ مگر رب تعالیٰ کی حرمات میں سے کسی حرمت کی خلاف ورزی کی جاتی تو رب تعالیٰ کے لیے اس سے انتقام لیتے۔"

یعقوب بن سفیان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ فحش گو تھے نہ فحش گوئی کا جواب دیتے تھے۔ آپ فرماتے تھے "تم میں بہترین وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے بہترین ہے۔"

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض اوصاف جو تورات میں مذکور تھے ان میں سے بعض قرآن مجید میں بھی موجود ہیں۔ انہوں نے حدیث پاک بیان کی اس میں ہے "آپ نہ تو سخت تھے نہ تند خو تھے نہ ہی بازاروں میں شور و غل کرنے والے تھے نہ ہی برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے بلکہ معاف کرتے اور درگزر فرما جاتے تھے۔"

امام احمد، شیخان اور خرائطی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے دس سال تک آپ کی خدمت کرنے کی سعادت عظمیٰ حاصل کی (ایک روایت میں گیارہ سال کا تذکرہ ہے) جبکہ میں آٹھ سال کا تھا میں نے سفر و حضر میں یہ سعادت حاصل کی۔ بخدا آپ نے مجھے کبھی اف تک نہ کہا تھا۔ نہ ہی آپ نے مجھے اس کام کے بارے میں کہا تھا جو میں نے کیا تھا کہ تم نے یہ کیوں کیا اور جو کام میں نے نہیں کیا تھا اس کے بارے مجھے یہ نہ فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں نہ کیا نہ ہی اس کام کے بارے میں فرمایا جسے میں نے کیا تھا کہ تم نے یہ برا کام کیا ہے نہ ہی مجھ پر کبھی کوئی عیب لگایا آپ نے مجھے کسی ایسے امر کا حکم کبھی نہ دیا تھا جس میں میں نے سستی کا مظاہرہ کیا ہوتا۔ اگر میں نے کوئی کام ضائع کر دیا ہوتا تو آپ مجھے ملامت نہ کرتے نہ ہی آپ کے اہل خانہ میں سے کوئی شخص مجھے ملامت کرتا۔ آپ فرماتے "اسے چھوڑ دو اگر مقدر میں ہوتا تو اس طرح ضرور ہو جاتا ایک دن آپ نے مجھے ضروری کام کے لیے بھیجا۔ میں نے کہا "بخدا! میں کبھی بھی نہیں جاؤں گا" میرے دل میں تھا کہ میں اس کام کے لیے ضرور جاؤں گا جس کا حکم مجھے آپ نے دیا ہے میں بچوں کی طرف گیا وہ بازار میں کھیل رہے تھے۔ آپ نے پیچھے سے مجھے گدی سے پکڑ لیا۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے۔

آپ نے فرمایا: "انس! اس کام کے لے جاؤ جس کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے، میں نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں جاتا ہوں۔"

امام بخاری نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو گالی گلوچ کرنے والے تھے نہ ملامت کرنے والے اور نہ ہی فحش گو تھے جب ہم میں سے کسی کو خطاب فرماتے تو فرماتے "اسے کیا ہوا ہے۔ اس کی پیشانی

خاک آلود ہو" امام احمد اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "اگر کوئی (لونڈی) یا غلام آپ کا ہاتھ تھام لیتا تو آپ اس کے ہاتھ سے اپنا دست اقدس نہ کھینچتے حتیٰ کہ وہ جہاں چاہتی آپ کو لے جاتی جب آپ کو دعوت دی جاتی تو آپ دعوت کو قبول کرتے۔"

امام ابوداؤد نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جس نے آپ کے کان مبارک میں سرگوشی کی ہو اور آپ نے اس سے اپنا سر اقدس دور کیا ہو۔ حتیٰ کہ سرگوشی کرنے والا خود ہی دور ہو جاتا۔ میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ اگر کسی نے آپ کا دست اقدس پکڑا ہو کہ آپ نے اس سے اسے چھڑایا ہو مگر وہ شخص خود ہی اسے چھوڑ دیتا۔"

امام مسلم، حارث بن ابی اسامۃ نے حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک نماز میں میں آپ کے ساتھ تھا۔ کسی نے چھینک ماری تو میں نے اسے "یرحمك الله" کہا۔ لوگوں نے مجھے تیز نگاہوں سے دیکھا میں نے کہا: "میں نے "یرحمك الله" کہا ہے لوگوں نے مجھے تیز نگاہوں سے دیکھا ہے۔ تعجب ہے وہ مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں؟ لوگوں نے ہاتھ اپنی رانوں پر مارے۔ جب میں نے انہیں دیکھا کہ وہ خاموش کھڑے ہیں تو میں خاموش ہو گیا۔ جب آپ نے نماز سے سلام پھرا تو آپ نے مجھے بلایا۔ میرے والدین آپ پر فدا! میں نے آپ جیسا عمدہ تعلیم دینے والا آپ سے پہلے اور نہ ہی آپ کے بعد دیکھا۔ اللہ کی قسم! آپ نے مجھے نہ مارا نہ گالی دی نہ جھڑکا۔ بلکہ فرمایا: "نماز میں لوگوں جیسی باتیں نہیں کی جا سکتیں۔ یہ تو صرف تسبیح، تکبیر اور تلاوت قرآن ہے۔" (مسلم)

حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: "ایک نوجوان آپ کی خدمت میں آیا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بدکاری کا اذن دے دیں" یہ سن کر لوگ شور مچانے لگے۔ انہوں نے کہا "رک جاؤ" آپ نے اس سے فرمایا: کیا تم یہ اپنی ماں کے لیے پسند کرتے ہو؟ اس نے عرض کی "نہیں" آپ نے فرمایا اسی طرح لوگ بھی اسے اپنی ماؤں کے لیے پسند نہیں کرتے" "کیا تم اسے اپنی بہن کے لیے پسند کرتے ہو؟ اس نے عرض کی "نہیں" آپ نے فرمایا اسی طرح لوگ بھی اسے اپنی بہنوں کے لیے پسند نہیں کرتے" آپ نے فرمایا "کیا تم اسے اپنی پھوپھی کے لیے پسند کرتے ہو؟ اس نے عرض کی نہیں، آپ نے فرمایا: "اسی طرح لوگ بھی اسے اپنی پھوپھیوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔ ان کے لیے وہی ناپسند کرو جو اپنے لیے ناپسند سمجھتے ہو۔ ان کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "جنت میں ہمارے کپڑے، ہم اپنے ہاتھوں سے بنیں گے یا جنت کے پھلوں سے انہیں بنایا جائے گا۔" یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسکرانے لگے۔ اعرابی نے پوچھا "تم کس لیے مسکرا رہے ہو؟ کیا اس جاہل سے جس نے عالم سے پوچھا ہے" آپ نے فرمایا اعرابی! تم نے سچا کہا ہے لیکن انہیں جنت کے پھلوں سے بنایا جائے گا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہود کا ایک گروہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے کہا

السام علیکم (آپ پر موت) حضور ﷺ نے فرمایا: "علیکم" ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہم ان کی یہ بات سمجھ گئے میں نے کہا: "تم پر موت ہو اور لعنت ہو" حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "عائشہ ذرا آہستہ! رب تعالیٰ سارے امور میں نرمی پسند فرماتا ہے۔" انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! کیا آپ نے سماعت نہیں فرمایا کہ انہوں نے کیا کہا؟" آپ نے فرمایا "اسی لیے میں نے انہیں کہا تھا" تم پر۔"

ابو یعلیٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے ایک روز خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ہمیں سفر و حضر میں آپ کی رفاقت کا شرف نصیب ہوا۔ آپ ہمارے مریضوں کی عیادت کرتے تھے، ہمارے جنازوں میں شرکت کرتے تھے۔ ہمارے ساتھ عازم سفر ہوتے تھے قلیل اور کثیر کے ساتھ ہمارے ساتھ ہمدردی کرتے تھے۔

ابن ابی شیبہ، امام بخاری، ابو شیخ اور امام بیہقی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انصار میں سے ایک شخص کا بارگاہ رسالت مآب میں جانا ہوتا تھا۔ آپ اسے امان بخشتے تھے۔ اس شخص نے آپ کے لیے گرہ لگائی اور اسے کنویں میں پھینک دیا۔ اس وجہ سے آپ بیمار ہو گئے۔ دو فرشتے آپ کی تیمارداری کے لیے حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی۔ فلاں نے ان کے لیے گرہ لگائی ہے (ان پر جادو کیا ہے) وہ اب فلاں کنویں میں ہے۔ وہ اس گرہ کی شدت کی وجہ سے پیلا ہو گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھیجا انہوں نے وہ گرہ نکالی۔ اب گرہ لگانے والا زرد ہو گیا تھا۔ انہوں نے گرہ کھولی۔ آپ شفاء یاب ہو گئے۔ آپ نے نہ تو اس کا تذکرہ کیا نہ ہی اس کے آثار آپ کے چہرہ انور سے نظر آئے۔ نہ اسے عتاب کیا حتیٰ کہ وہ شخص مر گیا۔ ایک روایت میں ہے آپ نے اس میں کسی امر کا نہ تو تذکرہ کیا۔ نہ اسے عتاب فرمایا ایک اور روایت میں ہے "میں نے آپ کے روئے تاباں سے اس کے اثرات نہ دیکھے نہ ہی اس کا تذکرہ کیا حتیٰ کہ وہ شخص مر گیا۔"

یعقوب بن سفیان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ جب بھی کسی شخص سے مصافحہ کرتے تو اپنا دست اقدس اس کے ہاتھ سے نہ کھینچتے حتیٰ کہ وہ شخص اپنا ہاتھ خود پیچھے ہٹا لیتا۔ اگر کسی کے سامنے جلوہ نما ہوتے تو اس سے چہرہ انور نہ پھیرتے حتیٰ کہ وہ شخص خود ہی چلا جاتا۔ آپ کو اس طرح نہ دیکھا گیا کہ آپ کسی ہم نشین کے سامنے گھٹنے آگے کر کے بیٹھے ہوں۔"

خطیب نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ سارے امور میں نرمی کو پسند فرماتے تھے" امام بیہقی نے حضرت ابو ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نرم خو تھے۔ آپ نہ تو سخت دل تھے نہ ہی کسی کی اہانت کرتے تھے۔ جب حق سے تعرض کیا جاتا تو پھر کوئی چیز آپ کے سامنے نہ ٹھہر سکتی تھی حتیٰ کہ آپ اس کا انتقام لے لیتے۔ دوسری روایت میں ہے" دنیا آپ کو ناراض نہ کر سکتی تھی لیکن جب حق سے تعرض کیا جاتا تو آپ کسی کا کوئی لحاظ نہ فرماتے تھے آپ کے غضب کے سامنے کوئی چیز نہ ٹھہر سکتی تھی حتیٰ کہ آپ اس سے انتقام لے لیتے تھے آپ اپنے نفس نفیس کے لیے نہ ناراض ہوتے تھے نہ ہی اس کے لیے انتقام لیتے تھے۔"

شیخان، ابن سعد اور ابوالشیخ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں آپ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا آپ پر نجران کی بنی ہوئی چادر تھی جس کا کنارہ بہت سخت تھا آپ کو ایک عرابی ملا۔ اس نے آپ کو بڑے زور سے کھینچا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے آپ کی گردن مبارک کی جلد کو دیکھا وہاں کپڑے کے کنارے کے نشانات پڑ چکے تھے کیونکہ اعرابی نے آپ کو بڑی طاقت سے کھینچا تھا۔ اس نے کہا "محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اس مال میں سے دینے کا حکم دیں جو رب تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف توجہ کی اور مسکراتے ہوئے اسے عطا کرنے کا حکم دیا۔"

الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے آپ سے زیادہ حسن اخلاق کا پیکر کسی کو نہیں دیکھا۔"

دونوں ائمہ، امام شافعی، امام احمد، امام بخاری اور چاروں ائمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی مسجد نبوی میں داخل ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہیں جلوہ افروز تھے۔ اس نے دو رکعتیں پڑھیں اور یہ دعا مانگی "مولا! مجھ پر اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحم فرما۔ ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرما" آپ نے فرمایا "تو نے وسیع کو محدود کر دیا ہے" پھر جلد ہی اس نے مسجد کے ایک کونے میں پیشاب کر دیا۔ صحابہ کرام جلدی سے اس کی طرف جانے لگے آپ نے انہیں منع فرمایا۔ فرمایا "اس کا پیشاب منقطع نہ کرو" اس نے پیشاب کیا۔ حتیٰ کہ وہ فارغ ہو گیا۔

آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا "تمہیں آسانیاں پیدا کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے تمہیں تنگیاں پیدا کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا تعلیم دو۔ آسانیاں پیدا کرو، تنگیاں پیدا نہ کرو، اس جگہ پر پانی کا ایک ڈول بہا دو" ابن ماجہ نے یہ اضافہ کیا ہے "جب اعرابی کو یہ علم ہوا تو اس نے کہا میرے والدین آپ پر نثار! آپ اٹھ کر میرے پاس تشریف لائے مجھے ملامت نہ کی فرمایا: "مسجد میں پیشاب نہیں کیا جاتا۔ انہیں رب تعالیٰ کے ذکر اور نماز کے لیے بنایا جاتا ہے۔"

شیخان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اسی اثناء میں کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک اعرابی آیا، وہ مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا۔ صحابہ کرام نے اسے کہا "ٹھہرو! ٹھہرو! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس کا پیشاب منقطع نہ کرو۔ تمہیں آسانیاں پیدا کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے تمہیں مشکلات پیدا کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا" انہوں نے اسے چھوڑ دیا حتیٰ کہ اس نے پیشاب کر لیا۔ پھر آپ نے اسے بلایا۔ فرمایا "یہ مساجد پیشاب اور گندگی پھیلانے کے لیے نہیں ہیں۔ یہ ذکر الٰہی اور قرآن پاک کی قرأت کے لیے بنائی جاتی ہیں۔" پھر آپ نے کسی شخص کو حکم دیا، وہ پانی کا ایک ڈول لے کر آیا آپ نے اس پر بہا دیا۔

امام احمد اور شیخان نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضرت طفیل بن عمرو دوسی بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوس نے نافرمانی کی ہے۔ اس نے انکار کر دیا ہے آپ ان کے لیے بددعا فرمائیں، آپ نے قبلہ کی طرف رخ انور کیا۔ دست اقدس بلند کیے لوگوں نے کہا "آج وہ ہلاک ہو گئے، آپ

نے یہ دعا مانگی" مولا! قبیلہ دوس کو ہدایت نصیب فرما اور ان سب کو لے آ" آپ نے تین بار یہ دعا مانگی۔

ابو الشیخ اور ابو الحسن نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا" ایک اعرابی بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔وہ کسی امر میں آپ سے مدد کا خواہاں تھا۔اس نے عرض کی" محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کچھ عطا فرمائیں۔آپ اپنے مال سے تو عطا نہیں کرتے نہ ہی اپنے والد گرامی کے مال سے عطا کرتے ہیں" آپ نے اسے کچھ عطا فرمایا پھر فرمایا:" کیا میں نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے؟ اس نے کہا:" نہیں! آپ نے مجھ سے عمدہ سلوک نہیں کیا ہے۔" یہ سن کر مسلمانوں کو غصہ آیا وہ اس کی طرف بڑھ کر گئے۔آپ نے انہیں رک جانے کا اشارہ کیا پھر اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے۔اعرابی کی طرف پیغام بھیجا۔اسے اپنے کاشانہ اقدس میں یاد فرمایا۔اسے کچھ عطا کیا اور فرمایا" کیا میں نے تجھے راضی کر دیا ہے؟" اس نے کہا نہیں! آپ نے اسے کچھ اور عطا کیا اور پوچھا" کیا میں نے تجھے راضی کر دیا ہے" اس نے عرض کی "ہاں! ہم راضی ہو گئے ہیں" آپ نے فرمایا تو ہمارے پاس آیا ہم سے سوال کیا۔ہم نے تمہیں عطا کیا۔لیکن تم نے وہ کچھ کہا جو کہا۔اس کے بارے مسلمانوں کے نفسوں میں کچھ ہے۔اگر تم پسند کرو تو ان کے سامنے ہی وہی کچھ کہو جو کچھ میرے سامنے کہا ہے حتیٰ کہ ان کے سینوں میں سے وہ کچھ نکل جائے" اس نے عرض کی "ہاں"! وہ وقتِ صبح یا وقت عشاء آیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" تمہارا یہ ساتھی بھوکا تھا اس نے ہم سے سوال کیا ہم نے اسے عطا کیا اس کا گمان ہے کہ یہ راضی ہو گیا ہے۔کیا اسی طرح ہے؟ اعرابی نے کہا:" ہاں! اللہ تعالیٰ انہیں اہل اور قبیلہ کی طرف سے عمدہ جزاء دے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اور تمہاری مثال اس شخص کی ہے جس کی اونٹنی ہو جو اس سے بھاگ جائے۔لوگ اس کے پیچھے نکلیں۔وہ اس کے بھاگنے میں ہی اضافہ کریں۔اونٹنی والا ان لوگوں کو صدا دے۔وہ کہے" مجھے اور میری اونٹنی کو تنہا چھوڑ دو۔میں اس پر زیادہ نرم ہوں۔" اس کا مالک اس کی طرف جائے۔وہ اس کے لیے زمین سے چارہ لے۔وہ اونٹنی اس کی طرف آجائے اور بیٹھ جائے وہ اپنا کجاوہ اس پر رکھ لے اور اس پر بیٹھ جائے جب میں اس عرابی کو اس وقت چھوڑ دیتا جب اس نے وہ کچھ کہا جو کہا تو تم اسے قتل کر دیتے وہ آگ میں داخل ہو جاتا حتیٰ کہ میں نے اس کے ساتھ وہ سلوک کیا جو کیا۔"

ابو یعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کی دعوت قبول فرما لیتے تھے مریض کی عیادت کرتے تھے اور دراز گوش پر سوار ہوتے تھے۔

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اہل مکہ نے آپ سے التجاء کی کہ آپ ان کے لیے کوہ صفا کو سونے کا بنا دیں اور آپ ان سے پہاڑوں کو ہٹا دیں تاکہ وہ کاشت کاری کریں،آپ سے کہا گیا" اگر آپ پسند کریں تو ان کے لیے مہلت لے لیں۔اگر آپ پسند کریں تو ہم انہیں وہ کچھ عطا کر دیتے ہیں جو کچھ انہوں نے مانگا ہے اگر انہوں نے کفر کیا تو میں انہیں اسی طرح ہلاک کر دوں گا جیسے میں نے ان سے پہلی اقوام کو ہلاک کیا تھا" آپ نے عرض کی:" نہیں! بلکہ مجھے ان کے لیے مہلت دے دے۔"

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے عرض کی گئی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کے لیے بددعا کریں" آپ نے فرمایا "مجھے لعنت بھیجنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ مجھے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے" ابوالحسن بن ضحاک نے حضرت زید بن اسلم سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس قوم کے پاس سے گزرے وہ اپنے مابین پتھر رکھ کر وضع کر رہے تھے گویا کہ آپ نے یہ امر ناپسند فرمایا۔ جب کچھ آگے تشریف لے گئے پھر استفسار کرتے ہوئے واپس تشریف لائے۔ فرمایا "یہ پتھر کیوں رکھ رہے ہو" انہوں نے عرض کی "یہ شیر کے لیے رکاوٹ بنا رہے ہیں" بعض صحابہ کرام نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش! آپ انہیں جھڑکتے" آپ نے فرمایا "میں آسانیاں پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ میں نفرت پیدا کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔"

امام احمد نے حضرت تمام بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرات عبداللہ، عبیداللہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے اکثر بیٹوں کی صف بنوا لیتے تھے۔ پھر آپ ان سے فرماتے: "جو دوڑ کر پہلے میرے پاس آ گیا اس کے لیے یہ ہے۔" وہ دوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ وہ آپ کی گود اور سینے پر گر پڑتے۔ آپ انہیں چوم لیتے اور انہیں اپنے ساتھ چمٹا لیتے۔"

ابن مردویہ، ابونعیم اور امام واحدی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی بھی اخلاق عالیہ کا مالک نہ تھا۔ آپ کے صحابہ کرام یا اہل بیت میں سے جو بھی آپ کو بلاتا آپ اس کے جواب میں لبیک کہتے۔ اسی لیے رب تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (ن)

"اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں۔"

ابوشیخ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "جب کوئی بھی تین روز تک آپ کو نظر نہ آتا تو آپ اس کے بارے پوچھتے اگر وہ کہیں گیا ہوتا تو اس کے لیے دعا فرماتے۔ اگر وہ مدینہ طیبہ ہی ہوتا تو آپ اس سے ملنے چلے جاتے اگر وہ مریض ہوتا تو آپ اس کی عیادت کرتے، ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کسی ضروری کام کے لیے بھیجا انہوں نے فرمایا "میں نے بچے دیکھے تو ان کے ساتھ بیٹھ گیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے پاس تشریف لے آئے۔"

امام بیہقی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "مجھے یہ سعادت حاصل تھی کہ میں آپ کا پڑوسی تھا۔ جب ہم دنیا کا تذکرہ کرتے تو آپ ہمارے ساتھ دنیا کا ذکر فرماتے۔ جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ ہمارے ساتھ آخرت کا ذکر کرتے جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ ہمارے ساتھ کھانے کا ذکر فرماتے۔

محمد بن عمر اسلمی نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آپ نے حجۃ الوداع کا ارادہ کیا تو سیدنا

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس ایک اونٹ ہے جس پر ہم اپنا زادِ راہ لے جائیں گے" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہ پھر تمہارے ذمہ ہے" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اونٹ ایک ہی تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹے اور جو کا حکم دیا۔ اسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اونٹ پر لادا۔ انہوں نے وہ ایک غلام کے سپرد کیا رستہ میں وہ غلام سو گیا اونٹ چلا گیا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فروکش ہوئے تو غلام حاضر خدمت ہو گیا۔ اس کے ہمراہ کچھ بھی نہ تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پوچھا "اونٹ کہاں ہے؟" اس نے کہا "وہ گم ہو گیا ہے" سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اٹھے اور اسے مارنے لگے۔ اسے کہنے لگے "ایک ہی اونٹ تھا جو تم سے گم ہو گیا۔ اگر صرف میری بات ہوتی تو معاملہ آسان ہوتا لیکن اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کا زادِ راہ بھی تھا۔ یہ دیکھ کر آپ مسکرانے لگے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس محرم کی طرف نہیں دیکھ رہے کہ یہ کیا کر رہا ہے؟ ایک قوم نے حلوہ سے بھرا ہوا پیالہ اٹھایا اور آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حتیٰ کہ اسے آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا "ابوبکر! آؤ! اللہ تعالیٰ تمہارے پاس عمدہ کھانا لے آیا ہے" سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس غلام کو غصیلی نظروں سے دیکھنے لگے۔ آپ نے فرمایا "تسلی رکھو، یہ معاملہ نہ تم پر ہے نہ ہی تمہارے ساتھ ہماری طرف ہے۔ غلام اس امر پر حریص تھا کہ اس سے یہ اونٹ گم نہ ہو۔ یہ حلوہ اس کی جگہ ہے جو کچھ اس کے ساتھ تھا" آپ نے اور آپ کے اہل بیت نے اس سے کھایا۔ آپ کے رفیقان راہ نے کھایا حتیٰ کہ سارے سیر ہو گئے۔

المحب الطبری نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سفر میں تھے۔ آپ نے صحابہ کرام کو ایک بکری ذبح کرنے کا حکم دیا۔ ایک صحابی نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھ پر اس کا ذبح کرنا ہے" دوسرے نے عرض کی "مجھ پر اس کا چمڑا اتارنا ہے" ایک نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھ پر اس کا پکانا ہے" آپ نے فرمایا "مجھ پر لکڑیاں جمع کرنا ہے" انہوں نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم آپ کی طرف سے بھی کام کر دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "میں جانتا ہوں کہ تم میری طرف سے کافی ہو جاؤ گے لیکن میں ناپسند کرتا ہوں کہ تم سے ممتاز ہو کر بیٹھوں۔ رب تعالیٰ کو بندے کی طرف سے یہ امر ناپسند ہے کہ وہ اسے اپنے ساتھیوں سے ممتاز دیکھے۔"

تنبیہات

1. حسن خلق سے مراد وہ قویٰ نفسانیہ ہیں جن سے متصف انسان سے عمدہ افعال سرانجام دینا آسان ہو۔ وہ پسندیدہ آداب پر آسانی سے عمل پیرا ہو سکتا ہو۔ گویا کہ وہ امر اس کی خلقت میں شامل ہو۔ حسن خلق میں حرص، بخل، جھوٹ اور دیگر اخلاق مذمومہ سے اجتناب کرنا شامل ہے عمدہ قول و فعل، فیاضی، بشاشت، رشتہ داروں اور غیر رشتہ داروں سے خندہ پیشانی سے ملنا، جیسی صفات سے متصف ہونا آسان ہو جاتا ہے وہ اپنے ضروری حقوق سے بھی درگزر فرماتا ہے۔ قطع تعلقی کو ترک کر دیتا ہے۔ ادنیٰ اور اعلیٰ سے اذیتیں برداشت کرتا ہے۔ وہ خندہ پیشانی سے یہ سب کچھ

برداشت کرتا ہے، ان افعال میں عمدہ افعال شامل ہوتے ہیں۔ یہ سارے اوصاف حمیدہ آپ میں پائے جاتے تھے اسی لیے رب تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ (ن)

''اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں۔''

◆ اس آیت طیبہ میں علیٰ استعلاء کے لیے ہے۔ یہ لفظ اس امر پر دلالت کر رہا ہے کہ ان اخلاق کریمانہ پر آپ کو غلبہ حاصل تھا گویا کہ یہ آپ کا مرکب ہمایوں تھے۔ امام جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ''آپ کا خلق اس لیے عظیم تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کچھ اور آپ کا مدعا نہ تھا۔''

امام حلیمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے ''آپ کے اخلاق کو اس لیے عظیم فرمایا ہے حالانکہ کرم کا وصف آپ کے اخلاق پر غالب ہے۔ کیونکہ کریمانہ اخلاق سے مراد سخاوت اور فیاضی ہے۔ آپ کے اخلاق کریمانہ اس تک ہی محدود نہیں بلکہ آپ اہل ایمان پر رحیم تھے۔ ان کے ساتھ نرمی فرماتے تھے کفار پر شدید تھے ان پر سختی فرماتے تھے ان کے دلوں میں آپ کا رعب چھا جاتا تھا۔ آپ کے خلق کا وصف عظیم اس کے لیے لگایا گیا ہے کیونکہ یہ انعام اور انتقام کو شامل تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کے اخلاق کریمانہ کا وصف عظیم اس لیے بیان کیا گیا ہے کیونکہ آپ کو قرآن پاک سے ادب سکھایا گیا تھا۔ جیسے کہ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا فرمان گزر چکا ہے۔

رب تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علمی قوت کا تذکرہ کرتے ہوئے بھی اسے عظیم فرمایا ہے ارشاد فرمایا:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ (النساء)

''اور سکھا دیا آپ کو جو کچھ بھی آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل عظیم ہے۔''

آپ کی قوت عملیہ کا تذکرہ بھی عظیم کے وصف کے ساتھ کیا۔ فرمایا:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ (ن)

ان دونوں آیات طیبات کو جمع کرنے سے یہ امر عیاں ہوتا ہے کہ بشری ارواح میں سے آپ کی روح مبارکہ بہت عظیم درجہ کی حامل اور بلند مرتبت ہے۔

◆ الخلق سے مراد ایسا نفسی ملکہ ہے جس سے متصف شخص پر افعال حسنہ بجا لانے آسان ہوں امام راغب اصفہانی نے لکھا ہے ''الخَلْق اور الخُلُق کا معنی ایک ہی ہے جیسے کہ الشَّرب و الشُّرب۔ لیکن الخَلْق ہیئات اور ان صورتوں کے ساتھ متصف ہے جن کا ادراک بصارت سے ہوسکتا ہے لیکن الخُلُق کا اطلاق ان قوی اوصاف پر ہوتا ہے خُلق کا ادراک بصیرت سے ہوتا ہے، پھر اس امر میں علماء کا اختلاف ہے کہ حسن الخُلق غریزی ہیں یا کسبی ہیں۔ جس نے یہ قول کیا ہے کہ یہ غریزی ہیں اس نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جسے حضرت ابن مسعود نے روایت کیا ہے کہ

آپ نے فرمایا" رب تعالیٰ نے تمہارے مابین تمہارے اخلاق اسی طرح تقسیم کیے ہیں جیسے اس نے تمہارے رزق تقسیم کیے ہیں" (بخاری)

امام قرطبی نے لکھا ہے"خُلق نوع انسان میں ایک جبلت ہے۔ ان میں لوگ مختلف درجات پر فائز ہیں۔ ان میں سے جو کسی پر غالب ہوگا وہ اس میں قابل ستائش اور تعریف کے قابل ہوگا۔ ورنہ اسے مجاہدہ کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ قابل ستائش بن جائے۔ اگر وہ وصف کمزور ہو تو اس میں کوشش کرے حتیٰ کہ وہ اس میں قوی ہو جائے۔

امام احمد، امام نسائی، امام ترمذی اور ابن حبان وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوالشیخ رضی اللہ عنہ سے فرمایا"تم میں دو ایسی خصلتیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیار کرتے ہیں وہ حلم اور وقار ہیں"۔انہوں نے عرض کی:"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ پرانی صفات ہیں یا کہ نئی ہیں" آپ نے فرمایا:"پرانی ہیں"۔انہوں نے کہا:"ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھ میں دو ایسی صفات پیدا کی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے"۔ان کا یہ سوال اور آپ کا جواب ارشاد فرمانا اس بات کا شعور دلاتے ہیں کہ خُلق سے مراد وہ صفات ہیں جو پیدائشی ہوں۔ بعد میں حاصل نہ کی گئی ہوں۔ آپ یہ دعا مانگا کرتے تھے"مولا! جس طرح تو نے میری خَلق کو حسین بنایا ہے اس طرح میرے خُلق کو بھی حسین بنا دے"اس روایت کو امام احمد اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔ آپ اپنی ابتداء کی دعا میں یوں عرض کرتے تھے"مولا! میری راہنمائی عمدہ اخلاق کی طرف فرما۔ عمدہ اخلاق کی طرف صرف تو ہی راہنمائی کرسکتا ہے"۔(مسلم)

④ بعض علماء کرام نے لکھا ہے کہ رب تعالیٰ نے دلوں کو سرور کا محل بنایا ہے اخلاق جو کہ رب تعالیٰ کا سرّ ہے۔ وہ اسے اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ سب سے پہلے اسے رب تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب انور میں ڈالا۔ کیونکہ آپ کی تخلیق سارے انبیاء سے پہلے ہوئی۔ آپ کی صورت مبارکہ کا ظہور سارے انبیائے کرام کے بعد ہوا۔ آپ انبیائے کرام میں سے اول بھی ہیں اور آخر بھی۔ رب تعالیٰ نے قلوب کے اخلاق کو نفوس کے لیے قلوب کے اسرار پر نشانیاں مقرر کی ہیں۔ جس کا دل سرّ الٰہی کے ساتھ متحق ہو گیا اس کے اخلاق رب تعالیٰ کی ساری مخلوق سے وسیع ہو گئے اسی لیے اللہ رب العزت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا جسم اطہر عطا فرمایا جو سارے عالمین میں آپ ہی کے ساتھ مختص ہے۔ اس جسد اطہر کی ایسی واضح علامات ہیں جو آپ کے نفس شریف کے احوال پر دلالت کرتے ہیں۔ آپ کے عظیم خلق پر دلالت کرتے ہیں۔ آپ کے اخلاق کی علامات وہ نشانیاں ہیں جو آپ کے قلب اطہر کے اسرار پر دلالت کرتے ہیں۔

⑤ شیخ شہاب الدین سہروردی نے العوارف میں لکھا ہے"ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان:"آپ کا اخلاق قرآن تھا" کو بعید نہ سمجھا جائے۔ اس میں ایک مخفی امر ہے۔ اخلاق ربانیہ کی طرف خفی اشارہ ہے۔ درگاہ ربانیہ سے

انہیں حیاء آئی کہ وہ یوں کہیں "رب تعالیٰ کے اخلاق سے متصف تھے" انہوں نے اپنے مفہوم کو اس معنی سے تعبیر فرمایا" آپ کا اخلاق قرآن تھا" انہوں نے رب تعالیٰ کے جلال سے حیاء کیا انہوں نے حال کو عمدہ گفتگو سے مخفی کیا۔ ان کی زیادہ عقل اور دانائی کا ثبوت ہے کمال ادب پر دلالت ہے۔ ایک اور شخص نے فرمایا ہے" انہوں نے یہ ارادہ فرمایا کہ وہ آپ کے وہ اوصاف بیان کریں جن کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے جیسے اس کی اطاعت میں خوب کوشش کرنا، رب تعالیٰ کے لیے عاجزی، اس کے حکم کے سامنے جھک جانا، اس کے دشمنوں پر شدت، اس کے دوستوں کے لیے تواضع، اس کے بندوں سے ہمدردی اور ان کے ساتھ بھلائی کا ارادہ وغیرہ دیگر اخلاق عالیہ۔"

ایک اور عالم دین لکھتے ہیں" جیسے قرآن پاک کے معانی غیر متناہی ہیں اسی طرح آپ کے وہ اوصاف حمیدہ بھی لامتناہی ہیں جو آپ کے عظیم اخلاق پر دلالت کرتے ہیں۔ کیونکہ احوال میں سے ہر حالت میں مکارم اخلاق سے کثیر اخلاق کی آپ کے لیے تجدید ہوتی رہی، عمدہ شمائل، معارف اور علوم کی تجدید ہوتی رہی جنہیں صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اخلاق حمیدہ کی جزئیات شمار کرنے کی کوشش اس امر کو شمار کرنے کی سعی ہے جو انسان کے بس میں نہیں ہے۔ نہ ہی اس کا تعلق اس کے ممکنات سے ہے۔

◆ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا" آپ نے اپنے نفس نفیس کے لیے کسی سے انتقام نہیں لیا تھا۔ اس امر کو آپ کے اس حکم سے رد نہیں کیا جا سکتا جو آپ نے عبد اللہ بن خطل اور عقبہ بن ابی معیط کو قتل کرنے کا دیا تھا وہ آپ کو اذیت دیتے تھے۔ کیونکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ حرمات الٰہیہ کی حرمت بھی پامال کرتے تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا ارادہ یہ تھا کہ جب آپ کو جفاء کر کے اذیت دی جاتی آپ کی آواز مبارک سے آواز کو بلند کیا جاتا تو آپ کسی سے انتقام نہیں لیتے تھے۔ جیسے کہ وہ شخص جس نے آپ کی مبارک چادر کو کھینچا حتیٰ کہ اس کے نشانات گردن مبارک پر پڑ گئے۔ داؤدی نے اس عدم انتقام کو مال کے ساتھ مختص کیا ہے انہوں نے فرمایا" جہاں تک عزت کا خیال ہے تو آپ نے اس سے انتقام لیا جس نے یہ جسارت کی۔

جیسے آپ نے اس شخص سے قصاص لیا تھا حالانکہ آپ نے اس سے منع فرما دیا تھا۔ آپ اس وقت علیل تھے جس نے آپ کے منہ مبارک کے ایک طرف سے دوا ڈالی تھی۔ آپ نے حکم کیا کہ اس طرح ان کے منہ میں بھی دوا ڈرا لی جائے حالانکہ انہوں نے تاویل بھی کی تھی۔ آپ نے انہیں بشری عادت کے مطابق منع کیا تھا کیونکہ نفس دوا کو ناپسند کرتا ہے الحافظ نے اسی طرح لکھا۔

❀❀❀❀

تیسرا باب

حلم، عفو، قدرت کے باوجود

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ﴿۱۹۹﴾ (الاعراف)

ترجمہ: قبول کیجئے معذرت (خطا کاروں سے) اور حکم دیجئے نیک کاموں کا اور جاہلین سے اعراض کریں۔

تو آپ نے پوچھا "جبرائیل! اس کی کیا تاویل ہے؟ انہوں نے عرض کی "میں نہیں جانتا حتیٰ کہ میں عالم (اللہ رب العزت) سے پوچھ لوں" وہ اوپر گئے پھر نیچے آئے اور عرض کی "محمد عربی ﷺ رب تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ آپ اسے معاف کر دیں جو آپ پر ظلم کرے، جو آپ کو محروم کرے اس کو عطا کریں جو آپ سے قطع رحمی کرے اس کے ساتھ صلہ رحمی کریں۔"

امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت طیبہ سے کئی مسائل اخذ ہوتے ہیں۔

❶ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ وہ لوگوں کے اخلاق میں سے عفو حاصل کریں۔

امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ کسی غزوہ میں آپ کے ساتھ عازم سفر تھے۔ جب واپس آنے لگے تو انہیں دوپہر کسی ایسی وادی میں ہوگئی جہاں بہت سے عضاۃ کے درخت تھے۔ حضور اکرم ﷺ نیچے تشریف لائے۔ صحابہ کرام سایہ حاصل کرنے کے لیے بکھر گئے۔ حضور اکرم ﷺ سمرۃ کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہو گئے۔ اپنی تلوار لٹکائی پھر سو گئے۔ اچانک حضور ﷺ نے ہمیں یاد فرمایا آپ کے پاس ایک اعرابی بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا اس نے مجھ پر تلوار سونتی۔ جبکہ میں سویا ہوا تھا جب میں بیدار ہوا تو یہ تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے کہا: "آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: "اللہ، اللہ، اللہ" آپ نے اسے سزا نہ دی وہ آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

امام احمد، الطبرانی حضرت جعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا میں نے آپ کے ساتھ سفر کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ کی خدمت میں ایک شخص پیش کیا گیا۔ عرض کیا گیا "یہ شخص آپ کو شہید کرنا چاہتا تھا" آپ نے اسے فرمایا "تجھے ہراساں نہیں کیا جائے گا۔ اگر تو نے یہ ناپاک جسارت کی ہے تو رب تعالیٰ نے تجھے مجھ پر تسلط عطا نہیں کیا۔"

ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اہل مکہ میں سے اسی افراد تنعیم کی طرف سے آپ کی طرف آئے وہ مسلح تھے۔ وہ آپ کو دھوکہ سے شہید کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے ان کے لیے بد دعا

کی آپ نے امن کے ساتھ انہیں پکڑ لیا ان سے درگزر فرمایا اور آپ نے انہیں زندہ چھوڑ دیا۔

امام نسائی، ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا، ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حدیث پاک بیان فرما رہے تھے۔ آپ اٹھے میں بھی اٹھا جبکہ آپ اٹھے ہم نے ایک اعرابی دیکھا جس نے آپ کو پا لیا تھا وہ آپ کو چادر مبارک کے ساتھ کھینچ رہا تھا۔ آپ کی گردن مبارک سرخ ہو گئی تھی۔ آپ کی چادر مبارک سخت تھی آپ اس کی طرف توجہ فرما ہوئے۔ اعرابی نے عرض کی" مجھے ان دو اونٹوں پر مالا مال کر دیں آپ اپنے مال سے تو نہیں دیں گے نہ ہی اپنے والد گرامی کے مال سے دیں گے۔" آپ نے فرمایا" نہیں استغفر اللہ نہیں! استغفر اللہ نہیں! استغفر اللہ نہیں! میں تجھے سوار نہ کراؤں گا حتیٰ کہ تو مجھے اس کھینچنے سے چھوڑ دے" وہ اعرابی کہہ رہا تھا" بخدا میں نہیں چھوڑوں گا"۔ اس روایت میں ہے" پھر آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یاد فرمایا، انہیں فرمایا" اس شخص کو دو اونٹ دو ایک پر کھجوریں اور دوسرے پر جو لاد کر دو" پھر آپ نے ہماری طرف توجہ کی اور فرمایا" رب تعالیٰ کی برکت کے ساتھ واپس چلو۔"

ابو شیخ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا" جب سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کو فتح کیا۔ آپ نے بیت الحرام کا طواف فرمایا۔ دو رکعتیں ادا کیں۔ پھر کعبہ معظمہ کے پاس تشریف لائے۔ دروازہ کی دونوں اطراف کو پکڑا اور فرمایا" تم کیا کہتے ہو؟ تمہارا کیا خیال ہے؟ انہوں نے عرض کی" کریم بھائی اور کریم بھائی کے فرزندار جمند! انہوں نے یہ کئی بار کہا۔ آپ نے فرمایا" میں تمہیں اسی طرح کہتا ہوں جس طرح میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ ؕ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۹۲﴾ (الیوسف)

ترجمہ: نہیں کوئی گرفت تم پر آج کے دن معاف فرما دے اللہ تمہارے قصوروں کو اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔

اہل مکہ باہر نکلے گویا کہ وہ ابھی قبور سے نکلے ہوں۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

ابن عساکر نے حضرت زہری سے اور انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" فتح مکہ کے روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن امیہ، ابو سفیان بن حرب اور حارث بن ہشام کی طرف پیغام بھیجا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے آج اللہ تعالیٰ نے ان پر تسلط عطا کیا ہے۔ آج میں انہیں دیکھتا ہوں کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:" میری اور تمہاری مثال اسی طرح ہے جیسے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا:

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ ؕ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۹۲﴾ (الیوسف)

ترجمہ: نہیں کوئی گرفت تم پر آج کے دن معاف فرما دے اللہ تمہارے قصوروں کو اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔

مجھے اس امر سے آپ سے بہت حیاء آتی کہ آپ جان گئے ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا تھا جو فرمایا تھا۔

ابو شیخ، ابن حبان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حنین کے روز آپ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے سے مٹھی بھر چاندی لیتے اور اسے تقسیم فرماتے۔ ایک شخص نے کہا "یارسول اللہ ﷺ عدل فرمائیں۔ آپ نے فرمایا "تیرے لیے ہلاکت! اگر میں نے عدل نہ کیا تو پھر کون عدل کرے گا۔ اگر میں نے عدل نہ کیا تو میں خائن و خاسر رہا۔" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی "کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں یہ منافق ہے۔" آپ نے فرمایا "معاذ اللہ! پھر تو یہ باتیں بنائی جائیں گی کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہوں۔" امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "حنین کے روز آپ نے بعض افراد کو زیادہ عطا فرمایا تاکہ ان کی تالیف قلبی ہو سکے۔ آپ نے اقرع بن حابس کو ایک سو اونٹ عطا کیے۔ عرب کے سرداروں کو مال غنیمت عطا کیا اور انہیں ترجیح دی۔ ایک شخص نے کہا "اس تقسیم میں عدل سے کام نہیں لیا گیا نہ ہی اس سے رضائے الٰہی کے حصول کا ارادہ کیا گیا ہے" انہوں نے کہا "بخدا! میں آپ کو ضرور بتاؤں گا" میں آپ کی خدمت میں آیا اور اس شخص کی بات بتائی۔ یہ سن کر آپ کا چہرۂ انور متغیر ہو گیا۔ گویا کہ وہ صرف (سرخ درخت) ہو پھر فرمایا اگر اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محترم ﷺ عدل نہیں کریں گے تو پھر کون عدل کرے گا پھر فرمایا "اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو اس سے بھی زیادہ ستایا گیا مگر انہوں نے صبر کیا۔"

ابن حبان اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ زید بن سعنہ (وہ یہود کے علماء میں سے ایک تھا۔ امام نووی نے لکھا ہے کہ وہ ان یہودی علماء میں سے ایک تھا جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا) نے کہا "جب میں نے آپ کی زیارت کی تو میں نبوت کی ساری علامات کو جان گیا سوائے دو علامات کے۔ مجھے یہ نہ بتایا گیا کہ آپ میں وہ علامات پائی جاتی ہیں۔ آپ کا حلم آپ کی ناراضگی سے زیادہ ہوگا۔ جہالت کی شدت آپ کے حلم میں اضافہ ہی کرے گی۔ میں اس جستجو میں تھا کہ میں آپ کے ساتھ ملاقات کروں اور آپ کا حلم جان لوں میں نے آپ سے معلوم کھجوریں معلوم مدت تک خرید لیں۔ میں نے آپ کو قیمت ادا کر دی۔ مقررہ مدت سے دو یا تین روز قبل آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ میں نے آپ کی قمیض مبارک اور چادر مبارک کو پکڑا۔ غصیلی نگاہوں سے آپ کے چہرہ انور کی طرف دیکھا میں نے کہا "محمد عربی ﷺ! کیا آپ میرا حق ادا نہیں کریں گے بنو عبدالمطلب! بخدا! تم ہمیشہ ٹال مٹول سے کام لیتے ہو۔ مجھے تمہارے ساتھ راہ و رسم رکھنے سے اس بات کا بخوبی علم ہو گیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا "دشمن خدا! تو حضور اکرم ﷺ کو اس طرح کہہ رہا ہے جسے میں سن رہا ہوں۔ بخدا! اگر مجھے آپ کے اختلاف کا خدشہ نہ ہوتا تو میں اپنی تلوار سے تیری گردن اڑا دیتا۔" حضور اکرم ﷺ بڑے سکون سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ آپ کے چہرے پر محبت اور تبسم کے اثرات تھے۔ پھر فرمایا "عمر! میں اور وہ تمہاری طرف سے کسی اور طرز عمل کے خواہاں تھے۔ تم مجھے حسن ادا اور اسے حسن طلب کا کہتے۔ عمر! جاؤ اور اس کا حق ادا کرو اور تم نے جو اسے خوفزدہ کیا ہے اس کے عوض اسے بیس صاع کھجوریں زائد دینا" حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کیا۔ میں نے کہا "عمر فاروق! میں آپ کے چہرہ انور کو دیکھ کر نبوت کی ساری علامات جان چکا تھا سوائے دو کے۔ مجھے ان کے بارے نہیں بتایا گیا تھا آپ کا حلم آپ کی ناراضگی سے زائد ہوگا۔ جہالت کی شدت آپ کے حلم میں اضافہ ہی کرے گی۔ اب مجھے ان کے بارے آگاہی ہو چکی ہے۔ میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے سے راضی ہوں۔"

امام احمد اور ابو شیخ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی سے ذخیرہ کھجوروں کے ایک وسق کے عوض اونٹ خریدا۔ پھر اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لائے یہ کھجوریں تلاش کیں مگر نہ پائیں۔ آپ اعرابی کے پاس تشریف لے گئے اور اسے کہا "عبداللہ! ہم نے تجھ سے ایک وسق ذخیرہ کھجوروں کے عوض اونٹ خریدا تھا ہم نے وہ کھجوریں تلاش کیں مگر وہ ہمیں نہ مل سکیں" اعرابی نے کہا "ہائے غدرا! ہائے غدرا! صحابہ کرام اسے مارنے کے لیے دوڑے۔ انہوں نے کہا "کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے اس طرح کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا "اسے چھوڑ دو صاحب حق کو گفتگو کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔" آپ نے دو یا تین بار اسی طرح فرمایا۔" جب آپ نے دیکھا کہ وہ شخص نہیں سمجھ رہا تو آپ نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا "خولہ بنت حکیم بن امیہ کے پاس جاؤ۔ انہیں کہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں فرما رہے ہیں کہ اگر تمہارے پاس ذخیرہ کھجوروں کا ایک وسق ہو تو ہمیں اس سے دو ہم عنقریب تمہیں واپس کر دیں گے۔ ان شاء اللہ" وہ صحابی ان کے پاس گئے۔ پھر واپس آئے انہوں نے کہا "وہ عورت عرض کر رہی ہے" ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کھجوریں ہمارے پاس ہیں۔ آپ کسی ایسے شخص کو بھیجیں جو ان پر قبضہ کر لے" آپ نے اس شخص سے فرمایا "جاؤ اور اسے وہ کھجوریں پوری کر کے دو جو اس کی ہیں" وہ گئے۔ انہوں نے وہ کھجوریں پوری کر دیں۔ اعرابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرا۔ آپ اپنے صحابہ کرام میں جلوہ افروز تھے۔ اس نے عرض کی "جزاك الله خيرا۔" آپ نے پورا دیا ہے اور عمدہ طریقے سے دیا ہے۔" آپ نے فرمایا "لوگوں میں سے بہترین وہ ہیں جو پورا اور عمدہ طریقے سے دیتے ہیں۔"

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ سے کسی چیز کا تقاضا کیا۔ آپ کے ساتھ سختی کی۔ آپ کے صحابہ کرام نے اس کا ارادہ کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اسے چھوڑ دو۔ صاحب حق کو گفتگو کا اختیار ہے" پھر فرمایا "اسے اس کے اونٹ جیسا اونٹ دے دو" صحابہ کرام نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم اس کے اونٹ سے عمدہ اونٹ پا رہے ہیں" آپ نے فرمایا "اسے وہی عطا کر دو۔ تم میں سے بہتر وہ ہے جو عمدہ طریقے سے ادائیگی کرے۔"

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودن نے آپ کو زہر آلود بکری پیش کی۔ آپ نے اس میں سے کھایا اس عورت کو لایا گیا۔ آپ سے عرض کی گئی "کیا اس عورت کو قتل نہ کر دیا جائے؟ آپ نے فرمایا "نہیں۔"

امام مسلم اور امام بخاری نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے اور ابن ضحاک

نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میری آنکھوں نے دیکھا میرے کانوں نے سنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جعرانہ میں جلوہ افروز تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں چاندی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں تقسیم کر رہے تھے، آپ انہیں عطا کر رہے تھے۔ ایک شخص نے کہا "یارسول اللہ!! عدل کریں" آپ نے فرمایا "تیرے لیے ہلاکت اگر میں نے عدل نہ کیا تو پھر کون عدل کرے گا؟ اگر میں نے عدل نہ کیا تو میں خائن و خاسر رہا۔" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اجازت مرحمت فرمائیں میں اس منافق کا سر قلم کر دوں" آپ نے فرمایا "خدا کی پناہ! پھر تو لوگ باتیں کریں گے کہ میں اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کرنے لگا ہوں۔ یہ اور اس کے ساتھی قرآن پاک پڑھیں گے۔ مگر قرآن پاک ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا (آپ نے حناجر کا لفظ استعمال فرمایا) یہ دین سے اس طرح گزر جائیں گے جیسے تیر شکار میں گزر جاتا ہے۔"

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام نسائی، ابوشیخ اور امام بیہقی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "ایک یہودی نے آپ پر جادو کر دیا چھ ایام تک آپ کو تکلیف رہی۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ انہوں نے عرض کی "ایک یہودی نے آپ پر جادو کر دیا ہے۔ اس نے گرہ لگا کر جادو کیا ہے۔" آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ انہوں نے وہ چیزیں کنویں سے نکالیں۔ وہ انہیں لے کر آپ کی خدمت میں آ گئے۔ جب بھی گرہ کھولی جاتی۔ آپ کو سکون محسوس ہوتا۔ آپ بالکل شفاء یاب ہو گئے۔ مگر آپ نے اس کا تذکرہ نہ تو یہودی سے کیا نہ ہی اس نے ایسے اثرات آپ کے چہرہ انور پر دیکھے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن عبید سے مرسل روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے۔ غزوہ احد میں آپ کا چہرہ انور زخمی ہوا۔ تو صحابہ کرام پر یہ امر گراں گزرا۔ انہوں نے عرض کی کاش! آپ ان کے لیے بددعا کریں۔ آپ نے فرمایا "مجھے لعنت بھیجنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ مجھے داعی اور سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ مولا! میری قوم کو ہدایت عطا فرما۔ وہ جانتے نہیں" اسی روایت کو حضرت سہل بن سعد نے موصول روایت کیا ہے۔ آپ نے یہ دعا مانگی "مولا! میری قوم کو معاف فرما دے وہ نہیں جانتے" کسی نے یہ کتنا عمدہ شعر کہا ہے:

و ما الفضل الا انت خاتم فضة و عفوك نقش الفص فاختم به عذری

فضل نہیں مگر آپ اس کے لیے چاندی کی انگوٹھی کی طرح ہیں اور آپ کا عفوو درگزر انگوٹھی کا نگینہ ہے اس کے ساتھ میرے عذر پر مہر لگا دیں۔

آپ کی امت پر آپ کی رحمت و رأفت یہ بھی ہے کہ آپ نے اس کے لیے تخفیف اور آسانیاں پیدا کیں۔ بعض امور کو صرف اس خدشہ کے پیش نظر ترک کیا کہ کہیں وہ آپ کی امت پر فرض نہ ہو جائیں۔ جیسے کہ آپ نے فرمایا "اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میں امت کے لیے گراں کر دوں گا تو میں انہیں ہر وضو کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا اور عشاء کی نماز کو رات کے

ثلث تک موخر کرتا" اسی طرح رمضان المبارک میں لگا تار قیام نہ کرنا، صوم وصال سے منع کرنا اور خانہ کعبہ کے اندر جانے کو ناپسند کرنا یہ سب کچھ اس لیے تھا تاکہ آپ اپنی امت کو مشقت میں نہ ڈالیں۔ آپ نے یہ دعا فرمائی کہ رب تعالیٰ آپ کی لعنت اور برے بھلے کہنے کو اس شخص کے لیے رحمت، پاکیزگی اور طہارت کا سبب بنا دے۔"

تنبیہات

❶ حلم سے مراد وقار کی حالت، امور میں ثبات، اذیت پر صبر کرنا ہے۔ اسباب محرکہ کے وقت صاحب حلم کو غضب اشتعال نہیں دلا سکتا۔ اسے انتقام پر برانگیختہ نہیں کر سکتا۔ یہ عقلاء کا شعار ہے۔ آپ حلم کے سبب سے بلند مقام پر فائز تھے۔ جیسے کہ ابوسفیان کے اس قول میں دیکھا جا سکتا ہے۔ جب آپ نے فرمایا" چچا! کیا اب وقت نہیں آیا کہ آپ اسلام قبول کر لیں" اس نے کہا میرے والدین آپ پر فدا! آپ کتنے حلیم ہیں" اذیتوں کی کثرت آپ کے حلم میں ہی اضافہ کرتی۔ جیسے کہ غزوہ احد کے واقعات میں گزر چکا ہے۔

❷ اذیتوں پر صبر کرنا نفس کا جہاد ہے۔ رب تعالیٰ نے اسے اس جبلت پر پیدا کیا ہے کہ اس کے ساتھ جو سلوک کیا جائے۔ اس کو اس پر الم ہوتا ہے۔ اسی لیے جب بعض منافقین نے آپ کی طرف ظلم کی نسبت کی تو آپ پر گراں گزرا لیکن آپ نے حلم کا مظاہرہ کیا صبر کا اظہار کیا۔ کیونکہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ کو صابرین کے اجر و ثواب کے بارے بتا دیا تھا۔ رب تعالیٰ انہیں بغیر حساب اجر وثواب عطا کرے گا۔ آپ نے اذیتوں پر صبر کا مظاہرہ کیا۔ یہ آپ کے نفس کے حق کے بارے تھا۔ لیکن جب رب تعالیٰ کے اوامر کا موقع ہوتا تو آپ شدت کا اظہار فرماتے۔ جیسے کہ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٩﴾ (التحریم)

ترجمہ: اے نبی! کفار اور منافقین سے جہاد جاری رکھو اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

آپ کے غصے کے اسباب مختلف ہوتے تھے۔ ان کا لب لباب یہ ہے کہ یہ رب تعالیٰ کے امر میں ہوتا تھا۔ ان میں آپ نے غضب کا اظہار کیا تاکہ زجر وتوبیخ میں تاکید ہو سکے۔ لیکن صبر اور عفو ودرگزر کا تعلق ان کے نفس نفیس کے ساتھ ہے۔ جب مشرکین نے آپ کے چہرہ انور کو زخمی کیا تو ان کے لیے یہ دعا کی" مولا! میری قوم کو ہدایت نصیب فرما" جب انہوں نے آپ کو نماز سے مصروف رکھا تو فرمایا" رب تعالیٰ ان کے دلوں کو آگ سے بھر دے۔" آپ نے اپنے چہرہ انور پر لگنے والے زخم پر تحمل کا اظہار کیا۔ مگر دین حنیف کے مبارک چہرہ پر لگنے والے زخم پر حلم کا اظہار نہ کیا۔ دین کا چہرہ انور نماز ہے۔ آپ

نے اپنے خالق اعظم کے حق کو اپنے حق پر ترجیح دی۔

◆ آپ کی اس دعا "اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون" کے بارے قاضی نے لکھا ہے" ذرا دیکھو کہ اس دعا میں کیسے فضل جمع ہے۔ کیسے احسانات کے درجات ہیں حسن خلق، کریم النفس اور صبر اور حلم کی انتہا ہے آپ نے ان کے لیے صرف خاموشی پر اقتصار نہ کیا بلکہ انہیں معاف کر دیا۔ پھر ان پر شفقت فرمائی ان پر رحم کیا ان کے لیے شفاعت کی عرض کی "مولا! انہیں ہدایت دے انہیں معاف فرما" پھر اپنے اس فرمان سے ان کے لیے شفقت اور رحمت کا اظہار کیا "قومی" پھر ان کی لاعلمی کی وجہ سے ان کی طرف سے یوں عذر بھی پیش کر دیا۔
(انھم لا یعلمون)

❁❁❁❁

چوتھا باب

حیاء اور اس چیز کی طرف چہرہ انور نہ کرنا جسے ناپسند کرتے تھے

امام بخاری، امام مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پردہ نشیں دوشیزہ سے بھی زیادہ باحیاء تھے۔ جب کسی امر کو ناپسند فرماتے تھے تو ہم آپ کے چہرہ انور سے معلوم کر لیتے تھے۔"

امام احمد اور امام ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کے چہرے پر سرخی دیکھی تو فرمایا کاش! تم اسے حکم دو کہ وہ یہ سرخی دھو دے۔" آپ کسی کا اس طرح استقبال نہیں کرتے تھے جسے وہ ناپسند کرتا۔"

امام بخاری نے ادب میں ان الفاظ میں یہ روایت لکھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کم ہی کسی شخص کا یوں استقبال کرتے تھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔ ایک دن ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا۔ اس پر زردی کے اثرات تھے جب وہ اٹھ کر چلا گیا تو آپ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا "کاش! یہ تبدیل کر دے یا یہ زردی اتار دے۔" ابوداؤد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب آپ تک کسی شخص کی ناپسندیدہ بات پہنچتی تو آپ اس سے یوں نہ فرماتے کہ تو نے اس طرح کہا ہے بلکہ یوں فرماتے "لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس طرح اس طرح کہتے ہیں۔"

عبد بن حمید اور ابوشیخ نے سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ باحیاء تھے۔ آپ سے جو کچھ بھی مانگا جاتا آپ ضرور عطا فرماتے۔"

امام بیہقی نے حضرت ہند بن ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نگاہ مبارک کو نیچا رکھتے تھے۔ زیادہ تر آپ آسمان کی بجائے زمین کی طرف ہی دیکھا کرتے تھے۔ آپ کی اکثر نگاہ مبارکہ ملاحظہ ہوتی تھی۔"

امام بخاری نے الادب المفرد میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز ایک عمل فرمایا۔ اس میں رخصت دی ایک قوم اس سے دور ہٹ گئی جب یہ خبر آپ تک پہنچی تو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی پھر فرمایا "اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ جس عمل کو میں سرانجام دیتا ہوں یہ اس سے کنارہ کش ہوتے ہیں۔ بخدا! میں ان سب سے زیادہ رب تعالیٰ کو جاننے والا ہوں۔ اور سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والا ہوں۔"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے۔انہوں نے فرمایا'' حضور اکرم ﷺ سارے لوگوں سے زیادہ باحیاء تھے آپ پردہ نشیں دوشیزاؤں سے بھی زیادہ باحیاء تھے'' امام احمد، امام بیہقی اور ابوداؤد نے اس روایت کو حضرت ابوسعید سے روایت کیا ہے۔

تنبیہ

حیاء الف ممدودہ کے ساتھ ہے۔ یہ الحیاۃ سے مشتق ہے اسی سے الحیا بارش کو کہتے ہیں لیکن یہ الف مقصورہ کے ساتھ ہے۔کسی قوم کا دل جس قدر زیادہ زندہ ہوگا۔ اتنا ہی اس میں حیاء زیادہ پایا جائے گا قلت حیاء دل اور روح کی موت کی علامت ہے۔دل جس قدر زندہ ہوگا حیاء اتنا ہی مکمل ہوگا۔لغت میں اس سے مراد تغیر اور انکساری ہے اس سے مراد یہ ہے کہ انسان پر وہ چیز خوف طاری کردے جس کی بناء پر اس پر عیب لگایا جاسکے۔کبھی کبھی اس کا اطلاق کسی سبب کی وجہ سے صرف ترک پر آتا ہے لیکن ترک اس کے لوازمات میں سے ہے شریعت مطہرہ میں اس سے مراد ایسا خلق ہے جو قبیح امر سے اجتناب کرنے پر ابھارے۔کسی صاحب حق کے حق میں تقصیر کرنے سے روکے۔

پانچواں باب

آپ کا حسن سلوک اور ناپسندیدہ امور پر صبر

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا مخرق بن نوفل نے اجازت طلب کی۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی آواز سنی تو فرمایا "یہ اپنے قبیلہ کا برا انسان ہے۔"

امام بخاری، امام مسلم، امام مالک، امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے اذن طلب کیا۔ آپ نے فرمایا "اسے اذن دے دو۔ یہ اپنے قبیلے کا بُرا بھائی ہے۔" جب وہ آپ کی خدمت عالیہ میں آیا تو آپ نے اس کے ساتھ نرم گفتگو کی۔ خندہ پیشانی سے ملے۔ اس کے لیے مسرت کا اظہار کیا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو میں نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب آپ نے وہ شخص دیکھا تو اس کے بارے وہ کچھ فرمایا جو فرمایا۔ جب وہ آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو گیا تو آپ نے اس کے ساتھ نرم گفتگو کی خندہ پیشانی سے ملے اس کے لیے مسرت کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا "کیا تم نے مجھے کبھی فحش گو دیکھا ہے۔ روز حشر رب تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ شریر آدمی وہ ہوگا جس کی فحش گوئی کی وجہ سے لوگ اسے چھوڑ دیں گے۔"

ابن الاعرابی نے حضرت صفوان بن امیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "بخدا! مجھے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطا کرتے رہے جو کچھ عطا کرتے رہے۔ آپ مجھے سارے لوگوں سے زیادہ مبغوض تھے آپ مجھے لگاتار عطا کرتے رہے حتیٰ کہ آپ مجھے سارے لوگوں سے زیادہ محبوب بن گئے۔ آپ نے حضرت حکیم بن حزام کو ایک سو بکریاں، عیینہ بن حصن کو ایک سو اونٹ اور اقرع بن حابس کو ایک سو اونٹ عطا کیے۔"

ابن عدی، حکیم اور امام ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کا اسی طرح حکم دیا ہے جس طرح اس نے مجھے فرائض کا حکم دیا ہے۔"

ابن سعد نے اسماعیل بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کی اذیتوں پر سارے لوگوں سے زیادہ صبر کرنے والے تھے۔

امام نسائی، امام ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "ہم مسجد نبوی میں آپ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب آپ اٹھتے تھے تو ہم بھی اٹھ جاتے تھے۔ ایک دن آپ اٹھے ہم بھی آپ کے ساتھ اٹھے جب آپ مسجد کے وسط تک پہنچے تو ہمیں ایک شخص نے آلیا۔ اس نے آپ کو پیچھے سے آپ کی چادر سے کھینچا۔ آپ کی چادر سخت تھی۔ آپ کی گردن مبارک سرخ ہو گئی۔ اس نے کہا "محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے ان دو اونٹوں پر سوار کرو۔"

تنبیہات

❶ ابن بطال، قاضی، قرطبی اور امام نووی نے لکھا ہے کہ یہ مبہم شخص عیینہ بن حصن بن بدر الفزاری تھا۔ اسے الاحمق المطاع کہا جاتا ہے۔

❷ علامہ خطابی نے لکھا ہے یہ حدیث مبارک علم اور ادب کو جامع ہے۔ آپ کی امت کے لیے ان امور میں آپ کا یہ فرمان غیبت نہیں ہے۔ جن امور کے ساتھ آپ اپنی امت کے ساتھ خلوص کا اظہار فرماتے تھے۔ یا غیبت ان میں سے بعض کی بعض سے ہوتی تھی۔ بلکہ آپ پر لازم ہے کہ اس امر کو بیان فرماتے۔ وضاحت سے بیان فرماتے۔ لوگوں کو اس معاملہ سے آگاہ کرتے۔ اس کا تعلق خلوص کے ساتھ ہے۔ یہ آپ کی اپنی امت پر شفقت تھی۔ لیکن کیونکہ کرم آپ کی جبلت میں شامل تھا۔ آپ کو حسن خلق عطا کیا گیا تھا۔ آپ نے اس شخص کے لیے بشاشت کا اظہار کیا۔ نا پسندیدگی کے ساتھ اس کا استقبال نہ کیا تاکہ ایسے شخص کے شر سے بچنے کے لیے آپ کی امت آپ کی اقتداء کرے۔ حسنِ سلوک میں آپ کی اقتداء کرے، تاکہ وہ اس کے شر اور فتنہ سے بچ سکے۔

❸ امام قرطبی نے لکھا ہے کہ اس حدیث پاک میں اس شخص کی غیبت کا جواز ہے جو اعلانیہ گناہ کرتا ہو یا فحش گو ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ حسن سلوک کا بھی جواز ہے تاکہ اس کے شر سے بچا جاسکے بشرطیکہ یہ دین حق میں مداہنت کی طرف نہ لے جائے۔ پھر انہوں نے قاضی حسین کی اتباع میں لکھا ہے: مدارات اور مداہنت میں فرق یہ ہے کہ مدارات دنیا خرچ کرنا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے لیے عطیات، نوازشات تو اس ہستی کی طرف سے ہوتے تھے جس کی دنیا ہے۔ آپ نے اس شخص کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ اس کے ساتھ گفتگو میں نرمی اختیار کی۔ لیکن اس کی تعریف ایسی نہ کی جس سے آپ کے فرمان اور عمل میں تناقض آجائے۔ اس کے بارے آپ کا فرمان حق ہے۔ آپ نے اس کے ساتھ حسن معاشرت کی۔ اس تقدیر سے اشکال ختم ہو جاتے ہیں۔

قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس وقت عیینہ نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ آپ کی اس کے بارے میں غیبت نہ تھی۔ یا اس نے اسلام قبول کر لیا تھا لیکن اس کا اسلام خالص نہ تھا۔ آپ نے ارادہ فرمایا کہ آپ اسے بیان فرمادیں تاکہ اس سے وہ شخص دھوکا نہ کھا جائے جو اس کے باطن کو نہیں جانتا۔ حضور اکرم ﷺ کی حیات ظاہری اور آپ کے بعد اس سے ایسے امور کا صدور ہوا تھا جو اس کے ایمان کی کمزوری پر دلالت کرتے ہیں۔ پھر آپ کا یہ فرمان نبوت کی علامات میں سے ہوگا۔ آپ نے اس کے ساتھ تالیف کرتے ہوئے نرم گفتگو فرمائی تھی۔ الحافظ نے لکھا ہے: "حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں عیینہ مرتد ہو گیا تھا اس نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کی پھر واپس لوٹا اور اسلام قبول کر لیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بعض جنگوں میں حصہ لیا۔"

چھٹا باب

آپ کی پاکبازی، شفقت، رحمت اور حسن عہد

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (الانبیاء)

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سراپا رحمت بنا کر تمام جہانوں کے لیے۔

بعض عارفین نے لکھا ہے "یہ رب تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے سارے انبیاء کرام علیہم السلام کو رحمت سے پیدا فرمایا۔ جبکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت کا سرچشمہ ہیں" ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "ایک رات آپ نے قیام فرمایا۔ ایک ہی آیت طیبہ کو بار بار پڑھا۔ اسی کے ساتھ رکوع، سجود، قیام اور قعدہ کیا۔ حتیٰ کہ صبح ہوگئی وہ آیت طیبہ یہ تھی۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ (المائدہ)

ترجمہ: اگر تو عذاب دے انہیں تو وہ بندے ہیں تیرے اور اگر بخش دے ان کو تو بلاشبہ تو ہی سب پر غالب ہے (اور) بڑا دانا ہے۔

جب صبح ہوئی تو میں نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ تادم صبح یہی آیت طیبہ پڑھتے رہے ہیں" آپ نے فرمایا "میں نے اپنی امت کے لیے شفاعت کی التجاء کی ہے۔ یہ ہر اس شخص کو نصیب ہوگی جس نے رب تعالیٰ کے ہاں کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہوگا۔ ان شاء اللہ!" میں نے عرض کی "آپ کو کیا جواب دیا گیا ہے؟" آپ نے فرمایا "مجھے وہ جواب دیا گیا ہے کہ اگر لوگ اس سے آگاہ ہو جائیں تو عمل ترک کر دیں گے" انہوں نے کہا "کیا میں لوگوں کو بشارت نہ دوں؟" آپ نے فرمایا "ضرور! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر آپ نے لوگوں کی طرف اس طرح کا پیغام بھیجا تو وہ عبادت میں سستی کریں گے" آپ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو واپس آجانے کا حکم دیا۔

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو لوگوں پر آپ سے زیادہ رحم کرنے والا ہو۔"

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں نماز کا آغاز

کرتا ہوں۔ میں اسے طویل کرنا چاہتا ہوں لیکن میں کسی بچے کے رونے کی آواز سن لیتا ہوں کیونکہ میں اس کے رونے سے اس کی کیفیت کی شدت کو سمجھ لیتا ہوں۔"

امام مسلم اور ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تلاوت کیا جو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے تھا۔

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾ (ابراہیم)

ترجمہ: اے میرے پروردگار! ان بتوں نے تو گمراہ کر دیا بہت سے لوگوں کو۔ پس جو کوئی میرے پیچھے چلا تو وہ میرا ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی (تو اس کا معاملہ تیرے سپرد ہے) بیشک تو غفور رحیم ہے۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے رب تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ (المائدہ)

ترجمہ: اگر تو عذاب دے انہیں تو وہ بندے ہیں تیرے اور اگر بخش دے ان کو تو بلاشبہ تو ہی سب پر غالب ہے (اور) بڑا دانا ہے۔

آپ نے اپنے دستِ اقدس بلند فرمائے۔ عرض کی "اللھم! امتی! امتی!" آپ رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو آپ کی خدمت میں بھیجا اور فرمایا: "جبرائیل! محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟" حضرت جبرائیل امین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رونے کا سبب پوچھا۔ آپ نے انہیں بتایا حالانکہ رب تعالیٰ خوب جانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "جبرائیل! محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ ہم عنقریب انہیں ان کی امت کے بارے راضی کر دیں گے۔ ہم آپ کو غمزدہ نہیں کریں گے۔"

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ امام احمد نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصف رات کے وقت مسجد نبوی میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نماز ادا فرما رہے تھے۔ لوگ اس کے بارے گفتگو کرنے لگے ان کی اکثریت جمع ہوگئی لوگ اس امر کا تذکرہ کرنے لگے۔ تیسری شب بہت سے صحابہ کرام مسجد نبوی میں جمع ہو گئے۔ انہوں نے آپ کی نماز کی طرح کی نماز پڑھی چوتھی رات مسجد نبوی نمازیوں سے بھر گئی۔ مگر انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صدا نہ آئی۔ ان میں سے کچھ آواز نکالنے لگے تاکہ آپ ان کے پاس تشریف لائیں مگر آپ باہر تشریف نہ لائے حتیٰ کہ آپ نمازِ صبح کے لیے تشریف لائے۔ جب نماز ادا فرمالی تو لوگوں کی طرف توجہ کی۔ پھر کلمہ شہادت پڑھا پھر فرمایا "اما بعد! رات کو تمہاری کیفیت مجھ سے مخفی نہ تھی لیکن مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے اور تم اس سے عاجز آ جاؤ۔ اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ فرض نماز کے علاوہ دیگر

نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔"

امام مسلم، امام بخاری اور امام نسائی اور ابو شیخ نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "حضور اکرم ﷺ رحیم اور نرم تھے۔ ہم نے آپ کے ساتھ بیس راتیں قیام کرنے کا شرف حاصل کیا آپ نے سمجھا کہ ہم اپنے اہل سے اداس ہو گئے ہیں۔ آپ نے ہم سے پوچھا کہ ہم اپنے اہل کے پاس کسے چھوڑ آئے ہیں ہم نے آپ کو بتایا آپ نے فرمایا، اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹ چلو ان کے ہاں ہی قیام کرو۔"

الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے آپ کی زیارت کی۔ آپ لوگوں کو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے وہ لڑکھڑا کر گر پڑے حضور اکرم ﷺ منبر پاک سے نیچے تشریف لائے آپ حضرت امام حسن کا ارادہ فرمائے ہوئے تھے لوگوں نے انہیں پکڑ لیا آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ شیطان کو ہلاک کرے۔ اولاد آزمائش ہے۔ بخدا! میں نہیں جانتا تھا کہ میں منبر سے اتروں گا۔ حتیٰ کہ مجھے ان کے پاس لایا گیا۔"

الطبرانی نے حضرت زید بن ہالہ اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ آرام فرما تھے۔ آپ جاگے۔ حضرت ہالہ آپ کے سینہ اقدس کے پاس کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا "ہالہ، ہالہ!" گویا کہ آپ ان کے آنے کی وجہ سے خوش ہوئے کیونکہ ان کی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رشتہ داری تھی۔

امام بخاری نے الادب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ایک جگہ فروکش ہوئے۔ ایک شخص نے ایک چڑیا کے انڈے لے لیے۔ وہ آپ کے سر اقدس پر پھڑ پھڑانے لگی۔ آپ نے فرمایا "اسے کس نے اس کے انڈے لے کر تکلیف دی ہے؟" اس شخص نے عرض کی "یارسول اللہ میں نے اس کے انڈے اٹھائے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں واپس کرو۔ یہ اس پر ترس کی وجہ سے تھا۔ آپ نے اس قدر مختصر نماز کبھی نہیں پڑھائی" آپ نے فرمایا "میں نے اپنے بچے کے رونے کی آواز سنی۔ عفت مآب خواتین میرے پیچھے صف باندھے ہوئے تھیں۔ میں نے چاہا کہ اس کی ماں اس کے لیے فارغ ہو جائے۔"

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت امام حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو چوما۔ آپ کے پاس اقرع بن حابس تمیمی بیٹھا ہوا تھا۔ اقرع نے کہا میرے دس بچے ہیں میں نے کبھی ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چوما" آپ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا "جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔"

شیخین نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "ایک اعرابی بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا "تم اپنے بچوں کا بوسہ لیتے ہو لیکن ہم اپنے بچوں کا بوسہ نہیں لیتے" حضور ﷺ نے فرمایا "اگر

رب تعالیٰ تمہارے دلوں سے رحمت نکال دے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟"

محمد بن عمر اسلمی نے اپنے مغازی میں حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا فتح مکہ کے وقت حضور سپہ سالار اعظم ﷺ العرج سے روانہ ہوئے۔ تو آپ نے رستہ میں کتیا دیکھی جو اپنے بچوں کی وجہ سے آواز نکال رہی تھی۔ بچے اس کے ارد گرد دودھ پی رہے تھے۔ آپ نے حضرت جعیل بن سراقہ کو حکم دیا کہ وہ اس کے سامنے کھڑے ہو جائیں تاکہ لشکر اسلامی میں سے کوئی اس کے ساتھ یا اس کے بچوں کے ساتھ تعرض نہ کرے۔

امام بخاری وغیرہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "اگر میری امت پر گراں نہ ہوتا تو مجھے تو یہ پسند تھا کہ میں کسی بھی اس سریہ سے پیچھے نہ رہوں راہ خدا میں نکلے لیکن میرے پاس سواریاں نہیں ہوتیں جن پر انہیں سوار کراؤں، نہ ہی وہ سواریاں پاتے ہیں جن پر سوار ہوں میرے بعد پیچھے رہ جانا ان پر گراں گزرتا ہے۔"

امام مالک وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ اپنی امت کے لیے مشکل پیدا کر دوں گا تو میں انہیں حکم دیتا کہ وہ ہر نماز کا وضو کرتے وقت مسواک کرتے۔

ابن حبان نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ ام المؤمنین سے عذر طلب کریں۔ آپ کا گمان نہ تھا وہ ان سے وہ کچھ پالیں گے جو انہوں نے پایا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ بلند کیا اور ام المؤمنین کو طمانچہ دے مارا۔ انہوں نے ان کے سینے پر مارا۔ اس سے آپ غمزدہ ہو گئے۔ آپ نے فرمایا "ابوبکر آئندہ میں تمہیں کبھی نہ کہوں گا کہ کسی سے معذرت طلب کرو۔"

امام مسلم وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ آپ کے ہمراہ آپ کے لخت جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ آپ نے اپنے لختِ جگر کو منگوایا۔ اسے اپنے ساتھ چمٹا لیا۔ جو کچھ رب تعالیٰ نے چاہا کہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں نے آپ کو دیکھا۔ آپ کے سامنے ہی ان پر نزع کی کیفیت طاری ہو گئی۔ آپ کی چشمان مقدس سے آنسو گرنے لگے۔ آپ نے فرمایا " آنکھ آنسو بہاتی ہے۔ دل غمزدہ ہے۔ ہم وہی بات کہتے ہیں جو ہمارے رب کو راضی کرتی ہے۔ اے ابراہیم! ہم تمہاری وجہ سے غمزدہ ہیں۔"

ابن عساکر نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا "دو افراد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے انہوں نے آپ سے بات کی میں نہیں جانتی کہ وہ کیا بات تھی۔ انہوں نے آپ کو ناراض کر دیا۔ آپ نے ان پر لعنت کی۔ انہیں برا بھلا کہا۔ جب آپ تشریف لائے۔ میں نے عرض کی 'یا رسول اللہ! ہر ایک کو آپ سے بھلائی پہنچی ہے لیکن ان دونوں نے آپ سے بھلائی نہیں پائی تو آپ نے فرمایا:' کیا تم جانتی ہو کہ میں نے اس کے بارے اپنے رب تعالیٰ سے کیا وعدہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی" آپ نے اس کے بارے اپنے رب تعالیٰ سے کیا وعدہ لیا ہے؟ آپ نے کہا "میں نے عرض کی ہے' مولا! میں جس شخص کو بھی برا بھلا کہوں یا اس پر لعنت کروں یا اسے ماروں اسے اس کے لیے مغفرت اور عافیت

بنا دے اور اسے یہ یہ بنا دے۔''

امام ترمذی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی پر اتنی غیرت نہ کھاتی تھی جتنی غیرت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر کھاتی تھی۔ حالانکہ میں نے انہیں پایا نہ تھا۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثرت سے ان کا ذکر کرتے تھے۔ اگر آپ بکری ذبح کرتے تو اس میں کچھ گوشت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو ضرور بھیجتے تھے۔''

امام احمد نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا ''میں نے آج ایسا کام کیا ہے میری خواہش ہے کہ میں نے وہ کام نہ کیا ہوتا۔ میں گھر میں داخل ہوا۔ مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ آفاق میں سے کسی افق کی طرف سے ایک شخص آئے گا۔ وہ اس میں داخل ہونے کی استطاعت نہ رکھتا ہوگا۔ وہ لوٹ جائے گا۔ اس کے نفس میں اس کے بارے میں کچھ تردد ہوگا۔

❀❀❀❀

ساتواں باب

تواضع، انکساری

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾ (الشعراء)

ترجمہ: اور آپ نیچے کیا کیجئے اپنے پروں کو ان لوگوں کے لیے جو آپ کی پیروی کرتے ہیں، اہل ایمان سے۔

یعنی اپنا پہلو نیچے جھکائیں اور ان کے ساتھ نرمی کریں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فقیر مسلمانوں اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ تواضع، عاجزی، نرمی اور رفق اختیار کرنے کا حکم دیا۔

ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کئی طرف سے موقوفاً روایت کیا ہے۔ ابن سعد نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور ابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ تشریف فرما تھے۔ آپ کے ہمراہ حضرت جبرائیل امین تھے۔ آسمان کا افق شق ہوا۔ حضرت جبرائیل امین زمین کے قریب تر آنے لگے۔ ان کا بعض بعض میں داخل ہو گیا۔ وہ سکڑ گئے۔ اچانک ایک فرشتہ آپ کے سامنے تھا" دوسرے الفاظ میں ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنے ملائکہ میں سے ایک فرشتہ آپ کی خدمت میں بھیجا جس کا ازار خانہ کعبہ کے برابر تھا۔ مجھ سے قبل کسی نبی پر نہیں اترا تھا نہ ہی میرے بعد کسی پر اترے گا وہ حضرت اسرافیل علیہ السلام تھے انہوں نے کہا" السلام علیک یا محمد! آپ کا رب تعالیٰ آپ کو سلام دے رہا ہے۔ میں آپ کی طرف آپ کے رب تعالیٰ کا قاصد بن کر آیا ہوں۔ اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو اختیار دوں۔ اگر آپ پسند کریں تو آپ عبد نبی بن جائیں اگر آپ پسند کریں تو آپ بادشاہ نبی بن جائیں۔ میں نے حضرت جبرائیل امین کی طرف دیکھا گویا کہ میں مشورہ طلب کر رہا ہوں۔ حضرت جبرائیل نے مجھے ہاتھ کا اشارہ کیا کہ میں تواضع کروں" میں نے کہا" میں عبد نبی بننا چاہتا ہوں۔ عائشہ! اگر میں بادشاہ نبی کہہ دیتا اگر میں چاہتا تو یہ پہاڑ میرے ساتھ سونے کے بن کر چلتے" ام المومنین نے فرمایا" اس کے بعد آپ نے ٹیک لگا کر کبھی نہ کھایا بلکہ آپ فرماتے تھے" میں اسی طرح کھاؤں گا جیسے عبد کھاتا ہے اسی طرح بیٹھوں گا جیسے عبد بیٹھتا ہے" اس حدیث پاک کے کئی طرق ہیں۔ ان کا تذکرہ آپ کے زہد کے باب میں آئے گا۔

ابن سعد نے حضرت حمزہ بن عبید اللہ بن عتبہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی صفات

تھیں جو جبارین میں نہیں ہوتیں جو بھی سرخ و سیاہ آپ کو دعوت دیتا آپ اس کی دعوت قبول فرما لیتے تھے۔ اگر گری ہوئی کھجور ملتی تو اٹھا لیتے ۔ اسے اپنے منہ مبارک میں ڈال لیتے ۔ اگر اندیشہ ہوتا کہ وہ صدقہ کی نہ ہو۔ آپ دراز گوش پہ سوار ہو جاتے تھے حالانکہ اس پر کچھ نہ ہوتا تھا۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دراز گوش پر سوار ہوئے اور مجھے اپنے پیچھے سوار کرایا۔

ابن عدی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ اپنی چادر مبارک کو کندھوں کے مابین باندھ رکھا تھا۔ ایک اعرابی آپ سے ملا۔ اس نے عرض کی" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اسے کیوں باندھ رکھا ہے؟" آپ نے فرمایا" تیری خیر! میں نے اسے اس لیے پہنا ہے تا کہ اس سے تکبر کا قلع قمع کروں"۔

امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجذوم شخص کا ہاتھ پکڑا۔ اسے پیالے میں داخل کیا۔ اسے فرمایا" رب تعالیٰ کا نام لیتے ہوئے، اس پر اعتماد اور بھروسہ کرتے ہوئے کھاؤ"۔

ابن ابی شیبہ نے اور امام بغوی نے عبد الرحمن بن جبر الخزاعی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" اسی اثناء میں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ چل رہے تھے کہ ایک شخص نے ناگوار عمل کیا آپ نے اسے کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ جب اس نے وہ کپڑا دیکھا تو اس نے سر بلند کیا۔ تو اسے کپڑے کے پاس آپ کی ذات نظر آئی آپ نے فرمایا "ٹھہرو" اس نے وہ کپڑا لیا اور اسے ستر بنا لیا۔ آپ نے فرمایا میں تمہاری مثل بشر ہوں"۔

حارث بن ابی اسامۃ نے حضرت یزید رقاشی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوسیدہ کجاوے اور ایسی چادر پر حج کیا جس کی قیمت چار درہم تھی۔ یوں عرض کی" مولا! اس کو حج مقبول بنا جس میں نہ ریاء ہے اور نہ شہوت کا حصول ہے"۔

بقی بن مخلد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری کو خود ہانکا کرتے تھے اور تھوڑا سا چلتے تھے"۔

ابن الاعرابی نے حضرت ابو المثنیٰ الاملوکی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم اور سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام عصا مبارک لے کر چلتے تھے۔ اسی پر ٹیک لگاتے تھے وہ از راہ تواضع یوں کرتے تھے۔

ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم دراز گوش پر سوار ہوتے تھے اپنے پیچھے کسی کو سوار کر لیتے تھے اور غلام کی دعوت قبول فرما لیتے تھے"۔

امام حاکم نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:" حضور نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم دراز گوش پر سواری

فرمالیتے تھے صوف زیب تن فرمالیتے تھے، بکری کا دودھ نکال لیتے تھے اور غریب کی دعوت قبول فرمالیتے تھے۔"

امام بخاری نے حضرت بزار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "یوم خندق کو میں آپ کی زیارت سے بہرہ مند ہوا۔ آپ مٹی اٹھارہے تھے۔ مٹی نے آپ کی بغل مبارک کی سفیدی کو چھپا رکھا تھا۔"

دارمی نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثرت سے ذکر فرماتے تھے فحش گوئی نہ فرماتے تھے گفتگو کم فرماتے تھے طویل نماز ادا کرتے تھے۔ خطبہ تھوڑا ارشاد فرماتے تھے۔ آپ نہ تو تکبر کرتے تھے۔ نہ ہی بیواؤں اور مساکین کے ساتھ چلنے کو عار سمجھتے تھے تاکہ ان کی ضروریات کو پورا فرمائیں۔"

خرائطی نے ان ہی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عار نہ سمجھتے تھے کہ آپ کمزور کے ساتھ چلیں بیواؤں کے ہمراہ جائیں تاکہ ان کی ضروریات پوری کریں۔"

امام احمد اور امام ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے کبھی بھی آپ کو ٹیک لگا کر کھاتے ہوئے نہیں دیکھا دو شخص بھی آپ کے نشانِ قدم پہ نہ چلتے تھے۔"

ابوشیخ نے حضرت ابن عباس سے اور ابن سعد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر بیٹھ جاتے تھے زمین پر ہی کھاتے تھے۔ بکری کا دودھ نکال لیتے تھے۔ غلام کی دعوت کو قبول فرمالیتے تھے" حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ اضافہ کیا ہے آپ فرماتے تھے "اگر مجھے کسی جانور کی دستی کی طرف دعوت دی جائے تو میں یہ دعوت قبول کرلوں گا" آپ فرماتے "اگر مجھے کسی جانور کے پائے پر دعوت دی جائے تو میں اسے بھی قبول کرلوں گا"۔ خطیب نے الروایۃ میں حضرت انس سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلام کی دعوت کو قبول کر لیتے تھے خواہ وہ جس کھانے پر بھی آپ کو دعوت دیتا۔" آپ نے فرمایا: "اگر مجھے جانور کے پائے پر بھی دعوت دی جائے تو میں اسے بھی قبول کرلوں گا۔"

امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گدھے پر سواری فرمالیتے تھے۔ مریض کی عیادت کرتے تھے۔ نماز جنازہ میں شرکت کرتے تھے۔ غلام کی دعوت قبول فرمالیتے تھے بنو قریظہ سے جنگ کے روز آپ ایسے گدھے پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کے چھلکوں کی رسی کی تھی۔ اس کا پالان بھی کھجور کے پتوں سے بنایا گیا تھا۔

امام ترمذی نے یہ روایت لکھی ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔ جبکہ امام بیہقی نے حضرت ھند بن ہالہ سے روایت کیا ہے۔ وہ اپنی والدہ ماجدہ سے روایت کرتے تھے کہ آپ جس سے بھی ملاقات کرتے اس کو پہلے سلام کرتے تھے۔

امام احمد نے الزھد میں اور ابن عساکر نے یہ روایت نقل کر کے اور لکھا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اسی مفہوم کی روایت احادیث مسندہ میں منقول ہے۔ انہوں نے فرمایا: "بخدا! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دار اقدس کسی کے لیے بند نہ ہوتا تھا، نہ ہی دار اقدس پر کوئی پہرہ دار ہوتا تھا۔ صبح یا شام کے وقت پیالوں میں کھانا آپ کے پاس نہیں لے

جایا جاتا تھا آپ کا دار اقدس سب کے لیے کھلا تھا جو آپ سے ملاقات کرنا چاہتا تھا۔ آپ سے مل سکتا تھا۔ آپ زمین پر بیٹھتے تھے۔ کھانا تناول فرمالیتے تھے کھر درا کپڑا پہن لیتے تھے گدھے پر سواری فرمالیتے تھے اپنے پیچھے کسی کو سوار کر لیتے تھے۔ اپنی مبارک انگلیاں چاٹ لیتے تھے۔"

ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے گفتگو کی اس پر لرزہ طاری ہو گیا۔ آپ نے اسے فرمایا "تم خاطر جمع رکھو۔ میں بادشاہ نہیں ہوں۔ میں قریش میں سے اس (محترمہ) خاتون کا فرزند دلبند ہوں جو خشک گوشت کے ٹکڑے کھاتی تھی۔"

ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن بشر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "بارگاہ رسالت مآب میں ایک بکری پیش کی گئی۔ آپ گھٹنوں کے بل بیٹھے۔ اسی طرح گوشت تناول فرمایا۔ اعرابی نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ بیٹھنے کا کیسا انداز ہے؟" آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے مجھے کریم عبد بنایا ہے مجھے جبار اور سرکش نہیں بنایا۔"

امام احمد، امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی، ایک عورت تھی جس کی عقل میں کچھ تھا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے، آپ نے فرمایا" فلاں کی والدہ! مدینہ طیبہ کے جس رستہ پر چاہو۔ میں تمہاری حاجت پوری کروں گا" آپ اس کے ساتھ سرگوشی فرماتے ہوئے اٹھے حتیٰ کہ اس کی ضرورت پوری کر دی۔"

ابو بکر الشافعی اور ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی رستہ پر تشریف فرما تھے۔ آپ کے ہمراہ آپ کے کچھ صحابہ بھی تھے۔ ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے۔" آپ نے فرمایا: "اے ام فلاں! گلی کے قریبی کنارے پر بیٹھ جاؤ حتیٰ کہ میں تمہارے پاس آجاؤں" اس نے اسی طرح کیا" آپ اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئے حتیٰ کہ اس کی ضرورت پوری کر دی۔"

ابن ابی شیبہ نے یعقوب بن یزید سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاخ خرما کے ساتھ مسجد نبوی کے گرد و غبار کو صاف کرتے تھے" امام بخاری نے الادب میں حضرت عدی بن حاتم سے روایت کیا ہے کہ جب وہ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے تو آپ کے پاس ایک عورت اور دو بچے یا ایک بچہ حاضر خدمت تھے" انہوں نے ان کے قرب کا ذکر کیا۔ پھر کہا "میں سمجھ گیا کہ آپ کسریٰ و قیصر کی طرح بادشاہ نہیں ہیں۔"

ابو بکر بن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "اگر مدینہ طیبہ کی لونڈیوں میں سے کوئی لونڈی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتی۔ وہ آپ کا دستِ اقدس تھام لیتی۔ آپ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نہ چھڑاتے حتیٰ کہ وہ آپ کو جہاں چاہتی لے جاتی۔ وہ اپنا کام کروا لیتی۔"

عبداللہ بن حمید نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "ہم بارگاہ رسالت مآب میں حاضر

ہوئے۔ آپ اس وقت مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ صحابہ کرام نے کہا" یہ عدی ہیں" میں کسی امان اور عہد کے بغیر حاضر ہوا تھا۔ جب میں آپ کی خدمت میں پہنچایا گیا آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ آپ نے اس سے قبل فرمایا تھا" مجھے امید ہے کہ رب تعالیٰ عدی کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دے گا۔"

" آپ میرے ساتھ اٹھے۔ راستہ میں آپ کو ایک خاتون ملی جس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا. انہوں نے عرض کی " آپ سے ہمیں ایک ضروری کام ہے" آپ ان کے ساتھ اٹھے حتیٰ کہ ان کا کام کر دیا۔"

حضرت ابوذر ہروی نے اپنی کتاب الدلائل میں حضرت ابوامامہ سھل بن حنیف سے روایت کیا ہے کہ ایک مسکین عورت مریض ہوگئی۔ حضور اکرم ﷺ کو ان کے مرض کے بارے بتایا گیا آپ مساکین کی عیادت کرتے تھے۔ ان کے بارے پوچھتے تھے۔

امام احمد، امام بخاری اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" اگر مدینہ طیبہ کی کوئی خادمہ آپ کا دستِ اقدس تھام لیتی وہ آپ کو ضروری کام کے لیے لے جاتی۔ آپ اس سے اپنا دستِ اقدس پیچھے نہ کھینچتے حتیٰ کہ وہ آپ کو جہاں چاہتی لے جاتی۔"

ابن اسحاق نے الزجاجی نے اپنی تاریخ میں حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عباس نے عرض کی" یارسول اللہ ﷺ میں دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ آپ کو تکلیف دے رہے ہیں۔ ان کا گردوغبار آپ کو اذیت دے رہا ہے۔ کاش! آپ عریش بنالیں جس میں ان کے ساتھ کلام کریں حضور اکرم رحمت عالم ﷺ نے فرمایا" میں ان کے سامنے ہی رہوں گا۔ وہ میری گردن روندیں گے۔ مجھ سے میرا کپڑا چھینیں گے۔ ان کا گردوغبار مجھے اذیت دے گا حتیٰ کہ رب تعالیٰ ان میں سے مجھ پر رحم فرمائے گا۔"

ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان، قاسم بن ثابت اور الطبرانی نے حضرت ابوسعید وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ ایک جوان (طبرانی نے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت معاذ بن جبل تھے) بکری کی جلد اتار رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا" پیچھے ہو جاؤ میں تمہیں دکھاتا ہوں میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اچھی طرح چمڑا نہیں اتار رہے" آپ نے بکری کے گوشت اور جلد کے مابین اپنا دستِ اقدس داخل کر دیا۔ اسے اندر کی طرف لے گئے حتیٰ کہ وہ اس کی بغلوں کے نیچے سے نکل آیا۔ پھر فرمایا " جوانو! کھال اس طرح اتاری جاتی ہے۔"

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" جس دن آپ نمازِ صبح ادا فرما لیتے تو اہل مدینہ طیبہ کے خدام اپنے اپنے برتن لے آتے جن میں پانی ہوتا تھا جو برتن بھی پیش کیا جاتا آپ اس میں دست اقدس ڈالتے۔ بعض اوقات وہ ٹھنڈی صبح میں پانی لے آتے۔ آپ اس کے اندر اپنا دستِ اقدس ڈال دیتے۔"

امام بخاری نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ حضور رحمت مجسم ﷺ بچوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں سلام کرتے۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرات جنہ بن خالد اور سواء بن خالد رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ اپنی دیوار یا بنیاد درست فرما رہے تھے۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے آپ کی ٹھوڑی مبارک عاجزی کی وجہ سے کجاوے پر تھی۔

ابویعلیٰ نے روایت کیا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ داخل ہوئے تو لوگوں نے آپ کی زیارت کی۔ آپ نے اپنا سر اقدس عاجزی کرتے ہوئے کجاوے پر رکھ دیا۔

امام حاکم نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص گدھا لے کر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ وہ چل رہا تھا اس نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اس پر سوار ہو جائیں۔'' آپ نے فرمایا جانور کا مالک اس امر کا زیادہ مستحق ہوتا ہے کہ وہ جانور کے آگے سوار ہو مگر جبکہ وہ مالک اس حق سے دستبردار ہو جائے۔'' اس نے عرض کی'' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے حق سے دستبردار ہوتا ہوں۔''

امام احمد، ابن عدی اور ابن حبان نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کپڑے سی لیتے تھے۔ اپنے نعلین پاک درست فرمالیتے تھے'' امام احمد کی روایت میں ہے'' آپ اپنے ڈول کو پیوند لگا لیتے تھے۔ بکری دوہ لیتے تھے۔ اپنی خدمت خود کرتے تھے۔''

امام بخاری نے ادب المفرد میں حضرات حسنہ بن خالد اور سواء بن خالد رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت دیوار درست فرما رہے تھے۔ انہوں نے اس پر آپ کی معاونت کی۔ اس امر کو مختلف اوقات پر محمول کیا جائے گا۔ اگر خدام حاضر خدمت ہوتے تو یہ امور سرانجام دیتے تھے کبھی آپ خود کام کرتے۔ کبھی خادم کر دیتا اور کبھی آپ خادم کے ساتھ مل کر کام سرانجام دیتے۔''

ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا'' آپ زمین پر بیٹھ جاتے تھے۔ زمین پر کھا لیتے تھے۔ صوف پہن لیتے تھے۔ اگر کسی جانور کا پایا بھی بطور تحفہ دیا جاتا تو اسے قبول کر لیتے۔ اگر کسی جانور کے بازو پر دعوت دی جاتی تو دعوت قبول کر لیتے آپ اونٹ کو باندھ لیتے تھے''

امام ابوداؤد نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ اس وقت آپ اپنے اونٹ کو چارہ کھلا رہے تھے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا'' حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جنازہ میں شرکت کرتے تھے۔ مریض کی عیادت کرتے تھے۔ غلام کی دعوت قبول کرتے تھے۔ گدھے پر سوار ہوتے تھے۔ یوم خیبر کو آپ گدھے پر سوار تھے۔ یوم قریظہ کو آپ گدھے پر سوار تھے۔ جس کی لگام کھجور کی چھال کی بنی ہوئی تھی اور اس کا پالان بھی کھجور کا تھا۔''

ابن المبارک نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کھانے کے لیے سمٹ کر بیٹھتے تھے گویا کہ آپ اٹھنے کے لیے تیار ہوں۔"

ابو داؤد نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی نور نظر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بارگاہِ رسالت میں بکری پیش کی آپ نے اسے باندھا اور اس کا دودھ نکالا۔ فرمایا "میرے پاس اپنا سب سے بڑا برتن لے کر آؤ" ہم نے بڑا سا پیالہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے اس میں دودھ نکالا حتیٰ کہ اسے بھر دیا۔ پھر فرمایا "تم خود بھی پیو اور اپنے پڑوسیوں کو بھی پلاؤ۔"

ابوالحسن ضحاک نے حضرت عبداللہ بن عبدالعزیز العمریٰ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنے اہل خانہ سے اس چیز میں کم ہی کفایت چاہتے تھے جو ان سے کفایت کا تقاضا کرتی تھی۔ آپ خود ہی وضو فرما لیتے تھے۔ مساکین کو اپنے دستِ اقدس سے عطا کرتے تھے۔ کپڑا کوٹنے میں ان کی مدد کرتے تھے۔"

ابوشیخ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے عرض کی" یارسول اللہ ﷺ! رب تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے۔ آپ ٹیک لگا کر کھالیں یہ آپ کے لیے آسان ہے" آپ نے فرمایا "میں اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح عبد کھاتا ہے اور اسی طرح بیٹھوں گا جیسے عبد بیٹھتا ہے" اس کو امام بخاری نے ادب میں اور صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں عبداللہ بن ابی طلحہ کو آپ کی خدمت میں لے کر گیا جس روز وہ پیدا ہوئے تھے۔ حضور ﷺ چادر پہنے ہوئے تھے اور اپنے اونٹ کو چارہ کھلا رہے تھے۔"

- امام احمد، امام بخاری، امام مسلم اور ابوشیخ نے حضرت اسود بن یزید سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی "حضور اکرم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا "آپ ایک (کامل) بشر تھے اپنے کپڑے صاف کر لیتے تھے بکری دوہ لیتے تھے اپنا کپڑا سی لیتے تھے۔ اپنی خدمت بجا لاتے تھے۔ جوتے مرمت فرما لیتے تھے وہ امور سرانجام دیتے تھے جو مرد حضرات اپنے گھروں میں سرانجام دیتے ہیں۔ آپ اپنے اہل خانہ کی خدمت کرتے۔ جب مؤذن کی آواز سنتے تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔"

ابن سعد نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ کے ہاں ہی رونق افروز رہے جب موسم کی شدت کم ہوئی تو وہ ایک سست رو گدھا لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ انہوں نے آپ کے لیے ایک کپڑا بچھا دیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ وہ آپ کے پیچھے اپنے نور نظر کو سوار کرائیں تاکہ وہ گدھا واپس لے آئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "اگر تم نے اپنا لختِ جگر میرے ہمراہ بھیجنا ہی ہے تو اسے میرے آگے سوار کرو" انہوں نے عرض کی: "نہیں! یارسول اللہ ﷺ یہ آپ کے پیچھے سوار ہوگا" آپ نے فرمایا "سواری کے مالک اس امر کے زیادہ مستحق ہوتے ہیں کہ وہ ان کے آگے سوار ہوں" حضرت سعد نے عرض کی: "میں اسے آپ کے ساتھ نہیں بھیجوں گا۔ لیکن آپ گدھے کو واپس بھیج دیجیے گا۔" آپ نے فرمایا: "ہم اسے واپس کر دیں گے وہ گدھا

اتنا تیز اور سریع ہو گیا کہ اس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا تھا۔"

ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" جب کوئی شخص آپ کے سامنے آتا۔ اور آپ اس سے مصافحہ فرماتے تو اپنا دستِ اقدس اس کے ہاتھ سے نہ چھڑاتے حتیٰ کہ وہ اپنا ہاتھ خود ہی پیچھے کر لیتا۔ اپنا چہرہ انور اس کے چہرے سے نہ پھیرتے حتیٰ کہ وہ خود ہی اپنا چہرہ پھیر لیتا۔ آپ اپنے صحابہ کرام میں کبھی بھی پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے تھے۔"

ابن سعد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" گھریلو امور میں سے آپ اکثر سلائی کرتے تھے۔"

ابو ذرہراوی نے اپنے دلائل میں ابن عسا کر نے حضرت ابن عباس سے، امام احمد، ابویعلیٰ اور ابن عسا کر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ابن عسا کر نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے۔ حضرت جبرائیل امین آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ کوہِ صفا پر تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا" مجھے اس ذات والا کی قسم جس نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا ہے آج رات کے لیے آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مٹھی بھر جو یا مٹھی بھر آٹا نہیں ہے" اس کے معاً بعد آپ نے آسمانوں سے ایک صدا سنی جس سے آپ گھبرا گئے۔ آپ نے فرمایا" کیا رب تعالیٰ نے قیامت قائم کرنے کا حکم دیا ہے" حضرت جبرائیل امین نے عرض کی" نہیں! لیکن یہ حضرت اسرافیل ہیں جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ رب تعالیٰ نے آپ کی بات سن لی ہے۔ یہ فرشتہ جب سے تخلیق کیا گیا ہے۔ اس وقت سے لے کر آج تک زمین پر نہیں آیا۔ مگر اسی وقت" حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے" حضرت جبرائیل امین زمین کے قریب ہونے لگے۔ وہ سمٹ گئے ان کا جسم چھوٹا ہو گیا" حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں ہے "حضرت اسرافیل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ام المومنین کی روایت میں ہے" آپ کی خدمت میں ایک فرشتہ آیا جس کا جسم خانہ کعبہ کے برابر تھا اس نے عرض کی" رب تعالیٰ نے آپ کی بات سن لی ہے۔ اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کو پیش کش کروں کہ میں تہامہ کے پہاڑ زمرد، یاقوت، سونے اور چاندی کے بنا کر آپ کے ساتھ رواں کردوں تو میں اس طرح کر دیتا ہوں۔ اگر آپ پسند کریں تو آپ بادشاہ نبی بن جائیں۔ اگر آپ پسند کریں تو آپ عبد نبی بن جائیں" آپ نے حضرت جبرائیل امین کی طرف توجہ کی گویا کہ آپ مشورہ طلب کر رہے ہوں۔ حضرت جبرائیل امین نے آپ کو ہاتھ کا اشارہ کیا کہ آپ اپنے رب تعالیٰ کے لیے عاجزی کا اظہار کریں" میں سمجھ گیا کہ وہ میرے ساتھ خیر خواہی کا اظہار کر رہے ہیں۔ میں نے کہا" میں عبد نبی بننا چاہتا ہوں" میں نے تین بار اسی طرح کیا میرے رب تعالیٰ نے میری قدردانی کی۔ اس نے فرمایا" آپ پہلی ذات ہیں جن کے لیے زمین شق ہو گی سب سے پہلے آپ ہی شفاعت فرمائیں گے" حضرات ابن عباس اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا اس کے بعد آپ نے کبھی بھی ٹیک لگا کر نہ کھایا حتیٰ کہ آپ کا

وصال ہوگیا۔

ابن عساکر نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا" بارگاہ رسالت میں کھانا پیش کیا گیا۔میں نے عرض کی" آپ ٹیک لگا کر کیوں نہیں کھالیتے۔اس میں آپ کے لیے سہولت ہے آپ نے اپنی جبین اطہر نیچے جھکا دی۔حتیٰ کہ قریب تھا کہ آپ کی پیشانی زمین کو چھو لیتی۔آپ نے فرمایا" میں اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح عبد کھاتا ہے۔میں بیٹھ کر کھاؤں گا" اس کے بعد میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے ٹیک لگا کر کھایا ہو۔"

دار قطنی نے الافراد میں اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صوف پہن لیتے تھے۔آپ مخصوف پہن لیتے تھے۔آپ جو تناول فرما لیتے تھے اور کھردرا کپڑا پہن لیتے تھے۔"

ابن عساکر نے حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا" میں نے حضرت انس سے کہا "ہمیں وہ حدیث پاک سنائیں جسے آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو۔آپ کے علاوہ کسی اور سے ہمیں کچھ نہ سنانا" دوسری روایت میں ہے انہوں نے کہا" حضرت انس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق عظیم کے بارے سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا "آپ صوف پہنتے تھے۔گدھے پر سوار ہو جاتے تھے زمین پر جلوہ افروز ہوتے تھے بکری کو باندھ لیتے اور اسے دوہ لیتے تھے زمین پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے تھے۔آپ فرماتے تھے" میں عبد ہوں میں اسی طرح بیٹھتا ہوں جیسے عبد بیٹھتا ہے" میں نے آپ سے سنا آپ نے فرمایا" اگر مجھے پائے پر دعوت دی جائے تو میں اسے قبول کروں گا" زمین پر آپ کپڑے رکھتے اور اسی پر سو جاتے تھے۔

ابن عدی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے آپ ٹیک لگا کر کھا رہے تھے۔انہوں نے کہا" یہ تکیہ بھی نعمت ہے آپ سیدھے بیٹھ گئے اس کے بعد آپ کو ٹیک لگا کر کھاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔آپ نے فرمایا" میں عبد ہوں میں اسی طرح کھاتا ہوں جیسے عبد کھاتا ہے۔ میں اسی طرح پیتا ہوں جیسے عبد پیتا ہے۔"

ابن عساکر نے عمدہ اسناد سے یحییٰ بن سعد انصاری سے اور وہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کرتے ہیں کہ بارگاہِ رسالت مآب میں عرض کی گئی" کاش! ہم آپ کے لیے بلند جگہ بنا دیں جس پر آپ جلوہ نما ہوں لوگوں سے ہم کلام ہوں" آپ نے فرمایا" میں تمہارے مابین ہی رہوں گا حتیٰ کہ تم میری گردن روندو گے حتیٰ کہ اللہ مجھے رفعت عطا فرما دے گا" پھر فرمایا" میرے منصب سے زیادہ مجھے بلند نہ کیا کرو۔رب تعالیٰ نے پہلے مجھے اپنا عبد بنایا ہے پھر مجھے اپنا رسول بنایا ہے" حضرت یحییٰ نے کہا" میں نے اس روایت کا تذکرہ حضرت سعید بن مسیب سے کیا انہوں نے فرمایا" انہوں نے سچ کہا ہے۔ آپ عبد نبی تھے۔جب رب تعالیٰ نے آپ کو نبی بنایا تو آپ عبد ہی تھے۔"

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صوف پہنتے تھے۔گدھے پر سواری فرماتے تھے اور کمزور لوگوں کی

دعوت کو قبول فرمالیتے تھے۔

ابویعلیٰ نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا"حضورا کرم ﷺ صوف پہنتے تھے گدھے پر سواری فرماتے تھے۔جوتے گانٹھ لیتے تھے۔کپڑے کو پیوند لگا لیتے تھے۔آپ نے فرمایا"جس نے میری سنت سے انحراف کیا۔اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔"

اسحاق بن راہویہ اور ابویعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا"حضورا کرم ﷺ مریض کی عیادت فرماتے تھے۔نماز جنازہ میں شرکت فرماتے تھے۔گدھے پر سواری فرماتے تھے اپنے پیچھے کسی کو بٹھالیتے تھے۔مسکین کی دعوت قبول کرلیتے تھے آپ کھانا زمین پر کھالیتے تھے۔مبارک انگلیاں چاٹ لیتے تھے۔غزوہ خیبر میں آپ گدھے پر سوار تھے۔غزوہ بنوقریظہ اور غزوہ بنونضیر میں بھی آپ گدھے پر سوار تھے اس گدھے کی لگام کھجور کے چھلکے کی بنی ہوئی تھی۔اس پر پالان بھی کھجور کا تھا۔"

انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا"حضور والا ﷺ میں تین خصال حمیدہ ایسی تھیں جو جابرین میں نہ تھیں۔آپ گدھے پر سواری فرماتے تھے۔جو سرخ وسیاہ آپ کو دعوت دیتا آپ اس کی دعوت کو قبول فرمالیتے تھے آپ کو اگر گری ہوئی کھجور ملتی تو اسے اپنے منہ مبارک میں ڈال لیتے۔"

ابن عساکر نے ان سے روایت کیا ہے کہ ایک سیاہ فام غلام حضورا کرم ﷺ کی خدمت میں آتا۔آپ کا دست اقدس تھام لیتا اور جہاں چاہتا لے جاتا۔آپ اس کا کام کر کے ہی واپس تشریف لاتے۔

امام بخاری اور ابن عساکر نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے تھے"حضورا کرم ﷺ ہمارے مریضوں کی عیادت کرتے تھے۔ہمارے جنازوں میں شرکت کرتے تھے قلیل اور کثیر کے ساتھ ہماری ہمدردی فرماتے تھے۔"

امام بیہقی اور ابن عساکر نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:"حضورا کرم ﷺ کمزور مسلمانوں کے پاس تشریف لاتے تھے۔ان کے مریضوں کی عیادت کرتے تھے اور ان کے جنازوں میں شرکت کرتے تھے۔"

ابن مندہ اور ابن عساکر نے عاصم بن حدرہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا"حضورا کرم ﷺ نے کبھی دسترخوان پر نہ کھایا تھا۔نہ ہی آپ کے ساتھ خادم چلتا تھا نہ ہی آپ کے ہاں اور کوئی دربان تھا۔"

ابن عساکر نے لکھا ہے"یہ روایت حضرت جریر کی روایت سے غریب ہے۔حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔وہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔اس پر کپکپی طاری ہوئی حضور ﷺ نے فرمایا:"تسلی رکھو۔میں بادشاہ نہیں ہوں۔میں قریش کی اس خاتون (محترمہ) کا فرزند ہوں جو خشک گوشت کے ٹکڑے کھاتی تھی۔"

ابن ضحاک نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمان بن عوف سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا"میں نے حضرت

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا: "یہ جولباس، مشروبات اور کھانے نکل آئے ہیں ان کے بارے تمہاری کیا رائے ہے؟" انہوں نے فرمایا "میرے بھتیجے! رب تعالیٰ کے لیے کھاؤ رب تعالیٰ کے لیے پیو رب تعالیٰ کے لیے پہنو۔ رب تعالیٰ کے لیے سواری کرو۔ ان میں سے جس چیز میں بھی خواہش، مدح، فخر، ریاء یا شہرت کا عمل دخل ہوگا وہ معصیت اور فضول خرچی ہے۔ اپنے گھر میں خدمت میں اسی طرح مشغول رہو جیسے حضور اکرم ﷺ اپنے گھر میں رہتے تھے۔ آپ اونٹنی کو چارہ کھلاتے تھے۔ اونٹ کو رسی سے باندھتے تھے۔ گھر میں جھاڑو دے لیتے تھے۔ بکری کو دوہ لیتے تھے جوتے گانٹھ لیتے تھے۔ کپڑے کو پیوند لگا لیتے تھے۔ اپنے خادم کے ساتھ کھا لیتے تھے۔ جب وہ بلاتا تو اس کے ساتھ مل کر چکی بھی چلا لیتے تھے۔ آپ بازار سے کھجوریں بھی خرید لیتے تھے۔ حیاء آپ کو منع نہ کرتا تھا کہ آپ انہیں ہاتھ میں لٹکائیں یا اپنے کپڑے کے کنارے میں رکھیں اور انہیں اپنے اہل خانہ کے پاس لے جائیں آپ غنی، فقیر، چھوٹے اور بڑے سے مصافحہ کرتے تھے۔ آپ اہل نماز میں سے جس بھی چھوٹے یا بڑے، سیاہ یا سرخ آزاد یا غلام سے ملتے اسے پہلے سلام کرتے۔ جب وہ دعوت دیتے تو ان کی دعوت قبول کرتے ہوئے حیاء آپ کے لیے رکاوٹ نہ بنتی تھی خواہ وہ بکھرے بالوں والا گرد آلود ہوتا جس چیز کی طرف آپ کو دعوت دی جاتی۔ آپ اسے حقیر نہیں سمجھتے تھے اگر آپ صرف خشک کھجور پاتے تو صبح کے وقت شام کے لیے اور شام کے وقت صبح کے لیے نہ لے جاتے تھے۔ صبح کے وقت حجرات مقدسہ میں روٹی کا ٹکڑا بھی نہ ہوتا تھا نہ ہی جَو کے مشروب کا گھونٹ ہوتا تھا۔ آپ باوقار عادات کے مالک اور عمدہ اخلاق والے تھے، کریم طبع اور عمدہ معاشرت والے تھے۔ چہرۂ انور پر ہمہ وقت تبسم سا رہتا تھا۔ ہنسے بغیر مسکراتے تھے۔ منہ بسورے بغیر غمزدہ ہوتے تھے۔ مشقت کے بغیر شدید اور ذلت کے بغیر متواضع تھے۔ اسراف کے بغیر سخی اور ہر قریبی رشتہ دار اور مسلمان کے لیے رحیم تھے۔ آپ رقیق القلب تھے نگاہ مبارک ہمیشہ نیچے رہتی تھی۔ آپ کو زیادہ کھانے کی وجہ سے کبھی بھی بدہضمی نہ ہوئی تھی۔ نہ ہی کبھی طمع کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔"

حضرت ابوسلمہ نے کہا "میں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی یہ ساری باتیں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بیان کیں انہوں نے فرمایا "انہوں نے ایک حرف کی بھی غلطی نہیں کی۔ انہوں نے کم بیان کیا ہے۔ میں تمہیں بتاتی ہوں کہ حضور اکرم ﷺ نے کبھی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔ نہ ہی کبھی کسی سے شکوہ کیا۔ آپ کو فاقہ آسانی اور غنی سے پسندیدہ ہوتا تھا۔ اگر آپ بھوکے بھی ہوتے شب بھر بل کھاتے ہوئے گزاری ہوتی حتیٰ کہ صبح ہو جاتی تب بھی یہ چیز آپ کو دوسرے دن روزہ رکھنے سے نہ روکتی۔ اگر آپ ﷺ پسند فرماتے اور رب تعالیٰ سے التجاء کرتے تو زمین کے خزانے اور پھل آپ کی خدمت میں پیش کر دیے جاتے۔ زندگی مبارک خوش گوار ہو جاتی مشارق و مغارب کے خزانے آپ کے پاس آجاتے۔"

ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا "میں بھوک کی وجہ سے آپ کی یہ حالت دیکھ کر اکثر رو پڑتی تھی میں اپنے ہاتھ سے آپ کے شکم مبارک کو چھوتی اور عرض کرتی "میری جان آپ پر فدا! آپ دنیا سے اتنا تو لے لیں جو آپ کی خوراک کی کفایت کر سکے۔ بھوک سے روک سکے۔" آپ فرماتے "عائشہ! اولوالعزم رسل عظام میرے بھائیوں نے اس سے بھی شدید حالات

میں صبر کیا۔ وہ اسی حالت پر آگے چلے گئے۔ وہ اپنے رب تعالیٰ کے سامنے پیش ہو گئے۔ اس نے ان کے مقام کو عمدہ کیا۔ ان کے اجر و ثواب کو زیادہ کیا۔ اگر میں زندگی کو خوشگوار کرنے کے لیے کہوں تو مجھے حیاء آتی ہے کہ میں ان سے پیچھے رہ جاؤں گا کچھ ایام کے لیے صبر مجھے اس چیز سے پسندیدہ ہے جو آخرت میں میرا حصہ کم کر دے۔ مجھے اس سے بڑھ کر کوئی چیز پسندیدہ نہیں کہ میں اپنے بھائیوں سے ملاقات کرلوں۔"

تنبیہ

1. حضرت حسن کی روایت میں ہے کہ آپ کے در اقدس پر دربان نہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے۔ وہ ایک قبر کے پاس بیٹھ کر رو رہی تھی۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا "اللہ تعالیٰ سے ڈر اور تقویٰ اختیار کر" اس عورت نے کہا "مجھ سے دور ہو جائیں۔ آپ میری مصیبت سے بری ہیں" آپ آگے تشریف لے گئے۔ ایک شخص اس عورت کے پاس سے گزرا۔ اس نے کہا "حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابھی ابھی تمہیں کیا کہا ہے؟ اس عورت نے کہا "میں نے تو آپ کو پہچانا ہی نہیں" اس نے کہا "وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے وہ آپ کے در اقدس پر آئی۔ اس نے وہاں دربان نہ پایا۔۔۔۔۔۔۔"

اس کے بعد آپ نے کبھی بھی ٹیک لگا کر نہ کھایا حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

یہ روایت حضرت ابو موسیٰ کی اس روایت کے مخالف نہیں ہے جس میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در اقدس پر دربان تھا۔ جب وہ دہلیز پر بیٹھے تھے کیونکہ آپ جب اہل خانہ کے ساتھ مصروف نہ ہوتے نہ ہی اپنے کسی معاملہ میں مصروف ہوتے تو آپ کے اور لوگوں کے درمیان حجاب اٹھا دیا جاتا تھا۔ عرض گزار آپ کی خدمت میں عرض کر سکتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں جب اسود نے ان کے لیے اجازت طلب کی۔ جب آپ نے قسم اٹھائی کہ آپ ایک ماہ تک ازواج مطہرات کے پاس نہ جائیں گے۔ اس روایت میں ہے کہ آپ خلوت کے وقت دربان مقرر فرما دیتے تھے۔ ورنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خود ہی اجازت طلب کر لیتے انہیں یوں کہنے کی ضرورت نہ تھی "رباح! میرے لیے اذن طلب کرو۔" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس طرح اذن طلب کرنے کا ایک اور سبب بھی بیان کیا جاتا ہے انہیں خدشہ تھا کہ کہیں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے آپ ان سے بھی ناراض نہ ہوں۔ انہوں نے اذن طلب کر کے اس امر کو جاننا چاہا جب آپ نے انہیں اذن دے دیا تو وہ مطمئن ہو گئے۔ یہ الحافظ کا موقف ہے۔

❀❀❀❀

آٹھواں باب

بے جا تعریف اور لوگوں کے کھڑا ہونے سے ناپسندیدگی

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا'' تعریف میں اس طرح حد سے تجاوز نہ کیا کرو جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں حد سے تجاوز کیا۔ بلاشبہ میں عبد ہوں یوں کہا کرو' عبدہ و رسولہ' امام احمد امام نسائی اور امام بغوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے یوں عرض کی' یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا سیدنا وابن سیدنا خیرنا وابن خیرنا'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' اے لوگو! اپنی ہی بات کیا کرو شیطان تمہیں گمراہ نہ کر دے۔''

امام احمد، امام بخاری نے ادب میں اور امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام کو کوئی شخص بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبوب نہ تھا۔ لیکن جب وہ آپ کو دیکھتے تو آپ کے لیے کھڑا نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے کہ یہ قیام آپ کو ناپسند ہے۔''

ابوداؤد نے حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے ہم آپ کے لیے اٹھے آپ نے فرمایا'' اس طرح نہ اٹھا کرو جس طرح عجمی اٹھتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کی تعظیم کرتے ہیں۔''

الحافظ، ابونعیم نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' مجھے میرے حق سے زیادہ بلند نہ کیا کرو، رب تعالیٰ نے مجھے نبی بنانے سے پہلے اپنا عبد بنایا ہے۔''

❁❁❁❁

نواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت اور شجاعت

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

فَقَاتِلْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ (النساء:۸۴)

ترجمہ: جہاد کرو اللہ کی راہ میں نہ تکلیف دی جائے گی آپ کو سوائے اپنی ذات کے اور ابھاریں آپ ایمان والوں کو (جہاد پر)۔

بعض اسلاف نے اس آیت طیبہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ آپ کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ جب مشرکین آپ کے ساتھ مقابلہ کریں تو آپ فرار نہ ہوں خواہ آپ تنہا ہی ہوں۔

ابوزرعہ رازی نے دلائل النبوۃ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مجھے گرفت کی شدت کے ساتھ لوگوں پر فضیلت دی گئی ہے۔"

ابن سعد نے محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے لوگوں سے بہادر تھے انہوں نے فرمایا "ایک رات اہل مدینہ طیبہ گھبرا اٹھے۔ لوگ آواز کی طرف گئے۔ انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے واپس آتے ہوئے ملے۔ آپ سب سے پہلے اس آواز کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ آپ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ننگے گھوڑے پر سوار تھے۔ گردن مبارک کے ساتھ تلوار آویزاں تھی۔ آپ فرما رہے تھے "نہ ڈرو نہ ڈرو میں نے کچھ نہیں پایا ہے" آپ نے اس گھوڑے کے بارے فرمایا "ہم نے اسے سمندر پایا ہے۔ یہ سمندر ہے" وہ گھوڑا پہلے سست رو تھا بعد میں اس کے ساتھ مقابلہ نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ بھی آپ کا معجزہ ہے کہ وہ گھوڑا پہلے سست تھا وہ سمندر بن گیا اور اس کے ساتھ مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "جب جنگ کا تنور خوب گرم ہو جاتا تھا ایک قوم دوسری قوم سے نبرد آزما ہوتی تھی تو ہم آپ کے ساتھ مل کر اپنا بچاؤ کرتے تھے ہم میں سے کوئی نہ ہوتا تھا جو آپ سے زیادہ دشمن کے قریب ہوتا" حضرت مولا علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب غزوہ بدر رونما ہوا تو ہم نے آپ کے ساتھ مل کر اپنا بچاؤ کیا اس روز آپ سارے لوگوں سے شدید قتال کر رہے تھے۔ ہم میں سے کوئی بھی آپ سے زیادہ مشرکین کے قریب نہ تھا۔"

ابن ابی شیبہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قیس کے ایک شخص نے ان سے پوچھا" کیا غزوہ حنین میں تم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟ حضرت براء نے فرمایا" لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں بھاگے تھے۔ بنو ہوازن ماہر تیر انداز تھے۔ جب ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ ہم مال غنیمت سمیٹنے لگے۔ انہوں نے تیروں کے ساتھ ہمارا استقبال کیا میں نے دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سفید خچر پر تھے۔ حضرت ابوسفیان بن حارث اس کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ آپ فرمارہے تھے ((انا النبی لا کذاب، انا ابن عبد المطلب)) یہ مکمل شجاعت کی انتہاء ہے۔ کیونکہ آپ اس وقت عین میدانِ جنگ میں تھے۔ آپ کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ اس وقت آپ خچر پر سوار تھے۔ جو نہ بھاگ سکتی ہے نہ پلٹ کر حملہ کر سکتی ہے اور نہ ہی دوڑ کر راہ فرار اختیار کر سکتی ہے آپ اسے دشمن کی طرف آگے بڑھا رہے تھے۔ اپنے اسم گرامی سے تذکرہ فرمارہے تھے تاکہ آپ کو وہ بھی جان لے جو آپ کو نہ جانتا ہو۔"

ابوشیخ نے حضرت عمران بن حصین نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی کسی لشکر سے ملے تو سب سے پہلے شمشیر زنی کرنے والے آپ ہی ہوتے تھے۔"

دارمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ باہمت، بہادر اور سخی ہو۔"

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا" میں غزوہ حنین میں آپ کے ساتھ تھا۔ میں نے آپ کی زیارت کی۔ آپ کے ساتھ میں اور ابوسفیان بن حارث تھے۔ آپ اپنی شہباء خچر پر تھے۔ جب مسلمان اور کفار باہم نبرد آزما ہوئے تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے حضور سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی خچر کو کفار کی سمت بڑھانے لگے۔ میں آپ کی خچر کی لگام پکڑ کر اسے روکے ہوئے تھا۔ آپ اسے چھوڑ نہیں رہے تھے۔ وہ تیزی سے مشرکین کی طرف جا رہی تھی۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے آپ کی رکاب تھامی ہوئی تھی۔ مسلمان واپس لوٹ آئے۔ وہ اور کفار باہم جنگ آزما ہو گئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی خچر پر سوار تھے۔ آپ اپنی گردن مبارک لمبی کر کے ان کے قتال کو دیکھ رہے تھے آپ نے فرمایا "اب جنگ کی بھٹی گرم ہوئی ہے" یہ روایت غزوہ حنین میں گزر چکی ہے کچھ تذکرہ بعد میں بھی آئے گا۔

حضرت ابن ابی خیثمہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خندق کھودنے کا حکم دیا۔ تو اس وقت ہمیں بڑی اور سخت چٹان کا سامنا کرنا پڑا۔ کدالیں اس میں کام نہ کرتی تھیں۔ ہم نے اس کا تذکرہ بارگاہِ رسالت مآب میں کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ جب آپ نے اسے دیکھا تو اپنا کپڑا پکڑا کدال لی۔ بسم اللہ پڑھی ضرب کاری لگائی۔ اس کا تہائی حصہ الگ ہو گیا۔ پھر ضرب کاری لگائی تو اس کا دوسرا ثلث بھی علیحدہ ہو گیا پھر تیسری ضرب لگائی تو اس کا تیسرا ثلث علیحدہ ہو گیا۔ یہ روایت غزوہ خندق میں گزر چکی ہے۔ معجزات میں اس کا تفصیلی تذکرہ آئے گا۔ اس کتاب کی ابتداء میں آپ کی زور آزمائی کا واقعہ لکھا جا چکا ہے۔

امام مسلم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا'' جب جنگ پورے جوبن پہ ہوتی جنگ کا تنور خوب گرم ہو جاتا تو ہم آپ کے چہرہ انور کے سامنے ہو کر قوم کے ساتھ جنگ آزما ہوتے تھے۔ سب سے بہادر وہ ہوتا تھا جو اس جگہ جنگ لڑتا تھا جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معرکہ آزما ہوتے تھے۔ امام الطبرانی نے حضرت امام علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب ان سے غزوۂ بدر میں آپ کی قیام گاہ کے بارے سوال کیا جاتا تو وہ فرماتے'' ہم میں سے بہادر وہ ہوتا تھا جو آپ کے زانو مبارک کے سامنے ہوتا تھا۔''

تنبیہ

علامہ قاضی وغیرہ نے لکھا ہے کہ جس نے یہ گمان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شکست کھائی اسے توبہ کرنے کے لیے کہا جائے گا اگر اس نے توبہ کر لی تو بہتر ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ آپ کے لیے یہ روانہ تھا کیونکہ آپ نور بصیرت سے اپنا معاملہ دیکھ لیتے تھے آپ کو اپنی عصمت کا یقین تھا علماء نے اس شخص اور اس شخص کے مابین تفریق کی ہے جس نے کہا آپ کو زخمی کیا گیا۔ آپ کو اذیت دی گئی کیونکہ اذیت کی خبر دینا نقص ہے۔ اس پر اس کا محاسبہ نہ ہوگا۔ لیکن ہزیمت کی خبر دینا گویا آپ کا عیب نکالنا ہے کیونکہ یہ آپ کا فعل ہے جیسے کہ اذیت موذی کا فعل ہے۔

ابن دحیہ نے کہا ہے'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار ثور میں کیوں چھپے غزوہ کے روز دو زرہیں کیوں پہنیں؟'' ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ جہاں تک غار ثور کا واقعہ ہے تو آپ کو کفار کے ساتھ جہاد کا اذن بعد میں دیا گیا جہاں تک دو زرہوں کا تعلق ہے تو اس کا تعلق پیش قدمی کی تیاری کے ساتھ ہے۔ تاکہ صحابہ کرام آپ کی اقتداء کریں۔ شکست کھانے والا تو پیش قدمی سے بالکل خارج ہوتا ہے بخلاف جنگ کے لیے تیاری کرنے والے کے۔

دسواں باب

آپ کا جود و کرم

امام مسلم، امام بخاری، امام احمد اور ان کے نورنظر عبداللہ نے روایت کیا ہے کہ حضور پیکر جود و کرم ﷺ سے کبھی بھی کسی چیز کے بارے سوال کیا گیا تو آپ نے جواب میں "نہیں" نہیں فرمایا الفرزدق نے کتنا عمدہ شعر کہا ہے۔

ما قال لا قط الا فی تشھدہٖ

لو لا التشھد کانت لاؤہٗ نعمٖ

ترجمہ: سوائے کلمہ شہادت کے آپ نے کبھی "لا" نہیں کہا اگر تشہد نہ ہوتا تو آپ کا "لا" بھی نعم (ہاں) ہوتا۔

خرائطی اور الطبرانی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ سے کسی چیز کے بارے پوچھا جاتا آپ اسے کرنے کا ارادہ فرماتے تو آپ "ہاں" کہتے اگر اسے کرنے کا ارادہ نہ فرماتے تو خاموش ہو جاتے آپ نے کبھی بھی کسی چیز کے لیے "لا" نہیں فرمایا تھا۔

ابوذر عبداللہ احمد الھروی نے الدلائل میں محمد ابن السری العسقلانی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں اور اہل عسقلان میں سے ایک شخص مشائخ کی جستجو میں نکلے تاکہ ان سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کریں۔ میں نے دیکھا کہ میرا اور میرے ساتھی کا اس آیت طیبہ میں اختلاف ہو گیا تھا۔

وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ﴿٦٨﴾ (الاحزاب)

ترجمہ: اور لعنت بھیج ان پر بہت بڑی لعنت۔

میرے ساتھی نے کہا "اس جگہ کثیراً" ہے۔ میں نے آدم بن ابی ایاس سے ملاقات کی۔ ہم نے کہا "ہم آپ سے پوچھتے ہیں" انہوں نے کہا "یہ محمد مصطفیٰ ﷺ حضرات ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی رضی اللہ عنہم ہیں" میں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ میرے لیے دعا فرمائیں" آپ خاموش ہو گئے۔ میں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ آپ میرے لیے دعا کیوں نہیں فرما رہے مجھے حضرت سفیان بن عیینہ نے محمد بن منذر سے اور انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ آپ سے جب بھی کسی چیز کا سوال کیا گیا۔ آپ نے جواب میں "لا" نہیں کہا۔ یہ سن کر آپ مسکرانے لگے میرے لیے دعا فرمائی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ۔

رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾ (الاحزاب)

ترجمہ: اے ہمارے رب ان کو دوگنا عذاب دے اور لعنت بھیج ان پر بہت بڑی لعنت۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "کبیراً، کبیراً، کبیراً"

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور ﷺ سے جو کچھ بھی مانگا جاتا آپ عطا فرما دیتے۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے دو پہاڑوں کے مابین ساری بکریاں اسے عطا فرما دیں۔ وہ اپنے اہل خانہ کی طرف گیا۔ اس نے کہا" اے میری قوم! اسلام قبول کرلو۔ محمد عربی ﷺ اس طرح عطا فرماتے ہیں کہ فاقہ کا اندیشہ نہیں رہتا" ایک شخص بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوتا۔ وہ صرف دنیا کے ارادہ سے آتا شام تک اسے اپنا دین حق دنیا اور دنیا کی ساری چیزوں زیادہ محبوب ہو جاتا" اللہ تعالیٰ ابو عبداللہ محمد بن جابر رحمۃ اللہ علیہ پر رحم کرے انہوں نے کیا خوب فرمایا ہے۔

هذا الذى لا يخش فقراً اذا ... يعطى و لو كثر الانام و داموا
هذا من الانعام اعطى املاً ... فتحيرت لعطائه الافهام

یہ وہ ذات بابرکات ہیں جو فقر و افلاس کا اندیشہ نہیں کرتے جب وہ عطا کریں خواہ لوگ کثیر ہو جائیں اور وہ ہمیشہ مانگتے رہیں۔ یہ ان جانوروں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے حبیب مکرم ﷺ نے امید کرتے ہوئے عطا کیا آپ کی عطا دیکھ کر عقل ششدر رہ جاتی ہے۔

آپ نے وہ جانور اس شخص کو عطا کر دیے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ اس کا مرض اسی علاج سے ختم ہوگا۔ یہ احسان ہے آپ نے اسی کے ساتھ احسان کیا حتیٰ کہ وہ کفر کے مرض سے شفاء یاب ہوگیا۔ یہ آپ کی شفقت، رحمت اور رأفت کا کمال تھا۔ آپ نے اس شخص کے ساتھ احسان کے کمال کے ساتھ معاملہ کیا۔ اسے آگ کی گرمی سے دور کر دیا۔ اسے جنتیوں کے لطف کی ٹھنڈک کی طرف لے گئے۔

دارمی نے حضرت سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ بہت زیادہ باحیاء تھے۔ آپ سے جس چیز کا بھی سوال کیا جاتا تو وہ ضرور عطا فرما دیتے۔" حضرت ابن جابر نے کیا خوب فرمایا ہے۔

يروى حديث الندى والبشر عن يده ... وجهه بين منهل و منسجم
من وجه احمد لى ندى و من يده ... بحر و من فمه در لمنتظم
يمم نبيًا يبارى الرائح نافلة ... والمزن من كل هامى الورد خيرهمى
لو عامت الفلك فيما فاض من يديه ... لم تلق اعظم بحرا منه ان تعم
يحيط كفاه بالبحر المحيط فلذبه ... ما اشتملت كل الانام و روّت قلب كل ظمى

آپ کے دست اقدس سے سخاوت اور بشارت کی روایت بیان کی جاتی ہے۔آپ کا رخ انور سخاوت کے ابر کرم اور سحاب رحمت کے مابین تھا۔مجھے احمد مجتبیٰ ﷺ کے چہرہ انور سے سخاوت نصیب ہوئی دست اقدس سے سمندر اور منہ مبارک سے پینے والے کے لیے گوہر ہائے آبدار نصیب ہوئے۔تم ایسے نبی کریم ﷺ کا قصد کرو جو ہوا اور بارش سے بھی سخاوت میں آگے ہیں۔وہ بارش جو گھاٹ پر اترنے کا عہد و ارادہ کرتی ہے۔اگر آپ کے دستِ اقدس سے رواں ہونے والی سخاوت کے لیے کشتیاں عام بھی ہو جائیں تو وہ اس سے زیادہ بڑا سمندر نہ پائیں گی جو انہیں عام ہو سکے۔آپ کی ہتھیلی مبارک تو بحرِ بے کراں کو بھی محیط ہے۔آپ کی ہی پناہ حاصل کرو۔اور متلاطم اور کثیر پانی والے سمندر کو چھوڑ دو۔اگر آپ کی مبارک ہتھیلی سمندر کو محیط نہ ہو تو پھر وہ سارے انسانوں کو شامل نہ ہو سکے اور ہر پیاسے کے دل کو سیراب نہ کر سکے۔

امام ترمذی نے حضرت ربیع بن عفراء سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا ''میں بارگاہِ رسالتِ مآب میں حاضر ہوا۔میں نے ایک ٹرے میں کھجور اور ککڑی (یا انار) پیش کیے آپ نے مجھے مٹھی بھر زیور یا سونا عطا فرمایا۔رب تعالیٰ ابن جابر پر رحم کرے انہوں نے کیا خوب فرمایا ہے۔

لقد كان فعل الخير قرة عينه — فليس له فيما سواه مجال
فلو سألوا من كفه رد سائل — اجابهم هذا السؤال محال
و لو عرف المحتاج قبل سوأ له — كفاه وا غنى ان يكون سوال
يبادر للحسنى و يبذل زاده — و لو بات مس الجوع منه ينال

عمدہ افعال تو آپ کی چشمان مبارک کی ٹھنڈک تھے۔اس کے علاوہ آپ کا اور کوئی میدان نہ تھا۔اگر آپ کے دستِ اقدس سے کہتے کہ سائل کو لوٹا دے تو وہ کہتا یہ سوال ہی محال ہے اگر آپ محتاج کو اس کے سوال سے پہلے جان لیتے تو اس کی کفایت کرتے اور سوال کرنے سے مستغنی فرما دیتے آپ نیکی کے لیے جلدی فرماتے تھے زادِ راہ بھی خرچ کر دیتے تھے۔خواہ آپ کو اس کی وجہ سے رات بھوک میں بسر کرنا پڑتی۔

امام بخاری، ابن ماجہ، ابن سعید، الطبرانی، اسماعیلی اور نسائی نے حضرت سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ''ایک خاتون نے بنی ہوئی چادر بارگاہ رسالت مآب میں پیش کی جس کو کناری لگائی گئی تھی'' سھل رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''کیا تم جانتے ہو کہ وہ چادر کیسی تھی۔وہ عباء تھی۔اس عظیم خاتون نے عرض کی ''میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بنا ہے تا کہ آپ اسے زیب تن فرمائیں۔اسے قبول فرمالیں۔آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی۔آپ نے وہ قبول فرمالی۔آپ ہمارے پاس تشریف لائے۔آپ نے اسے بطور ازار پہن رکھا تھا۔ایک اعرابی نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ! یہ مجھے عنایت فرمادیں'' آپ نے فرمایا ''ٹھیک ہے'' آپ اس جگہ اتنی دیر تشریف فرما رہے جتنا کہ رب تعالیٰ نے چاہا پھر کاشانۂ اقدس میں تشریف لائے۔اسے لپیٹا اور اس اعرابی کی طرف بھیج دیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس اعرابی سے کہا ''تجھے علم ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے جو کچھ بھی مانگا

جائے آپ منع نہیں کرتے۔ جو کچھ طلب کیا جائے آپ اسے عنایت کر دیتے ہیں اس اعرابی نے کہا" میں نے یہ اس لیے طلب نہیں کی کہ اسے پہنوں میں نے اس لیے مانگا ہے تا کہ یہ میرا کفن بن جائے۔ مجھے اس کی برکت کا یقین ہے کیونکہ اسے آپ نے زیب تن فرما رکھا تھا۔" حضرت سہل نے فرمایا" یہ مبارک چادر اس کا کفن بنی۔"

الطبرانی نے یہ اضافہ کیا ہے" حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ آپ کے لیے ایک اور چادر بنی جائے۔ مگر اس سے پہلے ہی آپ کا وصال ہو گیا۔"

امام الطبرانی نے حضرت ام سنبلہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" میں نے بارگاہ رسالت مآب میں تحفہ پیش کیا۔ مگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے قبول کر لیا آپ نے پوری وادی حضرت ام سنبلہ کے نام کر دی۔

دارمی نے حضرت ہارون بن ابان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" ستر ہزار درہم بارگاہ رسالت مآب میں پیش کیے گئے۔ یہ سب سے زیادہ مال تھا جو آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے مسجد نبوی میں ایک چٹائی پر رکھا۔ آپ خود تقسیم فرمانے لگے۔ کسی سائل کو رد نہ فرمایا حتیٰ کہ سارے دراہم تقسیم کر دیے" علماء کرام نے فرمایا ہے" احتمال ہے کہ اس کثیر تعداد سے مراد صرف دراہم ہوں کیونکہ آپ نے تو دو افراد کو اتنی بھیڑیں اور بکریاں دے دیں جو مذکورہ مال سے زیادہ تھیں۔ ابن فارس نے اپنی کتاب اسماء النبی ﷺ میں تحریر کیا ہے کہ حنین کے روز ایک خاتون آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں انہوں نے وہ اشعار پڑھے جن میں بنو ھوازن میں آپ کی رضاعت کا تذکرہ تھا۔ آپ نے وہ مال واپس کر دیا جو جنگ میں ان سے حاصل ہوا تھا انہیں۔ بہت سے عطیات دیے جب ان عطیات کی قیمت لگائی گئی تو وہ پانچ لاکھ دراہم بنے۔ ابن دحیہ نے لکھا ہے" یہ وہ جود و کرم کی انتہاء ہے جس کے بارے سنا بھی نہیں گیا۔"

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضور رسالت پناہ ﷺ کی خدمت میں بحرین کا مال پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا" اسے مسجد میں رکھ دو وہ یہ سب سے زیادہ مال تھا جسے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضور اکرم ﷺ مسجد نبوی سے باہر تشریف لائے۔ اس مال کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا جب نماز ادا فرمائی تو تشریف لائے اور اس مال کے پاس بیٹھ گئے۔ آپ جس شخص کو بھی دیکھتے اسے عطا فرماتے حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی" یا رسول اللہ ﷺ مجھے عطا فرمائیں میں نے اپنا اور عقیل کا فدیہ ادا کیا ہے" آپ نے انہیں فرمایا" لے لو" انہوں نے اپنا کپڑا بچھایا اور اسے دراہم سے بھر لیا۔ پھر اسے اٹھانے لگے مگر نہ اٹھا سکے۔ انہوں نے عرض کی" یا رسول اللہ ﷺ کسی صحابی کو حکم فرمائیں کہ وہ اسے اٹھانے میں میری مدد کرے" آپ نے فرمایا" نہیں خود ہی اٹھاؤ" انہوں نے عرض کی" میں نہیں اٹھا سکتا" کچھ دراہم باہر نکالے پھر اٹھانے لگے۔ اب بھی نہ اٹھا سکے۔ عرض کی" یا رسول اللہ ﷺ کسی صحابی کو حکم فرمائیں کہ وہ یہ اٹھانے میں میری مدد کرے" آپ نے فرمایا" نہیں خود ہی اٹھاؤ" انہوں نے عرض کی" میں نہیں اٹھا

سکتا۔" انہوں نے مزید کچھ درہم کم کئے انہیں اٹھایا اور اپنے کندھے پر رکھ لیا روانہ ہو گئے حضور اکرم ﷺ لگاتار انہیں دیکھتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ آپ ان پر تعجب کر رہے تھے جب تک ایک درہم بھی وہاں رہا۔ آپ اس جگہ سے نہ اٹھے" اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے حمید بن ھلال کی سند سے مرسل روایت کیا ہے کہ اس مال کو حضرت علاء بن حضرمی نے بحرین کے خراج سے بھیجا تھا۔ یہ پہلا مال تھا جسے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے اونٹ پہ سوار تھے جو تھک چکا تھا۔ حضور اکرم ﷺ پاس سے گزرے۔ آپ نے اسے مارا۔ اس کے لیے برکت کی دعا کی۔ اب وہ اتنا تیز رفتار ہو گیا کہ اس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ نے انہیں فرمایا "یہ مجھے اتنے اوقیہ چاندی میں فروخت کر دو" میں نے عرض کی "نہیں" آپ نے فرمایا" مجھے اتنے اوقیہ چاندی میں فروخت کر دو" میں نے اسے آپ کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ اپنے اہل خانہ تک اس پہ سوار ہو کر جانے کو مستثنیٰ قرار دیا۔ جب ہم مدینہ طیبہ پہنچے تو میں نے وہ اونٹ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے مجھے رقم ادا کر دی میں واپس جانے لگا تو آپ نے میری طرف پیغام بھیجا۔ فرمایا" میں تمہارا اونٹ نہیں لوں گا یہ تمہارے لیے ہی ہے۔"

امام بخاری کی روایت میں ہے کہ کسی سفر میں حضور اکرم ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا" اپنا اونٹ مجھے فروخت کر دو" انہوں نے عرض کی" یارسول اللہ ﷺ میرے والدین آپ پر نثار یہ آپ کا ہی ہے" آپ نے فرمایا" یہ مجھے فروخت کر دو" انہوں نے وہ آپ کو فروخت کر دیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو وہ رقم دینے کا حکم دیا۔ انہوں نے وہ رقم ادا کر دی۔ پھر فرمایا" یہ رقم بھی لے جاؤ اور اونٹ بھی لے جاؤ۔ رب تعالیٰ تمہارے لیے ان دونوں چیزوں کو بابرکت کرے" حضور اکرم ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس گزارش" یہ آپ کا ہی ہے" کا بدلہ چکاتے ہوئے انہیں رقم بھی واپس کر دی۔ اونٹ بھی واپس کر دیا اور برکت کے لیے دعا بھی کی۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضور اکرم ﷺ سارے لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ رمضان المبارک میں آپ کی سخاوت بہت زیادہ ہو جاتی تھی اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے۔ رمضان المبارک کی ہر شب وہ آپ سے ملاقات کرتے تھے۔ آپ ان کے ساتھ قرآن پاک کا دور کرتے تھے۔ آپ نفع بخش ہوا سے بھی زیادہ سخاوت کرتے تھے۔"

امام ترمذی اور خرائطی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا" ایک شخص بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا" میرے ہاں کوئی چیز نہیں جو تجھے دوں۔ لیکن تم قرض لے لو حتیٰ کہ ہمارے پاس کچھ آ جائے ہم وہ تمہیں دے دیں گے" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا" رب تعالیٰ نے آپ کو اس کا مکلف نہیں بنایا۔ جو کچھ آپ کے پاس موجود ہے آپ وہ عطا فرما دیں۔ اگر آپ کے پاس نہیں تو آپ اس کے مکلف نہیں ہیں" آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ بات پسند نہ کی حتیٰ کہ ناگواری کے اثرات چہرۂ انور سے عیاں تھے اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض

کی "یارسول اللہ ﷺ میرے والدین آپ پر فدا! آپ عطا فرماتے جائیں اور عرش کے مالک سے قلت کا اندیشہ نہ کریں۔ یہ سن کر آپ کا چہرہ انور کھل اٹھا۔ آپ نے فرمایا مجھے اسی طرح حکم دیا گیا ہے۔ ابن سعد نے حضرت انس سے اور امام ترمذی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ان دونوں نے فرمایا" حضور اکرم ﷺ سارے لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔"

بقی بن مخلد اور ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے زیادہ سخی کے بارے نہ بتاؤں۔ سب سے زیادہ سخاوت کرنے والا رب تعالیٰ ہے اولاد آدم میں سب سے زیادہ سخی میں ہوں۔ میرے بعد سخی وہ شخص ہے جس نے علم حاصل کیا۔ اپنا علم پھیلایا۔ وہ روز حشر تنہا ایک امت بن کر اٹھے گی اور وہ شخص سخی ہے جس نے راہ خدا میں جہاد کیا حتیٰ کہ وہ شہید ہو گیا" ابن ابی خیثمہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ جب بھی آپ ﷺ کا وصف بیان کرتے تو فرماتے" آپ سارے لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔"

ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سارے لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ بزار نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" جب رمضان المبارک آتا تو آپ ہر قیدی کو آزاد کر دیتے اور ہر سائل کو عطا فرماتے۔"

ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا" دو شخص بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ وہ آپ سے اونٹ کی قیمت کے بارے التجاء کر رہے تھے آپ نے دو دیناروں کے ساتھ ان کی مدد کی۔ وہ آپ کی بارگاہِ والا سے باہر نکلے۔ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملے۔ انہوں نے آپ کو عمدہ الفاظ سے یاد کیا۔ بھلائی کا تذکرہ کیا اور حضور اکرم ﷺ کے حسن سلوک کا شکریہ ادا کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور ان کی باتیں آپ کو عرض کیں۔ حضور سراپا جود و عطا ﷺ نے فرمایا" لیکن فلاں کو میں نے دس اور سو کے مابین دیے مگر اس نے کچھ نہ کہا۔ ان میں سے کوئی ایک مجھ سے مانگتا ہے۔ وہ اپنے سوال کے ساتھ جاتا ہے وہ اسے بغل میں لے لیتا ہے۔ یہ تو صرف آگ ہی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی" آپ انہیں وہ چیز کیوں دیتے ہیں جو آگ ہے آپ نے فرمایا" وہ انکار کر دیتے ہیں مگر مجھ سے سوال ہی کرنا۔ رب تعالیٰ مجھے بخل سے روکتا ہے"

امام اور پانچوں ائمہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انصار کے بعض افراد نے آپ سے مانگا تو آپ نے انہیں عطا کر دیا پھر آپ سے مانگا پھر آپ نے انہیں عطا فرما دیا پھر فرمایا" میرے پاس بھلائی میں سے جو کچھ بھی ہوا۔ میں اسے تم سے چھپا کر ذخیرہ نہیں کروں گا۔ جو پاکدامن بننے کی کوشش کرتا ہے۔ رب تعالیٰ اسے عفت عطا فرما دیتا ہے۔ جو رب تعالیٰ سے غنیٰ چاہتا ہے۔ رب تعالیٰ اسے مستغنی فرما دیتا ہے جو چیز طلب کرتا ہے رب تعالیٰ اسے صبر عطا فرما دیتا ہے کسی کو کوئی چیز ایسی عطا نہیں دی گئی جو صبر سے بہتر اور وسیع ہو۔"

ابن عدی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا" اگر میرے پاس تہامہ کے

پہاڑوں جتنا سونا ہوتا تو میں وہ بھی تم میں تقسیم کر دوں گا تم مجھے نہ تو جھوٹا اور نہ ہی بخیل پاؤ گے۔"

امام بخاری نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے آپ لوگوں کے ہمراہ حنین سے واپس تشریف لا رہے تھے اعرابی آپ کے ساتھ چمٹ گئے۔ وہ آپ سے مانگنے لگے۔ حتیٰ کہ انہوں نے آپ کو سمرہ کے درخت کی طرف جانے پر مجبور کیا۔ آپکی ردائے مبارک بھی چھین لی۔ حضور اکرم ﷺ ٹھہر گئے۔ آپ نے فرمایا" مجھے میری چادر دے دو۔ اگر میرے پاس ان درختوں کے برابر بھی جانور ہوں تو میں انہیں بھی تم میں تقسیم کر دوں گا۔ تم مجھے نہ ہی بخیل نہ ہی جھوٹا اور نہ ہی بزدل پاؤ گے۔"

امام الطبری نے حضرت سھل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سیاہ صوف سے آپ کے لیے انمار کا ملہ بنایا گیا اس کی کناری سفید تھی۔ آپ اسے پہن کر صحابہ کرام کے پاس تشریف لے گئے آپ نے اپنی ران مبارک پر دست اقدس مارا اور فرمایا" تم اسے نہیں دیکھتے کہ یہ کتنا خوبصورت ہے" اعرابی نے عرض کی" یارسول اللہ ﷺ میرے والدین آپ پر نثار! یہ مجھے عطا فرما دیں" جب بھی آپ سے جو بھی مانگا جاتا تھا اس کے جواب میں آپ" نہیں" نہیں کہتے تھے۔ آپ نے فرمایا" ہاں" آپ نے اسے جبہ عطا فرما دیا۔"

امام مسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" حضور اکرم ﷺ نے لوگوں میں اموال تقسیم کیے۔ میں نے عرض کی" یارسول اللہ ﷺ ان کے علاوہ دوسرے لوگ اس تقسیم کے زیادہ مستحق ہیں۔ آپ نے فرمایا" انہوں نے مجھے اختیار دیا ہے کہ یا تو وہ مجھ سے فحش گوئی سے مانگیں یا مجھے بخیل کہیں۔ میں بخیل نہیں ہوں۔"

ابن الاعرابی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حنین کے سال لوگوں نے آپ سے مانگا آپ نے انہیں گائیں، بکریاں اور اونٹ تقسیم کر دیے حتیٰ کہ اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رہا۔ آپ نے فرمایا" تمہارا کیا ارادہ ہے؟ کیا تم مجھے بخیل بنانا چاہتے ہو؟ بخدا! میں بخیل نہیں ہوں۔ نہ ہی بزدل اور نہ ہی جھوٹا ہوں" انہوں نے آپ کا مبارک کپڑا کھینچا حتیٰ کہ گردن مبارک ظاہر ہو گئی گویا کہ میں اسے دیکھ رہا ہوں وہ سفیدی میں چاند کا ٹکڑا تھی۔"

تنبیہات

الحافظ نے لکھا ہے" راوی کا قول کہ آپ نے کبھی کسی کو" لا" نہیں کہا تھا اس سے مراد یہ نہیں کہ آپ سے جو کچھ بھی مانگا جاتا آپ یقینی طور پر اسے دے دیتے تھے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ" لا" کہہ کر سائل کو رد نہیں فرماتے تھے۔ اگر وہ چیز آپ کے پاس موجود ہوتی تو عطا فرما دیتے خواہ وہ کتنی ہی بڑی عطا ہوتی ورنہ آپ خاموش ہو جاتے۔ ہم نے اس کی تفصیل حدیث مرسل سے کر دی ہے جسے ابن سعد نے ابن حنفیہ سے بیان کیا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں" جب آپ سے کچھ مانگا جاتا آپ دینے کا ارادہ فرماتے تو ہاں فرما دیتے اگر وہ کام کرنے کا ارادہ نہ ہوتا تو خاموش ہو جاتے۔ شیخ عزالدین بن عبدالسلام

نے کہا ہے کہ آپ نے کبھی ''لا'' نہیں کہا۔ عطا کو منع کرتے ہوئے ''لا'' نہیں فرمایا تھا معذرت کرتے ہوئے آپ نے ''لا'' فرمایا تھا لیکن وہ اس قول کو لازم نہیں جیسے کہ ارشاد ربانی میں ہے:

لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ۔

ترجمہ: میں نہیں پاتا جس پر میں تمہیں سوار کروں۔

رب تعالیٰ کے اس فرمان اور حضرت ابو موسیٰ اشعری کی اس روایت میں جو فرق ہے وہ کسی سے مخفی نہیں کہ جب اشعریوں نے آپ سے سوار کرانے کے لیے عرض کی تو آپ نے فرمایا ''ما عندی احملکم'' لیکن یہ اشکال اس وقت پیدا ہوتا ہے جبکہ آپ نے قسم اٹھائی کہ آپ انہیں سوار نہیں کریں گے۔ آپ نے فرمایا ''واللہ لا احملکم'' یہ بھی ممکن ہے کہ یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کی عمومیت کا اختصاص ہو کہ جب آپ سے ایسی چیز کا سوال کیا گیا جو آپ کے ہاں نہ تھی سائل کو بھی یقین تھا کہ آپ کے پاس یہ چیز نہیں ہے اس حیثیت سے حالت واقعہ سے مقام سکوت پر اقتصار کرنے کا تقاضا نہ کرتا تھا۔ یا سائل کا حال اس طرح ہو گویا کہ وہ عادت کو نہ جانتا ہو۔ اگر سائل کی حاجت کے ساتھ آپ سکوت پر اقتصار کرتے تو وہ سوال کرنے میں سرکشی کرتا۔ اس اعتبار سے قسم تاکید کے لیے ہوگی تاکہ سائل کا طمع بالکل ختم ہو جائے (لا اجد ما احملکم) اور (واللہ لا احملکم) میں راز یہ ہے کہ پہلا فرمان اس بات کی تفصیل کے لیے ہے سائل نے جو کچھ مانگا وہ اس وقت آپ کے پاس موجود نہیں ہے دوسرا اس لیے ہے کہ آپ اس امر کے مکلف تھے کہ آپ سائل کو جواب دیں کہ وہ قرض لے لے یا آپ فراخ دلی سے سخاوت کریں کیونکہ اس وقت اضطرار نہیں ہوتا۔

◆ ''آپ نے فلاں کو مختص کیا'' اس شخص کے بارے امام الطبری نے کتاب الاحکام میں لکھا ہے کہ سائل حضرت عبدالرحمان بن عوف تھے۔ الطبرانی نے بھی انہی کی تائید کی ہے الحافظ نے لکھا ہے کہ میں نے یہ بات نہ تو ان کی معجم الکبیر میں دیکھی ہے نہ ہی مسند حضرت سھل میں نہ ہی عبدالرحمان کی مسند میں۔ ہاں! اس روایت کو الطبرانی نے ذکر کیا ہے اس کے آخر میں لکھا ہے ''قتیبہ نے لکھا ہے کہ سائل حضرت سعد بن ابی وقاص تھے ایک قول یہ ہے کہ یہ واقعہ متعدد بار پیش آیا تھا لیکن اس میں بعد ہے۔

◆ آپ کا قول ''الاجود'' یہ جاد یجود سے افعل تفضیل کا صیغہ ہے جودا فھو جواد. و قوم جُود واجاود واجواد۔ علامہ النحاس نے لکھا ہے الجواد وہ ہوتا ہے جو مستحق پر فضل و کرم کرتا ہے اور اسے بھی عطا کرتا ہے جو سوال نہیں کرتا وہ کثیر عطا کرتا ہے۔ فقر کا اندیشہ نہیں کرتا۔ یہ اہل عرب کے قول مطر جواد سے مشتق ہے جبکہ کثیر بارش ہو۔ تیز رفتار گھوڑے کو فرس جواد کہا جاتا ہے جواد مانگنے سے پہلے عطا کرتا ہے ایک قول یہ ہے کہ یہ سخاوت کے مترادف ہے لیکن اصح قول یہ ہے کہ سخاوت کا درجہ اس سے کم ہے۔ رب تعالیٰ کا وصف اسی سے بیان کیا جاتا ہے سخی ضرورت کے وقت نرم ہوتا ہے یہ ارض سخاویہ سے مشتق ہے اس سے مراد نرم مٹی والی زمین ہے امام قشیری نے لکھا

ہے"ایک قوم نے کہا ہے جس نے بعض عطا کیا وہ سخی ہے جس نے ادنیٰ عطا کیا اپنے نفس کے لیے کچھ باقی رکھا۔ وہ جواد ہے جس نے مصیبت برداشت کی اور تھوڑی سی چیز پر بھی دوسرے کو ترجیح دے وہ موثر ہے۔

علامہ سہروردی نے عوارف میں لکھا ہے" سخاء ایک وہی وصف ہے یہ الشح (کنجوسی) کے مقابلہ میں الشح نفس کے وصف کے لوازم میں سے ہے۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾ (التغابن)

ترجمہ: اور جنہیں بچا لیا گیا ان کے نفس کے بخل سے تو یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

الفلاح کا حکم اس شخص کے لیے ہے جو الشح سے بچا اسی طرح جس نے خرچ کیا اس کے لیے بھی الفلاح کا حکم ہے۔

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾

(البقرہ)

ترجمہ: اور اس سے جو ہم نے انہیں روزی دی خرچ کرتے ہیں۔ اور وہ جو ایمان لائے ہیں اس پر (اے حبیب) جو اتارا گیا آپ پر اور اُتارا گیا آپ سے پہلے اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں وہی لوگ ہدایت پر ہیں اپنے رب کی (توفیق) سے اور وہی دونوں جہاں میں کامیاب ہیں۔

الفلاح کا لفظ دارین کی سعادت کو محیط ہے۔ آدمی میں الشح عجیب نہیں کیونکہ یہ اس میں فطرتی ہے سخاء کے وہبی ہونے پر تعجب ہے۔ سخاء جود سے اتم اور اکمل ہے یہ بخل کے مقابلہ میں ہے سخاء کے مقابلہ میں الشح ہے الجود اور البخل کو عادی طریقہ سے اپنایا جا سکتا ہے لیکن سخاوت کا معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ وہ وصف عزیز یہ کی ضرورت ہے۔ ہر سخی جواد ہوتا ہے لیکن ہر جواد سخی نہیں ہوتا۔ جود میں ریاء بھی راہ پا سکتی ہے۔ انسان خلق میں سے کسی کی غرض، یا حق یا رب تعالیٰ سے حصول ثواب کے لیے کرتا ہے لیکن سخاوت میں ریاء کا عمل دخل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کا صدور ایسے پاکیزہ اور بلند نفس سے ہوتا ہے جو اغراض سے بالاتر ہوتا ہے۔

❁❁❁❁

گیارھواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خوف وخشیت الٰہی اور تضرع

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میانہ روی اختیار کرو، صراط مستقیم پر چلو۔ خوب جان لو کہ تم میں سے کوئی بھی اپنے عمل سے نجات نہ پا سکے گا۔ دوسرے الفاظ میں ہے "تم میں سے کوئی بھی اپنے عمل سے جنت میں داخل نہ ہو سکے گا" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا "میں بھی نہیں الا یہ کہ رب تعالیٰ مجھے اپنے فضل و رحمت سے ڈھانپ دے۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عمل کیا۔ اس میں لوگوں کو رخصت دی ایک قوم نے اس عمل سے کنارہ کشی کی۔ جب آپ تک یہ خبر پہنچی تو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا "لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس عمل سے کنارہ کشی کرتے ہیں جسے میں سرانجام دیتا ہوں۔ بخدا! میں ان سب سے زیادہ رب تعالیٰ کا عرفان رکھتا ہوں اور ان سب سے زیادہ رب تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔"

ابن سعد نے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی لونڈی کو کسی کام کے لیے بھیجا۔ اس نے دیر لگا دی۔ آپ نے فرمایا: "اگر مجھے قصاص کا خوف نہ ہوتا تو تجھے اس مسواک سے مارتا۔"

امام مالک نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ دراقدس پر ایک شخص کھڑا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا جبکہ میں سن رہی تھی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے جنبی حالت میں صبح کی ہے۔ میں روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں بھی کبھی حالت جنابت میں صبح کرتا ہوں میں روزہ رکھنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ میں غسل کرتا ہوں اور روزہ رکھ لیتا ہوں" اس شخص نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہماری مثل نہیں ہیں۔ رب تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے الزامات مٹا دیے ہیں" یہ سن کر آپ غصے میں ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: "بخدا! میں امید کرتا ہوں کہ تم سب سے زیادہ رب تعالیٰ سے ڈرنے والا بن جاؤں اور ان امور کو تم سب سے زیادہ جاننے والا بن جاؤں جن سے میں نے بچنا ہے۔"

امام مسلم نے حضرت عمر بن ابی سلمہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے حضور والا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا "کیا روزہ دار اپنی بیوی کا بوسہ لے سکتا ہے؟" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یہ بات حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھو" انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح کرتے ہیں" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا "بخدا! میں تم سے زیادہ رب تعالیٰ سے تقویٰ شعار بنتا ہوں اور تم سب سے زیادہ اس سے ڈرتا ہوں۔"

ابن ضحاک نے حضرت صفوان بن عوف سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ خشیت الٰہیہ سے آہ آہ کرتے تھے اور فرماتے تھے "رب تعالیٰ کے عذاب سے آہ! آہ! اس سے قبل کہ آہ فائدہ نہ دے۔"

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "جب بھی ہوا چلتی حضور اکرم ﷺ گھٹنوں کے بل ہو جاتے اور یہ دعا مانگتے "مولا! اسے ریاح بنا۔ اسے ریح نہ بنا" ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لکھی ہے انہوں نے فرمایا "جب تیز ہوا چلتی یا آپ رعد کی آواز سنتے تو آپ کی رنگت مبارکہ تبدیل ہو جاتی حتیٰ کہ اسے آپ کے چہرۂ انور سے جانا جا سکتا تھا۔"

سعید بن منصور، امام احمد، عبد بن حمید اور امام بخاری اور امام مسلم نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کو کبھی بھی اس طرح ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کا حلق نظر آنے لگے۔ آپ صرف تبسم فرماتے تھے۔ جب آپ ﷺ بادل دیکھتے تو آپ کے چہرہ انور کی رنگت متغیر ہو جاتی آپ اندر آتے باہر نکل جاتے۔ آتے جاتے جب ابر کرم برستا تو آپ خوش ہو جاتے" انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! جب لوگ بادل دیکھتے ہیں تو وہ خوش ہو جاتے ہیں انہیں امید لگتی ہے کہ ان میں بارش ہو گی لیکن آپ کے چہرے پر ناپسندیدگی کے اثرات ہوتے ہیں" آپ نے فرمایا "عائشہ! میں اس سے امن میں نہیں ہوں کہ وہ عذاب ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو ہوا (آندھی) سے عذاب دیا تھا انہوں نے عذاب دیکھا تو کہا:

قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ (الاحقاف: ۲۴)

ترجمہ: "یہ بادل ہے ہم پر برسنے والا ہے۔"

دوسرے الفاظ میں ہے "تمہیں کیا علم کہ یہ اسی طرح ہو جیسے قوم نے کہا تھا۔

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ (الاحقاف: ۲۴)

ترجمہ: "پس جب انہوں نے دیکھا عذاب کو بادل کی صورت میں کہ وہ ان کی وادیوں کی طرف آ رہا ہے تو بولے یہ بادل ہے ہم پر برسنے والا ہے (نہیں نہیں) بلکہ یہ تو وہ عذاب ہے جس کے لیے تم جلدی مچا رہے تھے۔"

امام ترمذی نے یہ روایت لکھ کر اسے حسن کہا ہے۔ اسے حافظ منذری نے لکھا ہے امام حاکم نے اسے صحیح لکھا ہے سعید بن منصور اور ابن عساکر نے حضرت انس سے، ابویعلیٰ نے ثقہ راویوں سے حضرت ابوجحیفہ سے، ابن عساکر نے حضرت عمران بن حصین سے، ابن سعد نے محمد بن علی بن حسین سے اور الطبرانی اور مردویہ نے صحیح سند سے روایت کیا ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ صحابہ کرام نے بارگاہِ رسالت مآب میں عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ! آپ بوڑھے ہو گئے ہیں" آپ نے فرمایا "مجھے سورۃ ہود، الواقعہ، المرسلات، عم یتساءلون اور اذا الشمس سورت نے بوڑھا

کر دیا ہے" اس روایت کے اور طرق بھی ہیں جس نے اس کا تذکرہ موضوعات میں کیا ہے اس نے خطا کی ہے۔

امام بیہقی نے اور ابن عساکر نے ابو علی الشبولی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں نے خواب میں حضور سید عالم ﷺ کی زیارت کی۔ میں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا ہے" مجھے سورت ہود نے بوڑھا کر دیا ہے" آپ نے فرمایا "ہاں!" میں نے عرض کی: "کس چیز نے آپ کو بوڑھا کیا ہے۔ انبیائے کرام کے قصص اور اقوام کی ہلاکت نے۔" آپ نے فرمایا "نہیں! مجھے اس آیت طیبہ نے بوڑھا کیا ہے:

فَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ (ھود: ۱۱۲)

ترجمہ: "پس آپ ثابت قدم رہیں جیسے حکم دیا گیا ہے آپ کو۔"

ابن مردویہ اور الطبرانی نے صحیح سند کے ساتھ عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ بوڑھے ہو گئے ہیں" آپ نے فرمایا" مجھے ہود اور اس جیسی دوسری سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔"

امام احمد نے الزھد میں حضرت ابو عمران جونی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا" مجھے سورت ہود، اس جیسی دوسری سورتوں، قیامت کے ذکر انبیاء اور ان کی امتوں کی داستانوں نے بوڑھا کیا ہے۔"

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔

"فَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ" تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "تیاری کر لو۔ عمل کو نتیجہ خیز بناؤ" اس کے بعد آپ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا" مجھے اس ذات بابرکات کی قسم! جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے اگر تم وہ کچھ جان لو جسے میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسو۔" امام احمد و الطبرانی نے حضرت ابن عباس سے، سعید بن منصور، امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابو سعید سے اور ابو نعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید المرسلین ﷺ نے فرمایا" میں کیسے خوشگوار زندگی بسر کروں، صور پھونکنے والے نے سینگ کو منہ کے ساتھ لگا کر رکھا ہے اپنی پیشانی جھکا رکھی ہے۔ کان لگا رکھے ہیں وہ منتظر ہے کہ اسے کب حکم دیا جاتا ہے اور وہ صور پھونکے" صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ پھر ہم کیا کہیں؟ آپ نے فرمایا" یوں کہو" حسبنا اللہ و نعم الو کیل۔"

امام حاکم نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" حضور اکرم ﷺ نے هل اتی سورت تلاوت فرمائی۔ حتیٰ کہ اسے مکمل فرمایا۔ پھر فرمایا" میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان چرچراتا ہے۔ یہ اس بات کا مستحق ہے کہ وہ چرچرائے وہاں چار انگلیوں کی جگہ بھی نہیں مگر وہاں ایک فرشتہ جبین رکھے سجدہ ریز ہے۔ اگر تم وہ کچھ جان لو جسے میں جانتا ہوں تو تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ۔ تم بستر پر عورتوں سے لطف اندوز نہ ہو سکو۔ تم رستوں کی طرف نکل جاؤ باآواز بلند رب تعالیٰ سے آہ وزاری کرو۔ بخدا! میری تمنا ہے کہ کاش میں درخت ہوتا جسے کاٹا جاتا"

بعض محدثین نے کہا ہے کہ کاش میں درخت ہوتا۔۔۔ کے الفاظ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے ہیں۔

ابو عبیدہ نے فضائل میں، امام احمد نے زہد میں، ابن ابی الدنیا نے نعت الخائفین میں، ابن جریر اور ابن ابی داؤد نے الشریعۃ میں، ابن عدی، ابن نصر اور امام بیہقی نے الشعب میں حمران بن اعین سے اور انہوں نے ابو حرب بن منشور سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو سنا جو یہ آیت طیبہ پڑھ رہا تھا۔ھناد اور عبد کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ نے یہ آیت طیبہ پڑھی۔

اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳﴾ (المزمل)

ترجمہ: ''ہمارے پاس ان کے لیے بھاری بیڑیاں اور بھڑکتی آگ ہے اور غذا جو گلے میں پھنس جانے والی ہے اور دردناک عذاب۔''

جب آپ اس آیت طیبہ تک پہنچے تو آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

ابن ابی شیبہ نے ثقہ راویوں سے، الطبرانی نے ابو سعید سے، ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضرت ابو سعید نے فرمایا''ایک دن ہم بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر تھے ہم نے آپ کو غمگین دیکھا۔ہم میں سے ایک نے عرض کی''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے والدین آپ پر فدا میں نے ایک آواز سنی۔میں نے اس جیسی آواز پہلے نہ سنی تھی۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس آئے تو میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا''یہ ایک چٹان تھی جسے جہنم کے کنارے سے لڑھکایا گیا تھا۔اسے ستر سال ہوئے ہیں اب یہ اس کی تہ تک پہنچی ہے اس نے پسند کیا کہ وہ آپ کو اس کی آواز سنا دے''اس کے بعد آپ کو ہنستے ہوئے نہ دیکھا گیا حتیٰ کہ آپ وصال کر گئے۔

حارث ابو اسامہ نے حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا''اے دلوں کو پھیرنے والے! میرا دل اپنے دین پر محکم فرما''

تنبیہات

۱ عبد بن حمید نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت طیبہ اتری۔

وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۭ (الاحقاف:۹)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خشیت الٰہیہ سے عمل فرماتے رہے اور جب یہ آیت اتری۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ﴿۱﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (الفتح:۱۔۲)

ترجمہ: یقیناً ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے تاکہ دور فرما دے آپ کے لئے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے۔

تو آپ زیادہ کوشش کرنے لگے۔ آپ سے عرض کی گئی "آپ خوب کوشش فرماتے ہیں حالانکہ رب تعالیٰ نے آپ کے پچھلے الزامات مٹادیے ہیں۔ آپ نے فرمایا "کیا میں رب تعالیٰ کا بہت زیادہ شکرگزار بندہ نہ بنوں۔"

◆ امام ترمذی وغیرہ نے حضرت ھند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ اپنے بھائیوں سے صلہ رحمی کرتے تھے۔ آپ کو سکون نہ آتا تھا۔" ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے "آپ کا گریہ بھی اسی کیفیت میں ہوتا تھا جیسے آپ کا مسکرانا ہوتا تھا۔ آپ کے رونے کی نہ تھوڑی آواز آتی تھی نہ زیادہ جیسے کہ آپ کا مسکرانا قہقہہ نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ چشمان مقدس سے آنسو نکلتے حتیٰ کہ وہ نیچے گرنے لگتے۔ آپ کے سینہ اقدس سے گونج دار آواز پیدا ہوتی تھی۔ آپ کبھی تو میت پر رحم کرتے ہوئے روتے۔ کبھی اپنی امت پر خشیت الٰہیہ سے گریہ فرماتے۔ کبھی قرآن مجید سماعت فرما کر گریہ فرماتے۔ یہ رونا شوق، محبت اور اجلال کی وجہ سے ہوتا تھا اس کے ساتھ خوف اور خشیت کا ملاپ بھی ہوتا تھا۔"

◆ "آپ سب سے زیادہ رب تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے" شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے لکھا ہے "اس حدیث پاک میں اشکال ہے: کیونکہ خوف اور خشیت تو وہ حالت ہوتی ہے جو اس انتقام کی شدت کے مشاہدہ کے وقت پیدا ہوتی ہے، خائف پر جس کے وقوع کا امکان ہوتا ہے دلیل قطعی سے ثابت ہے کہ آپ کو عذاب نہیں ہوگا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ (التحریم:۸)

ترجمہ: اس روز رُسوا نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ (اپنے) نبی کو۔

پھر آپ سے خوف کا تصور کیسے ہوسکتا ہے پھر خوف بھی شدید۔ انہوں نے اس کا جواب یہ دیا ہے آپ کے حق میں بھول جانا روایت ہے شاید جب آپ کو عذاب کی نفی کے موجبات بھول جاتے ہوں تو آپ کو خوف لاحق ہو جاتا ہو۔ یہ نہیں کہا جائے گا کہ آپ کے شدید خوف اور عظیم خشیت کی عظمت کا تعلق نوع کی عظمت کے ساتھ تھا۔ تعداد کی کثرت کرنے کے ساتھ نہ تھا۔ یعنی جب آپ سے خوف کا صدور ہوتا خواہ یہ صدور تنہائی میں ہوتا تو یہ دوسروں کے خوف سے شدید ہوتا تھا۔

✿✿✿✿

بارھواں باب

آپ ﷺ کا استغفار اور توبہ

امام بخاری، امام ترمذی اور امام الطبرانی نے حسن اسناد سے، عبد الرزاق، عبد بن حمید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کو سنا آپ ایک دن میں ستر باریوں کہتے تھے "انی لاستغفر الله و اتوب الیه۔"

الطبرانی نے صحیح سند سے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "میں ایک دن میں ایک سو بار "استغفر الله و اتوب الیه" کہتا ہوں۔

امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے تاجدار عرب و عجم ﷺ کو یوں کہتے ہوئے سنا "اللھم انی استغفرك ما قدمت وما آخرت و ما اسررت و ما اعلنت و انت المؤخر و انت علی کل شیء قدیر "اس روایت کی سند میں ایک راوی کا تذکرہ نہیں۔ صحیح میں یہ روایت اس طرح ہے"" اللھم اغفرلی ما قدمت وما آخرت و ما اسررت و ما اعلنت و انت المؤخر و انت علی کل شیء قدیر۔"

امام احمد، امام بخاری نے الادب میں اور امام مسلم نے صحیح میں حضرت الاغر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا: اے لوگو! رب تعالیٰ کی بارگاہ بےکس پناہ میں توبہ کیا کرو۔ میں ہر روز ایک سو بار اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔"

ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا "حذیفہ! تم رب تعالیٰ سے مغفرت کیوں نہیں طلب کرتے میں ہر دن ایک سو بار رب تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور ایک سو بار اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔"

امام نسائی نے جید سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا "استغفر الله الذی لا اله الا ھو الحی القیوم و اتوب الیه" آپ محفل سے اٹھنے سے قبل یہ کلمہ ایک سو بار پڑھتے تھے۔

ابن ابی شیبہ، امام بخاری نے ادب میں، ابو داؤد، ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام فرماتے تھے

"ہم شمار کیا کرتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ ایک مجلس میں ایک سو بار یہ کلمات پڑھتے تھے" رب اغفرلی و تب علی، انك انت التواب الرحیم "ایک روایت میں التواب الغفور کے الفاظ ہیں۔

ابن ابی شیبہ، امام مسلم اور چاروں ائمہ نے حضرت الاغر بن مزینہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا" میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے سنا۔ آپ نے فرمایا" میرے قلب پر غین آجاتا ہے حتیٰ کہ میں رب تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں" دوسرے الفاظ میں ہے" میں ایک دن میں ایک سو بار رب تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں ایک اور روایت میں ہے۔ میں نے آپ کو یوں کہتے ہوئے سنا" اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کیا کرو۔ میں اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں روزانہ ایک سو بار توبہ کرتا ہوں۔"

محمد بن یحییٰ بن عمر نے ثقہ راویوں سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" آپ اپنے وصال سے ایک سال قبل یہ کلمات ضرور پڑھتے تھے" سبحانك اللھم و بحمدك اشھد ان لا الہ الا انت استغفرك و اتوب الیك "میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ یہ کلمات ضرور پڑھتے ہیں۔" آپ نے فرمایا" رب تعالیٰ نے میرے ساتھ عہد کیا ہے یا مجھے کسی امر کا حکم دیا ہے۔ میں اس کی اتباع کرتا ہوں۔ پھر آپ نے ساری سورۃ النصر کی تلاوت کی۔

۱ تنبیہات

آپ سے استغفار کے صدور نے مشکل پیدا کر دی ہے حالانکہ آپ معصوم ہیں جبکہ استغفار کا تقاضا ہے معصیت کا سرزد ہونا۔ اس امر کے کئی جوابات دیے گئے ہیں۔

- ۱ آپ ایسے امور میں مشغول ہوتے تھے جو آپ کے لیے مباح ہوتے تھے۔ مثلاً کھانا تناول فرمانا، پانی نوش فرمانا، وظیفۂ زوجیت ادا کرنا، آرام فرمانا، سونا اور لوگوں کے ساتھ ملنا، ان کی مصلحتوں میں غور فکر کرنا، کبھی دشمن کے ساتھ جہاد کرنا اور کبھی اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا، کبھی اس کی تالیف قلبی کرنا۔ وغیرہ وغیرہ یہ امور آپ کو ذکر الٰہی سے روک دیتے تھے۔ اس کی بارگاہ میں تضرع اور اس کے مشاہدہ اور مراقبہ سے روک دیتے تھے۔ عظیم و برتر مقام کی نسبت سے اسے ذنب شمار فرمایا۔ بلند و بالا مقام یہ ہے کہ آپ حریم ناز میں موجود ہیں۔
- ۲ اپنی امت کے لیے مشروع کرنے کے لیے آپ استغفار کرتے تھے یا اپنی امت کے گناہوں کی وجہ سے استغفار کرتے تھے۔ یہ ان کے لیے ان کی شفاعت کی طرح ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی نے لکھا ہے" کیونکہ آپ کی روح مبارک ہمہ وقت مقامات قرب کی طرف ترقی کرتی رہتی تھی۔ روح دل کو پیچھے چلاتی تھی۔ دل نفس کو پیروی کرنے کے لیے کہتا تھا۔ بلاشبہ روح اور قلب کی حرکت نفس کی حرکت سے تیز تر ہوتی ہے۔ نفس عروج میں

روح وقلب کا ساتھ دینے سے قاصر ہوتا ہے۔حکمت کا تقاضا ہے کہ دل کی حرکت کو سست کر دیا جائے تا کہ نفس کا تعلق آپ سے ختم نہ ہو جائے اور لوگ آپ سے محروم نہ ہو جائیں۔آپ استغفار اس لیے کرتے تھے کیونکہ نفس رفعت میں دل کا ساتھ دیتا تھا۔

◆ الاستغفار اور التوبہ لطیف معنی میں ہے۔اس سے مراد محبت الٰہیہ کے لیے التجاء کرنا ہے ہمہ وقت توبہ و استغفار کرنا محبت الٰہیہ کے مزید حصول کے لیے التجا تھی۔

◆ الغین

اس کے متعلق شعبہ نے کہا ہے میں نے اصمعی سے کہا کہ اس فرمان کا مطلب کیا ہے "لیغان علی قلبی" انہوں نے کہا "یہ کس کے بارے روایت کیا گیا ہے۔میں نے کہا" حضور اکرم ﷺ کے قلب انور کے بارے "انہوں نے کہا" اگر کسی اور کے قلب کے بارے ہوتا تو میں اس کی تشریح کرتا لیکن آپ کے قلب انور کے بارے میں نہیں جانتا۔حضرت شعبہ اس پر تعجب کرتے تھے۔ابوعبیدہ سے اس کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے بھی اس کی تشریح نہیں کی۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اگر یہ حضور اکرم ﷺ کے حال کے بارے نہ ہوتا تو میں اس کے بارے گفتگو کرتا۔آدمی ایسے شخص کے حال کے بارے گفتگو کر سکتا ہے جس سے وہ بلند مرتبہ ہو۔آپ کے سارے حالات کی انتہاء سے مخلوق میں کوئی بھی آگاہ نہیں ہے۔

امام رافعی نے اپنے امالیہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے بلند منصب کے باوجود یہ تمنا کرتے تھے کہ کاش وہ اس رفعت سے آگاہ ہوتے۔انہوں نے فرمایا "کاش! میں بھی وہ امر دیکھ لیتا جس سے آپ مغفرت طلب کرتے تھے" دیگر علماء کرام نے اپنے اپنے ذہن کے مطابق الغین کے بارے گفتگو کی ہے۔اس کے بارے ان کے دو طریقے ہیں۔ان میں سے ایک گروہ نے الغین کو عمدہ حالت پر محمول کیا ہے انہوں نے اس رفیع منصب کے ساتھ صرف حضور اکرم ﷺ کو ہی مختص کیا ہے۔آپ کے استغفار سے مراد آپ کا خضوع،اپنے رب کی طرف اپنی احتیاج کا اظہار،اور اس کی عبودیت کو لازم پکڑنا ہے۔

امام رافعی نے حضرت ابوسعید خراز سے روایت کیا ہے کہ الغین وہ چیز ہے جسے صرف انبیاء کرام اور اولیاء عظام ہی پاتے ہیں۔کیونکہ ان کے باطن پاک ہوتے ہیں۔یہ رقیق بادل کی طرح ہے جو ہمیشہ نہیں رہتا۔

امام رافعی نے لکھا ہے کہ اسے آپ کے علاوہ کسی اور کے معاملہ پر محمول کرنا زیادہ بہتر ہے۔جو استغفار کی طرف جلدی کرتا ہو۔اس مؤقف پر بہت ہی تاویلات کی گئی ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ اس غین کا سبب یہ ہے کہ آپ اپنی امت کے حالات میں غور وفکر کرتے تھے آپ اس امر سے آگاہ ہوتے تھے جو ان سے رونما ہونا تھا یہ استغفار امت کے لیے ہوتا تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ اس کا سبب وہ چیز ہے تبلیغ اور مشاہدہ حق کے لیے آپ جس کے محتاج ہوتے تھے۔ آپ اس سے مغفرت طلب کرتے تھے رب تعالیٰ کے ساتھ مناجات کرتے وقت آپ صفاء تک پہنچے ہوں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ چیز ہے جو قریش کی سرکشی اور بغاوت کی وجہ سے آپ کو مشغول کر دیتی تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ کچھ ہے جو آپ جناب ابو طالب کے اسلام کی وجہ سے دل میں پاتے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ ایک رتبہ سے دوسرے رتبہ تک بلند ہوتے رہتے تھے۔ جب بھی آپ بلند درجہ پر فائز ہوتے تو پہلے رتبہ کو دیکھتے تو اپنے اس بلند رتبہ کی وجہ سے اسے کم درجہ سمجھتے یہی وہ غین ہے جس سے آپ مغفرت طلب کرتے تھے۔ میرے والد گرامی اسی کو ہی عمدہ سمجھتے تھے اور اسی کو برقرار رکھتے تھے۔

بعض علماء نے الغین کو سکینہ اور اطمینان پر محمول کیا ہے۔ امام بیہقی نے الشعب میں لکھا ہے "ہمیں ابو عبد اللہ الحافظ نے بتایا ہے۔ انہوں نے کہا" میں نے الاستاذ ابو سھل محمد بن سھل صعلوکی سے سنا یہ شوافع کے ائمہ میں سے تھے انہوں نے آپ کے فرمان "لیغان علی قلبی" کو اہل اشارہ کے ساتھ مختص کیا ہے۔ انہوں نے اسے سکر کے اس پردہ پر محمول کیا ہے جو حقیقت میں صحو ہوتا ہے۔ استغفار کا معنی ہے اس پردہ کو ہٹا دینے کے لیے التجاء کرنا جبکہ اہل ظاہر نے اسے ان خطرات پر محمول کیا ہے جو قلب کو لاحق ہوتے ہیں۔ طلبات وارد ہوتے ہیں اور اس پردہ کی وجہ سے دل کو مشغول کر دیتے ہیں۔

علامہ قاضی صاحب نے لکھا ہے "اس سے مراد وہ چیز ہے جو دل پر چھا جاتی ہے۔ اسے پوری طرح نہیں ڈھانپتی یہ اس پتلے بادل کی طرح ہوتی ہے جو سورج کی دھوپ کو نہیں روکتا۔ پھر حدیث پاک سے یہ بات نہیں سمجھی جا سکتی ہے کہ آپ کے قلب انور پر ایک سو بار غین چھا جاتا تھا۔ یہ تعداد استغفار کے بارے ہے غین کے بارے نہیں ہے اس غین سے مراد دل کے غفلات، نفس کے فترات، دائمی ذکر کرنے کی فراموشی اور رب تعالیٰ کے دائمی مشاہدہ کی مداومت نہ رہنا ہے۔ کیونکہ آپ بشر کے مقامات میں سے تھے۔ آپ امت کی مصلحتوں میں اہل خانہ کی مدد، دشمن کے ساتھ جہاد، مصلحت نفس، رسالت کے بوجھ اور امانت اٹھانے میں مصروف رہتے تھے۔ ان تمام امور میں آپ رب تعالیٰ کی اطاعت اور اپنے خالق کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ لیکن کیونکہ آپ حریم ناز میں تمام مخلوق میں سب سے زیادہ بلند مرتبت اور بلند درجہ تھے۔ عرفان کے اعتبار سے سب سے زیادہ مکمل تھے۔ لیکن وہ حالت جو خلوص قلب، غور و فکر کی خلوت اور رب تعالیٰ کے ساتھ تنہائی میں نصیب ہوتی تھی وہ ساری حالتوں سے ارفع اور اعلیٰ ہوتی تھی۔ جب آپ اس حالت کو دیکھتے کہ وہ آپ سے جدا ہو گئی ہے۔ دوسرے امر نے آپ کو مشغول کر دیا ہے جس نے آپ کی بلند حالت کو چھپا دیا ہے۔ رفیع منصب کو مخفی کر دیا ہے تو آپ اس سے مغفرت طلب کرتے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی نے لکھا ہے "یہ اعتقاد نہ رکھا جائے کہ غین نقص کی حالت ہے بلکہ یہ کمال کی حالت ہے۔ پھر انہوں نے مثال دی ہے کہ اگر آنکھ سے تکنے کی وجہ سے آنسو بہہ پڑیں وہ آنکھ کو دیکھنے سے روک دے تو یہ اس حیثیت سے نقص ہے لیکن حقیقت میں یہ کمال ہے" یہ ان کی طویل عبارت کا خلاصہ ہے۔

انہوں نے لکھا ہے کہ آپ کی بصیرت کو بھی نیک لوگوں کے نفوس کے غبار کا سامنا کرنا پڑتا۔ضرورت کا تقاضا تھا کہ آپ کی بصیرت کی آنکھ کی سیاہی کو ڈھانپ دیا جائے تا کہ اس کا بچاؤ اور تحفظ ہو سکے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ خشیت کی حالت ہے اور زیادہ استغفار اس کا شکر ادا کرنے کے لیے ہے اسی لیے علامہ عباسی نے فرمایا ہے کہ مقربین کا خوف جلال اور عظمت کا خوف ہوتا ہے۔ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ سکینہ ہے جو آپ کے قلب انور کو گھیر لیتی تھی۔اور استغفار اس پر اظہار بندگی اور شکر کے طور پر تھا۔

ابن عطاء اللہ نے کتاب لطاف المنن میں لکھا ہے کہ شیخ ابوالحسن شاذلی قدس اللہ سرہ نے فرمایا ''میں نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی۔میں نے آپ سے ''انه لیغان علی قلبی'' کے بارے پوچھا۔آپ نے فرمایا ''مبارک! یہ غین انوار کا پردہ ہے۔''

❁❁❁❁

تیرھواں باب

لمبی توقعات سے آپ کا اجتناب

امام احمد اور ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی کی تلاش میں باہر تشریف لاتے پھر مٹی سے تیمم فرمالیتے۔میں عرض کرتا" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پانی قریب ہی ہے" آپ فرماتے "مجھے کیا معلوم شاید میں پانی تک نہ پہنچ سکوں۔"

ابن ابی الدنیا نے قصر الامل میں اور بقی بن مخلد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی ایک سو دیناروں کی خریدی اور رقم کا ایک ماہ تک ادھار کر دیا میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا" تم اسامہ پر تعجب نہیں کرتے۔انہوں نے ایک ماہ تک ادھار لونڈی خریدی ہے۔اسامہ طویل الامل (لمبی توقعات وابستہ کرنے والے) ہیں۔مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے۔ میں آنکھ نہیں جھپکتا مگر میں گمان کرتا ہوں کہ پلکیں ملنے سے قبل میں انتقال کر جاؤں گا۔میں نگاہ ہی اٹھاتا ہوں تو میں گمان کرتا ہوں کہ نگاہ کو نیچے کرنے سے قبل میرا وصال ہو جائے گا میں لقمہ نہیں نگلتا مگر میں یہی سمجھتا ہوں کہ اسے نگلنے سے قبل میرا وصال ہو جائے گا۔" پھر فرمایا" بنو آدم! اگر تم میں دانائی ہے تو خود کو مردوں میں شمار کرو مجھے اس ذات والا کی قسم:

اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ (الانعام)

ترجمہ: بے شک جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے ضرور آنے والا ہے اور نہیں ہو تم (اللہ کو) عاجز کرنے والے۔

امام احمد، امام بخاری، ابن سعد اور برقانی نے حضرت عقبہ بن حارث سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عصر ادا فرمائی پھر جلدی سے تشریف لے گئے،کوئی آپ کو پا نہ سکا۔لوگوں نے آپ کی اس سرعت پر جلدی کی۔جب آپ واپس تشریف لائے تو لوگوں کے چہروں پر حیرت واستعجاب دیکھا تو فرمایا" میرے پاس سونے کا ایک ٹکڑا تھا۔میں نے ناپسند کیا کہ وہ میرے پاس رہے اور میں رات بسر کروں۔میں نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دے دیا۔"

ابن سعد نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا" ایک دن آپ نے اس حالت میں صبح کی کہ معلوم ہو رہا تھا کہ آپ نے کسی اہم امر میں رات بسر کی۔صحابہ کرام نے عرض کی" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کا چہرۂ انور دیکھ کر اندازہ ہو رہا ہے کہ آپ نے کسی اہم امر میں رات بسر کی ہے۔" آپ نے فرمایا" اس کی وجہ یہ ہے کہ رات کے وقت میرے پاس دو اوقیہ سونا تھا۔وہ رات بھر میرے پاس رہا،میں اسے غریبوں کے پاس نہ بھیج سکا۔"

انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "دس دراہم آپ کے پاس آئے۔ یہ دراہم شام کے بعد آپ کے پاس آئے تھے۔ آپ کبھی اٹھتے اور کبھی بیٹھ جاتے۔ آپ کو نیند نہیں آرہی تھی۔ حتیٰ کہ آپ نے سائل کی آواز سنی۔ باہر تشریف لے گئے پھر آپ جلد ہی کاشانہ اقدس میں تشریف لائے۔ مجھے آپ کے خراٹوں کی آواز آنے لگی۔ وقتِ صبح میں نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آپ کو رات کے وقت کبھی اٹھتے اور کبھی بیٹھتے دیکھا تھا آپ کو نیند نہیں آرہی تھی حتیٰ کہ آپ تشریف لے گئے۔ پھر آپ واپس آئے تو میں آپ کے خراٹوں کی آواز سننے لگی۔" آپ نے فرمایا. "ہاں! میرے پاس شام کے بعد آٹھ دراہم آئے تھے میں نے گمان کیا کہ اگر اسی حالت میں میں نے رب تعالیٰ سے ملاقات کر لی تو پھر کیا ہوگا؟

امام احمد، ابو یعلیٰ، قاسم بن ثابت نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو آپ کے چہرۂ انور کی رنگت میں تبدیلی تھی۔ میں نے سمجھا کہ شاید آپ کو درد ہے۔ میں نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کے چہرہ انور کی رنگت متغیر کیوں ہے؟" آپ نے فرمایا "یہ ان دیناروں کی وجہ سے ہے جو گذشتہ رات کے وقت ہمارے پاس آئے تھے۔ یہ بستر کے ایک کونے میں ہیں۔ یہ ہمارے پاس آئے لیکن ہم نے انہیں راہ خدا میں خرچ نہ کیا۔ اسی لیے رات بے چینی میں گذاری۔"

حمیدی نے ثقہ راوی سے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رات کے وقت آپ کے پاس سات سے زیادہ اور نو سے کم دینار آئے۔ آپ نے صبح ہونے سے قبل انہیں تقسیم کر دیا۔ پھر فرمایا "اگر یہ دینار محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوتے اور ان کا وصال ہو جاتا تو ان کا رب تعالیٰ ان کے بارے کیا گمان کرتا۔"

ابو عبید قاسم بن سلام نے اپنی "غریب" میں اور خلفی نے حسن بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پاس مال رکھ کر نہ دو پہر کرتے تھے اور نہ رات گذارتے تھے" ابن سلام نے لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر صبح کے وقت مال آتا تو دو پہر سے پہلے اسے تقسیم کر دیتے اور اگر عشاء کے وقت مال آتا تو رات نہ بسر فرماتے حتیٰ کہ اسے تقسیم کر دیتے۔

❁❁❁❁

چودھواں باب

خود احتسابی

ابن سعد نے ثقہ راویوں سے حضرت عمرو بن شعیب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام تشریف لے گئے۔ تو ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے امیر کے خلاف شکایت کی جس نے اسے مارا تھا آپ نے اس سے قصاص کا ارادہ کیا۔ حضرت عمرو بن عاص نے ان سے کہا "کیا آپ اس سے قصاص لیں گے" انہوں نے کہا: "ہاں!" حضرت عمرو بن عاص نے کہا "ہم تمہارے لیے عمل نہیں کریں گے" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "مجھے پرواہ نہیں۔ میں اس سے ضرور قصاص لوں گا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ اپنے نفس کا بھی احتساب کرتے تھے" حضرت عمرو بن عاص نے کہا: "ہم اس شخص کو راضی نہ کر دیں۔" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اگر چاہتے ہو تو اسے راضی کر لو۔"

ابراہیم حربی نے حضرت عطاء سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا۔ آپ کے دستِ اقدس میں شاخ تھی وہ کسی اعرابی کے پیٹ پر لگی۔ آپ اعرابی کے پاس سے گزرے اور اسے زخمی کر دیا۔ آپ نے اسے فرمایا "قصاص لے لو" مگر اس نے انکار کر دیا۔ آپ نے اسے فرمایا "ضرور قصاص لو ورنہ دیت لے لو۔"

ابن سعد نے حضرت سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نفس کا احتساب کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اپنے نفس کا احتساب لیتے تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اپنے نفس کا احتساب لیتے تھے۔"

ابن عساکر اور امام حاکم نے حبیب بن مسلمہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس زخم کی وجہ سے اعرابی کو خود سے قصاص لینے کے لیے فرمایا جو زخم آپ نے اسے جان بوجھ کر نہیں لگایا تھا۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کی بارگاہِ والا میں حاضر ہوئے اور عرض کی: "محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو جابر یا متکبر بنا کر نہیں بھیجا۔" آپ نے اس اعرابی کو بلایا اور فرمایا: "مجھ سے قصاص لے لو" اس اعرابی نے کہا "میرے والدین آپ پر فدا! میں نے اسے آپ کے لیے جائز قرار دے دیا ہے۔ یہ تو مجھ سے کبھی بھی نہ ہو سکے گا خواہ آپ مجھے مار ڈالیں" آپ نے اس کے لیے دعائے خیر کی۔"

ابن ابی شیبہ، ابوالحسن بن ضحاک نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، آپ اپنے آپ کا احتساب کر رہے تھے" ابن اسحاق نے لکھا ہے "مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے عرب کے

ایک شخص سے روایت کیا ہے۔ اس نے کہا" میں نے روزِ حنین آپ پر بھیڑ بنائی۔ میں نے سخت جوتے پہن رکھے تھے میں نے ان سے آپ کی مبارک ٹانگ کو روند ڈالا۔ آپ کے ہاتھ میں عصا مبارک تھا۔ آپ نے مجھے وہ ہلکا سا مارا فرمایا" اللہ تعالیٰ کے نام مبارک سے شروع! تم نے مجھے تکلیف دی ہے" میں نے ساری رات اپنے نفس کو ملامت کرتے ہوئے گزار دی۔ میں نے کہا" تو نے حضور اکرم ﷺ کو تکلیف دی ہے" وقتِ صبح ایک شخص نے کہا" فلاں کہاں ہے؟" میں نے کہا" بخدا! یہ اسی وجہ سے ہے جو مجھ سے کل رونما ہوا تھا۔ میں ڈرتے ڈرتے ہوئے چلا۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا" تم نے اپنے جوتے سے میری ٹانگ روندی تھی۔ مجھے تکلیف دی تھی۔ میں نے تمہیں عصا کی ہلکی سی چوٹ لگائی تھی۔ یہ اسی بکریاں اس کے بدلے لے لو۔"

ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابن ضحاک نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ایک روز آپ نے جہاد میں ترغیب دی۔ لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے حتیٰ کہ انہوں نے بھیڑ بنالی۔ آپ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ تھی۔ جسے آپ نے باہر نکال رکھا تھا۔ وہ اسی طرح باہر ہی تھی مگر صحابہ کرام نے اس کی طرف نہ دیکھا۔ آپ نے فرمایا" مجھ سے دور ہو جاؤ۔ اسی لیے تم نے مجھ پر بھیڑ بنائی تھی۔ آپ سے وہ شاخ ایک شخص کے پیٹ پر لگی وہاں سے خون نکلنے لگا۔ وہ شخص باہر نکلا۔ وہ کہہ رہا تھا" یہ تمہارے نبی کا فعل تھا" اس کی یہ بات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سن لی۔ انہوں نے کہا" بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہو جاؤ۔ اگر آپ نے تمہیں زخمی کیا ہوتا تو عنقریب اپنے نفس سے تمہیں حق دے دیں گے۔ اگر تم نے جھوٹ بولا ہوا تو میں تمہارے عمامہ سمیت تمہیں خاک آلود کر دوں گا حتیٰ کہ تو سچ بولے گا۔" اس شخص نے کہا" تم سلامتی کے ساتھ چلے جاؤ میں تمہارے ساتھ نہیں جانا چاہتا۔" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ وہ اسے لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے پوچھا" کیا یہ سچ ہے کہ میں نے تمہیں زخمی کیا ہے" اس نے عرض کی" ہاں! آپ نے فرمایا تیرا کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا" میں آپ سے قصاص لینا چاہتا ہوں" آپ نے اسے وہ شاخ تھما دی۔ بطن اقدس سے کپڑا ہٹا دیا۔ اس نے فوراً شاخ نیچے پھینکی اور آپ کے شکم اطہر کو چومنے لگا۔ اس نے کہا" میرا ارادہ یہی تھا کہ آپ کے بعد کوئی جبار آسانی سے حلق سے نیچے نہ اترے۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا:" تمہارا عمل مجھ سے زیادہ مضبوط ہے۔"

دارمی، عبد بن حمید اور عبد الرزاق نے حضرت ابو ہریرہ یا حضرت ابو سعید سے روایت کیا ہے کہ مہاجرین میں سے ایک کمزور شخص تھا۔ اسے بارگاہِ رسالت مآب میں ایک ضروری کام تھا۔ اس نے ارادہ کیا کہ وہ خلوت میں آپ سے ملاقات کرے اور اپنی ضرورت کے بارے التجاء کرے آپ اپنے لشکر سمیت بطحاء میں خیمہ زن تھے۔ آپ رات کے وقت آتے تھے بیت اللہ کا طواف کرتے تھے آپ صحابہ کرام کو جلدی ہی نماز صبح پڑھا دیتے تھے۔ ایک رات طواف کی وجہ سے آپ کو دیر ہو گئی حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ جب آپ اپنی سواری پر بیٹھ گئے تو ایک شخص سامنے آ گیا۔ اس نے اونٹنی کی نکیل پکڑ لی۔ اس نے عرض کی

"یارسول اللہ ﷺ مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے" آپ نے اسے فرمایا "عنقریب تم اپنی حاجت کو پالو گے۔ مگر اس نے انکار کر دیا۔ جب آپ کو خدشہ لاحق ہوا کہ وہ آپ کو روک دے گا تو آپ نے اسے کوڑے سے آہستہ سے مارا۔ پھر آگے تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام کو نماز صبح پڑھائی آپ نے اپنا چہرۂ انور صحابہ کی طرف پھیرا جب آپ اس طرح کرتے تھے تو صحابہ کرام سمجھ جاتے تھے کہ کوئی واقعہ رونما ہوا ہے۔ صحابہ کرام کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا "وہ شخص کہاں ہے جسے میں نے ابھی ابھی کوڑا مارا ہے" آپ نے دوبارہ اسی طرح فرمایا۔ وہ شخص کہنے لگا "میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کی پناہ طلب کرتا ہوں" حضور اکرم ﷺ فرمانے لگے "اسے میرے قریب کرو اسے میرے قریب کرو، حتیٰ کہ وہ آپ کے قریب ہو گیا آپ نے اسے اپنے سامنے بٹھایا۔ اسے کوڑا پکڑایا۔ فرمایا "یہ کوڑا لو اور اپنا قصاص لے لو" اس نے کہا "میں رب تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں کہ میں اس کے نبی کریم ﷺ کو کوڑے ماروں" آپ نے فرمایا "ورنہ معاف کرو" اس نے کوڑا نیچے پھینک دیا۔ عرض کی "یارسول اللہ ﷺ میں نے آپ کو معاف کر دیا ہے" حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اٹھ کر آپ کی خدمت میں گئے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ عقبہ کی رات یاد فرمائیں میں آپ کی اونٹنی کو ہانک رہا تھا۔ آپ آرام فرما تھے۔ میں جتنا اسے ہانکتا وہ اتنا ہی مست ہو جاتی۔ جب میں اسے ہانکتا وہ اعراض کرتی میں نے آپ کو ہلکا سا کوڑا مارا اور عرض کی "قوم آپ کے پاس آگئی ہے" آپ نے فرمایا "کوئی حرج نہیں"۔ انہوں نے عرض کی "آپ قصاص لے لیں" آپ نے فرمایا "میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے" انہوں نے عرض "آپ مجھ سے قصاص لیں۔ یہ مجھے زیادہ پسندیدہ ہے" آپ نے انہیں کوڑا مارا۔ میں نے دیکھا کہ وہ آپ کے کوڑے کی وجہ سے تڑپ اٹھے۔ پھر فرمایا "اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ بخدا! کوئی مومن دوسرے مومن پر ظلم نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ روز حشر اس سے انتقام لے گا"

امام احمد، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "اسی اثناء میں کہ حضور اکرم ﷺ مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اسے کھجور کی شاخ سے مارا یہ شاخ آپ کے پاس تھی۔ یہ اس کے چہرے پر لگی حضور اکرم ﷺ نے اسے فرمایا "آؤ قصاص لے لو"۔

ابن ضحاک نے عبدالرحمن بن جبیر خزاعی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "حضور اکرم ﷺ نے کسی شخص کے پیٹ پر شاخ یا مسواک سے مارا" اس نے عرض کی "آپ نے مجھے مارا ہے۔ آپ مجھے قصاص دیں" آپ نے وہ لکڑی اسے دے دی جو آپ کے پاس تھی پھر فرمایا 'قصاص لے لو' اس نے آپ کا بطن اقدس چوم لیا۔ اس نے عرض کی "میں آپ کو معاف کرتا ہوں شاید کہ آپ روز حشر میری شفاعت فرمائیں"۔

ابن قاسم، ابن ضحاک نے سواد بن عمرو سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا میں نے زعفران ملی ہوئی خوشبو لگا رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا "زعفران! زعفران! نیچے اترو نیچے اترو" آپ کے ہاتھ میں شاخ تھی آپ نے مجھے میرے پیٹ پر ماری اور تکلیف دی۔ میں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ قصاص دیں" آپ نے

اپنے شکم اطہر سے کپڑا اٹھایا۔ میں اسے چومنے لگا۔ میں نے عرض کی 'یارسول اللہ ﷺ مجھے چھوڑ دیں اور اس امر کو روز حشر میرے لیے بطور شفاعت مؤخر کر دیں۔'

ابن قانع نے عبداللہ بن ابی الباھلی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا'' میں حجۃ الوداع کے وقت آپ کی خدمت میں آیا۔ میں نے آپ کے ساتھ ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ آپ اپنے اونٹ پر کھڑے تھے آپ کی پنڈلی رکاب میں گویا کہ سفیدی میں کھجور کی گوند تھی۔ میں نے اسے اپنے ہاتھ سے چمٹا لیا۔ آپ نے مجھے ہلکا سا کوڑا مارا۔ میں نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ قصاص دیں۔'' آپ نے کوڑا اٹھایا۔ میں نے آپ کی پنڈلی اور ٹانگ کو چوم لیا۔

محمد بن عمر اسلمی نے روایت کیا ہے کہ اسی اثناء میں کہ حضور سپہ سالار اعظم ﷺ طائف سے جعرانہ کی طرف جا رہے تھے۔ حضرت ابورھم اپنی اونٹنی پر آپ کے پہلو میں تھے۔ حضور اکرم ﷺ اپنی اونٹنی پر جلوہ افراز تھے حضرت ابورھم نے فرمایا میرے جوتے کا کنارہ آپ کی پنڈلی پر لگا میں نے آپ کو تکلیف دی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا'' تم نے مجھے تکلیف دی ہے اپنی ٹانگ آگے کرو۔ آپ نے اپنا کوڑا ہلکا سا میری ٹانگ پر مارا۔ مجھے بہت زیادہ خوف نے آلیا۔ مجھے خوف لاحق ہوا کہ اب میرے بارے قرآن پاک نازل ہوگا میں نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ جب ہم وقت صبح جعرانہ پہنچے۔ میں اپنے جانور چرانے کے لیے نکلا حالانکہ اس روز میری باری نہ تھی مجھے خوف تھا کہ حضور اکرم ﷺ مجھے طلب فرمائیں گے جب شام کو میں جانور لے کر آیا تو میں نے پوچھا۔ صحابہ کرام نے کہا'' تمہیں حضور اکرم ﷺ نے یاد فرمایا تھا۔'' میں ڈرتے ڈرتے آپ کی خدمت میں گیا۔ آپ نے فرمایا:'' تم نے اپنی ٹانگ سے مجھے تکلیف دی تھی۔ میں نے کوڑے سے تمہیں ضرب لگائی تھی۔ یہ بکریاں ہیں انہیں میری ضرب کے عوض لے لو' انہوں نے کہا'' آپ کی رضا میرے نزدیک دینار اور اس کی نعمتوں سے زیادہ پسندیدہ ہے۔''

❁❁❁❁

پندرھواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گریہ وزاری

امام ابوداؤد، امام نسائی نے حضرت مطرف بن شخیر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کی زیارت کی۔ آپ نماز ادا کر رہے تھے۔ سینۂ اقدس میں رونے کی وجہ سے یوں گونجدار آواز پیدا ہو رہی تھی جیسے چکی کی آواز ہوتی ہے۔" امام نسائی کے الفاظ میں ہے "آپ کے پیٹ سے یوں آواز آرہی تھی جیسے ہنڈیا کے ابلنے کی آواز ہوتی ہے یعنی رونے کی وجہ سے۔"

ابوشیخ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے دیکھا کہ ہم میں سوائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی کھڑے ہو کر نماز ادا نہیں کر رہا تھا۔ آپ درخت کے نیچے نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ رو رہے تھے حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔"

عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "ایک رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ حتیٰ کہ آپ میرے لحاف میں میرے ساتھ داخل ہو گئے۔ جب آپ کی مبارک جلد میری جلد سے لگ گئی تو آپ نے فرمایا "عائشہ! مجھے اجازت دو کہ اس رات میں اپنے رب تعالیٰ کی عبادت کرلوں"، میں نے عرض کی "بخدا! مجھے آپ کا قرب بہت پسند ہے" آپ کمرہ میں اپنے رب تعالیٰ کی عبادت کرنے تشریف لے گئے۔ وضو کیا، پھر قیام فرمایا قرآن پاک کی تلاوت فرمائی۔ آپ گریہ وزاری کرنے لگے۔ اپنا دایاں ہاتھ اپنے مبارک رخسار کے نیچے رکھا پھر رونے لگے حتیٰ کہ مبارک آنسو زمین پر گرنے لگے۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آئے اور آپ کو نماز کے لیے بلایا۔ جب انہوں نے آپ کو روتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ رو رہے ہیں جبکہ رب تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے الزامات مٹا دیئے ہیں۔" آپ نے فرمایا "کیا میں رب تعالیٰ کا بہت زیادہ شکرگزار بندہ نہ بنوں۔ کیا میں نہ روؤں۔ آج رات رب تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت طیبہ نازل کی ہے:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ (آل عمران)

ترجمہ: "بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں (بڑی)

نشانیاں ہیں۔اہل عقل کے لیے وہ عقل مند جو یاد کرتے رہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اور غور کرتے رہتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں (اور تسلیم کرتے ہیں) اے ہمارے مالک! نہیں پیدا فرمایا تو نے یہ (کارخانۂ حیات) بے کار پاک ہے تو (ہر عیب سے) بچالے ہمیں آگ کے عذاب سے۔"

"ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو ان آیات کو پڑھے اور ان میں غور و فکر نہ کرے۔"

عبد بن حمید ابن جریر نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت طیبہ پڑھتے "و یوم نبعث من کل امة بشهيد" تو آپ کی چشمان مبارک آنسوؤں سے بھر جاتیں۔"

حکیم ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "یمن کا وفد بارگاہ رسالت مآب میں آیا۔اس نے عرض کی "ہمیں وہ کلام مقدس سنائیں جو آپ پر اترا ہے" آپ نے سورۃ الصافات تلاوت کی حتیٰ کہ آپ "فاتبعه شهاب ثاقب" تک پہنچ گئے۔تو چہرۂ انور پر پسینہ آگیا۔آنسو مبارک آپ کی مبارک داڑھی کی طرف گرنے لگے۔وفد نے عرض کی "ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ رو رہے ہیں کیا آپ اس ہستی کے خوف سے رو رہے ہیں جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے؟ آپ نے فرمایا "ہاں" اس ہستی پاک کے خوف سے رو رہا ہوں جس نے مجھے مبعوث کیا ہے۔اس نے مجھے اس رستہ کے ساتھ بھیجا ہے جو تلوار کی دھار کی طرح ہے اگر میں نے اس میں کجی اختیار کی تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔پھر آپ نے یہ آیت طیبہ پڑھی۔

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ (بنی اسرائیل:۸۶)

ترجمہ: اور اگر ہم چاہتے تو سلب کر لیتے وہ وحی جو ہم نے آپ کی طرف کی ہے۔

ابن ضحاک نے حضرت صالح بن خلیل سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "جب یہ آیت طیبہ اتری:

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝۵۹ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ۝۶۰ (النجم)

ترجمہ: بھلا کیا تم اس بات سے تعجب کر رہے ہو اور (بے شرموں کی طرح) ہنس رہے ہو اور روتے نہیں ہو۔

تو آپ کو مسکراتے ہوئے یا ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

ابن عدی نے ضعیف سند کے ذریعہ حمران بن اعین سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض افراد کو دیکھا وہ اس آیت طیبہ کی تلاوت فرما رہے تھے۔

اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۝۱۲ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ۝۱۳ (المزمل)

ترجمہ: ہمارے پاس ان کے لیے بھاری بیڑیاں اور بھڑکتی آگ ہے اور غذا جو گلے میں پھنس جانے والی اور دردناک عذاب۔

تو حضور اکرم ﷺ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

ابن ابی الدنیا نے اور ابن ضحاک نے ولید بن مسلم کی سند سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا" مجھے ابو سلمہ ثابت دوسی نے حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم سے روایت بیان کی ہے۔ ابوالولید کی سند جید ہے انہوں نے کہا" حضور اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے" مولا! مجھے ایسی آنکھیں عطا فرما جو لگا تار گریہ زاری کریں جو لگا تار آنسو بہاتے ہوئے روئیں۔ جو مجھے تیری خشیت سے بھر دیں اس سے قبل کے آنسو خون بنیں اور داڑھیں انگارہ بنیں۔"

ابوبکر الشافعی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد آپ نے ان کو چوما۔ حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ آنسو آپ کی چشمان مقدس سے گر رہے تھے۔"

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضرت سعد بن عبادہ بیمار ہو گئے۔ حضور اکرم ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ حضرت اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہما تھے۔ جب آپ اندر تشریف لے گئے تو انہیں ان کے اہل خانہ کے پردہ میں پایا آپ نے پوچھا" کیا ان کا وصال ہو گیا ہے؟" انہوں نے عرض کی نہیں آپ رونے لگے۔

ابن عدی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" جب حضور اکرم ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے چادر اتاری تو رونے لگے۔ جب آپ نے دیکھا کہ ان کا مثلہ کر دیا گیا ہے تو آپ سسکی لے کر رونے لگے۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا" حضور اکرم ﷺ نے حجر اسود کا بوسہ لیا۔ پھر اس پر اپنے لب رکھ دیے۔ کافی دیر تک روتے رہے۔ جب آپ نے دیکھا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پاس کھڑے رو رہے تھے آپ نے فرمایا" عمر! آنسو یہاں سے گرتے ہیں۔"

امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے یہ فرمان پڑھا:

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾ (ابراہیم)

ترجمہ: "اے میرے پروردگار! ان بتوں نے تو گمراہ کر دیا بہت سے لوگوں کو پس جو کوئی میرے پیچھے چلا تو وہ میرا ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس کا معاملہ تیرے سپرد ہے بیشک تو غفور رحیم ہے۔"

امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا" مجھے قرآن پاک پڑھ کر سناؤ" میں نے عرض کی" یارسول اللہ ﷺ کیا میں آپ کو قرآن مجید پڑھ کر

سناؤں، حالانکہ آپ پر قرآن پاک نازل ہوا ہے" آپ نے فرمایا ہاں! میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے علاوہ کسی اور سے قرآن پاک سنوں۔"

ابویعلیٰ، ابن ابی شیبہ اور امام نسائی نے الکبیر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مجھے قرآن پاک پڑھ کر سناؤ" میں نے سورۃ النساء پڑھنی شروع کی۔ جب رب تعالیٰ کے اس فرمان تک پہنچا۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴿۴۱﴾ (النساء)

ترجمہ: تو کیا حال ہوگا (ان نافرمانوں کا) جب ہم لے آئیں گے ہر امت سے ایک گواہ اور (اے حبیب) ہم لے آئیں گے آپ کو ان سب پر گواہ۔

تو آپ کی چشمانِ مقدس سے آنسو گرنے لگے۔ آپ نے فرمایا: "کافی ہے۔"

❁❁❁❁

سولھواں باب

دنیا میں آپ کا زہد، تقویٰ، اختیاری فقر اور مسکین رہنے کی التجاء

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٣١﴾ (طٰہٰ)

ترجمہ: ''اور آپ مشتاق نگاہوں سے نہ دیکھئے ان چیزوں کی طرف جن سے ہم نے لطف اندوز کیا ہے کافروں کے چند گروہوں کو یہ محض زیب وزینت ہیں دنیوی زندگی کی (اور انہیں اس لئے دی ہیں) تاکہ ہم آزمائیں انہیں ان سے اور آپ کے رب کی عطا بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔''

ابن عساکر نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''عائشہ! اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ رواں ہوں۔''

ابو یعلی، ابن عساکر، امام بخاری، امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا مانگی ''مولا! آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بقدر کفایت رزق عطا فرما۔''

ابن سعد، امام ترمذی اور ابو الشیخ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ابن سعد اور ابن حبان نے حضرت ابو امامۃ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''رب تعالیٰ نے مجھے وادی بطحاء کو سونا بنا کر پیش فرمایا'' میں نے عرض کی ''مولا! نہیں لیکن میں ایک دن بھوکا رہوں ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں، جب سیر ہو کر کھاؤں تو تیری تعریف اور شکر کروں جب میں بھوکا رہوں تو تیری بارگاہ میں آہ وزاری کروں۔ تیری بارگاہ میں التجاء کروں۔''

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوہ احد کی طرف دیکھا تو فرمایا ''مجھے اس ذات کی قسم جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ کوہ احد کو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے سونے کا بنا دیا جائے جسے میں راہ خدا میں خرچ کروں۔ جس روز میرا وصال ہو میں ان کے لیے دو دینار بھی نہ چھوڑوں۔ مگر ایسے دو دینار جنہیں میں ان کے دین کے لیے چھوڑوں اگر ہو سکے۔''

امام بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اگر میرے پاس کوہِ احد جتنا سونا بھی ہو مجھے یہ امر خوش نہیں کرتا کہ اس پر تین راتیں گزریں اور میرے پاس اس میں سے کچھ ہو مگر ایسی

چیز جسے میں دین کے لیے رکھوں۔"

امام بخاری وغیرہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر رونق افروز ہوئے۔ اور فرمایا "ایک عبد کو رب تعالیٰ نے دنیا کی زیب و زینت اور ان انعامات میں اختیار دیا جو اس کے پاس ہیں تو اس نے وہ انعامات پسند کر لیے جو اس کے پاس ہیں" یہ سن کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رونے لگے انہوں نے عرض کی "ہم اپنے آباء اور مائیں آپ پر فدا کر دیں۔ لوگوں نے ان کی اس بات پر تعجب کیا۔ انہوں نے کہا "اس بزرگ کو دیکھو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عبد کے بارے بتا رہے ہیں جسے اختیار دیا گیا ہے (اور یہ رو رہے ہیں) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار دیا گیا تھا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ آپ کے حالات سے آشنا تھے۔

ابو ذر الھروی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے تکیے پر آرام فرما ہوئے جس کے اندر کھجور کے پتے ڈالے گئے تھے۔ جب آپ اٹھے تو آپ کی جلد پر نشانات پڑ چکے تھے میں رونے لگی۔ آپ نے پوچھا "ام سلمہ! کیوں رو رہی ہو؟" میں نے عرض کی "میں نے یہ نشانات دیکھے ہیں" آپ نے فرمایا "نہ رو اگر میں چاہوں کہ میرے ساتھ یہ پہاڑ سونے کے بن کر چلیں تو وہ چلنے لگیں۔"

حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں نے اسے کہا "میں تیرا ارادہ نہیں کرتا۔ نہ ہی مجھے تیری ضرورت ہے۔" اس نے کہا "اگر آپ مجھ سے کچھ لے لیتے تو پھر آپ کے علاوہ اور کوئی مجھ سے رہا نہ ہو سکتا۔"

امام احمد، ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ سے، یعقوب بن سنان اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین بارگاہ رسالت مآب میں حاضر تھے۔ آپ نے آسمان کی طرف دیکھا تو ایک فرشتہ نیچے آیا۔ حضرت جبرائیل امین نے کہا "یہ فرشتہ جب سے تخلیق کیا گیا ہے نیچے نہیں اترا۔ جب یہ فرشتہ نیچے آیا تو اس نے عرض کی "محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ آپ عبد نبی یا بادشاہ نبی بن جائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی طرف توجہ کی گویا کہ آپ ان سے مشورہ کر رہے ہوں۔"

انہوں نے آپ کو اشارہ دیا کہ آپ اپنے رب تعالیٰ کے لیے عاجزی کریں۔ آپ نے فرمایا "میں عبد نبی بنوں گا۔"

حضرت ابن عباس نے فرمایا "اس کے بعد آپ نے ٹیک لگا کر نہ کھایا حتیٰ کہ اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات کر لی۔"

الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "مجھ پر آسمان سے ایک ایسا فرشتہ نازل ہوا ہے جو مجھ سے قبل کسی نبی پر نازل نہیں ہوا۔ نہ ہی میرے بعد کسی پر نازل ہو گا۔ وہ حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے عرض کی "میں آپ کے رب کی طرف سے آپ کی طرف قاصد ہوں۔ اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو اختیار دوں۔ آپ چاہیں تو عبد نبی اور چاہیں تو بادشاہ نبی بن جائیں۔" میں نے حضرت جبرائیل امین کی طرف دیکھا۔ انہوں نے مجھے عاجزی کرنے کا اشارہ کیا۔ اگر میں کہہ دیتا کہ میں بادشاہ نبی بننا چاہتا ہوں تو یہ

پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ چلتے۔"

البرقانی، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت خیثمہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ سے کہا گیا "اگر آپ پسند فرمائیں تو ہم آپ کو زمین کے خزانے عطا کر دیتے ہیں اور اس کی چابیاں دے دیتے ہیں۔ ان میں کوئی چیز نہ آپ سے پہلے کسی کو دی گئی اور نہ ہی آپ کے بعد کسی کو دی جائے گی۔ اس کی وجہ سے آپ کے اجر وثواب میں بھی کمی نہ ہو گی جو رب تعالیٰ کے ہاں ہے۔ اور اگر آپ پسند کریں تو میں یہ سب آپ کے لیے آخرت میں جمع کر دیتا ہوں" آپ نے فرمایا "انہیں میرے لیے آخرت میں جمع کر دو۔"

ابن المبارک نے حضرت ابو امامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "رب تعالیٰ نے مجھے پیش فرمایا کہ وہ میرے لیے بطحاء مکہ کو سونے کا بنا دے" میں نے عرض کی "مولا! میں ایک دن سیر ہو کر کھاؤں۔ ایک دن بھوکا رہوں۔ جب میں بھوکا رہوں تو تیری بارگاہ میں آہ وزاری کروں جب میں سیر ہوں تو تیری تعریف اور شکر ادا کروں۔"

ابن مبارک اور امام ترمذی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "مساکین سے محبت کیا کرو۔ میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ یہ دعا مانگ رہے تھے "مولا! مجھے مسکین زندہ رکھنا۔ مسکینی کی حالت میں ہی میرا وصال ہو اور مساکین کے گروہ سے ہی مجھے روز محشر اٹھانا۔"

ابن عدی نے ان سے ہی روایت کیا ہے آپ نے فرمایا "اے لوگو! تنگ دستی تمہیں مجبور نہ کر دے کہ تم ان ذرائع سے رزق طلب کرنے لگو جو حلال نہ ہوں۔ میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ یہ دعا مانگ رہے تھے۔

"مولا! فقر کی حالت میں میرا وصال فرما۔ غنیٰ کی حالت میں میرا وصال نہ فرما۔ مجھے روز محشر مساکین کے گروہ سے اٹھا۔ بدبختوں میں سے سب سے بڑا بدبخت وہ ہے جس پر دنیا کی غربت اور آخرت کا عذاب جمع ہو جائے۔"

امام احمد، ابویعلیٰ، امام رازی، ابن عساکر، ابوداؤد الطیالسی اور امام ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (امام ترمذی نے اس روایت کو صحیح کہا ہے) انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ ایک چٹائی پر آرام فرما ہو گئے۔ آپ کے پہلو پر نشانات پڑ گئے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو میں انہیں ملنے لگا۔ میں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ہمیں اجازت نہیں دیتے کہ ہم آپ کے نیچے ایسی چیز بچھا دیں جو آپ کو ایسے نشانات سے بچا لے۔ آپ اس پر آرام فرما ہوں۔" آپ نے فرمایا "میرا اور دنیا کا کیا تعلق؟ میں اور دنیا اسی طرح ہیں جیسے کوئی سوار ہو جو گرم دن کو عازم سفر ہو وہ کسی درخت کے نیچے آرام کر لے پھر اسے چھوڑ کر آگے چلا جائے۔"

امام مسلم، امام بخاری اور ابن ضحاک نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ آپ کھجور کی بنی ہوئی چٹائی پر ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ اس کے نشانات آپ کے

پہلو پر لگے ہوئے تھے۔میں نے نظر اٹھا کر کمرہ میں دیکھا بخدا! میں نے ان اشیاء کے علاوہ کچھ نہ دیکھا۔سامان سفر کی تین چیزیں لٹکی ہوئی تھیں اور جو کی ایک ڈھیری تھی۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔آپ نے پوچھا"عمر! کیوں رو رہے ہو وہ فرماتے ہیں"میں نے عرض کی"آپ رب تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سے برگزیدہ ہیں قیصر و کسریٰ کس قدر آرام دہ زندگی گزار رہے ہیں آپ اٹھ بیٹھے،چہرہ انور سرخ تھا۔فرمایا"عمر! کیا تم شک میں ہو"پھر فرمایا"اس قوم کو ان کی اسی زندگی میں پاکیزہ چیزیں دے دی گئیں ہیں۔کیا تم راضی نہیں ہو کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت ہو۔"میں نے عرض کی: "ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتا ہوں۔"

ابن ضحاک کی روایت میں یہ اضافہ ہے"عمر! اگر میں چاہوں کہ یہ فلک بوس پہاڑ میرے ساتھ سونا بن کر چلیں تو یہ ضرور چلنے لگیں۔"

ابن ابی شیبہ نے بنو سالم کے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ آپ کی خدمت میں تحفہ پیش کیا گیا۔آپ نے دیکھا تو آپ کو ایسی کوئی چیز نظر نہ آئی جس میں اسے رکھتے۔آپ نے فرمایا"اسے زمین پر رکھ دو۔وہ عبد ہیں اسی طرح کھاتے ہیں جس طرح عبد کھاتا ہے۔اسی طرح پیتے ہیں جیسے عبد پیتا ہے۔اگر رب تعالیٰ کے ہاں دنیا کی حیثیت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر اس میں سے پانی بھی نہ پی سکتا۔

امام بخاری وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا"حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دوپہر کے وقت مسجد نبوی کی طرف نکلے۔جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سنا تو وہ بھی باہر نکل آئے۔انہوں نے پوچھا "ابوبکر! آپ اس وقت کیوں باہر نکلے ہیں؟ انہوں نے فرمایا"اس وقت صرف بھوک کی وجہ سے باہر نکلوں۔"انہوں نے کہا "بخدا! مجھے بھی بھوک ہی اس وقت باہر نکال کر لائی ہے"وہ اسی حالت پر تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی باہر تشریف لے آئے۔ آپ نے پوچھا"تم دونوں کو اس وقت کون سی چیز باہر نکال کر لائی ہے"انہوں نے عرض کی"بھوک۔آپ نے فرمایا"واللہ! مجھے بھی اس وقت بھوک ہی باہر نکال کر لائی ہے۔"یہ روانہ ہوئے اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے تک پہنچے۔انہوں نے ان کے لیے بکری ذبح کی۔اس کا گوشت پکایا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوشت کا ٹکڑا لیا۔اسے روٹی پر رکھا اور فرمایا"ابوایوب! یہ حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا تک پہنچا دو انہیں کئی روز سے ایسا کھانا نصیب نہیں ہوا۔"

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوطلحہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد میں لیٹے ہوئے دیکھا۔آپ بھوک کی وجہ سے کروٹیں بدل رہے تھے۔میں نے گمان کیا کہ آپ کو بھوک لگی ہے۔

ابن ضحاک نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ"دنیا کی کسی چیز نے بھی آپ کو کبھی بھی تعجب میں نہیں ڈالا۔نہ ہی کسی دنیاوی چیز کی وجہ سے تعجب میں پڑے مگر جبکہ وہ خوف اور ڈر کے حصول کا سبب ہوتی۔"

امام احمد،ابویعلیٰ اور امام بیہقی نے جید سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا"میں

بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ آپ اس چارپائی پر تشریف فرما تھے جسے رسی سے بنایا گیا تھا۔ سر اقدس کے نیچے چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ چند صحابہ کرام کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ جب آپ نے پہلو بدلا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ چارپائی اور آپ کے درمیان چادر بھی نہیں چارپائی کے نشانات آپ کے پہلو مبارک پر لگے ہوئے تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رونے لگے آپ نے پوچھا عمر! کس لیے رو رہے ہو؟ انہوں نے عرض کی' میں صرف اس لیے رو رہا ہوں کہ مجھے علم ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول محترم ﷺ ہیں رب تعالیٰ کے ہاں کسریٰ و قیصر سے معزز ہیں۔ انہوں نے دنیا میں آمادہ زندگی بسر کی۔ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول محترم ﷺ ہیں اور اس حالت میں ہیں جسے میں دیکھ رہا ہوں" آپ نے فرمایا:" عمر! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت ہو۔" انہوں نے عرض کی' ضرور! آپ نے فرمایا" پھر اسی طرح ہے۔"

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" حضرت عمر فاروق بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ آپ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ پہلو پر نشانات پڑ گئے تھے انہوں نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! کاش! آپ ایسا بستر بچھا لیتے جو اس سے موٹا ہوتا۔ آپ نے فرمایا" میرا اور دنیا کا کیا تعلق؟ میری اور دنیا کی مثال اس سوار کی طرح ہے جو گرم دن میں لمحہ بھر کے لیے کسی درخت کے سایہ میں آرام کرے پھر اسے چھوڑ کر چلا جائے امام بزار نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا" ہم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ جب انہیں پیاس لگی تو آپ کے پاس پانی اور شہد کو ملا کر لایا گیا۔ جب پیالہ اپنے ہاتھ پر رکھا تو زاروزار رونے لگے۔ حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ کو کچھ ہو گیا ہے۔ ہم نے ان سے کچھ نہ پوچھا۔ جب وہ فارغ ہو گئے تو ہم نے کہا" اے حضور اکرم ﷺ کے خلیفہ! آپ کے گریہ کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا" میں حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ تھا۔ مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی جس سے آپ اپنی بھوک مٹا سکیں۔ میں نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسی چیز نظر نہیں آرہی جس سے آپ بھوک مٹا سکیں۔ آپ کے پاس مجھے کچھ بھی نظر نہیں آرہا" آپ نے فرمایا" دنیا میرے لیے نمودار ہوئی۔ میں نے اسے کہا" مجھ سے دور ہو جا" آپ نے مجھے فرمایا" تم بھی اسے حاصل نہ کرنا" سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" مجھ پر یہ بات گراں گزری مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ میں حضور اکرم ﷺ کے حکم کی مخالفت کروں اور مجھے دنیا آلے۔"

حسن بن عرفہ نے اپنے مشہور جزء میں لکھا ہے اور ابن عساکر نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" میرے پاس انصار کی ایک عورت آئی اس نے آپ کے مبارک بستر پر سخت چادر دیکھی وہ واپس گئی اور ایسا بستر بھیجا جس کے اندر صوف تھا۔ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور پوچھا" عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! فلاں انصاری خاتون آئیں، انہوں نے آپ کا بستر دیکھا وہ واپس گئیں تو انہوں نے آپ کے لیے یہ بستر بھیج دیا۔" آپ نے فرمایا" اسے واپس کر دو" میں نے اسے واپس نہ کیا مجھے پسند تھا کہ وہ میرے حجرہ مقدسہ میں رہے۔ آپ نے کئی بار

مجھے فرمایا کہ میں اسے واپس کر دوں۔ آپ نے فرمایا ''عائشہ! اسے واپس کر دو۔ بخدا! اگر میں چاہوں تو رب تعالیٰ ان پہاڑوں کو سونے اور چاندی کا بنا کر میرے ساتھ رواں کر دے۔''

امام احمد نے الزہد میں اسماعیل بن امیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے لیے دو بستر بچھا دیے مگر آپ نے انکار فرما دیا کہ آپ صرف ایک بستر پر ہی آرام فرما ہوں گے۔''

ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، ابن مردویہ اور الدمامینی نے حضرت ابو درداء، ابوذر سے اور سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت ابومسلم خولانی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''رب تعالیٰ نے مجھ پر وحی نہیں کی کہ میں مال جمع کروں اور تاجر بن جاؤں بلکہ اس نے میری طرف یہ وحی کی ہے:

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾ (الحجر)

ترجمہ: ''سو آپ پاکی بیان کیجئے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اور ہو جائیے سجدہ کرنے والوں سے اور عبادت کیجئے اپنے رب کی یہاں تک کہ آجائے آپ کے پاس الیقین۔''

امام احمد اور امام ابن عساکر نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ''تم صبح و شام اس چیز میں رغبت کرتے ہوئے کرتے ہو جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زہد اختیار کر رکھا تھا۔ آپ کے زہد میں سے آپ پر کوئی رات بسر نہ ہوتی تو آپ پر اس سے زائد ہوتا جو کچھ آپ کے لیے ہوتا۔''

ابن حبان نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دو بستر بچھائے۔ جن میں کھجور اور اذخر گھاس بھرا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا ''عائشہ! میرا دنیا کا کیا تعلق؟ میں اور دنیا اس شخص کی طرح ہیں جو سایہ کے لیے کسی درخت کے سایہ میں اترے حتیٰ کہ جب سایہ ڈھل جائے تو روانہ ہو جائے اور پھر اس کی طرف کبھی بھی لوٹ کر نہ آئے۔''

امام احمد نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''میں نے آپ کو دیکھا آپ نے کبھی بھی موٹا بستر استعمال نہ کیا تھا۔ الا یہ کہ مجھے وہ بارش کا دن یاد ہے میں نے آپ کے نیچے کمبل بچھا دیا۔ گویا کہ میں اس کی اس پھٹن کی طرف اب بھی دیکھ رہی ہوں جس سے پانی نکلتا تھا۔''

سعید بن منصور نے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''آپ کے لیے ایک پرانا اور سخت بستر تھا۔ میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے لیے ایک اور بستر بچھا دوں جو آپ کے لیے زیادہ آرام دہ ہو۔ میں نے وہ بستر بچھا دیا آپ نے فرمایا ''عائشہ! یہ کیا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''میں نے دیکھا کہ آپ کا بستر پرانا اور سخت تھا۔ میں نے یہ بستر بچھا دیا تا کہ آپ کو زیادہ سکون ملے۔'' آپ نے دوبارہ فرمایا: ''اسے مجھ سے دور لے جاؤ۔ بخدا! میں اس پر نہ بیٹھوں گا حتیٰ کہ اسے تم اٹھا لو'' میں نے اوپر والا بستر اٹھا دیا۔

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل خانہ کئی راتیں لگاتار بھوکے رہتے۔ وہ رات کا کھانا نہ کھاتے ان کا عام کھانا جو کی روٹی ہوتا تھا۔

امام ترمذی نے حضرت ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپ چٹائی پر آرام فرما تھے۔ رسیوں کے نشانات جسم اقدس پر پڑے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کی:" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کاش! آپ اس نرم بستر پر آرام فرماہوں" آپ نے فرمایا" میرا اور دنیا کا کیا تعلق؟ میری اور دنیا کی مثال اس سوار کی سی ہے۔ جو چٹیل میدان سے گزرے وہ ایک درخت کو دیکھے اس کے نیچے سایہ حاصل کرے پھر اسے چھوڑ کر چلا جائے۔"

ابو عبدالرحمٰن سلمیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالتمآب میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت چٹائی پہ آرام فرما تھے۔ اس کے نشانات آپ کے جسم اطہر پر پڑ چکے تھے۔ انہوں نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کاش! آپ اس سے نرم بستر حاصل کرلیں" آپ نے فرمایا" میرا اور دنیا کا کیا تعلق؟ میری اور دنیا کی مثال اس سوار کی سی ہے جو گرم دن میں عازم سفر ہو حتیٰ کہ وہ ایک درخت تک پہنچے پھر آگے روانہ ہو جائے۔"

امام احمد اور امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر فرماتے تو سب کے بعد حضرت خاتون جنت سیدۃ نساء العالمین رضی اللہ عنہا سے ملتے۔ اور جب واپس آتے تو سب سے پہلے حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے گھر ہی تشریف لے جاتے۔ ایک دفعہ آپ کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے۔ آپ سیدۃ نساء العالمین رضی اللہ عنہا کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے دیکھا کہ ان کے دروازے پر پردہ لٹکا ہوا تھا اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما نے چاندی کے کنگن پہن رکھے تھے۔ آپ واپس آگئے اور تشریف نہ لے گئے۔ جب حضرت سیدۃ نساء العالمین رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو انہیں معلوم ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر کیوں نہیں تشریف لے گئے۔ انہوں نے پردہ پھاڑ دیا اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے کنگن اتار دیے انہیں جدا جدا کر دیا۔ شہزادے رونے لگے انہوں نے انہیں ان کے مابین تقسیم کر دیا وہ دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے وہ رو رہے تھے۔ آپ نے ان سے وہ چاندی لی اور فرمایا" ثوبان! اسے مدینہ طیبہ کے فلاں لوگوں کے پاس لے جاؤ اور حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے لیے عصب کا ہار اور ہاتھی دانت کے کنگن لے کر آؤ۔ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ اپنی دنیاوی زندگی میں عمدہ کھانے کھائیں۔"

امام احمد اور امام بیہقی نے الشعب میں، ابن ابی حاتم اور دیلمی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" سارا دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے سے رہے پھر رات کو کھانا نہ کھایا پھر دن کو روزہ رکھ لیا۔ پھر فرمایا" عائشہ! محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا نہیں چاہیے۔ عائشہ! اولوالعزم رسل عظام علیہم السلام پر رب تعالیٰ اس لیے راضی ہوا کہ انہوں نے ناپسندیدہ اور پسندیدہ امور پر صبر کیا۔ وہ مجھ سے راضی نہ ہوا مگر اس نے مجھے بھی انہی امور کا مکلف بنایا جن کا مکلف سابقہ انبیائے کرام کو بنایا۔ اس نے ارشاد فرمایا:

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ

ترجمہ: پس (اے محبوب) آپ صبر کیجئے جس طرح اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا تھا۔

"بخدا! میں پوری کوشش کرتے ہوئے صبر کروں گا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ"

امام احمد امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھجور ملتی تو فرماتے: "اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ یہ صدقہ کی ہے تو میں اسے کھالیتا۔"

امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رات کے وقت اپنے پہلو کے نیچے کھجور ملی۔ آپ نے اسے تناول فرمالیا۔ آپ اس رات کو سونہ سکے۔ ایک زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آج رات آپ کو نیند نہیں آئی" آپ نے فرمایا "میں نے کھجور پائی تو اسے کھالیا میرے پاس صدقہ کی کھجوریں تھیں مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ وہ کھجور کہیں صدقہ کی نہ ہو۔"

امام الطبرانی نے ابن حازم انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "روز بدر آپ کی خدمت میں ایک چمڑا پیش کیا گیا۔ آپ سے عرض کی گئی "کاش! آپ اس کے نیچے سایہ حاصل کریں" آپ نے فرمایا "کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس چیز سے سایہ حاصل کرے جو روز حشر آگ ہو۔"

حمیدی نے حبیب بن ابی ثابت اور انہوں نے حضرت خیثمہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ سے کہا گیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر آپ پسند فرمائیں آپ کو ہم تو دنیا کے ایسے خزانے اور ان کی چابیاں دے دیتے ہیں جنہیں ہم نے آپ سے قبل کسی کو نہیں دیا۔ نہ ہی آپ کے بعد کسی کو دیں گے۔ ان کی وجہ سے رب تعالیٰ کے حضور آپ کے اجر و ثواب میں بھی کمی نہیں ہوگی۔ آپ نے فرمایا "انہیں آخرت میں میرے لیے جمع کر دو" اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝۱۰

ترجمہ: "بڑی (خیر) و برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو اگر چاہے تو بنادے آپ کے لئے بہتر اس سے (یعنی ایسے) باغات رواں ہوں جن کے نیچے نہریں اور بنادے آپ کے لئے بڑے بڑے محلات۔

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حضرت عطاء بن یسار سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا پیش کی گئی۔ آپ نے فرمایا "تو میرا ارادہ نہیں ہے" دنیا نے کہا "اگر آپ نے میرا ارادہ نہیں کیا تو عنقریب آپ کے علاوہ کوئی اور میرا ارادہ کرے گا۔"

امام بغوی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک عورت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بستر پیش کیا۔ آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار فرمادیا۔ فرمایا: "اگر میں چاہوں کہ یہ پہاڑ میرے ساتھ سونے

اور چاندی کے بن کر چلیں تو یہ چلنے لگیں۔"

امام احمد نے زھد میں، ابن ابی حاتم، حاکم، ابن مردویہ نے حضرت ام عبداللہ بنت شداد بن اوس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ افطار کے وقت آپ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ بھیجا۔ آپ روزہ سے تھے۔ آپ نے ان کے قاصد کو واپس بھیجا اور پوچھا یہ دودھ تمہارے پاس کہاں سے آیا ہے۔" انہوں نے عرض کی "یہ میری بکری کا ہے" آپ نے ان کے قاصد کو واپس بھیجا اور پوچھا "یہ بکری تمہارے پاس کہاں سے آئی ہے؟ انہوں نے عرض کی "میں نے اسے اپنے مال سے خریدا ہے" آپ نے اس سے دودھ نوش فرمالیا۔ دوسرے روز حضرت ام عبداللہ رضی اللہ عنہا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ عرض کی "یارسول اللہ! میں نے آپ کی خدمت میں دودھ بھیجا لیکن آپ نے میرا قاصد واپس بھیج دیا۔" تو آپ نے انہیں فرمایا "رسل عظام علیہم السلام کو اسی طرح حکم دیا گیا ہے کہ وہ پاکیزہ ہی کھائیں اور پاک اعمال ہی سرانجام دیں" ہم رب تعالیٰ سے توفیق کا سوال کرتے ہیں رب تعالیٰ امام بوصیری پر رحم کرے انہوں نے کتنی عمدہ بات کی ہے۔

و راودته الجبال الشم من ذهب عن نفسه فاراها ايما شمم
واكدت زهده فيها ضرورته ان الضرورة لا تعدو على العصم
و كيف تدعو الى الدنيا ضرورة من لو لاه لم تخرج الدنيا من العدم

سونے کے بلندو بالا پہاڑوں نے آپ کو پھسلانا چاہا۔ آپ نے ان پہاڑوں کو بتادیا کہ بلند ہمت کون ہے۔ آپ کی ضرورت نے دنیا میں آپ کے زہد کو اور بھی مضبوط کر دیا ضرورت عصمت پر کبھی غالب نہیں آسکتی۔ اس ذاتِ والا کو ضرورت دنیا کی طرف کیسے بلاسکتی ہے۔ اگر آپ پیدا نہ ہوتے تو دنیا عدم سے وجود میں نہ آتی۔

❁❁❁❁

ستر ھواں باب

آپ کی تھوڑی سی چیز پر قناعت، بقدر کفایت رزق کی التجاء اور مسکین رہنے میں رغبت

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا مانگی:

''مولا آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بقدر کفایت رزق عطا فرما۔''

بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں یونس بن ابی یعقوب سے اور انہوں نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ اپنے دستر خوان پر تھے۔ انہوں نے مجلس کا عمدہ حصہ ان کے لیے خالی کیا اور عرض کی ''اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھائیے۔ انہوں نے ہاتھ بڑھایا اور لقمہ اٹھایا۔ پھر ہاتھ بڑھایا اور دوسرا لقمہ لیا۔ پھر فرمایا ''مجھے اس میں سے چربی کا ذائقہ آرہا ہے۔ جو گوشت کی چربی نہیں'' حضرت عبد اللہ نے عرض کی ''امیر المؤمنین! میں گھی کی تلاش میں بازار گیا تا کہ میں اسے خریدوں۔ میں نے اسے مہنگا پایا میں نے ایک درہم کا گھٹیا گھی خریدا دوسرے درہم کی چربی اس میں ملالی'' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہ دو چیزیں جمع ہوئیں تو آپ نے ان میں سے ایک کھالی دوسرے کو صدقہ کر دیا'' حضرت عبد اللہ نے عرض کی ''امیر المؤمنین! میرے پاس بھی یہ دونوں چیزیں جمع ہوتی ہیں تو اسی طرح کرتا ہوں'' انہوں نے کہا ''تم اس طرح نہ تھے جس طرح کر رہے ہو۔''

ابن جوزی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''آپ نے صبح کے وقت کا کھانا رات کے لیے اور رات کا کھانا صبح کے لیے نہیں رکھا۔ نہ ہی کسی چیز کا جوڑا اپنے پاس رکھا۔ نہ دو قمیصیں نہ دو چادریں۔ نہ دو ازار، نہ دو جوتوں کے جوڑے اپنے پاس رکھے کاشانۂ اقدس میں آپ کو فارغ کبھی نہ دیکھا گیا یا تو آپ کسی مسکین شخص کے جوتے سلائی کرتے۔ یا کسی بیوہ کا کپڑا سلائی کرتے۔''

ابن مبارک نے الزھد میں امام اوزاعی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے پرواہ نہیں کہ مجھے کس چیز کے ساتھ بھوک سے لوٹایا جاتا ہے۔''

انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ''فتح مکہ کے روز آپ حضرت ام ہانی کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ کو بھوک لگی تھی۔۔۔۔ آپ نے ان سے فرمایا ''کیا تمہارے ہاں کھانا ہے جسے میں کھاؤں''

انہوں نے عرض کی ”میرے پاس خشک روٹی کے ٹکڑے ہیں۔ مجھے حیاء آتی ہے کہ وہ آپ کو پیش کروں“ آپ نے فرمایا ”وہی لے آؤ۔ انہیں پانی میں بھگودو“ وہ نمک کے ساتھ وہ ٹکڑے لے آئیں۔ آپ نے پوچھا ”کیا شوربہ نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کی ”یارسول اللہ ﷺ! میرے پاس کچھ سرکہ ہے“ فرمایا ”اسے ہی لے آؤ“ وہ سرکہ لے آئیں۔ آپ نے اسے کھانے پر انڈیلا۔ تناول فرمایا۔ پھر رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی۔ پھر فرمایا ”ام ہانی! سرکہ کتنا عمدہ سالن ہے۔ جس گھر میں سرکہ ہو وہ غریب نہیں ہوتا۔“

ابوبکر بن ابی خیثمہ نے سائب بن یزید سے وہ اپنی خالہ جان سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا ”ہم بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ آپ کے سامنے کھجور کے پتوں کا طبق پڑا تھا۔ جس میں روٹی اور گوشت کے خشک ٹکڑے تھے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو آپ گھڑے کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے وضو کیا ہم نے بھی جلدی جلدی آپ کے وضو کی طرح وضو کیا۔ ہم میں سے بعض نے کلی کی اور بعض نے چہرہ پر پانی ڈالا۔“

ابن ضحاک نے حضرت عتبہ بن غزوان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ”میں نے خود کو دیکھا۔ میں ساتوں میں ساتواں تھا۔ ہم حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ہمارا کھانا درخت کے پتے تھے حتیٰ کہ ہمارے منہ کی اطراف پھٹ گئیں۔“

امام احمد نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے یہ حضرت عائشہ صدیقہ کی سہیلی تھیں ”انہیں بارگاہ رسالت مآب میں پیش کر دیتی تھیں انہوں نے فرمایا ”ہم نے آپ کے پاس بقدر کفایت ہی رزق پایا صرف دودھ کا ایک پیالہ تھا۔ آپ نے اسے تھاما اس سے نوش فرمایا پھر حضرت عائشہ کو دے دیا۔ انہیں حیاء آئی میں نے کہا ”حضور اکرم ﷺ کا دست اقدس پیچھے نہ لوٹانا“ انہوں نے وہ پیالہ پکڑا اور دودھ پی لیا۔ آپ نے فرمایا ”اپنی ساتھیوں کو بھی دینا“ میں نے کہا ”ہمیں اس کی ضرورت نہیں“ آپ نے فرمایا ”جھوٹ اور بھوک کو اکٹھا نہ کیا کرو“ میں نے عرض کی ”اگر ہم میں سے کوئی ایک اس چیز کے بارے کہے ”مجھے ضرورت نہیں جس کی اسے حاجت ہو تو کیا یہ جھوٹ شمار ہوگا۔“ آپ نے فرمایا: ”جھوٹ جھوٹ ہی لکھا جاتا ہے حتیٰ کہ چھوٹے جھوٹ کو چھوٹا جھوٹ لکھا جاتا ہے۔“

✿✿✿✿

اٹھارواں باب

آپ کل کے لیے کچھ بھی ذخیرہ نہ کرتے تھے

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل کے لیے کچھ بھی ذخیرہ نہ کرتے تھے۔"

امام احمد اور ابو یعلیٰ نے جید سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "آپ نے کوہ احد کی طرف دیکھا تو فرمایا "مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ یہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے سونے کا بن جائے جسے میں راہ خدا میں خرچ کروں۔ اور جس روز میرا وصال ہو میرے پاس اس کے دو دینار ہوں۔ مگر وہ دو دینار جنہیں میں قرض کی ادائیگی کے لیے رکھوں۔ اگر قرض ہو۔"

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی سعادت ملی تھی، ایک دن آپ نے فرمایا "کیا تمہارے پاس کچھ ہے جسے ہم تناول فرمائیں" میں نے عرض کی "ہاں" کل کے کھانے کا کچھ بقیہ حصہ ہے" آپ نے فرمایا "میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا۔"

ابو سعد المالینی اور خطیب نے ان ہی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دو پرندے بطور تحفہ پیش کیے گئے۔ آپ نے فرمایا "یہ کیا ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے انہیں آپ کے لیے چھپا کر رکھا تھا" آپ نے فرمایا "بلال! عرش والے سے قلت کا اندیشہ نہ کیا کرو اللہ ہر روز رزق دے گا کیا میں نے منع نہیں کیا تھا کہ تم کل کے لیے کوئی چیز ذخیرہ کرو"

ابن حبان اور امام بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو آپ کے چہرہ انور کی رنگت متغیر تھی۔ میں سمجھی کہ شاید یہ درد کی وجہ سے ہے، میں نے عرض کی "آپ کے چہرہ انور کی رنگت متغیر کیوں ہے؟" آپ نے فرمایا "ان سات دیناروں کی وجہ سے جو کل ہمارے پاس آئے تھے ہم نے انہیں تقسیم نہ کیا تھا۔"

امام بیہقی، البزار، الطبرانی اور ابو یعلیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ ان کے پاس کھجوروں کا ایک ڈھیر دیکھا۔ فرمایا "بلال! یہ کیا ہے؟" انہوں نے عرض کی: "میں نے کھجوروں کا ذخیرہ کر رکھا ہے۔" آپ نے فرمایا: "بلال! تمہاری خیر! کیا تمہیں ڈر نہیں لگتا کہ اس

کے لیے آگ میں بھاپ ہو۔ بلال! خرچ کرو اور عرش والے سے قلت کا اندیشہ نہ کرو۔"

ابن سعد اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو امامۃ بن سہل اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے فرمایا "کاش! تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیتے جبکہ آپ مرضِ وصال میں تھے۔ میرے پاس جو سات دینار تھے۔ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا میں انہیں تقسیم کروں" مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درد نے مصروف رکھا حتیٰ کہ رب تعالیٰ نے آپ کو عافیت دی۔ پھر مجھ سے ان دینار کے بارے پوچھا، فرمایا "تم نے ان دیناروں کے بارے کیا کیا۔ کیا تم نے چھ یا سات دینار تقسیم کر دیے ہیں؟" میں نے عرض کی "واللہ! نہیں مجھے آپ کے درد نے مصروف رکھا۔" آپ نے وہ دینار منگوائے انہیں اپنی ہتھیلی پر رکھا اور فرمایا "اگر اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حالت میں رب تعالیٰ سے ملاقات کر لیتے اور یہ دینار ان کے پاس ہوتے؟"

امام بزار نے ابو سعید سے، بزار، الطبرانی نے حضرت سمرہ بن جندب سے حسن سند کے ساتھ امام احمد اور ابو یعلیٰ نے ثقہ راویوں سے، بزار اور امام احمد نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے آپ کے دست اقدس میں سونے کا ٹکڑا تھا۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا "اگر ان کا وصال ہو جاتا اور یہ سونے کا ٹکڑا ان کے پاس ہوتا تو ان کا رب تعالیٰ انہیں کیا کہتا؟ انہوں نے آپ کے وصال سے قبل سے تقسیم کر دیا۔ آپ نے کوہِ احد کی طرف توجہ کی۔ فرمایا "مجھے اس ذات والا کی قسم جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ یہ پہاڑ سونے یا چاندی کا بن جائے جسے میں راہ خدا میں خرچ کروں تین راتیں گزر جائیں اور ان میں سے آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کچھ شے میرے پاس ہو۔ سوائے اس چیز کے جسے میں قرض کے لیے رکھوں" دوسری روایت میں ہے "میرا وصال ہو جس روز میرا وصال ہو۔ اور میں اس میں سے دو دینار بچاؤں سوائے ان دو دیناروں کے جنہیں میں قرض کے لیے بچا کر رکھوں۔ اگر مجھ پر قرض ہو تو۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ نے نہ درہم چھوڑا نہ ہی دینار۔ نہ لونڈی چھوڑی نہ ہی غلام۔ اس وقت آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تھی جو کے عوض رھن رکھی ہوئی تھی۔ آپ ان میں سے خود تناول فرماتے تھے اور اپنے اہل وعیال کو کھلاتے تھے۔"

الطبرانی اور البزار نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میرے پاس کچھ کھجوریں تھیں۔ آپ نے پوچھا "یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی "میں نے انہیں موسم سرما کے لیے بچا رکھا ہے" آپ نے فرمایا "کیا تمہیں یہ خدشہ نہیں کہ تم انہیں جہنم میں پھیلنے والی بو پاؤ" الطبرانی اور بزار نے حسن سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بلال کے پاس تشریف لے گئے۔ ان کے پاس کھجوروں کی ڈھیری تھی" آپ نے فرمایا "بلال! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی "میں نے اسے اپنے

مہمانوں کے لیے رکھا ہے" آپ نے فرمایا "کیا تمہیں یہ خدشہ نہیں کہ یہ جہنم میں بو بن جائے۔ بلال! خرچ کرو۔ اور عرش کے مالک سے قلت کا خدشہ نہ رکھو۔"

ابو ذر ھروی نے اپنی "دلائل" میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "بلال! ہمیں کچھ کھلاؤ" انہوں نے عرض کی "میرے پاس روٹی کے چند ٹکڑوں کے علاوہ اور کچھ نہیں جنہیں میں نے آپ کے لیے چھپا کر رکھا تھا" آپ نے فرمایا "بلال! کیا تمہیں یہ خدشہ نہیں کہ رب تعالیٰ انہیں جہنم میں بو بنا دے۔ خرچ کیا کرو اور رب تعالیٰ سے قلت کا خدشہ نہ کیا کرو۔"

امام بخاری نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ ہم مدینہ طیبہ سے ہوتے ہوئے کوہ احد تک پہنچے۔ آپ نے فرمایا "ابو ذر! مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ میرے پاس کوہ احد جتنا سونا ہو۔ میرے تین روز گزر جائیں اور اس میں سے میرے پاس دو دینار بھی ہوں مگر وہ چیز جسے میں قرض کے لیے رکھوں۔ الا یہ کہ میں رب تعالیٰ کے بندوں میں کہوں "اس طرح اس طرح" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت ہے۔

ابو بکر حمیدی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ تھا۔ آپ انصار کے کسی باغ میں تشریف لے گئے۔ آپ کھجور اٹھانے لگے اور انہیں کھانے لگے۔ آپ نے فرمایا "ابن عمر! تم یہ کیوں نہیں کھاتے؟ انہوں نے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اس کی ضرورت نہیں" آپ نے فرمایا "مجھے تو ان کی ضرورت ہے۔ یہ چوتھی صبح ہے کہ میں نے کھانے کو چکھا تک نہیں ہے۔ میں نے کھانے کے لیے کچھ نہ لیا۔ اگر میں چاہتا تو رب تعالیٰ سے دعا کرتا تو وہ مجھے کسریٰ اور قیصر جیسی سلطنت عطا کر دیتا۔ ابن عمر! اس وقت تمہاری کیفیت کیا ہو گی۔ جب تم اسی قوم میں ہو گے جو ایک سال کے رزق سے پیار کریں گے اور اسے دوگنا کر دیں گے" انہوں نے فرمایا "بخدا! پھر جلدی ہی یہ آیت طیبہ نازل ہو گئی۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

ترجمہ: اور کتنے ہی زمین پر چلنے والے ہیں جو اٹھائے نہیں پھرتے اپنا رزق۔ اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے انہیں بھی اور تمہیں بھی اور وہ سب باتیں سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

آپ نے فرمایا: "رب تعالیٰ نے مجھے نہ تو دنیا جمع کرنے کا حکم دیا ہے نہ ہی شہوات کی پیروی کرنے کا حکم دیا ہے جو دنیا جمع کرتا ہے وہ اس کے ساتھ باقی رہنے والی زندگی کا ارادہ کرتا ہے زندگی تو رب تعالیٰ کے دستِ تصرف میں ہے۔ ارے! میں نہ تو درہم و دینار جمع کرتا ہوں۔ نہ ہی کل کے لیے رزق ذخیرہ کرتا ہوں۔"

تنبیہات

❶ حافظ بن عبداللہ بجلی نے کہا ہے "میں نے نعیم بن حماد سے سوال کیا ہے۔" میں نے کہا: "حضور اکرم ﷺ کے بارے روایت ہے کہ آپ دن میں دو بار سیر ہو کر نہ کھاتے تھے۔ آپ ہی کے بارے روایت ہے کہ آپ اپنے اہل خانہ کے لیے ایک سال کی خوراک رکھتے تھے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" انہوں نے فرمایا: "آپ اپنے اہل خانہ کے لیے ایک سال کی خوراک رکھتے تھے۔ اگر کوئی مصیبت آتی تو آپ اسے تقسیم کر دیتے۔ آپ کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہتا۔"

❷ حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے "مراد یہ ہے کہ آپ ان اشیاء کو جمع نہ فرماتے تھے جو جلد گل جاتی تھیں کھانے وغیرہ۔ کیونکہ صحیحین میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو نصیر کے اموال کو رب تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو بطور مال فئے عطا فرمایا تھا۔ مسلمانوں نے وہاں گھوڑے اور سواریاں نہیں دوڑائی تھیں۔ آپ اس سے اہل خانہ کے لیے ایک سال کی خوراک رکھ لیتے تھے۔ باقی گھوڑوں اور اسلحہ کو راہ خدا میں جہاد کے لیے وقف کر دیتے۔ ہمارے اس موقف کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جسے امام احمد اور ابو یعلیٰ نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں تین پرندے پیش کیے۔ ایک پرندہ آپ نے اپنے خادم کو کھلا دیا۔ دوسرے روز وہی پرندہ اس نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے فرمایا "کیا میں نے تجھے منع نہیں کیا کہ میرے لیے کل کے لیے کچھ بچا کر نہ رکھا کرو ہر روز رب تعالیٰ رزق عطا فرما دیتا ہے۔"

❁❁❁❁

انیسواں باب

آپ کے نفقہ کے بارے میں

ابوداؤد اور امام بیہقی نے ابو عامر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حلب میں عاشق رسول، موذن النبی حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ میں نے عرض کی "مجھے بتائیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خرچہ کیسے ہوتا تھا؟ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روز بعثت سے لے کر یوم وصال تک آپ کا خرچہ میرے پاس ہی ہوتا تھا۔ جب آپ کی خدمت میں کوئی انسان آتا۔ آپ اسے ننگا بدن دیکھتے تو آپ مجھے حکم فرماتے۔ میں جاتا قرض لیتا۔ اس سے کپڑا لیتا اسے لباس دیتا اور کھانا کھلاتا۔ حتیٰ کہ مجھے ایک مشرک شخص ملا۔ اس نے کہا "بلال! مجھے فراخی رزق حاصل ہے۔ صرف مجھ سے ہی قرض مانگا کرو۔ میں نے اسی طرح کیا۔ ایک دن میں نے وضو کیا اور اذان دینے کے لیے کھڑا ہوا۔ وہ مشرک سوداگروں کے ایک گروہ کے ساتھ میرے پاس آیا۔ اس نے مجھے دیکھا تو کہا "حبشی! میں نے کہا "لبیک" اس نے مجھے سخت لہجے میں کہا اور وحشت ناک نظروں سے دیکھا۔ اس نے کہا "کیا تمہیں معلوم ہے کہ قرض کی ادائیگی میں کتنی مدت باقی رہ گئی ہے؟ میں نے کہا "ادائیگی کا وقت قریب ہے" اس نے کہا "مدت مقررہ میں صرف چار راتیں رہ گئیں ہیں۔ میں اپنا قرض تم سے واپس لے لوں گا۔ میں جو قرضہ تمہیں دیتا تھا وہ تمہاری عزت و کرامت کی وجہ سے نہیں دیتا تھا۔ نہ ہی تمہارے صاحب کی عزت میرے پیش نظر تھی میں تو تمہیں اس لیے دیتا رہا تاکہ تم میرے غلام بن جاؤ۔ اور میں تمہیں اپنی بکریاں چرانے پر لگا دوں جیسے کہ تم اس سے پہلے غلام تھے۔ مجھے اس شدید خوف نے آلیا جو لوگوں کو ایسے مواقع پر لاحق ہوتا ہے۔ میں آگے گیا۔ میں نے نماز کے لیے اذان دی۔ آپ نے نماز عشاء پڑھی۔ آپ اپنے اہل خانہ کے لیے تشریف لے گئے۔ میں نے اجازت طلب کی تو مجھے اجازت مل گئی۔ میں نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے والدین آپ پر نثار! میں نے مشرک کے بارے میں آپ کو بتایا تھا کہ میں اس سے قرض لیتا تھا۔ اس نے مجھے یوں یوں کہا ہے میرے پاس کچھ بھی نہیں جس سے میں اپنا قرض ادا کر سکوں۔ نہ ہی آپ کے پاس رقم ہے۔ وہ مجھے رسوا کر دے گا۔ آپ مجھے حکم دیں کہ میں ان قبائل کے پاس چلا جاؤں جو اسلام قبول کر چکے ہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ کچھ عطا فرما دیں جس سے میں اپنا قرض ادا کرسکوں" میں اجازت لے کر اپنے گھر آیا۔ میں نے اپنی تلوار توشہ دان اور نیزہ لیا۔ جوتے اپنے سر کے پاس رکھے چہرہ افق کی طرف کر لیا۔ میں جب بھی سوتا تو فوراً جاگ جاتا۔ میں اس مشرک کی وجہ سے ساری رات پریشان رہا۔ حتیٰ کہ صبح اول طلوع ہوگئی۔ میں نے روانہ ہونے کا ارادہ کیا۔ ایک انسان بھاگ کر آیا۔ اس نے کہا "بلال! بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو جاؤ" میں چلا اور بارگاہ

رسالت مآب میں حاضر ہوگیا۔ چار اونٹ موجود تھے جن پر ان کا سامان لدا ہوا تھا۔ میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اذن طلب کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بلال! بشارت ہو۔ رب تعالیٰ کی جناب سے اتنا کچھ آگیا ہے کہ تمہارا قرض ادا ہو جائے گا۔" میں نے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ آپ نے فرمایا "کیا تم چار اونٹوں کے پاس سے نہیں گزرے" میں نے عرض کی "ہاں! آپ نے فرمایا "وہ اور ان پر موجود سارا سامان تمہارا ہے" ان پر کھانا اور کپڑے تھے۔ جنہیں فدک کے کسی سردار نے بھیجا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا "ان پر قبضہ کرلو اور اپنا قرض ادا کرو" میں نے ان اونٹوں پر سے سامان اتارا۔ انہیں رسی سے باندھا۔ صبح کی اذان دینے کا ارادہ کیا۔ جب آپ نے صبح کی نماز ادا کر لی۔ میں بقیع کی طرف نکلا۔ اپنی انگلیاں کانوں میں ڈالیں۔ میں نے صدا لگائی کہا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کا بھی قرضہ دینا ہے وہ حاضر ہو جائے" میں وہ چیزیں بیچتا رہا اور قرض ادا کرتا رہا۔ حتیٰ کہ زمین میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرض نہ رہا۔ میرے پاس دو اوقیہ بچ گئے۔ یا وہ ڈیڑھ اوقیہ تھا۔ میں مسجد نبوی میں حاضر ہوگیا۔ دن کا اکثر حصہ گزر چکا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں ہی جلوہ افروز تھے۔ آپ اکیلے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے پوچھا "تم نے اپنی طرف سے کیا کیا؟ میں نے عرض کی "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سارا قرضہ ادا کر دیا ہے۔ کچھ بھی باقی نہیں بچا۔ آپ نے پوچھا "کیا کچھ بچ بھی گیا ہے؟ میں نے عرض کی "ہاں" آپ نے فرمایا "دیکھو اور مجھے اس سے بھی نجات دلاؤ میں اپنے اہل خانہ کے پاس اس وقت تک نہ جاؤں گا حتیٰ کہ تم مجھے اس سے راحت پہنچا دو اور ہمارے پاس کوئی نہ آئے۔" آپ نے وہ رات مسجد میں ہی بسر کی۔ حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔ دوسرا روز بھی مسجد میں ہی گزرا۔ دن کے آخری حصہ میں دو سوار آئے۔ میں نے انہیں لباس پہنایا اور کھانا کھلایا۔ آپ نے عشاء کی نماز پڑھی تو مجھے یاد فرمایا۔ فرمایا "کیا بنا؟" میں نے عرض کی "رب تعالیٰ نے آپ کو اس سے نجات عطا کر دی ہے۔ آپ نے تکبیر کہی۔ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی کہ آپ کو خدشہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اشیاء آپ کے پاس ہی ہوں تو آپ کا وصال ہو جائے۔" میں آپ کے پیچھے پیچھے تھا۔ حتیٰ کہ آپ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے گئے۔ ہر ہر زوجہ کریمہ رضی اللہ عنہا کو سلام کیا۔ پھر وہاں تشریف لے آئے جہاں آپ نے رات بسر کرنا تھی۔" یہ اس سوال کا جواب ہے جو تم نے مجھ سے کیا ہے۔"

❀❀❀❀

بیسواں باب

دنیا میں آپ کی حیات طیبہ کی کیفیت

امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "ہم پر کئی ماہ گزر جاتے تھے لیکن ہمارے چولہے میں آگ نہ جلتی تھی۔ صرف پانی اور کھجور پر گزر بسر ہوتی تھی۔ حتیٰ کہ ہمارے پاس گوشت لایا جاتا" ایک اور روایت میں ہے "تین روز لگا تار آل محمد ﷺ نے جو کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی" دوسری روایت میں ہے "کئی کئی روز لگا تار فاقے ہوتے تھے حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا" ایک اور روایت میں ہے "حضور اکرم ﷺ کی آل پاک نے ایک دن میں دو کھانے نہیں کھائے مگر ان میں سے ایک کھانا ہوتا تھا" ام المومنین رضی اللہ عنہا حضرت عروہ سے فرماتی تھیں "میرے بھانجے! ہم چاند دیکھتے، پھر اگلا چاند اور پھر اگلا چاند دیکھ لیتے۔ دو ماہ میں آپ کے حجرات مقدسہ میں آگ نہ جلتی تھی" میں نے عرض کی" خالہ! زندگی کا انحصار کس پر تھا؟ انہوں نے فرمایا" دو سیاہ اشیاء کھجوروں اور پانی پر الا یہ کہ انصار کے کچھ گھر آپ کے پڑوس میں تھے۔ ان کی اونٹنیاں تھیں۔ وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں دودھ پیش کرتے تھے۔ آپ ہمیں وہ دودھ پلا دیتے۔" دوسری روایات میں انہوں نے فرمایا" جب صحابہ کرام دو چیزوں پانی اور کھجوروں سے سیر ہونے لگے تو آپ کا وصال ہو گیا۔"

امام مسلم اور امام احمد کی روایت میں ہے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا" حضور اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا مگر آپ نے ایک دن میں دو بار جو اور زیتون کا تیل سیر ہو کر نہ کھایا" امام احمد نے ان سے روایت کیا ہے۔ آپ عروہ سے فرماتی تھیں" میرے بھانجے! قسم بخدا! آل محمد ﷺ پر پورا ماہ گزر جاتا تھا۔ مگر آپ کے کاشانہ اقدس میں آگ نہ جلتی تھی مگر یہ کہ آپ کے کاشانہ کے ارد گرد انصار کے گھر تھے رب تعالیٰ انہیں نئے اور گذشتہ زمانہ میں عمدہ بھلائی دے وہ ہر روز اپنی اپنی بکریوں کے دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ اس سے ہی نوش فرما لیتے تھے۔ آپ کا وصال ہو گیا۔ مگر گھر کے طاق پر کوئی چیز نہ ہوتی تھی جسے جگر والی چیز کھاتی سوائے آدھا وسق جو کے میں اسے کھاتی رہی حتیٰ کہ کافی مدت گزر گئی۔ کاش میں اسے نہ کھاتی قسم بخدا! آپ کا بستر چمڑے کا ہوتا تھا۔ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوتے تھے۔"

ابن عساکر نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" آپ نے کبھی بھی رات کا کھانا صبح کے لیے اور صبح کا کھانا رات کے لیے نہیں بچایا۔ ایک ہی جنس کی دو چیزیں کبھی بھی اپنے پاس نہ رکھیں۔ نہ کبھی دو قمیصیں اپنے پاس رکھیں نہ دو چادریں نہ دو ازار اور نہ ہی جوتوں کے دو جوڑے رکھے کاشانہ اقدس میں آپ کو کبھی بھی فارغ نہیں دیکھا

گیا۔ یا تو آپ کسی مسکین شخص کے لیے جوتے سی رہے ہوتے تھے یا بیوگان کے لیے کپڑے سی رہے ہوتے تھے۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم اور امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "مجھے اس ذات کی قسم جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے آپ نے اور آپ کے اہل خانہ نے کبھی بھی لگا تار تین روز تک گندم کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کے اہل بیت کے پاس جو کی روٹی بچتی نہ تھی۔

امام ترمذی اور ابن سعد نے حضرت نوفل بن ایاس الھندلی سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "ہم حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے گھر ایک ایسا پیالہ لے کر آئے جس میں روٹی اور گوشت تھا۔ جب اسے رکھا گیا تو وہ رونے لگے۔ میں نے کہا "آپ کیوں رونے لگے ہیں؟" انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا مگر آپ نے اور آپ کے اہل خانہ نے سیر ہو کر جو کی روٹی بھی نہ کھائی۔ ہمیں اس چیز کے لیے باقی رکھا گیا ہے جو میری رائے میں ہمارے لیے بہتر نہیں ہے۔"

ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ولیمہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ اس میں نہ روٹی تھی نہ گوشت تھا۔"

انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے وہ کھانا کھا رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا "یہ کیا کھانا ہے؟" انہوں نے کہا "یہ نقی اور مسلمانوں کے لیے گوشت ہے" انہوں نے پوچھا "النقی کیا ہے؟" حضرت مغیرہ: اس سے مراد آٹا ہے" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تعجب کیا پھر کہا "مغیرہ آپ پر تعجب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا۔ آپ نے دن میں دو بار روٹی اور تیل سیر ہو کر نہ کھایا لیکن تم اور تمہارے ساتھی یہاں دنیا کے مزے لے رہے ہو۔ انہوں نے اپنی انگلی ان کے سر پر ماری اور فرمایا "گویا کہ تم بچے ہو۔"

ابو بشر محمد بن احمد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "ہم قربانی کا گوشت رکھ لیتے تھے۔ ہم بعد میں پندرہ روز تک اسے کھاتے تھے عابس نے پوچھا اس امر پر آپ کو کون سی چیز ابھارتی تھی آپ مسکرائیں اور فرمایا "آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سالن سے ملی ہوئی روٹی دو دن بھی نصیب نہ ہوئی حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔"

ابن الضحاک نے یزید الرقاشی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "بصرہ کی طرف سے ایک وفد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان میں حضرت احنف قیس بھی تھے۔ جب انہوں نے سخت کھانا اور پرانے کپڑے دیکھے تو انہوں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بات چیت کی کہ وہ اس ضمن میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بات کریں۔ حضرت ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان سے بات کی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے رب تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھا "کیا آپ جانتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیس سال تک جو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہ کھائی اور لگا تار تین روز تک آپ نے سیر ہو کر کچھ نہ کھایا۔

ابن سعد نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

وصال ہو گیا مگر آپ نے دو سیاہ چیزیں (پانی اور کھجوریں) بھی سیر ہو کر نہ کھائیں۔"

ابن سعد، دارقطنی نے الافراد میں حضرت ابو حازم سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حضرت سھل بن سعد سے کہا" کیا حضور اکرم ﷺ کے مبارک عہد میں چھاننیاں ہوتی تھیں؟" انہوں نے کہا "میں نے اس عہد مبارک میں چھاننی نہیں دیکھی۔ آپ نے چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہ کھائی حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ اگر تم پوچھو کہ تم کیا کرتے تھے؟" انہوں نے کہا "ہم آٹا پیتے پھر بھوسہ پر پھونک مارتے جو کچھ اڑنا ہوتا وہ اڑ جاتا۔ جو رہ جاتا وہ رہ جاتا۔"

ابن سعد نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی اس روز آپ بھوک سے بل کھا رہے تھے۔ آپ کے پاس اتنی کھجوریں بھی نہ تھیں جس سے شکم اطہر کو بھر لیتے۔"

ابن سعد، امام احمد، ابو یعلیٰ اور ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کیا کرو۔ اکثر اوقات آپ کی حالت یوں بھی ہوتی تھی کہ آپ سارا دن بھوک کی وجہ سے بل کھاتے ہوئے گزار دیتے تھے۔ آپ کے پاس کھجوریں بھی نہ ہوتی تھیں جن سے آپ سیر شکم ہو جاتے۔"

ابن ابی الدنیا، ابو سعید المالینی اور ابن ضحاک نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا تو آپ بیٹھ کر نماز ادا کر رہے تھے۔ میں نے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو کیا تکلیف پہنچی ہے؟" آپ نے فرمایا "بھوک" میں رونے لگا آپ نے فرمایا "ابو ہریرۃ! نہ رو۔ بھوک کی شدت روز حشر بھوکے کو نقصان نہ دے گی۔ جب اس نے دنیا میں حصول ثواب کی نیت کی۔"

ابن سعد نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ نے ایک دن میں دو بار سیر ہو کر نہ کھایا تھا حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ ہم نے کبھی بھی آپ کے دسترخوان سے بچایا ہوا کھانا نہ اٹھایا جو آپ نے جی بھر کر کھا لینے کے بعد بچایا ہو۔ حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ الا یہ کہ اسے آپ کسی غائب شخص کے لیے رکھ دیتے تھے۔ ان سے عرض کی گئی "زندگی کا انحصار کس پر تھا؟ انہوں نے فرمایا "دو سیاہ چیزوں پر یعنی پانی اور کھجور پر" ہمارے پڑوس میں انصار تھے۔ ان کی شیر دار اونٹنیاں تھیں وہ ہمیں ان کا دودھ بھیجتے تھے۔ رب تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔"

امام بخاری، امام احمد، امام مسلم اور ابن سعد نے ام المؤمنین سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آل محمد ﷺ نے لگاتار تین روز تک کچھ نہ کھایا۔ جب سے وہ مدینہ طیبہ آئے حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔"

ابن سعد اور امام احمد نے یہ اضافہ کیا ہے: "آپ کے دسترخوان سے روٹی کا ٹکڑا نہ اٹھایا گیا حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔"

ابو داؤد الطیالسی، امام مسلم اور ابن سعد نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "آپ نے لگاتار دو روز جو کی روٹی سیر ہو کر نہ کھائی۔ حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔" ابن سعد نے یہ اضافہ کیا ہے "اگر ہمیں ایسا پیالہ پیش کیا جاتا جن میں سالن یا تیل ہوتا تو ہم خوش ہو جاتے۔"

ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "ایک دن بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گرم کھانا پیش کیا گیا۔ جب آپ کھانے سے فارغ ہوئے تو ان کلمات سے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی "ساری تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے ہیں جس نے اتنے اتنے روز کے بعد مجھے گرم کھانا نصیب کیا۔"

ان ہی سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "میں بھوکا انسان ہوں" آپ نے ایک زوجہ کریمہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا تو انہوں نے عرض کی "مجھے اس ذات والا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میرے پاس تو صرف پانی ہے" دوسری زوجہ محترمہ کے پاس پیغام بھیجا تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا۔ حتیٰ کہ ساری ازواج مطہرات نے اسی طرح کہا۔ آپ نے فرمایا "جو شخص آج رات اس آدمی کو اپنا مہمان بنائے گا رب تعالیٰ اس پر رحم کرے گا" ایک انصاری شخص اٹھے۔ عرض کی "میں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ اسے اپنے خیمہ میں لے گئے۔ انہوں نے اپنی زوجہ محترمہ سے کہا "کیا تمہارے پاس کچھ ہے، اس نے کہا "نہیں! مگر اپنے بچوں کا کھانا ہے۔"

ابن سعد نے حضرت مسروق سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی "ام المومنین آپ کیوں رو رہی ہیں؟" انہوں نے فرمایا "میں نے جی بھر کر کھایا ہے میں نے رونے کی کوشش کی اگر میں نہ روسکوں۔ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد آ گئے تھے اور آپ کی مشقت یاد آ گئی۔"

ان سے ہی روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں ام المومنین رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا "ام المومنین آپ کیوں رو رہی ہیں؟ انہوں نے فرمایا "میں نے سیر ہو کر کھایا۔ میں نے چاہا کہ میں رو نہ سکوں تو رونے کی کوشش کروں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چار ماہ گزر جاتے تھے مگر آپ سیر ہو کر گندم کی روٹی بھی نہ کھاتے تھے۔"

ابن سعد نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لگا تار تین روز تک جو کی روٹی صبح و شام سیر ہو کر نہ کھائی حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔"

امام احمد اور البزار نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک چاند، پھر ایک چاند پھر ایک چاند گزر جاتا مگر ان کے گھروں میں آگ نہ جلتی تھی۔ نہ روٹی پکانے کے لیے نہ ہی ہنڈیا پکانے کے لیے" ان سے عرض کی گئی "ابوہریرہ! زندگی کا انحصار کس بات پر تھا؟ انہوں نے فرمایا "پانی اور کھجوروں پر۔ آپ کے پڑوس میں انصار کے گھرانے تھے۔ ان کی شیر دار اونٹنیاں تھیں وہ دودھ آپ کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے جزاھم اللہ خیرا۔

ابو یعلیٰ نے ثقہ راویوں سے (سوائے عثمان بن عطاء کے) روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کئی چاند گزر جاتے تھے۔ ان میں سے کسی کے گھر میں نہ تو چراغ جلتا تھا نہ ہی آگ جلتی تھی۔ اگر تیل مل جاتا تو اسے استعمال کر لیتے اگر چربی مل جاتی تو اسے کھا لیتے۔"

البزار نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا" کیا تمہیں علم ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پاک جلد کھا لیتے تھے" میں نے کہا" ہاں! " بخدا۔۔۔ابو داؤد نے ابو صالح سے مرسل روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی گئی آپ نے کھانا تناول فرمایا فارغ ہو جانے کے بعد آپ نے رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا" میں نے گرم کھانا یا گرم کھانے میں سے ایسی چیز جو میرا پیٹ بھر دے اتنے عرصے سے نہیں کھائی۔"

سعید بن منصور نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے لے کر آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لگا تار تین روز تک گندم کی روٹی سیر ہو کر نہ کھائی حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔جب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ہاں جلوہ افروز ہوئے ہیں آپ نے اور آپ کی آل نے کتنی بار سیر ہو کر کھایا ہے اگر تم چاہو تو میں تمہیں گن کر بتا سکتی ہوں" ایک شخص نے عرض کی" ام المؤمنین کب سیر ہو کر کھایا تھا؟ انہوں نے فرمایا" جس روز اللہ تعالیٰ نے بنو نضیر کو جلا وطن کیا وہ ایسے گھر چھوڑ کر گئے جو کھجوروں اور اسلحہ سے بھرے ہوئے تھے۔وہ اپنے اقدام پر نکل گئے۔اس روز سارے مسلمانوں نے، ان کے غلاموں نے، ان کے آزادوں نے، ان کے مردوں اور عورتوں نے، ان کے چھوٹوں اور بڑوں نے سیر ہو کر کھایا تھا۔امام احمد نے ثقہ افراد سے (سوائے سلیمان بن رومان کے) ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا" مجھے اس ذات والا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ آپ نے چھاننی نہیں دیکھی تھی نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھائی آپ کی بعثت سے لے کر تا دم وصال اسی طرح تھا۔ان سے عرض کی گئی" تو تم کیسے کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا" ہم اف اف کرتے تھے" یعنی پھونک مار کر اوپر سے بھوسہ اڑا لیتے تھے۔

الطبرانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کبھی بھی آٹا چھانا نہیں گیا۔البزار نے جید سند سے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا مگر آپ نے اور آپ کے اہل بیت نے کبھی بھی سیر ہو کر جو کی روٹی نہ کھائی۔"

الطبرانی نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن میں دو بار بقدر کفایت کھانا نہ کھایا تھا حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

ابو یعلیٰ نے صحیح کی سند (سوائے طلحہ نضری کے جو حضرت عبداللہ بن زبیر کے غلام تھے) سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ نے روئی (سوتی) کی قمیص پہن رکھی تھی۔

الطبرانی نے الاوسط میں حسن سند سے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے ہی روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ آپ کے دستر خوان پر نہ ہی تھوڑی نہ زیادہ جو کی روٹی بچتی تھی۔دوسری روایت میں ہے" کبھی بھی آپ کے سامنے دستر خوان اس طرح نہ اٹھایا گیا کہ اس پر بچا ہوا کھانا ہو۔"

امام مسلم، امام بخاری اور امام بیہقی نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ نے تین روز تک لگا تار سیر ہو کر کھانا نہ کھایا تھا حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

امام احمد ابن سعد اور امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ لگا تار کئی کئی راتیں بھوک میں بسر فرما دیتے تھے۔ آپ کے اہل خانہ کے پاس بھی رات کا کھانا نہ ہوتا تھا۔ ان کی عام روٹی جو کی روٹی ہوتی تھی۔

امام احمد ابن سعد اور امام ترمذی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا آپ کے اہل بیت کے پاس جو کی روٹی فالتو نہ ہوتی تھی۔

امام بخاری نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" آپ نے ایک دن میں دو دفعہ کھانا نہ کھایا۔ مگر ان میں سے ایک بار کھجوریں ہوتی تھیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ سالن میں ملی ہوئی روٹی سیر ہو کر نہ کھائی تھی حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت سماک بن حرب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حضرت نعمان بن بشیر کو فرماتے ہوئے سنا۔ انہوں نے فرمایا" کیا تمہیں ایسے کھانے اور مشروب دستیاب نہیں جیسے تم پسند کرتے ہو۔ "میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا۔ انہوں نے فرمایا" میں نے تمہارے نبی کریم ﷺ کو بھوک کی وجہ سے بل کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ کے پاس اتنی کھجوریں بھی نہ ہوتی تھیں جن کے ساتھ آپ کا پیٹ بھر جاتا۔"

امام احمد نے حضرت عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہ آل محمد ﷺ نے سالن سے ملی ہوئی روٹی سیر ہو کر نہ کھائی حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

امام الطبرانی نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور سراپا جود و کرم ﷺ نے صبح اور شام کا کھانا سیر ہو کر نہ کھایا تھا حتیٰ کہ اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات کر لی۔

امام احمد، ابن سعد اور ابو داؤد اور حارث بن اسامہ نے ثقہ راویوں کے ذریعے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا روٹی کا ایک ٹکڑا لے کر بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئیں۔" آپ نے پوچھا" یہ کیسا ٹکڑا ہے؟" انہوں نے عرض کی" یہ روٹی کا ٹکڑا ہے۔ "میرے نفس نے اسے کھانا پسند نہ کیا۔ میں اسے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئی۔" آپ نے فرمایا" یہ پہلا لقمہ ہے جو تین روز سے تمہارے والد گرامی قدر کے مبارک منہ میں جائے گا۔"

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود سے، ابو داؤد الطیالسی اور ابن سعد نے حضرت واثلہ بن الاسقع سے روایت کی ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک مہمان آ گیا۔ آپ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ہاں کسی شخص کو بھیجا تا کہ ان میں سے کسی کے ہاں سے کھانا مل جائے مگر کسی کے پاس سے کچھ نہ ملا۔ آپ نے یہ دعا مانگی" مولا! میں تجھ سے تیرے فضل اور تیری رحمت کا

سوال کرتا ہوں اُن کا مالک صرف تو ہے" آپ کی خدمت میں بھونی ہوئی بکری اور روٹی پیش کی گئیں۔ آپ نے اس میں سے اہل صفہ کو کھلایا حتیٰ کہ وہ سیر شکم ہو گئے۔ آپ نے فرمایا "ہم نے اللہ تعالیٰ سے فضل و رحمت کا سوال کیا تھا۔ یہ اس کا فضل ہے۔ اپنی رحمت کو اس نے ہمارے لیے ذخیرہ کر دیا ہے۔"

دوسری روایت میں ہے "ہم اس کی رحمت کے منتظر ہیں۔"

ابن عساکر نے حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "ایک روز میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے کھانا منگوایا مجھے فرمایا "کھاؤ" میں تھوڑے سے کھانے سے سیر ہو گیا۔ میں نے رونا چاہا مگر ام المومنین رضی اللہ عنہا رونے لگیں میں نے عرض کی "ام المومنین! آپ کیوں رو رہی ہیں" انہوں نے فرمایا "مجھے وہ حالت یاد آ گئی جس پر آپ کا وصال ہوا تھا۔ آپ نے ایک دن میں دو بار سیر ہو کر جو کی روٹی بھی نہ کھائی تھی۔ حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔"

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین روز بھی گندم کی روٹی سیر ہو کر نہ کھائی تھی کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ دنیا ہم پر تنگ اور تلخ رہی حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ جب آپ کا وصال ہو گیا تو دنیا ہم پر بہہ پڑی۔

ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابو یعلیٰ، امام ترمذی نے شمائل میں اور ابن سعد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صبح اور شام کے کھانے میں روٹی اور گوشت جمع نہ ہوتا تھا۔ مگر قلت کے ساتھ۔

الطبرانی، بزار ثقہ راویوں سے حضرت طلحہ بن عمر سے الطبرانی نے فضالہ اللیثی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب کوئی شخص بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آتا۔ مدینہ طیبہ میں اس کی جان پہچان والا نہ ہوتا تو وہ اصحاب صفہ کے پاس چلا جاتا پہلے راوی کہتے ہیں "وہاں میرے دوست تھے" دوسرے راوی کہتے ہیں "میں اصحاب صفہ کے ہاں گیا" پہلے راوی نے کہا "ہر سوموار کو آپ کے پاس سے ہمارے پاس دو مد کھجوریں آتی تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے ساتھ ایک نماز ادا کی کہ ایک صدا دینے والے نے صدا دی" دوسرے راوی نے کہا "جمعۃ المبارک کا روز تھا" جب آپ نے نماز ادا کر لی۔ تو اٹھے۔ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر اس شدت کا تذکرہ کیا جس کا سامنا آپ کی قوم کو کرنا پڑا تھا۔ آپ نے فرمایا "میں اور میرے ساتھی دس سے زائد روز ٹھہرے رہے۔ درخت جھاڑ کے پھل کے علاوہ ہمارا کوئی کھانا نہ تھا۔ حتیٰ کہ ہم اپنے انصاری بھائیوں کے پاس آ گئے انہوں نے اپنے کھانے کے ساتھ ہماری ہمدردی کی۔ ہمارا اکثر کھانا کھجوریں اور دودھ ہوتا تھا۔ مجھے اس معبود برحق کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اگر میں تمہارے لیے روٹی اور گوشت پاتا تو تمہیں ضرور کھلاتا۔"

ابن عساکر نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "اگر میں تمہیں یہ بتانا چاہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنی دفعہ سیر ہو کر کھایا تھا تو میں اس طرح کر سکتی ہوں۔"

ان سے ہی روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا'' آل محمد ﷺ پر پورا ماہ گزر جاتا تھا وہ نہ تو روٹی پکاتے تھے نہ ہنڈیا پکاتے تھے۔''

ابن سعد، امام احمد، ابن عساکر اور ابن جوزی نے حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''ایک روز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر سے ہمیں بکری کی دستی بھیجی گئی۔ بخدا! میں نے اسے پکڑ رکھا تھا اور حضور اکرم ﷺ اس کے ٹکڑے بنا رہے تھے۔ یا حضور اکرم ﷺ نے اسے پکڑ رکھا تھا اور میں اس کے ٹکڑے بنا رہی تھی۔ ہمارے پاس چراغ نہ تھا۔ اگر ہمارے پاس چراغ کا تیل ہوتا تو ہم اسے کھا لیتے آل محمد ﷺ پر پورا مہینہ گزر جاتا تھا جس میں وہ نہ تو روٹی پکاتے تھے نہ ہی ہنڈیا بناتے تھے۔

ابن سعد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا'' حضور اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا۔ مگر آپ نے اور آل محمد ﷺ نے سیر ہو کر جو کی روٹی نہ کھائی۔''

ابن سعد نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے روٹی کے خشک ٹکڑے بھی سیر ہو کر نہ کھائے حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ مگر تمہیں آج کل دنیا کی آسائشیں حاصل ہیں۔''

ابن ابی الدنیا نے حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس آٹے کو چھانا جس سے آپ کے لیے روٹی پکائی جاتی تھی۔'' آپ نے پوچھا'' یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی'' ہم اپنی سرزمین میں اسی طرح کرتے ہیں'' میں آپ کے لیے روٹیاں پکانا چاہتی ہوں'' آپ نے فرمایا'' اسے واپس کر دو''۔

ابن ضحاک اور ابن سعد نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا'' حضور اکرم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ ارشاد فرمایا'' بخدا! آل محمد ﷺ کے نو حجرات مقدسہ کے لیے ایک صاع کھانا بھی نہیں اللہ کی قسم! آپ نے رب تعالیٰ کے رزق کو کم سمجھتے ہوئے یوں نہیں کہا تھا بلکہ اس کے ذریعے یہ ارادہ فرمایا تھا کہ آپ کی امت بھی آپ کی پیروی کرے۔''

امام مسلم، امام بخاری، ابو شیخ اور البرقانی نے حضرت قتادہ سے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا'' میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں جو کی روٹی لے کر گیا۔ آپ کے پاس تیل تھا۔ میں نے آپ سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے'' آل محمد ﷺ نے صبح و شام اس حالت پر کی ہے کہ ان کے پاس ایک صاع کھانا بھی نہیں ہے'' اس وقت ازواج مطہرات کے نو حجرات مقدسہ تھے۔ آزادوں، مردوں اور عورتوں، بچوں اور بوڑھوں نے سیر ہو کر کھایا تھا۔''

ابن ضحاک نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے شبع (موٹے جو) کھائے اور کھردرا کپڑا پہنا، ان سے شبع کا معنیٰ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا'' اس کا معنی ہے سخت اور موٹے جو اور ہر وہ چیز جسے پانی کے گھونٹ سے لیا جائے۔''

انہوں نے حضرت جعفر بن سلیمان جریری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا'' مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ

حضور اکرم ﷺ ایک صحابی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے شکم اطہر پر دستِ اقدس پھیرا۔ اس صحابی نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ کے پیٹ مبارک میں درد ہے" آپ نے فرمایا "نہیں یہ بھوک کی خشکی ہے" وہ صحابی اٹھے تاکہ کسی انصاری کے باغ میں جائیں۔ ایک انصاری شخص دیکھا جو باغ کو سیراب کر رہا تھا۔ انہوں نے اس سے کہا "کیا میں تمہارا باغ سیراب نہ کردوں اور تم مجھے ہر ڈول کے عوض عمدہ کھجور دے دو" اس نے ہاں "ہاں! اس شخص نے اپنی چادر رکھ دی اور باغ کو سیراب کرنے لگے۔ وہ ایک قوی شخص تھے۔ انہوں نے کچھ دیر باغ سیراب کیا حتیٰ کہ ان کا سانس پھول گیا۔ انہوں نے کام بند کیا اور اپنی گو دکھولی اور کہا "مجھے میری کھجوریں دو" انہیں تقریباً ایک مد کھجوریں ملیں۔ وہ لے کر آئے اور حضور اکرم ﷺ کے سامنے رکھ دیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے مٹھی بھر کر کھجوریں لیں اور فرمایا "اسے فلانہ کے پاس لے جاؤ۔ اسے فلانہ کے پاس لے جاؤ۔" اس شخص نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کھجوریں لے رہے ہیں لیکن کھجوروں میں کمی نہیں ہو رہی" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "کیا تم نے یہ آیت طیبہ نہیں پڑھی" اس نے عرض کی "کون سی آیت طیبہ یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا یہ آیت طیبہ:

وَمَآ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَهُوَ یُخۡلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ ۝ (سباء)

ترجمہ: "اور جو چیز تم خرچ کرتے ہو تو وہ اس کی جگہ اور دے دیتا ہے اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔"

انہوں نے کہا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ برکت رب تعالیٰ کی طرف سے ہے۔"

ابن عدی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "اکثر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "عائشہ! اپنا مبارک کھانا لے کر کھاؤ" اکثر اوقات صرف دو کھجوریں ہی ہوتی تھیں۔

ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں نہیں جانتا کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی چشم مقدس سے پتلی ہوئی روٹی کبھی دیکھی تھی یا بکری کا عمدہ گوشت (جسے گرم پانی سے صاف کیا گیا ہو) دیکھا تھا۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کے شکم اطہر میں کبھی بھی دو کھانے جمع نہ ہوئے تھے۔ اگر گوشت تناول فرمالیتے تھے کچھ اور نہ کھاتے۔ اگر کھجور کھالیتے تو اس پر کچھ اور نہ کھاتے۔ اگر روٹی تناول فرمالیتے تو اس پر کچھ اور نہ کھاتے۔"

عبد بن حمید نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کا وصال ہوگیا مگر آپ نے جو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہ کھائی۔ ہمیں جس چیز کے لیے مؤخر کر دیا گیا ہے۔ وہ میری رائے میں ہمارے لیے بہتر نہیں ہے۔"

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت کعب بن عجرۃ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں بارگاہ رسالتمآب میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا آپ کی رنگت بدلی ہوئی ہے۔ میں نے عرض کی "آپ پر میرے والدین فدا! آپ کی رنگت

کیوں متغیر ہے؟ آپ نے فرمایا" تین روز سے میرے پیٹ میں وہ چیز نہیں گئی جو کسی جگر والی چیز کے پیٹ میں جاتی ہے" حضرت کعب نے فرمایا" میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک یہودی اپنے اونٹوں کو پانی پلا رہا تھا۔ میں نے انہیں ایک ڈول کے عوض ایک کھجور میں پانی پلایا۔ کھجوریں اکٹھی کیں اور انہیں بارگاہ رسالت مآب میں لے آیا۔ آپ نے پوچھا" کعب! یہ تمہیں کہاں سے ملی ہیں" میں نے ساری داستان عرض کر دی۔

امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت علی بن رباح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا" میں حضرت عمرو بن عاص کے ہمراہ اسکندریہ میں تھا۔ انہوں نے ان سخت حالات کا تذکرہ کر دیا جن سے صحابہ کرام دو چار ہوئے تھے۔ ایک صحابی نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا مگر آپ کے اہل خانہ نے گندم اور جو کے آٹے کی روٹی سیر ہو کر نہ کھائی تھی۔

الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مدینہ طیبہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں گیا۔ آپ سبز کھجوریں کھانے لگے۔ آپ نے فرمایا" ابن عمر! کھاؤ" انہوں نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اس کی طلب نہیں" آپ نے فرمایا" تمہیں کس چیز کی طلب ہے یہ پہلا کھانا ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار روز کے بعد کھایا ہے۔"

ابن ضحاک نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" ہم آپ کی خدمت میں گوشت پیش کرتے آپ ایک ماہ بعد اسے تناول فرماتے۔"

امام احمد، امام مسلم اور ابن ماجہ نے عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" میں نے خود کو دیکھا میں ساتوں میں سے ساتواں تھا ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ ہمارا کھانا صرف سمر یا عضاہ کا پھل تھا جس کی وجہ سے ہمارے منہ کے گوشے خراب ہو گئے تھے۔

ابن سعد نے عمران بن زید المدنی سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا" مجھے میرے والد گرامی نے بیان کیا ہے۔ انہوں نے کہا" میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے آپ نے شکم اطہر ایک دن بھی دو کھانوں سے نہ بھرا۔ جب کھجور سے سیر ہو جاتے تو جو سے سیر نہ ہوتے جب جو سے سیر ہوتے تو کھجور سے سیر نہ ہوتے۔"

حضرت الاعرج سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھوکے رہتے تھے" میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا" اس بھوک کی کیفیت کیا ہوتی تھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا" اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ آپ کی خدمت میں آتے تھے۔ بہت مہمان آتے تھے لوگ آپ کو لازم پکڑتے تھے جب بھی آپ کھانا تناول فرماتے تھے آپ کے ہمراہ صحابہ کرام ہوتے تھے۔ اہل ضرورت مسجد نبوی میں سیر ہوتے تھے۔ جب رب تعالیٰ نے خیبر فتح کرایا تو لوگوں میں کچھ وسعت آئی۔ پہلے معاملہ سخت تھا۔ معیشت تنگ تھی اس علاقے میں کھیتی

باڑی نہ ہوتی تھی۔ وہاں کے باشندوں کا کھانا کھجور تھا اس پر ان کا انحصار تھا۔"

عبداللہ بن امام احمد نے زوائد المسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کھودی صحابہ کرام نے بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے تھے۔"

امام بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت جبیر بن نضیر سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ ابو بجر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھوک لگی۔ آپ نے بھی اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا اور فرمایا: "کئی ہی نرم گداز اور کھانے والے نفس روز حشر بھوکے اور عریاں ہوں گے۔"

ابن سعد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھوک کی وجہ سے دو رسیوں سے پتھر اپنے شکم اطہر پر باندھ لیتے تھے۔"

امام احمد شیخان اور ابو یعلی نے جید سند کے ساتھ اور ابو نعیم نے الحلیۃ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام نے تین روز تک خندق کھودی۔ انہوں نے کھانا چکھا بھی نہ تھا۔ میں نے توجہ سے دیکھا تو آپ نے شدت بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا۔ ابو نعیم نے الحلیۃ میں لکھا ہے "میں نے آپ کے شکم اطہر کی طرف دیکھا میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنے اور اپنے ازار بند کے مابین پتھر باندھ رکھا تھا۔ تاکہ آپ کی کمر انور سیدھی رہے۔"

امام ترمذی نے جید قوی سند کے ذریعے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو طلحہ نے فرمایا "ہم نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھوک کا تذکرہ کیا۔ ہم نے کپڑا اٹھایا تو دیکھا کہ ہم نے ایک ایک پتھر باندھ رکھا تھا جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے شکم اطہر پر دو پتھر باندھ رکھے تھے۔

الحافظ نے مشکوٰۃ کی احادیث کی تخریج میں لکھا ہے کہ امام ترمذی نے اس روایت کو صحیح لکھا ہے لیکن مجھے یہ اس نسخہ میں نہیں ملی جو میرے پاس موجود تھا۔"

ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے زہد میں اور ابن عساکر نے ابو بجیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن آپ کو بھوک لگی۔ آپ نے پتھر لیا اور اپنے شکم اقدس پر باندھ لیا۔

امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "ایک روز میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ اپنے صحابہ کرام میں جلوہ افروز تھے آپ محو گفتگو تھے۔ آپ نے اپنے شکم اطہر پر پٹی باندھ رکھی تھی۔ حضرت اسامۃ نے کہا "میں پتھر باندھا کرتا تھا میں نے آپ کے ایک صحابی سے پوچھا" آپ اپنے شکم اقدس پر پتھر کیوں باندھ لیتے تھے؟ انہوں نے فرمایا" بھوک کی وجہ سے۔"

ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت حصین بن یزید الکلبی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر

بھوک کی وجہ سے اپنے شکم اطہر پتھر باندھ لیتے تھے۔"

اللہ تعالیٰ امام ابن جابر پر رحم کرے انہوں نے کتنے خوبصورت اشعار لکھے ہیں:

طوی کشحه تحت الحجارة من طوی و احسانه ما قلّ منه مثال

ترجمہ: بھوک کی وجہ سے آپ نے اپنے پہلو کو پتھر سے لپیٹ رکھا تھا اور آپ کے احسان کی مثال کم ہی پیش کی جا سکتی ہے۔

كان عيال الناس طرا عياله فكلهم مما لديه يعال

ترجمہ: گویا کہ سارے لوگوں کے عیال آپ ہی کے عیال تھے اور ہر ایک ایک آپ کے پاس دیکھ بھال ہوتی ہے۔

يبيت على فقر و لو شاء حولت به ذهبا محضاربى و جبال

ترجمہ: آپ فقر پر رات بسر کرتے اگر آپ چاہتے تو سارے ٹیلے اور پہاڑ آپ کے لیے خالص سونا بنا دیے جاتے۔

و ما كانت الدنيا لديه بموقع فقد صرمت فيها لديه حبال

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ والا میں دنیا کی کوئی قدر نہ تھی۔ آپ کے ہاں اس کے ساتھ تعلقات کی ساری رسیاں کاٹ دی گئیں تھیں۔

راى هذه الدنيا سريعا زوالها فلم يرض شيئا يعتريه زوال

ترجمہ: آپ نے دیکھا کہ یہ دنیا جلد زوال پذیر ہو جاتی ہے۔ آپ نے وہ چیز پسند نہ کی جسے زوال لاحق ہو جاتا ہو۔

لعمرك ماالاعمار الا قصيرة و لكن آمال الرجال طوال

ترجمہ: مجھے تمہاری زندگانی کی قسم! عمریں قلیل ہیں لیکن لوگوں کی امیدیں بہت طویل ہیں۔

اتته مفاتيح الكنوز فردّها و عافت يمين مسها و شمال

ترجمہ: آپ کے پاس خزانوں کی چابیاں آئیں مگر آپ نے انہیں رد کر دیا آپ کے دائیں اور بائیں دستِ اقدس نے انہیں مس کرنے سے نفرت کی۔

و كان يفيض المال بين عفاته كما فضت الترب المهال شمال

ترجمہ: آپ اپنے سامنے مال کی یوں فیاضی فرماتے تھے جیسے بایاں ہاتھ زور سے ریت کو منتشر کرتا ہے۔

فما كان للمال الشديد بمائل و كم غرّ ارباب العقول فمالوا

ترجمہ: سخت مال نے بھی اپنی طرف آپ کو مائل نہ کیا حالانکہ اس نے کتنے ارباب دانش کو اپنی طرف مائل کیا اور وہ مائل ہو گئے۔

به فرّج الله المضايق كلها و بأن حرام للورى و حلال
ترجمہ: آپ کے ذریعے رب تعالیٰ نے ساری تنگیاں دور کر دیں۔ آپ نے دنیا کے لیے حلال اور حرام کو واضح کیا۔

فانصف مظلوما و امن خائفا و اغنم محتاجا و نعم مآل
ترجمہ: مظلوم کو انصاف فراہم کیا خائف کو امن عطا کیا۔ محتاج کو مال غنیمت عطا کیا اور کتنا عمدہ انجام ہوا۔

بشير نذير صادق القول صادع لكل كلام جاء عنه كمال
ترجمہ: آپ بشیر اور نذیر ہیں سچی بات والے اور لوگوں کے مابین فیصلہ کرنے والے ہیں۔ آپ کی طرف سے جو کلام بھی آیا اس کو کمال حاصل ہے۔

بليغ يصوغ القول كيف يريده لكل مقام ينتحيه مقال
ترجمہ: آپ بلیغ ہیں جیسے چاہتے ہیں فرمان کو ڈھال لیتے ہیں۔ آپ جس مقام کا بھی قصد کریں وہ رفیع ہے۔

جميل جليل مانح غير مانع عليه وقار ظاهر و جلال
ترجمہ: آپ جمیل، جلیل عطا کرنے والے ہیں اور منع کرنے والے نہیں۔ آپ پر وقار اور جلال ظاہر ہے۔

اذا ابصرته العين هابت فلم تكن لتملاء منه لعين حين تجال
ترجمہ: جب آنکھ آپ کی زیارت کرتی تو مبہوت ہو جاتی۔ اور آنکھ کو جب گھمایا جاتا تو وہ آپ کے دیدار سے بھری ہوئی ہوتی نہ تھی۔

شفيع رفيع ناصر ناصح لنا رحيم رحيب العفو حين ينال
ترجمہ: آپ شفیع، رفیع، مددگار اور ہمارے لیے خلوص کا اظہار کرنے والے ہیں آپ کشادہ عفو والے ہیں جب اسے حاصل کیا جاتا ہے۔

حبيب الى رب الانام محبّب الى الخلق الا من لديه ضلال
ترجمہ: آپ رب تعالیٰ کے حبیب ہیں مخلوق کے محبوب ہیں سوائے اس شخص کے جس کے ہاں ضلالت پسندیدہ ہو۔

لقد شهدت حتى الوحوش ببعثه و صدّق ذيب قوله و غزال
ترجمہ: حتیٰ کہ جنگلی جانوروں نے آپ کی بعثت کی خبر دی۔ بھیڑیے اور ہرن نے آپ کے فرمان کی تصدیق کی۔

و كان مصونا بالغمام مظلّلا اذا الناس مالوا الظّلال و قالوا
ترجمہ: بادل آپ کو سایہ کر کے دھوپ سے بچاتے تھے۔ جب لوگ سایہ کی طرف مائل ہوتے تھے اور وہ سایہ کے لیے کہتے تھے۔

امام مسلم اور چاروں آئمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بزار، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ سے ، ابن حبان نے حضرت ابن عمر سے الطبرانی نے حضرت ابن مسعود روایت کیا ہے کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے ۔آپ نے اچانک حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات کرلی ۔آپ نے پوچھا ''اس وقت تمہیں کون سی چیز باہر نکال کر لائی ہے؟ انہوں نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھوک'' آپ نے فرمایا'' مجھے اس ذاتِ والا کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے مجھے بھی وہی چیز باہر نکال کر لائی ہے ۔جو تمہیں نکال کر لائی ہے ۔''اٹھو'' وہ دونوں حضرات آپ کے ہمراہ اٹھے یہ تمام حضرات قدسیہ حضرت ابوایوب انصاری کے گھر پہنچے ۔حضرت ابن عمر نے کہا ہے کہ یہ گھر ابوالہیثم بن تیہان کا تھا ۔جب یہ ان کے گھر پہنچے تو ان کی زوجہ محترمہ نے کہا'' اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو خوش آمدید ۔آپ نے پوچھا'' ابوایوب کہاں ہیں؟ زوجہ محترمہ نے عرض کی'' وہ ابھی ابھی آپ کے پاس حاضر ہوجاتے ہیں وہ میٹھا پانی لینے گئے ہیں'' اتنے میں حضرت ابوایوب حاضر ہوگئے انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ۔انہوں نے کہا ''الحمد للہ! آج کسی کے مہمان میرے مہمانوں سے زیادہ معزز نہیں ہیں'' وہ گئے اور اپنے باغ سے کھجوروں کا خوشہ لے کر آئے ۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تمہیں اس کو توڑ نہ لانا چاہیے تمہیں اس کا پھل لانا چاہیے'' انہوں نے عرض کی'' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا ارادہ ہے کہ اس سے عمدہ ، اور کچھ پکی کھجوریں کھائیں'' پھر انہوں نے چھری پکڑی ۔آپ نے فرمایا ''شیر دار بکری ذبح نہ کرنا'' انہوں نے ان کے لیے بکری ذبح کی ۔نصف کو بھونا نصف کو پکایا ۔جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھا تو آپ نے اس سے کچھ گوشت لیا ۔اسے روٹی میں رکھا اور فرمایا ''ابوایوب! اسے خاتون جنت رضی اللہ عنہا تک بھیج دو ۔کیونکہ انہوں نے کئی ایام سے اس طرح کا کھانا نہیں کھایا'' حضرت ابوایوب انہیں حضرت سیدہ نساء العالمین رضی اللہ عنہا کی خدمت میں لے گئے ۔جب ان حضرات نے کھانا کھالیا اور سیر ہوگئے تو آپ نے فرمایا'' یہ وہی نعمت ہے جس کے بارے سوال ہوگا ۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ﴿٨﴾ (التکاثر)

ترجمہ: ''پھر بیشک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش ہوگی ۔''

اس نعمت کے بارے روز حشر پوچھا جائے گا ۔اس پر آپ کے صحابہ کرام نے اللہ اکبر کہا ۔آپ نے فرمایا جب تمہیں اس طرح کی چیز پہنچے تو مارو اور بسم اللہ پڑھ لو ۔جب سیر ہوجاؤ تو یوں کہو ''الحمد للہ الذی ھو اشبعنا و انعم علینا و افضل'' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہ کھجوروں کا گچھا لیا ۔اسے زمین پر مارا جس سے کھجوریں بکھر گئیں پھر عرض کی'' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم سے روز حشر اس کے بارے پوچھا جائے گا؟ آپ نے فرمایا'' ہاں! مگر تین چیزیں اس سے مستثنیٰ ہیں ۔روٹی کا وہ ٹکڑا جس سے کوئی اپنی بھوک مٹائے ۔یا وہ کپڑا جس سے وہ اپنی شرم گاہ ڈھانپ لے ۔یا ایسا کمرہ جس میں وہ سردی یا گرمی میں داخل ہو ۔''

تنبیہات

◆ امام حافظ ابو حاتم بن حبان نے ان روایات کا انکار کیا ہے جن میں تذکرہ ہے کہ آپ نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا تھا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے فرمایا "میں تم میں سے کسی کی طرح نہیں ہوں۔ کیونکہ مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے" کیونکہ آپ کو آپ کا رب تعالیٰ کھلاتا اور پلاتا تھا۔ جب آپ اس کی زیارت سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ وہ آپ کو اس طرح بھوکا کیسے چھوڑ سکتا تھا کہ آپ اپنے شکم اطہر پر پتھر باندھ لیں۔ پھر یہ پتھر بھوک سے کیسے مستغنی کر سکتا ہے" انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ لفظ استبعاد کی وجہ سے غلط لکھا گیا ہے۔ یہ لفظ الحجر نہیں بلکہ الحجز ہے جو حجزہ کی جمع ہے۔

امام خطابی نے لکھا ہے۔

"ایک قوم نے آپ کے شکم اطہر پر پتھر کو باندھنا مشکل گمان کیا ہے۔ انہوں نے گمان کیا ہے یہ لفظ کی غلطی ہے یہ الحجر نہیں الحجز ہے۔ یہ حجزاۃ کی جمع ہے۔ اس سے مراد وہ رسی ہے جس سے وسط باندھا جاتا ہے۔ جو شخص حجاز مقدس میں قیام کرتا ہے۔ اہل عرب کی عادات سے واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ حجر، الحجارۃ کا واحد ہے۔ اس کی وجہ سے یہ ہے کہ انہیں اکثر بھوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جب پیٹ خالی ہوتا تو انسان صحیح طرح کھڑا نہ ہو سکتا۔ انسان اس وقت پتلے پتھر لیتا جن کی لمبائی ایک ہتھیلی کے برابر یا اس سے لمبا ہوتا وہ اسے اپنے پیٹ پر باندھ لیتا۔ اس کے اوپر پٹی باندھ لیتا۔ پھر وہ کچھ صحیح طرح کھڑا ہو سکتا تھا۔ زمین پر محنت و مشقت پر اعتماد اسی امر کے قریب ہے۔"

الحافظ لکھتے ہیں "اکثر علمائے کرام نے اس ضمن میں ابن حبان کا رد کیا ہے سب سے عمدہ رد یہ کیا گیا ہے کہ انہوں نے یہ روایت اپنی صحیحین میں حضرت ابن عباس سے رقم کی ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ نے حضرات ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو دیکھا۔ فرمایا "تمہیں کس چیز نے باہر نکالا؟ انہوں نے عرض کی "بھوک نے" آپ نے فرمایا "مجھے ذات والا کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے مجھے بھی بھوک نے باہر نکالا ہے۔" یہ روایت ان کے موقف کو رد کرتی ہے" جہاں تک ان کے اس سوال کا تعلق ہے کہ یہ پتھر بھوک سے کیسے مستغنی کر سکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ پشت کو سیدھا رکھتا ہے جب پیٹ خالی ہوتا ہے تو بعض اوقات انسان اتنا کمزور ہو جاتا ہے کہ وہ کھڑا بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کا پیٹ دھرا ہو جاتا ہے جب وہ اس پر پتھر باندھ لیتا ہے تو وہ قوی ہو جاتا ہے۔ بھوکا انسان کھڑا ہونے پر قادر ہو سکتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک شخص نے یوں کہا "میرا گمان تھا کہ ٹانگیں پیٹ کو اٹھاتی ہیں حالانکہ پیٹ ٹانگوں کو اٹھاتا ہے۔"

الحافظ نے الفتح میں ایک اور جگہ پر لکھا ہے کہ علمائے کرام فرماتے ہیں "پتھر باندھنے کا فائدہ" یہ ہے کہ یہ اعتدال پر اور قیام پر مدد کرتا ہے۔ پیٹ میں موجود جھاگ کو تحلیل ہونے سے روکتا ہے کمزوری میں کمی آتی ہے۔ یا بھوک

کی حرارت میں کمی ہوتی ہے۔ کیونکہ پتھر ٹھنڈا ہوتا ہے یا اس میں عاجزی کی طرف اشارہ ہے میں کہتا ہوں کہ عنقریب باب وصالہ میں اس روایت میں تفصیلی بحث ہوگی ''مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے'' بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ لینا اہل عرب کی عادت ہے۔ امام احمد اور امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عتیق سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ''میں نے حضرت ابوہریرہ کے ہمراہ ایک سال قیام کیا۔ کاش! تم ہمیں دیکھ لیتے۔ ہم میں سے کسی ایک پر ایسے ایام بھی آتے تھے کہ اسے کھانا نصیب نہ ہوتا تھا جس سے وہ اپنی کمر کو سیدھا کر لیتا حتیٰ کہ ہم میں سے ایک پتھر لیتا اور اسے خالی پیٹ پر باندھ لیتا پھر اس کے اوپر کپڑا باندھ لیتا تاکہ اس کی کمر سیدھی رہے۔''

میں کہتا ہوں کہ ابوداؤد الطیالسی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانہ میں مجھے بھوک نے آلیا حتیٰ کہ میں نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا۔''

حارث بن ابی اسامۃ نے حضرت عامر بن ربیعہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سریہ نخلۃ میں بھیجا ہمارے ساتھ حضرت عمرو بن سراقہ بھی تھے وہ طویل اور کمزور پیٹ والے انسان تھے۔ انہیں بھوک لگی۔ ان کی کمر ٹیڑھی ہوگئی۔ وہ چلنے پر بھی قدرت نہ رکھتے تھے۔ وہ ہم پر گر پڑے۔ ہم نے پتلا سا پتھر لیا اور ان کے پیٹ پر باندھ دیا۔ پھر ان کی کمر کے ساتھ باندھا۔ وہ ہمارے ساتھ چلنے لگے۔ ہم عرب کے ایک قبیلہ میں پہنچے انہوں نے ہماری ضیافت کی۔ وہ ہمارے ساتھ چلنے لگے۔ انہوں نے کہا ''میرا گمان تھا کہ ٹانگیں پیٹ کو اٹھاتی ہیں لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ پیٹ ٹانگوں کو اٹھاتا ہے۔

۲ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ آپ کا فقر اختیاری تھا۔

❀❀❀❀

اکیسواں باب

آپ کی ہیبت اور وقار

ابن سعد اور ابن جریر نے حضرت قیلہ بنت مخرمہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ عاجزی وانکساری کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو خوف سے مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا ہے۔ میں آپ کی کمر کی طرف تھی۔ آپ نے میری طرف دیکھے بغیر کہا "یا مسکینہ علیک سکینہ" مسکین عورت! پرسکون ہو جا، جب آپ نے اتنا فرمایا تو رب تعالیٰ نے میرے دل سے سارا خوف ختم کر دیا۔"

محمد بن ابی عمر، ابوداؤد، امام نسائی، امام ترمذی اور ابن حبان نے حضرت یزید بن اسود السوائی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "ہم نے آپ کے ساتھ حجۃ الوداع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے ہمیں نماز صبح پڑھائی آپ نے دوسری طرف رخ انور کیا اور روئے تاباں لوگوں کی طرف کر لیا۔ آپ نے لوگوں کے پیچھے دو افراد دیکھے جنہوں نے لوگوں کے ہمراہ نماز نہ پڑھی تھی۔ آپ نے فرمایا "ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ" آپ کی خدمت میں انہیں پیش کیا گیا تو ان کے اعضاء پر لرزہ طاری تھا۔ آپ نے فرمایا "کس چیز نے تمہیں لوگوں کے ہمراہ نماز پڑھنے سے روکا" انہوں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! ہم اپنے خیموں میں نماز پڑھ کر آئے تھے" آپ نے فرمایا "اس طرح نہ کیا کرو۔ جب تم میں سے کوئی اپنے خیمہ میں نماز پڑھ لے پھر امام کے ساتھ نماز پالے تو وہ ان کے ساتھ نماز پڑھ لے۔ یہ اس کی نفلی نماز ہو جائے گی۔"

ابوداؤد، ابن ماجہ نے ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں کوئی حرج نہیں کہ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ہم حضور اکرم ﷺ کی معیت میں بیٹھے تھے۔ ایک شخص نے آپ سے گفتگو کی۔ اس پر لرزہ طاری ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: "تسلی خاطر رکھو۔ میں بادشاہ نہیں ہوں۔ میں قریش کی اس خاتون محترمہ کا فرزند دلبند ہوں جو گوشت کے خشک ٹکڑے کھاتی تھی۔"

ابن عدی نے حضرت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا "ہم حضور اکرم ﷺ کی محفل پاک میں اس طرح بیٹھتے تھے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہوں۔ حضرات ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے علاوہ کسی میں آپ کے ساتھ گفتگو کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔"

ابن سعد نے حضرت ابورمثہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ میرے ساتھ میرا فرزند بھی تھا۔ انہوں نے کہا "میرے بیٹے! یہ اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم ﷺ ہیں" جب اس نے آپ کی زیارت کی تو اس پر آپ کی ہیبت کی وجہ سے لرزہ طاری ہو گیا۔

یعقوب بن سفیان نے ان ہی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں اپنے والد گرامی کے ہمراہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں گیا۔ جب میں آپ کی زیارت کی تو والد گرامی نے پوچھا" کیا جانتے ہو کہ یہ کون ہیں؟ میں نے کہا "نہیں! انہوں نے کہا" یہ اللہ تعالیٰ کے رسول محترم ﷺ ہیں' جب انہوں نے اتنا کہا تو مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ میرا خیال تھا کہ حضور اکرم ﷺ لوگوں میں سے کسی کے مشابہ نہ ہوں گے۔ آپ تو بشر (کامل) تھے۔"

امام ترمذی نے شمائل میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" جو آپ سے اچانک ملاقات کرتا وہ ہیبت زدہ ہو جاتا جو جان پہچان کر آپ سے میل جول رکھتا وہ آپ سے محبت کرنے لگتا۔"

امام مسلم نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" کوئی شخص مجھے حضور اکرم ﷺ سے زیادہ محبوب نہ تھا نہ ہی کوئی میری نگاہوں میں آپ سے زیادہ پر جلال تھا۔ آپ کے جلال کی وجہ سے میں نظر بھر کر آپ کی طرف دیکھ بھی نہ سکتا تھا۔ اگر مجھے آپ کا سراپا بیان کرنے کے لیے کہا جائے تو مجھ میں یہ طاقت نہیں کیونکہ میں نے نظر بھر کر آپ کو نہیں دیکھا تھا۔"

ابن حبان، امام حاکم اور امام ذھبی نے حضرت اسامہ بن شریک سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" ہم بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوتے تھے ہم میں سے کسی کو گفتگو کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہوں" الطبرانی نے اس روایت کو صحیح سند سے یوں روایت کیا ہے۔" گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہوں۔ ہم میں سے کسی میں گفتگو کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی" امام احمد، ابن ماجہ اور ابو داؤد نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے" میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ آپ کے ارد گرد صحابہ کرام موجود تھے ان پر سکوت طاری تھا گویا کہ ان کے سروں پر پرندے ہوں۔ میں نے سلام عرض کیا اور بیٹھ گیا۔ اس روایت کو طیالسی نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ اور احمد بن منیع نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" ہم کسی انصاری صحابی کے جنازہ کے لیے آپ کے ساتھ نکلے ہم اس کی قبر تک پہنچے۔ جب انہیں قبر میں رکھ دیا گیا تو حضور اکرم ﷺ تشریف فرما ہوئے۔ ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے تھے۔"

ابن حبان، حاکم اور امام ذھبی نے حضرت ابن بریدہ سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا" جب ہم حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ہم آپ کی تعظیم کرتے ہوئے سر بھی نہ اٹھاتے تھے۔"

امام ترمذی اور امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" جب حضور اکرم ﷺ مسجد تشریف لے جاتے تو حضرات ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے علاوہ کوئی سر نہ اٹھا سکتا تھا۔ وہ آپ کی طرف اور آپ ان کی طرف تبسم بکھیرتے تھے۔"

امام حاکم اور امام ذھبی نے حضرت سلمان سے روایت کیا ہے کہ وہ اس گروہ میں تھے جو رب تعالیٰ کا ذکر کر رہے

تھے۔حضور اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے۔ان میں سے بعض اٹھے۔آپ ان کی طرف تشریف لے گئے ان کے قریب ہوئے۔وہ آپ کی تعظیم کی وجہ سے گفتگو کرنے سے رک گئے۔“

ابن سعد نے حضرت قیس بن ابی حازم سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کو آپ کی خدمت میں لایا گیا جب وہ آپ کے سامنے کھڑا ہوا تو اس پر لرزہ طاری ہو گیا۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”تسلی رکھو میں بادشاہ نہیں ہوں میں قریش کی اس عظیم خاتون کا فرزند ہوں جو گوشت کے خشک ٹکڑے کھاتی تھی۔“

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر ہیبت و جلال القاء کیا تھا۔

قاسم بن ثابت نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ”حضور اکرم ﷺ نہ تو طویل قامت اور نہ ہی کوتاہ قد تھے جو آپ کو دیکھتا تھا اسے ہیبت آلیتی تھی“ یعنی وہ آپ کو عظیم اور بڑا سمجھتا تھا۔

امام ذہبی نے ہی روایت کو نقل کیا ہے اور صحیح کہا ہے کہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا ”میں اپنے غلام کو مار رہا تھا۔میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی کسی نے کہا ”ابو مسعود! جان لو کہ اللہ تعالیٰ کو تم پر اس سے زیادہ قدرت حاصل ہے جتنی تمہیں اس غلام پر ہے،میں غصے کی وجہ سے اس ہستی کی طرف توجہ نہ کر رہا تھا۔حتیٰ کہ وہ مجھ پر چھا گئے۔میں نے دیکھا تو وہ حضور اکرم ﷺ تھے۔جب میں نے آپ کو دیکھا تو آپ کی ہیبت کی وجہ سے کوڑا میرے ہاتھ سے نیچے گر پڑا۔“

امام بیہقی نے حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب آپ خاموش ہو جاتے تو آپ پر وقار ہوتا جب محو گفتگو ہوتے تو آپ کے چہرہ انور اور جبین اطہر پر رونق ہوتی۔آپ کے رفقاء تھے جو آپ کے ارد گرد حلقہ زن تھے۔اگر آپ کچھ فرماتے تو آپ کے فرمان کی وجہ سے وہ خاموش ہو جاتے۔اگر آپ انہیں کوئی حکم دیتے تو وہ حکم بجا لانے میں جلدی کرتے۔سب کے مخدوم سب ان کی اطاعت بجالاتے تھے۔آپ نہ تو ترش رو تھے نہ ہی زیادتی کرنے والے تھے۔“

حضرت ھند بن ابی ہالہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا ”حضور اکرم ﷺ عظیم اور بڑے تھے۔“

❁❁❁❁

بائیسواں باب

آپ کا مزاح اور ظرافت

ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے لوگوں سے زیادہ مزاح فرماتے تھے اس روایت کو ابن جوزی نے نقل کیا ہے اور یہ اضافہ کیا ہے "بچوں کے ساتھ"۔

ابن عساکر نے حُبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلق کے اعتبار سے سارے لوگوں سے زیادہ مزاح فرماتے تھے"۔

الطبرانی نے الکبیر میں روایت کیا ہے اور امام ذھبی نے لکھا ہے کہ اس کی سند حسن کے قریب ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں مزاح بھی کرتا ہوں۔ میں صرف حق بات کہتا ہو" خطیب نے اسے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔

ابو شیخ نے حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو آپ سے زیادہ مزاح کرتا ہوں"۔

المعافی بن زکریا نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے لیکن اس کی سند میں انقطاع ہے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزاح بھی فرماتے تھے۔ آپ فرماتے تھے "رب تعالیٰ ایسے مزاح کرنے والے کی گرفت نہیں کرتا جو اپنے مزاح میں سچا ہو"۔

ابن ناصر الدین نے ام نبیط رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "ہم بنو نجار کی ایک دلہن کو اس کے خاوند کے پاس لے کر جا رہی تھیں۔ میں بنو نجار کی عفت مآب خواتین کے ساتھ تھی۔ میرے پاس دف تھا جسے میں بجا رہی تھی۔ میں کہہ رہی تھی "ہم تمہارے پاس آئیں ہیں۔ ہم تمہارے پاس آئیں ہیں ہمیں سلام کرو۔ ہم تمہیں سلام کریں گی" اگر سرخ سونا نہ ہوتا تو یہ دلہن تمہاری وادی میں نہ آتی"۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس کھڑے ہو گئے۔ آپ نے پوچھا "ام نبیط یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے والدین آپ پر فدا! یہ بنو نجار کی لڑکی ہے ہم اسے اس کے خاوند کے پاس چھوڑنے جارہی ہیں" آپ نے پوچھا "تم کیا کہہ رہی ہو؟" میں نے اپنے کلمات دھرائے تو آپ نے فرمایا "اگر یہ گندم نہ ہوتی تو تمہاری کنواریاں اتنی موٹی نہ ہوتیں"۔

امام احمد، امام بخاری نے ادب میں، امام ترمذی نے روایت کیا ہے امام ذھبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہمارے ساتھ خوش طبعی بھی فرماتے ہیں"

آپ نے فرمایا"میں صرف حق بات کہتا ہوں۔"

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا"حضور اکرم ﷺ ہم میں گھل مل جایا کرتے تھے۔حتیٰ کہ آپ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے،اے ابوعمیر!چڑیا نے کیا کیا؟"

حسن بن ضحاک نے ابو محمد عبداللہ بن قتیبہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا"ہمیں محمد بن عائشہ نے منقطع روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے محبت فرماتے تھے۔آپ ان کے ساتھ مزاح کرتے تھے۔ایک دن دیکھا تو ان کا پیٹ نکلا ہوا تھا فرمایا"ام حسن۔"

ابوسعید بن اعرابی اور ابن ضحاک نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا"ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔آپ نے پوچھا"بچہ کہاں ہے؟کیا یہاں بچہ ہے؟"حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ان پر قرنفلی کمبل تھا۔انہوں نے ہاتھ پھیلائے ہوئے تھے۔حضور اکرم ﷺ نے ان کی طرف اپنے ہاتھ پھیلا دیے اور انہیں اپنے ساتھ چمٹا لیا۔فرمایا"میرے والدین تم پر فدا!جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ میرے اس بیٹے سے محبت کرے۔"

زبیر بن بکار نے کتاب الفاکہ میں عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا:"کیا حضور اکرم ﷺ مزاح بھی فرماتے تھے؟"انہوں نے فرمایا"ہاں!"اس نے پوچھا"آپ کا مزاح کیا تھا؟حضرت ابن عباس نے فرمایا"ایک دن آپ نے اپنی کسی زوجہ کریمہ کو چادر پہنائی۔آپ نے انہیں فرمایا"اسے پہن لو۔رب تعالیٰ کی تعریف کرو اور گھوڑے کی دم کی طرح اس کا دامن بنا لو۔"انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ آپ کے پاس مزاح کرتی تھیں۔وہ عرض کرتیں"یارسول اللہ ﷺ!یہ اس قبیلہ بنی کنانہ کے بعض مزاح ہیں"آپ فرماتے ہیں"ہاں!یہ قریش کے اس قبیلے کے کچھ ہمارے مزاح ہیں۔"

ابن اسحاق نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے انہیں غزوہ ذات الرقاع میں فرمایا"کیا تم مجھے اپنا اونٹ فروخت کرو گے؟انہوں نے کہا میں نے عرض کی"یارسول اللہ ﷺ میں یہ آپ کو ہبہ کرتا ہوں۔"آپ نے فرمایا"نہیں۔لیکن مجھے یہ فروخت کر دو"میں نے عرض کی"آپ اس کی قیمت لگائیں"آپ نے فرمایا"میں اسے ایک درہم میں لیتا ہوں"میں نے عرض کی"یارسول اللہ!نہیں۔پھر تو آپ مجھے نقصان دے رہے ہیں"آپ نے فرمایا"دو درہم میں"میں نے عرض کی"یارسول اللہ ﷺ نہیں!حضور اکرم ﷺ اس کی قیمت بڑھاتے رہے حتیٰ کہ ایک اوقیہ تک پہنچ گئے۔آپ نے پوچھا"کیا راضی ہو؟میں نے عرض کی"راضی ہوں۔یہ آپ کا ہو گیا"آپ نے فرمایا"میں نے اسے لے لیا"دوسری روایت میں ہے۔

"آپ میرے ساتھ گفتگو فرماتے رہے۔مزاح فرماتے رہے پھر فرمایا"جابر!کیا شادی کر لی ہے؟میں نے عرض کی"ہاں!یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا"کسی ثیبہ سے یا کنواری سے شادی کی ہے؟انہوں نے عرض کی"ثیبہ سے شادی کی

ہے۔" آپ نے فرمایا" تم نے کسی کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہ کی، جو تمہارے ساتھ اور تم اس کے ساتھ دل لگی کرتے" میں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! میرے والد گرامی احد کے روز شہید ہو گئے تھے انہوں نے اپنی سات بچیاں چھوڑیں تھیں میں نے ایسی عورت سے شادی کی جو انہیں اکٹھا رکھے اور ان کے امور کی دیکھ بھال کرے" آپ نے فرمایا "تم نے عمدہ فیصلہ کیا ہے" آپ نے فرمایا "ہم صرار پہنچیں گے۔ ہم اونٹ ذبح کرنے کا حکم دیں گے۔ ہم وہ روز وہیں بسر کریں گے تمہاری زوجہ ہمارے بارے سنے گی۔ وہ اپنے قالین بچھا دے گی" میں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ ہمارے پاس قالین کہاں؟" آپ نے فرمایا "عنقریب ہوں گے۔ جب تم وہاں پہنچو تو دانا لوگوں کی طرح کام کرنا" حضرت جابر نے فرمایا۔

"جب ہم صرار پہنچے تو حضور اکرم ﷺ نے اونٹ ذبح کرنے کا حکم دیا۔ اسے ذبح کیا گیا۔ ہم نے وہ دن وہیں بسر کیا۔ جب شام ہوئی تو آپ مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔ ہم بھی داخل ہو گئے میں نے اپنی زوجہ کو ساری بات بتادی کہ مجھے حضور انور ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا۔ انہوں نے کہا "تم پر لازم ہے کہ آپ کا فرمان غور سے سنو اور اطاعت بجالاؤ"

بزار، ابن ضحاک نے حضرت زیاد بن سبرہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ آیا حتیٰ کہ آپ اشجع اور جہینہ کے لوگوں کے پاس کھڑے ہو گئے۔ آپ ان کے ساتھ خوش طبعی فرماتے رہے۔ ان کے ساتھ مسکراتے رہے۔ میں نے اپنے نفس میں کچھ پایا میں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ بنو اشجع اور بنو جھینہ کے ساتھ آپ مسکراتے رہے ہیں" یہ سن کر آپ ناراض ہو گئے۔ میرے کندھے کے نیچے سے اپنا ہاتھ بلند فرمایا پھر فرمایا "یہ بنو فزارہ، بنو بدیہ، اور بنو شرید تمہاری قوم سے بہتر ہیں۔ کیا میں رب تعالیٰ سے مغفرت طلب نہ کروں" جب ردت کا زمانہ آیا جن جن قبائل کا آپ نے نام لیے تھے وہ سب مرتد ہو گئے۔ انہوں نے کہا "میں اپنی قوم سے توقع کرنے لگا مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ وہ کہیں مرتد نہ ہو جائیں۔ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ میرے دوست تھے۔ میں نے انہیں یہ بات بتادی اس امر کا بھی تذکرہ کیا جن کا مجھے خطرہ تھا۔ انہوں نے مجھے کہا "اندیشہ نہ کرو کیا تم نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا" کیا میں رب تعالیٰ سے مغفرت نہ طلب کروں۔"

ابوبکر شافعی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا "یا بُنَیَّ! اے میرے بیٹے!"
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں مرحبا کہا۔

امام احمد، امام بخاری نے الادب میں امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے امام ترمذی نے اس روایت کو صحیح کہا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا اور سواری کا جانور مانگا آپ نے اسے فرمایا "ہم تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کریں گے" اس نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! میں اونٹنی کے بچے کو کیا کروں گا؟"
حضور ﷺ نے فرمایا "اونٹوں کو اونٹنیاں ہی پیدا کرتی ہیں۔"

امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے اس روایت کو حسن

غریب کہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا "اے دو کانوں والے۔"

امام بخاری نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا میں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! میں اپنے سر کے نیچے دو دھاگے رکھتا ہوں۔ میرے لیے کچھ بھی عیاں نہیں ہوتا" آپ نے فرمایا تم چوڑے تکیے والے ہو۔" آپ نے فرمایا "ابن حاتم! تمہاری گدی بڑی چوڑی ہے۔ یہ رات کی تاریکی سے دن کی سیاہی ہے" اسے ابونعیم نے روایت کیا ہے میں نے اسے آپ کی خوش طبعی کے باب میں اس طرح ذکر کیا ہے تا کہ خطاء کرنے والے سے یہ ندامت دور ہو سکے۔

ابوداؤد نے جید سند کے ساتھ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک انصاری صحابی کی طبیعت میں ظرافت پائی جاتی تھی۔ اسی اثناء میں کہ وہ اپنی قوم میں بیٹھ کر اسے ہنسا رہا تھا حضور اکرم ﷺ نے ایک لکڑی اس کے پہلو پر ماری۔ یہ لکڑی آپ کے دستِ اقدس میں تھی۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! مجھے قصاص دیں" آپ نے فرمایا "قصاص لے لو" اس نے عرض کی "آپ پر قمیص ہے۔ مجھ پر قمیص نہیں ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی مبارک قمیص اٹھائی تو وہ آپ کے ساتھ چمٹ گیا۔ آپ کے مبارک پہلو کے بوسے لینے لگا۔" ابومحمد حسن نے ابن شہاب سے۔ انہوں نے سفیان ثوری سے اور انہوں نے ابوزبیر رضی اللہ عنہم سے اسی طرح روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "میرے پاس ازبھر از بھر کو لے کر آؤ" وہ بازار میں کھڑے اپنا سامان فروخت کر رہے تھے۔ وہ شکل کے اچھے نہ تھے۔ آپ نے ان کو پیچھے سے سینہ اقدس سے لگایا۔ وہ آپ کو دیکھ نہ سکے تھے۔ انہوں نے کہا "کون ہو؟ مجھے چھوڑ دو" انہوں نے مڑ کر دیکھا تو آپ کو پہچان لیا۔ جب انہوں نے پہچانا تو وہ اپنی کمر حضور اکرم ﷺ کے سینہ اقدس کے ساتھ مزید لگانے لگے حضور اکرم ﷺ فرمانے لگے "اس غلام کو کون خریدے گا؟ انہوں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ پھر تو آپ مجھے کم قیمت پائیں گے" آپ نے فرمایا "رب تعالیٰ کی بارگاہ میں تم کم قیمت نہیں ہو" یا آپ نے فرمایا "لیکن تم رب تعالیٰ کے حریم ناز میں گراں قدر ہو۔"

ابن عساکر، ابویعلیٰ نے صحیح راویوں سے (سوائے محمد بن عمرو بن علقمہ کے) روایت کیا ہے۔ امام ہیثمی نے لکھا ہے کہ یہ روایت حسن ہے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حلوہ لے کر آئی۔ جسے میں نے پکایا تھا۔ میں نے حضرت ام المومنین سودہ (رضی اللہ عنہا) سے کہا جبکہ حضور اکرم ﷺ میرے اور ان کے درمیان تھے "کھاؤ" مگر انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا۔ میں نے کہا "کھاؤ ورنہ میں یہ تمہارے چہرے پر مل دوں گی" مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ میں نے اپنا ہاتھ حلوہ میں ڈالا۔ اسے ان کے منہ پر مل دیا۔ آپ نے میرا رخسار اپنی ران پر رکھا۔ حضرت سودہ سے فرمایا "یہ حلوہ اب ان کے چہرے پر مل دو" انہوں نے حلوہ میرے چہرے پر مل دیا۔ یہ دیکھ کر آپ مسکرانے لگے۔ حضرت عمر فاروق پاس سے گزرے" آپ نے فرمایا "عبداللہ! آپ نے گمان کیا کہ وہ عنقریب اندر آجائیں گے۔ آپ نے فرمایا "اٹھو اور اپنے چہرے دھولو" اس کے بعد میں ہمیشہ حضرت عمر سے ڈرتی رہی کیونکہ آپ نے ان کے بارے ہمیں یوں فرمایا تھا۔

ابن ضحاک نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک روز حضور اکرم ﷺ نے ام المومنین عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا "تمہاری آنکھوں کی سفیدی کتنی زیادہ ہے۔"

زبیر بن بکار نے کتاب الفاکہ میں حضرت زید بن اسلم سے مرسل روایت کیا ہے کہ ایک عورت تھی جسے ام ایمن کہا جاتا تھا۔ وہ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئی۔ اس نے کہا "میرا خاوند آپ کو بلا رہا ہے" آپ نے پوچھا "وہ کون ہے؟ وہ وہی ہے نا جس کی آنکھوں میں سفیدی ہے؟ اس نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بخدا اس کی آنکھوں میں سفیدی نہیں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اس کی آنکھوں میں سفیدی ہے" اس عورت نے عرض کی "نہیں۔ بخدا! آپ نے فرمایا" ہر شخص کی آنکھوں میں سفیدی ہوتی ہے۔"

ایک اور عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اونٹ پر سوار کرائیں" آپ نے فرمایا "اسے اونٹ کے بچے پر سوار کراؤ" اس نے عرض کی "میں اسے کیا کروں گی؟" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ مجھے کیسے اٹھائے گا؟ آپ نے فرمایا "ہر اونٹ اونٹ کا بچہ ہی نہیں ہوتا۔ آپ نے اس کے ساتھ مزاح کیا۔

الطبرانی، ابن عساکر ثقہ راویوں سے حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مرالظہران کے مقام پر فروکش ہوا۔ میں اپنے خیمہ سے نکلا۔ عورتیں باتیں کر رہی تھیں۔ انہوں نے مجھے تعجب میں ڈالا۔ میں واپس آیا۔ میں نے اپنا حلہ نکالا۔ اسے پہنا پھر ان کے پاس بیٹھ گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے۔ آپ نے پوچھا "عبداللہ! تم ان کے پاس کیوں بیٹھے ہو؟ میں مبہوت ہو گیا۔ مجھے خلط ملط ہو گیا۔ میں نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا اونٹ آوارہ ہو گیا ہے۔ میں اس کے لیے رسی تلاش کر رہا ہوں" آپ آگے تشریف لے گئے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ آپ نے اپنی چادر مبارک میری طرف پھینکی اور اراک کے درختوں میں داخل ہو گئے۔ گویا کہ میں اب بھی اراک کے درختوں میں آپ کے پاؤں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے قضائے حاجت فرمائی۔ پھر وضو کیا۔ پھر تشریف لے آئے۔ آپ نے پوچھا ابوعبداللہ! تمہارے اونٹ کی آوارگی کا کیا بنا؟ پھر ہم روانہ ہو گئے۔ جب بھی رستہ میں آپ مجھ سے ملتے تو فرمایا "السلام علیک ابوعبداللہ! تمہاری اونٹ کی سرکشی کا کیا بنا" میں جلدی سے مدینہ طیبہ آ گیا میں مسجد نبوی سے اجتناب کرنے لگا۔ آپ کی رفاقت سے بھی پہلوتہی کرنے لگا۔ جب کافی مدت گزر گئی تو مجھے مسجد نبوی کی خلوت میسر آ گئی۔ میں مسجد میں آیا نماز پڑھنے لگا۔ آپ ایک حجرہ مقدسہ سے باہر نکلے۔ آپ تشریف لائے ہلکی پھلکی سی دو رکعتیں پڑھیں پھر بیٹھ گئے۔ میں نے نماز لمبی کر دی۔ مجھے امید تھی کہ آپ مجھے چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ آپ نے فرمایا "ابوعبداللہ! جتنی چاہو نماز لمبی کرلو۔ میں اس وقت تک نہ جاؤں گا حتیٰ کہ تم فارغ ہو جاؤ" میں نے کہا "بخدا! میں آپ کے پاس معذرت کر لیتا ہوں میں واپس مڑا۔ آپ نے فرمایا "السلام علیک ابوعبداللہ! تمہارے اونٹ کی سرکشی کا کیا بنا؟ میں نے عرض کی "مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے اس اونٹ نے جب سے اسلام قبول کیا ہے اس کے بعد سرکشی نہیں کی" آپ نے فرمایا "رب تعالیٰ تم پر رحم کرے" آپ نے دو یا تین بار اسی طرح فرمایا۔ پھر آپ نے مجھے یہ جملہ کبھی نہ فرمایا۔

ابن ابی خیثمہ نے عون بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ''میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا ''عون؟ میں نے عرض کی'' ہاں! یارسول اللہ ﷺ'' آپ نے فرمایا'' داخل ہو جاؤ'' میں نے عرض کی ''سارا'' آپ نے فرمایا'' سارے کا سارا۔''

ابن ضحاک نے حضرت عبداللہ بن بسر المازنی سے روایت کیا ہے کہا ''میری والدہ محترمہ نے مجھے انگور کا گچھا دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا۔ میں نے اسے کھا دیا۔ امی جان نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا'' مجھے نہیں ملا'' جب بھی آپ مجھے ملتے تو فرماتے'' دھوکہ، دھوکہ۔''

امام احمد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا'' حضور اکرم ﷺ کسی سفر میں تشریف لے گئے۔ میں اس وقت کم عمر تھی۔ میرا جسم ہلکا پھلکا تھا۔ میرا جسم موٹا نہ ہوا تھا۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا'' آگے چلو'' وہ آگے چلے گئے۔ آپ نے فرمایا'' آؤ، دوڑ لگائیں میں نے آپ کے ساتھ دوڑ لگائی میں آگے نکل گئی۔ آپ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ میرا جسم موٹا ہو گیا میں یہ واقعہ بھول گئی۔ میں کسی سفر میں آپ کی معیت میں گئی۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا'' آگے چلو وہ آگے چلے گئے۔'' آپ نے مجھے فرمایا'' آؤ دوڑ لگاؤ'' اس دفعہ آپ مجھ سے آگے نکل گئے آپ مسکرانے لگے۔ فرمایا'' یہ اس کا بدلہ ہے۔''

ابن عساکر اور ابن جوزی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک روز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا'' تمہاری آنکھوں کی سفیدی کتنی زیادہ ہے۔''

ابن الجوزی نے حضرت ابن ابی الورد سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضور اکرم ﷺ نے انہیں دیکھا۔ ان کی رنگت سرخ تھی۔ آپ نے انہیں فرمایا'' تم ابوالورد ہو۔''

امام ترمذی اور ابن جوزی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک بڑھیا بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئی۔ اس نے آپ سے کسی چیز کے بارے پوچھا۔ آپ نے اس سے مزاح فرمایا، فرمایا'' کوئی بڑھیا جنت میں داخل نہ ہو گی'' نماز کا وقت ہو گیا۔ وہ بوڑھی خاتون شدت سے رونے لگی جب حضور اکرم ﷺ واپس آئے تو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی'' یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا ہے کہ کوئی بڑھیا جنت میں نہ جائے گی تو یہ اس وجہ سے رو رہی ہے۔ یہ سن کر آپ مسکرانے لگے۔ آپ نے فرمایا'' ہاں! کوئی بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی لیکن رب تعالیٰ نے فرمایا ہے:

إِنَّآ أَنشَأْنَٰهُنَّ إِنشَآءً ﴿٣٥﴾ فَجَعَلْنَٰهُنَّ أَبْكَارًا ﴿٣٦﴾ عُرُبًا أَتْرَابًا ﴿٣٧﴾ (الواقعۃ)

ترجمہ: ''ہم نے پیدا کیا ان کی بیویوں کو حیرت انگیز طریقہ سے۔ پس ہم نے بنادیا انہیں کنواریاں (دل و جان سے) پیار کرنے والیاں ہم عمر یہ نعمتیں بوڑھی عورتوں کے لیے ہیں۔''

اس روایت کو الطبرانی نے الاوسط میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

امام مسلم نے، امام بخاری نے الادب میں اور امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ حضرت ابوطلحہ سے ان کا ایک بیٹا تھا۔ اس کی کنیت ابوعمیر تھی۔ آپ اس سے مزاح فرماتے تھے ایک دن آپ تشریف لے گئے تو وہ غمزدہ تھا۔ آپ نے فرمایا "میں ابوعمیر کو آج غمگین کیوں دیکھ رہا ہوں؟" اہل خانہ نے عرض کی "اس کی وہ چڑیا مرگئی ہے جس کے ساتھ یہ کھیلتا تھا۔ آپ اسے فرمانے لگے: "ابوعمیر! النغیر (چڑیا) نے کیا کیا۔"

امام حاکم نے علوم الحدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام لیتے تھے۔ انہیں اپنے قدموں کے ذریعے اٹھا لیتے تھے۔ آپ فرماتے تھے "اے قدم ملا ملا کر چلنے والے، خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی آنکھوں کی ٹھنڈک! مولا! میں اس سے پیار کرتا ہوں۔ تو بھی اس سے پیار کر۔"

ابن ابی شیبہ نے اور ابوشیخ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے لیے اپنی زبان مبارک باہر نکال لیتے تھے وہ آپ کی زبان اقدس دیکھ کر تیزی سے آپ کی طرف آتے تھے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا 'کسی سفر میں میں حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ تھا قوم پر اس کا سامان گراں گزرا۔ وہ سامان مجھ پر پھینکنے لگے۔ حضور اکرم ﷺ میرے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا "تم بوجھ اٹھانے والا اونٹ (زاملہ) ہو۔"

امام بخاری نے ادب میں اور ابن عساکر نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "قوم پر اس کا سامان بھاری ہوگیا۔ آپ نے مجھے فرمایا "اپنی چادر بچھاؤ قوم اس پر اپنا سامان رکھنے لگی۔" آپ نے فرمایا "تم اسے اٹھالو تم سفینہ (کشتی) ہو۔" انہوں نے فرمایا "اگر وہ اس دن سے مجھ پر ایک اونٹ یا دو اونٹ حتیٰ کہ سات اونٹوں کا بوجھ بھی لاد دیں۔ مجھے وہ بھی گراں نہیں لگتا۔"

ابوبکر شافعی نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "ایک سفر میں ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب قوم میں سے کوئی تھک جاتا تو کوئی مجھ پر اپنی تلوار پھینک دیتا۔ کوئی ڈھال پھینک دیتا۔ حتیٰ کہ میں نے ایسی بہت سی اشیاء اٹھالیں۔ آپ نے فرمایا "تم سفینہ (کشتی) ہو۔"

ابوبکر بن ابی خیثمہ، ابوسعید بن الاعرابی، اور ابوبکر الشافعی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا "اے دو کانوں والے!

ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ آپ کی کمر انور پر تھے۔ جب آپ سجدہ ریز ہوتے تو انہیں نیچے اتار لیتے۔"

ابی ابن لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "ہم بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں تھے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ آئے۔ وہ آپ کے اوپر چڑھ گئے۔ آپ نے ان کی قمیص اٹھائی اور بوسہ لیا۔

ابن عساکر، ابن ضحاک اور حاکم نے ابوجعفر خطمی سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کی کنیت ابوعمرہ تھی حضور اکرم ﷺ

نے اسے ام عمرہ کہا" اس شخص نے اپنا ہاتھ شرم گاہ پر رکھا اور کہا "بخدا! میں یہ سمجھا کہ میں عورت ہوں کیوں کہ آپ نے مجھے یا ام عمرہ کہا ہے" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "میں بشر ہوں میں تم سے مزاح کرتا ہوں۔"

الطبرانی نے حصین والد عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے کاشانہ اقدس کے سامنے کھڑے ہوئے۔ آپ کی طرف حضرت امام حسن یا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "میری آنکھوں کی ٹھنڈک! اپنے باپ پر سوار ہو جاؤ" آپ نے ان کی انگلی پکڑی اور انہیں اپنے کندھے پر بٹھا لیا۔ پھر دوسرا شہزادہ حضرت امام حسن یا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما باہر تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا" آنکھوں کی ٹھنڈک خوش آمدید! اپنے پدر بزرگوار کے کندھے پر سوار ہو جاؤ" انہیں انگلی سے پکڑا اور دوسرے کندھے پر سوار کر لیا۔ آپ نے ان کو گودیوں سے پکڑا اور ان کے منہ میں اپنے منہ مبارک پر رکھ دیے پھر یہ دعا مانگی "مولا! میں ان سے پیار کرتا ہوں تو بھی ان سے پیار کر اور جو ان سے پیار کرے اس سے پیار کر۔"

ابو محمد رامھرمذی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامین حسنین کریمین رضی اللہ عنہما آپ کی کمر مبارک پر تھے۔ آپ فرما رہے تھے "تمہارا اونٹ کتنا بہترین اونٹ ہے اور تمہارا بوجھ کتنا بہترین ہے۔" ابو محمد نے کہا ہے کہ یہ حضور اکرم ﷺ کا مزاح ہے۔ اس خصوصیت میں امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما منفرد ہیں۔ اس سے یہ فقہی مسئلہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ انسان کو کسی حیوان سے تشبیہ دی جا سکتی ہے جبکہ اس میں اس کی کوئی خوبی پائی جا رہی ہو" ابن عدی نے ابو زبیر سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

تنبیہات

1. علامہ خطابی نے لکھا ہے "بعض اسلاف سے حضور اکرم ﷺ کے مزاح کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا" آپ کی ہیبت زیادہ تھی۔ آپ لوگوں کے ساتھ خوش طبعی فرما لیتے تھے۔ ابن الاعرابی نے ایک شخص کی تعریف کرتے ہوئے کہا:

يتلقى الندى بوجهٍ صبيح و صدور القناة بوجه و قاح

فبهذا و ذاتتم المعالى طرق الجدّ غير طرق المزاح

وہ سخاوت کا استقبال خوبصورت چہرے سے کرتا ہے جبکہ نیزوں کے اگلے حصوں کا استقبال ترش چہرے سے کرتا ہے۔ اس طرح اس طرح رفعتیں مکمل ہوتی ہیں کوشش کے طریقے مزاح کے طریقوں سے جداگانہ ہیں۔

تیئیسواں باب

ہنسی اور تبسم

امام ترمذی نے صحیح روایت لکھی ہے۔ ابن سعد نے حضرت حارث بن جزء سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو آپ سے زیادہ تبسم کناں ہو۔'' آپ کا مسکرانا صرف تبسم ہوتا تھا۔

شیخان، سعید بن منصور، احمد، عبد، ابو داؤد اور ابن منصور نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''میں نے آپ کو پوری طرح اس طرح ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا گوشت نظر آنے لگے۔ آپ صرف تبسم فرماتے تھے۔

امام ترمذی اور امام بیہقی نے حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیادہ سے زیادہ ہنسی تبسم ہوتا تھا۔ جب مسکراتے تو دانت مبارک اولوں کی طرح سفید نظر آتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رایت ہے انہوں نے فرمایا ''جب آپ مسکراتے تھے تو دیواریں روشن ہو جاتی تھیں''
خرائطی نے حضرت عمرۃ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلوت میں کیسی کیفیت ہوتی تھی؟ انہوں نے فرمایا ''آپ تمہارے مردوں کی طرح مرد (کامل) تھے۔ مگر آپ خُلق کے اعتبار سے سارے لوگوں سے زیادہ کریم تھے۔ آپ ہنستے اور مسکراتے رہتے تھے'' ابن ضحاک کے الفاظ میں ہے'' آپ سارے لوگوں سے زیادہ نرم اور سارے لوگوں سے زیادہ کریم تھے آپ ہنستے اور مسکراتے رہتے تھے۔''
ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت حصین بن یزید الکلبی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنستے نہ تھے۔ آپ صرف مسکراتے رہتے تھے۔

امام احمد نے حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ جو بات بھی کرتے مسکرا کر کرتے۔ میں نے انہیں کہا ''مجھے خدشہ ہے کہ لوگ تمہیں احمق کہیں گے'' انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو بات بھی کرتے مسکرا کر کرتے تھے۔''

ابن مبارک نے عون بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہنسنا صرف تبسم ہوتا تھا۔ اور آپ پوری طرح توجہ فرما ہوتے تھے۔

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس آیت طیبہ کے بارے فرماتے ہیں۔

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ ۔ (یٰس)

ترجمہ: آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے۔

ہم بارگاہ رسالت مآب میں حاضر تھے۔ آپ مسکرانے لگے حتیٰ کہ دندان مبارک نظر آنے لگے۔ پھر فرمایا "کیا تم جانتے ہو کہ میں کس لیے ہنسا ہوں؟

ابو بکر بن ابی شیبہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "میں اس پہلے شخص کو جانتا ہوں جو جنت میں داخل ہوگا۔ اس آخری شخص کو بھی جانتا ہوں جو آخر میں دوزخ سے نکلے گا۔ روز حشر ایک شخص کو رب تعالیٰ کے سامنے لایا جائے گا کہا جائے گا اور اس کے سامنے اس کے صغیرہ گناہ پیش کرو" اس کے کبیرہ گناہوں کو چھپا دیا جائے گا۔ اسے کہا جائے گا۔ "کیا تو نے یہ یہ گناہ کیے۔ وہ اقرار کرتا جائے گا۔ انکار نہ کرے گا۔ اسے اپنے کبیرہ گناہوں کا خدشہ ہوگا۔ اسے کہا جائے گا کہ اسے ہر صغیرہ گناہ کے عوض نیکی عطا کرو" وہ عرض کرے گا "مولا! میرے ایسے گناہ بھی تھے جنہیں میں یہاں نہیں دیکھ رہا" حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں نے حضور ﷺ کو دیکھا آپ مسکرائے حتیٰ کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے۔"

ابن ابی شیبہ اور ابو نعیم نے ابن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے حضور اکرم ﷺ نے مجھے نہیں روکا اور مجھے جب بھی دیکھا میرے چہرے پر تبسم تھا۔"

ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "اسی اثناء میں کہ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا "میں ہلاک ہو گیا ہوں" آپ نے پوچھا "تیری خیر! تجھے کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا "میں نے رمضان المبارک میں اپنی اہلیہ کے ساتھ وظیفۂ زوجیت ادا کر لیا ہے" آپ نے فرمایا "ایک غلام آزاد کرو" اس نے عرض کی "میرے پاس غلام نہیں ہے۔"

آپ نے فرمایا "لگاتار دو مہینے کے روزے رکھو" اس نے عرض کی "مجھ میں یہ طاقت بھی نہیں" آپ نے فرمایا "ساٹھ مساکین کو کھانا کھلاؤ" اس نے عرض کی "مدینہ طیبہ کے دونوں کناروں کے مابین مجھ سے زیادہ کوئی مفلس نہیں" آپ مسکرائے حتیٰ کہ دندان مبارک نظر آنے لگے فرمایا "اسے لے لو۔ اور اپنے رب تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو۔"

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ حضرت ام حرام بنت ملحان کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔ وہ آپ کو کھانا کھلاتی تھیں۔ یہ حضرت عبادہ بن صامت کی زوجیت میں تھیں۔ ایک دن آپ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ کو کھانا کھلایا اور سر صاف کیا۔"

ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "ایک دن سرور کائنات ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ مسکرائے حتیٰ کہ دندان مبارک نظر آنے لگے۔ حضرت عمر فاروق نے عرض کی "میرے والدین آپ پر نثار! آپ کیوں تبسم ریز ہوئے ہیں؟ آپ نے فرمایا "میری امت کے دو افراد رب تعالیٰ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے۔ ان میں

سے ایک نے عرض کی "مولا! میرے بھائی نے مجھ پر جو ظلم کیا تھا اس کے بدلہ لے کر دے" اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اپنے بھائی کو ظلم کا بدلہ دو" اس نے عرض کی "مولا! میری نیکیوں میں سے تو کچھ باقی نہیں رہا، اس شخص نے عرض کی "یہ میرے گناہوں کا بوجھ اٹھالے" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشمان مقدس آنسوؤں سے بھر گئیں، فرمایا "وہ دن ایک عظیم دن ہوگا۔ اس روز لوگ محتاج ہوں گے کہ ان کا بوجھ کسی اور پر لاد دیا جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے فرمایا "سر بلند کرو جنتوں کو دیکھو" اس نے سر اٹھایا۔ اس نے عرض کی "مولا! میں چاندی کے شہر دیکھتا ہوں۔ سونے کے محلات دیکھتا ہوں۔ جو موتیوں سے سجے ہوئے ہیں۔ پروردگار یہ کس نبی کے لیے ہیں۔ یہ کس صدیق کے لیے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ان کے لیے ہیں جو مجھے ان کی قیمت ادا کرے گا" اس نے عرض کی "مولا! ان کی قیمت کون ادا کر سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو ان کا مالک بن سکتا ہے" اس نے عرض کی "مولا! کس چیز سے؟ رب تعالیٰ نے فرمایا "اپنے بھائی کو معاف کر کے" اس نے عرض کی "مولا! میں نے اسے معاف کر دیا ہے" رب تعالیٰ نے فرمایا "اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑو اور اسے جنت میں لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا "اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ باہم صلح کراؤ۔ رب تعالیٰ روز حشر مومنین کے مابین صلح کرائے گا۔

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی رات اپنی امت کے لیے رب تعالیٰ سے دعا کی۔

ابن عدی، ابو بکر شافعی نے حمید الطویل سے اور انہوں نے حضرت ابو الورد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھا۔ میری رنگت سرخ تھی آپ نے مجھے فرمایا "تم ابو الورد کیا ہوا" آپ نے اپنے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مزاح کرتے ہوئے فرمایا "اے کانوں والے۔"

قاسم بن ثابت نے الدلائل میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں قباء میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے سامنے پختہ اور نیم پختہ کھجوریں پڑی تھیں۔ میری ایک آنکھ میں تکلیف تھی۔ میں نے کھجور اٹھائی اور اسے کھانے لگا۔ آپ نے فرمایا "تم کھجوریں کھا رہے ہو حالانکہ تمہیں آشوب چشم ہے" میں نے عرض کی "میں صحیح آنکھ سے کھا رہا ہوں" میں آپ سے مزاح کر لیتا تھا۔ آپ مسکرائے حتیٰ کہ دندان مبارک نظر آنے لگے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہلکی سی نیند لی پھر مسکراتے ہوئے سر اقدس اٹھایا۔ آپ سے عرض کی۔۔۔۔۔

ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے زہد میں صالح بن ابی خلیل سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت طیبہ اتری:

اَفَمِنۡ هٰذَا الۡحَدِيۡثِ تَعۡجَبُوۡنَ ۝۵۹ وَتَضۡحَكُوۡنَ وَلَا تَبۡكُوۡنَ ۝۶۰ (النجم)

ترجمہ: کیا تم اس کلام پر تعجب کرتے ہو اور تم ہنستے ہو اور تم روتے نہیں ہو۔

اس کے بعد آپ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ آپ صرف مسکراتے ہی تھے۔ عبد بن حمید کی روایت میں ہے کہ

آپ کو ہنستے یا مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا گیا حتیٰ آپ کا وصال ہوگیا۔

ابو شیخ اور ابن حبان نے حضرت صہیب سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ مسکرائے حتیٰ کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔

ابن ابی شیبہ اور ابو نعیم نے حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے حضور اکرم ﷺ نے مجھے کبھی نہ روکا اور مجھے صرف مسکراتے ہوئے ہی دیکھا۔"

تنبیہات

1. یہ پہلے تذکرہ ہو چکا ہے کہ آپ کے اسمائے گرامی میں سے ایک الضحاک بھی ہے۔ ابن الفارس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تورات میں آپ کا اسم گرامی احمد الضحوک تھا۔ ابن الفارس نے لکھا ہے کہ آپ کو ضحوک اس لیے کہا گیا ہے کہ کیونکہ آپ پاکیزہ نفس اور خوش طبعی فرمانے والے تھے۔ آپ کے پاس اکثر لوگوں کی آمدورفت رہتی تھی۔ سخت دل اہل عرب اور جنگل میں رہنے والے اجڈ دیہاتی آپ کے پاس آتے تھے۔ کسی نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ شوروغل کرنے والے ظلم کرنے والے ہوں بلکہ آپ گفتگو میں نرم اور مسائل کا جواب دینے میں رقیق تھے۔

2. ابن ضحاک نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب آپ کو ہنسی آتی تو آپ اپنے منہ مبارک پر دست اقدس رکھ لیتے" ابن عدی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "جب سرورسروراں ﷺ مسکراتے تو اپنے منہ مبارک پر ہاتھ رکھ لیتے تھے۔ فرماتے "میں نے جبرائیل کو فرماتے سنا کہ جب سے جہنم کی تخلیق کی گئی ہے میں نہیں ہنسا" اس کے بعد میں نے مسکراہٹ کے وقت آپ کے دانت مبارک نہ دیکھے حتیٰ کہ آپ کا وصال ہوگیا۔" حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا "اکثر حضور والا ﷺ اس طرح نہیں مسکراتے تھے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہوں یا انہیں دیکھا جاسکے۔"

3. ابن ضحاک نے لکھا ہے "صحیح روایات سے عیاں ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کئی مقامات پر اس طرح مسکرائے کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے۔ آپ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ صرف تبسم کناں ہوتے تھے ان دونوں صورتوں کو اس طرح جمع کیا جاسکتا ہے کہ یوں کہا جائے کہ آپ اکثر تبسم فرماتے تھے شاید جس راوی نے یہ کہا ہے کہ آپ صرف تبسم بکھیرتے تھے اس نے آپ کو اس حالت پر دیکھا ہو جسے اس نے روایت کیا ہو اور جس نے یہ روایت کیا ہو کہ آپ مسکرائے حتیٰ کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے اس نے کبھی آپ کو جس طرح دیکھا ہو کہ آپ اس طرح مسکرائے ہوں۔ مقامات اور اوقات کے اختلاف کی وجہ سے اس میں اختلاف نہ رہا۔ یا شاید امر کی ابتداء میں آپ

اس طرح مسکراتے ہوں کہ دندان مبارک نظر آنے لگتے ہوں اور یہ کبھی کبھار ہوتا ہو جبکہ امر کے آخر میں آپ صرف تبسم بکھیرتے ہوں۔ بہت سی روایات میں جو اس مر پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جس راوی نے یہ روایت کیا ہو کہ آپ صرف مسکراتے تھے اس نے آپ کو یوں مسکراتا دیکھا ہو کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے ہوں۔ اس نے آپ کی اکثر کیفیت کا تذکرہ کیا ہو۔ قلیل اور نادر پر غلبہ کو بیان کیا ہو۔

اہل لغت کا نواجذ کے بارے اختلاف ہے کہ یہ کیا ہیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہ منہ کی آخری داڑھیں ہیں۔ اس طرح یہ اختلاف رونما ہوتا ہے اور روایات کو اس طرح جمع کرنا ممکن ہے جیسے کہ ہم نے بیان کیا ہے بعض نے ان کو انیاب اور بعض نے ضواحک کہا ہے۔ اس طرح ظاہری طور پر روایات میں کوئی معارضہ نہیں ہے حالانکہ "تبسم" کرنے والے کے یہ دانت نظر آتے ہیں۔ "النہایۃ" میں لکھا ہے کہ النواجذ ضواحک دانتوں میں سے ہوتے ہیں یہ مسکراتے وقت ظاہر ہوتے ہیں۔ اکثر اور مشہور موقف یہ ہے یہ کہ دور کے دانت ہوتے ہیں۔ مراد اول یہ ہے کہ آپ کی ہنسی اس حد تک نہیں پہنچتی تھی کہ مبارک ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔

یہ کیسے ہوسکتا ہے پہلے گزر چکا ہے کہ آپ کا زیادہ ہنسنا تبسم ہوتا تھا اگر ان سے آخری دانت مراد لیے جائیں تو اس سے مراد آپ کے ہنسنے میں مبالغہ کرنا ہے۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ ہنستے وقت آپ کے نواجذ دانت ظاہر ہو جاتے تھے۔ دونوں قولوں میں سے یہی مناسب قول ہے کیونکہ مشہور یہی ہے کہ نواجذ سے مراد آخری دانت ہیں۔

❁❁❁❁

چوبیسواں باب

آپ کی رضا اور ناراضگی کی پہچان

ابوشیخ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسرور ہوتے تو آپ کا روئے تاباں چمک اٹھتا گویا کہ وہ چاند کا ہالہ ہو۔''

انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوتے تو آپ کا چہرۂ انور سرخ ہو جاتا۔''

حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی چیز کو ناپسند فرماتے تو اس کے اثرات چہرۂ انور سے عیاں ہو جاتے۔''

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آپ کو شدید غصہ آتا تو آپ بار بار ریش مبارک کو ہاتھ لگاتے۔

قاسم بن ثابت نے اپنی غریب میں ام المؤمنین ہی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''جب آپ کو شدید غصہ آتا تو آپ بار بار سر اقدس اور مبارک ڈاڑھی کو ہاتھ لگاتے۔ لمبے سانس لیتے۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ پڑھتے۔ اس سے آپ کے غم کی شدت کا اندازہ ہو جاتا تھا۔''

امام بیہقی نے حضرت ہند بن ابی ہالہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:

ابن ضحاک نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''حضور شفیع الامم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم تقدیر کے بارے گفتگو کر رہے تھے۔ آپ ناراض ہو گئے گویا کہ آپ کے چہرہ انور پر انار کے سرخ دانے بکھیر دیے گئے ہوں۔ حتیٰ کہ آپ نے ہماری طرف توجہ کی اور فرمایا ''کیا تمہیں یہ حکم دیا گیا ہے'' یا اس کے ساتھ مجھے تمہارے پاس بھیجا گیا ہے۔ تم سے پہلی اقوام نے جب اس امر میں تنازع کیا تو وہ ہلاک ہو گئیں۔ میں تمہیں کہتا ہوں کہ تم اس طرح پھر نہ کرو گے۔''

ابوشیخ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو آپ مسرور تھے۔ آپ کا چہرہ انور چمک رہا تھا۔''

ابوبکر ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر بن شعیب سے وہ اپنے باپ اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در اقدس پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے ''کیا اللہ تعالیٰ نے اس طرح نہیں فرمایا'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سماعت فرما لیا آپ باہر تشریف لائے گویا کہ آپ کے چہرۂ انور انار کے دانے نچوڑ

سیرت طیبہ کے اگلے ابواب آپ کے کلام مقدس، محو گفتگو ہوتے وقت دست اقدس کو ہلانے سے تعجب کرنے، لکڑی کے ساتھ زمین کریدنے، مبارک انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کرنے، تسبیح بیان کرنے، سر اقدس کو ہلانے، لب کاٹنے اور تعجب کے وقت اپنی ران مبارک پر دست اقدس مارنے کے بارے ہیں

پہلا باب

آپ کا اندازِ کلام

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

۱ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو کرنا

ابوداؤد اور ابن سعد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو ٹھہر ٹھہر کر اور خوش اسلوبی سے ہوتی تھی۔"

امام ترمذی، ابن سعد اور امام مسلم و بخاری نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح لگاتار گفتگو نہیں فرماتے تھے جس طرح تم لگاتار بولتے چلے جاتے ہو بلکہ آپ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے۔ جو آپ کے پاس بیٹھتا ہوتا وہ اس گفتگو کو یاد کر سکتا تھا اگر شمار کرنے والا اسے شمار کرنا چاہتا تو اسے گن سکتا تھا۔"

ابوداؤد نے حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ کی گفتگو ٹھہر ٹھہر کر ہوتی تھی۔ جسے ہر سننے والا یاد کر سکتا تھا۔

خلعی نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے ہی روایت کیا ہے کہ جب آپ گفتگو فرماتے تو تھوڑی سی گفتگو فرماتے تم گفتگو کو بکھیرتے چلے جاتے ہو۔"

۲ ایک بات کو تین بار کہنا تا کہ سمجھنے والا اسے سمجھ لے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بات کو تین بار دھراتے تھے تا کہ اس کی سمجھ اچھی طرح آجائے۔"
ابوداؤد نے اس شخص سے روایت کیا ہے جس نے آپ کی خدمت کی سعادت حاصل کی ہے کہ جب آپ گفتگو فرماتے تو اسے تین بار فرماتے۔"
امام احمد امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سلام کرتے تو تین بار سلام کرتے تھے جب گفتگو کرتے تو تین بار دھراتے تھے۔"
ابوسعید نیشاپوری نے شرف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" جب حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے یا آپ سے کچھ پوچھا جاتا تو اسے تین بار فرماتے تا کہ وہ اچھی طرح سمجھ میں آسکے۔"
ابوبکر الشافعی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گفتگو فرماتے تو تین بار گفتگو فرماتے۔"

۳ دوران گفتگو تبسم ریز ہونا

ابوبکر بن ابی خیثمہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" میں نے آپ کی زیارت کی سعادت حاصل کی۔ آپ محو گفتگو تھے آپ گفتگو میں مسکراتے تھے۔"
امام بخاری اور ابن جوزی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا"" جب آپ گفتگو فرماتے تھے تو گویا کہ نور مبارک دندان مبارک سے نکلتا تھا۔"

۴ گفتگو کے دوران نگاہ پاک آسمان کی طرف اٹھانا

ابوداؤد، قاسم بن اصبغ، بقی بن مخلد نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" جب آپ محو ہوتے تھے تو ہم آپ کے ساتھ ہوتے تھے" دوسرے الفاظ میں ہے" جب آپ تشریف رکھتے گفتگو فرماتے تو اللہ اکبر فرماتے اور نگاہ پاک کو آسمان کی طرف اٹھاتے۔

۵ طویل خاموشی، قلیل کلام

امام ترمذی، ابوشیخ اور امام بیہقی نے حضرت ہند بن ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرورت کے بغیر گفتگو نہیں فرماتے تھے۔ آپ طویل سکوت فرماتے۔ گفتگو کا آغاز اور اختتام گوشہ دھن سے فرماتے تھے۔ جوامع الکلم سے گفتگو فرماتے ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے جس میں نہ فضول گفتگو ہوتی تھی نہ کوتاہ۔"

حارث بن ابی اسامہ اور امام بیہقی نے حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "جب آپ خاموش رہتے تو آپ پروقار ہوتے۔ جب محو گفتگو ہوتے تو آپ پر رونق ہوتی آپ شیریں گفتگو تھے۔"

امام احمد اور ابو بکر الشافعی نے حضرت جابر بن سمرہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ خاموش رہتے تھے۔"

۶ قبیح امور کا تذکرہ اشارہ سے فرماتے

ابن ماجہ اور امام مسلم نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "رفاعۃ القرظی کی زوجہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں انہوں نے عرض کی 'یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! رفاعہ نے مجھے طلاق دے دی ہے۔ بعد میں میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کیا۔ ان کے پاس کپڑے کی جھالر کی طرح ہے" آپ نے فرمایا "شاید تم حضرت رفاعہ کے پاس واپس جانا چاہتی ہو۔ نہیں! حتیٰ کہ تم ان سے اور وہ تم سے وظیفۂ زوجیت کی لذت چکھ لو۔"

۷ آپ کا مرحبا کہنا

امام بخاری نے ادب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے آپ سے اذن طلب کیا آپ نے ان کی آواز پہچان لی فرمایا 'طیب اور مطیب کو خوش آمدید!

اسی کتاب میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضرت خاتون جنت سیدہ نساء العالمین رضی اللہ عنہا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ان کی چال آپ کی چال کے بالکل مشابہ تھی۔ آپ نے انہیں "مرحبا" کہا پھر انہیں اپنے بائیں یا دائیں بٹھالیا۔"

تنبیہات

۱ حضرت ہند رضی اللہ عنہ نے فرمایا "آپ گوشہ دہن سے گفتگو فرماتے تھے کیونکہ آپ کا دہن مبارک چوڑا تھا۔ جو کچھ ان لوگوں کے بارے بیان کیا گیا ہے جو باچھیں پھیلا کر گفتگو کرتے ہیں تو ان سے مراد ایسے شخص ہیں جو گفتگو کرتے وقت باچھیں پھیلاتے ہیں باچھوں کو دائیں اور بائیں لے جاتے ہیں اور گفتگو میں فصاحت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۲ زاد المعاد میں ہے "آپ ساری مخلوق سے زیادہ فصیح تھے۔ سب سے زیادہ شیریں کلام اور میٹھی گفتگو والے تھے۔ آپ کا کلام دلوں کو موہ لیتا تھا ارواح کو بلند کرتا تھا۔ دشمن بھی اس کی گواہی دیتے تھے جب گفتگو فرماتے تو ٹھہر ٹھہر کر آہستہ آہستہ جدا جدا گفتگو فرماتے تھے۔

دوسرا باب

عربی کے علاوہ دیگر زبانوں میں گفتگو

امام بخاری نے ''باب من تکلم بالفارسیہ والرطانہ'' میں ابو شیخ اور ابن حبان نے باب تکلمہ بالفارسیۃ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے اپنا جانور ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو پیسے ہیں۔ آپ اور چند صحابہ کرام آپ کے ہمراہ آجائیں آپ نے بلند آواز سے فرمایا:

یا اهل خندق ابن جابرا قد صنع سورًا فحی هلا بکم۔

انہوں نے حضرت ام خالد بنت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''میں اپنے والد گرامی کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے زرد قمیص پہنی ہوئی تھی آپ نے فرمایا ''سَنَه سَنَه'' دوسرے الفاظ میں یہ سَنَاہ سَنَاہ ہے'' حبشہ کی زبان میں اس کا معنی خوبصورت ہے۔ میں مہر نبوت کے ساتھ کھیلنے لگی۔ مجھے میرے والد گرامی نے ڈانٹا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اسے چھوڑ دو'' پھر آپ نے فرمایا ''اسے پرانا اور بوسیدہ کر دو۔ اسے پرانا اور بوسیدہ کر دو۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے صدقہ کی ایک کھجور لی اور اسے اپنے منہ میں رکھ لیا۔ آپ نے فرمایا ''کخ کخ! اسے پھینک دو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔''

امام احمد، ابن ماجہ اور ابو شیخ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد تشریف لے گئے میرے پیٹ میں درد تھا، آپ نے فرمایا ''ابو ہریرہ! اشکنب درد'' میں نے عرض کی ''ہاں! آپ نے فرمایا ''اٹھو اور نماز پڑھو نماز میں شفا ہے۔''

تنبیہات

1. امام نووی، الطبری، الطیبی، ابن ضحاک رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ سورًا فارسی کا لفظ ہے۔ صحیح روایات سے ظاہر ہے کہ آپ نے فارسی زبان میں گفتگو فرمائی تھی۔ یہ اس کے جواز کی دلیل ہے الطبری نے لکھا ہے ''السُوْر'' سے مراد وہ کھانا ہے جس کی طرف دعوت دی جاتی ہے یا یہ مطلق کھانے کو کہا جاتا ہے۔ یہ فارسی یا حبشی زبان کا لفظ ہے۔ جبکہ یہ ہمزہ کے ساتھ ہو تو اس سے مراد بقیہ پانی ہے اس جگہ پہلا معنی مراد ہے۔ اسماعیلی نے لکھا ہے السور عربی اور فارسی کا لفظ ہے۔ ان سے کہا تھا۔ اس سے مراد بقیہ پانی نہیں'' انہوں نے فرمایا'' اگر یہ فالتو اور بقیہ کے معنی میں نہ ہو تو یہ

فارسی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے جسے دعوت دی جائے۔"

- ۲ الحافظ لکھتے ہیں "امام بخاری نے ان روایات کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے جن میں فارسی میں گفتگو کرنے کی کراہت کا تذکرہ ہے۔ جیسے "اہل آتش فارسی میں گفتگو کریں گے" یا "جس نے فارسی میں گفتگو کی اس کی مروت کم ہو جاتی ہے یا بڑھ جاتی ہے" ان روایات کو حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے۔ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے کہ جو عربی اچھی طرح بول سکتا ہو وہ فارسی میں گفتگو نہ کرے" اس روایت کی سند بہت ہی کمزور ہے۔
- ۳ کرمانی نے اس امر میں تنازع کیا ہے کہ یہ تینوں الفاظ عجمی ہوں کیونکہ پہلا حرف دو لغتوں کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے۔ دوسرے کی اصل "حسنہ" ہو سکتی ہے اس کے اول کو بطور ایجاز حذف کر دیا ہو اور تیسرا لفظ اسماء الاصوات میں سے ہو۔

ابن المیز نے اس کا ایک اور جواب دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اس کی مناسبت کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے انہیں ایسے کلام سے مخاطب فرمایا ہو جسے وہ سمجھ سکتے ہو۔ جن کے ساتھ ایک شخص دوسرے کے ساتھ گفتگو نہ کرتا ہو یہ اسی طرح ہے جیسے عجمی کو ایسے کلام سے مخاطب کیا جائے جسے وہ سمجھ نہ سکے اور اس سے اس شخص ہم کلام نہ ہوا جاتا ہو جس سے انسان ملاقات کرے" الحافظ نے لکھا ہے کہ یہی جواب باقی کی طرف سے بھی دیا جا سکتا ہے اور مزید یہ کہ کلمہ کے اول جز کو حذف کر دینے کا جواز معروف نہیں ہے۔"

- ۴ آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اشکنب درد" الشمنی نے شفاء کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ اشکنب فارسی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا معنی پیٹ ہے اور درد کا معنی ظاہر ہے ابن الملقن نے اس کے ساتھ تعرض ہی نہیں کیا شیخ جلال الدین سیوطی نے بھی ابن ماجہ پر تعلیق میں اس کی صحت کے بارے گفتگو نہیں کی۔ ابن الاثیر نے النہایہ میں اس کا ذکر نہیں کیا۔
- ۵ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ایک اور سند سے بھی مروی ہے جس کا انحصار لیث بن سلیم پر نہیں ہے۔ انہیں آخری عمر میں اختلاط ہو گیا تھا۔

ابن اصبہانی نے لکھا ہے "یہ ان کے لیے فرمان نہ تھا۔ حضرت ابو ہریرہ فارسی نہ تھے۔ حضرت مجاہد فارسی تھے اس صورت میں حضرت ابو ہریرہ نے حضرت مجاہد سے فارسی میں گفتگو کی ہوگی۔ اشکنب جو کہ فارسی کا لفظ ہے اس کا معنی ہے "کیا تمہارے پیٹ میں درد ہے؟ لیکن میں کہتا ہوں کہ ان کی اس بات میں اعتراض کی گنجائش ہے کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ فارسی نہ تھے پھر کہا اس صورت میں فارسی میں گفتگو کرنے والے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہوں گے انہوں نے حضرت مجاہد سے گفتگو کی ہوگی۔ غور کرو یہ تناقض ہے۔

تیسرا باب

وقتِ گفتگو دستِ اقدس کو حرکت دینا، تعجب کرنا، تسبیح بیان کرنا، سر اقدس کو ہلانا، لب لعلین کو کاٹنا، تعجب کے وقت ران مبارک پر ہاتھ مارنا، لکڑی سے کریدنا، دستِ اقدس سے زمین کو چھونا اور مبارک انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈالنا

اس باب کی کئی انواع ہیں۔

۱ گفتگو یا تعجب کرتے وقت دستِ اقدس کو ہلانا

امام ترمذی نے شمائل میں، ابن سعد، امام بیہقی نے حضرت ھند بن ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "جب آپ اشارہ فرماتے تو ساری ہتھیلی سے اشارہ فرماتے تھے۔ تعجب کرتے وقت اسے الٹا کر دیتے تھے گفتگو کرتے وقت انہیں ملا لیتے تھے۔ اپنے دائیں دستِ اقدس کی ہتھیلی کو بائیں انگوٹھے کے پیچھے مارتے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو بائیں ہتھیلی کے اندر مارتے تھے۔"

۲ تعجب کے وقت تسبیح

امام بخاری نے حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے۔ آپ نے فرمایا "سبحان اللہ! کتنے خزانے اترے ہیں۔ کتنے فتنے اترے ہیں حجرات مقدسہ والیوں کو کون جگائے گا حتی کہ وہ نماز پڑھ لیں۔ دنیا میں کتنی ہی لباس پہننے والیاں آخرت میں عریاں ہوں گی۔"

۳ تعجب کے وقت سر اقدس کو حرکت دینا اور لب مبارک کو کاٹنا۔

۴ تعجب کے وقت ران مبارک پر دستِ اقدس مارنا

امام بخاری، امام مسلم، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اور سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے دروازے پر دستک دی۔ فرمایا "کیا تم نماز نہیں پڑھو گے؟ میں نے عرض کی

"یارسول اللہ ﷺ! جب رب تعالیٰ ہمیں اٹھانا چاہے گا وہ ہمیں اٹھا دے گا۔" جب میں نے اتنی عرض کی تو آپ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ جب آپ واپس جا رہے تو آپ اپنی ران مبارک پر مار رہے تھے۔ آپ فرما رہے تھے:

وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿٥٤﴾ (الکہف)

ترجمہ: اور آدمی ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔

۵ لکڑی سے زمین کریدنا

امام بخاری نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "مدینہ طیبہ کے باغ میں ہم آپ کے ساتھ تھے آپ کے دستِ اقدس میں لکڑی تھی جسے آپ پانی پر مار رہے تھے۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا "ہم کسی جنازہ میں آپ کے ساتھ تھے آپ لکڑی سے زمین کریدنے لگے۔ آپ نے فرمایا "تم میں ہر ایک جنت میں یا دوزخ میں اپنے ٹھکانے سے فارغ ہو چکا ہے صحابہ کرام نے عرض کی "پھر ہم توکل کر کے بیٹھ نہ جائیں" آپ نے فرمایا "عمل کرتے جاؤ ہر ایک کے لیے اسے آسان کر دیا گیا ہے جس کے لیے اسے تخلیق کیا گیا ہے۔

۶ دستِ اقدس سے زمین کو مَس کرنا

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا "جس نے میری طرف جھوٹ منسوب کیا وہ اپنے پہلو میں آگ کے بستر کو دیکھ لے۔" حضور اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تو زمین کو اپنے دستِ اقدس سے چھوا۔

۷ سبابہ اور وسطیٰ انگلیوں سے اشارہ

الطبرانی ثقہ راویوں سے حضرت ابن مسعود۔ امام احمد نے صحیح کے راویوں سے اور امام بزار نے حضرت بریدہ سے، امام احمد۔ بزار۔ الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت وھب السوائی سے۔ الطبرانی نے حضرت سہل سے۔ ابن سعد اور الطبرانی نے حضرت انس سے۔ الطبرانی نے جید سند سے حضرت ابو جبیرۃ انصاری سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں۔ جس طرح یہ اور یہ ہے" آپ نے سبابہ اور وسطیٰ کو ملایا۔ ان کے ساتھ اشارہ کیا۔ "قریب تھا کہ یہ مجھ سے سبقت لے جاتی۔"

۸ انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کرنا

امام بخاری نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "مومن دوسرے مومن کے

لیے عمارت کی طرح ہے جس کا بعض حصہ دوسرے بعض حصے کو مضبوط کرتا ہے" آپ نے انگلیوں کو باہم داخل کیا۔

امام مسلم، امام بخاری، امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز عشاء پڑھائی پھر ہمارے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں پھر اس لکڑی کی طرف تشریف لے گئے جو مسجد نبوی میں پڑی تھی۔ اس پر ٹیک لگا لی گویا کہ آپ ناراض ہیں دائیں دستِ اقدس کو بائیں دستِ اقدس پر رکھا۔ اور انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کر دیا۔

امام مسلم کی روایت میں ہے۔ انہوں نے فرمایا "میرے محبوب مکرم ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنسائیں" دوسری روایت میں ہے "آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا "رب تعالیٰ نے ہفتہ کے روز زمین کو، اتوار کے روز پہاڑوں کو، سوموار کے روز درختوں کو، ناپسندیدہ امر کو منگل کو، نور کو بدھ کو چوپایوں کو جمعرات کو اور حضرت آدم کو جمعۃ المبارک کے دن پیدا کیا۔"

امام بخاری نے حماد بن شاکر کی روایت میں، امام بیہقی نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے صحنِ حرم میں آپ کی زیارت کی۔ آپ اپنے دست اقدس کے ساتھ حالتِ احتباء میں جلوہ افروز تھے۔" امام بیہقی نے یہ اضافہ کیا ہے "انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسایا ہوا تھا۔"

ابو داؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تمہاری کیفیت کیا ہوگی۔ زمانہ میں لوگوں کی چھان بین ہوتی ہے۔ ردی قسم کے لوگ باقی رہ گئے ہیں معاہدے اور امانتیں خلط ملط ہو گئے ہیں۔ لوگوں میں باہم اختلاف ہو گیا ہے۔ حالانکہ وہ پہلے اس طرح تھے" آپ نے اپنی مبارک انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسا دیں۔"

بزار نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اس قوم میں تمہاری حالت کیا ہوگی جن کے عہد، قسمیں اور امانتیں خلط ملط ہو گئے ہیں۔ وہ اس طرح تھے" آپ نے اپنی مبارک انگلیوں کو ایک دوسرے میں ملا دیا۔"

الطبرانی نے حضرت سہل بن سعد ساعدی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا "تم کیسے دیکھو گے؟ جب تمہارا ظہور اس زمانہ میں ہو جس میں ردی قسم کے لوگ ہوں۔ جن کی نذریں اور عہد خلط ملط ہو گئے ہوں۔ حالانکہ وہ پہلے اس طرح جڑے ہوئے تھے" آپ نے مبارک انگلیوں کو ایک دوسرے میں ملایا۔ صحابہ کرام نے عرض کی "اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "جسے تم جانتے ہو اسے حاصل کر لو گے جو عجیب لگے اسے چھوڑ دو گے۔ کوئی ایک اپنے نفس کے لیے خاص چیز لے لے گا۔ اور عام امر کو چھوڑ دے گا۔"

الطبرانی نے حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

"تمہاری حالت اس وقت کیا ہو گی جب تم ردی لوگوں میں ہوں گے وہ اختلاف کریں گے۔ حتیٰ کہ وہ اس طرح ہو جائیں گے۔" آپ نے اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کر دیں۔ انہوں نے عرض کی "اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محترم بہتر جانتے ہیں" آپ نے فرمایا "جسے تم جانتے ہو اسے حاصل کر لینا جسے عجیب سمجھو اسے ترک کر دینا۔"

امام شافعی، امام احمد، ابو داؤد اور امام نسائی نے صحیح سند جو امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے اسے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ہم اور بنو عبدالمطلب ایک ہی چیز ہیں" آپ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کر دیا۔

امام بیہقی نے زہد میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تمہاری حالت اس وقت کیا ہو گی جب تم گھٹیا قسم کے لوگوں میں ہو گے۔ آپ نے اپنی انگلیاں ایک دوسری میں ملا دیں۔ میں نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا "صبر کرو، صبر کرو لوگوں کے اخلاق میں ان کی مخالفت کرو۔ لوگوں کے اعمال میں ان کی مخالفت کرو۔"

امام ترمذی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جب کافر بندے کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اسے مرحبا اور خوش آمدید نہیں کہتی۔ وہ اسے "اس طرح دباتی ہے کہ اس کی پسلیاں نکل جاتی ہیں" آپ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کر کے یوں فرمایا۔

امام مسلم اور امام ابو داؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "سراقہ کھڑے ہوئے۔ عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا یہ ہمارے اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی انگلیوں کو ایک دوسری میں داخل کیا اور دو دفعہ فرمایا "عمرہ حج میں داخل ہو گیا۔"

ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "سب سے زیادہ حلیم مومن کون ہے؟ میں نے عرض کی "اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔"

آپ نے فرمایا "جب وہ اختلاف کریں" اپنی انگلیوں کو ایک دوسری میں داخل کیا "وہ ان سے زیادہ پاکباز اور وہ سب سے زیادہ حق کو دیکھنے والا ہے۔ اگرچہ اس کے عمل میں کوتاہی ہو، اگرچہ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہو۔"

تنبیہات

1. امام احمد، امام ابو داؤد، امام ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت کعب بن عجرۃ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی ایک وضو کرے، تو اپنا وضو عمدہ کرے، پھر مسجد کی طرف نکلے۔ وہ اپنی انگلیوں کو دوسری انگلیوں میں داخل نہ کرے تو وہ نماز میں ہوتا ہے" امام احمد نے حضرت کعب بن عجرۃ سے روایت کیا ہے۔ انہوں

نے فرمایا''حضور اکرم ﷺ مسجد میں میرے پاس تشریف لائے میں نے اپنی انگلیوں کو باہم داخل کیا ہوا تھا۔آپ نے مجھے فرمایا''کعب! جب تم مسجد میں ہو تو انگلیوں کو باہم داخل نہ کیا کرو۔جب تک تم نماز کے انتظار میں ہوتے ہو تم نماز میں ہی ہوتے ہو۔''

◆ الحافظ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ کی روایت سے علم ہوتا ہے کہ مطلق انگلیوں کو انگلیوں میں داخل کرنا روا ہے۔ حضرت ابوہریرۃ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مسجد میں جائز ہے جب یہ مسجد میں جائز ہے تو پھر کسی اور جگہ میں اس کا جواز زیادہ ہے انہوں نے اس موضوع پر تفصیل سے لکھا ہے میں نے سفینۃ السلامۃ میں یہ تفصیلات لکھی ہیں۔

◆ ابن المنیر نے لکھا ہے''تحقیق یہ ہے کہ ان روایات میں تعارض نہیں ہے۔کیونکہ بے کاریوں کرنے سے روکا گیا ہے'' اسماعیلی نے س طرح جمع کیا ہے''نہی کا تعلق اس وقت کے ساتھ ہے جب انسان نماز میں ہو یا نماز کے لیے جارہا ہو۔کیونکہ نماز کا انتظار کرنے والا نماز ادا کرنے والے کے حکم میں ہوتا ہے۔''ایک قول یہ ہے کہ اس میں نہی کی حکمت یہ ہے کہ یوں کرنا نماز کا انتظار کرنے والے کے لیے نیند لے کر آئے تھی۔یہ حدیث کے نظام میں سے ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کی صورت اختلاف کی صورت کے مشابہ ہے یہ اس کے لیے مکروہ ہے جو نماز کے حکم میں ہو۔تا کہ وہ نہی میں واقع نہ ہو۔آپ نے نمازیوں سے فرمایا''اختلاف نہ کیا کرو ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے''حافظ مغلطائی نے بخاری شریف کی شرح میں لکھا ہے''بعض لوگوں نے گمان کیا ہے کہ وہ روایات جنہیں امام بخاری نے اس باب میں ذکر کیا ہے وہ نہی کی حدیث کے معارض ہیں۔ابن بطال نے لکھا ہے''نہی کی حدیث صحت میں ان روایات کے برابر ہے۔اکثر علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ نہی کی حدیث نماز کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ امام مالک کا قول ہے۔ان سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا''لوگ مسجد میں تشبیک کو عجیب سمجھتے ہیں لیکن اس میں کوئی حرج نہیں۔یہ نماز میں مکروہ ہے۔ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کی رخصت دی ہے ان کے لخت جگر سالم نے ہی اس کی رخصت دی ہے وہ نماز میں تشبیک کر لیتے تھے''پھر مغلطائی نے لکھا ہے''تحقیق یہ ہے یہ تشبیک سے نہی اور آپ کی تشبیک میں کوئی اختلاف نہیں،کیونکہ نہی اس کے لیے ہے جو نماز میں ہو یا نماز کے لیے جارہا ہو۔آپ کا یہ فعل نماز میں نہیں اور نہ ہی آپ نماز کے لیے جارہے تھے۔ہر روایت اپنے اپنے دائرہ میں ہے۔

❁❁❁❁

چوتھا باب

آپ کی بعض ضرب الامثال

امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے ایک کلی لگائی۔ پہلو کی طرف ایک کلی لگائی پھر دوسرے پہلو کی طرف کلی گاڑھی۔ یہ کلی ذرا دور کر کے لگائی۔ پھر فرمایا "کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی "اللہ و رسولہ اعلم" آپ نے فرمایا "یہ انسان ہے۔ یہ اس کی موت ہے یہ اس کی امیدیں ہیں۔ انسان امیدوں کے پیچھے بھاگتا رہتا ہے اسے رستہ میں ہی موت آجاتی ہے۔

امام احمد نے حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! رب العزت مردوں کو زندہ کیسے کرے گا؟ آپ نے فرمایا "کیا تم اپنی قحط زدہ زمین کے پاس سے گزرے ہو پھر اسی کے پاس سے گزرے ہو تو وہ شاداب ہو" انہوں نے عرض کی "ہاں! آپ نے فرمایا" مرنے کے بعد جی اٹھنا اسی طرح ہے۔"

امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موسم سرما میں کہیں تشریف لے گئے۔ درختوں کے پتے گر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا "ابوذر! میں نے عرض کی "لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" آپ نے فرمایا "جب مسلمان بندہ رضائے الٰہی کے لیے نماز ادا کرتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔"

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رزق کی مثال بیان کی جیسے کہ ایک باغ ہو جس کا ایک دروازہ ہو دروازہ کے ارد گرد کھلا میدان ہو جبکہ دیگر دیوار کے ارد گرد غیر ہموار اور مشکل رستے ہوں۔ جو دروازہ کے رستے سے آئے اسے سب کچھ مل جائے اور وہ سلامت ہی رہے۔ جو دیوار کی طرف سے آئے وہ غیر ہموار رستے اور مشکل راہوں میں پھنس جائے۔ وہ جب اس تک پہنچے تو اس کے لیے وہی رزق ہو جو اللہ تعالیٰ نے اس کے نصیب میں لکھ دیا ہو۔"

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں آپ کی طرف سے ایک ہزار ضرب الامثال سے واقف ہوا ہوں۔"

❁❁❁❁

پانچواں باب

آپ کا بعض صحابہ کرام کو ویحك، ویلك، تربت یداك و ابیك وغیرہ کہنا

امام بخاری نے الادب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو بدنہ ہانک رہا تھا۔ آپ نے فرمایا ''اس پر سوار ہو جا'' اس نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بدنہ ہے'' آپ نے فرمایا ''اس پر سوار ہو جا'' اس نے عرض کی ''یہ بدنہ ہے'' آپ نے تیسری یا چوتھی بار فرمایا ''ویحک! اس پر سوار ہو جا۔''

امام بخاری نے الادب میں حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''یا ھنتاہ! یہ کیا ہے؟''

امام بخاری نے الادب میں حضرت ابو عقرب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روزہ کے بارے پوچھا۔ آپ نے فرمایا ''ہر ماہ ایک روزہ رکھ لیا کرو'' میں نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اضافہ فرمائیں میرے والدین آپ پر فدا!'' آپ نے فرمایا ''ایک ماہ میں دو روزے رکھ لیا کرو'' میں نے عرض کی ''میرے والدین آپ پر فدا! اضافہ کریں۔ میں خود کو قوی پاتا ہوں'' آپ نے فرمایا ''میں خود کو قوی پاتا ہوں'' میں لاجواب ہو گیا۔ میں نے گمان کیا کہ آپ میرا رد فرما دیں گے۔ پھر فرمایا ہر ماہ تین روزے رکھ لیا کرو۔''

امام بخاری نے الادب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''ایک شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''اجر کے اعتبار سے کون سا صدقہ افضل ہے'' آپ نے فرمایا ''امک وابیک'' تمہیں بتایا گیا ہے کہ تم صدقہ کرو جبکہ تم صحیح ہو۔ اپنے مال کے بارے حریص ہو۔ فقر کا اندیشہ ہو۔ دولت میں غور و فکر کرتے ہو۔ انتظار نہ کرو حتیٰ کہ روح حلقوم تک پہنچ جائے تو کہو ''فلاں کے لیے یہ۔ فلاں کے لیے یہ۔ وہ تو اب فلاں کے لیے ہو چکی ہے۔''

❀❀❀❀

ان ابواب میں آپ سے اذن طلب کرنے، سلام، مصافحہ اور بوسہ لینے کے بارے بیان کیا جائے گا

پہلا باب

اذن طلب کرنے کے بارے آداب

اس باب میں کوئی انواع ہیں:

۱ آپ کسی کے دروازے کے سامنے کھڑے نہ ہوتے تھے

امام احمد، ابو داؤد اور امام بخاری نے الادب میں حضرت عبداللہ بن بُسر المازنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی قوم کے دروازے کے پاس آتے تو دیوار کے ساتھ کھڑے ہو جاتے۔ دروازہ کے بالکل سامنے کھڑے نہ ہوتے۔ بلکہ اس کے دائیں یا بائیں کھڑے ہوتے۔ فرماتے "السلام علیکم" اگر اجازت ملتی تو اندر تشریف لے جاتے ورنہ واپس آجاتے کیونکہ اس دور میں پردے لٹکانے کا رواج نہ تھا۔

۲ جسے اذن طلب کرنے کا طریقہ نہ آتا ہو۔ اسے اذن مانگنے کا طریقہ سکھانا اور اذن طلب کرنے والے کا صرف "میں" کہنے کو ناپسند کرنا"

امام احمد، ابو داؤد نے حضرت زید بن جراش رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بنو عامر کا ایک شخص حاضر خدمت ہوا۔ اس نے آپ سے اجازت طلب کی۔ آپ اس وقت حجرہ مقدسہ میں تشریف فرما تھے۔ اس نے کہا "کیا میں اندر گھس سکتا ہوں" آپ

نے اپنے خادم سے فرمایا "اس کے پاس جاؤ اور اس سے اذن طلب کرنے کا طریقہ سکھاؤ" اسے کہو کہ وہ یوں کہے "السلام علیکم" کیا میں اندر داخل ہو سکتا ہوں" اس شخص نے آپ کا یہ فرمان سماعت کر لیا۔ اس نے عرض کیا "السلام علیکم" کیا میں اندر داخل ہو سکتا ہوں" آپ نے اذن دے دیا۔ وہ اندر آ گیا۔"

امام احمد، شیخین، ابوداؤد، امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں اس قرض کے سلسلے میں بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوا جو میرے والد گرامی پر تھا۔ میں نے دروازہ پر دستک دی آپ نے پوچھا "کون؟" میں نے کہا "میں" آپ باہر تشریف لائے آپ نے فرما رہے تھے "میں میں! گویا کہ آپ نے اسے نا پسند فرمایا۔"

امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت کلدہ بن حنبل سے روایت کیا ہے۔ کہ صفوان بن امیہ نے انہیں فتح مکہ کے روز دودھ، کھجور کی گوند اور چھوٹے کھیرے دے کر بھیجا، اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ کے بالائی علاقے میں تشریف فرما تھے۔ میں داخل ہو گیا مگر میں نے اذن طلب نہ کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "واپس جاؤ السلام علیکم کہو اور کہو" کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔"

۳ اذن کے بغیر شگاف میں سے جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دینے کا ارادہ فرمانا

امام بخاری نے الادب میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی حجرہ مقدسہ کے پاس آیا اس کے دروازے کے شگاف میں سے اندر جھانکا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیر لیا یا تیز دھار والی لکڑی لی۔ اعرابی کی طرف آئے تاکہ اس کی آنکھیں پھوڑ دیں۔ وہ بھاگ گیا فرمایا "اگر تو ٹھہرا رہتا تو میں تیری آنکھ پھوڑ دیتا۔"

امام بخاری نے ادب میں حضرت سھل بن سعد سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "ایک شخص نے آپ کے حجرہ مقدسہ کے دروازے کے شگاف میں جھانکا۔ آپ کے دست اقدس میں کنگھی تھی جسے آپ سر اقدس پر پھیرتے تھے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھا تو فرمایا "اگر مجھے علم ہو جاتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو میں تیر کے ذریعے تیری آنکھ پھوڑ دیتا۔ آپ نے فرمایا: "اذن طلب کرنا اہل بصر پر لازم ہے۔"

۴ اذن طلب کرنے کی کیفیت

حضرت قیس بن سعد بن عبادہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے تو فرمایا: "السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ" ! حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ہلکا سا جواب دیا" میں نے کہا "کیا آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذن نہیں دیں گے؟ انہوں نے کہا" تاکہ آپ کا ہم پر کثرت سے سلام ہو" پھر آپ نے فرمایا "جو کچھ ہم پر تھا۔ اسے ہم نے ادا کر دیا ہے۔"

⑤ تین بار اذن طلب کرنے کے باوجود اذن نہ ملنے پر آپ کا واپس ہو جانا

ابن ابی شیبہ، امام احمد نے ام طارق حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی لونڈی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت سعد کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے اذن طلب کیا لیکن حضرت سعد خاموش رہے۔ پھر آپ نے اذن طلب کیا۔ حضرت سعد خاموش رہے۔ پھر اذن طلب کیا اور آپ واپس آنے لگے حضرت ام طارق کہتی ہیں" حضرت سعد نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا عرض کی: "ہمیں کسی چیز نے آپ کو اذن دینے سے نہیں روکا مگر ہم نے ارادہ کیا کہ آپ گفتگو میں اضافہ فرمائیں۔"

⑥ اذن طلب کرنے والے کے جواب میں آپ کا لبیک کہنا

ابو یعلی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص آپ کو تین بار بلایا۔ آپ نے ہر بار اس کے جواب میں لبیک لبیک کہا۔

❀❀❀❀

دوسرا باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب کے بارے

اس باب میں کوئی انواع ہیں۔

۱ بار بار سلام کرنا

امام بخاری اور امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سلام فرماتے تو تین بار سلام فرماتے تاکہ وہ سمجھ میں آجائے۔

۲ بچوں اور خواتین کو سلام کرنا

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بچوں کے پاس سے گزرے۔ انہیں سلام کیا اور فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح کرتے تھے۔"

ابوداؤد نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے بچوں کے پاس تشریف لائے جو کھیل رہے تھے آپ نے انہیں سلام کیا، ان سے ہی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس آئے میں بچوں میں کھیل رہا تھا۔ آپ نے ہمیں سلام کیا۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا۔ مجھے کسی پیغام کے ساتھ بھیجا خود دیوار کے ساتھ بیٹھ گئے حتیٰ کہ میں واپس آ گیا انہوں نے اور ابن ماجہ نے حضرت اسماء بنت یزید سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" ہم خواتین کے پاس سے آپ گزرے تو آپ نے ہمیں سلام کیا۔"

امام ترمذی اور امام بخاری نے الادب میں ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" ایک دن مسجد میں آپ ہمارے پاس سے گزرے۔ ہم خواتین کا گروہ وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے سلام کرنے کے لیے دست اقدس کا اشارہ کیا۔

امام احمد، ابن ابی شیبہ اور ابویعلی نے حضرت جریر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواتین کے پاس سے گزرے اور انہیں سلام کیا۔

امام بخاری نے ادب میں حضرت اسماء بنت یزید الانصاریہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے میں اپنی سہیلیوں کے پاس تھی۔ آپ نے ہمیں سلام کیا۔

۳ جب کسی کی طرف سے آپ کو سلام پہنچایا جاتا تو آپ کیا فرماتے

امام احمد اور امام ابو داؤد نے غالب قطان سے وہ بنو نمیر کے ایک شخص سے وہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا جان سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئے اور عرض کی "میرے والد گرامی آپ کو سلام کرتے ہیں" آپ نے فرمایا "تم پر اور تمہارے باپ پر سلام۔"

۴ یہودیوں کو جواب دینے کی کیفیت

امام بخاری اور امام مسلم نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "یہود کا ایک گروہ بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا "السام علیک" آپ نے فرمایا "علیکم" حضرت ام المومنین نے کہا "السام (پتھر) تم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب تم پر ہو" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "عائشہ! نرمی اختیار کرو۔ فحش سے بچو۔ انہوں نے عرض کی "کیا آپ سن نہیں رہے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا "جو میں نے کہا ہے کہ تم نے اسے نہیں سنا۔ میں نے ان کا جواب دے دیا ہے۔ ان کے بارے میری دعا قبول کر دی گئی ہے لیکن میرے بارے ان کی دعا قبول نہیں ہوئی۔"

امام بخاری نے ادب میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ مسجد میں سے گزرے، وہاں خواتین کا گروہ بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے دائیں دستِ اقدس سے سلام کیا۔"

مسدد نے مرسل روایت کیا ہے کہ ابو برزہ نے فرمایا کہ ایک مشرک شخص نے آپ کی طرف سلام کے ساتھ خط لکھا آپ نے بھی مکتوب گرامی میں سلام کے ساتھ اس کا جواب دیا۔

۵ دستِ اقدس سے سلام کا اشارہ

امام بخاری نے الادب میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ مسجد میں سے گزرے۔ کچھ خواتین وہاں بیٹھی ہوئی تھیں آپ نے اپنے دائیں ہاتھ سے انہیں سلام کیا۔

۶ گناہ کا صدور کرنے والے کو نہ سلام کرنا نہ سلام کا جواب دینا حتیٰ کہ اس کی توبہ واضح ہو جائے

حضرت ابو برزہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مشرک شخص نے آپ کی طرف سلام لکھا۔ آپ نے اسے واپس جواب میں سلام لکھوایا۔ امام بخاری نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اس روایت میں بیان کیا جس میں غزوہ تبوک میں ان کے پیچھے رہ جانے کا تذکرہ ہے۔ انہوں نے کہا "حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو منع کر دیا تھا کہ وہ ہمارے ساتھ کلام کریں۔ میں آپ کی خدمت میں آتا۔ سلام عرض کرتا۔ دل میں کہتا اور کیا سلام کا جواب دینے کے لئے آپ کے لب مبارک نے حرکت کی ہے یا نہیں" حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو ہماری توبہ کے بارے بتا دیا

جب آپ نے نماز صبح ادا کی۔

ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس سے ایسا شخص گذرا۔ جس نے سرخ کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اس نے آپ کو سلام کیا۔ لیکن آپ نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا۔

امام احمد، امام ابوداؤد نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''میں رات کے وقت اپنے اہل خانہ کے پاس آیا۔ میرے ہاتھ پھٹ گئے تھے۔ انہوں نے مجھے زعفران کی خوب خوشبو لگائی۔ صبح میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ آپ کو سلام عرض کیا۔ لیکن آپ نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا۔ نہ ہی مجھے خوش آمدید کہا آپ نے فرمایا ''فرشتے نہ تو کافر کے جنازہ میں شریک ہوتے ہیں۔ نہ ہی زعفران کی خوشبو لتھیڑنے والے کے پاس اور نہ ہی جنبی کے پاس آتے ہیں۔''

امام بخاری نے الادب میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''ایک شخص بحرین سے آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ کو سلام عرض کیا لیکن آپ نے سلام کا جواب نہ دیا۔ اس نے ریشم کا جبہ پہن رکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی۔ وہ شخص غمزدہ ہو کر چلا گیا۔ اس نے اپنی بیوی کو یہ بات بتائی۔ اس نے کہا ''حضور اکرم ﷺ نے تیرا جبہ اور سونے کی انگوٹھی دیکھ لی تھی۔ انہیں اتار پھینکو۔ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ اس نے اسی طرح کیا آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اس نے عرض کی ''میں ابھی ابھی آپ کی خدمت میں آیا تھا۔ مگر آپ نے اعراض فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا ''تمہارے ہاتھ میں آگ کا انگارہ تھا۔''

انہوں نے الادب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم ﷺ ایسی قوم کے پاس سے گزرے جس میں سے ایک شخص نے زعفران لگا رکھا تھا۔ آپ نے ان کی طرف دیکھا۔ انہیں سلام کیا مگر اس شخص سے اعراض فرمایا۔ اس شخص نے عرض کی ''آپ نے مجھ سے اعراض کیا'' آپ نے فرمایا ''تمہاری آنکھوں کے مابین آگ کا انگارہ ہے۔''

۷ سلام پہنچانا

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''میرے پاس حضرت جبرائیل امین آئے۔ انہوں نے کہا ''یارسول اللہ! یہ خدیجہ ہیں وہ آپ کے پاس آئی ہیں۔ ان کے پاس برتن ہے جس میں کھانا ہے اس میں سالن اور مشروب ہے۔ وہ آپ کی خدمت میں آرہی ہیں۔ انہیں اپنے رب تعالیٰ اور میری طرف سے سلام کہنا۔ انہیں جنت میں ایسے محل کی بشارت دیں جو موتیوں کا بنا ہے۔ جس میں نہ شور و غل ہے نہ ہی تھکاوٹ ہے۔''

امام نسائی اور امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''حضرت جبرائیل بارگاہِ

رسالت مآب میں حاضر ہوئے اور کہا "رب تعالیٰ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر سلام بھیجتا ہے" حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کہا "رب تعالیٰ خود سلام ہے۔ حضرت جبرائیل امین پر سلام، رب تعالیٰ کی رحمت اور برکت ہو۔"

۸ جو داخل ہوا اور سلام عرض نہ کیا اسے واپس بھیج دیا

امام بخاری نے الادب میں حضرت کلدہ بن حنبل سے روایت کیا ہے کہ صفوان بن امیہ نے انہیں دودھ، کھجور کی گوند اور کھیرے دے کر بارگاہِ رسالت مآب میں بھیجا۔ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالائی حصہ میں تھے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا مگر آپ کو سلام نہ کیا۔ نہ ہی اذن طلب کیا آپ نے فرمایا، واپس جاؤ یوں کہو السلام علیکم! کیا میں داخل ہو سکتا ہوں۔" یہ حضرت صفوان کے اسلام قبول کر لینے کے بعد کا واقعہ ہے۔

۹ آپ کا تین بار سلام کہنا اور اجازت نہ ملنے پر واپس لوٹ جانا

ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت ام طارق حضرت سعد کی لونڈی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعد کے پاس تشریف لائے آپ نے اذن طلب کیا۔ حضرت سعد خاموش ہو گئے۔ آپ نے دوبارہ اذن طلب فرمایا وہ پھر خاموش رہے۔ آپ نے پھر اذن طلب کیا حضرت سعد نے جواب نہ دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آ گئے حضرت سعد نے مجھے بھیجا کہ ہمیں آپ کو جواب دینے سے صرف اس امر نے روکا ہے کہ ہم نے ارادہ کیا تھا کہ آپ اضافہ کرتے جائیں۔

امام بخاری نے الادب میں حضرت ابوموسیٰ، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عازم سفر ہوئے۔ آپ حضرت سعد بن عبادہ کے پاس تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ ان کے پاس آئے سلام کیا۔ آپ کو اذن نہ ملا آپ نے دوسری اور تیسری بار اجازت مانگی مگر آپ کو اذن نہ ملا آپ نے فرمایا "ہم پر جو تھا ہم نے اسے ادا کر دیا ہے" پھر آپ واپس آ گئے۔ حضرت سعد نے اذن دے دیا۔ انہوں نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے جتنی بار آپ نے سلام ارشاد فرمایا میں سنتا رہا اس کا جواب دیتا رہا لیکن میں نے چاہا کہ آپ مجھ پر اور میرے اہل خانہ پر زیادہ سے زیادہ سلام بھیجتے رہیں۔

۱۰ سونے والوں میں سے جاگنے والے کو سلام کرنے کا انداز

امام بخاری نے الادب میں حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت تشریف لاتے۔ آپ یوں سلام کرتے جو سونے والے کو نہ جگاتا اور بیدار شخص اسے سن لیتا۔"

تیسرا باب

مصافحہ، معانقہ اور بوسہ لینا

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

◆ ۱ آپ کے مصافحہ کے بارے

امام احمد نے ابو اسحاق سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حضرت براء بن عازب سے ملاقات کی انہوں نے مجھے سلام کیا انہوں نے میرا ہاتھ تھاما اور میرے سامنے مسکرائے۔ انہوں نے کہا "کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہارے ساتھ اس طرح کیوں کیا ہے؟ میں نے کہا "میں نہیں جانتا" لیکن میں جانتا ہوں کہ تم نے یہ صرف بھلائی کے لیے کیا ہے۔" انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ساتھ ملاقات کی۔ آپ نے میرے ساتھ اسی طرح کیا جس طرح میں نے تمہارے ساتھ کیا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا۔ میں نے ہی جواب دیا جو جواب تم نے دیا ہے۔ آپ نے فرمایا "جو بھی وہ مسلمان باہم ملتے ہیں۔ ان میں سے ایک دوسرے کو سلام کرتا ہے وہ اس کا ہاتھ تھام لیتا ہے۔ اس کا ہاتھ صرف اللہ تعالیٰ پکڑتا ہے۔ وہ دونوں جدا نہیں ہوتے مگر رب تعالیٰ اس کی بخشش کر دیتا ہے۔"

امام نسائی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی صحابی سے ملاقات کرتے تو اسے مس فرماتے اور اس کے لیے دعا مانگتے۔

امام احمد نے عنزہ کے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوذر سے اس وقت عرض کی جب وہ شام گئے۔ اس نے کہا: "میں چاہتا ہوں کہ میں آپ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک کے بارے سوال کروں۔" حضرت ابوذر نے فرمایا "پھر میں تمہیں بتا دوں گا بشرطیکہ اس میں کوئی راز نہ ہو۔" میں نے کہا "اس میں راز کی کوئی بات نہیں۔ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تم سے ملتے تھے تو تم سے مصافحہ کرتے تھے" انہوں نے کہا "میں نے جب بھی آپ سے ملاقات کی تو آپ نے مجھ سے مصافحہ کیا ایک دن آپ نے میری طرف پیغام بھیجا میں اس وقت گھر میں موجود نہ تھا جب میں آیا تو مجھے آپ کے بارے بتایا گیا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ چار پائی پر تھے آپ نے مجھے اپنے ساتھ چمٹا لیا۔" یہ بہت عمدہ اور بہتر جواب تھا۔

۲ آپ کے دستِ اقدس اور مبارک پاؤں چوم لینا

ابن ماجہ نے صفوان بن عسال سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں کی ایک قوم نے آپ کے ہاتھ اور پاؤں چوم لیے۔

امام احمد، شیخین، ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا۔

امام احمد، شیخین اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" کچھ اعرابی آپ کی خدمت میں آئے۔ انہوں نے پوچھا" کیا تم اپنے بچوں کے بوسے لیتے ہو؟" انہوں نے کہا" ہاں!" اعرابیوں نے کہا" لیکن ہم تو اپنے بچوں کا بوسہ نہیں لیتے" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" اس کی وجہ یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے تم سے رحمت کو چھین لیا ہے۔"

شیخین نے الادب میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو گفتگو میں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے زیادہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت رکھتا ہو۔ جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتیں آپ اٹھ کر ان کا استقبال کرتے۔ انہیں خوش آمدید کہتے اور ان کا سر اقدس چوم لیتے۔ انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ جب آپ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ بھی اٹھ کر آپ کا استقبال کرتیں آپ کا دست اقدس تھام لیتیں۔ خوش آمدید کہتیں۔ ہاتھ مبارک چوم لیتیں۔ اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ وہ آپ کے پاس آپ کے مرض وصال میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے انہیں خوش آمدید کہا اور ان کے سر کا بوسہ لیا۔

امام بخاری نے ادب میں، ابویعلیٰ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" ہم کسی غزوہ میں تھے۔ لوگوں کو پریشانی اٹھانی پڑی۔ ہم نے کہا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے ملاقات کریں گے؟ ہم نے راہ فرار اختیار کیا ہے اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔

وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾ (الانفال)

ترجمہ: اور جو اس دن انہیں پیٹھ دے گا مگر لڑائی کا ہنر کرنے یا اپنی جماعت میں جا ملنے کو۔ تو وہ اللہ کے غضب میں پلٹا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے، اور کیا بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

ہم نے کہا:" ہم مدینہ طیبہ نہیں جائیں گے نہ ہی ہمیں کوئی دیکھے گا۔" ہم نے کہا" کاش ہم مدینہ طیبہ جائیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر کے بعد باہر تشریف لائے۔" ہم نے عرض کی" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم راہِ فرار اختیار کرنے والے ہیں" آپ نے فرمایا" تم حملہ کرنے والے ہو۔ ہم نے عرض کی وہاں! آپ نے فرمایا" میں بھی تمہارا گروہ ہوں۔"

❁❁❁❁

آپ کے بیٹھنے، تکیہ لگانے، قیام کرنے اور چلنے کے انداز

پہلا باب

آپ کے بیٹھنے اور تکیہ لگانے کا انداز

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

① آپ کو جہاں جگہ ملتی وہیں بیٹھ جاتے

ابونعیم نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو محفل میں جہاں جگہ ملتی وہیں بیٹھ جاتے اور اسی کا آپ نے حکم دیا۔

② بیٹھنے کے انداز، احتباء کی حالت میں بیٹھنا

اس میں کئی انواع ہیں:

① قرمضاء حالت میں بیٹھنا

(قرمضاء بیٹھنے کی ایک خاص حالت ہے جس میں انسان اپنے پاؤں پر بیٹھتا ہے۔ اور اپنی رانیں پنڈلیوں سے ملا لیتا ہے)۔ امام بخاری نے ادب میں اور ابو یعلیٰ نے حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''میں نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی آپ قرمضاء کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔

ابونعیم نے حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا'' جب بھی آپ بیٹھتے تھے آپ حالت قرمضاء میں بیٹھتے تھے۔

۲ چارزانو ہو کر بیٹھنا

امام بخاری نے ادب میں حضرت حنظلہ بن خذیم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کو چارزانو بیٹھے ہوئے دیکھا۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر بن صخر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" جب آپ نماز فجر ادا فرما لیتے تو اپنی محفل میں چارزانو ہو کر بیٹھ جاتے حتیٰ کہ سورج اچھی طرح نکل آتا۔

۳ حالت احتباء میں تشریف رکھنا

(احتباء کی حالت یہ ہے کہ انسان اپنے گھٹنے کھڑا کرے اور انہیں اپنے دونوں ہاتھوں سے گھیر لے) امام بخاری نے الادب میں حضرت سلیم بن جابر ہجیمی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" میں آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ اپنی چادر میں حالت احتباء میں تشریف فرما تھے۔ اس کا جھالر آپ کے قدمین شریفین پر تھا۔

امام بخاری نے ادب میں، امام نسائی اور بزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد تشریف لے گئے میں آپ کے ساتھ تھا آپ حالت احتباء میں بیٹھ گئے۔

ابو داؤد اور امام ترمذی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" جب آپ بیٹھتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں سے احتباء فرما لیتے تھے۔" بزار نے اضافہ کیا ہے کہ آپ اپنی دونوں گھٹنوں کو بلند فرما لیتے تھے۔

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" میں نے آپ کو صحنِ حرم میں دیکھا۔ آپ نے اپنے ہاتھوں سے اس طرح احتباء کیا ہوا تھا۔

حسن بن سفیان نے حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھٹنوں پر احتباء فرما لیتے تھے۔ آپ ٹیک نہ لگاتے تھے۔

ابن عدی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" جب آپ اپنی محفل میں تشریف فرما ہوتے تو اپنے ہاتھوں سے احتباء فرما لیتے۔

ابو نعیم نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" جب آپ بیٹھتے تھے تو حالت احتباء میں بیٹھتے۔ آپ اپنے ہاتھوں سے یا کپڑے سے احتباء کر لیتے تھے۔

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے ابو عروبہ محمد بن موسیٰ کے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا میں نے خانہ کعبہ کے سامنے آپ کی زیارت کی آپ اپنے دونوں دستِ اقدس کے ساتھ حالت احتباء میں تشریف فرما تھے۔

۲ محو گفتگو ہوتے وقت نگاہ پاک کو آسمان کی طرف اٹھانا

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ "جب آپ بیٹھ کر گفتگو فرماتے تو اکثر نگاہ ناز کو آسمان کی طرف اٹھاتے۔"

۳ تکیہ لگانا

ابن سعد نے حضرت زر بن حبیش سے روایت کیا ہے کہ مراد میں سے ایک شخص آیا جسے صفوان بن عسال کہا جاتا تھا۔ وہ بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ آپ اپنی سرخ چادر کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے تھے۔

دارمی، ترمذی، ابوعوانہ، ابن حبان، ابن سعد اور ابن عدی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ بائیں طرف تکیہ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔

ابوشیخ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا "میں نے دیکھا کہ آپ اپنے تکیے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے جس پر تصاویر تھیں۔"

۴ چادر کے ساتھ ٹیک لگا لینا

ابن ابی شیبہ نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ خانہ کعبہ میں چادر کی ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔

۵ کنویں کی منڈیر پر پاؤں لٹکا کر اور پنڈلیاں ننگی کر کے بیٹھنا

امام بخاری نے الادب میں حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "ایک روز سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے۔ آپ قضائے حاجت کے لیے باغ میں تشریف لے گئے۔ میں آپ کے پیچھے پیچھے تھا۔ جب آپ باغ کے اندر چلے گئے تو اس کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے کہا "میں آج حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دربان بنوں گا۔ آپ نے قضائے حاجت فرمائی اور کنویں کی منڈیر پر جلوہ فرما ہو گئے اپنی مبارک پنڈلیوں سے کپڑا اٹھالیا اور انہیں کنویں میں لٹکا دیا۔ الطبرانی نے الاوسط میں ثقہ راویوں سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الاعواف کے مقام پر تشریف فرما ہوئے۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے کنویں میں اپنی ٹانگیں لٹکا دیں۔ مبارک پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اذن طلب کیا۔ آپ نے فرمایا "بلال! انہیں اجازت دو۔ اور انہیں جنت کی بشارت دو" وہ اندر آ گئے آپ کے دائیں طرف بیٹھ گئے۔ پاؤں کنویں میں لٹکا دیے اور پنڈلیوں کا کپڑا اٹھا دیا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا "بلال! انہیں اجازت دو اور جنت

کی بشارت دو' وہ اندر آئے وہ آپ کے بائیں طرف بیٹھ گئے اور پاؤں کنوئیں میں لٹکا دیے پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا دیا پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے آپ نے فرمایا' انہیں اجازت دو۔ انہیں جنت کی بشارت دو۔ مگر انہیں کچھ مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اندر آئے۔ آپ نے ان کے لیے جگہ بنائی۔ انہوں نے بھی اپنی ٹانگیں کنوئیں میں لٹکا لیں اور پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا دیا۔"

۶ صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھنے کے انداز

ابن ابی شیبہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا" آپ نے اپنے کسی بھی ہم نشین کے سامنے گھٹنے نہ کھڑے کیے تھے اور نہ ہی کسی کا ہاتھ چھوڑنے میں جلدی فرماتے حتیٰ کہ وہ خود ہی ہاتھ چھوڑ دیتا۔ اگر کوئی آپ کی محفل میں حاضر ہوتا تو اس کے اٹھنے سے قبل آپ اٹھ کر تشریف نہ لے جاتے تھے۔ میں نے کبھی ایسی چیز نہ دیکھی تھی جو آپ کی خوشبو سے زیادہ خوشگوار ہو۔"

۷ صحابہ کرام میں آپ کہاں بیٹھتے تھے

ابن ضحاک حضرت کعب بن زھیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے درمیان میں جلوہ افروز ہوتے تھے۔ صحابہ کرام حلقہ در حلقہ آپ کے ارد گرد حاضر ہوتے تھے۔ آپ ان کے وسط میں جلوہ نما ہوتے تھے۔ آپ ایک طرف، پھر دوسروں کی طرف پھر اور طرف رخ انور فرما کر ان کے ساتھ گفتگو فرماتے تھے۔

امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے ان دونوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے درمیان بیٹھتے تھے۔ اہل عرب آتے تھے وہ نہ جانتے تھے کہ آپ کہاں ہیں؟ حتیٰ کہ انہیں آپ کے بارے پوچھنا پڑتا۔ ہم نے آپ سے عرض کی کہ ہم آپ کے لیے چبوترہ بنا دیں تا کہ آپ کو دیکھ کر عرب پہچان لیں۔ ہم نے آپ کے لیے مٹی کا چبوترہ بنا دیا آپ اس پر تشریف فرما ہوتے تھے ہم صفیں بنا کر نیچے حاضر خدمت ہوتے تھے۔ ابن ضحاک نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا بقیع الغرقد میں ہم نے ایک جنازہ میں شرکت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ آپ بیٹھ گئے ہم آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔

۸ لیٹنے کے بارے

امام احمد نے حضرت عباد بن تمیم سے اور انہوں نے اپنے چچا سے روایت کیا ہے انہوں نے آپ کو دیکھا آپ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ ایک ٹانگ مبارک کو دوسری ٹانگ مبارک پر رکھا ہوا تھا۔

۹ آپ اپنی محفل میں کیا کہتے تھے

امام ترمذی اور ابن السنی اور امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی کسی محفل سے اٹھتے تو اپنے صحابہ کرام کے لیے ان کلمات سے دعا مانگتے:

اللهم اقسم لنا من خشيتك ما يحول بيننا و بين معاصيك و من طاعتك ما تبلّغنا به جنتك و من اليقين ما يهوم عينا مصيبات الدنيا و متعنا باسماعنا و ابصارنا و قوتنا ما احييتنا و اجعله الوارث منا۔ و اجعل ثارنا على من ظلمنا وا انصرنا على من عادانا و لا تجعل مصيبتنا فى ديننا ولا تجعل الدنيا اكبر همنا و لا مبلغ علمنا و لا تسلط علينا من لا يرحمنا۔

تنبیہ

علامہ قوسانی نے لکھا ہے کہ علمائے کرام نے اس حدیث پاک کو مشکل گمان کیا ہے کہ آپ کی سماعت اور بصارت آپ کے بعد دیگر اعضاء کو چھوڑ کر آپ کی وارث کیسے بنے گی؟ علماء نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ حضرات ابوبکر وعمر فاروق رضی اللہ عنہما کے لیے دعا کرنے کا ارادہ کرتے تھے کیونکہ دین میں ان کا مقام وہی تھا جو سر میں سے آنکھوں اور کانوں کا مقام ہوتا ہے گویا کہ آپ نے یہ دعا مانگی کہ آپ اپنی حیات طیبہ میں ان کے ساتھ لطف اندوز ہوں اور آپ کے وصال کے بعد وہ نبوت کی خلافت کے وارث بنیں علمائے کرام نے اس کے علاوہ اس حدیث پاک کی اور کوئی تاویل اور وجہ نہیں لکھی۔

❁❁❁❁

دوسرا باب

آپ کے قیام کے بارے

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

❶ جب آپ کھڑے ہوتے اور آپ کا ارادہ ہوتا کہ آپ واپس آجائیں گے

ابویعلیٰ نے ضعیف سند سے، ابوداؤد اور الطبرانی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے تو ہم آپ کے اردگرد بیٹھ جاتے تھے۔ جب آپ واپس آنے کا ارادہ رکھتے تو آپ نعلین پاک وہیں چھوڑ جاتے یا اپنی چیز وہیں چھوڑ جاتے۔ اس سے صحابہ کرام کو علم ہو جاتا وہ وہیں ٹھہر جاتے۔ ایک دفعہ آپ اٹھے۔ اپنے نعلین پاک وہیں چھوڑ گئے۔ میں نے پانی کا لوٹا لیا اور آپ کے پیچھے ہو گیا۔ آپ واپس آگئے آپ نے قضائے حاجت نہ فرمائی۔ میں نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ قضائے حاجت کے لیے تشریف نہیں لائے تھے؟ آپ نے فرمایا "ہاں! لیکن ایک آنے والے نے رب تعالیٰ سے یہ آیت طیبہ میرے پاس لائی ہے:

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ (النساء)

ترجمہ: اور جو شخص کر بیٹھے برا کام یا ظلم کرے اپنے آپ پر۔ پھر مغفرت مانگے اللہ تعالیٰ سے تو پائے گا اللہ تعالیٰ کو بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا۔

اسی سے قبل پھر یہ آیت طیبہ بڑی شاق گزری تھی۔

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ

ترجمہ: جو عمل کرے گا برے اسے سزا ملے گی اس کی۔

میں نے ارادہ کیا کہ اپنے صحابہ کرام کو یہ بشارت دوں میں نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگرچہ اس نے چوری کی ہو۔ اگرچہ اس نے بدکاری کی ہو پھر وہ مغفرت طلب کرے، رب تعالیٰ اسے بخش دے گا۔" آپ نے فرمایا "ہاں!" میں نے عرض کی "اگر اس نے بدکاری اور چوری کی ہو پھر وہ مغفرت طلب کرے تو رب تعالیٰ اسے معاف کر دے گا" آپ نے فرمایا "ہاں! جب میں نے تیسری بار عرض کی تو فرمایا "ہاں! عویمر کی ناک کو خاک آلود کر کے۔"

۲ مجلس سے اٹھتے وقت آپ کیا فرماتے تھے

عبد الرزاق نے الجامع میں ابو عثمان فقیر سے، ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد، امام نسائی، امام حاکم اور ابن مردویہ نے ابو برزہ اسلمی سے، ابن ابی شیبہ نے ایک صحابہ سے، الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت رافع بن خدیجہ سے، ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو عالیہ سے روایت کیا ہے ابو عثمان اور ابو عالیہ نے کہا "حضرت جبرائیل نے آپ کو بتایا کہ جب آپ کسی مجلس سے اٹھیں تو یہ کلمات پڑھ لیں، حضرت ابو برزہ نے فرمایا" جب آپ کسی محفل سے اٹھنے لگتے تھے تو یہ کلمات پڑھ لیتے تھے "سبحانك اللهم و بحمدك اشهد ان لااله الاانت استغفرك و اتوب اليك" حضرت ابو برزہ نے فرمایا" ایک شخص نے عرض کی" یارسول اللہ ﷺ اب آپ ایسے کلمات پڑھتے ہیں جنہیں پہلے نہیں پڑھتے تھے کیا یہ مجلس میں سرزد ہونے والی لغزشوں کا کفارہ ہے؟ آپ نے فرمایا" یہ کلمات مجھے حضرت جبرائیل امین نے بتائے ہیں یہ مجلس میں سرزد ہونے والی خطاؤں کا کفارہ ہیں۔"

محمد بن یحییٰ نے ثقہ راویوں سے، ابن ابی الدنیا اور امام نسائی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" جب آپ کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے یا نماز پڑھتے تو آپ کچھ کلمات پڑھ لیتے۔ میں نے آپ سے ان کلمات کے بارے پوچھا تو آپ نے فرمایا" اگر تم نے بھلائی کی بات کی ہوگی تو یہ روز حشر تک ان پر مہر ہوں گے۔ اگر بری بات کی ہوگی تو یہ ان کا کفارہ بن جائیں گے" وہ کلمات یہ ہیں "سبحانك اللهم و بحمدك لااله الاانت استغفرك و اتوب اليك۔"

امام نسائی نے یہ اضافہ کیا ہے" جس نے کسی محفل سے اٹھتے وقت یہ کلمات پڑھ لیے تو اس مجلس میں اس سے سرزد ہونے والی ساری خطائیں معاف کر دی جائیں گی۔"

❁❁❁❁

تیسرا باب

رفتار مبارک

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

❶ چال مبارک کی ھیئت

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ”میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو آپ سے زیادہ تیز رفتاری سے چلتا ہو۔ گویا کہ زمین آپ کے نیچے سمٹ رہی ہوتی جب ہم آپ کے ساتھ چلتے تو ہم پوری کوشش کر رہے ہوتے جبکہ آپ کو کوئی پرواہ نہ ہوتی تھی۔“

ابن ابی شیبہ نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ”میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا۔ ہم کسی جنازہ میں شریک تھے۔ جب میں چلتا تو آپ مجھ سے آگے نکل جاتے میں دوڑ کر آپ کے آگے نکل جاتا“ ایک شخص نے میری طرف توجہ کی میں نے اسے بتایا ”زمین آپ کے لیے اور حضرت خلیل علیہ السلام کے لیے سمیٹ دی جاتی تھی۔“

ابو داؤد نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ جب آپ چلتے تھے تو آپ عصا مبارک کی ٹیک لگا کر چلتے تھے۔

ابن ضحاک، ابن سعد ابوالحکم سیار بن ابی سیار سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ”جب آپ چلتے تھے تو پوری قوت سے چلتے تھے آپ کسی سست اور کاہل کی طرح نہیں چلتے تھے۔“

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ”جب آپ چلتے تو پوری طاقت سے چلتے تھے جس میں سستی کا نام تک نہ ہوتا تھا۔“

ابن سعد نے حضرت مرثد بن ابی مرثد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ”جب آپ چلتے تو تیزی سے چلتے تھے حتیٰ کہ آدمی بھاگ کر بھی آپ کو نہ پا سکتا تھا۔“

ابن سعد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ”جب آپ چلتے تھے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا کہ آپ بلندی سے نشیبی علاقے کی طرف جا رہے ہیں۔ جب آپ چلتے تو قدم جما کر چلتے تھے پوری ثابت قدمی کے ساتھ چلتے۔“

امام بخاری نے ادب میں اور ابن سعد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ”جب آپ چلتے تھے تو یوں معلوم ہوتا کہ آپ بلندی سے اتر رہے ہیں۔ جب آپ چلتے تو پوری ثابت قدمی کے ساتھ چلتے۔“

ابن سعد نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ”حضور اکرم ﷺ جب چلتے تھے تو آگے زور دے کر چلتے تھے جیسے کہ آپ بلندی سے نیچے اتر رہے ہوں۔“

ان سے ہی روایت ہے کہ جب آپ چلتے تھے تو خوب قدم جما کر چلتے تھے گویا کہ آپ بلندی سے نیچے اتر رہے ہوں

ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ چلتے تھے تو پاؤں جما کر چلتے تھے۔ انہوں نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ چلتے تھے تو خوب پاؤں جما کر چلتے تھے۔ انہوں نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ چلتے تو خوب پاؤں جما کر چلتے گویا کہ آپ بلندی سے نیچے آ رہے ہوں۔“

امام بیہقی نے حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ”جب آپ چلتے تو پورے قدم جما کر چلتے گویا کہ آپ بلندی سے اتر رہے ہوں۔ آپ نرمی سے مگر تیز رفتاری سے چلتے تھے گویا کہ بلندی سے نیچے اتر رہے ہوں۔ یا گویا کہ نشیبی علاقہ میں اتر رہے ہوں۔ جب توجہ فرماتے تو پوری طرح توجہ فرماتے صحابہ کرام کو آگے آگے چلاتے۔ جلدی فرماتے اور جو بھی آپ سے ملتا آپ اسے سلام فرماتے۔“

ابن ضحاک نے الشمائل میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب چلتے تھے تو پورے قدم جما کر چلتے تھے گویا کہ آپ بلندی میں چل رہے ہوں۔“

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ”جب سرور عالم ﷺ چلتے تھے تو پوری قوت سے چلتے تھے۔ جس میں سستی نہ ہوتی تھی۔“

انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ”جب آپ چلتے تو لوگ آپ کے پیچھے بھاگ رہے ہوتے۔“

امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ”میں نے آپ کے ساتھ نماز مغرب پڑھی۔ واپس آیا جو واپس آ گیا۔ ٹھہرا رہا جو وہاں ٹھہرا رہا۔ حضور اکرم ﷺ تیزی سے تشریف لائے آپ کا سانس پھولا ہوا تھا۔ آپ نے مبارک گھٹنوں سے کپڑا اٹھا رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا ”خوش ہو جاؤ۔ یہ تمہارا رب تعالیٰ ہے۔ جس نے آسمان کا ایک دروازہ کھولا ہے۔ وہ ملائکہ کے سامنے تمہارے بارے فخر کر رہا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے ”میرے بندو کو دیکھو انہوں نے ایک فریضہ ادا کر دیا ہے۔ وہ دوسرے کا انتظار کر رہے ہیں۔“

۲ پوری طرح توجہ فرماہوتے

ابن سعد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ”حضور اکرم ﷺ چلتے وقت توجہ فرمانہ ہوتے تھے۔ بعض اوقات آپ کی مبارک چادر درخت یا اور کسی چیز کے ساتھ اٹک جاتی۔ مگر آپ توجہ نہ فرماتے تھے۔ صحابہ کرا

مسکراتے تھے۔ وہ آپ کی التفات سے امن میں تھے۔"

امام بخاری نے الادب میں اور ابن سعد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ توجہ فرماتے تو پوری طرح توجہ فرماتے۔

ابن سعد نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ پوری طرح چہرہ انور کرتے اور پوری طرح کمر مبارک کرتے تھے۔"

انہوں نے حضرت ھند بن ھالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ جب التفات فرماتے تو پوری طرح التفات فرماتے۔ جب کمر انور کرتے تو پوری طرح کمر کرتے۔"

ابوبکر بن ابی خیثمہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "جب آپ توجہ فرما ہوتے تو پوری طرح توجہ فرما ہوتے۔ جب کمر انور کرتے تو پوری طرح کمر انور کر لیتے۔"

ابن ضحاک نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنی چشمان مقدس کے پچھلے حصہ سے ملاحظہ فرماتے تھے اور انہیں دائیں بائیں نہ کرتے تھے۔

ابن سعد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "آپ پوری طرح رخ انور کرتے تھے اور پوری طرح کمر کرتے تھے" انہوں نے حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ توجہ فرماتے تو پوری طرح توجہ فرماتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب آپ توجہ فرما ہوتے تھے تو پوری طرح توجہ فرما ہوتے۔

۳ ننگے پاؤں اور نعلین پہن کر چلنا

بزار نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ نعلین پاک پہن کر اور ننگے پاؤں چلتے تھے۔"

۴ کسی معاملہ کے لیے الٹے پاؤں چلنا

انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ سے اور امام ترمذی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں ایک روز باہر آئی حضور اکرم ﷺ اپنے حجرہ مقدسہ میں نماز ادا کر رہے تھے۔ حجرہ مقدسہ کا دروازہ بند تھا۔ میں نے دستک دی۔ آپ نے آگے بڑھ کر میرے لیے دروازہ کھولا۔ پھر الٹے پاؤں چلتے ہوئے نماز کی طرف آ گئے اور اپنی نماز مکمل کر لی۔"

۵ بعض صحابہ کرام کا ہاتھ پکڑ کر چلنا اور بعض کے ساتھ ٹیک لگا کر چلنا

امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "میں کسی دن ضروری کام کے لیے نکلا اچانک میں نے آپ کی زیارت کرلی۔آپ میرے آگے آگے چل رہے تھے۔آپ نے میرا ہاتھ تھام لیا ہم مل کر چلنے لگے۔انہوں نے حضرت ابو امامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ تھاما اور فرمایا "ابو امامۃ! بعض اہل ایمان کے لیے میرا دل نرم ہو جاتا ہے۔"

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھا تو مجھے اپنے دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا۔میں آپ کی خدمت میں آیا۔آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا ہم مل کر چلنے لگے۔"

امام احمد، امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی۔میں حالت جنابت میں تھا۔آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا میں آپ کے ساتھ چلتا رہا حتیٰ کہ آپ نے کافی فاصلہ طے کیا۔

امام احمد اور امام الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت بشیر بن خصاصیہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "میں آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے ساتھ چل رہا تھا۔آپ نے فرمایا "ابن خصاصیہ! تم نے صبح اس حالت پر کی کہ رب تعالیٰ سے کسی امر کی وجہ سے ناراض نہیں ہوئے۔اور وقت صبح اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر چل رہے ہو۔"

میں نے عرض کی "میں نے اس حالت پر صبح کی کہ میں رب تعالیٰ سے کسی چیز کے بارے بھی ناراض نہیں ہوا۔رب تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کی بھلائی عطا کر دی ہے۔"

الطبرانی نے جید سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے۔آپ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔آپ نے فرمایا "ابو ذر! کیا تم جانتے ہو کہ ہمارے سامنے ایک مشکل گھاٹی ہے۔اس پر وہی چڑھیں گے جن کا بوجھ ہلکا ہوگا۔"

۶ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پیچھے چلنا

ابن ابی شیبہ، امام احمد، اور حارث بن ابی اسامۃ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "آپ کے صحابہ کرام آپ کے آگے آگے چلتے تھے اور آپ کے پیچھے ملائکہ کے لیے جگہ چھوڑ دیتے تھے۔"

ان سے ہی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میرے آگے چلا کرو اور میرے پیچھے ملائکہ کے لیے جگہ چھوڑ دیا کرو۔

۷ تیز رفتاری سے چلنا

امام احمد اور ابو یعلی نے ضعیف سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک جھکی ہوئی دیوار دیکھی۔ آپ وہاں سے تیزی سے چلے۔ آپ سے عرض کی گئی تو فرمایا "میں اچانک موت کو ناپسند کرتا ہوں"۔

امام بخاری نے الادب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ تیزی سے تشریف لائے۔ ہم بیٹھے ہوئے تھے آپ کی تیزی کی وجہ سے ہم گھبرا گئے۔ جب آپ ہم تک پہنچے تو آپ نے ہمیں سلام کیا پھر فرمایا "میں تمہارے پاس اس لیے تیزی سے آیا ہوں تاکہ تمہیں لیلۃ القدر کے بارے بتاؤں لیکن میں اس وجہ سے بھول گیا ہوں جو میرے اور تمہارے مابین ہے اسے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو"۔

تنبیہات

❶ زاد المعاد میں ہے کہ آپ ننگے پاؤں اور نعلین پاک پہن کر دونوں طرح چلتے تھے میں کہتا ہوں آپ اکثر نعلین پاک پہن کر چلتے تھے۔ آپ کبھی کبھار ننگے پاؤں بھی چلتے تھے۔ امام غزالی نے "احیاء علوم الدین" میں لکھا ہے۔ حافظ العراقی نے بھی اس روایت سے استدلال کیا ہے جسے امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جس میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کا تذکرہ ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ اٹھے ہم بھی آپ کے ہمراہ اٹھے۔ ہماری تعداد دس سے زائد تھی۔ ہم نے نہ تو جوتے نہ ہی خفین، نہ ٹوپیاں اور نہ ہی قمیصیں پہن رکھی تھیں۔ ہم شوریدہ زمین میں چلے" آپ ایک صحابی کے ساتھ یا بہت سے صحابہ کرام کے ساتھ چلتے تھے وہ آپ کے آگے آگے چلتے تھے۔ آپ ان کے پیچھے ہوتے تھے۔ آپ فرماتے تھے "میرے پیچھے ملائکہ کے لیے جگہ چھوڑ دو۔ ایک دفعہ کسی غزوہ میں آپ چل رہے تھے۔ آپ کی مبارک انگلی کو پتھر لگا اس سے خون نکلنے لگا۔ آپ نے فرمایا" تو ایک انگلی ہی ہے جو خون آلود ہوئی ہے۔ راہِ خدا میں یہ تکلیف تو کچھ بھی نہیں ہے۔" سفر میں آپ سارے صحابہ کرام کے پیچھے ہوتے تھے۔ آپ کمزور کی مدد فرماتے یا اس کے لیے دعا فرماتے پیچھے رہ جانے والوں کو سوار کر لیتے۔ بعض اوقات انہیں اپنے پیچھے سوار کر لیتے۔

❷ سابقہ احادیث اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ کی چال مبارک کمزوری یا اہانت کی چال نہیں ہوتی تھی۔

❸ اس فرمان "کہ آپ پوری طرح توجہ کرتے تھے" سے مراد یہ ہے کہ آپ نظر چرا کر نہیں دیکھتے تھے۔ یا آپ چیز کو دیکھ کر گردن کو دائیں یا بائیں نہیں مروڑتے تھے بے عقل اور نا سمجھ ایسا کرتا ہے۔ النہایۃ میں ہے کہ اس میں طبی حکمت بھی ہے کیونکہ بعض جسم کے ساتھ توجہ کرنا بعض اوقات قوت کا سبب ہوتا ہے۔

کھانے پینے کے آداب اور پسندیدہ غذاؤں کا تذکرہ

پہلا باب

جامع آداب

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

❶ آپ کی خدمت میں اگر کوئی ہدیہ پیش کرتا تو پہلے اسے کھانے کا حکم دیتے

بزار اور الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تک ہدیہ تناول نہ فرماتے تھے حتیٰ کہ لانے والے کو حکم فرماتے کہ وہ اس میں سے کچھ کھالے۔ اس کی وجہ سے وہ زہر آلود بکری ہے جو خیبر میں آپ کو پیش کی گئی تھی۔

بقی بن مخلد، حمیدی، حارث بن ابی اسامۃ نے ابن الحوتکیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا۔ اور آپ سے روزہ کے بارے سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا "ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ القامۃ کے مقام پر تھے۔ ایک اعرابی نے آپ کو خرگوش پیش کیا۔ سارے موجود صحابہ کرام نے کہا "ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا "وہ واقعہ بیان کرو" انہوں نے فرمایا "اسی اثناء میں کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ القامۃ کے مقام پر تھے کہ ایک اعرابی نے آپ کو خرگوش پیش کیا۔ اس نے اسے عمدہ طریقے سے بھونا تھا۔ اس نے اسے بارگاہ رسالت مآب میں بطور ہدیہ پیش کر دیا۔ آپ نے اسے فرمایا "اس میں کچھ کھاؤ" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدیہ میں سے اس وقت تک کچھ بھی نہ کھاتے تھے حتیٰ کہ ہدیہ لانے والا اس میں کچھ کھالیتا۔ یہ اس زہر آلود بکری کے بعد تھا جو خیبر میں آپ کو پیش کی گئی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا "کھاؤ" اس نے کہا "میں روزہ سے ہوں"۔

۲ تناول فرماتے وقت بیٹھنے کا انداز

امام بخاری، امام احمد، ابو داؤد، امام ترمذی، ابن ماجہ اور ابن سعد نے حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا جو آپ کے پاس آیا تھا۔ "میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔"

امام مسلم، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" آپ کو بکری بطور ہدیہ پیش کی گئی۔ آپ اپنے گھٹنوں پر بیٹھ گئے اور اسے تناول فرمایا۔ ایک اعرابی نے عرض کی" یہ بیٹھنے کا کیسا انداز ہے؟ آپ نے فرمایا" رب تعالیٰ نے مجھے عبد کریم بنایا ہے اس نے مجھے جابر اور سرکش نہیں بنایا۔"

امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرشتوں میں سے ایک فرشتہ نازل کیا۔ اس کے ہمراہ حضرت جبرائیل امین تھے۔ اس فرشتے نے کہا" اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ آپ عبد نبی یا بادشاہ نبی بن جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل امین کی طرف دیکھا گویا کہ مشورہ طلب کر رہے ہوں۔ حضرت جبرائیل نے عاجزی کا اشارہ کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" نہیں! بلکہ میں عبد نبی بنوں گا" اس کے بعد آپ نے کبھی بھی ٹیک لگا کر نہ کھایا۔

امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: بارگاہ رسالت مآب میں کھانا پیش کیا گیا۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی" یا رسول اللہ! کاش! آپ ٹیک لگا کر کھالیں۔ اس میں آپ کے لیے آسانی ہے۔ آپ نے اپنی جبین اطہر زمین کی طرف کی جھکائی حتیٰ کہ وہ قریب تھا کہ وہ زمین کو چھو لیتی۔ آپ نے فرمایا: "میں اسی طرح کھاؤں گا جیسے عبد کھاتا ہے اور اسی طرح بیٹھوں گا جیسے عبد بیٹھتا ہے۔ میں عبد ہوں" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح تشریف رکھتے تھے گویا کہ آپ اٹھنے کے لیے تیار ہوں۔

سعید بن منصور نے مرسل اور ابن سعد نے حضرت عطا بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ آپ مکہ مکرمہ کے بالائی حصے میں تھے آپ ٹیک لگا کر کھا رہے ہے اس نے عرض کی" محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا بادشاہوں کی طرح کھانا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ گئے۔

ابو داؤد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ٹیک لگا کر کھاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔"

۳ کچھ مدت کے لیے ٹیک لگا کر کچھ تناول فرمانا پھر اسے ترک کر دینا

ابن ضحاک نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی آپ اس وقت طبق میں سے خشک گوشت ٹیک لگا کر کھا رہے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشکیزہ کی طرف تشریف لے گئے اور پانی

نوش فرمایا۔

حارث بن ابی اسامۃ نے حضرت عبداللہ بن سعد سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا "میں آپ کا راز دان تھا۔ میں نے آپ کی زیارت کی۔ آپ ٹیک لگا کر کھا رہے تھے۔

امام الطبرانی نے بقیہ کی سند (یہ غیر ثقہ مدلس ہے) عمر شامی نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے کہ حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر فتح فرمایا تو آپ کے لیے دستر خوان بچھا دیا گیا۔ آپ کے سر اقدس پر دھوپ آگئی تو آپ پر سایہ بان بنا دیا گیا۔"

ابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب آپ پہلا لقمہ تناول فرماتے تو یوں عرض کرتے "یاواسع المغفرۃ۔"

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کھجوریں بطور ہدیہ پیش کی گئیں۔ آپ انہیں تقسیم کرنے لگتے۔ آپ اس طرح تشریف فرما تھے کہ گویا کہ اٹھنے ہی لگتے تھے۔ آپ بڑی سرعت سے کھجوریں تناول فرما رہے تھے۔" دوسری روایت میں ہے "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ ایک گھٹنے کو اٹھا کر ان میں سے تناول فرما رہے تھے۔"

امام مسلم، ابوداؤد نے حضرت مصعب بن سلیم سے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "میں نے دیکھا کہ آپ کی خدمت میں کھجوریں پیش کی گئیں۔ آپ نے ٹیک لگا کر انہیں تناول فرمایا۔

(قرفصاء بیٹھنے کی ایک خاص حالت ہے جس میں انسان اپنے پاؤں پر بیٹھتا ہے۔ اور اپنی رانیں پنڈلیوں سے ملا لیتا ہے۔)

۴ شوربہ زیادہ کر لینے اور پڑوسیوں کو سالن بھیجنے کے بارے

ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ گوشت خریدتے تو اپنے اہل خانہ سے فرماتے "شوربہ زیادہ بنا لو" امام احمد اور امام بزار نے یہ اضافہ کیا ہے "اپنے پڑوسیوں کی نگہبانی کرو۔"

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شوربہ کا نچلہ حصہ زیادہ پسند تھا۔"

امام ترمذی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب شوربہ بناؤ تو پانی زیادہ ڈال لیا کرو اور اس میں سے پڑوسیوں کو بھی دیا کرو۔"

۵ آپ کا پسندیدہ کھانا

ابویعلیٰ الطبرانی اور ابوشیخ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسندیدہ کھانا وہ ہوتا تھا جسے بہت سے لوگ کھاتے تھے۔''

۶ کھانے سے قبل دستِ اقدس دھونا

محمد بن یحییٰ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایات کیا ہے انہوں نے فرمایا: ''جب آپ کھانا کھانے کا ارادہ فرماتے تو دونوں دستِ اقدس دھو لیتے۔''

۷ آپ کا دسترخوان

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابوشیخ نے حضرت فرقد صاحب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''میں نے آپ کی زیارت کی۔ آپ اپنے دسترخوان سے کھا رہے تھے۔''

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''آپ نے کبھی خوان اور چھوٹی رکابی میں نہ کھایا تھا۔ نہ ہی نرم روٹی کھائی تھی۔ راوی یونس کہتے ہیں میں نے حضرت قتادہ سے پوچھا ''وہ پھر کس چیز پر کھاتے تھے؟'' انہوں نے فرمایا ''اس دسترخوان پر کھاتے تھے'' امام بیہقی نے لکھا ہے کہ حضرت انس نے اسی چیز کی خبر دی جو ان تک پہنچی تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے گوہ کے قصہ میں روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پنیر اور گھی تناول فرمایا اور گوہ کو تناول نہ فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''اسے آپ کے دسترخوان پر کھایا گیا۔ اگر یہ حرام ہوتا تو اسے آپ کے دسترخوان پر نہ کھایا جاتا۔ اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ دسترخوان پر کھانا جائز ہے'' اس روایت کو حارث بن ابی اسامہ نے روایت کیا ہے۔

۸ مبارک پیالہ

ابوالشیخ نے عبداللہ بن بُسر سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ تھا۔ جس کے چار کڑے تھے۔ ابوداؤد، ابوبکر الشافعی نے حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ کی خدمت میں بکری پیش کی۔ اس وقت کھانا کم ہوتا تھا۔ آپ نے اپنے اہل خانہ سے فرمایا ''اس بکری کو پکاؤ۔ اس آٹے کو دیکھو۔ اس کی روٹیاں بناؤ۔ پھر اس کی ثرید بناؤ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پیالہ تھا جسے الغراء کہا جاتا تھا۔ جسے چار آدمی اٹھاتے تھے۔ صبح کے وقت چاشت تک آپ اور صحابہ کرام تسبیح و تحمید میں مشغول رہتے پھر وہ پیالہ لایا جاتا۔ اس سے کھانا کھایا جاتا۔ حتیٰ کہ بہت سے صحابہ کرام وہیں جمع ہو جاتے آپ بھی وہیں رونق افروز ہوتے۔ ایک اعرابی نے کہا ''یہ بیٹھنے کا کیسا انداز ہے؟ آپ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے مجھے عبد کریم

بنایا ہے سرکش اور جابر نہیں بنایا۔" آپ نے فرمایا "اس کی اطراف سے کھاؤ۔ اس کا مرکز چھوڑ دو اس میں تمہارے لیے برکت ڈال دی جائے گی۔ پھر فرمایا "پکڑو، کھاؤ مجھے اس ذات والا کی قسم جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے تمہارے لیے ایران اور روم کو فتح کر دیا جائے گا حتیٰ کہ کھانا زیادہ ہو جائے گا مگر اس پر رب تعالیٰ کا نام نہیں لیا جائے گا۔"

⑨ آپ گرم کھانا تناول نہ فرماتے تھے

الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ (سوائے ایک راوی کے جس کا نام نہیں لیا گیا) حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرم کھانا ناپسند فرماتے تھے حتیٰ کہ اس کی گرمی کی شدت اور دھواں ختم ہو جاتا۔"

امام احمد اور امام الطبرانی نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب وہ ثرید بناتی تھیں تو اسے کسی چیز سے ڈھانپ دیتی حتیٰ کہ اس کی گرمی کی حرارت ختم ہو جاتی پھر فرماتیں "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا تھا "اس سے برکت زیادہ ہوتی ہے۔"

الطبرانی نے صحیح راویوں سے اور امام بیہقی نے حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں نے آپ کے لیے خزیرہ (قیمہ اور آٹے کا ملاپ) تیار کیا۔ میں نے اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اپنا دستِ اقدس اس میں ڈالا۔ اسے گرم پایا آپ نے اسے پکڑا اور فرمایا: "خولہ! ہم گرم یا سرد پر صبر نہیں کرتے" دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے ایک برتن میں عصیدہ پیش کیا۔ جب آپ نے اس میں دستِ اقدس ڈالا تو وہ گرم تھا۔ آپ نے فرمایا "حس" پھر فرمایا "ابن آدم کو گرمی پہنچتی ہے تو وہ کہتا ہے "حس" اگر سردی لگتی ہے تو کہتا ہے "حس۔"

الطبرانی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا جس سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ آپ نے اس میں دستِ اقدس ڈالا پھر دستِ اقدس اٹھایا۔ پھر فرمایا "اللہ تعالیٰ نے ہمیں آگ نہیں کھلائی۔"

الطبرانی نے الاوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ دیلمی نے مسند فردوس میں حضرت ابن عمر سے، امام حاکم نے حضرت جابر سے، حضرت اسماء سے، مسدد نے ابو یحییٰ، ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گرم کھانا ٹھنڈا کر لیا کرو۔ گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔"

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ کھانے میں اور نہ ہی پانی میں پھونک مارتے تھے۔"

⑩ چلتے ہوئے کھانا

الطبرانی نے صحیح راویوں سے (سوائے ابن لھیعہ کے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے

فرمایا: "حضور اکرم ﷺ کسی انصاری صحابی کے باغ میں تشریف لے گئے آپ چلتے ہوئے کھجوریں کھانے لگے۔ میں آپ کے ساتھ ساتھ تھا۔"

حارث بن ابی اسامۃ نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ بیٹھ کر اور کھڑے ہو کر کھا لیتے تھے۔ اور دائیں بائیں آتے جاتے تھے۔"

⓫ کھانے کو سونگھنے کی ناپسندیدگی (اگر روایت صحیح ہو)

ابن عدی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کھانے کو سونگھنا ناپسند فرمایا "درندے سونگھتے ہیں۔"

⓬ کھانے کے برتن، برتن ڈھانپنے کا حکم اور زمین پر کھانا تناول فرمالینا

امام احمد، امام بخاری، امام ترمذی اور امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "آپ نے کبھی بھی خوان پہ نہ کھایا نہ چھوٹی رکابی میں کھایا نہ نرم روٹی کھائی۔" یونس کہتے ہیں: "میں نے حضرت قتادہ سے پوچھا: "آپ کس پر کھاتے تھے؟" انہوں نے فرمایا "اس دسترخوان پر۔"

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابوشیخ نے حضرت فرقد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کی زیارت کی اور آپ کے دسترخوان پر کھایا۔"

حارث بن ابی اسامۃ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "آپ کے دسترخوان پر گوہ کو کھایا گیا۔"

ابوشیخ نے حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کا ایک پیالہ تھا جس کے چار حلقے تھے امام نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے کاشانہ اقدس میں لے گئے۔ اہل خانہ نے ہمارے لیے ایک طبق نکالا جس میں روٹی کے ٹکڑے تھے آپ نے پوچھا "کیا سالن ہے؟ انہوں نے عرض کی "سرکہ کے علاوہ کچھ بھی نہیں" آپ نے فرمایا "سرکہ بہت عمدہ سالن ہے" حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جب سے میں نے آپ سے یہ سنا اس وقت سے میں سرکہ سے محبت کرنے لگا۔"

ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن بُسر سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کے لیے ایک پیالہ تھا جسے الغراء کہا جاتا تھا جسے چار آدمی اٹھاتے تھے۔

امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر آپ کے لیے سامان سفر تیار کیا۔ جب آپ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ

کیا۔ہم نے ایسی چیز نہ پائی جس کے ساتھ آپ کے توشہ دان اور مشکیزے کو باندھتے میں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کی'' میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جس کے ساتھ توشہ دان اور مشکیزہ کو باندھوں سوائے میرے کمر بند کے'' انہوں نے فرمایا ''اسے دو حصوں میں تقسیم کرلو۔ایک کے ساتھ توشہ دان کو اور دوسرے کے ساتھ مشکیزہ کو باندھ لو۔میں نے اس طرح کی' اسی لیے انہیں 'ذات النطاقین'' کہا جاتا ہے۔

ابو داؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔انہوں نے فرمایا'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہاڑ کی گھاٹی کی طرف سے آئے۔آپ نے قضائے حاجت فرمائی تھی۔ہمارے سامنے ڈھال پر کھجوریں تھیں۔ہم نے آپ کو دعوت دی۔آپ نے ہمارے ساتھ کھایا۔مگر پانی کو مس نہ کیا۔''

بزار نے ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں عبداللہ بن زید، ابو عبید بصری اور مجاعۃ بصری وغیرہ ہیں جبکہ بقیہ افراد ثقہ ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں کچھ پیش کیا۔آپ نے اسے فرمایا'' اسے اس گڑھے میں یا زمین پر رکھ دو۔''

انہوں نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر بیٹھ کر تناول فرماتے تھے آپ فرماتے تھے'' میں عبد ہوں۔اسی طرح کھاتا ہوں جیسے عبد کھاتا ہے۔''

ابو یعلیٰ نے ثقہ راویوں سے حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے، جسے ابو حمید کہا جاتا تھا بارگاہ رسالت مآب میں ایک برتن پیش کیا۔جس میں دودھ تھا جسے ٹھنڈا کیا گیا تھا۔آپ نے فرمایا'' تم نے اسے ڈھانپ کیوں نہ دیا۔کاش! تم اسے عود سے ڈھانپ دیتے۔''

۱۳ کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا

امام احمد نے اس شخص سے روایت کیا ہے جو آپ کی خدمت کی سعادت حاصل کرتا تھا۔اسی نے کہا:'' جب آپ کے قریب کھانا کیا جاتا تو آپ بسم اللہ پڑھ لیتے۔''

ابن ضحاک نے میسرہ کی سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:'' میں نے آپ کی زیارت کی۔آپ کھانا تناول فرما رہے تھے۔تین لقموں پر آپ نے بسم اللہ پڑھی۔پھر اسے تناول فرمانے لگے حتیٰ کہ کھانا ختم ہوگیا۔''

امام احمد، ابن ماجہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ صحابہ کرام کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ایک اعرابی آیا۔اس نے اسے دو لقموں میں کھا دیا آپ نے فرمایا:'' اگر یہ بسم اللہ پڑھ لیتا تو یہ کھانا تمہیں کافی ہو جاتا جب تم میں سے کوئی کھائے تو اللہ تعالیٰ کا نام لے لے اگر وہ ابتداء میں بسم اللہ

پڑھنا بھول جائے تو وہ یوں کہے:"بسم اللہ اولہ وآخرہ"

امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابورمثہ اور جشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ ہم کھاتے ہیں لیکن ہم سیر نہیں ہوتے" آپ نے فرمایا "شاید تم متفرق کھاتے ہو۔" انہوں نے عرض کی: "ہاں!" آپ نے فرمایا: "مل کر کھایا کرو اور کھاتے وقت رب تعالیٰ کا نام لے لیا کرو۔ تمہارے لیے اس میں برکت ڈال دی جائے گی۔"

امام احمد، امام مسلم اور امام ابوداؤد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "ہم جب بھی آپ کے ساتھ کھانا کھانے کی سعادت حاصل کرتے تو ہم میں سے کوئی بھی اپنا ہاتھ اس میں نہ رکھتا حتیٰ کہ آپ اس کی ابتداء فرماتے۔ اپنا دستِ اقدس ڈال لیتے۔ ایک دفعہ ہم آپ کے ہمراہ کھانے کے لیے حاضر ہوئے۔ ایک لونڈی آئی گویا کہ اسے پیچھے سے دھکیلا جارہا تھا۔ وہ آئی تاکہ اپنا ہاتھ کھانے میں ڈال دے۔ آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک اعرابی آیا۔ گویا کہ اسے پیچھے سے دھکیلا جارہا تھا۔ تاکہ کھانے میں اپنا ہاتھ ڈال دے۔ آپ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "شیطان چاہتا تھا کہ وہ کھانا اس کے لیے حلال ہوجائے جس پر رب تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو وہ اس لونڈی کو لے کر آیا وہ اس کے ذریعے کھانا اپنے لیے حلال کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس کا ہاتھ دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ میرے دستِ اقدس میں ہے۔"

۱۶ آپ کا تین انگلیوں سے کھانا، بعد میں چوس لینا، پیالہ صاف، دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم اور بائیں ہاتھ سے کھانے والے کے لیے بددعا

بزار نے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ تین انگلیوں سے کھاتے تھے فارغ ہونے کے بعد انہیں چوس لیتے تھے۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں کے ذریعے (محمد بن کعب بن عجرۃ کے علاوہ) ابن سعد، ابوبکر الشافعی نے کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی آپ تین انگلیوں سے کھا رہے تھے۔ انگوٹھا، اس کے ساتھ ملحق انگلی اور وسطی کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ پھر میں نے دیکھا کہ آپ اپنی مبارک انگلیوں کو چوسنے لگے۔ آپ پہلے وسطی پھر اس کے ساتھ متصل انگلی اور پھر انگوٹھا کو چوسا پھر انہیں صاف کردیا۔ امام الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب آپ کھانا تناول فرمالیتے تو اپنی انگلیوں کو چوس لیتے۔ فرماتے" آہ! انگلیوں کے چوسنے میں برکت ہے۔"

امام مسلم، ابن ابی شیبہ، ابن سعد اور ابوبکر الشافعی نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں

نے فرمایا" آپ تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے تھے فارغ ہو کر آپ اپنی انگلیاں چوس لیتے تھے۔" ابو بکر الشافعی کے الفاظ میں ہے" آپ تین انگلیوں سے تناول فرماتے تھے اور انہیں چوس لینے سے پہلے صاف نہ کرتے تھے۔"

امام عبدالرزاق نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کھانا تناول فرماتے تو آپ اپنی تین انگلیاں چوس لیتے۔ایک انگوٹھا اور اس کے ساتھ متصل دو انگلیاں۔"

امام احمد، امام مسلم، امام بخاری، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی جب کھانا کھائے تو اپنی انگلیوں کو چوسنے سے پہلے صاف نہ کرے۔"

الطبرانی نے صحیح راویوں سے (مسیب بن واضح کے علاوہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے پیالہ کو صاف کرنے کا حکم دیا۔"

ابو سعید بن الاعرابی، حکیم ترمذی نے حضرت کعب بن عجرۃ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا" میں نے آپ کی زیارت کی آپ تین انگلیوں سے تناول فرما رہے تھے۔ہشام بن عروہ نے کہا" انگوٹھا، اس کے ساتھ متصل انگلی اور وسطی۔"

ابو بکر الشافعی نے حضرت عبداللہ بن عامر سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا" جب آپ کھاتے تھے تو تین انگلیوں سے کھاتے تھے چوتھی انگلی مبارک سے مدد لیتے تھے۔"

امام مسلم، تینوں آئمہ اور برقانی نے اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" جب آپ کھانا تناول فرما لیتے تو تینوں انگلیوں کو چوس لیتے تھے۔آپ نے فرمایا" جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر پڑے تو اسے صاف کر کے کھالے اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔" آپ پیالے کو صاف کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے:" تم نہیں جانتے کہ تمہارے کس کھانے میں برکت ہے۔"

ابن عدی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا" جب آپ کھانا اور سالن تناول فرماتے تو تین انگلیوں سے تناول فرماتے۔"

امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا" آپ کا دایاں دستِ اقدس کھانے، پینے، وضوء کرنے، کپڑے بدلنے، پکڑنے اور عطا کرنے کے لیے مخصوص تھا۔جبکہ بایاں دستِ اقدس ان کے علاوہ دیگر امور کے لیے تھا۔

امام احمد، امام مسلم اور ابو داؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" جب تم میں سے کوئی کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے جب کچھ پیے تو دائیں ہاتھ سے پیے شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔"

امام مالک اور امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ آدمی اپنے

بائیں ہاتھ سے کھائے یا ایک جوتے میں چلے عمامہ میں اس طرح نہ لپیٹے کہ اس کا ہاتھ باہر نہ نکلے یا ایک کپڑے میں اس طرح احتباء نہ کرے کہ اس کی شرمگاہ ننگی ہو جائے۔''

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم میں ہر ایک اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے، دائیں ہاتھ سے پیئے دائیں ہاتھ سے پکڑے دائیں ہاتھ سے عطا کرے۔ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔ بائیں ہاتھ سے پکڑتا ہے بائیں ہاتھ سے دیتا ہے۔''

امام احمد اور صدر نے عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن زید علیہم السلام سے روایت کیا ہے کہ ان کی ایک خاتون نے کہا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ میں اپنے بائیں ہاتھ سے کھا رہی تھی۔ میں ایک کھبی عورت تھی۔ آپ نے میرے ہاتھ پر مارا۔ لقمہ نیچے گر پڑا۔ فرمایا ''اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ۔ رب تعالیٰ نے تمہارے دائیں ہاتھ کو آزاد کر رکھا ہے۔'' اس کے بعد میں نے بائیں ہاتھ سے کبھی نہ کھایا۔''

امام احمد، امام مسلم نے حضرت سلمہ بن الاکوع سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص تھا جسے بُشر بن راعی کہا جاتا تھا۔ اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بائیں ہاتھ سے کھایا۔ آپ نے فرمایا ''دائیں ہاتھ سے کھالو'' اس نے کہا ''میں یہ طاقت نہیں رکھتا'' آپ نے فرمایا ''تم یہ طاقت نہ رکھو'' اس نے یہ بات صرف از روئے تکبر کی تھی۔ وہ کبھی بھی اپنا ہاتھ اٹھا کر اپنے منہ تک نہ لے جا سکا۔

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت حمزہ بن عمر اسلمی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا آپ نے مجھے فرمایا: ''دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ وہ کھانا کھاؤ جو تمہاری طرف ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ۔''

۱۵ ایک ہی جنس کا کھانا ہو تو آپ صرف سامنے سے کھاتے اور پیالے کے مرکز سے کھانا

صحاح ستہ میں حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا ''میں بچہ تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیر تربیت تھا۔ میرا ہاتھ پیالے میں اِدھر اُدھر ہو جاتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا ''بچے! اللہ تعالیٰ کا نام مبارک لے کر کھاؤ، اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ'' پھر ساری زندگی میرے کھانے کا طریقہ یہی رہا۔''

امام ترمذی نے اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عکراش سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا ''حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر لے گئے۔ آپ نے پوچھا ''کیا کھانا ہے؟ ہمیں ایک پیالہ پیش کیا گیا جو ثرید اور چربی سے بھرا ہوا تھا۔ ہم نے اس میں کھایا میرا ہاتھ اس کی اطراف میں گھوم جاتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سامنے سے کھایا۔ آپ نے اپنے بائیں دستِ اقدس سے میرا دائیں ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر فرمایا

"عکراش! ایک جگہ سے کھاؤ۔ یہ ایک ہی کھانا ہے۔" پھر ہمارے سامنے ایک طبق لایا گیا جس میں مختلف قسم کی کھجوریں تھیں۔ میں اپنے سامنے سے کھانے لگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے طبق میں سے کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا "عکراش! جہاں سے چاہو کھاؤ۔ یہ ایک کھانا نہیں ہے۔"

امام الطبرانی نے حکم الغفاری سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پیالے میں یا برتن میں اپنا دستِ اقدس رکھ دیتے تھے تو آپ کی مبارک انگلیاں آپ کی ہتھیلی کی جگہ سے آگے نہ جاتی تھیں۔"

بزار نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کے سامنے کھانا لایا جاتا تو آپ کا دستِ اقدس آگے پیچھے نہ جاتا تھا۔ جب کھجوریں پیش کی جاتیں تو آپ مختلف جگہ سے کھاتے تھے۔

ابو بکر الشافعی اور امام ابن عدی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا اپنے سامنے سے کھاتے تھے۔ جب کھجوریں پیش کی جاتیں تو آپ مختلف جگہوں سے کھاتے تھے۔

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے کہ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناپسند تھا کہ کھانا کو اوپر سے پکڑیں۔"

۱۶ گوشت کو چھری سے کاٹنا

امام بخاری نے حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد گرامی نے انہیں بتایا کہ انہوں نے اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی جب آپ بکری کی دستی کا گوشت چھری سے کاٹ رہے تھے اذان ہوئی تو آپ نے وہ دستی اور چھری رکھ دی جس کے ساتھ کاٹ رہے تھے۔ نماز کے لیے تشریف لے گئے وضوء نہ فرمایا۔

امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "ایک رات مجھے آپ کا مہمان بننے کی سعادت ملی۔ آپ نے ایک پہلو کا حکم دیا۔ اسے بھونا گیا آپ نے چھری لی اور میرے لیے اس میں سے کاٹنے لگے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔ آپ نے چھری رکھ دی فرمایا "اسے کیا ہو گیا ہے۔ اسکی خیر! آپ اٹھے اور نماز پڑھنے لگے۔"

۱۷ جب کھجور تناول فرمانے لگتے اگر اس میں سوس (کیڑا) ہوتا اسے نکال لیتے

ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عتیق کی کھجوریں پیش کی گئیں۔ آپ انگلی مبارک سے ٹٹول ٹٹول کر اس سے کیڑا نکالتے گئے۔

۱۸ کھجور کی گٹھلی پھینکنے کا انداز

امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ میرے والد گرامی کے ہاں تشریف لے گئے، ہم نے کھانا اور کھجوریں آپ کی خدمت میں پیش کیں آپ نے ان میں سے تناول فرمایا۔

۱۹ حضور اکرم ﷺ کھانے اور پینے کی اشیاء پر پھونک نہیں مارتے تھے اس سے منع کرتے تھے

امام الطبرانی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کھانے اور پینے کی اشیاء پر پھونک نہیں مارتے تھے، نہ ہی برتن میں سانس لیتے تھے۔"

۲۰ دو دو کھجوریں ملا کر کھانے سے ممانعت

امام احمد، امام مسلم، امام بخاری، ابوداؤد اور امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی دو دو کھجوریں ملا کر کھائے مگر جبکہ اس کے ساتھی اس کی اجازت دے دیں" شعبہ نے کہا ہے کہ اذن کا لفظ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے۔

۲۱ کھانا اٹھا لینے سے پہلے اٹھنے کی ممانعت

امام ابن ماجہ اور امام بیہقی نے الشعب میں روایت کیا ہے (انہوں نے کہا ہے کہ میں اس کے عہد سے بری الذمہ ہوں) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی کھانے سے اٹھ جائے حتیٰ کہ پہلے کھانا اٹھا لیا جائے۔"

انہوں نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "جب دسترخوان بچھا دیا جائے تو آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے سامنے سے کھائے نہ تو ہم نشین کے سامنے سے کھائے اور نہ ہی پیالے کے اوپر سے کھائے، برکت اس کے اوپر سے نازل ہوتی ہے آدمی نہ اٹھے حتیٰ کہ دسترخوان کو اٹھا دیا جائے۔ ہاتھ کھانے سے نہ اٹھائے۔ اگرچہ وہ سیر ہو چکا ہو حتیٰ کہ سارے لوگ فارغ ہو جائیں۔ اس سے اس کے ہم نشین کو ندامت ہوگی وہ کھانے سے ہاتھ کھینچ لے گا۔ ممکن ہے ابھی اسے کھانے کی ضرورت ہو۔"

۲۲ عفت مآب خواتین کو کھانا پیش کرنا

ابن ماجہ نے حضرت اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ کی

خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔" ہم نے عرض کی: "ہمیں بھوک نہیں ہے۔" آپ نے فرمایا: "جھوٹ اور بھوک کو جمع نہ کرو۔"

جس نے آپ کے سامنے ڈکار لیا اسے منع فرمایا

امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک شخص نے آپ کی خدمت میں ڈکار لی۔" آپ نے اسے فرمایا: "اپنی ڈکار روک لو۔ دنیا میں جو اکثر سیر ہوتے ہیں روز حشر ان کی بھوک طویل ہوگی۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے محمد بن خالد الکوفی) حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا "میں نے موٹے گوشت کے ساتھ ثرید کھائی۔ میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا تو میں ڈکار لے رہا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ابو جحیفہ! ڈکار لینے بند کر دو۔ دنیا میں جو سیر ہو کر کھاتے ہیں ان سے اکثر روز حشر طویل بھوک والے ہوں گے" اس کے بعد حضرت ابو جحیفہ نے سیر ہو کر نہ کھایا حتیٰ کہ وصال کر گئے۔ اگر وہ شام کو کھا لیتے تو صبح نہ کھاتے اور صبح کو کھا لیتے تو شام کو نہ کھاتے۔"

کھانے میں مکھی گر جائے تو اس کا حکم

امام بخاری، ابوداؤد، ابن ماجہ اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کسی ایک کے مشروب میں مکھی گر پڑے تو اسے پوری طرح ڈبو دو اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے۔"

الطبرانی، امام احمد، امام نسائی، ابو یعلی، حاکم اور ضیاء نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر پڑے تو اسے پوری طرح ڈبو دے، اس کے ایک پر میں زہر ہوتا ہے۔ جبکہ دوسرے پر میں شفاء ہوتی ہے۔ وہ زہر کو مقدم اور شفاء کو موخر کرتی ہے۔"

ابن حبان نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اگر تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر پڑے تو وہ اسے پوری طرح ڈبو دے اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہوتی ہے۔"

امام احمد، ابوداؤد اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو وہ اسے پوری طرح ڈبو دے۔ اس کے ایک پر میں مرض اور دوسرے میں شفاء ہوتی ہے۔ وہ اپنا مرض والا پر آگے رکھتی ہے اسے چاہیے کہ پوری ڈبو دے پھر باہر نکال دے۔"

آپ نے کبھی بھی کسی کھانے کا عیب نہیں نکالا

پانچوں آئمہ نے، امام مسلم اور امام بخاری نے اور حارث بن اسامۃ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

ہے۔انہوں نے فرمایا'' حضور اکرم ﷺ نے کبھی بھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔اگر آپ کو بھوک ہوتی تو کھالیتے ورنہ اسے چھوڑ دیتے۔

امام حاکم نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا'' حضور اکرم ﷺ نے کبھی بھی کسی کھانے کا عیب نہیں نکالا۔اگر بھوک ہوتی تو اسے تناول فرمالیتے ورنہ اسے چھوڑ دیتے۔''

امام ترمذی نے الشمائل میں حضرت ھند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نہ تو کھانے کی مذمت بیان فرماتے تھے نہ اس کی تعریف فرماتے تھے''یعنی کھانے میں عمدہ یا برا وصف ہوتا تو وہ بیان نہ فرماتے تھے۔

۲۶ مجذوم کے ساتھ کھانا کھانا

ابو داؤد، امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مجذوم کا ہاتھ پکڑا اسے اپنے ہمراہ پیالہ میں رکھا اور فرمایا'' رب تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے کھاؤ۔''

امام احمد، امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت شرید بن سوید سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا'' ثقیف کے وفد میں ایک مجذوم شخص تھا۔حضور اکرم ﷺ نے اس کی طرف یہ پیغام بھیجا ہم نے تمہیں بیعت کر لیا ہے۔''

۲۷ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے علاوہ دیگر خاتون کے ساتھ کھانا

امام بخاری نے الادب میں ام صبیہ خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا'' حضور اکرم ﷺ اور میرا ہاتھ ایک ہی برتن میں داخل ہو جاتا تھا۔'' واللہ اعلم

۲۸ دو سالن کو جمع کرنے کی ممانعت

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے محمد بن عبد الکبیر کے) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا'' حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک برتن یا ایک پیالہ پیش کیا گیا جس میں دودھ اور شہد تھا۔آپ نے فرمایا'' ایک برتن میں دو سالن، میں نہ اسے کھاتا ہوں نہ ہی اسے حرام کرتا ہوں۔''

۲۹ سالن لینے کا حکم

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے عزیز بن سفیان کے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا'' سالن لو خواہ پانی ہی ہو۔''

۳۰ کھانے سے پہلے اور بعد میں دستِ اقدس اور منہ مبارک دھونا

امام احمد، ابو داؤد اور امام ترمذی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے تورات میں پڑھا کہ کھانے سے پہلے وضو کرنے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے" میں نے اس کا تذکرہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا "کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد وضو کرنے سے کھانے میں برکت پیدا ہوتی ہے"۔

ابن عدی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "اھل قباء میں سے ایک انصاری شخص نے آپ کی دعوت کی۔ ہم بھی آپ کے ساتھ گئے۔ کھا لینے کے بعد آپ نے ایک دستِ اقدس یا دونوں ہاتھ دھوئے۔

امام ترمذی، ابن ماجہ اور ابو بکر الشافعی نے حضرت عکراش بن ذویب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسی ثرید کھائی جس میں بہت سی چربی تھی۔ اس کے بعد آپ نے کھجوریں کھائیں۔ پھر ہمارے سامنے پانی لایا گیا۔ آپ نے دونوں دست اقدس دھوئے۔ پھر تری کو دو ہاتھوں پر، چہرہ پر، کلائیوں پر اور سر اقدس پر مل لیا۔

ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے گھر کی خیر میں برکت ہو تو وہ کھانا آتے وقت اور اٹھاتے وقت وضو کر لے" اس جگہ وضو سے مراد صرف ہاتھ دھونے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کی دستی تناول فرمائی۔ کلی کی اور دست اقدس دھو لیے۔

۳۱ کھانا کھا لینے کے بعد دست اقدس سے سنگریزوں کو مس کرنا

امام مسلم، امام بخاری اور ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ ان اشیاء کو کھانے کے بعد وضو کیا جائے گا جنہیں آگ نے مس کیا ہو؟ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہمیں کم ہی کھانا ملتا تھا۔ جب ہمیں کھانا مل جاتا تو ہمارے لیے رومال نہ ہوتے تھے بلکہ ہم اپنی ہتھیلیوں میں کلائیوں پر اور قدموں پر اپنے ہاتھ صاف کر لیتے تھے ہم پھر نماز پڑھ لیتے تھے ہم وضو نہیں کرتے تھے۔

۳۲ کھانا کھانے کے بعد کی دعائیں

امام احمد، امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے شمائل میں، ابن ماجہ اور امام نسائی نے فی عمل الیوم واللیلۃ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے کھانے سے فارغ ہوتے تھے دوسرے الفاظ میں ہے کہ جب آپ کچھ کھاتے یا پیتے تو یہ دعا مانگتے:

الحمد للہ الذی اطعمنا و سقانا و جعلنا مسلمین۔

ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کچھ تناول فرماتے یا نوش فرماتے تو یہ دعا مانگتے:

الحمد للہ اطعم و سقی و سوّغہ و جعل لہ مخرجا۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم اور چاروں آئمہ نے حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کا دسترخوان اٹھالیا جاتا تو آپ یہ دعا مانگتے:

الحمد للہ حمدًا کثیرا طیبا مبارکاً فیہ۔

دوسری روایت میں اس دعا کا تذکرہ ہے:

الحمد للہ کفانا و آوانا غیر مکفی ولا مودّع ولا مستغنی عنہ ربنا۔

امام احمد نے اس شخص سے روایت کیا ہے جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی تھی کہ جب آپ اپنے کھانے سے فارغ ہو جاتے تو یہ دعا مانگتے:

اللھم اطعمت و اسقیت و اغنیت و اقنیت و ھدیت و احسیت فلک الحمد علی ما اعطیت۔

بزار نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا مانگتے تھے:

الحمد للہ اطعمنا و سقانا، الحمد للہ الذی کفانا و آوانا، الحمد للہ الذی انعم علینا و افضل اسئلک برحمتک ان تجیرنا من النار۔

الطبرانی نے حارث بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کو سنا۔ آپ کھانے کے بعد یہ دعا مانگ رہے تھے:

اللھم لک الحمد اطعمت و سقیت و ارویت لک الحمد غیر مکفور و لا مودّع و لا مستغنی عنک ربنا"

ابن ابی شیبہ نے اور بزار نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا مانگے:

الحمد للہ الذی اطعمنا و سقانا، الحمد للہ الذی کفانا و آوانا و الحمد للہ الذی انعم علینا و افضل، نسألہ برحمتہٖ ان یجیرنا من النار فرب غیر مکفی لا یجد منقلبا و لا ماوٰی۔

امام نسائی، امام حاکم اور ابن عدی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "اہل قبا میں سے ایک انصاری صحابہ نے آپ کی دعوت کی ہم آپ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ جب آپ کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے اپنے دستِ اقدس دھوئے پھر یہ دعا مانگی:

الحمد لله الذی یطعم و لا یطعم من علینا فهدانا و اطعمنا و سقانا و کل بلاء حسن ابلانا الحمد لله الذی غیر مودع ربی و لا مکافا و لا مکفور و لا مستغنی عنه۔ الحمد لله الذی اطعمنا من الطعام و سقانا من الشراب و کسانا من العری و هدانا من الضلال و بصرنا من العمی و فضلنا علی کثیر من خلقه تفضیلاً الحمد لله رب العالمین۔

۳۳ جب آپ کسی کے ہاں کھانا تناول فرماتے تو کیا دعا مانگتے

ابو داؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے۔ انہوں نے روٹی اور تیل پیش کیا آپ نے انہیں تناول فرمایا پھر فرمایا "تمہارے ہاں روزہ داروں نے روزہ افطار کیا۔ پاکبازوں نے تمہارا کھانا کھایا اور ملائکہ نے تمہارے لیے دعا کی۔"

امام احمد، امام مسلم، ابو داؤد اور امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے۔۔۔ میرے والد گرامی نے عرض کی "آپ ہمارے لیے دعا فرمائیں آپ نے یہ دعا مانگی:

اللهم بارك لهم فیما رزقتهم و اغفر لهم و ارحمهم۔

تنبیہات

۱ حضرت جبرائیل امین نے ٹیک لگا کر کھانے کو عجیب سمجھا۔ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے الشفاء میں لکھا ہے: "کھانے پر قادر اور اس کے لیے بیٹھنے کے لیے تیار اس شخص کی طرح ہے جو چار زانو ہو کر بیٹھے۔ اس کے مشابہ بیٹھنے کے دو انداز ہیں جن میں بیٹھنے والا اس چیز پر اعتماد کرے جو اس کے نیچے ہو۔ اس حیئت پر بیٹھنے والا کھانے کے لیے تیار ہوتا ہے اور کھانے کی کثرت کا خواہاں ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھانے کے لیے تشریف رکھتے تھے آپ پنڈلی اور ران مبارک کو کھڑا کر کے کولہو پر تشریف رکھتے تھے۔ جن روایات میں ٹیک لگانے کا حکم ہے محققین کے نزدیک اس کا معنی یہ نہیں کہ آپ پہلو پر ٹیک لگاتے تھے۔ اس کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے اسے اکمال میں خطابی سے نقل کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا "اس تاویل میں اکثر لوگوں نے مخالفت کی ہے۔ انہوں

نے اسے اس معنی پر محمول کیا ہے کہ اس سے مراد دو پہلوؤں میں سے کسی ایک پر میلان رکھنا ہے۔ ابن جوزی نے بھی اس کو یقین کے ساتھ لکھا ہے۔ ابن الاثیر کی عبارت یہ ہے "عربی میں متکئی ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی بستر وغیرہ پر جم کر سیدھا بیٹھے۔ عوام الناس ٹیک لگانے والا صرف اس کو سمجھتے ہیں جو اپنے بیٹھنے میں ایک طرف میلان رکھتا ہو۔ اور اپنے ایک پہلو میں جھکاؤ رکھتا ہو۔ جس نے اتکاء یہ سمجھا ہو کہ صرف ایک پہلو پہ جھکاؤ رکھنا اس نے اہل طب کے مطابق اس کی تاویل کی ہے۔ ابن قیم نے لکھا ہے "اس طرح کھانا کھانے والے کے لیے نقصان دہ ہے یہ کھانے کو قدرت حالت میں جانے سے روکتا ہے۔ معدہ میں دباؤ کی وجہ سے کھانے کو جلد معدہ میں جانے سے روکتا ہے۔ وہ غذا کے لیے پوری طرح نہیں کھلتا۔ کسی چیز کے سہارا لے کر بیٹھنا یہ انداز جابر بادشاہوں کا ہے۔ یہ عبودیت کے خلاف ہے۔ اسی لیے آپ نے فرمایا "میں اس طرح کھاتا ہوں جس طرح عبد کھاتا ہے" اگر ٹیک سے مراد تکیے یا بستر کا سہارا لینا مراد ہو جیسے خطابی سے نقل کیا گیا ہے تو اس صورت میں معنی یہ ہوگا "جب میں کھاتا ہوں تو میں بستر یا تکیے کی ٹیک لگا کر نہیں کھاتا یہ جابروں کا فعل ہے۔ یہ اس کا فعل ہے جو زیادہ کھانے کا خواہاں ہو۔ لیکن میں تو بقدر کفایت کھاتا ہوں اس لیے اس حالت پر بیٹھتا ہوں"۔

حدیث پاک میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے حالت اقعاء میں یا حالت محتفز میں تشریف رکھ کر کھجوریں تناول فرمائیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ غیر متمکن ہو کر ران کے بالائی حصے پر بیٹھنا ہے "جم کر بیٹھ کر کھانے میں اختلاف ہے علامہ خطابی نے لکھا ہے "جب اس کا مکروہ ہونا ثابت ہوگیا ہے یعنی یہ خلاف اولیٰ ہے تو پھر کھانے کے لیے بیٹھنے والے کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا ہو۔ اور قدم کے ظاہر پر بیٹھے یا وہ اس طرح بیٹھتے تھے کہ دائیں مبارک ٹانگ کو کھڑا کر لیتے تھے۔ بائیں پر بیٹھ جاتے تھے۔

ابن قیم نے الہدیٰ میں لکھا ہے: "آپ اپنے زانوں کے بل بیٹھے تھے۔ آپ اپنے بائیں قدم مبارک کے بطن کو دائیں قدم مبارک کے ظاہر رکھتے تھے۔ رب تعالیٰ کے لیے عاجزی اور انکساری تھا۔ اس کے سامنے بطور ادب تھا۔ یہ ھئیت کھانے کے لیے سب سے افضل اور نفع بخش ہے کیونکہ سارے اعضاء طبعی حالت پر ہوتے ہیں جس پر رب تعالیٰ نے انہیں تخلیق کیا ہے۔

۲ ابن القیم نے لکھا ہے "آپ نے اپنی تین مبارک انگلیوں سے کھاتے تھے" کھانے میں یہ صورت اختیار کرنا سب سے نفع بخش ہے۔ ایک انگلی سے کھانا تکبر کی علامت ہے۔ نہ تو اس طرح کھانے والا عزت حاصل کر سکتا ہے۔ وہ اسے کافی کوشش کے بعد نگل سکتا ہے۔ کھانے والے اور معدہ کے اعضاء کھل نہیں سکتے جو ہر کھانے میں ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔ وہ کھانا چشم پوشی کرتے ہوئے لیتا ہے۔ جیسے ایک شخص ایک ایک دانہ کھائے۔ اسے لذت نہیں ملتی پانچوں انگلیوں اور ہتھیلی سے کھانے سے معدہ اور کھانے کے اعضا پر نگلنے کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔

بعض اوقات ان اعضا پر شدت آجاتی ہے اور انسان، مر جاتا ہے اعضاء اسے اندر لے جانے اور معدہ اسے برداشت کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ اسے لذت اور مزہ نصیب نہیں ہوتا ہے۔ کھانے کا سب سے نفع بخش طریقہ آپ کا طریقہ ہی ہے اور آپ کی پیروی کرتے ہوئے تین انگلیوں سے کھانا ہے جاہلوں کی اس کراہت کو نہیں دیکھا جائے گا جو وہ انگلیاں چوسنے میں محسوس کرتے ہیں۔ لیکن دوران کھانا انگلیاں چوسنے سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ اس طرح انگلیوں نے دوبارہ استعمال ہونا ہوتا ہے اور اس پر تھوک کے اثرات باقی رہتے ہیں" آپ کا یہ فعل مبارک اکثر تھا۔ سعید بن منصور نے ابن شہاب سے مرسل روایت کیا ہے کہ جب آپ کھاتے تھے تو آپ پانچوں انگلیوں سے کھاتے تھے۔ اس روایت کو اور سابقہ روایت کو اختلاف حال پر محمول کیا جائے گا۔

◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "آپ نے کبھی بھی کسی کھانے کا عیب نہیں نکالا" زاد المعاد میں ہے" آپ نہ تو موجود کو رد فرماتے نہ ہی مفقود کے لیے تکلیف فرماتے کھانے کی جو چیزیں بھی پیش کی جاتی اسے تناول فرما لیتے۔ اگر نفس پاک ناپسند کرتا تو اس کی تحریم کے بغیر اسے چھوڑ دیتے۔ کسی کھانے کو کبھی عیب نہیں لگایا۔ خواہش ہوتی تو کھالیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ آپ نے نفس پاک کو کسی ایک کھانے کا عادی نہیں بنایا تھا۔ نہ ہی کسی ایک کھانے کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف توجہ فرماتے تھے۔ یہ طبعی طور پر نقصان دہ ہے خواہ وہ کھانا کتنا ہی خوشگوار ہو۔ آپ وہی کچھ تناول فرمالیتے تھے۔ آپ کھانے کے اوصاف، طبائع اور طلب کے مطابق ان کے استعمال کو پیش نظر رکھتے تھے اگر کھانا ایسا ہوتا جس کی تیزی ختم کر کے اعتدال پر لانے کی ضرورت ہوتی تو آپ اس طرح ضرور کرتے۔ اگر ممکن ہوتا۔ جیسے کھجور کی حرارت کو تربوز یا خربوزہ سے ختم کرتے۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد انگلیاں مبارک چوس لیتے تھے۔ ان کے پاس رومال نہ ہوتے تھے جن سے ہاتھ پونچھتے۔ کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کی ان کی عادت نہ تھی۔"

❁❁❁❁

دوسرا باب

آپ کی روٹی کی کیفیت، روٹی کے ساتھ سالن لگانے کا حکم اور اسے زمین پر پھینکنے سے ممانعت

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''میں اپنے گھر کے سایہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس سے گزرے۔ آپ نے میری طرف اشارہ کیا۔ میں آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا۔ ہم آگے بڑھے حتیٰ کہ آپ کی کسی زوجہ محترمہ کے حجرہ مقدسہ کے پاس آئے۔ وہ حجرہ مقدسہ حضرت زینب بنت جحش یا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ آپ اندر تشریف لے گئے۔ پھر مجھے اذن عطا فرمایا۔ میں بھی اندر گیا ام المومنین نے پردہ کرلیا۔ آپ نے ایک روٹی لی اسے اپنے سامنے رکھ دیا۔ دوسری روٹی لی اور اسے میرے سامنے رکھ دیا۔ پھر تیسری روٹی لی اس کے دو حصے کیے نصف اپنے سامنے اور نصف میرے سامنے رکھ دیا۔''

ابن ماجہ اور حکیم ترمذی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حجرہ میں تشریف لائے۔ آپ نے روٹی کا ٹکڑا دیکھا جسے نیچے پھینکا گیا تھا۔ آپ نے اسے پکڑا صاف کیا اور تناول فرمالیا۔ فرمایا ''عائشہ! اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے پڑوس کو عمدہ کیا کرو۔ بہت کم ہی ایسا ہوا ہے کہ یہ کسی گھر والوں سے بھاگ جائیں تو پھر لوٹ کر ان کی طرف آئیں'' دوسری روایت میں ''قوم'' کا تذکرہ ہے۔

الطبرانی نے ابوسکینہ سے، بزار اور الطبرانی نے حضرت عبداللہ بن ام حرام سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جس نے روٹی کی عزت کی رب تعالیٰ نے اس کی عزت کی'' عبداللہ نے یہ اضافہ کیا ہے ''رب تعالیٰ نے اسے آسمان کی برکت سے نازل کیا ہے۔ اس کے لیے زمین کی برکات مسخر فرمائیں جو دسترخوان سے نیچے گرنے والے ٹکڑوں کو اٹھالیتا ہے رب تعالیٰ اس کی لغزشیں معاف کردیتا ہے''۔

بزار نے ضعیف سند سے اور الطبرانی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اپنے کھانے کو قابو میں رکھو۔ تمہارے لیے اس میں برکت ڈال دی جائے گی'' ابراہیم بن عبداللہ بن جنید نے کہا ہے ''میں نے بعض اہل علم سے سنا ہے۔ انہوں نے اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ اس جگہ ''الارغفہ'' کی تصغیر ہے۔ النہایہ میں ہے کہ امام اوزاعی سے روایت ہے کہ یہ الارغفہ کی تصغیر ہے۔''

امام بخاری اور امام ترمذی نے حضرت سھل بن سعد سے روایت کیا ہے کہ ان سے عرض کی گئی کہ کیا آپ نے میدہ کی روٹی دیکھی تھی۔ انہوں نے فرمایا "آپ نے میدہ کی روٹی نہ دیکھی تھی حتیٰ کہ آپ کا وصال ہوگیا۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کے زمانہ میں چھاننیاں تھیں" انہوں نے فرمایا "ہمارے پاس چھاننیاں نہیں تھیں" ان سے عرض کی گئی "تم جو کے ساتھ کیا کرتے تھے؟" انہوں نے کہا "ہم ان میں پھونک مارتے تھے جو کچھ اڑنا ہوتا وہ اڑ جاتا پھر ہم اسے گوندھ لیتے تھے۔

امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نرم روٹی تناول نہیں فرمائی"۔

ابو داؤد اور امام ترمذی نے الشمائل میں حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا۔ اس پر کھجور رکھی اور فرمایا" یہ اس کا سالن ہے"

ابن سعد نے حضرت سھل بن سعد سے رویت کیا ہے کہ ان کو میدہ کی رکابی بطور تحفہ پیش کی گئی۔ انہوں نے فرمایا" یہ کیا ہے؟ میں نے اسے پہلے نہیں دیکھا۔ ان سے عرض کی گئی "کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے تناول نہیں فرماتے تھے؟ انہوں نے فرمایا "نہیں! آپ نے تو اسے اپنی چشمان مقدس سے دیکھا بھی نہ تھا۔ آپ کے لیے جو پیسے جاتے تھے۔ انہیں دو بار پھونک ماری جاتی تھی پھر انہیں رکھ دیا جاتا تھا۔ آپ تناول فرمالیتے تھے۔

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد ہمایوں میں چھاننیاں نہیں ہوتی تھیں ہم پھونک مار کر چھلکے اڑا دیتے تھے۔"

حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ان چھنے جو کھاتے تھے۔ واللہ اعلم

تنبیہ

ہمارے شیخ ابوالفضل احمد بن خطیب نے کہا ہے "میں نے جستجو کی کہ کیا آپ کی روٹی کے ٹکڑے چھوٹے تھے یا بڑے میں نے بڑی جستجو کے بعد کچھ نہ پایا وہ روایت جس میں ہے "روٹی کو چھوٹا کیا کرو۔ ان کی تعداد زیادہ کرو۔ ان میں تمہارے لیے برکت ڈال دی جائے گی" اسے دیلمی نے روایت کیا ہے لیکن اس کی سند کمزور ہے۔

❀❀❀❀

تیسرا باب

جانوروں کا گوشت تناول فرمانا

اس باب میں کئی انواع ہیں:

❶ بکری کا گوشت تناول فرمانا اور اس کے بازو کو پسند فرمانا

امام بخاری اور امام ترمذی نے شمائل میں اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا۔ آپ کی خدمت میں بازو پیش کیا گیا۔ آپ کو بازو کا گوشت بہت پسند تھا۔ آپ دندان مبارک سے اس سے گوشت کھا رہے تھے۔"

امام احمد، ابو داؤد اور امام ترمذی نے شمائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "آپ کو بازو کا گوشت بہت پسند تھا بالخصوص بکری کے بازو کا گوشت بہت مرغوب تھا۔"

بزار نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری ذبح کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے حکم دیا کہ اسے پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ سارا گوشت پڑوس میں تقسیم کر دیا گیا۔ میں بازو اٹھا کر آپ کی خدمت میں لے گیا بازو کا گوشت آپ کو بہت پسند تھا۔ جب آپ تشریف لائے تو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی "اس بکری کے گوشت میں ہمارے پاس صرف بازو رہ گیا ہے" آپ نے فرمایا "سارا گوشت باقی ہے سوائے بازو کے۔"

امام ترمذی نے حسن سند سے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بکری کا بازو بہت پسند تھا۔ آپ کبھی کبھار ہی گوشت پاتے تھے آپ کو پسند تھا کہ جلد پکا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے۔"

ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کندھے کا گوشت بہت پسند تھا۔" ابن ماجہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب بھی گوشت کی طرف دعوت دی گئی۔ آپ نے قبول کر لی۔ جب بھی گوشت کو بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے قبول کر لیا۔"

امام مسلم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ کی خدمت میں گائے کا گوشت پیش کیا گیا۔ آپ سے عرض کی گئی "یہ حضرت بریرۃ کو بطور صدقہ پیش کیا گیا ہے۔" آپ نے فرمایا: "یہ اس کے لیے صدقہ اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔"

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا" ہم حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے آپ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا۔ صحابہ کرام اسے جلدی کھانے لگے۔ آپ نے فرمایا" گوشت پشت کا گوشت ہوتا ہے۔
امام حاکم اور امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" میں نے آپ کی خدمت میں بکری کا بچہ پیش کیا۔ آپ نے میری طرف نظر کرم کی اور فرمایا" تم جانتے ہو کہ ہم گوشت سے کتنا پیار کرتے ہیں۔"
ابونعیم نے حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" حضور اکرم ﷺ کو بازو اور کندھے کا گوشت پسند تھا" الطبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" بکری کے اگلے حصے کا گوشت آپ کو بہت پسند تھا۔"
امام بخاری، امام مسلم اور حمیدی نے حضرت عمر بن امیہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ آپ بکری کے کندھے کا گوشت کاٹ رہے تھے اور اسے کھا رہے تھے۔ نماز کے لیے اذان دی گئی آپ نے وہ چھری پھینک دی جس کے ساتھ کاٹ رہے تھے۔ پھر اٹھ کر نماز پڑھی۔ آپ نے وضو نہ کیا۔
امام احمد، امام بیہقی اور امام نسائی نے حضرت ضبیعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنے گھر بکری ذبح کی۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی طرف یہ پیغام بھیجا" اپنی بکری میں سے ہمیں بھی کھلانا" انہوں نے قاصد سے عرض کی "ہمارے پاس صرف گردن رہ گئی ہے ہمیں حیاء آتی ہے کہ ہم اسے بارگاہ رسالت مآب میں پیش کریں۔" قاصد واپس آ گیا اور آپ کو بتایا آپ نے اسے فرمایا" واپس جاؤ اور انہیں کہو کہ وہی بھیج دیں۔ یہ بکری کا آگے رہنے والا حصہ ہے۔ یہ بکری کا وہ حصہ ہے جو بھلائی کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ یہ اذیت سے دور ہوتا ہے۔"

❷ گوشت کے خشک ٹکڑے تناول فرمانا

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک درزی نے آپ کی دعوت کی۔ کھانا تیار کیا۔ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ گیا۔ اس نے آپ کو جو کی روٹی کدو کا شوربہ اور گوشت کے خشک ٹکڑے پیش کیے۔"
امام نسائی نے حضرت عبدالرحمان بن عابس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" ہم نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے قربانی کے گوشت کے بارے پوچھا انہوں نے فرمایا" ہم ایک ماہ تک جانور کے پائے آپ کے لیے رکھتے تھے۔ پھر آپ انہیں تناول فرمالیتے تھے۔"
ابن ماجہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" ہم پائے بچا لیتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ قربانی کے پندرہ روز بعد انہیں تناول فرماتے تھے۔"
ابوالشیخ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" ہم نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ خشک گوشت

کے ٹکڑے کھائے۔" چاروں آئمہ نے ایک شخص سے روایت کیا ہے اس نے کہا" میں حضور اکرم ﷺ کے لیے بکری ذبح کی ہم مسافر تھے۔ آپ نے فرمایا" اس کا گوشت اچھی طرح بناؤ" میں مدینہ طیبہ تک آپ کو وہی گوشت کھلاتا رہا۔"

۳ بھونا ہوا گوشت تناول فرمانا

امام احمد، ابن ماجہ اور ترمذی نے شمائل میں حارث بن جزء زبیدی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" ہم نے مسجد نبوی میں آپ کے ساتھ بھونا ہوا گوشت کھایا۔ ہم نے سنگریزوں سے ہاتھ صاف کیے پھر اٹھ کر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

ابو یعلیٰ اور امام نسائی نے الکبریٰ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" مجھے والد گرامی نے حکم دیا کہ میں حریرہ تیار کروں، میں نے حریرہ بنایا انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اسے بارگاہ رسالت مآب میں پیش کرو۔ میں اسے آپ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا" جابر! تمہارے پاس کیا ہے؟ کیا گوشت ہے؟" میں نے عرض کی" نہیں" میں اپنے والد گرامی کے پاس آیا۔ انہوں نے فرمایا" کیا حضور اکرم ﷺ نے دیکھا تھا۔ میں نے عرض کی" ہاں! آپ نے مجھے فرمایا" جابر! کیا یہ گوشت ہے؟ والد گرامی نے فرمایا" شاید آپ کو گوشت کی خواہش تھی۔" انہوں نے ہمیں گھریلو بکری ذبح کرنے کا حکم دیا۔ اسے ذبح کیا گیا۔ انہوں نے حکم دیا تو اسے بھونا گیا۔ پھر مجھے حکم دیا میں اسے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ نے مجھے پوچھا" جابر! تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے بتایا تو آپ نے فرمایا" اللہ تعالیٰ انصار پر رحم کرے۔ ان کو ہمارے طرف سے جزائے خیر دے خصوصاً عبد اللہ بن عمرو بن حرام اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کو۔

امام بخاری، امام مسلم اور امام نسائی نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" میں حضور اکرم ﷺ کے لیے بکری کے پیٹ کا گوشت بھونا کرتا تھا۔ پھر آپ نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔"

امام ترمذی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں بھونا ہوا پہلو پیش کیا۔ آپ نے اس میں سے تناول فرمایا۔ پھر نماز کے لیے اٹھے آپ نے وضو نہ کیا۔"

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا" ایک رات مجھے آپ کا مہمان بننے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نے بکری کے پہلو کو بھوننے کا حکم دیا۔ آپ نے چھری لی اور اس میں سے کاٹ کر کھانے لگے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے آذان دی۔ آپ نے چھری پھینک دی اور فرمایا اس کی خیر! اسے کیا ہو گیا ہے؟"

۴ اونٹ کا گوشت تناول فرمانا

امام نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ کی قربانی کے لیے ایک سو اونٹ یمن سے لے کر آئے۔ آپ نے ان میں سے تریسٹھ (63) اونٹ ذبح کیے۔ آپ نے حضرت علی

کو ایک اونٹ میں شامل کر لیا۔ پھر ہر ایک اونٹ سے ایک ایک ٹکڑا لیا۔ اسے ہنڈیا میں ڈال کر پکایا گیا۔ حضور اکرم ﷺ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کا گوشت تناول فرمایا اور شوربہ پیا۔ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

۵ سمندری مچھلی کا گوشت کھانا

امام بخاری، امام مسلم اور ابن ابی عمر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "ہم خبط کے سریہ میں روانہ ہوئے۔ ہمارے امیر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے۔ ہمیں بہت زیادہ بھوک لگی۔ سمندر نے ہمارے لیے ایک مچھلی پھینک دی۔ اتنی بڑی مچھلی ہم نے کبھی نہ دیکھی تھی اسے عنبر کہا جاتا تھا حضرت ابو عبیدہ نے فرمایا: "اس میں سے کھاؤ" ہم نے اس میں سے کھایا اور تیل لگایا۔ ہم نصف ماہ تک اس سے ہی کھاتے رہے۔ حضرت ابو عبیدہ نے اس کی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی لی۔ اور ایک سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ اس کی آنکھ کی جگہ میں پانچ افراد بیٹھ جاتے تھے۔ جب ہم مدینہ طیبہ پہنچے تو ہم نے اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب میں کیا۔ آپ نے فرمایا "کھاؤ، وہ ایسا رزق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے نکالا ہے۔ ہمیں بھی کھلاؤ۔ اگر تمہارے پاس موجود ہے۔" ہم نے اس میں سے کچھ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے اس میں سے تناول فرمایا۔

دار قطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم ایک غزوہ میں گئے ہمیں بھوک لگی۔ حتیٰ کہ ہمیں ایک ایک یا دو دو کھجوریں ملتی تھیں۔ اسی اثناء میں کہ ہم سمندر کے کنارے پر تھے کہ سمندر نے ایک مچھلی باہر پھینکی لوگوں نے اس کی چربی کو جیسے چاہا کاٹا۔ وہ ایک پہاڑی کی طرح تھی۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب صحابہ کرام آپ کی خدمت میں آئے تو انہوں نے اس کے بارے آپ سے عرض کی۔ آپ نے ان سے فرمایا "کیا تمہارے پاس اس میں سے کچھ ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی "ہاں! انہوں نے آپ کو پیش کی اور آپ نے اس میں سے تناول فرمایا۔"

۶ مکڑی تناول فرمانا

پانچوں آئمہ اور ابو نعیم نے الطب میں، ابن حبان نے حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "ہم نے آپ کے ساتھ سات یا چھ غزوات میں شرکت کی ہم آپ کے ساتھ مکڑیاں کھاتے تھے" ابو نعیم نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن مجھے بھیجا کرتی تھیں میں ان کے لیے مکڑیاں لے کر آتا تھا۔ وہ انہیں تیل میں بھونتیں تھیں پھر آپ کی خدمت میں پیش کرتی تھیں۔ آپ انہیں تناول فرما لیتے تھے۔"

۷ گھوڑے کے گوشت کے بارے

الطبرانی نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ کے عہد ہمایوں میں گھوڑا ذبح

کیا۔اسے ہم نے اور آپ کے اھل بیت نے کھایا۔"

۸ مرغی کا گوشت تناول فرمانا

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" میں نے آپ کی زیارت کی آپ اس وقت مرغی کا گوشت تناول فرما رہے تھے۔"

ابن عدی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آپ مرغی کا گوشت تناول فرمانے کا ارادہ فرماتے تو اس کے باندھنے کا حکم ارشاد فرماتے۔اسے کچھ دنوں کے لیے باندھا جاتا پھر آپ اسے تناول فرما لیتے۔

ابن ضحاک نے ان سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مرغی کھانے کا ارادہ فرماتے تو اسے تین دن تک روکے رکھتے۔"

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" میں نے آپ کی زیارت کی۔اس وقت آپ مرغی کھا رہے تھے۔"

۹ سرخاب کا گوشت تناول فرمانا

ابوداؤد، ترمذی، بیہقی، محاملی اور ابن عدی نے حضرت سفینہ آپ کے غلام سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:
"ہم نے آپ کے ساتھ سرخاب کا گوشت کھایا۔"

دارقطنی نے الافراد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" مجھے میری امی جان حضرت ام سلیم نے بھونا ہوا پرندہ دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا چار روٹیاں بھی ساتھ بھیجیں۔میں انہیں آپ کی خدمت میں لے آیا۔آپ نے فرمایا" ان کو بلاؤ جو ہمارے ساتھ اس پرندے میں سے کھائیں" حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں آئے گا کہ وہ پرندہ سرخاب تھا۔"

۱۰ خرگوش کا گوشت تناول فرمانا

صحاح ستہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا:" مرالظہران کے مقام پر ہم نے ایک خوگوش کو بھگایا قوم اس کے پیچھے بھاگی مگر وہ اسے نہ پا سکی میں نے اسے پالیا اور اسے پکڑ لیا۔میں اسے لے کر حضرت ابوطلحہ کے پاس آیا۔انہوں نے اسے پتھر کی چھری سے ذبح کیا۔میں نے اسے بھونا حضرت ابوطلحہ نے اس کی ایک ران دے کر مجھے بارگاہ رسالت مآب میں بھیجا۔آپ نے اسے قبول فرمایا اور اسے تناول فرمایا۔"

دارقطنی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:" اس وقت آپ کی خدمت میں خوگوش

پیش کیا گیا جبکہ میں سوئی ہوئی تھی۔ آپ نے اس کی ایک ران میرے لیے رکھ دی جب میں جاگی تو آپ نے وہ مجھے کھلائی۔"

ابو داؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا اس نے آپ کو خرگوش پیش کیا۔ میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اس سے نہ تو تناول فرمایا اور نہ ہی اس سے منع کیا انہوں نے ذکر کیا کہ اسے ماہواری کا خون آرہا تھا۔"

ابن ماجہ نے حضرت خزیمہ بن جزء سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم خرگوش کے بارے آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا "میں اسے نہ کھاتا ہوں نہ ہی اسے حرام کرتا ہوں" میں نے عرض کی: "میں اس وقت تک اسے کھالوں گا جب تک آپ اسے حرام نہیں فرمائیں گے" میں نے عرض کی "یارسول اللہ! کیوں؟ آپ نے فرمایا "اس کا خون بہ رہا ہے۔"

زاد المعاد میں ہے "آپ نے اونٹ، بھیڑ، مرغی، سرخاب، جنگلی گدھے، خرگوش اور سمندری مچھلی کا گوشت کھایا۔"

۱۱ چکور کا گوشت تناول فرمانا

امام ترمذی، امام حاکم اور ابن السنی اور ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھونا ہوا چکور پیش کیا گیا آپ نے یہ دعا مانگی "مولا! اس آدمی کو بھیج دے جو تجھے ساری مخلوق سے پیارا ہو وہ میرے ساتھ پرندہ کھائے" حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آگئے اور انہوں نے اس میں سے تناول فرمایا۔

۱۲ پہاڑی بکری کا گوشت تناول فرمانا

ابو اسحاق المذکی نے امالیہ میں حضرت حازم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے بارگاہ رسالت مآب میں وہ جانور پیش کیا جسے میں نے شکار کیا تھا۔ وہ پہاڑی بکری تھی۔ میں نے اسے بطور ھدیہ آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے اسے قبول فرمالیا۔ اس میں سے تناول فرمایا۔ مجھے عدنی عمامہ پہنایا۔ مجھے فرمایا "تمہارا کیا نام ہے؟ میں نے عرض کی "حازم" آپ نے فرمایا "تم حازم نہیں بلکہ مطعم ہو۔"

۱۳ جنگلی گدھے کا گوشت تناول فرمانا

امام بخاری نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں صحابہ کرام کے ساتھ اس شاہراہ پر بیٹھا ہوا تھا جو مکہ مکرمہ کی طرف جاتی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آگے خیمہ زن تھے۔ صحابہ کرام نے احرام باندھ رکھے تھے۔ میں احرام کے بغیر ہی تھا۔ انہوں نے ایک جنگلی گدھا دیکھا میں اپنے جوتے درست کرنے میں مشغول تھا۔ انہوں نے مجھے اس کے بارے نہ بتایا۔ انہیں پسند تھا کہ میں اسے دیکھ لوں۔ میں نے توجہ کی تو اسے دیکھ لیا۔ میں اپنے گھوڑے کی

طرف اٹھا۔ اس پر زین کسی پھر سوار ہوگیا۔ میں کوڑا اور نیزہ بھول گیا۔ میں نے انہیں کہا "مجھے کوڑا اور نیزہ پکڑاؤ۔ انہوں نے کہا "نہیں! بخدا! ہم اس ضمن میں تمہاری کچھ بھی مدد نہیں کریں گے۔ میں غصے میں ہوگیا۔ میں نیچے اترا۔ میں نے کوڑا اور نیزہ لیا۔ سوار ہوگیا۔ جنگلی گدھے کے پیچھے بھاگا اس پر حملہ کر کے اس کی کونچیں کاٹ دیں۔ میں لے آیا اب اس کی روح نکل چکی تھی وہ بحث کرنے لگے کہ اسے وہ حالتِ احرام میں اسے کھائیں یا نہیں۔ ہم آگے روانہ ہوئے۔ میں نے اس کا بازو اس کے لیے چھپا دیا۔ ہم نے آپ کی زیارت کر لی اور اس ضمن میں آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا "کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے عرض کی 'ہاں' میں نے آپ کو بازو پیش کر دیا۔ آپ نے حالت احرام میں اسے تناول فرما لیا۔"

۱۴ دماغ (مغز) تناول فرمانا

ابو بکر احمد بن مروان المالکی الدینوری نے المجالسہ میں معن بن کثیر سے اور انہوں نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد نے بارگاہ رسالت مآب میں ایک پلیٹ اور ایک پیالہ پیش کیا جو مغز سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے پوچھا ابو ثابت! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی "مجھے اس ذاتِ والا کی قسم جس نے آپ کو حق کے مبعوث کیا ہے میں نے چالیس جانوروں کو ذبح کیا۔ میں نے چاہا کہ آپ کو مغز سے سیر کروں۔" آپ نے اس میں سے تناول فرمایا اور انہیں دعائے خیر سے نوازا۔" ابراہیم بن حبیب نے لکھا ہے "میں نے سنا ہے کہ خیزران نے یہ روایت سنی تو حضرت سعد کی اولاد میں بہت مال تقسیم کیا۔ اس نے کہا "میں اس عمدہ عمل کی جزاء دے رہی ہوں جسے حضرت سعد نے حضور اکرم ﷺ کے لیے سرانجام دیا تھا۔"

تنبیہات

۱ حضرت شعبہ کو شک ہے کہ آپ نے کتنے غزوات میں مکڑی کھائی تھی۔

۲ التوربشتی اور الحافظ وغیرھما نے لکھا ہے کہ شاید انہوں نے معیت سے مراد صرف غزوات کی معیت مراد لی ہو نہ کہ مکڑی کھانے کی۔ توربشتی نے کہا ہے "یعنی انہوں نے مکڑی کھائی۔ جبکہ آپ ان کے ساتھ تھے یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے ان کے ہمراہ اسے کھایا ہو۔ ابو نعیم نے جو روایت ابن ابی اوفی سے لکھی ہے وہ بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔ توربشتی نے پہلے موقف کو راجح قرار دیا ہے۔ کیونکہ اکثر روایات اس زیادتی سے خالی ہیں۔ کیونکہ ابو داؤد نے حضرت سلمان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا حضور اکرم ﷺ سے مکڑی کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "میں نہ اسے کھاتا ہوں نہ ہی اسے حرام کرتا ہوں" الحافظ نے لکھا ہے کہ صحیح موقف یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے اگر کہا جائے کہ صحیح حدیث کو اس جیسی حدیث کی وجہ سے کیسے ترک کیا جا سکتا ہے تو ہم کہیں گے "ہم نے اسے ترک نہیں کیا۔ ہم نے اس کی تاویل کی ہے تا کہ ساری روایات میں موافقت پیدا ہو سکے۔ جو روایت ہم نے پیش کی ہے وہ کلی طور واضح ہے۔ اسے اس روایت سے رد نہیں کیا جا سکتا جس میں خفاء اور التباس ہے۔"

علامہ الطیبی نے لکھا ہے کہ پہلی تاویل بعید ہے کیونکہ معیت کا تقاضا ہے کہ فعل میں مشارکت ہو جیسے کہ ان کے اس فرمان میں ہے "ہم آپ کے ساتھ کسی غزوہ میں روانہ ہوئے" اس امر سے مطلق خالی روایت دو امور کا احتمال رکھتی ہے۔ یہ مقیدہ ہے اسے مقید پر ہی محمول کیا جائے گا حضرت سلمان سے مروی روایت کو امام بغوی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ جس نے یہ روایت کیا ہے کہ آپ مکڑی نہیں کھاتے تھے یہ آپ کے نہ کھانے کی خبر دینا ہے کیونکہ وہ آپ کے ساتھ نہ تھا۔ اس نے اس امر کا مشاہدہ نہیں کیا تھا کلام ایک لفظ میں ان کے ساتھ ہو گیا۔

۳ ابن عدی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ سے گوہ کے بارے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا "میں نہ اسے کھاتا ہوں نہ اسے حرام کرتا ہوں" جب مکڑی کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے اسی طرح جواب دیا الحافظ لکھتے ہیں "یہ روایت ثابت نہیں ہے کیونکہ اس روایت میں ثابت بن زھیر ہے جس کے بارے امام نسائی نے لکھا ہے کہ وہ ثقہ نہیں ہے۔

۴ امام نووی نے اجماع نقل کیا ہے کہ مکڑی کا کھانا حلال ہے لیکن ابن عربی نے شرح ترمذی میں ایک فصل باندھی ہے جس میں حجاز اور اندلس کی مکڑیوں کے مابین فرق کیا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ اندلس کی مکڑی کو نہ کھایا جائے کیونکہ یہ سراپا نقصان ہے۔

الحافظ نے لکھا ہے "اگر ثابت ہو جائے کہ یہ کھانے والے کو نقصان دیتی ہے کہ اس میں کوئی خاص علامت ہوتی ہے جو دوسرے شہروں کی مکڑیوں میں نہیں پائی جاتی تو اس استثناء کا تعین ہو جائے گا۔

۵ ابن جوزی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ روایت جس میں کہ آپ نے سرخاب کھایا تھا وہ موضوع ہے۔ الحافظ صلاح الدین علائی نے ان کا رد کیا ہے انہوں نے لکھا ہے "اس روایت کی بہت سی اسنادیں اکثر بے کار ہیں کچھ ضعیف کے قریب ہیں اور اکثر وہ ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں جس کی وجہ سے یہ حسن کے درجہ تک پہنچ جاتی ہیں اس روایت پر وضع کا حکم لگانا بہت دور کی بات ہے انہوں نے اس پر حکم لگایا ہے۔"

❀❀❀❀

چوتھا باب

مختلف کھانے تناول فرمانا

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

❶ حلوہ کھانا

الحافظ ابوالحسن بلاذری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت ام ایوب رضی اللہ عنہا سے کہا گیا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سا کھانا پسند تھا؟" انہوں نے فرمایا "میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی خصوصی کھانے کا حکم دیا ہو۔ نہ ہی آپ نے کبھی کسی کھانے کی مذمت بیان کی۔ لیکن حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ ایک رات انہوں نے آپ کے ساتھ کھانا کھایا۔ اس پیالے کو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے بھیجا تھا۔ اس میں حلوہ تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ بڑے شوق سے وہ حلوہ تناول فرما رہے تھے کسی اور کھانے کو آپ اتنے شوق سے تناول نہیں فرماتے تھے۔ ہم آپ کے لیے یہی بناتے تھے"۔

❷ ہریسہ تناول فرمانا

ابن ضحاک نے مطر الوراق سے روایت کیا ہے کہ جب آپ پچھنے لگواتے تھے تو آپ کے لیے ہریسہ تیار کیا جاتا تھا۔ علامہ بلاذری نے حضرت ام ایوب رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "ہم آپ کے لیے ھریسہ تیار کرتے تھے ہم دیکھتے تھے کہ آپ اسے بڑے شوق سے تناول فرماتے تھے۔ آپ کے رات کے کھانے میں پانچ سے لے کر دس افراد تک شرکت کرتے تھے۔

محمد بن عمر اسلمی نے لکھا ہے کہ جب آپ وادی القریٰ فروکش ہوئے۔ بنو عریض یہودی نے آپ کو ہریسہ پیش کیا۔ آپ نے اسے کھایا اور انہیں چالیس وسق عطا کیے یہ ان پر جاری تھے۔ اسی لیے ایک یہودی عورت کہتی تھی "محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے جو کچھ رواں کیا ہے وہ اس چیز سے بہتر ہے جس کے وہ اپنے آباء سے وارث بنے۔ کیونکہ یہ چیز تا روز حشر ان کے لیے جاری رہے گی"۔

حضرت اسعد بن زرارہ کبھی کبھی رات کے وقت آپ کے لیے ہریسہ بھیجا کرتے تھے۔ جب وہ رات آتی جس میں ان کے گھر سے ہریسہ آنے کی امید ہوتی تو آپ پوچھتے "کیا حضرت اسعد کا پیالہ آیا ہے؟ جب کہا جاتا "ہاں" تو فرماتے "اسے لے آؤ" ہم جانتے تھے کہ وہ آپ کو بہت پسند تھا ہریسہ وہ کھانا ہوتا تھا جسے دانوں کو کوٹ کر اور ان میں گوشت ملا کر تیار کیا جاتا تھا"۔

۳ حیس اور وطیہ

حمیدی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا ''کیا کھانا ہے؟'' میں نے عرض کی ''ہاں!'' میں نے حیس سے لبریز پیالہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ہم نے آپ کے لیے چھپا کر رکھا تھا۔ آپ نے اپنا دستِ اقدس اس میں ڈالا اور تناول فرمایا۔''

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ''ہمیں حیس بطور ھدیہ پیش کیا گیا۔ میں نے اس میں سے کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے چھپا دیا آپ حیس کو پسند فرماتے تھے میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں حیس بطور ھدیہ بھیجا گیا ہے میں نے اس میں سے کچھ آپ کے لیے چھپایا ہوا ہے۔'' آپ نے فرمایا اسے لے آؤ۔ میں نے صبح کے وقت تو روزہ رکھا تھا'' پھر فرمایا ''نفلی روزہ کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اپنے مال میں سے صدقہ نکالے۔ اگر چاہے تو اسے آگے بھیج دے اور چاہے تو اسے روک کے رکھے۔''

امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن بسر سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے تو میرے والد گرامی نے آپ کو کھانا اور وطیہ پیش کیا۔ آپ نے اس میں سے کھایا'' حیس اس حلوے کو کہا جاتا ہے جس کو کھجور، پنیر اور گھی ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ کھجور کے دانے سے گھٹلی نکال لی جاتی ہے پھر دودھ سے گوندھا جاتا ہے اس کھانے کو وطیہ کہا جاتا ہے۔

۴ جشیشہ تناول فرمانا

امام مسلم نے حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا میں نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری نظر کمزور ہوگئی ہے۔۔۔ اس روایت میں ہم نے آپ کو اس جشیشہ کے لیے روک لیا جسے ہم نے آپ کے لیے تیار کیا تھا۔''

ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''ہم نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا جس میں دشیشہ تھا۔''

جشیشہ یا دشیشہ بھی حلوہ کی ایک قسم ہے۔ اس کے لیے پہلے گندم کو موٹا موٹا پیسا جاتا ہے۔ اسے ہانڈی میں پکایا جاتا ہے پھر گوشت یا کھجور ڈالی جاتی ہے پھر اسے پکایا جاتا ہے۔

۵ حریرہ اور عصیدہ تناول فرمانا

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خادمہ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ آپ کے لیے حریرہ

بناتی تھیں۔ وہ آپ کو پیش کرتیں اور آپ اس کو تناول فرماتے۔ آپ کے ساتھ صحابہ کرام بھی تھے۔ تھوڑا سا حریرہ باقی تھا۔ ایک اعرابی آپ کے پاس سے گزرا۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے یاد فرمایا۔ اعرابی نے سارا حریرہ ہاتھ پر اٹھالیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے فرمایا "اسے رکھ دو۔ اللہ تعالیٰ کا نام لو۔ قریب سے کھاؤ" وہ اس سے سیراب ہوگیا اور اس سے کچھ بچ بھی گیا۔"

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میرے والد گرامی نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا تاکہ آپ کو کھانے کی دعوت دوں۔ آپ میرے ہمراہ تشریف لے آئے جب آپ ہمارے گھر کے قریب ہوئے تو میں نے جلدی کی اور اپنے والدین کو آگاہ کیا۔ وہ دونوں باہر نکلے آپ کا استقبال کیا۔ آپ کے لیے ایک زبیریہ کپڑا بچھایا گیا۔ آپ نے اس پر تشریف رکھی۔ میرے والد گرامی نے میری امی جان سے کہا "کھانا لے آؤ" وہ ایک پیالہ لے آئیں اس میں آٹا تھا جسے پانی اور نمک سے گوندھا گیا تھا میں نے اسے آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اسی کی اطراف سے کھاؤ۔ اس کی چوٹی کو چھوڑ دو۔ برکت اسی میں ہے" آپ نے کھانا تناول فرمایا۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ کھایا کھانا پھر بھی بچ گیا۔ آپ نے یہ دعا مانگی:

اللھم اغفر لھم وارحمھم وبارك علیھم ووسّع علیھم فی ارزاقھم۔

حریرہ سے مراد وہ مٹھائی ہے جسے دودھ سے بنایا جائے عصیدہ سے مراد وہ مٹھائی ہے جسے آٹے سے بنایا جائے۔

❻ ثرید تناول فرمانا

ابوداؤد اور امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کو روٹی اور حیس کی ثرید سب سے زیادہ پسند تھی۔"

امام احمد، امام حاکم اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو ثُفل بہت پسند تھا۔ امام بیہقی نے لکھا ہے کہ ثُفل سے مراد آٹا اور وہ چیز ہے جسے پیا نہ جاسکے۔"

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں اور آپ کا درزی غلام آپ کی خدمت میں آئے۔ آپ کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا جس میں ثرید تھی حضور اکرم ﷺ اس میں سے کدو تلاش کرنے لگے۔"

ابن عدی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کی خدمت میں ثرید کا پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: "اس کی اطراف سے کھاؤ۔ اس کے وسط سے نہ کھاؤ اس کی برکت اس کے وسط میں نازل ہوتی ہے۔"

حضرت زید بن ثابت سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب آپ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو سب سے پہلے میں نے کھانے کا پیالہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ اس میں گھی اور روٹی کی ثرید تھی۔ میں نے اسے آپ کے سامنے رکھ دیا عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! میری امی جان نے یہ پیالہ بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تم میں اور تمہاری امی جان میں برکت

دے" آپ نے صحابہ کرام کو بلایا۔ سب نے مل کر کھایا۔

ابو بکر شافعی نے حضرت عکراش بن ذویب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" حضور اکرم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں لے گئے۔ پوچھا" کیا کھانا ہے؟ ہمیں ایک ایسا پیالہ پیش کیا گیا جس میں بہت زیادہ گھی اور چربی تھی۔ ہم اس میں سے کھانے لگے۔ حضور انور ﷺ نے اپنے سامنے سے کھایا میرا ہاتھ اس کی اطراف میں گھومتا تھا۔ آپ نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرا دایاں ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر فرمایا" عکراش! ایک ہی جگہ سے کھاؤ یہ ایک کھانا ہے"۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت واثلہ بن الاسقع سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" میں اہل صفہ میں سے تھا۔ ایک دن آپ نے روٹی منگوائی اسے پیالے میں توڑا۔ اس میں گرم پانی ڈالا پھر اس میں چربی ڈالی پھر اسے باریک کیا اسے نرم کیا اور اسکی ثرید بنائی پھر مجھے فرمایا" جاؤ اور اہل صفہ میں سے دس افراد کو بلاؤ۔ تم ان میں سے دسویں ہو" میں انہیں لے آیا"۔ ابن عساکر اور ابن نجار نے ان سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

۷ پنیر تناول فرمانا

مسدد، ابو داؤد، ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تبوک میں آپ کی خدمت میں پنیر پیش کیا گیا جس کو عیسائی بناتے تھے عرض کی گئی" یہ وہ کھانا ہے جسے مجوس بناتے ہیں" آپ نے چھری منگوائی۔ اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور اسے کاٹ دیا۔ طیالسی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ فتح مکہ کے روز آپ نے پنیر دیکھا۔ آپ نے پوچھا" یہ کیا ہے؟" صحابہ کرام نے عرض کی" یہ وہ کھانا ہے جسے عجمی بناتے ہیں" آپ نے فرمایا" اس میں چھری رکھو اور اسے کھاؤ"۔

امام احمد محمد بن عمر اسلمی اور امام بیہقی نے ان سے روایت کیا ہے کہ غزوہ تبوک میں آپ کی خدمت میں پنیر پیش کیا گیا۔ آپ نے پوچھا" یہ کہاں بنتا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی" فارس میں" ہمارا خیال ہے کہ وہ شاید اس میں مردار ڈالتے ہیں۔ آپ نے فرمایا" کھاؤ" دوسری روایت میں ہے" اس میں چھری رکھو۔ اللہ تعالیٰ کا نام لو اور کھاؤ"۔

۸ جو کی روٹی پگھلی ہوئی چربی کے ساتھ

امام بخاری نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو جو کی روٹی اور پگھلی ہوئی چربی پہ دعوت دی گئی۔

۹ خزیرہ تناول فرمانا

امام بخاری اور امام برقانی نے حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی" میری بینائی کمزور ہو گئی ہے۔ سیلاب آتا ہے۔ وہ میرے اور میری قوم کی مسجد

کے مابین حائل ہو جاتا ہے۔ اسے عبور کرنا میرے لیے مشکل ہوتا ہے۔ آپ تشریف لائیں میرے گھر میں نماز ادا فرمائیں میں اسے اپنا مصلیٰ بنا لوں گا وہاں نماز پڑھا کروں گا'' آپ نے فرمایا ''میں اسی طرح کروں گا۔ دوسرے روز جب سورج کافی بلند ہو گیا تو حضور اکرم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ آپ نے اذن طلب فرمایا۔ میں نے اجازت دے دی آپ بیٹھے نہ تھے کہ آپ نے فرمایا ''تم اپنے گھر میں کہاں نماز پڑھنا چاہتے ہو؟'' میں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں مجھے نماز پڑھنا پسند تھا۔ آپ اٹھے تکبیر کہی ہم نے آپ کے پیچھے صفیں باندھ لیں۔ آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں میں نے خزیرہ کے لیے آپ کو روک لیا جسے میں نے آپ کے لیے تیار کیا تھا'' خزیرہ ایک قسم کا حلوہ تھا۔

۱۰ مکھن کھجور کے ساتھ تناول فرمانا

ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت بسر رضی اللہ عنہ کے دونوں فرزندوں سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے ہم نے آپ کو مکھن اور کھجور پیش کی۔ آپ مکھن اور کھجور پسند فرماتے تھے۔

۱۱ دودھ، کھجور کے ساتھ

امام احمد اور ابونعیم نے حسن سند کے ساتھ بعض صحابہ کرام سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم ﷺ دودھ کو کھجور کے ساتھ جمع فرماتے تھے۔ آپ انہیں ''الاطیبین'' فرماتے تھے۔

ابن السنی نے، ابراہیم اور امام حاکم نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم ﷺ دودھ اور کھجور کو ''الاطیبین'' فرماتے تھے۔

۱۲ کالی مرچ اور تیل تناول فرمانا

ابو یعلی، الطبرانی اور امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ ان کی دادی جان حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا۔ انہوں نے فرمایا ''میرے پاس حضرات حسن بن علی، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم تشریف لائے۔ انہوں نے فرمایا ''ہمارے لیے وہ کھانا تیار کرو جسے حضور اکرم ﷺ پسند فرماتے تھے اور محبت سے کھاتے تھے'' انہوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہا ''بیٹے! آج ایسے کھانے کی تمنا نہ کرو'' انہوں نے جو لیے۔ انہیں صاف کیا اس سے روٹی پکائی اسے طبق میں رکھا۔ زیتون کا تیل بطور سالن دیا اس پر کالی مرچیں چھڑک دیں یہ کھانا ان کے قریب کیا اور کہا ''حضور ﷺ یہ کھانا بہت پسند فرماتے تھے اسے محبت سے کھاتے تھے''

۱۳ حلوہ اور شہد

امام ترمذی اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور

اکرم ﷺ حلوہ اور شہد پسند فرماتے تھے۔''

ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا آپ کی خدمت میں شہد پیش کیا گیا۔ آپ نے ہم سب کو ایک ایک چمچ بھر کر دیا۔ آپ نے مجھے بھی ایک چمچ دیا۔ میں نے عرض کی'' یارسول اللہ ﷺ ایک اور چمچ عطا فرمائیں'' آپ نے فرمایا'' ایک اور'' میں نے عرض کی'' ہاں''۔

۱۴ میٹھا گوند

ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دومۃ کے اکیدر نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں میٹھے گوند کا ایک گھڑا پیش کیا۔ آپ نے اپنے صحابہ کرام کو ایک ایک ٹکڑا عطا کیا پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ پر نظر کرم فرمائی اور ایک ٹکڑا عطا کیا انہوں نے عرض کی: '' یارسول اللہ ﷺ! آپ نے یہ مجھے عطا فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا: '' یہ حضرت عبد اللہ کی بیٹیوں کے لیے ہے۔''

۱۵ خبیص تناول فرمانا

حارث نے منقطع سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ ابن ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے شہد، گھی اور گندم ملا کر خبیص تیار کیا۔ ایک پیالہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں پیش کیا۔ آپ نے پوچھا'' یہ کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کی'' یارسول اللہ ﷺ عجمی لوگ گندم، گھی اور شہد کو ملا کر یہ تیار کرتے ہیں۔ اسے خبیص کہتے ہیں'' آپ نے اس میں سے تناول فرمایا۔

الطبرانی نے الثلاثۃ میں الصغیر اور الاوسط کے راوی ثقہ ہیں، بقی بن مخلد اور امام حاکم نے حضرت عبد اللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ مربد کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو دیکھا جو ایسی اونٹنی کو ہانک رہے تھے جس پر سفید آٹا، گھی اور شہد تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا'' اسے بٹھا دو'' انہوں نے اونٹنی کو بٹھایا۔ آپ نے اس کے لیے دعائے خیر فرمائی۔ انہوں نے ہنڈیا منگوائی اسے آگ پر رکھا۔ اس میں گھی، آٹا اور شہد ڈالا۔ اس پر آگ جلائی گئی۔ جب وہ پک گیا تو اسے اتار لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا'' کھاؤ'' حضور اکرم ﷺ نے خود بھی اس سے تناول فرمایا۔ پھر فرمایا'' اہل فارس اسے خبیص کہتے ہیں۔''

۱۶ شکر تناول فرمانا

برقانی نے کمزور سند سے موسیٰ بن جعفر بن محمد سے وہ اپنے والد سے اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے شکر کے ساتھ خربوزہ یا تربوز کھایا۔

۱۷ سرکہ تناول فرمانا

ابن ابی شیبہ اور امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے۔ مجھے اشارہ فرمایا میں اٹھ کر آپ کی خدمت میں گیا۔ آپ نے میرا بازو تھاما۔ ہم آگے بڑھے۔ حتیٰ کہ کسی ام المومنین رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں داخل ہو گئے پہلے آپ اندر گئے۔ پھر مجھے اذن دیا۔ میں اندر گیا۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے پردہ کرلیا تھا۔ آپ نے اپنے اہل بیت سے پوچھا "کیا کھانا ہے؟" انہوں نے عرض کی "ہاں" آپ کے پاس تین روٹیاں لائیں گئیں۔ انہوں نے انہیں کسی چیز پر رکھا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روٹی لی۔ اسے اپنے سامنے رکھ لیا دوسری روٹی لی۔ اسے میرے سامنے رکھا۔ تیسری روٹی کے دو حصے کیے۔ آدھا اپنے سامنے اور آدھا میرے سامنے رکھ دیا۔ پھر فرمایا "کیا سالن ہے؟ انہوں نے عرض کی "ہمارے پاس صرف سرکہ ہے۔ آپ نے سرکہ منگوایا۔ روٹی تناول فرمانے لگے فرمایا "سرکہ کتنا عمدہ سالن ہے۔ سرکہ کتنا عمدہ سالن ہے؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" جب سے میں نے آپ کی زبان اقدس سے یہ سنا تو میں سرکہ سے محبت کرنے لگا۔

امام ترمذی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور سراپا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا "سرکہ عمدہ سالن ہے۔"

امام ترمذی نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے حسن روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ آپ نے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کے لیے ہے؟ انہوں نے عرض کی "صرف خشک روٹی کے ٹکڑے اور سرکہ ہے" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اسے قریب کرو۔ جس گھر میں سرکہ کا سالن ہو وہ غریب نہیں ہوتا۔"

احمد بن منیع نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرکہ کھایا۔ ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسندیدہ سالن سرکہ تھا۔"

۱۸ ستو کھانے کے بارے

حمیدی، امام بخاری اور امام نسائی نے سوید بن نعمان الانصاری سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ خیبر کی طرف نکلے جب ہم صہباء پہنچے یا اس کے مابین تھوڑی سی مسافت رہ گئی۔ آپ نے زاد راہ منگوایا۔ صرف ستو ہی آپ کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ آپ نے انہیں چبایا۔ آپ کے ساتھ ہم نے بھی انہیں چبایا آپ نے کلی کی۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ کلی کی۔ پھر آپ نے نماز مغرب ادا کی ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کی۔ ہم نے وضو نہ کیا۔

⑲ کھجور کو روٹی کے ساتھ کھانا

ابو یعلیٰ، امام احمد نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا۔ پھر کھجور لی اسے اس ٹکڑے پر رکھا اور فرمایا ''یہ اس کا سالن ہے۔''

⑳ تل تناول فرمانا

ابو نعیم نے الطب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی عیادت کی۔ آپ دراز گوش پر سوار تھے۔ آپ نیچے تشریف لائے۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں تل اور کھجوریں پیش کیں۔ حتیٰ کہ آپ نے تناول فرمائے۔ جب اٹھنے لگے تو ان کے لیے دعائے خیر کی۔

اسی کتاب میں روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائیں'' آپ ان کے ساتھ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں تل اور کھجوریں پیش کیں۔ پھر دودھ کا پیالہ پیش کیا۔ آپ نے اس میں سے نوش فرمایا۔''

㉑ گھی اور پنیر تناول فرمانا

امام بخاری، امام مسلم اور برقانی اور ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ کی خدمت میں گھی، پنیر اور گوہ پیش کی گئی۔ آپ نے گھی اور پنیر تناول فرمالیا لیکن گوہ نہ کھائی۔ آپ نے فرمایا ''اس چیز کو میں نے کبھی نہیں کھایا اور جو اسے کھانا چاہتا ہے وہ کھالے'' آپ کے دستر خوان پر اسے کھالیا گیا۔''

ابراہیم حربی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ''آپ نے پنیر کا ٹکڑا تناول فرمایا پھر نماز پڑھ لی آپ نے وضو نہ فرمایا۔''

تنبیہات

① حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ''حضرت جبرائیل امین نے مجھے ہریسہ کھلایا تاکہ رات کے قیام پر مجھے تقویت مل سکے۔'' اس روایت کو الطبرانی نے محمد بن حجاج اللخمی کی سند سے روایت کیا ہے اس نے ہی اسے گھڑا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت کو دارقطنی نے نقل کیا ہے انہوں نے اسے منکر اور باطل لکھا ہے۔ موسیٰ بن ابراہیم اور دیگر راوی کمزور ہیں ان سے استدلال نہیں ہوسکتا۔ خطیب نے لکھا ہے ''موسیٰ بن ابراہیم مجہول ہے یہ حدیث باطل ہے۔ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت جابر بن سمرہ سے انہوں نے روایت کیا ہے۔

② علامہ خطابی کو علامہ قاضی نے ''سرکہ کتنا عمدہ سالن ہے'' کی شرح میں لکھا ہے کہ آپ نے کھانے میں ...

تعریف فرمائی۔لذیذ کھانوں سے نفس کو روکا۔عبارت کی تقدیر یوں ہے"سرکہ اور اس جیسی دوسری چیزوں کو سالن بناؤ۔جن سے مشقت کم ہو۔جو کم یاب نہ ہوں۔خواہشات میں مقابلہ نہ کیا کرو۔یہ دین میں فساد پیدا کرتی ہیں۔جسم کو بیمار کرتی ہیں"امام نووی نے ان کی گرفت کی ہے۔انہوں نے لکھا ہے"چاہیے کہ یقین یہ رکھا جائے کہ آپ نے سرکہ کی ہی تعریف کی ہے۔جب کھانے میں میانہ روی اور خواہشات کو ترک کرنا دیگر فرامین سے عیاں ہے۔"ابن قیم نے لکھا ہے"خاص حال کے تقاضا کے مطابق یہ اس کی تعریف ہے۔کسی دوسری چیز پر اسے فضیلت نہیں دی گئی جسے کہ بعض علماء نے گمان کیا ہے۔

۳ ابو سلمان نے لکھا ہے ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ پنیر کفار قوم بناتی تھی۔وہ پھونکیں مار کر اسے جماتے تھے۔پنیر کی صنعت میں بعض مسلمانوں نے بھی ان کے ساتھ شرکت کر لی تھی۔آپ نے ظاہر حال کے مطابق اسے مباح قرار دیا۔کفار کے ساتھ مسلمانوں کی شراکت کی وجہ سے اسے کھانے سے نہ روکا۔"

الامتاع میں ہے"ابو سلیمان کا یہ دعویٰ کہ مسلمان پنیر کے عمل میں کفار کے ساتھ مشارکت کرتے تھے،اسے نقل پر موقوف کیا جائے گا۔اس وقت ایران اور شام میں ایک مسلمان بھی نہ تھا۔غور کر لو"میں کہتا ہوں"یہ ظاہر ہے۔اس میں کوئی شک نہیں۔"

۴ حلوہ۔یہ الف ممدودہ اور مقصورہ کے ساتھ ہے۔علامہ خطابی نے لکھا ہے"حلوہ کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جس میں صنعت کا دخول ہو۔ابن سیدہ نے لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ چیز ہے جسے کھانے میں سے مضبوط بنا لیا جائے پھل پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔علامہ خطابی نے لکھا ہے"حلوہ سے آپ کی محبت خواہشات کی کثرت پر دلالت نہیں کرتی۔یہ اس امر پر دلالت نہیں کرتی کہ آپ کا نفس شدت سے اسے چاہتا تھا۔جب آپ کو حلوہ پیش کیا جاتا تو آپ اسے محبت سے تناول فرماتے تھے۔جس سے یہ علم ہو جاتا کہ آپ کو پسند ہے الحافظ نے لکھا ہے"ثعالبی کی کتاب فقہ اللغۃ میں ہے کہ وہ حلوہ جسے آپ پسند فرماتے تھے اس کا نام المجیع ہے۔اس سے مراد کھجوروں کو دودھ میں ملانا ہے۔

❁❁❁❁

پانچواں باب

آپ کے پسندیدہ پھل

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

۱ جب کوئی نیا پھل پیش کیا جاتا تو آپ کیا فرماتے اور کرتے

امام بیہقی اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کی خدمت میں نیا پھل پیش کیا جاتا آپ یہ دعا مانگتے ''مولا! جیسے کہ تو ہمیں اس کی ابتداء دکھائی ہے۔ اسی طرح اس کا آخر بھی دکھانا۔''

ابن اعرابی اور دار قطنی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''میں نے آپ کی زیارت کی جب آپ کی خدمت میں نیا پھل پیش کیا جاتا تو آپ اسے چشمانِ مقدس پر رکھ لیتے، پھر اسے اپنے لبوں پر رکھتے۔ پھر یہ دعا مانگتے ''مولا! جس طرح تو نے ہمیں اس کی ابتداء دکھائی ہے۔ اسی طرح اس کا آخر بھی دکھا'' پھر وہ پھل اس بچے کو دے دیتے جو آپ کے قریب ہوتا۔''

الطبرانی نے الکبیر اور الصغیر میں صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''جب آپ کی خدمت میں نیا پھل پیش کیا جاتا تو آپ اسے قبول فرمالیتے اسے اپنی چشمان مقدس پر رکھتے پھر یہ دعا مانگتے ''جیسے تو نے ہمیں اس کی ابتداء کھلائی ہے اسی طرح اس کا آخر بھی کھلا، پھر اپنے اہل میں سے کسی بچے کو کھلا دیتے۔ یا اس بچے کو دے دیتے جو آپ کے پاس حاضر ہوتا۔''

برقانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کی خدمت میں نیا پھل پیش کیا جاتا تو اسے قبول فرمالیتے اور اپنی چشمان مقدس پر رکھتے۔

۲ کھجوریں آنے پر مبارک

بزار نے حسان بن سیاہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور ابن لال نے مکارم الاخلاق میں حضرت انس اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ''جب کھجوریں آئیں تو مجھے مبارک باد دینا، دوسرے الفاظ یہ ہیں ''جب کھجوریں آئیں تو مجھے آگاہ کرنا جب بھی جائیں تو میرے ساتھ افسوس کرنا۔''

۳ کھجوریں تناول فرمانا

ابن ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جس گھر میں کھجور نہیں ہوتی اس کے اہل بھوکے رہتے ہیں۔ جس گھر میں سرکہ نہیں ہوتا اس کے اھل سالن سے محروم رہتے ہیں۔ جس گھر میں بچے نہیں ہوتے اس میں برکت نہیں ہوتی تم میں سے بہتر وہ ہوتا ہے جو اپنے اھل خانہ کے لیے بہتر ہوتا ہے۔ میں اپنے اہل کے لیے تم سب سے بہترین ہوں۔"

ابوداؤد، طیالسی نے صحیح سند کے ساتھ اور ابویعلیٰ نے حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ میری امی جان نے ان کے لیے کپڑا بچھایا۔ آپ اس پر جلوہ افروز ہو گئے۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں کھجوریں پیش کیں۔ آپ انہیں تناول فرمانے لگے۔ آپ گٹھلیوں کے بارے فرماتے "اس طرح" آپ گٹھلیوں کو سبابہ اور وسطیٰ انگلیوں میں رکھتے جاتے۔"

ابوداؤد نے یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کو دیکھا آپ نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا۔ اسے کھجور پر رکھا۔ اور فرمایا "یہ اس کا سالن ہے" اس روایت کو الطبرانی نے حضرت عبداللہ بن سلام سے، حضرت زید بن ثابت سے اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ابن سعد نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "آپ کی خدمت میں کھجوریں پیش کی گئیں آپ نے وہ ہدیہ قبول فرمالیا۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ پنڈلیوں اور رانوں کو اٹھا کر بیٹھے ہوئے تھے اور انہیں تناول فرما رہے تھے۔"

انہوں نے علی بن الاثیر سے روایت کیا ہے کہ حضرت انس نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجوریں کھا رہے تھے جب سوکھی کھجور آئی تو آپ نے اسے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ ایک شخص نے عرض کی "یہ کھجور جو باقی رہ گئی ہے آپ مجھے عطا فرما دیں۔ آپ نے فرمایا "میں تمہارے لیے وہ چیز پسند نہیں کروں گا جسے اپنے لیے ناپسند کرتا ہوں۔"

ابن حبان نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "آپ کو عجوہ کھجور سب سے زیادہ پسند تھی۔"

ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "آپ کی خدمت میں عتیق کھجوریں پیش کی گئیں۔ آپ انہیں دیکھنے لگے اور سوس (کھجور کو لگنے والا کیڑا) باہر نکالنے لگے۔"

۴ انگور تناول فرمانا

ابن ماجہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "آپ کی خدمت میں طائف کے انگور پیش کیے گئے۔ آپ نے مجھے یاد فرمایا۔ آپ نے فرمایا "یہ انگور کا گچھا لو اور اسے اپنی امی جان کو دے آؤ"۔ میں نے وہ

انگور رستہ میں ہی کھالیا۔ جب کچھ راتوں کے بعد آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا "کچھے کا کیا کیا؟ اپنی امی جان کو دے آئے تھے؟" میں نے عرض کی "نہیں" آپ نے فرمایا "دھوکہ۔"

الطبرانی، ابن عدی اور ابوبکر شافعی نے ضعیف سند کے ساتھ، ابوشیخ اور امام بیہقی نے قوی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کی زیارت کی۔ آپ انگور کھا رہے تھے۔ آپ ایک ایک دانہ اتارتے اور اپنے منہ مبارک میں لے جاتے حتیٰ کہ انگور کا گچھا ختم ہوگیا۔"

ابن السنی اور ابونعیم نے الطب میں امیہ بن زید العبسی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھلوں میں سے انگور اور تربوز پسند تھے۔"

۵ انجیر کھانا

ابن السنی اور ابونعیم نے الطب میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "آپ کی خدمت میں انجیر کا طبق پیش کیا گیا۔ آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا "کھاؤ۔ اگر میں کہتا کہ کوئی پھل جنت سے اترا ہے جس میں گٹھلی نہیں ہے تو میں کہتا کہ وہ انجیر ہے۔ یہ بواسیر کو ختم کرتا ہے اور نقرس میں نفع بخش ہے۔"

۶ کشمش تناول فرمانا

امام احمد نے حضرت انس اور دیگر صحابہ کرام سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ کو کشمش پیش کی آپ نے اسے تناول فرمایا۔ فارغ ہو کر فرمایا "پاکباز افراد نے تمہارا کھانا کھایا۔ ملائکہ نے تمہارے لیے دعا کی اور روزہ داروں نے تمہارے ہاں روزہ افطار کیا۔"

۷ بہی دانہ پسند فرمانا

الطبرانی نے ثقہ افراد سے روایت کیا ہے (لیکن علی القرشی ثقہ نہیں ہے) کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بہی دانہ پیش کیا جسے وہ طائف سے لے آئے تھے۔ آپ نے اسے تناول فرمایا آپ نے فرمایا "یہ سینے کی گھٹن کو دور کرتا ہے اور دل کو صاف کرتا ہے۔"

الطبرانی، حاکم اور ضیاء نے المختارہ میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ آپ کے دست اقدس میں بہی دانہ تھا۔ آپ نے اسے میری طرف پھینکا اور فرمایا "طلحہ! یہ لو۔ یہ دل کو صاف کرتا ہے" دوسرے الفاظ میں ہے "یہ دل کو قوی کرتا ہے نفس کو پاک کرتا ہے اور سینے کی گھٹن کو دور کرتا ہے۔"

ابن السنی اور ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں طائف سے بہی دانہ

لے کر آیا۔ اسے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے اسے تناول فرمایا۔ فرمایا "اسے کھاؤ یہ دل کو صاف کرتا ہے سینے کی گھٹن کو دور کرتا ہے۔"

۸ انار تناول فرمانا

ابن حبان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یوم عرفہ کو آپ کی خدمت میں انار پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے کھایا۔

۹ شہتوت کھانا

خطیب نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کی زیارت کی آپ پیالہ میں شہتوت کھا رہے تھے۔"

۱۰ پیلو کا پھل

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم اور امام نسائی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "ہم مرالظہر ان میں آپ کے ہمراہ تھے۔ ہم پیلو کا پھل چن رہے تھے۔ آپ نے فرمایا "کالے چننا یہ بہت لذیذ ہوتے ہیں۔ جس دور میں گلہ بانی کرتا تھا۔ تو میں یہ کھایا کرتا تھا۔ میں نے عرض کی "کیا آپ بکریاں بھی چراتے تھے؟ آپ نے فرمایا "ہر نبی نے گلہ بانی کی ہے۔"

۱۱ سونٹھ

امام ترمذی، ابن السنی، ابو نعیم، ابن الاعرابی، حاکم اور ابن عدی نے عمرو بن حکام کی اسناد سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "ہندوستان کے کسی بادشاہ نے آپ کو کچھ تحائف بھیجے جن میں سونٹھ کا ایک گھڑا بھی تھا۔ آپ نے ہر ہر آدمی کو ایک ٹکڑا دیا۔ مجھے بھی ایک ٹکڑا عطا کیا۔"

۱۲ پستہ اور بادام

ابن عساکر نے بکی کی سند سے حضرت دحیہ سے روایت کیا ہے مگر اس کی سند ضعیف ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں شام سے آیا۔ میں نے آپ کی خدمت میں خشک پھل پیش کیے ان میں پستہ اور بادام اور کیک تھے۔ آپ نے یہ دعا مانگی: "مولا! میرے اہلِ خانہ میں سے پسندیدہ ترین شخص کو لے آ جو میرے ساتھ کھائے۔" حضرت عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ "چچا! قریب ہو جائیں۔" انہوں نے بیٹھ کر یہ اشیاء کھائیں۔

۱۳ کھجور کا گابھہ

برقانی اور بغوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کھجور کا گابھہ کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا ''میں ایسے درخت کو دیکھتا ہوں جو ہر وقت مومن کی طرح پھل دیتا رہتا ہے۔''

امام بخاری، عبدالرحمان بن حمید، ابن اعرابی اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''میں بارگاہ رسالتمآب میں حاضر تھا۔ آپ کھجور کا گابھہ تناول فرما رہے تھے'' دوسری روایت میں ہے ''میں نے آپ کی زیارت کی'' آپ کھجور کا گابھہ تناول فرما رہے تھے۔''

۱۴ کھجور اور خربوزہ

امام احمد، ابن ماجہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''مجھے میری امی جان حضرت ام سلیم نے ایک تھال دے کر بھیجا جس میں تر کھجوریں تھیں۔ آپ مٹھی بھر بھر کر ازواج مطہرات کے ہاں بھیجتے رہے۔ پھر بیٹھ گئے اور بقیہ کھجوریں یوں تناول فرمالیں گویا کہ آپ کو بھوک لگی تھی۔''

امام احمد نے حضرت ام سلمیٰ بنت قیس الانصاریہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ہمارے انگور لٹکے ہوئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر ان سے تناول فرمانے لگے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی ان میں سے کھائے۔''

ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''آپ کی خدمت میں تر کھجوروں کا ایک تھال پیش کیا گیا۔ آپ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ مٹھی بھر بھر کر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ہاں بھیجنے لگے۔ پھر بڑے شوق سے خود تناول فرمانے لگے۔ گٹھلیاں بائیں دست اقدس میں پکڑنے لگے۔ گھریلو جانور گزرا تو آپ نے گٹھلیاں اس کے سامنے پھینک دیں۔ وہ انہیں کھا گیا۔

ابو داؤد اور امام ترمذی نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجوروں کے ساتھ خربوزہ تناول فرماتے تھے۔ آپ فرماتے ''اس کی گرمی اس کی ٹھنڈک کو ختم کر دے گی۔''

ابن ماجہ نے حضرت سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تر کھجوریں خربوزہ کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔''

ابو داؤد طیالسی اور امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تر کھجوریں کھائیں اور پانی نوش فرمایا۔ آپ نے فرمایا ''یہ وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے تم سے سوال ہوگا۔''

ابویعلی، امام احمد اور امام ترمذی نے شمائل میں، امام نسائی نے الکبریٰ میں، حاکم اور ابن سعد نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کی زیارت کی۔ آپ تر کھجوروں کو خربوزہ کے ساتھ ملا کر کھا رہے تھے۔"

برقانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھلوں میں سے تر کھجوریں اور خربوزہ پسند تھے۔"

امام نسائی، امام احمد اور ابن السنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کی زیارت کی آپ تر کھجوروں کو خربوزہ کے ساتھ ملا کر کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "اس کی ٹھنڈک اس کی گرمی کو اور اس کی گرمی اس کی ٹھنڈک کو ختم کر دے گی۔"

ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تر کھجوریں یا خربوزہ تناول فرماتے تھے" راوی احمد بن جنید کو شک ہے۔

ابوشیخ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں جب آپ کی خدمت میں تر کھجوریں پیش کرتا تو آپ تر کھجوریں کھا لیتے۔ آدھی کچی کھجوریں چھوڑ دیتے۔"

الطبرانی، ابوشیخ، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "آپ کے دائیں دستِ اقدس میں تر کھجوریں تھیں خربوزہ بائیں دستِ اقدس میں تھا۔ آپ تر کھجوروں کو خربوزہ کے ساتھ کھا رہے تھے آپ کو یہ پھل بہت پسند تھے" اس روایت کو ابن عدی نے یوسف بن عطیہ الصفار کی سند سے روایت کیا ہے یہ متروک تھا۔

ابن عدی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "تر کھجور اور خربوزہ آپ کے پسندیدہ پھل تھے۔"

⑮ کھیرا، تر کھجور کے ساتھ، نمک کے ساتھ اور ثرید کو شہد کے ساتھ تناول فرمانا

مالک نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "غزوہ بنی انمار میں ہم آپ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ میں ایک درخت کے نیچے تھا کہ اچانک آپ تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سایہ میں تشریف لے آئیں" آپ تشریف لائے میں اپنے توشہ دان کے پاس گیا۔ وہاں سے کچھ تلاش کیا مجھے کھیرا ملا۔ میں نے اسے توڑا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کر دیا۔ آپ نے پوچھا "تمہیں یہ کہاں سے ملا؟ میں نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم مدینہ طیبہ سے ہی اسے لے کر نکلے تھے۔"

امام ترمذی نے شمائل میں، امام الطبرانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا

"آپ کو کھیرا پسند تھا۔"

بقی بن مخلد اور امام ترمذی نے حضرت ربیع بن معوذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کو کھیرا پسند تھا۔"

امام احمد، ابو داؤد طیالسی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کی زیارت کی۔ آپ تر کھجوریں اور خربوزہ تناول فرما رہے تھے" طیالسی نے یہ اضافہ کیا ہے" آپ نے فرمایا" یہ عمدہ چیزیں ہیں۔"

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کو دیکھا۔ آپ کھیرا تر کھجور کے ساتھ کھا رہے تھے۔"

ابن عدی نے ضعیف سند کے ساتھ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" جب بھی آپ کھیرا تناول فرماتے آپ نمک لگا کر تناول فرماتے۔"

خطابی نے اپنی غریب میں ام المومنین سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کھیرا اور ثرید کو شہد کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔

تنبیہات

١. امام بیہقی نے الشعب میں لکھا ہے" آپ نے اپنی مبارک انگلیوں میں گٹھلیاں پکڑی تھیں اس میں حکمت یہ ہے کہ آپ نے منع فرمایا تھا کہ کھجوریں کھانے والا تھال میں گٹھلیاں نہ رکھے۔ حکیم ترمذی نے اس کی یہ حکمت بیان کی ہے۔ "کبھی کبھی تھوک اور منہ کی رطوبت گٹھلی کے ساتھ مل جاتی ہے اگر اسے تھال میں رکھا جائے تو نفس اس سے کراہت محسوس کرتے ہیں۔

٢. حضرت جبرائیل امین بارگاہ رسالت مآب میں انگور کا گچھا لے کر آئے۔ عرض کی" رب تعالیٰ آپ پر سلام بھیجتا ہے۔ اس نے اس گچھے کے ساتھ مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تا کہ آپ اسے تناول فرمائیں۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے پکڑ لیا" الطبرانی نے اس روایت کو حضرت ابن عباس اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آپ سے روایت کیا ہے کہ آپ اپنے دائیں دست اقدس میں تر کھجوریں پکڑتے تھے اور بائیں دست اقدس میں خربوزہ پکڑتے تھے۔ آپ کھجوریں خربوزہ کے ساتھ کھاتے تھے۔ یہ پھل آپ کو بہت پسند تھے۔ اس روایت کو الطبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اس کی سند میں یوسف بن عطیہ ہے جو متروک ہے۔ انہوں نے اسے حضرت عبداللہ بن جعفر سے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں احرم بن حوشب ہے۔ یہ بھی متروک ہے۔"

❁❁❁❁

چھٹا باب

پسندیدہ سبزیاں

اس باب میں کوئی انواع ہیں۔

① ثرید

ابو شیخ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ثرید بہت زیادہ پسند تھی"
امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے ابو محمد کو سناوہ کہہ رہے تھے" میں نے ابن اسحاق سے سناوہ کہہ رہے تھے کہ الثفل سے مراد ثرید ہے۔"

② پکے ہوئے پیاز

امام احمد، امام بیہقی، ابو داؤد، امام نسائی اور امام ترمذی نے شمائل میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ نے آخری کھانا پکا ہوا پیاز کھایا تھا۔ امام بیہقی نے لکھا ہے کہ اسے ہنڈیا میں پکایا گیا تھا۔
امام بخاری نے المفرد اور ابن ضحاک نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "آپ نے وصال سے قبل یوم جمعۃ المبارک کو ہنڈیا میں پکا ہوا پیاز کھایا تھا۔"

③ اروی سبزی

الامتاع میں ہے کہ دولابی نے کہا ہے کہ اہل ایلہ نے آپ کی خدمت میں اروی پیش کی۔ آپ نے اسے تناول فرمایا، اسے عجیب سمجھا۔ آپ نے فرمایا: "یہ کیا ہے؟" انہوں نے کہا: "یہ زمین کی چربی ہے۔" آپ نے فرمایا: "زمین کی چربی کتنی عمدہ ہے۔"

④ کدو

امام مالک، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک درزی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی۔ اس نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا۔ میں آپ کے ساتھ گیا۔

اس نے آپ کی خدمت میں جو کی روٹی اور کدو کا شوربہ اور خشک گوشت پیش کیا۔ حضرت انس نے فرمایا "میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ پیالے کے ارد گرد کدو تلاش کر رہے تھے میں بھی کدو تلاش کر کے آپ کے سامنے رکھنے لگا۔ میں خود نہیں کھا رہا تھا۔ اس روز سے میں بھی کدو سے محبت کرنے لگا۔"

امام ترمذی نے ابو طالوت سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں حضرت انس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کدو تناول فرما رہے تھے۔ وہ فرماتے "اے کدو! میں تم سے اس لیے محبت کرتا ہوں کیونکہ میں نے دیکھا حضور اکرم ﷺ تم سے محبت کرتے تھے۔"

امام احمد، ابن ابی شیبہ، امام نسائی اور ابن ابی خیثمہ نے حضرت جابر بن طارق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ آپ کے سامنے کدو کٹا ہوا پڑا تھا۔ میں نے عرض کی: "یہ کیا ہے؟" آپ نے فرمایا: "ہم اپنا اکثر کھانا اسی سے بناتے ہیں۔"

امام احمد اور ابن ابی خیثمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو کھانوں میں سے کدو بہت پسند تھا۔

ابن ضحاک نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "عائشہ! جب کھانا پکاؤ تو اس میں کدو زیادہ ڈالا کرو یہ قلب حزین کو تقویت دیتا ہے۔"

ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "اگر ہمارے پاس کدو ہوتا تو ہم اسے حضور اکرم ﷺ کے لیے بچا لیتے تھے۔"

دیلمی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ اکثر کدو تناول فرماتے تھے۔ آپ فرماتے تھے "یہ دماغ کے مادہ کو زیادہ کرتا ہے عقل میں اضافہ کرتا ہے۔"

۵ زیتون کے تیل میں پکا ہوا سلق، کالی مرچیں، مسالہ اور جو کا آٹا

حضرت سھل بن سعد ساعدی سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم جمعۃ المبارک کے روز بہت خوش ہوتے تھے۔" عرض کی گئی: "کیوں؟" انہوں نے فرمایا: "ایک بڑھیا تھی وہ بضاعۃ کی طرف جاتے ہوئے سلق کی جڑیں لاتی۔ اسے ہنڈیا میں ڈالتی وہ جو پیس کر اس پر ڈالتی۔ بخدا! اس میں نہ جو ہوتے تھے نہ ہی چربی" ہم نماز جمع پڑھتے اور اس کی طرف لوٹ آتے تھے۔"

امام ترمذی نے حضرت ام منذر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ہمارے انگور لٹکے ہوئے تھے آپ ان میں سے تناول

فرمانے لگے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی ان سے کھانے لگے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا "رکو! علی! تم کو ابھی صحت ملی ہے اور تم کمزور ہو" حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے۔ حضور اکرم ﷺ تناول فرمانے لگے۔ میں نے آپ کے لیے سلق اور جو بنائے۔ آپ نے فرمایا "علی! یہ کھاؤ یہ تمہارے موافق ہیں۔"

تنبیہات

❶ حافظ ابوبکر برقانی نے لکھا ہے کہ مجھ سے حضرت ابوبکر اسماعیل نے پوچھا "حضور اکرم ﷺ کے پیالے میں کدو تلاش کرنے اور اس کے اس فرمان کے مابین تطابق کیسے ہو سکتا ہے "اپنے سامنے سے کھاؤ" مجھے کوئی جواب نہ آیا۔ میں نے پوچھا "استاذ اس کے بارے کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا "کدو کی روایت اس درزی کے بارے جس نے خصوصاً آپ کے لیے کھانا بنایا تھا۔ جو اس طرح کھانا ہو اس میں سے جستجو کر کے کھانا روا ہوتا ہے۔ جو اس طرح کھانا نہ ہو اس میں سے سامنے سے ہی کھانا چاہیے۔"

ابن ضحاک نے لکھا ہے "ایک احتمال یہ بھی ہے کہ ان دونوں امور کو اس طرح جمع کیا جا سکتا ہے کہ اس سے ممانعت اس گھن کی وجہ سے ہے جو اس شخص کو آتی ہے جو اس کے ساتھ مل کر کھا رہا ہوتا ہے حضور اکرم ﷺ کو جہاں تشریف لے جاتے وہ جگہ سراپا برکت بن جاتی۔ برکت کی امیدیں لگ جاتیں۔ کھانے میں جہاں ہاتھ لگ جاتا برکت کے سرچشمے پھوٹ نکلتے۔ جہاں دستِ اقدس لگ جاتا ہر ایک کی تمنا ہوتی کہ وہاں سے کھائے اس دستِ اقدس میں جسے اس کے خالق نے پاک کر دیا ہو۔ جسے اس کے بنانے والے نے سراپا کرم بنایا ہو اور اس ہاتھ میں کتنا فرق ہے جو صرف نام میں مشارکت رکھتا ہے۔ آپ کا دستِ اقدس ہر فضیلت و کرامت میں بلند ترین تھا۔ رب تعالیٰ جسے چاہتا ہے۔ اپنی رحمت کے ساتھ مختص کر لیتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔"

❷ الحافظ ابن عمر نے لکھا ہے "ایمان کا تقاضا ہے کہ ہر اس چیز سے محبت کی جائے۔ جس سے آپ محبت کرتے تھے۔ جو عمل آپ فرماتے تھے اس کی اتباع کی جائے کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اس کے بعد میں کدو سے پیار کرنے لگا۔"

❁❁❁❁

ساتواں باب

پسندیدہ کھانے

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

ثرید

ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روٹی کی ثرید اور حیس (حلوہ) کی ثرید بہت پسند تھی۔

۲ کدو

حارث بن ابی اسامہ نے معاویہ بن صالح سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضرت انس رضی اللہ عنہ کدو سے بہت زیادہ پیار فرماتے تھے۔ ان سے عرض کی گئی" آپ کدو سے اتنا پیار کیوں کرتے ہیں؟" انہوں نے فرمایا" میں اس سے اس لیے محبت کرتا ہوں کیونکہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ کدو سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے۔"

حضرت انس سے روایت ہے کہ آپ کدو کو بہت پسند فرماتے تھے۔ امام احمد نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (حناء، ریحان وغیرہ) کی مکی بہت پسند تھی۔ سبزیوں میں سے آپ کو کدو بہت زیادہ پسند کرتے تھے۔ امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے کہ آپ کو کدو بہت پسند تھا۔

۳ حلوہ اور شہد

امام بخاری، ابوبکر شافعی اور ابن الاعرابی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ حلوہ اور شہد پسند فرماتے تھے۔

۴ مکھن اور کھجور

حضرت بسر رضی اللہ عنہ کے دونوں فرزندوں سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ہم نے آپ کو مکھن اور کھجوریں پیش کیں۔

⑤ دستی کا گوشت

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا۔ آپ نے اس کا بازو اٹھالیا۔ آپ کو بازو بہت مرغوب تھا۔

⑥ پشت کا گوشت

حمیدی اور الطبرانی نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "سب سے بہترین یا عمدہ گوشت پشت کا گوشت ہوتا ہے۔

امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" آپ کو پسندیدہ ہڈی (گوشت) بکری کا گوشت اور اس کے پہلو کا گوشت زیادہ پسند تھا۔

ابن السنی اور ابونعیم نے الطب میں اور امام بیہقی نے مجاہد سے مرسل اور الطبرانی نے عبداللہ بن محمد سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کا اگلا حصہ بہت پسند تھا۔

⑦ پھلوں میں سے آپ کو تر کھجور اور خربوزہ بہت پسند تھا

ابن عدی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" آپ کو پھلوں میں سے کھجور اور خربوزہ پسند تھے" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت ہے۔

تنبیہہ

حضرت بریدہ سے مرفوع روایت ہے کہ دنیا و آخرت میں سالنوں کا سردار گوشت ہے۔ دنیا اور آخرت میں مشروبات کا سردار پانی ہے۔ دنیا اور آخرت میں پھولوں کا سردار ریحان کی کلی ہے۔ اس روایت کو الطبرانی نے ثقہ راویوں سے رقم کیا ہے سوائے سعید بن عتیبہ کے۔

❀❀❀❀

آٹھواں باب

ناپسندیدہ کھانے

اس باب کی کئی انواع ہیں۔

❶ ناپسندیدہ سبزیاں

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ اور آپ کے صحابہ کرام خیبر میں پیاز کی فصل کے پاس سے گزرے۔ بعض صحابہ کرام نیچے اترے اور کھانے لگے بعض نے نہ کھائے۔ ہم آپ کی خدمت میں آئے آپ نے انہیں بلا لیا جنہوں نے پیاز نہیں کھائے تھے دوسروں کو پیچھے کر دیا حتیٰ کہ پیاز کی بو ختم ہو گئی تو دونوں کو ملا دیا۔

دار قطنی نے غرائب ملک میں، ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ لہسن، کراث اور پیاز نہ کھاتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ملائکہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور حضرت جبرائیل امین آپ سے شرفِ ہمکلامی حاصل کرتے تھے۔

ابن سعد نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''آپ کی خدمت میں کھانا بھیجا گیا۔ اس میں پیاز اور کراث ڈالا گیا تھا۔ اس میں آپ کے دستِ اقدس کے نشانات نہ تھے۔ آپ نے اسے کھانے سے انکار کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا مجھے ملائکہ سے حیاء آتی ہے۔ یہ حرام نہیں ہیں۔''

ان ہی سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا ''جب آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا جاتا تو آپ اس میں سے تناول فرما لیتے۔ پھر بقیہ ہماری طرف بھیج دیتے۔ ایک دفعہ آپ نے کھانا واپس کر دیا۔ اسے ہاتھ تک نہ لگایا تھا۔ میں نے کہا ''اس کھانے میں کچھ عجیب امر ہے'' میں نے آپ سے ملاقات کی۔ عرض کی ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے جو کھانا بھی آپ کی خدمت میں بھیجا جاتا تھا۔ آپ اس میں سے تناول فرما لیتے تھے لیکن آج آپ نے کھانا نہیں کھایا'' آپ نے فرمایا میں اس سبزی کو ناپسند کرتا ہوں۔ لیکن تم کھالو'' انہوں نے عرض کی ''جو آپ کو ناپسند ہے وہ مجھے بھی پسند نہیں۔''

ابن سعد نے حضرت سوید سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''آپ کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا جس میں لہسن ڈالا گیا تھا۔ آپ نے اس میں لہسن کی بو پا کر دستِ اقدس روک لیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنا ہاتھ روک لیا۔ صحابہ کرام نے بھی اپنے ہاتھ روک لیے'' آپ نے فرمایا ''تمہیں کیا ہوا ہے؟'' انہوں نے عرض کی ''آپ نے دستِ اقدس روکا

تو ہم نے بھی اپنے ہاتھ روک لیے" آپ نے فرمایا "تم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ۔ میرے ساتھ ایسی سرگوشیاں ہوتی ہیں جو تمہارے ساتھ نہیں ہوتیں۔"

۲ کون سے گوشت آپ کو ناپسند تھے

الطبرانی اور ابن عدی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کو بکرے کی سات چیزیں ناپسند تھیں۔ پتہ، مثانہ، آنتیں، ذکر، انثیین، غدود اور خون۔

الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو بکری کی سات اشیاء ناپسند تھیں۔ پتہ، مثانہ، آنتیں، ذکر، انثیین، غدود اور خون۔ آپ کو بکرے کا اگلہ حصہ پسند تھا۔ ابن السنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "آپ کو دونوں گردے ناپسند تھے۔ کیونکہ پیشاب ان سے ہو کر آتا ہے۔"

ابن ضحاک نے حضرت براء بن عازب سے روایت ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کو مردار خور پرندے اور درندے ناپسند تھے۔"

مسدد نے ثقہ راویوں سے ایک انصاری شخص سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے دل کا قرب کھانے سے منع فرمایا ہے۔

ابن ابی شیبہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت خزیمہ بن جزء سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا میں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! میں آپ سے زمین کی اجناس کے بارے پوچھنے آیا ہوں۔ آپ گوہ کے بارے کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا "میں اسے نہ کھاتا ہوں نہ ہی حرام کرتا ہوں" میں نے کہا "میں اس چیز کو کھاؤں گا جسے آپ نے حرام نہیں کیا" حضور اکرم ﷺ! کیوں؟ آپ نے فرمایا "سابقہ امم میں سے ایک امت مفقود ہو گی میں نے ایک مخلوق دیکھی جس نے مجھے شک میں ڈال دیا ہے" میں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! خرگوش کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا "میں اسے نہ کھاتا ہوں نہ ہی حرام کرتا ہوں۔" میں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ میں اسے کھاؤں گا جب تک کہ آپ اسے حرام نہ کر دیں۔ یارسول اللہ! کیوں؟ آپ نے فرمایا "مجھے بتایا گیا ہے کہ اسے خون آتا ہے۔"

ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "آپ کی خدمت میں خرگوش پیش کیا گیا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے اسے تناول نہ فرمایا نہ ہی اسے کھانے سے منع فرمایا۔ آپ نے فرمایا "مجھے بتایا گیا ہے کہ اسے حیض آتا ہے۔"

امام مالک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے پاس حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں حاضر ہوئے۔ یہ ان کی خالہ تھیں۔ آپ کی

خدمت میں پکایا ہوا گوہ پیش کیا گیا۔آپ نے اس کی طرف دستِ اقدس بڑھایا۔حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک خاتون بیٹھی ہوئی تھی اس نے کہا " آپ کو بتا دو کہ آپ کیا کھانا چاہتے ہیں؟ آپ سے عرض کی گئی " یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ گوہ ہے " آپ نے دستِ اقدس اٹھالیا۔آپ سے عرض کی گئی " کیا یہ حرام ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!؟ آپ نے فرمایا " نہیں! لیکن یہ میری قوم کی زمین میں پیدا نہیں ہوتی مجھے اس سے گھن آتی ہے " حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور کھانے لگے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔"

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا " آپ کی خدمت میں گھی، پنیر اور گوہ پیش کی گئی۔آپ نے گھی اور پنیر تناول فرمالیا اور فرمایا گوہ کو میں نہیں کھاتا جو اسے کھانا چاہے وہ کھالے " اسے آپ کے دستر خوان پر کھایا گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا " ایک پیالہ میں آپ کی خدمت میں سات گوہ پیش کیے گئے۔ان پر گھی نچوڑا ہوا تھا۔آپ نے فرمایا " کھاؤ " مگر خود نہ کھایا۔آپ سے عرض کی گئی " یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم اسے کھائیں حالانکہ آپ اسے نہیں کھا رہے؟ آپ نے فرمایا " مجھے اس سے گھن آتی ہے۔"

الطبرانی نے اسے ان افراد سے روایت کیا ہے جو صحیح کے راوی ہیں کہ ایک ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا " آپ کی خدمت میں گوہ پیش کی گئی۔آپ نے فرمایا " اسے کھاؤ، اس میں کوئی حرج نہیں لیکن یہ میری قوم کا کھانا نہیں ہے۔"

قاسم بن اصبغ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا " حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " ایک رات ہمارے پاس سفید گندم کی روٹی تھی جسے گھی لگا ہوا تھا۔ہم اسے کھانے لگے۔ایک شخص اٹھا۔اس میں اس روٹی کو ملا۔ پھر اسے بارگاہ رسالت مآب میں پیش کیا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " تمہارا گھی کس چیز میں تھا؟ " اس نے کہا: " گوہ کی شیشی میں۔" آپ نے اسے ناپسند فرمایا۔

امام الطبرانی نے دو اسناد سے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہیں گوہ پیش کی گئی۔ان کی قوم کے دو افراد حاضر خدمت ہوئے۔انہوں نے گوہ کے بارے حکم دیا اسے تیار کیا گیا پھر ان افراد کو پیش کیا گیا۔آپ تشریف لائے تو وہ دونوں گوہ کھا رہے تھے۔آپ نے بھی کھانے کے لیے ایک لقمہ اٹھالیا جب منہ مبارک تک لے گئے تو پوچھا " یہ کیا ہے؟ " میں نے عرض کی " یہ گوہ ہے جو ہمیں بطور ہدیہ بھیجی گئی ہے " آپ نے لقمہ نیچے رکھ دیا۔ان افراد نے بھی اپنے لقمے پھینکنے کا ارادہ کیا۔ آپ نے فرمایا " یوں نہ کرو۔تم اہل نجد ہو۔اسے کھاؤ ہم اہلِ تہامہ اسے پسند نہیں کرتے۔"

امام بخاری، امام مسلم اور امام نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گوہ کو کھانے کے متعلق پوچھا گیا۔اس وقت آپ منبر پر تشریف فرما تھے۔آپ نے فرمایا " میں نہ اسے کھاتا ہوں نہ ہی حرام کرتا ہوں۔"

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا " میں اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں گئے۔ انہوں نے فرمایا "کیا میں تمہیں ام عتیق کا ھدیہ نہ کھلاؤں۔" انہوں نے کہا: "ہاں!" دو بھونی ہوئیں گوہیں پیش کی گئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نہ کھایا حضرت خالد نے عرض کی: "گویا کہ آپ انہیں ناپسند کر رہے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "ہاں!"

محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ آپ کی خدمت میں گوہ پیش کی گئی۔ آپ نے فرمایا: "ہم گاؤں کے لوگ ہیں ہمیں یہ پسند نہیں ہے۔"

❁❁❁❁

آپ کے پسندیدہ مشروبات

پہلا باب

ایسے کنوؤں کا تذکرہ جہاں سے آپ پانی نوش فرماتے تھے، آپ نے ان میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور ان میں برکت کی دعا کی

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

① جن کنوؤں کا پانی آپ کی خدمت میں لایا جاتا تھا

امام احمد، ابوداؤد، ابن حبان، حمیدی اور بزار نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کنویں یا بیوت السقیا سے میٹھا پانی لایا جاتا تھا" ابوداؤد نے یہ اضافہ کیا ہے کہ قتیبہ نے کہا "یہ ایک چشمہ ہے جس کے اور مدینہ طیبہ کے مابین دو دن کی مسافت ہے" ابن حبان اور ابوشیخ نے روایت کیا ہے کہ حرہ کی اطراف میں بنوفلاں کی زمین کی طرف سقیا چشمہ ہے۔"

جعفر بن محمد سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "غرس کے کنویں سے آپ کے لیے میٹھا پانی لایا جاتا تھا اور اسی کے پانی سے آپ کو غسل دیا گیا۔

ابن سعد محمد بن عمر الاسلمی نے حضرت سلمیٰ زوجہ ابی رافع رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر جلوہ افروز ہوئے تو وہ مالک بن نضر اور دانس کے کنوئیں سے میٹھا پانی آپ کے لیے لاتے تھے۔ پھر انس، ہند اور جاریہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے حجرات مقدسہ میں پانی بیوت السقیا سے پہنچاتے تھے۔ آپ کے خادم رباح اسود ایک دفعہ بئر غرس سے اور ایک دفعہ بیوت السقیا سے پانی لاتے تھے۔"

ابن سعد نے ہیثم بن نصر بن رھم الاسلمی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''میں نے آپ کی خدمت کی۔ میں نے غریب لوگوں کے ساتھ آپ کے در اقدس کو لازم پکڑا میں ابوالہیثم بن التیہان کے کنویں جاسم سے آپ کے لیے پانی لاتا تھا۔ اس کا پانی بہت عمدہ تھا۔

۲ پاکیزگی حاصل کرنے والے مقامات سے پانی لایا جاتا

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم ﷺ ایسے مقامات پر آدمی بھیجتے جہاں مسلمان پاکیزگی حاصل کرتے تھے۔ وہ وہاں سے پانی لاتا۔ آپ وہ پانی نوش فرماتے۔ اس سے مسلمانوں کے ہاتھوں کی برکت کی امید رکھتے۔''

۳ وہ کنویں جن سے آپ پانی پیتے تھے جن میں لعابِ دہن پھینکا اور برکت کی دعا کی

ایسے اکیس کنوؤں کا تذکرہ ملتا ہے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱ بئر آریس

یہ ایک یہودی شخص کی طرف منسوب تھا۔ اس کا نام اریس تھا۔ اہل شام کی قدیمی زبان میں فلاح کو اریس کہا جاتا تھا۔ قباء میں مسجد کے قریب ہی یہ کنواں تھا۔

امام بیہقی نے ابراہیم بن طہمان سے اور انہوں نے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک ان کے ہاں قباء میں تشریف لائے۔ انہوں نے وہاں کنویں کے بارے پوچھا۔ میں انہیں وہاں لے گیا۔ انہوں نے فرمایا ''یہاں کنواں تھا۔ اس میں اتنا قلیل پانی تھا کہ ایک شخص'' اپنے گدھے کو پانی پلاتا تو اس کا پانی ختم ہو جاتا آپ نے پینے کے لیے ایک ڈول پانی منگوایا۔ اس سے وضوء کیا اس میں لعابِ دہن لگایا پھر وہ پانی کنویں میں پھینک دیا گیا۔ اس کے بعد کبھی اس کا پانی ختم نہ ہوا۔''

السید السمہودی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ لیکن ابن شبہ اور ابن زبالہ نے بئر اریس کو ان کنوؤں میں شمار نہیں کیا جن سے آپ کے لیے پانی لایا جاتا تھا۔ لیکن ابن شبہ نے حضرت عثمان کے باغ میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ کنواں آج بھی معروف ہے۔ یہ مدینہ طیبہ کے میٹھے کنوؤں میں سے سب سے شیریں کنواں ہے۔''

۲ بئر اعواف

ابن شبہ نے محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بئر اعواف کے کنارے پر وضو کیا۔ پانی کنویں کے اندر گیا۔ آپ کے وضو کی وجہ سے اس کے اندر ایک جڑی بوٹی اگی وہ آج تک وہاں موجود ہے۔ السید

السمہودی نے لکھا ہے: ''میں کہتا ہوں کہ اعواف ایک بڑے پتھر کا نام ہے۔ جن کی قبلہ کی سمت باغ ہے جس میں متعدد کنوئیں ہیں لیکن ان میں مذکورہ بالا کنواں نہیں ہے۔ مطری اور ان کے پیروکاروں نے اس کنوئیں کا تذکرہ نہیں کیا نہ بعد کے تین حضرات نے اس کا تذکرہ کیا ہے کیونکہ ابن نجار نے اس سے سکوت اختیار فرمایا ہے۔

۳ بئر اُنا

بعض نے اسے ''اُنَا'' اور بعض نے ''اَنَا'' پڑھا ہے۔ ابن زبالہ نے عبدالحمید بن جعفر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''جب آپ نے بنو قریظہ کا محاصرہ فرمایا تو آپ کا خیمہ بئر اُنا کے پاس لگایا گیا تھا۔ آپ نے اس مسجد میں نماز پڑھی جواب وہاں موجود ہے۔ بئر اُنا کا پانی نوش کیا۔ آپ کی سواری اس بیری کے درخت کے ساتھ باندھی گئی جو مریم بنت عثمان کی زمین میں تھی۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے ''جب حضور اکرم ﷺ بنو قریظہ کے لیے آئے تو ان کے کنوؤں میں سے ایک کنوئیں پر نزول اجلال فرمایا۔'' صحابہ کرام آپ کے ساتھ آ کر مل گئے ''کنواں بئر اُنا'' تھا۔

السید فرماتے ہیں ''میں کہتا ہوں کہ یہ کنواں آج غیر معروف ہے یہ کنواں بنو قریظہ کے کونے میں ان کی مسجد کے پاس تھا۔

۴ بئر انس بن مالک بن نضر

ابن سعد نے حضرت مروان بن سعد بن علی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ بئر مالک بن نضر بن ضمضم سے پانی نوش فرماتے تھے۔ اسے بئر ابی انس بھی کہتے تھے۔ محمود بن ربیع سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''انہیں اب بھی وہ کلی یاد ہے جو آپ نے اس ڈول میں کی تھی جس میں بئر ابی انس کا پانی تھا۔

ابن زبالہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے پانی طلب فرمایا۔ آپ کے لیے بئر ابی انس سے ایک ڈول پانی کا نکالا گیا اس میں دودھ ملایا گیا آپ کو پیش کیا گیا۔ آپ نے اس میں سے نوش فرمایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے تھے۔ بائیں طرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دائیں طرف ایک اعرابی تھا۔

صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم ﷺ ہمارے اس گھر میں جلوہ افروز ہوئے۔ ہم نے آپ کے لیے اپنی بکری کا دودھ نکالا۔ پھر اپنے اس کنوئیں کا پانی اس میں ملایا اور میں نے وہ دودھ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

ابن شبہ نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بئر ابی انس سے پانی نوش فرمایا۔

ابو نعیم نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کنوئیں میں لعاب دہن پھینکا جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں

تھا۔ مدینہ طیبہ کا کوئی کنواں اس سے میٹھا نہ تھا۔ جب ان کا محاصرہ کیا گیا تو ان کے لیے اسی کنویں کا پانی لایا جاتا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں اسے ابرود کہا جاتا تھا۔

السید نے لکھا ہے کہ آج کل یہ کنواں غیر معروف ہے لیکن پہلے تذکرہ ہو چکا ہے کہ ابن شبہ نے الاخبار میں لکھا ہے کہ اس سے پانی لیا جاتا تھا۔ یہ بنو جدیلہ میں دارِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔"

۵ بئر اہاب

السید نے لکھا ہے "ایک نسخہ میں ابن زبالہ سے "الہاب" مروی ہے لیکن اہاب ہی درست ہے اسی پر محب سے اعتماد کیا ہے۔ ابن زبالہ نے محمد بن عبدالرحمان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحرہ کے مقام پر بئر اہاب پر تشریف لے گئے۔ یہ اس وقت حضرت سعد بن عثمان کی ملکیت میں تھا۔ آپ نے ان کے بیٹے کو اس حالت میں پایا کہ وہ دو رسیوں کو بٹ رہے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔ جلدی حضرت سعد آ گئے۔ انہوں نے اپنے فرزند سے فرمایا "کیا یہاں کوئی آیا تھا؟" اس نے کہا "ہاں" اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک حلیہ بیان کر دیا۔ انہوں نے کہا "وہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ جلدی سے آپ کے ساتھ جا ملو" حضرت عبادہ نکلے حتیٰ کہ آپ سے ملاقات کر لی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سر پر دست اقدس پھیرا ان کے لیے برکت کی دعا کی۔ اسی سال کی عمر میں ان کا وصال ہوا لیکن بڑھاپا ان کے قریب نہ گیا تھا۔ اس کنویں میں آپ نے اپنا لعاب مبارک ڈالا۔

مطری نے کہا ہے "ابن زبالہ نے ان کنوؤں کا تذکرہ کیا ہے جہاں آپ تشریف لے گئے تھے ان سے پانی نوش کیا تھا وضو فرمایا تھا۔ اب ان میں سے کوئی چیز بھی معروف نہیں ہے۔"

انہوں نے کہا ہے "جن کنوؤں کا انہوں نے تذکرہ کیا ہے ان میں ایک کنواں الحرۃ الغربیہ کے پاس سقیا کی آخری منزل کے پاس تھا۔ ایک اور کنواں بھی تھا جب تم جادہ الطریق پر کھڑے ہو تو ہر چشمہ تمہارے بائیں طرف ہو گا۔ یہ کنواں رستہ سے ذرا ہٹ کر تمہاری دائیں سمت ہو گا۔ اس کے ارد گرد چونے کی بنائی ہوئی عمارت ہے اہل مدینہ طیبہ اس سے برکت حاصل کرتے رہے۔ اس کا پانی پیتے رہے آفاق کی طرف اس طرح لے جاتے رہے جیسے آب زمزم لے جاتے تھے۔ وہ اس کی برکت کی وجہ سے اسے بھی زمزم کہتے تھے۔ میں کسی ایک شخص کو نہیں جانتا جس نے اس کے بارے قابل اعتماد ایک اثر کا ذکر کیا ہو۔

۶ بئر البصۃ

المجد اللغوی نے اسے مشدد پڑھا ہے۔ السید نے لکھا ہے کہ اہل شہر کی زبانوں پر یہ تخفیف کے ساتھ رواں ہے۔ المجد نے لکھا ہے گویا کہ یہ بَصَّ الْمَاءُ بَصًّا سے مشتق ہے جس کا معنی ہے ٹپکنا اور اگر اسے تخفیف سے پڑھا جائے تو یہ وبص

یبص بصا وبصۃ وعد یعد کی طرح ہوگا۔ یہ "وبص لی اعمال" اس نے مجھے مال دیا کے معنی میں ہوگا۔

ابن زبالہ، ابن عدری نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ شہداء کے پاس تشریف لاتے۔ ان کی اولاد اور اہل خانہ کی خبر گیری فرماتے" ایک دن آپ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے فرمایا "کیا تمہارے ہاں بیری ہے جس کے ساتھ میں اپنا سر دھوسکوں۔ آج جمعۃ المبارک ہے۔ انہوں نے عرض کی 'ہاں'! انہوں نے آپ کے لیے بیری کے پتے لیے اور بصہ کی طرف گئے حضور اکرم ﷺ نے وہاں اپنا سر اقدس دھویا۔ سر اقدس اور مبارک زلفوں سے گرنے والا پانی البصہ میں گرا دیا۔ ابن النجار نے لکھا ہے کہ یہ کنواں بقیع کے قریب تھا۔ یہ اس رستہ پر تھا جو 'قباء' کو جاتا تھا۔

۷ بئر بُضاعۃ

اسے باء کے کسرہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے۔ ابن سعد نے مروان بن ابی سعید المعلی سے روایت کیا ہے کہ حضور انور ﷺ بئر بصاعۃ سے پانی پیتے تھے۔ اس میں لعاب دہن ڈالتے اور اسے بابرکت بناتے تھے۔

ابن سعد نے محمد بن عمر اسلمی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "مجھے میرے والد گرامی نے عباس بن سھل بن سعد سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں نے کئی صحابہ کرام جن میں حضرات ابو اسید، ابو حمید اور سھل بن سعد وغیرھم شامل ہیں انہیں فرماتے سنا "حضور اکرم ﷺ بئر بصاعۃ پر تشریف لائے۔ ایک ڈول میں وضو فرمایا اسے کنویں میں پھینک دیا ڈول میں ایک بار پھر کلی کی اس میں لعابِ دہن پھینکا۔ اس سے پانی نوش فرمایا آپ کے عہد مبارک میں جب کوئی شخص بیمار ہو جاتا تو آپ فرماتے "اسے بصاعۃ کنویں سے غسل دو" اسے غسل دیا جاتا تو وہ فوراً شفا یاب ہو جاتا۔"

امام احمد، ابو یعلی اور امام الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "اگر میں تمہیں بئر بصاعۃ سے پانی پلاؤں تو تم اسے ناپسند کرو گے۔ بخدا! میں نے حضور اکرم ﷺ کو اس سے پانی پلایا تھا۔"

امام الطبرانی نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ بئر بصاعۃ میں اترے اور اس میں لعابِ دہن ڈالا۔

امام الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابو السید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مدینہ طیبہ میں ان کا ایک کنواں تھا جسے بئر بصاعۃ کہا جاتا تھا۔ آپ نے اس میں لعاب دہن پھینکا تھا جس کی وجہ سے یہ سراپا برکت بن گیا تھا۔ اس سے برکت حاصل کی جاتی تھی ایک کنواں جاسوم یا جاسم بھی تھا۔

ابن سعد نے مروان بن ابی سعید بن معلی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جاسم کے کنویں سے پانی نوش فرمایا یہ راتج کے مقام پر ہیثم بن تیہان کا کنواں تھا۔

امام واقدی نے حضرت ھیثم بن نصر اسلمی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آپ کے در اقدس کو لازم پکڑا۔ میں آپ کے لیے بئر جاسم سے پانی لاتا تھا۔ یہ ابوالھیثم بن تیھان کا کنواں تھا۔ اس کا پانی عمدہ تھا۔

۸ بئر جمل

المجد نے لکھا ہے کہ جرف کے ایک کونے میں عقیق کے آخر میں یہ ایک معروف کنواں تھا۔ اس پر اہل مدینہ کے اموال تھے۔ اس کا یہ نام اس لیے تھا کیونکہ ایک اونٹ اس میں گر کر مر گیا تھا۔ یا جس شخص نے اسے کھودا تھا اس کا نام جمل تھا۔ السید نے لکھا ہے "یہ کنواں آج غیر معروف ہے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ المجد نے اس کا تذکرہ کیا ہو۔ کہ یہ الجرف کے مقام پر ہے سوائے یاقوت کے۔ انہوں نے جو یہ لکھا ہے کہ یہ عقیق کے آخر میں ہے۔ میں نے اسے امام نسائی کی السنن الصغریٰ میں نہیں دیکھا۔ اور یہ روایت بھی اسے بعید کرتی ہے جسے ابن زبالہ نے حضرات عبداللہ بن رواحہ اور اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور نبی کریم ﷺ بئر جمل کی طرف تشریف لے گئے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ ہی تھے۔ حضور اکرم ﷺ اس میں داخل ہو گئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ اتر گئے انہوں نے کہا "ہم وضو نہ کریں گے حتیٰ کہ ہم سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھیں گے کہ حضور اکرم ﷺ وہاں کیسے وضو فرمایا۔ خفین اور عمامہ شریف پر کیسے مسح کیا" امام بخاری نے روایت لکھی ہے کہ حضور اکرم ﷺ بئر جمل کی طرف تشریف لائے ایک شخص آپ سے ملا۔ آپ نے اسے سلام کیا۔ دارقطنی کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ قضائے حاجت کے بعد واپس تشریف لائے۔ بئر جمل کے پاس انہیں ایک شخص ملا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ بئر جمل کی طرف تشریف لے گئے تاکہ قضائے حاجت فرمائیں۔ آپ کو ایک شخص ملا جو وہاں سے آ رہا تھا۔ آپ نے اسے سلام کیا امام نسائی کی روایت میں ہے "وہ عقیق سے بئر جمل کی طرف سے آ رہا تھا۔"

علامہ مطری نے ان کنوؤں کا تذکرہ کیا ہے جن کا تذکرہ ابن نجار نے کیا ہے۔ انہیں اتنا علم نہیں کہ چھٹا اور ساتواں آج معروف ہے۔ الا یہ کہ انہوں نے عوام سے سنا ہے کہ وہ بئر جمل ہے۔ انہیں اس کا مقام معلوم نہیں ہے نہ ہی کسی اور کنوئیں کا علم ہے سوائے ان کنوؤں کے جن کا تذکرہ امام بخاری کی روایت میں ہے جس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۹ بیرحاء

یہ ایک نخلستان کا نام تھا جو مسجد نبوی کے قریب تھا۔ یہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا باغ تھا یہ ایک شخص کا طرف منسوب ہوتا تھا جس کا نام بیرحاء تھا۔ یہ مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ حضور اکرم ﷺ اس باغ میں تشریف لے جاتے تھے اور اس کنوئیں کا پانی پیتے تھے۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ جب یہ آیت طیبہ اتری:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ (آل عمران: ۹۲)

ترجمہ: ہر گز نہ پاسکو گے تم کامل نیکی (کا رتبہ) جب تک نہ خرچ کرو (راہ خدا میں) ان چیزوں سے جن کو تم عزیز رکھتے ہو۔

تو حضرت ابوطلحہ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یارسول اللہ! رب تعالیٰ فرماتا ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ (آل عمران: ۹۲)

میرا پسندیدہ مال بیرحا ہے میں اسے رضائے الٰہی کے حصول کے لیے صدقہ کرتا ہوں۔ میں حصول ثواب اور رب تعالیٰ کے ہاں بطور ذخیرہ اس کی امید کرتا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ اپنی منشاء کے مطابق اس میں تصرف فرمائیں۔" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "واہ! واہ! یہ نفع بخش مال ہے جو کچھ تم نے کہا ہے میں نے اسے سن لیا ہے میں چاہتا ہوں کہ تم اسے قریبی رشتہ داروں میں وقف کر دو" یا اپنے قریبی رشتہ داروں کے غریبوں میں اسے تقسیم کر دو۔ انہوں نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ میں اسی طرح کروں گا" انہوں نے اسے اپنی قریبی رشتہ داروں اور چچازادوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک روایت کے مطابق انہوں نے اسے حضرت حسان اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کو دے دیا۔

۱۰ بئر حلو

ابن النجار نے اس کا تذکرہ نہیں کیا لیکن ابن زبالہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک اونٹ ذبح کیا اپنی بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی طرف ایک کندھا بھیجا۔ انہوں نے اس کے بارے گفتگو کی۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا "تم رب تعالیٰ کے ہاں اس سے زیادہ ہلکی ہو" آپ نے انہیں چھوڑ دیا۔ آپ بئر حلوہ کے درخت کے نیچے آرام فرماتے تھے۔ یہ کنواں اس گلی میں تھا جہاں حضرت آمنہ بنت سعد رضی اللہ عنہا کا گھر تھا۔ اسی لیے اس گلی کو زقاق حلوہ کہا جاتا تھا۔ آپ اس کے پانی پینے کی جگہ پر رات بسر فرماتے۔ جب انتیس راتیں گزر گئیں تو آپ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں تشریف لے گئے۔ انہوں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ آپ نے ایک ماہ کا ایلاء نہیں کیا تھا۔ آپ نے فرمایا "مہینہ انتیس روز کا بھی ہوتا ہے۔"

السید نے لکھا ہے کہ آج کل یہ کنواں معروف نہیں ہے۔"

۱۱ بئر زرع

اسے بئر بنی خطمہ بھی کہتے تھے۔ ابن زبالہ نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ بنو خطمہ کے ہاں تشریف لائے۔ ایک بڑھیا کے گھر نماز پڑھی پھر وہاں سے باہر تشریف لائے مسجد بنی خطمہ میں نماز پڑھی۔ پھر ان کے کنویں کی طرف گئے۔ اس کی بلندی پر بیٹھ گئے وہاں وضو فرمایا اور اس میں اپنا لعاب دہن پھینکا۔"

ابن شبہ نے حضرت حارث بن فضل سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے بنو خطمۃ کے کنوئیں ذرع سے وضو فرمایا۔ یہ ان کی مسجد کے صحن میں تھا۔ اور ان کی مسجد میں نماز ادا کی۔ ایک انصاری شخص سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بنو خطمہ میں اپنا مبارک لعاب ڈالا۔ السید نے لکھا ہے "آج کل یہ کنواں معروف نہیں ہے۔"

۱۲ بئر رومۃ

ابن سعد نے مروان بن ابی سعید معلی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے عقیق کے مقام پر بئر رومۃ سے پانی پیا۔ ابن سعد نے محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بئر رومۃ کی طرف دیکھا۔ یہ مزینہ کے ایک شخص کی ملکیت میں تھا۔ وہ پیسے لے کر پانی دیتا تھا۔ آپ نے فرمایا "بہترین صدقہ یہ ہے کہ کوئی شخص یہ کنواں مزنی سے خریدے اور اسے صدقہ کر دے" حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے چار سو دینار میں خریدا۔ اور صدقہ کر دیا۔ جب اس کے ساتھ کوئی چیز لٹکائی گئی تو آپ کا گذر وہاں سے ہوا۔ آپ نے پوچھا تو آپ سے عرض کی گئی "حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے خرید کر صدقہ کر دیا ہے" آپ نے یہ دعا مانگی "مولا! ان کے لیے جنت کو لازم کر دے" آپ نے اس میں سے ایک ڈول پانی منگوایا اس سے نوش فرمایا پھر فرمایا "اس وادی میں عنقریب بہت سے چشمے ہوں گے جو بہت میٹھے ہوں گے لیکن بئر مزنی ان سب سے شیریں ہوگا۔"

مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک روز حضور اکرم ﷺ بئر مزنی کے پاس سے گزرے اس کے پہلو میں اس کا خیمہ تھا۔ گھڑے میں ٹھنڈا پانی تھا۔ آپ نے موسم گرما میں ٹھنڈا پانی پیا۔ آپ نے فرمایا "یہ میٹھا شفاف پانی ہے" اس روایت کی اسناد میں محمد بن عمر ہے۔

امام بخاری نے حضرت عبدالرحمان بن سلمی سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تو آپ نے اوپر سے نیچے دیکھا۔ فرمایا: "میں تمہیں رب تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ رب تعالیٰ کے محبوب کریم ﷺ نے فرمایا "جو بئر رومۃ کو خرید کر صدقہ کرے گا اس کے لیے جنت ہے میں نے اسے خرید کر صدقہ کیا" ان لوگوں نے اس کے بارے ان کی تصدیق کی۔ امام نسائی نے لکھا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ، سعد بن ابی وقاص، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم نے ان کی تصدیق کی۔

بئر زمزم۔ جب انسان عقیق جائے تو یہ اس کے دائیں طرف آتا ہے۔ اس کی برکت کی وجہ سے اسے زمزم کہا جاتا ہے پرانے اور نئے دور میں اہل مدینہ طیبہ اس سے برکت حاصل کرتے رہے ہیں۔ اس کا پانی پیتے رہے ہیں۔ اس کا پانی آفاق میں لے جاتے رہے ہیں جیسے کہ آب زمزم کو آفاق میں لے جاتے ہیں۔

۱۳ بئر سقیا

ابن سعد نے مروان بن ابی سعید بن معلی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس سے پانی نوش فرمایا تھا۔
ابن شبہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ بئر سقیا کا میٹھا پانی نوش فرماتے تھے۔ایک روایت میں بیوت سقیا ہے۔ابوداؤد نے اسے اس لفظ سے روایت کیا ہے۔اس کی سند جید ہے امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔

۱۴ بئر العقبہ

المجد نے لکھا ہے کہ رزین عبدی نے اس کا تذکرہ کیا ہے" آبار المدینۃ" میں کہا ہے انہوں نے کہا ہے کہ یہ وہی کنواں تھا جن میں آپ ﷺ، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی ٹانگیں لٹکائی تھیں۔اسکی جگہ متعین نہیں ہے۔معروف یہ ہے کہ یہ واقعہ بئر اریس کے بارے ہے۔السید نے لکھا ہے" میں نے جو کچھ کتاب رزین میں کنوؤں کی تعداد کے بارے دیکھا ہے وہ یہ ہے" بئر اریس میں انگوٹھی گری تھی اور بئر العقبہ میں آپ نے اور حضرت ابوبکر وعمر فاروق رضی اللہ عنہما نے مبارک ٹانگیں لٹکائی تھیں۔"ہم نے بئر اریس میں تفصیل سے لکھا ہے جس کا تقاضا ہے کہ یہ واقعہ کئی بار رونما ہوا ہے۔

۱۵ بئر ابی عنبہ

ابن سید الناس نے اس روایت میں لکھا ہے جسے ابن سعد نے غزوہ بدر میں نقل کیا ہے" حضور اکرم ﷺ نے بئر ابی عنبہ پر لشکر اسلامی کو رکنے کا حکم دیا یہ مدینہ طیبہ سے ایک میل دور تھا آپ کے صحابہ کرام آپ پر پیش کیے گئے۔آپ نے بچوں کو واپس بھیج دیا" الحافظ عبدالغنی المقدسی نے نقل کیا ہے کہ الحرۃ کے نزدیک بئر ابی عنبہ کے پاس لشکر کو روکا گیا اس کنواں کی مغرب کی سمت یہ مدینہ طیبہ سے ایک میل دور ہے" السید نے لکھا ہے" میں کہتا ہوں کہ شاید پہلے سقیا سے گزرتے وقت صحابہ کرام کو آپ کو پیش کیا گیا اور بچوں کو آپ نے واپس بھیج دیا۔
ابن زبالہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر اور ان کی دادی نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جھگڑا پیش کیا انہوں نے کہا" اے حضور اکرم ﷺ کے خلیفہ! میرا بیٹا بئر ابی عنبہ سے میرے لیے پانی لاتا تھا اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا پانی میٹھا تھا۔المجد نے کہا ہے" اس کنویں کا تذکرہ اور طرح بھی آیا ہے جس طرح کہ میں نے ذکر کیا ہے۔

۱۶ بئر العہن

مطری نے ان کنوؤں کا تذکرہ کیا ہے جن کا ذکر ابن النجار نے کیا ہے وہ یہ کنویں ہیں" اریس، بصہ، بضاعۃ، رومہ الغرس، بئر حاء، ساتواں کنواں آج معروف نہیں ہے پھر انہوں نے کہا" میں نے شیخ امین الدین ابن عساکر کے خط میں" الدر الثمینہ فی اخبار المدینۃ" از شیخ محب الدین ابن نجار کے حاشیہ میں اس طرح دیکھا ہے" تعداد کا اقتصار مشہور کنوؤں پر ہے۔بقیہ

ایک کنواں رہ گیا ہے کیونکہ ثابت چھ کنویں ہیں جبکہ مشہور سات کنویں ہیں ساتواں بئر العھن ہے۔ اس کا ایک اور مشہور نام بھی ہے علامہ مطری نے اس کا نام عنبہ کہا ہے۔ بئر العھن بالائی علاقے میں تھا یہ بہت زیادہ نمکین کنواں تھا۔ اسے پہاڑ میں کھودا گیا تھا۔ اس کا پانی ختم نہیں ہوتا تھا۔ السید نے لکھا ہے "میں کہتا ہوں کسی ایسی چیز کا تذکرہ نہیں جس سے اس کی فضیلت عیاں ہو اور حضور اکرم ﷺ کی طرف اس کی نسبت ہو لیکن لوگ اس سے برکت حاصل کرتے رہے۔ غور و فکر کے بعد جو بات میرے لیے واضح ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ یہ بئر الیسیرہ ہے جن کا تذکرہ کیا گیا ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ اس پر تشریف لے گئے۔ وہاں سے وضو فرمایا۔ وہاں لعاب دہن پھینکا کیونکہ الیسیرہ انصار میں سے بنو امیہ کا کنواں تھا۔ یہ ان کے گھروں کے پاس تھا۔ بئر العھن بھی ان کے گھروں کے پاس ہی تھا۔

۱۷ بئر غرس

ابن سعد نے مروان بن ابی سعید سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کا پانی نوش کیا۔ اس کے لیے برکت کی دعا کی اور فرمایا "یہ جنت کے چشموں میں سے ایک چشمہ ہے۔"

انہوں نے عمر بن حاکم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس وقت آپ بئر غرس کی منڈیر پر جلوہ افروز تھے۔ آپ نے فرمایا "آج رات میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں جنت کے چشموں میں سے ایک چشمے پر بیٹھا ہوں" یعنی اس کنویں پر۔

انہوں نے عمر بن حاکم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "بئر غرس کتنا عمدہ ہے یہ جنت کے چشموں میں سے ہے اس کا پانی سارے پانیوں سے شیریں ہے" آپ کے لیے اس کنویں کا پانی لایا جاتا تھا۔ آپ اس سے غسل بھی فرماتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا "ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ قباء آئے اور بئر غرس کی طرف گئے۔ اس سے گدھا پر پانی لایا جاتا دن کے وقت اس میں پانی نہ ہوتا تھا آپ نے ڈول میں کلی کی اور اس کنویں میں پھینک دیا۔ کنواں پانی سے ابلنے لگا" ان تمام روایات کی اسناد میں محمد بن عمر اسلمی ہے۔

۱۸ بئر قرضافہ

السید نے لکھا ہے کہ بعض نسخوں میں یہ قرعافہ بھی ہے۔ ابن زبالہ نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں شکایت کی انہیں ان کے والد کے قرض خواہوں نے قرضافہ کنویں کے پاس جالیا اور انہوں نے انکار کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا "انہیں چھوڑ دو۔ جب اس کے ٹکڑے ہو جائیں تو اس کا ایک ٹکڑا میرے پاس لانا" وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ کو بتایا آپ باہر تشریف لائے۔ ان کے کنویں میں لعاب پاک پھینکا اور

رب تعالیٰ سے دعا کی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا قرض ادا ہو جائے۔"
السید نے لکھا ہے "اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت جابر کی زمین کے بارے یہ روایت صحیح میں مختلف طریقوں سے مروی ہے۔ بعض میں ہے" حضرت جابر کا کنواں وہ تھا جو بئر رومہ کے رستہ میں تھا یہ سمت بئر رومہ کے رستے کی طرف ہی ہے۔

⑲ بئر قریصہ

ابن زبالہ نے سعد بن حرام سے اور حارث بن عبید سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بئر قریصہ سے وضو کیا۔ اس سے پانی نوش فرمایا۔ اپنا لعاب دہن اس میں پھینکا اس میں آپ کی انگوٹھی گری تھی پھر اسے نکال لیا گیا۔ جبکہ عقبہ نے روایت کیا ہے کہ انگوٹھی بئر اریس میں گری تھی۔

⑳ بئر الیسیرہ

ابن سعد نے مروان بن ابی سعید سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو امیہ بن زید کے کنویں الیسیرہ سے پانی پیتے تھے۔ آپ اس کے بائیں سمت کھڑے ہوئے اس میں اپنا لعاب پاک پھینکا اس سے پانی نوش فرمایا اور برکت کے لیے دعا کی۔ اس کے نام کے بارے پوچھا تو بتایا گیا کہ اس کا نام العسیرۃ ہے۔ آپ نے اس کا نام یسیرہ رکھا۔

تنبیہات

◆ ① ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے" میٹھا پانی منگوانا زہد کے منافی نہیں ہے نہ ہی مذموم عیش و عشرت میں داخل ہے۔ لیکن مشک سے پانی کو خوشبودار کرنا اس کے برعکس ہے۔ امام مالک نے اسے مکروہ لکھا ہے کیونکہ اس میں اسراف ہے۔ لیکن میٹھا پانی پینا اور اسے مانگنا مباح ہے نمکین پانی پینے میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔

◆ ② سات کنویں معروف ہیں۔ اسی لیے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے "اسی طرح ان کنوؤں کا بھی قصد کیا جاتا ہے جن سے آپ وضو فرماتے تھے غسل فرماتے تھے پانی نوش کرتے تھے یہ سات کنویں ہیں ان سے شفاء اور برکت حاصل کرنے کے لیے ان کا قصد کیا جاتا ہے۔

◆ ③ الحافظ عراقی نے المغنی میں لکھا ہے یہ مندرجہ ذیل ہیں۔ بئر اریس، بئر حاء، بئر رومۃ، بئر غرس، بئر بضاعۃ، بئر البصہ، بئر السقیا، بئر العہن یا بئر جمل۔ ان تینوں میں سے ساتویں کنویں کے بارے شک ہے۔ السید نے لکھا ہے کہ اہل مدینہ میں آج کل معروف یہی ہے کہ ساتواں کنواں العہن ہے۔ ابوالیمن المراغی نے یہ اشعار کہے ہیں۔

اذا رمت آبار النبی بطیبہ فعدتھا سبع مقالاً بلا وھن

اریس و غرس بضاعۃ کذا بصۃ قل بئر حاء مع العھن

جب تم مدینہ طیبہ میں ان کنوؤں کا ارادہ کرو جن سے آپ پانی نوش فرماتے تھے تو ان کی تعداد سات ہے۔ اس قول میں کوئی کمزوری نہیں۔ وہ کنویں یہ ہیں اریس، غرس، بضاعۃ، بصہ، بئر حاء اور عھن۔

ابن بطال نے لکھا ہے کہ امام بخاری نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ کنواں خریدا تھا۔

الحافظ ابن حجر نے لکھا ہے "روایات میں معروف اس طرح ہے جس طرح انہوں نے کہا ہے لیکن اس روایت سے وہم کا تعین نہیں ہوتا۔ "بنو عمار کا ایک چشمہ تھا جسے رویہ کہا جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا "یہ جنت کا چشمہ ہے" جب پہلے یہ چشمہ تھا تو پھر کوئی مانع نہیں کہ حضرت عثمان نے اسے کھودا ہو۔ شاید یہ چشمہ کنویں کی طرف جاتا ہے اور اسے وسیع کرتا ہو یا اسے طویل کرتا ہو۔ اسے کھودنے کی نسبت ان کی طرف کردی گئی ہو۔

السید نے لکھا ہے کہ ابوداؤد نے اس روایت "بیوت السقیاء سے میٹھا پانی لاتا" کے بعد لکھا ہے "اس کے اور مدینہ طیبہ کے مابین دو دن کی مسافت ہے" جس کا ذکر صحیح میں بھی ہے لیکن وہ یہاں مراد نہیں گویا کہ وہ اس بات سے آگاہ نہیں تھے مدینہ طیبہ میں بھی ایک کنواں تھا جس کا یہی نام تھا۔ المجد بھی اس سے بے خبر رہے۔ انہوں نے کہا "سقیا فرع کے قریب ایک بستی ہے" پھر انہوں نے ابوداؤد کی روایت کا تذکرہ کیا ہے۔ صاحب النھایۃ نے لکھا ہے "سقیا مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے مابین دو روز کی مسافت پر ایک منزل ہے۔" لیکن یہ قول بھی درست نہیں ہے۔ میرے نزدیک سقیا جن کا تذکرہ حدیث پاک میں ہے اس سے مراد وہ چشمہ ہے جو مدینہ طیبہ میں ہے۔ اگر تمہاری آرزو ہے تو وہاں دیکھ لو۔"

❀❀❀❀

دوسرا باب

وہ برتن جن سے آپ پانی نوش کرتے تھے

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

❶ شیشے کے پیالے سے پانی نوش فرمانا

امام بزار اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "مقوقس نے آپ کی خدمت میں شیشے کا پیالہ پیش کیا۔ آپ اس سے پانی نوش فرماتے تھے۔"

❷ مٹی کے گھڑے سے پانی نوش فرمانا

ابن مندہ نے حضرت عبداللہ بن سائب سے روایت کیا ہے وہ اپنے والد اور حضرت خباب سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کی زیارت کی آپ گوشت کے خشک ٹکڑے کھا رہے تھے اور گھڑے سے پانی پی رہے تھے۔"

❸ لکڑی کے پیالے سے پانی نوش کرنا

امام بخاری نے عاصم احول سے اور انہوں نے ابن سیرین سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس آپ کا پیالہ دیکھا۔ وہ پھٹ چکا تھا انہوں نے چاندی کی زنجیر سے اسے جوڑ رکھا تھا۔ وہ لکڑی کا بہت بڑا پیالہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں نے آپ کو اتنی اتنی بار اس پیالے سے پانی پلایا ہے۔"

ابن سیرین نے کہا ہے کہ وہ لوہے کے حلقہ میں تھا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اس کی جگہ چاندی یا سونے کا حلقہ بنا دیں۔ حضرت ابو طلحہ نے کہا "اس چیز کو تبدیل نہ کرو جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنایا ہے" انہوں نے اسی طرح چھوڑ دیا۔"

ابن جوزی نے عیسیٰ بن طہمان سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "حضرت انس بن مالک نے لکڑی کا موٹا سا پیالہ نکالا جس پر لوہے کی پتری چڑھی ہوئی تھی۔ حضرت انس نے فرمایا "ثابت! یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیالہ ہے۔"

امام ترمذی نے شمائل میں برقانی اور ابن ضحاک نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا

"میں نے حضور اکرم ﷺ کو اس پیالے میں تمام قسم کے مشروبات مثلاً دودھ، نبیذ، شہد اور پانی پلایا تھا۔"

ابو یعلیٰ نے محمد بن اسماعیل سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا میں نے ان کے گھر میں لکڑی کا پیالہ دیکھا جس سے آپ پانی نوش فرماتے اور وضو کرتے تھے۔"

امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ حضرت ام سلیم کے پاس ایک پیالہ تھا۔ انہوں نے فرمایا "میں اس میں حضور اکرم ﷺ کو پلاتی تھی۔"

حازم بن قاسم سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے ابو عسیب کو دیکھا وہ لکڑی کے پیالے میں پانی پیتے تھے میں نے کہا "تم ہمارے ان رقیق پیالوں میں کیوں نہیں پیتے" انہوں نے کہا "میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ اس میں پی رہے تھے۔"

ابن شاذان نے حضرت زبیر بن محمد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کے پیالے کا نام قمر تھا۔

۴ تانبے کے برتن میں پانی پینا

الطبرانی نے ضعیف سند سے حضرت ابو امامۃ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس تانبے کا پیالہ تھا۔ جب آپ پانی پینا چاہتے تو وہ اس میں آپ کو پانی پلاتے تھے۔ جب آپ وضو کرنا چاہتے تو اسی میں آپ کو وضو کراتے تھے۔

۵ مشکیزہ سے منہ لگا کر کھڑے ہو کر پینا

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے (سوائے براء بن زید کے) حضرت ام سلیم سے، دوسری روایت میں بنہ سے روایت ہے کہ ان کے گھر میں لٹکا ہوا مشکیزہ تھا۔ آپ نے اس سے کھڑے ہو کر پانی پیا۔ میں مشکیزہ کے منہ کی طرف گئی اور اسے کاٹ لیا" امام ترمذی نے یہ اضافہ کیا ہے "میں اس کے منہ کی طرف گئی اور اسے کاٹ لیا۔" انہوں نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے۔ ابن ماجہ نے روایت کیا ہے "میں نے حضور اکرم ﷺ کی برکت کے حصول کے لیے مشکیزہ کا منہ کاٹ لیا۔"

امام ترمذی نے ابن عبداللہ بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ ضعیف روایت لکھی ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے آپ کا دیدار کیا۔ آپ مشکیزہ کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے اس کا منہ موڑا اور پانی پیا۔"

ابن ابی خیثمہ نے حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لے گئے مشکیزہ کے منہ سے پانی نوش فرمایا۔ انہوں نے اس کا وہ حصہ کاٹ لیا جہاں سے آپ نے پانی نوش کیا تھا۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے

گئے۔ان کے گھر میں مشکیزہ لٹکا ہوا تھا۔آپ نے کھڑے ہو کر اس سے پانی پیا۔انہوں نے مشکیزے کا منہ کاٹ لیا۔وہ ان کے پاس ہی رہا۔

امام احمد نے ثقہ راویوں سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصاری عورت کے گھر تشریف لے گئے۔اس کے گھر لٹکا ہوا مشکیزہ تھا۔آپ نے اس کا منہ موڑا اور کھڑے ہو کر پانی پیا۔"

مسدد نے ثقہ راویوں سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ غزوہ احد کے روز آپ نے پانی طلب فرمایا۔ایک شخص پانی کا مشکیزہ لایا۔آپ نے مشکیزہ کا منہ موڑا اور اس سے پانی پی لیا۔"

۶ ڈول سے پانی نوش فرمانا

بزار نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے میں نے آپ کو ڈول پکڑایا۔آپ نے اس میں سے پانی نوش فرمایا پھر اس ڈول میں کلی کر دی۔

۷ جس برتن سے پانی پینا ناپسند تھا

محمد بن عمر نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے برتن سے پانی نوش نہیں فرماتے تھے جسے ڈھکا نہیں جاتا تھا۔"

تنبیہات

۱. زاد المعاد میں ہے "آپ کے ایک پیالے کو الذبال کہا جاتا تھا۔ایک کو مغیث کہا جاتا تھا۔آپ کے ڈول کو الغار کہا جاتا تھا۔

۲. مشکیزوں کے منہ کو موڑنے سے نہی وارد ہے۔امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی سے منع فرمایا "نھایہ میں ہے" آپ نے اس طرح کرنے سے اس لیے منع کیا ہے کیونکہ اس طرح مشکیزہ میں موجود پانی میں تعفن پیدا ہو جاتا ہے۔اس طرح پینے سے اس کا ذائقہ تبدیل ہو جاتا ہے اور ایک وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔مشکیزہ کا منہ کھلا ہونے کی وجہ سے پانی کپڑوں پر نہ گرے۔پہلی توجیہ آپ سے محفوظ ہے۔آپ کے منہ مبارک کی خوشبو ساری خوشبوؤں سے عمدہ تھی۔لہٰذا یہ تو ہو نہیں سکتا کہ آپ کے پینے سے پانی متعفن ہو جائے۔آپ نے مشکیزہ کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔امام الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے منع فرمایا ہے کہ مشکیزہ سے پانی پیا جائے" علامہ خطابی نے لکھا ہے" آپ نے اس لیے ناپسند فرمایا کیونکہ ممکن ہے کہ اس میں کوئی اذیت ناک چیز ہو جسے پینے والا نہ دیکھ رہا ہو۔"

◆ ۳ امام بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے مشکیزہ کے منہ سے پانی پیا تو اس کے پیٹ میں سانپ چلا گیا حضور اکرم ﷺ نے مشکیزوں سے پانی پینے سے منع فرمادیا۔ یہی نہی کا سبب ہے۔
یہ ان سے اصح ہیں۔ بعض اہل علم نے اسے اس امر پر محمول کیا ہے کہ اگر مشکیزہ لٹکا ہوا ہو تو اس میں زمین کے حشرات داخل نہیں ہوتے۔"

◆ ۴ حصول برکت کے لیے حضرت ام سلیم نے مشکیزہ کا منہ کاٹ لیا تھا یا اس لیے کہ آپ کے منہ مبارک والی جگہ بدل نہ جائے انہوں نے آپ کی عزت و تکریم کرتے ہوئے اس طرح کیا تھا۔

✿✿✿✿

تیسرا باب

آپ کا بیٹھ کر اور کھڑے ہو کر پانی پینا

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

➊ آپ کا کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پانی نوش فرمانا

ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے جید سند کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ محمد بن ابی عمر اور ابن ابی شیبہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''اگر میں کھڑے ہو کر پانی پیوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے آپ کو دیکھا آپ نے کھڑے ہو کر پانی پیا۔ اگر میں بیٹھ کر پانی پیوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ نے بیٹھ کر پانی پیا۔''

امام ترمذی نے حسن روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں نے آپ کو دیکھا آپ نے کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پانی پیا۔''

امام الطبرانی نے ثقہ راویوں سے، ابو شیخ اور ابن ضحاک نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پانی نوش فرما لیتے تھے۔''

➋ جواز کے لیے کھڑے ہو کر پانی پینا

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آبِ زمزم پلایا آپ نے کھڑے ہو کر آبِ زمزم پی لیا۔''

ابو یعلیٰ نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر پانی پی لیتے تھے۔

محمد بن عمرو ابن ابی شیبہ نے حضرت میسرہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ نے کھڑے ہو کر پانی پیا۔ میں نے عرض کی ''کیا آپ کھڑے ہو کر پانی پیتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ''اگر میں کھڑا ہو کر پانی پیوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے آپ کو دیکھا آپ کھڑے ہو کر پانی پی رہے تھے اگر میں بیٹھ کر پانی پیوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے آپ کو دیکھا آپ بیٹھ کر پانی پی رہے تھے۔''

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، الطبرانی نے حضرت ابوہریرہ، امام احمد نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے، بزار اور ابویعلیٰ نے صحیح کے راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابوسعید خدری سے، امام بخاری نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ابوبکر الشافعی نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پیا۔"

۳ کھڑے ہو کر پانی پینے سے ممانعت

امام بخاری وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" آپ نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا۔

مسدد، امام احمد، ابن ابی شیبہ اور بزار نے ثقہ راویوں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" آپ کی خدمت میں ایک ایسے شخص کو لایا گیا جس نے کھڑے ہو کر پانی پیا تھا۔ آپ نے فرمایا: "قے کر دو" اس نے عرض کی" کیوں؟" آپ نے فرمایا" کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہارے ساتھ بلی پانی پیے" اس نے عرض کی" نہیں" آپ نے فرمایا "تمہارے ساتھ اس سے زیادہ شریر شیطان نے پیا ہے۔"

امام احمد، بزار اور ابویعلیٰ نے صحیح سند کے ذریعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا" اگر وہ شخص جان لیتا جو کھڑے ہو کر پی رہا ہے کہ اس کے پیٹ میں کیا جا رہا ہے تو وہ قے کر دیتا۔"

تنبیہات

یہ مکروہ نہیں ہو گا بلکہ اس کی تفصیل بیان کرنا آپ پر لازم تھی۔ آپ کے فرمان" قے" کو استحباب پر محمول کیا جائے گا جو شخص کھڑا ہو کر پانی پیے اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ قے کرے کیونکہ اس کے بارے صحیح احادیث وارد ہیں۔ الحافظ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

اذا رمت تشرب فاقعد تفز   بسنة صفوة اهل الحجاز
وقد صحوا شربه قائماً   ولكنه لبيان الجواز

ترجمہ: جب تم پانی پینے کا ارادہ کرو تو بیٹھ کر پیو اور اہل حجاز کے پاکیزہ افراد کی سنت کو برقرار رکھو۔ انہوں نے صحیح روایت میں لکھا ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر پیا تھا لیکن یہ جواز کے بیان کے لیے تھا۔

ابن قیم نے الھدیٰ میں لکھا ہے" آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ بیٹھ کر پانی پیتے تھے۔ آپ سے صحیح روایت سے ثابت ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا صحیح روایت سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر پانی نوش کیا۔ ایک گروہ نے کہا ہے کہ ان دونوں امور میں تعارض نہیں آپ نے ضرورت کے وقت کھڑے ہو کر پیا آپ چشمہ زمزم کے

پاس تشریف لائے۔ صحابہ کرام پانی پلا رہے تھے آپ نے ڈول پکڑا اور کھڑے ہو کر پانی پی لیا یہ ضرورت کا مقام تھا۔

جو شخص کھڑے ہو کر پانی پیتا ہے اسے کئی آفات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسے مکمل سیرابی حاصل نہیں ہوتی پانی معدہ میں نہیں جاتا جگر اسے دیگر اعضاء پر تقسیم کر دیتا ہے۔ پانی سرعت اور حدت کے ساتھ معدہ کی طرف جاتا ہے خدشہ ہوتا ہے کہ وہ اس کی حرارت کو ٹھنڈا نہ کرے۔ پانی تدریج کے بغیر تیزی سے بدن کے نچلے حصے کی طرف جاتا ہے۔ یہ نقصانات اس شخص کو پہنچتے ہیں جو کھڑے ہو کر پیتا ہے۔ لیکن اگر انسان کبھی کبھار ضرورت کے لیے پیتا ہے تو پھر ان نقصانات کا خدشہ نہیں ہوتا۔

❁❁❁❁

چوتھا باب

آپ کے پانی پینے کے آداب

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

① ایسا پانی پسند فرمانا جس پر رات گزر ہو چکی ہو اور منہ مبارک لگا کر پانی نوش فرمانا

امام بخاری، امام احمد، ابو داؤ اور علامہ برقانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کے ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ ایک اور صحابی بھی تھے۔ وہ اپنے باغ میں پانی لگا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا "کیا تمہارے پاس ایسا پانی ہے جس پر رات گزر چکی ہو۔ ورنہ ہم یہ پانی پی لیتے ہیں" اس نے عرض کی "میرے پاس مشکیزہ میں ایسا پانی ہے جس پر رات گزر چکی ہے۔ وہ اپنے عریش کی طرف گئے اس میں سے پیالے میں پانی انڈیلا۔ اس میں اپنی بکری کا دودھ دوہا اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پلایا پھر عریش کی طرف گئے اسی طرح کیا اور آپ کے صحابی کو پلا دیا۔"

② پسندیدہ مشروب

مسدد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ سے التجاء کی گئی آپ کو کون سا مشروب پسند ہے؟ آپ نے فرمایا: "شیریں اور ٹھنڈا۔"

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے (لیکن تابعی کا نام نہیں لیا) حضرت ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" آپ سے پوچھا گیا" کون سا پانی خوشگوار ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا "شیریں اور ٹھنڈا" حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا "ایک انصاری شخص آپ کے لیے ایک مشکیزہ میں یا کھجور کے جمارہ میں پانی ٹھنڈا کرتے تھے۔

③ دائیں طرف سے عطا فرمانا

امام بخاری اور ابن ضحاک نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ کے لیے گھریلو بکری کا دودھ نکالا۔ اس وقت آپ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر ہی رونق افروز تھے۔ پھر اس دودھ میں اس کنویں کا پانی ملایا جو حضرت انس کے گھر میں تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا آپ نے اس میں سے نوش فرمایا۔ آپ کے بائیں

طرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے دائیں طرف ایک اعرابی تھا۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے۔انہیں خدشہ لاحق ہوا کہ آپ اعرابی کو عطا فرما دیں گے۔انہوں نے عرض کی"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابوبکر صدیق کو عطا فرما دیں" آپ نے اس اعرابی کو عطا فرما دیا جو آپ کے دائیں طرف تھا۔آپ نے فرمایا"الایمن فالایمن" دایاں پھر دایاں۔

شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا"ہمارے اس گھر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ہم نے آپ کے لیے بکری دوہی پھر اس کنویں کا پانی ملایا۔میں نے اسے آپ کو پیش کیا حضرت ابوبکر صدیق آپ کے بائیں طرف حضرت عمر فاروق سامنے اور ایک اعرابی دائیں طرف تھا۔جب آپ فارغ ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی"یہ ابوبکر ہیں" آپ نے اعرابی کو عطا فرما دیا اور فرمایا"دائیں طرف والے پھر دائیں طرف والے" حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"سنت یہی ہے۔"

حمیدی،محمد بن ابی عمر،امام احمد،ابن سعد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا"میں اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں گئے۔ہمارے پاس دودھ سے لبریز برتن آیا۔ایک روایت میں ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا"کیا میں تمہیں اس دودھ میں سے نہ پلاؤں جسے ام عقیق نے ہمیں بطور ھدیہ بھیجا ہے۔(یا ام حمید یا حفید کا ذکر بھی ہے) انہوں نے عرض کی"ہاں! دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے نوش فرمایا۔میں آگے دائیں سمت تھا۔حضرت خالد رضی اللہ عنہ آپ کے بائیں طرف تھے۔آپ نے مجھے فرمایا"پانی پینے کی باری تو تمہاری ہے اگر تم پسند کرو تو میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو دے دوں" میں نے عرض کی"میں آپ کے جھوٹے میں کسی کو خود پر ترجیح نہیں دوں گا" پھر آپ نے فرمایا"جسے رب تعالیٰ کھانا کھلائے اسے یہ دعا مانگنی چاہیے"اللھم بارك لنا فیه وزدنا منه"میں کسی چیز کو نہیں جانتا جو کھانے اور پینے کا بدل بن سکے۔"

ابن ابی شیبہ،امام احمد اور امام الطبرانی نے جید سند کے ساتھ محمد بن اسماعیل سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن ابی حبیبہ سے عرض کی گئی"آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کچھ پایا؟ انہوں نے فرمایا"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس قباء میں تشریف لائے۔میں اس وقت بچہ تھا۔میں آپ کے دائیں طرف بیٹھ گیا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے بائیں طرف تھے۔آپ نے پانی منگوایا۔اس سے نوش فرمایا تھا پھر وہ مجھے عطا فرمایا میں آپ کے دائیں طرف تھا۔میں نے اس سے پانی لیا۔پھر آپ اٹھے اور نماز پڑھنے لگے۔میں نے آپ کو دیکھا آپ اپنے نعلین پاک میں نماز ادا کر رہے تھے۔

۲ اکابر سے ابتداء

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے اور ابویعلیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کو پانی پیش کیا جاتا تو آپ فرماتے"اکابر سے ابتداء کرو۔"

امام الطبرانی نے جید سند کے ساتھ (سوائے ابوعبدالمالک علی بن زید الازدی کے) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ حضرت ابوبکر، عمر فاروق اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ آپ کو پانی کا پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ نے وہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو پکڑا دیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں" آپ نے فرمایا "پکڑلو انہوں نے پیالہ پکڑ لیا۔ انہوں نے پینے سے قبل عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! آپ لے لیں" آپ نے فرمایا "پانی پی لو۔ برکت ہمارے اکابر کے ساتھ ہے۔ جس نے ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کیا۔ بڑے کی عزت نہ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

ثابت بن قاسم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ مسجد کے پاس اپنے سائبان میں تھے۔ آپ نے مجھ سے پانی طلب فرمایا۔ میں نے آپ کی خدمت میں پیالہ پیش کیا۔ آپ نے اس میں سے پانی نوش فرمایا۔ پھر فرمایا: "پھر پہلا آخری سے زیادہ خوشگوار تھا۔" میں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! یہ دونوں ایک ہی مشکیزہ سے لائے گئے تھے پھر آپ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یاد فرمایا۔ انہوں نے پانی پیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کے دائیں طرف تھے۔"

۵ جہاں تک پیالہ پہنچا ہو وہاں سے ابتداء کرنے کا حکم

امام احمد نے صحیح کے افراد سے (لیکن ایک راوی کا نام نہیں لیا) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ہم نے آپ کی خدمت میں کھجوروں کا گچھا پیش کیا۔ آپ اس میں سے تناول فرمانے لگے۔ میں نے آپ کے لیے کھانا پکایا۔ آپ کو کھلایا۔ آپ نے پانی نوش فرمایا پھر اسے عطا فرمایا جو آپ کے دائیں طرف تھا جب پیالہ کا پانی ختم ہوگیا تو میں نے پیالہ لیا اور پانی لینے کے لیے گیا۔ میں سب سے آخر میں تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "اسے پیالہ دو جس پر انتہاء ہوئی تھی۔"

۶ سب سے آخر میں پانی نوش فرمانا

امام احمد، ابویعلی نے ثقہ راویوں سے حضرت عبداللہ بن اوفیٰ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کو پیاس لگی۔ پھر ایک جگہ فروکش ہوئے۔ آپ کو ایک برتن پیش کیا گیا۔ حضور اکرم ﷺ اپنے صحابہ کرام کو پلانے لگے۔ انہوں نے عرض کی آپ نوش فرمائیں" آپ نے فرمایا "قوم کو پلانے والا سب سے آخر میں پیتا ہے" حتیٰ کہ آپ نے سارے صحابہ کرام کو پلا دیا۔

ابوالشیخ اور ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو پلاتے تھے۔ صحابہ کرام عرض کرتے "یارسول اللہ ﷺ! آپ پہلے نوش فرمالیں" آپ فرماتے "قوم کو پلانے والا

سب سے آخر میں پیتا ہے۔"

ابویعلیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضور اکرم ﷺ ایک جگہ فروکش ہوئے۔ایک عورت نے اپنے بیٹے کو بکری دے کر بھیجا۔آپ نے اس کا دودھ نکالا۔پھر فرمایا" اسے اپنی امی جان کے پاس لے جاؤ" اس نے سیر ہو کر پیا۔پھر وہ دوسری بکری لے آیا۔آپ نے اس کا دودھ نکالا۔پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پلایا پھر وہ اور بکری لے کر آیا آپ نے اس کا دودھ نکالا اور خود نوش فرمالیا۔"

۷ آہستہ آہستہ تین سانسوں میں پینا

الطبرانی نے حضرت بہز سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:" حضور اکرم ﷺ چوڑائی میں مسواک کرتے تھے ٹھہر ٹھہر کر تین سانسوں میں پیتے تھے۔آپ فرماتے تھے:" یہ زیادہ پرسکون زیادہ شیریں اور زیادہ شفاء یاب کرنے والا ہوتا ہے۔"

انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا" حضور اکرم ﷺ ایک سانس میں پانی نوش نہیں فرماتے تھے بلکہ دو یا تین سانسوں میں پانی نوش فرماتے تھے۔"

حضرت ابوبکر الشافعی نے حضرت ربیعہ بن اکثم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضور اکرم ﷺ عرض کے اعتبار سے مسواک کرتے تھے اور ٹھہر ٹھہر کر پیتے تھے۔آپ فرماتے" اس طرح زیادہ خوشگوار ہوتا ہے۔

امام بغوی، ابن قانع، الطبرانی نے الکبیر میں ابن السنی، ابونعیم نے الطب میں حضرت بہز سے اور امام بیہقی نے حضرت ربیعہ بن اکثم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضور اکرم ﷺ عرضاً مسواک فرماتے ٹھہر ٹھہر کر پانی نوش فرماتے تھے آپ تین سانس لیتے اور فرماتے:" یہ اس طرح زیادہ خوشگوار زیادہ شیریں اور صحت مند بنانے والا ہوتا ہے۔"

شیخین نے حضرت انس سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" جب آپ پیتے تھے تو تین سانس لے کر پیتے تھے"

امام مسلم اور امام ترمذی نے یہ اضافہ کیا ہے" یہ زیادہ سیراب کرنے والا اور زیادہ خوشگوار ہے۔"

عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا" ایک روز میں نے آپ کو دیکھا آپ پانی نوش فرما رہے تھے۔آپ نے تین سانسوں میں پانی پیا میں نے عرض کی" یارسول اللہ ﷺ آپ نے تین سانسوں میں پانی پیا ہے؟ آپ نے فرمایا:" یہ زیادہ شفاء بخشنے والا، زیادہ شیریں اور زیادہ صحت دینے والا ہوتا ہے۔"

بزار، الطبرانی اور ابن ضحاک نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" جب آپ کچھ پیتے تھے تو تین سانسوں میں پیتے تھے۔ہر بار اللہ تعالیٰ کی حمد بیان فرماتے۔اور آخر میں رب تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔"

ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے آپ کو دیکھا۔آپ نے ایک گھونٹ پیا پھر برتن منہ مبارک سے روک لیا تسمیہ پڑھی۔پھر تسمیہ پڑھی پھر ایک گھونٹ پیا پھر تسمیہ پڑھی انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں نے دیکھا کہ آپ نے جب بھی کوئی مشروب پیا آپ نے تین سانس لے کر پیا۔ ہر بار فرماتے "بسم اللہ والحمد للہ۔"

انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "آپ کسی مشروب یا کھانے میں سانس نہ لیتے تھے نہ کسی برتن میں سانس لیتے۔"

بزار نے ثقہ راویوں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ برتن میں تین بار سانس لیتے تھے۔"

الطبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، نوفل بن معاویہ نے دیلمی، الطبرانی اور بزار نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سانسوں میں پیتے تھے۔ جب برتن قریب فرماتے تو ابتداء میں بسم اللہ پڑھ لیتے جب برتن دور فرماتے تو آخر میں الحمد للہ فرماتے۔"

۸ دودھ نوش فرما کر کلی کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا پانی منگوایا کلی کی اور فرمایا "اس کی چکناہٹ ہے۔"

امام بخاری، ابن ماجہ اور برقانی نے اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کا دودھ نکالا۔ اس کا دودھ نوش فرمایا پھر پانی منگوایا اور کلی کی اور فرمایا "اس کی چکناہٹ ہے۔"

۹ دودھ نوش فرمانا اور کلی نہ کرنا

ابن ضحاک نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا نہ کلی کی نہ ہی وضو کیا۔

۱۰ برتن سے نوش فرمانا

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے یحییٰ بن مطیع وغیرہ کے) حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ آپ کے پاس ایک شخص تھا۔ آپ نے پانی مانگا۔ آپ کی خدمت میں پانی پیش کیا گیا آپ نے اسے ڈھانپا اور پانی نوش کر لیا۔ انہوں نے عرض کی "یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا "حیاء اور ایمان اگر تم انہیں عطا کرو یا روک دو۔"

۱۱ برتن ڈھانپنے کا حکم

ابو یعلی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص ابو حمید بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ آپ کی

خدمت میں دن کے وقت خالص دودھ پیش کیا گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "تم نے اسے ڈھانپا کیوں نہیں۔ تم اسے عود سے ہی ڈھانپ دیتے۔"

۱۲ آپ کے مشروب میں پھونک مارنے کی کراہت

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے مولی التوامہ کے) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کو ناپسند تھا کہ آپ کے مشروب میں پھونک ماری جائے۔

تنبیہات

۱. مہلب نے کہا ہے کہ رات کے پانی کو طلب کرنے میں حکمت یہ ہے کہ یہ زیادہ ٹھنڈا اور زیادہ صاف ہوتا ہے۔ دودھ کو رات کے ٹھنڈے پانی میں ملانا شاید گرم دن میں ہو۔ جیسے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قصہ میں ہے۔ الحافظ لکھتے ہیں "مگر یہ دونوں قصے مختلف ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس طرح اس لیے کہا تھا کیونکہ وہاں گرمی شدید تھی جبکہ انصاری صحابی نے یوں اس لیے کہا تھا تاکہ وہ حضور اکرم ﷺ کو صرف پانی نہ پلائے بلکہ دودھ سے ضیافت کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے آپ کو پانی بھی پیش کیا اور وہ چیز بھی پیش کر دی جس میں آپ کی رغبت تھی۔

۲. ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "ہم ایک تالاب کے پاس سے گزرے۔ ہم نے اس میں منہ لگا کر پانی پیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "منہ لگا کر پانی نہ پیو بلکہ آپ ہاتھ دھولو۔ پھر ان کے ساتھ پانی پیو" اس کی سند میں ضعف ہے۔ اگر یہ روایت محفوظ ہو بھی تو یہ نہی تنزیہ کے لیے ہے۔ اور اپنے فضل مبارک کے ساتھ آپ نے جواز کا ارادہ کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کے بارے ہے کہ وہ نہی سے پہلے کی ہے یا ضرورت کے حالات کے علاوہ کی نہی ہے۔ آپ کا فعل ضرورت کے لیے تھا۔ آپ نے وہ پانی پیا جو ٹھنڈا نہ تھا آپ نے منہ لگا کر پیا۔

ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ نے ہمیں منع کیا کہ ہم پیٹ کے بل لیٹ کر پانی پئیں۔ یہی الکرع ہے اس روایت کی سند بھی ضعیف ہے اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو پھر یہ نہی اس صورت کے ساتھ خاص ہو گی وہ یہ پانی پینے والا لیٹا ہوا ہو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کو بلند جگہ سے منہ کے ساتھ پینے پر محمول کیا جائے گا جس میں انسان اوندھا ہونے کا محتاج نہ ہو۔"

پانچواں باب

پسندیدہ مشروبات

اس کی کئی انواع ہیں۔

① عورت کے بکری دوہنے سے کراہت

ابن ابی شیبہ نے ابو شیخ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا "حضور اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔آپ نے فرمایا "اے گروہ محارب! رب تعالیٰ تمہاری مدد کرے مجھے عورت کا دودھ دوہا ہوا نہ پلانا۔"

② خالص دودھ نوش فرمانا

امام مالک اور امام بخاری نے حضرت ام الفضل بن حارث رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ لوگوں نے یوم عرفہ کو ان کے ہاں حضور اکرم ﷺ کے بارے بحث و مباحثہ کیا بعض نے کہا کہ آپ کا روزہ ہے اور بعض نے کہا کہ آپ کا روزہ نہیں ہے۔حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے آپ کی طرف دودھ کا پیالہ بھیجا۔اس وقت آپ اپنے اونٹ پر کھڑے تھے۔آپ نے عرفہ میں اسے نوش فرمالیا۔"

ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر بن حکم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کو دودھ پلایا آپ نے یہ دعا فرمائی "مولا! اسے اس کے شباب سے لطف اندوز فرما۔"

ابو شیخ اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "دودھ آپ کا پسندیدہ مشروب تھا۔"

امام بخاری نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ مکہ مکرمہ سے تشریف لائے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ہم ایک چراوہے کے پاس سے گزرے حضور اکرم ﷺ کو پیاس لگی ہوئی تھی۔میں نے تھوڑی سی مقدار میں دودھ پیالے میں ڈالا۔آپ نے اسے نوش فرمایا حتیٰ کہ میں راضی ہو گیا۔"

انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے دودھ نوش فرمایا اور کلی کی تو فرمایا "اس کی چکناہٹ ہے۔" انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔وہاں چار نہریں تھیں دو ظاہری نہریں اور دو باطنی نہریں۔ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں باطنی دو

جنت کی نہریں ہیں۔ میرے پاس تین پیالے لائے گئے ایک میں دودھ، دوسرے میں شہد اور تیسرے میں شراب تھی" میں نے وہ پیالہ پکڑ لیا جس میں دودھ تھا اور اسے نوش کر گیا۔ مجھے کہا گیا آپ نے فطرت کو پا لیا ہے۔"

۳ ایسا دودھ نوش فرمانا جس میں پانی ملا ہوا تھا

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ کو دودھ پیتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے فرمایا "آپ ہمارے گھر تشریف لائے۔ میں نے بکری کا دودھ نکالا اس میں اپنے کنویں کا پانی ملایا۔ آپ کو پیالہ پکڑایا آپ نے اسے نوش کر لیا۔ بائیں طرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے دائیں طرف ایک اعرابی تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سامنے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی 'حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائیں' انہیں خدشہ تھا کہ آپ وہ اعرابی کو عطا کر دیں گے آپ نے وہ اعرابی کو عطا کر دیا اور فرمایا "دایاں پھر دایاں۔"

محمد بن عمر نے ابوالھیشم بن نصر سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گرم دن میں ان کے ہاں تشریف لائے آپ کے ساتھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے پوچھا "کیا ٹھنڈا پانی ہے؟ وہ اس طرح ٹھنڈے پانی کا مشکیزہ لے کر آئے گویا کہ وہ برف ہو۔ اس میں اپنی بکری کا دودھ ملایا اور آپ کو پلایا۔"

فائدہ

امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "تین چیزیں نہ لوٹاؤ۔ دودھ، تکیہ اور تیل، ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

قد کان فی سیرۃ خیرالوریٰ — صلی علیہ اللہ طول الزمن
الا یرد الطیب والمتکا — واللحم ایضاً یا اخی واللبن

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طویل زمانہ تک درود و سلام بھیجے آپ کی سیرت میں سے ہے کہ خوشبو، تکیہ، گوشت اور دودھ کو نہ لوٹاؤ۔ اے میرے بھائی!

۶ آپ کا نبیذ نوش فرمانا

آپ کی امت سے پہلے آپ پر شراب حرام کی گئی۔

ابن الاعرابی نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں سبز گھڑے میں آپ کے لیے نبیذ بناتی تھی۔ آپ تشریف لاتے اور اس میں سے نوش فرماتے۔"

امام بغوی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ پتھر کے لگن میں آپ کے لیے نبیذ

بناتی تھیں۔

امام شافعی، امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابو درداء اور ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک مشکیزہ میں نبیذ بنائی جاتی تھی۔ اگر مشکیزہ نہ ملتا تو پتھر کے برتن میں آپ کے لیے نبیذ بنائی جاتی' الطبرانی نے ثقہ راویوں سے ابن مالک الاشجعی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" آپ کے لیے پتھر کے برتن میں نبیذ بنائی جاتی تھی۔

امام بغوی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کے لیے پتھر کے برتن میں نبیذ بنائی جاتی تھی"۔

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے مزاحم بن عبدالعزیز کے) حضرت عمیر بن مسلم سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" میں نے آپ کی خدمت میں سبز گھڑا پیش کیا جس میں کافور تھا۔ آپ نے اسے مہاجرین اور انصار کے مابین تقسیم کر دیا آپ نے فرمایا" ام سلیم! اس میں ہمارے لیے نبیذ بنایا کرو"۔

امام بخاری نے حضرت سہل بن سعد سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو اسید ساعدی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی شادی کی دعوت آپ کو دی۔ ان کی زوجہ آپ کی خادمہ تھی۔ یہی دلہن تھی۔ اس نے کہا" کیا تم جانتے ہو کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا پلاتی ہوں۔ میں آپ کے لیے پتھر کے برتن میں کھجوریں ڈال دیتی ہوں"۔

امام احمد اور چاروں آئمہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" ہم آپ کے لیے ایسے مشکیزے میں نبیذ بناتے تھے جسے ڈوری سے باندھا جاتا تھا۔ ہم مٹھی بھر کشمش لیتے یا مٹھی بھر کھجوریں لیتے اسے مشکیزہ میں پھینک دیتے پھر اس میں پانی ڈال دیتے اگر ہم رات کو یوں کرتے تو آپ دن کے وقت اسے پی لیتے اور اگر دن کے وقت یوں کرتے تو آپ رات کے وقت اسے نوش فرما لیتے" امام ابو داؤد نے یہ اضافہ کیا ہے" اگر دن کے وقت بنائی گئی نبیذ میں سے کچھ بچ جاتا تو آپ ہمیں پلا دیتے پھر رات کے وقت آپ کے لیے نبیذ بنا دیتے۔ آپ وقت صبح اسے پی لیتے تھے۔ ہم صبح و شام دو بار مشکیزہ دھوتے تھے"۔

مسلم اور نسائی نے ثمامہ بن حزن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبیذ کے بارے پوچھا۔ انہوں نے حبشیہ لونڈی کو بلایا اور فرمایا" اس سے پوچھو یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نبیذ بناتی تھی' اس حبشیہ نے کہا" میں رات کے وقت آپ کے لیے نبیذ بناتی تھی میں مشکیزہ کا منہ بند کر دیتی تھی اسے لٹکا دیتی تھی صبح کے وقت آپ اس سے نوش فرما لیتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رات کے وقت آپ کے لیے کشمش کی نبیذ بنائی جاتی تھی اسے مشکیزہ میں رکھا جاتا۔ دن کے وقت آپ اسے نوش فرماتے۔ کل اور کل کے بعد پرسوں تک اسے نوش فرماتے پھر اس کے بعد کسی اور کو پلا دیتے۔ اگر اس میں سے کچھ بچ جاتا تو اسے انڈیل دیا جاتا"۔

امام بخاری نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا''ہم آپ کے لیے صبح کے وقت نبیذ بناتے تو آپ رات کو اور اگر رات کے وقت نبیذ بناتے تو آپ صبح کو نوش فرمالیتے تھے۔''

امام الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے عباس بن فضل) حضرت مطلب بن ابی وراعہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نبیذ کا برتن لایا گیا۔آپ نے اس میں پانی ملایا حتیٰ کہ وہ جوش مارنے لگی۔پھر اس میں سے نوش فرمالیا۔''

ثقہ راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین روز سے زائد تک نبیذ نوش نہ فرماتے تھے۔الطبرانی نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا''آپ کے لیے نبیذ بنائی جاتی آپ اسے کل کل کی رات اور تیسرے دن کی رات تک پیتے۔پھر اسے پینے سے رک جاتے۔

بزار نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: معاذ بن جبل سے بھی روایت کیا ہے۔

الطبرانی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''وہ پہلی اشیاء جن سے میرے رب تعالیٰ نے مجھے منع فرمایا وہ بتوں کی پوجا، شراب اور لوگوں کی غیبت کرنا ہے۔''

امام احمد، امام الطبرانی نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر شراب، شطرنج، بربط اور سارنگی کو حرام کیا ہے مکئی کی شراب سے بچو یہ دنیا کے شراب کا ثلث ہے۔''

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ابن ابی الدنیا نے ذم الملاھی میں اور امام بیہقی نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''رب تعالیٰ نے مجھ پر شراب، جوا، شطرنج اور سارنگی کو حرام کیا ہے۔''

۵ جو کے ستو

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا''میں پلاتا تھا......''

۶ بادام کے ستو کو واپس کر دینا

ابن سعد نے یزید بن عبداللہ سے اور ابوضحر سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بادام کے ستو لائے گئے۔جب انہیں آپ کے لیے تیار کیا گیا تو آپ نے پوچھا''یہ کیا ہے''آپ سے عرض کی گئی کہ یہ بادام کے ستو ہیں''آپ نے فرمایا''انہیں مجھ سے دور لے جاؤ۔یہ اہل عشرت کا مشروب ہیں۔''

۷ شہد نوش فرمانا

ابوداؤد نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زینب بنت جحش

رضی اللہ عنہا کے ہاں قیام فرماتے تھے آپ ان کے ہاں شہد نوش کرتے تھے۔

امام مسلم اور امام برقانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا ''میں نے اس پیالے میں آپ کو سارے مشروبات شہد، دودھ اور ایسا پانی پلایا ہے جس میں شہد ملایا جاتا تھا۔''

انہوں نے ثقہ راویوں سے (سوائے نعیم بن مورع کے۔ابن حبان نے اسے ثقہ اور دیگر محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے) حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا ''آپ کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا جس میں دودھ اور شہد تھا۔آپ نے فرمایا ایک مشروب۔ایک پیالے میں دو مشروب۔میں یہ گمان نہیں کرتا کہ یہ حرام ہیں۔لیکن مجھے ناپسند ہے کہ رب تعالیٰ مجھ سے دنیا کے فضول امور کے بارے سوال کرے میں رب تعالیٰ کے لیے عاجزی کرتا ہوں۔جو رب تعالیٰ کے لیے عاجزی کرتا ہے رب تعالیٰ اسے رفعت نصیب کرتا ہے جو تکبر کرتا ہے رب تعالیٰ اسے رسوا کر دیتا ہے۔جو میانہ روی اختیار کرتا ہے۔رب تعالیٰ اسے غنی کر دیتا ہے جو موت کا تذکرہ کرتا ہے رب تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔''

امام احمد، امام ترمذی اور امام حاکم نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ٹھنڈا اور شیریں پانی سب سے زیادہ پسند تھا۔'' ابن السنی اور ابو نعیم نے الطب میں یہ اضافہ کیا ہے ''شہد ملا کر'' آپ فرماتے ''یہ میرے دل کو ٹھنڈا کرتا ہے اور میرے آنکھ کو جلا بخشتا ہے۔''

تنبیہات

۱ صحابہ کرام دودھ کے ساتھ پانی ملاتے تھے کیونکہ دوہتے وقت دودھ گرم ہوتا ہے وہ شہد کو زیادہ گرم نہ سمجھتے تھے وہ دودھ کی گرمی کو پانی ڈال کر کم کرتے تھے۔

۲ امام مسلم اور ابو داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے رات کے وقت مشکیزہ میں کشمش بھگو دی جاتی تھی وقت صبح ایک دن اور ایک رات تک اسے نوش فرماتے رہتے۔رات کے وقت سارا خود ہی نوش فرمالیتے۔یا خدام کو پلا دیتے اگر پھر بھی کچھ بچ جاتا تو اسے انڈیل دیتے۔''

حافظ ابو بکر بن المنذر نے لکھا ہے ''اس مدت میں مشروب میٹھا رہتا ہے جس کا تذکرہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ نے کیا ہے لیکن جس وصف کا تذکرہ حضرت ابن عباس نے کیا ہے وہ جوش اور شدت پر ختم ہوتا ہے لیکن آپ کے اس حکم کو کہ آپ انہیں خدام کو پلا دینے کا حکم دیتے تھے اس امر پر محمول کیا جائے گا کہ وہ مشروب اس شدت اور جوش تک نہیں پہنچتا تھا بلکہ اس کے قریب ہو جاتا تھا کیونکہ اگر وہ اس حد تک پہنچتا تو وہ نشہ آور ہو جاتا تو اسے پینا مطلق حرام ہوتا۔''

الحافظ نے لکھا اس سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ اس کے ذائقہ میں کچھ تغیر رونما ہو جاتا تھا جیسے کھٹا پن وغیرہ۔آپ

خدام کو پلا دیتے تھے۔ ابوداؤد نے اسی طرح اشارہ کیا ہے" آپ خدام کو پلا دیتے تھے" آپ کا ارادہ تھا کہ یہ کہیں جلدی خراب نہ ہو جائے' ایک احتمال یہ بھی ہے یہ خبر تنوع کو محیط ہو۔ کیونکہ انہوں نے فرمایا" آپ خدام کو پلا دیتے اگر وہ شدت اختیار کر جاتا تو اسے گرا دینے کا حکم دیتے۔ امام نووی نے اسی کو تلقین کے ساتھ لکھا ہے انہوں نے لکھا ہے' اس کا انحصار دونوں حالتوں کے اختلاف پر ہے۔ اگر اس میں شدت ظاہر ہو جاتی تو اسے گرا دیتے اگر شدت ظاہر نہ ہوتی تو خدام کو پلا دیتے تاکہ اس میں مال کا ضیاع نہ ہو۔ آپ پاکیزگی اختیار کرتے ہوئے اسے ترک فرما دیتے تھے۔ حضرت ابن عباس اور ام المومنین رضی اللہ عنہم کی روایات کو اس طرح جمع کیا جا سکتا ہے کہ عمدہ اور شفاف مشروب کو اسی دن پینا اسے ایک دن سے زیادہ پینے سے منع نہیں کرتا۔ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ یہ ممکن ہے کہ یہ حالات یا زمانہ کے اختلاف کی وجہ سے ہو۔ ایک احتمال یہ ہے کہ اگر وہ مشروب کم ہوتا تو آپ اسے اسی روز تناول فرما لیتے اور اگر کثیر ہوتا تو بعد میں خدام کو عطا فرما دیتے مثلاً شدید گرمی میں وہ جلد خراب ہو جاتا اور شدید سردی میں وہ جلد خراب نہ ہوتا تھا۔

آپ کی نیند اور بیداری کے معمولات

پہلا باب

سونے سے پہلے کے معمولات

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

① سوتے وقت اہل خانہ سے گفتگو

امام احمد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "ایک رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کو کوئی بات سنا رہے تھے۔ ان میں سے ایک زوجہ کریمہ نے کہا "یہ بات تو خرافہ کی داستان ہے" آپ نے فرمایا "کیا تم جانتی ہو خرافہ کی گفتگو کیا ہے۔ خرافہ بنو عذرہ کا ایک شخص تھا۔ زمانہ جاہلیت میں جن اسے اٹھا کر لے گئے تھے وہ کافی مدت ان کے پاس ٹھہرا رہا پھر وہ اسے انسانوں کی طرف لے آئے۔ اس نے جو کچھ عجائب دیکھے تھے وہ انسانوں کو بیان کردیتا تھا لوگ کہتے "یہ خرافہ ہے۔"

② رات کے وقت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مشاورت

مسدد نے ثقہ راویوں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "رات کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمانوں کے امور کے بارے مشاورت کرتے تھے۔ میں آپ کے ساتھ ہوتا تھا۔"

③ آپ تاریک کمرہ میں تشریف نہ رکھتے تھے

بزار نے اسحاق بن ابراہیم سے، ابن ضحاک نے محمد بن عمار القرعی کی سند سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تاریک کمرہ میں نہ بیٹھتے تھے الا یہ کہ اس میں چراغ جلا دیا جاتا۔"

ابن سعد نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ تاریک کمرہ میں نہ بیٹھتے تھے حتیٰ کہ اسے چراغ سے روشن کر دیا جاتا۔

۴ حالت جنابت میں آپ کیسے آرام فرما ہوتے

امام بخاری نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''جب آپ سونے کا ارادہ فرماتے اور آپ نے وظیفۂ زوجیت ادا کیا ہوتا تو آپ اپنی شرم گاہ کو دھو لیتے۔ وضو کر لیتے۔'' امام بیہقی نے یہ اضافہ کیا ہے ''تیمم فرما لیتے'' ممکن ہے تیمم اس وقت فرماتے جب پانی کم ہوتا۔ اور احتمالات کا ذکر کیا گیا ہے۔

۵ سونے سے قبل وضو فرمانا

ابو شیخ اور ابن جوزی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''اگر آپ سونے کا ارادہ فرماتے تو اس طرح وضو کرتے جس طرح آپ نماز کے لیے وضو کرتے تھے۔''

ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم ﷺ رات کو اٹھے بیت الخلاء تشریف لے گئے۔ قضائے حاجت فرمائی۔ چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے اور سو گئے۔''

۶ آرام فرماتے وقت سرمہ استعمال کرنا

ابن ضحاک نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم ﷺ سرمہ استعمال فرماتے تھے۔ جب سونے کے لیے بستر تشریف لے جاتے تو ایک چشم مقدس میں تین سلائیاں اور دوسری چشم اطہر میں بھی تین سلائیاں سرمہ ڈالتے۔''

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم ﷺ سونے سے قبل سرمہ استعمال کرتے تھے۔ آپ ہر آنکھ میں تین تین سلائیاں سرمہ استعمال کرتے تھے۔

ابن ابی شیبہ نے ان سے ہی روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم ﷺ کے پاس سرمہ کی ایک سلائی تھی آپ سوتے وقت تین تین سلائیاں ہر چشم مقدس میں استعمال فرماتے تھے'' بقیہ روایات آپ کی زینت کے باب میں تحریر کی جائیں گی۔

۷ گرمیوں میں کمرہ سے باہر اور سردیوں میں کمرہ کے اندر تشریف لے جانا

ابو شیخ اور ابن حبان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ موسم گرما میں جمعۃ المبارک کی رات کو کمرہ سے باہر نکلتے اور سردیوں میں جمعۃ المبارک کی رات کو کمرہ میں تشریف لے جاتے۔''

⑨ پشت انور کے بل لیٹنا اور ایک ٹانگ مبارک کو دوسری ٹانگ مبارک پر رکھنا

امام مالک اور امام احمد اور پانچوں آئمہ نے حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ مسجد میں پشت انور کے بل لیٹتے تھے۔ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھ لیتے تھے۔"

⑨ پیٹ کے بل لیٹنے والے کو ٹانگ مبارک مارنا

امام بخاری نے الادب میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ مسجد میں ایک شخص کے پاس سے گزرے جو چہرہ کے بل الٹا لیٹا ہوا تھا آپ نے اسے ٹانگ مبارک ماری اور فرمایا" سونے کا یہ طریقہ اہل جہنم کا ہے۔"

⑩ سونے کی کیفیت

امام بخاری نے ادب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضور اکرم ﷺ آرام فرما ہو گئے آپ خراٹے لینے لگے ہم آپ کے خراٹوں سے جان جاتے تھے کہ آپ آرام فرما ہو گئے ہیں۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا" حضور اکرم ﷺ آرام فرما ہو گئے۔جب آپ پوری طرح سو گئے تو آپ خراٹے لینے لگے۔"

امام احمد نے ان سے روایت کیا ہے کہ آپ عشاء سے پہلے کبھی نہ سوتے تھے اور نہ ہی بعد میں باتیں کرتے تھے حمیدی نے ان سے ہی روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" میں رات کے آخر میں آپ کو اپنے پاس پاتی تو آپ سو رہے ہوتے۔"

❀❀❀❀

دوسرا باب

جب آپ سونے کا ارادہ فرماتے تو کیا کہتے، کیا کرتے

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک سورۃ الم تنزیل سجدہ اور سورۃ الملک نہ پڑھ لیتے آپ سوتے نہ تھے۔''

ابویعلیٰ نے ثقہ راویوں سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا'' آپ ہر رات کو سورۃ الم تنزیل سجدہ ضرور پڑھتے تھے۔''

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سونے کے لیے لیٹتے تھے تو یوں فرماتے:

الحمد لله الذی کفانی و آوانی و اطعمنی و سقانی و الحمد لله۔

امام مسلم، ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ بستر پر تشریف لے جاتے تھے تو یوں کہتے تھے:

الحمد لله الذی اطعمنا و سقانا و آوانا و کم ممن لا مکافی له و لا مؤوی۔

امام مالک، امام احمد، شیخان، ابوداؤد اور امام ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ہر شب جب آپ سونے کے لیے تشریف لے جاتے آپ دونوں ہاتھوں کو جمع کرتے پھر ان پر پھونک مارتے پھر سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھتے اور جہاں تک دست اقدس جاتا جسم اطہر پر پھیر لیتے سر اقدس اور چہرہ انور پر بھی پھیر لیتے آپ تین بار اسی طرح کرتے۔''

امام احمد، امام بخاری، ابوداؤد، ترمذی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سونے کے لیے بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنا دایاں دست اقدس دائیں رخسار مبارک کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے:

باسمك اللهم احیا و اموت۔

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے، امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے بستر پر سونے کے لیے جاتے تو اپنا دایاں دستِ اقدس اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھ لیتے اور یہ دعا پڑھتے:

"رب قني عذابك يوم تبعث" یا "تجمع عبادك"

امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ سونے سے قبل تسبیحات پڑھتے تھے۔ آپ فرماتے تھے "ان سورتوں میں سے ایک آیت ہے جو ایک ہزار آیتوں سے افضل ہے" اس روایت کو ابن خریس نے یحییٰ بن ابی کثیر سے مرسل روایت کیا ہے انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ یحییٰ نے کہا ہے یہ وہ آیت ہے جو سورۃ الحشر کے آخر میں ہے۔"

امام ترمذی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حسن روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ اس وقت تک نہ سوتے تھے حتیٰ کہ آپ سورۃ الزمر اور سورۃ بنی اسرائیل کی تلاوت فرمالیتے۔"

ابوداؤد نے ابوالازہر انماری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ رات کو سونے کے لیے بستر پہ جاتے تو یوں کہتے:

باسم الله و ضعت جنبي اللهم اغفرلي ذنبي و اخسئ شيطاني وفك رهاني واجعلني في الندى الاعلى۔

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب آپ سونے کے لیے بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنے دائیں دست اقدس پر لیٹ جاتے" دوسری روایت میں ہے "دایاں دست اقدس دائیں رخسار مبارک کے نیچے رکھتے پھر تین بار یہ دعا مانگتے:

رب قني عذابك يوم تبعث عبادك۔

ابوداؤد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" آپ سوتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

اللهم اني اعوذبك بوجهك الكريم و بكلمات التامات من كل دابة انت آخذ بناصيتها اللهم انت تكشف المغرم والماثم اللهم لا ينهزم جندك و لا يخلف وعدك و لا ينفع ذا الجد منك الجد سبحانك و بحمدك۔

ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام مسلم، ابن مردویہ اور امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سوتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

اللهم رب السموت السبع و رب العرش العظيم، ربنا و رب كل شئ منزل التوراة والانجيل والفرقان فالق الحب والنوى لا اله الا انت اعوذبك من شر كل شيء انت آخذ بناصيته انت الاول فليس شيء و انت الآخر فليس بعدك شيء و انت الظاهر ليس فوقك شيء اقض عنا الدين و اغننا من الفقر۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا" آپ بستر بچھانے کا حکم دیتے پھر آہستہ آواز سے کچھ پڑھتے۔ ہم نہیں جانتے کہ آپ کیا پڑھتے تھے۔ آخر میں آواز بلند فرمالیتے پھر یہ دعا مانگتے:

"اللھم رب السموت السبع و رب العرش العظیم. الہ او رب کل شئ منزل التوراۃ و الانجیل والفرقان فالق الحب والنوی لا الہ الا انت اعوذبك من شر کل شئ انت آخذ بناصیتہ اللھم انت الاول فلیس قبلك شئ و انت الآخر فلیس بعدك شئ و انت الظاھر فلیس فوقك شئ و انت الباطن فلیس دونك شئ اقض عنا الدین و اغننا من الفقر"

الطبرانی نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی بستر پر تشریف لے جاتے آپ سورۃ الکافرون مکمل پڑھتے تھے۔

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت حی بن عبداللہ المعافری سے (ایک جماعت نے انہیں ثقہ اور دوسری نے ضعیف قرار دیا ہے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا انہوں نے فرمایا" جب آپ سونے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا مانگتے:

اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ رب کل شئ یو الہ کل شئ اشھد ان لا الہ الا انت وحدك لا شریك لك و ان محمد عبدك و رسولك و الملائکۃ یشھدون اللھم اعوذبك من الشیطان و شرکہ و ان اقترف علی نفسی اثما و اجرہ علی مسلم۔

امام احمد نے حسن اسناد کے ساتھ ان سے ہی روایت کیا ہے کہ جب آپ سونے کے لیے لیٹتے تو یہ دعا مانگتے:

باسمك ربی فاغفرلی ذنبی۔

بزار نے حسن سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا" جب آپ سونے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا مانگتے:

اللھم قنی عذابك یوم تبعث عبادك۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا" جب آپ سونے کے لیے جاتے تو یہ دعا مانگتے:

اللھم انی اعوذبك من الشر و اعوذبك من الجوع ضجیعا۔

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" میں نے ایک رات آپ کے ساتھ گزارنے کی سعادت حاصل کی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوتے اور بستر پر لیٹتے تو میں نے آپ سے سنا آپ نے

یہ دعا مانگی:

اللھم اعوذ بمعافاتك من عقوبتك و اعوذ برضاك من سخطك و اعوذبك منك
اللھم لا استطیع ثناء علیك و لو حرصت لكن انت كما اثنیت علی نفسك۔

تنبیہ

امام نسائی نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ بن صالح نے کہا ہے کہ بعض اہل علم کہتے ہیں: "المسبحات چھ سورتیں ہیں الحدید، الحشر، الحواریون، الجمعۃ، التغابن و سبح اسم ربک الاعلیٰ۔" حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ آپ نے جس آیت طیبہ کی طرف اشارہ کیا ہے وہ یہ آیت طیبہ ہے "ھو الاول والآخر والظاھر والباطن و ھو بكل شئ علیم" یحییٰ بن کثیر نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

❁❁❁❁

تیسرا باب

جب آپ بیدار ہوتے تو کیا فرماتے، کیا کرتے

امام احمد، امام بخاری، امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے حضرت حذیفہ سے اور امام مسلم نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ بیدار ہوتے تو یہ کلمات پڑھتے تھے:

الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا و الیہ النشور۔

ابو داؤد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''جب آپ رات کے وقت بیدار ہوتے تو یہ دعا مانگتے:

لا الہ الا انت سبحان اللھم استغفر لذنوبی و اسئلک رحمتک اللھم زدنی علما و لا تزغ قلبی بعد اذ ھدیتنی و ھب لی من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

امام احمد، ابن ماجہ نے حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی سے روایت کیا ہے انہوں نے آپ کو سنا جب آپ رات کو نماز کے لیے اٹھتے تو آپ نے اپنے رب کی یوں حمد و ثناء بیان کی:

الحمد للہ رب العالمین القوی۔

پھر کہا:

سبحان اللہ و بحمدہ القوی۔

❁❁❁❁

چوتھا باب

آپ کے صبح اور شام کے اذکار

مسدد، امام احمد اور امام نسائی نے فی الیوم واللیلۃ میں ثقہ راویوں سے حضرت عبد الرحمان بن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقتِ صبح یوں فرماتے تھے:

اصبحنا علی فطرۃ الاسلام و کلمۃ الاخلاص و دین نبینا محمد ﷺ و ملۃ ابینا ابراھیم علیہ السلام حنیفا مسلما وما انا من المشرکین۔

صبح یوں حمد سرائی کرتے ہوئے سنا:

اصبحنا و اصبح الملك الله والکبریاء والعظمۃ والخلق واللیل والنھار و ما سکن فیھا لله تعالی و حمدہ لا شریك لہ اللھم اجعل ھذا النھار اولہ فلاحا و اوسطہ صلاحا و آخرہ نجاحا و اسئلك خیر الدنیا و الآخرۃ۔

مسدد نے ثقہ راویوں سے حضرت عبد اللہ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں نے اپنے والد گرامی کو سنا انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقتِ صبح یوں دعا مانگتے تھے:

اللھم بك اصبحنا و بك امسینا و بك نحیی و بك نموت و الیك النشور۔

رات کے وقت آپ یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم بك امسینا و بك اصبحنا و بك نحیی و بك نموت و الیك النشور۔

ابو یعلی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح و شام ان کلمات کے ساتھ دعا مانگتے تھے:

اللھم اعوذبك من نجاءۃ الخیر و اعوذبك من نجاءۃ الشر۔

امام احمد صحیح کے راویوں سے ان سے ہی روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" آپ وقتِ صبح یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم بك اصبحنا و بك امسینا و بك نحیی و بك نموت و الیك المصیر۔

بزار نے حسن سند کے ساتھ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" آپ صبح کے وقت یہ دعا مانگتے تھے:

اصبحنا والملك والحمد لله لا شريك له لا اله الا هوا واليه المصير۔

الطبرانی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنتی تھی جب حجرہ مقدسہ میں آپ کو رات ہو جاتی تو آپ رب تعالیٰ کی یوں حمد بیان کرتے تھے:

امسينا و امسى الملك لله والحمد والحول و القوة والسطان فى السموات والارض كل شئ لله رب العالمين اللهم بك اصبحنا و بك امسينا و بك نحيا و بك نموت و اليك النشور۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا" آپ صبح و شام یہ ذکر فرماتے تھے:

اصبحنا و اصبح الملك لله لا اله الا هو وحده لا شريك له اللهم انا نسئلك خير هذا اليوم و خير ما بعده و نعوذبك من شر هذا اليوم و شر ما بعده اللهم انى اعوذبك من شر الكبر و اعوذبك من عذاب النار۔

انہوں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" وقتِ صبح آپ یہ دعا مانگتے تھے:

اصبحت و اصبح الملك لله تعالىٰ والكبرياء والعظمة والخلق والنهار و اليل و ما سكن فيها لله وحده لا شريك له العليم اجعل اول النهار فلاحا و اوسطه صلاحا و آخره نجاحا و اسئلك خير الدنيا والآخرة يا ارحم الراحمين۔

ابو یعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح و شام ان کلمات کے ساتھ دعا مانگتے:

اللهم انى اعوذبك من فجاءة الخير و اعوذبك من فجاءة الشر۔

امام احمد اور الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت عبدالرحمان بن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح اور شام یوں تعریف فرماتے تھے:

اصبحنا على فطرة الاسلام و امسينا على فطرة الاسلام و على حكمة الاخلاص و على دين نبينا محمد صلى الله عليه و سلم على ملة نبينا ابراهيم عليه السلام حنيفا مسلما وما كان من المشركين۔

الطبرانی نے حضرت ابو امامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح و شام یہ دعا مانگتے تھے:

"اللهم انك احق من ذكر و احق من عبد و انصر من ابتلغى و ارأف من ملك و اجود من سئل و اوسع من اعطى انت الملك لا شريك لك و الفرد لا يهلك كل

شی ھالک الا وجھک لن تطاع الا باذنک و لن تعصی الا بعلمک تطاع لتشکر و تعصی فتغفر اقرب شھید و ادنی حفیظ حلت دون التصور اخذت بالنوامی و کتبت الآثار و نسخت الآجال والقلوب لک مفضیہ والسر عندک علانیہ الحلال ما احللت والحرام ما احرمت والدین ما اشرعت والامر ما قضیت والخلق خلقک والعبد عبدک و انت اللہ رؤف رحیم اسئلک بنور وجھک الذی اشرقت بہ السموت والارض بکل حق ھولک و بحق السائلین علیک ان تقبلنی بھذہ القراۃ اوفی ھذہ العیشۃ و ان تجیرنی من النار بقدرتک"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا "جب رات پڑتی تو آپ یوں ذکر فرماتے:

"امسینا و امسی الملک للہ الواحد القھار الحمدللہ الذی ذھب بالنھار و جاء باللیل و نحن فی عافیۃ اللھم ھذا خلقک قد جاء فما عملت فیہ من سیئۃ فتجاوز عنھا و ما عملت فیہ من حسنۃ تقبلھا و ضعفھا اضعافًا مضاعفۃ اللھم انک بجمیع حاجتی عالم و انک علی نجحھا قادر اللھم انجح اللیلۃ کل حاجۃ لی ولا تزدنی فی دنیای و لا تنقصنی فی آخری۔

صبح کے وقت بھی آپ اسی طرح رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان فرماتے۔"

❁❁❁❁
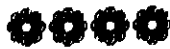
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواب

پہلا باب

خوابوں کی اقسام، عمدہ خواب نبوت کے اجزاء میں سے ہیں، یہ مبشرات ہیں

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

❶ خوابوں کی اقسام

امام اسحاق نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "خوابوں کی تین اقسام ہیں۔(۱) بعض خواب انسان کا وھم وگمان ہوتے ہیں۔ حقیقت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔(۲) جو خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں جب انسان کسی ناپسندیدہ امر کو دیکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کی شیطان مردود سے پناہ مانگے اپنی بائیں سمت تھوک دے تو یہ خواب اسے نقصان نہ دے گا۔ بعض خواب بشارتیں ہوتے ہیں۔ مسلمان کا خواب نبوت کے اجزاء میں سے چھیالیسواں حصہ ہوتا ہے انسان کو چاہئے کہ وہ ایسا خواب کسی مخلص اور صاحب رائے شخص کو سنائے۔ وہ عمدہ بات کرے اور اس کی اچھی تعبیر کرے" حضرت عوف بن مالک نے کہا ہے "اگر بہت سی کنکریوں میں سے ایک کنکری ہو تو وہ بھی کثیر ہے شیخان نے اس روایت کو مختصر بیان کیا ہے یہ سیاق میں ان کے ہاں زیادتی نہیں ہے نہ ہی حضرت عوف کا قول انہوں نے نقل کیا ہے۔"

امام احمد، شیخان، ابوداؤد، امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے امام مالک. امام احمد، شیخان اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ امام احمد، اور شیخان نے حضرت عبادہ بن صامت سے، امام مالک اور امام احمد، امام بخاری اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "پاکباز شخص کا خواب نبوت کے اجزاء میں سے چھیالیسواں جزء ہوتا ہے۔"

امام احمد نے ابن عباس سے، امام احمد، امام مسلم اور امام ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "عمدہ خواب نبوت کے ستر اجزاء میں ایک حصہ ہوتا ہے۔"

② عمدہ خواب بشارتیں ہیں

امام احمد نے ابوطفیل سے، امام مالک، امام بخاری اور ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت انس سے، ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس سے امام احمد نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے، امام احمد نے حضرت ابن عمر سے، اور امام بزار نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ ہی کوئی نبی لیکن مبشرات ہیں" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا "عمدہ اور پاکباز خواب جو کوئی صالح شخص دیکھتا ہے یا اس کے لیے دکھایا جاتا ہے۔"

③ جھوٹا خواب بیان کرنے سے ممانعت

ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "بڑے بہتانوں میں سے یہ امور ہیں۔ جو میرے طرف ایسی بات منسوب کرے جو میں نے نہیں کہی۔ جو ایسا خواب بیان کرے جو اس نے نہیں دیکھا۔ جو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے۔

④ ناپسندیدہ خواب دیکھنے پر انسان کیا کرے

ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "جس تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اپنا پہلو بدل لے رب تعالیٰ اسے اس کی بھلائی کا سوال کرے۔ اور اس کے شر سے رب تعالیٰ کی پناہ طلب کرے۔"

ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "خواب کی کیفیتیں ہوتی ہیں (یعنی اشارہ سے بیان کرنا) ان کے اسماء ہوتے ہیں ان کی کیفیتوں سے انہیں بیان کرو۔ اسماء کے ساتھ ان کی تعبیر بیان کرو خواب پہلے تعبیر کرنے والے کا ہوتا ہے۔"

⑤ خواب کسی عالم، یا خیر خواہ یا کسی دانشمند کو بیان کرنا

ابن ماجہ نے ابورزین عقیلی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "خواب اس وقت تک پرندے کے پاؤں کے ساتھ بندھا ہوتا ہے جب تک خواب دیکھنے والا اسے بیان نہیں کر لیتا۔ جب وہ اسے بیان کرتا ہے تو وہ رونما ہو جاتا ہے وہ صرف کسی عالم خیر خواہ اور دانا اور صاحب رائے کو ہی بیان کرے۔"

دوسرا باب

بعض خواب جن کی تعبیریں آپ نے فرمائیں یا آپ کے سامنے ان کی تعبیر کی گئی اور آپ نے اسے برقرار رکھا

ابن ابی شیبہ، امام احمد، احمد بن منیع، عبد بن حمید، حارث، نسائی اور ابن حبان نے حضرت خزیمہ بن ثابت سے روایت کیا ہے یہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ وہی خوش قسمت صحابی ہیں جن کی شہادت کو آپ نے دو افراد کی شہادت کے قائم مقام فرمایا۔ انہوں نے خواب دیکھا کہ گویا کہ وہ کسی پیشانی یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جبین اطہر پر سجدہ ریز ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "روح روح سے ملاقات نہیں کرتی" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر جھکایا دوسری روایت ہے کہ آپ لیٹ گئے اور انہیں اپنے پیچھے سجدہ کرنے کا حکم دیا فرمایا "اس نے تمہارا خواب سچ کر دکھایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جبین اطہر پر سجدہ کرالیا۔"

امام احمد، شیخان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "آپ کی حیات طیبہ میں ایک شخص تھا۔ وہ جب بھی کوئی خواب دیکھتا تو اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتا۔ میں اس وقت ایک نوجوان اور کنوارا لڑکا تھا۔ میں آپ کے عہد مبارک میں مسجد میں سوتا تھا۔"

ابو یعلی، امام احمد نے ابن الہیعہ کی سند سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے خواب دیکھا کہ ان کی ایک انگلی میں شہد اور دوسری میں گھی ہے۔ وہ انہیں ایک انگلی کے ساتھ چوس رہے ہیں اس نے یہ خواب بارگاہ رسالت مآب میں پیش کیا آپ نے فرمایا "اگر تمہیں زندگی ملی تو تم دو کتابیں تورات اور فرقان پڑھو گے" وہ یہ دونوں کتابیں پڑھتے تھے۔

ابن سکن حرانی اور الطبرانی نے سلیمان بن عطاء قریشی حرانی کی سند سے مسلمہ بن عبداللہ الجہنی سے روایت کیا ہے الحافظ نے الاصابۃ میں (اس کی سند میں ضعف ہے) جب آپ نماز ادا فرمالیتے تو مصلی پر دوزانو ہو کر بیٹھ جاتے پھر ستر بار یہ کلمات پڑھتے "سبحان اللہ و بحمدہ استغفر اللہ ان اللہ کان توابا" پھر سات سو کے ساتھ ستر باریوں کہتے "اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں ہے جس کے گناہ ایک دن میں سات سو سے زائد ہو جائیں" پھر آپ چہرہ انور صحابہ کرام کی طرف کرتے۔ آپ کو خواب پسند تھے۔ پھر فرماتے "کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے" حضرت ابن زمل رضی اللہ عنہ نے عرض کی "میں نے خواب دیکھا ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!" آپ نے فرمایا "تم بھلائی سے ملاقات کرو۔ شر سے تجھے بچالیا جائے یہ

ہمارے لیے بہتر اور ہمارے دشمنوں کے لیے شر ہو۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے اپنا خواب بیان کرو۔" میں نے عرض کی۔

"میں نے دیکھا ہے کہ سارے لوگ ایسے رستے پر چل رہے ہیں جو آسان، وسیع اور کشادہ ہے۔ اور وہ اسی رستے پر رواں دواں تھے وہ اسی طرح تھے کہ اچانک میں اسی رستہ پر ایک چراگاہ تک پہنچ گیا اتنی حسین چراگاہ میری آنکھوں نے نہ دیکھی تھی اس کا پانی کثیر تھا۔ اس کے پانی کے قطرات گر رہے تھے وہاں گھاس کی کئی اقسام تھیں۔ جب وہ چراگاہ تک پہنچے تو گویا کہ میں ان کے پہلے گھڑ سوار دستے میں ہوں انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا پھر رستہ پر ہی اپنی سواریاں بٹھا دیں۔ بعض نے اپنی سواریاں چرنے کے لیے چھوڑ دیں کچھ نے انہیں گھاس کھلایا وہ اسی طرح رہے پھر ایک عظیم کارواں آ گیا جب وہ چراگاہ تک پہنچے تو انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا انہوں نے کہا "یہ بہترین منزل ہے" گویا کہ میں انہیں دیکھ رہا ہوں وہ دائیں بائیں بکھر گئے جب میں نے یہ سب کچھ دیکھا تو میں نے رستہ کو لازم پکڑا حتیٰ کہ میں اس چراگاہ کے آخری سرے تک پہنچ گیا وہاں میں نے آپ کی زیارت کر لی۔ آپ اسی منبر پر جلوہ افروز تھے جس کے سات درجات تھے۔ آپ سب سے بلند درجہ پر تشریف فرما تھے۔ آپ کے دائیں طرف ایک شخص تھا جو گندم گو تھا۔ اس کا ناک بلند تھا۔ جب وہ محو کلام ہوتا تھا تو سارے لوگو ں پر غالب آ جاتا تھا آپ کے بائیں طرف ایک شخص تھا جس کا قد میانہ تھا اس کا بدن چھریرا تھا۔ اس کی رنگت سرخ تھی اس کے چہرے پر بہت سے تل تھے۔ اس کے بال بہت زیادہ سیاہ تھے۔ جب وہ محو گفتگو ہوتا تو تم سب اسے غور سے سنتے۔ آپ کے آگے ایسا شخص تھا جو بزرگ تھا۔ جو شکل اور چہرے کے اعتبار سے آپ سے مشابہت رکھتا تھا تم سب اسی کا ارادہ کیے تھے اور اسی کو امام سمجھ رہے تھے۔ اس بزرگ کے سامنے ایسی اونٹنی جو کمزور اور عمر رسیدہ تھی یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس اونٹنی کو اٹھا رہے تھے۔"

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "جو تم نے وسیع، کشادہ آسان اور آرام دہ رستہ دیکھا ہے اس سے مراد وہ راہِ ہدایت ہے جس پر تم اب گامزن ہو۔ جو چراگاہ تم نے دیکھی ہے وہ دنیا اور اس کی لذت ہے میں اور میرے صحابہ کرام گزر گئے نہ تو ہم نے اس کے ساتھ رشتہ قائم کیا اور نہ ہی اس نے ہمارے ساتھ ناطہ جوڑا۔ نہ اس نے ہمارا اور نہ ہی ہم نے اس کا ارادہ کیا۔ پھر ہمارے بعد دوسرا کارواں آ گیا۔ وہ کئی گنا زیادہ تھے بعض اپنے جانور اس میں چرانے لگے بعض انہیں گھاس کھلانے لگے۔ وہ اس پر نجات پا گئے پھر لوگوں کا سب سے بڑا گروہ آ گیا وہ اس چراگاہ میں دائیں اور بائیں پھیل گئے۔ "انا للہ و انا الیہ راجعون" تم ایک پاکباز راہ پر چلتے تم اس پر رواں رہے حتیٰ کہ تم نے مجھ سے ملاقات کر لی۔ وہ منبر جسے تم نے دیکھا ہے جس کی سات سیڑھیاں ہیں اور میں سب سے اوپر والی سیڑھی پر تھا وہ دنیا ہے جس کی عمر سات ہزار سال ہے میں اس کے آخر ہزار سال میں جلوہ نما ہوا ہوں جو شخص تم نے میرے دائیں طرف دیکھا ہے جو گندم گو اور ستواں ناک والا تھا وہ حضرت موسیٰ بن عمران تھے وہ جب محو گفتگو ہوتے تھے تو سارے لوگوں پر غالب آ جاتے تھے کیونکہ انہیں رب تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام ہونے کا

شرف حاصل تھا۔ جو شخص تم نے میرے بائیں طرف دیکھا ہے جو میانہ قد والا، کثیر بالوں والا اور چہرے کے کثیر تلوں والا تھا وہ حضرت عیسیٰ بن مریم تھے ہم ان کی عزت کرتے ہیں کیونکہ رب تعالیٰ نے انہیں عزت بخشی ہے وہ بزرگ جو میرے خلق اور چہرہ میں مشابہ تھے وہ میرے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے ہم ان کی اقتداء اور اتباع کرتے ہیں جو اونٹنی تم نے دیکھی ہے اور تم نے دیکھا ہے کہ میں اسے اٹھا رہا تھا وہ قیامت ہے جو ہم پر قائم ہوگی میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں۔"

تیسرا باب

آپ کے بعض خواب

امام احمد بن منیع نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے خواب میں خود کو دیکھا کہ مجھے جنت میں داخل کر دیا گیا ہے۔ میں نے اپنے آگے آہٹ سنی میں نے پوچھا" یہ کیا ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہیں میں نے جنت کے بلند مقامات دیکھے وہاں فقراء مہاجرین اور مسلمانوں کی اولاد کو دیکھا میں نے وہاں اغنیاء اور عورتوں کو نہ دیکھا میں نے کہا" مجھے اغنیاء اور خواتین کم کیوں نظر آ رہے ہیں" مجھے یہ جواب دیا گیا کہ عورتوں کو دو چیزوں نے غافل رکھا۔ سونا اور ریشم۔ جہاں تک اغنیاء کا تعلق ہے ان کا حساب وکتاب دروازے کے پاس ہو رہا ہے۔ انہیں پاک وصاف کیا جا رہا ہے۔ میں جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازے کے ذریعے باہر نکلا۔ ایک ترازو لایا گیا مجھے اس کے ایک پلڑے میں بٹھا دیا گیا۔ اس کے دوسرے پلڑے میں میرے ساری امت کو بٹھا دیا گیا۔ میرا پلڑا جھک گیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق کو لایا گیا۔ انہیں ایک پلڑے میں اور میری امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لایا گیا۔ انہیں ایک پلڑا میں اور پوری امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا پلڑا جھک گیا۔ میری امت گروہ در گروہ میرے پاس سے گزرنے لگی انہوں نے عرض کی" میرے والدین آپ پر فدا! میں بڑی دشواری کے ساتھ آپ تک پہنچا ہوں" میں نے پوچھا" کیوں؟" انہوں نے کہا" میرے کثیر مال کی وجہ سے آپ کے بعد میرا حساب وکتاب ہوتا رہا اور مجھے پاک وصاف کیا جاتا رہا"

عبد بن حمید نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" ایک روز آپ صبح کے وقت باہر تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا" میں نے نماز صبح سے پہلے دیکھا گویا کہ مجھے مقالید اور موازین دیے گئے ہیں مقالید سے مراد یہ چابیاں ہیں۔ موازین سے مراد وہ ترازو ہیں جن سے وزن کیا جاتا ہے۔ مجھے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا گیا جبکہ میری امت کو ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھا گیا۔ وزن کیا گیا تو میرا پلڑا جھک گیا۔ پھر حضرت ابوبکر کو لایا گیا۔ ان کا وزن کیا گیا تو وہ بھی ان سے وزن میں زیادہ نکلے پھر حضرت عمر کو لایا گیا ان کا وزن کیا گیا وہ بھی وزن میں زیادہ نکلے پھر حضرت عثمان کو لایا گیا۔ ان کا امت کے ساتھ وزن کیا گیا۔ وہ بھی ان سے زیادہ نکلے۔ پھر میں بیدار ہو گیا اور میں اٹھ گیا۔

ابویعلیٰ اور بزار نے حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" رات کے وقت اسی اثنا۔ میں کہ میں ڈول نکال رہا تھا جبکہ میرے پاس کالی اور سفید بھیڑیں آئیں حضرت ابوبکر آئے انہوں نے ایک یا دو ڈول

نکالے تھے۔ان میں کمزوری کے آثار تھے۔رب تعالیٰ انہیں معاف کرے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے ان میں بہت تیزی تھی جس کی وجہ سے حوض بھر گئے۔ساری بھیڑیں سیراب ہو گئیں۔میں نے کسی ایسے حیرت انگیز شخص کو نہیں دیکھا جو حضرت عمر فاروق سے زیادہ عمدہ طریقہ سے پانی نکال سکتا ہو۔میں نے یہ تاویل کی ہے کہ سیاہ بھیڑوں سے مراد عرب اور سفید بھیڑوں سے مراد عجم ہے۔"

ابن ابی شیبہ نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے خود کو دیکھا کہ گویا کہ میں مضبوط زرہ میں ہوں میں نے گائے دیکھی جسے ذبح کیا جارہا تھا میں نے زرہ کی تعبیر مدینہ طیبہ سے کی ہے جبکہ گائے رب تعالیٰ خیر فرمائے۔"

ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے اس طرح دیکھا جس طرح سونے والا دیکھتا ہے کہ میں مینڈھے پر سوار ہو گیا ہوں۔گویا کہ میری تلوار کا دستہ ٹوٹ گیا ہے۔میں نے اس کی تعبیر کی ہے کہ میں دشمن کے لشکر کے سالار کو قتل کروں گا اور میں نے تعبیر کی ہے.....۔عفان کہتے ہیں اس کے بعد کیا فرمایا تھا میں نہیں جانتا۔"

ابو یعلیٰ نے ثقہ راویوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ بنو حکم آپ کے منبر پاک پر کود رہے ہیں اور آپ غصے کا اظہار فرما رہے ہیں۔آپ نے فرمایا میں نے کیوں دیکھا ہے بنو حکم میرے منبر پاک پر کود رہے ہیں جیسے کوئی دھوکہ باز حملے کرتا ہے" اس کے بعد آپ کو مسکراتے نہیں دیکھا گیا حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

الطبرانی نے الکبیر میں صحیح کے راویوں سے،امام بیہقی نے کتاب "عذاب القبر" میں اصبہانی نے الترغیب میں حضرت ابو امامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "نماز صبح کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔فرمایا "میں نے ایک سچا خواب دیکھا ہے تم اسے سمجھو۔حضرت جبرائیل امین میرے پاس آئے انہوں نے میرا ہاتھ تھام لیا۔مجھے اپنے پیچھے لے گئے۔حتیٰ کہ وہ مجھے ایک لمبے اور دشوار گزار پہاڑ پر لے گئے۔مجھے کہا "اوپر چڑھیں" میں نے کہا "مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے" انہوں نے کہا "میں اسے آپ کے لیے آسان بنا دیتا ہوں" میں جب بھی قدم اٹھاتا تو اسے سیڑھی پر رکھتا۔حتیٰ کہ ہم پہاڑ کی چوٹی تک پہنچ گئے۔ہم آگے روانہ ہوئے ہم نے ایسے مرد اور عورتیں دیکھیں جن کی باچھیں پھٹی ہوئی تھیں۔میں نے پوچھا "یہ کون ہیں؟" انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ایسی باتیں کرتے تھے جن پر خود عمل نہ کرتے تھے" ہم آگے روانہ ہوئے۔ہم نے ایسے مرد اور ایسی عورتیں دیکھیں جن کی آنکھیں اور کان بہت کشادہ تھے۔میں نے پوچھا "یہ کون ہیں؟" انہوں نے کہا "یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی آنکھوں سے وہ کچھ دیکھتے تھے جو ان کے لیے دیکھنا روا نہ تھا۔اور کانوں سے ایسی باتیں سنتے تھے جو ان کے لیے سننا جائز نہ تھا" پھر ہم آگے بڑھے۔ہم نے ایسی عورتیں دیکھیں جنہیں پاؤں کے بل لٹکایا گیا تھا۔ان کے سر زخمی تھے اور ان کے پستانوں پر سانپ کاٹ رہے تھے۔میں نے پوچھا "یہ کون ہیں؟" انہوں نے کہا

"یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنی اولاد کو اپنا دودھ پینے سے روکتی تھیں" پھر ہم آگے روانہ ہو گئے ہم نے ایسے مرد اور خواتین دیکھے جنہیں پاؤں کے بل لٹکایا گیا تھا ان کے سرزخمی ہیں۔ میں نے پوچھا: "یہ کون ہیں؟" انہوں نے کہا: "یہ وہ لوگ ہیں۔ جو روزہ رکھ لیتے ہیں لیکن وقت سے قبل افطار کر دیتے ہیں" پھر ہم ایسے مرد اور خواتین کے پاس سے گزرے جن کا منظر سب سے قبیح تھا۔ ان کا لباس سب سے برا تھا۔ ان کی بدبو سب سے گندی تھی گویا کہ وہ بیت الخلاء کی بوتھی۔ میں نے پوچھا "یہ کون ہیں؟" انہوں نے کہا یہ زنا کار عورتیں اور زنا کار مرد ہیں" پھر ہم آگے روانہ ہوئے۔ ہم ایسے مردوں کے پاس سے گزرے جو بہت پھولے ہوئے تھے اور جن کی بوسب سے گندی تھی۔ میں نے پوچھا "یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا "یہ کفار کے مردے ہیں" پھر ہم آگے روانہ ہوئے ہم نے دھواں دیکھا اور سخت شور سنا۔ میں نے پوچھا "یہ کیا ہے؟" انہوں نے کہا "یہ جہنم ہے۔ آپ اسے چھوڑ دیں پھر ہم آگے روانہ ہو گئے۔ ہم نے ایسے مرد دیکھے جو درخت کے سایہ کے نیچے سو رہے تھے۔ میں نے پوچھا "یہ کون ہیں؟" انہوں نے کہا "یہ مسلمانوں کے مردے ہیں" ہم آگے روانہ ہوئے ہم نے ایسے لوگ اور بچے دیکھے جن کے چہرے بہت خوبصورت تھے۔ ان کے لباس نہایت عمدہ تھے ان کی خوشبو بہت عمدہ تھی۔ گویا کہ ان کے چہرے کاغذ ہوں میں نے پوچھا "یہ کون ہیں؟" انہوں نے کہا "یہ صدیق، شہداء اور پاکباز افراد ہیں" پھر ہم آگے روانہ ہوئے ہم نے تین افراد دیکھے جو شراب پی رہے تھے اور کھیل رہے تھے میں نے پوچھا "یہ کون ہیں؟" انہوں نے کہا "یہ حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر طیار اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم ہیں میں ان کی سمت بڑھا انہوں نے کہا "ہم آپ کے قریب ہو گئے۔ پھر میں نے سر اٹھایا۔ مجھے عرش کے نیچے تین افراد نظر آئے۔ میں نے پوچھا "یہ کون ہیں؟" انہوں نے کہا "وہ آپ کے باپ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔"

ابن عدی نے بکر بن سعید بن قیس سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جس نے خواب میں مجھے دیکھ لیا وہ آگ میں داخل نہ ہوگا۔"

حارث نے ثقہ راویوں سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضرت ابو مجلز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا 'ایک شخص بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا" میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرا سر کٹ گیا ہے۔ میں اس کی طرف دیکھ رہا ہوں" آپ مسکرائے اور فرمایا" جب تمہارا سر کٹ گیا تو تم کس آنکھ سے اسے دیکھنے لگے؟" اس کے جلد ہی بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ صحابہ کرام نے اس شخص کے سر کے کٹنے کی تعبیر آپ کے وصال سے کی اور اس کے دیکھنے کی تعبیر اس کی سنت نبوی کی پیروی سے کی۔

طیالسی، ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھا خواب پسند تھا۔ آپ اس کے متعلق پوچھتے تھے۔ ایک شخص نے عرض کی' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے ایک خواب دیکھا میں نے دیکھا گویا کہ ایک ترازو آسمان سے لٹکایا گیا ہے۔ آپ کا وزن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کیا گیا تو آپ کا وزن زیادہ ہو گیا پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وزن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کیا گیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وزن میں زیادہ ہو گئے۔ پھر

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وزن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کیا گیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وزن زیادہ نکلا پھر ترازو اٹھالیا گیا۔ آپ نے فرمایا" یہ خلافت نبویہ ہے پھر رب تعالیٰ جسے چاہے گا ملک عطا فرمائے گا۔

امام بخاری نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" ایک صبح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" آج رات میرے پاس دو آنے والے آئے۔ انہوں نے مجھے جگایا اور کہا" چلیں میں ان کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ ہم ایسے شخص کے پاس گئے جو لیٹا ہوا تھا۔ دوسرا شخص بڑا سا پتھر لیے اس کے سر پر کھڑا تھا۔ وہ پتھر اس کے سر پر دے مارتا۔ وہ اس کا سر کچل کر رکھ دیتا۔ وہ اسے اس طرح جدا کر کے رکھ دیتا۔ وہ دوسرا پتھر لینے چلا جاتا وہ اسے لے کر آتا۔ اس کے آنے تک اس کا سر پہلے کی طرح ہو جاتا وہ شخص اس کے پاس آجاتا تا کہ اس کے ساتھ اسی طرح سلوک کرے جس طرح پہلے کیا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا" سبحان اللہ! یہ کیا ہے؟" انہوں نے مجھے کہا" آگے روانہ ہو جائیں" ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو گدی کے بل لیٹا ہوا تھا دوسرا شخص لوہے کا گرز لیے اس کے سر پر کھڑا تھا۔ اور اس کے چہرے کی ایک طرف مارتا تو اس کی باچھ چر کر اس کی گدی کے ساتھ جالگتی اس کی ناک اور آنکھ بھی گدی کے ساتھ جالگتی۔ وہ اس کی دوسری طرف جاتا۔ دوسری طرف بھی اسی طرح مارتا جیسے اس نے پہلے مارا تھا۔ اس کی حالت اسی طرح ہو جاتی۔ پھر وہ چہرے کے پہلے حصے کی طرف آجاتا اور اسی طرح مارتا۔ میں نے کہا" سبحان اللہ! یہ کیا ہے؟" انہوں نے مجھے کہا" آگے چلیں، ہم آگے روانہ ہوئے۔ ہم تنور جیسی چیز پر آئے وہاں بہت زیادہ شور وغل تھا۔ ہم نے اس میں جھانکا وہاں عریاں مرد اور عورتیں تھیں ان کے نیچے سے شعلے اٹھ رہے تھے جب ان کے پاس شعلہ آتا تو وہ بہت زیادہ شور کرتے۔ میں نے پوچھا" یہ کون ہیں؟" انہوں نے کہا" آگے روانہ ہو جائیں" ہم آگے بڑھے ہم سرخ نہر تک پہنچے جو خون کی طرح تھی۔ اس میں ایک شخص تھا جو تیر رہا تھا جس طرح تیر رہا تھا۔ پھر وہ اس شخص کے پاس آتا جس نے اپنے پاس پتھر جمع کر رکھے تھے وہ اس کے لیے اپنا منہ کھولتا۔ وہ اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا۔ وہ پھر اس نہر میں تیرنے لگتا پھر اس شخص کے پاس آتا۔ اسی طرح اپنا منہ کھولتا۔ وہ اس میں منہ میں پتھر ڈال دیتا۔ میں نے پوچھا" یہ کون ہیں؟" انہوں نے کہا" آگے بڑھیں ہم آگے روانہ ہوئے ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو ہیبت ناک منظر رکھتا تھا جتنا کہ مکروہ منظر کوئی دیکھ سکتا ہے۔ اس کے پاس آگ تھی وہ اسے بھڑکا رہا تھا اور اس کے ارد گرد دوڑ رہا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا" یہ کیا ہے؟" انہوں نے مجھے کہا" آگے روانہ ہو جائیں" ہم آگے روانہ ہو گئے ہم ایک ایسے باغ میں پہنچے جو شدید سبز تھا۔ اس میں موسم بہار کی ہر قسم کی کلیاں تھیں۔ اس باغ کے سامنے ایک طویل شخص تھا۔ اس کی طوالت کی وجہ سے ممکن ہے مجھے اس کا سر نظر نہ آتا۔ میں نے اس کے ارد گرد بہت سے بچے دیکھے ان دو افراد نے مجھے کہا" آگے روانہ ہو جائیں" ہم آگے روانہ ہوئے ہم ایک بہت بڑے باغ تک پہنچے میں نے اس سے بڑا باغ آج تک نہ دیکھا تھا۔ نہ ہی اتنا حسین باغ کبھی دیکھا تھا۔ انہوں نے مجھے کہا" اوپر چڑھیں، ہم چڑھ کر اس میں داخل ہو گئے ہم ایسے شہر میں پہنچے جس کی ایک اینٹ سونے کی اور دوسری اینٹ چاندی کی تھی۔ ہم شہر کے دروازے تک پہنچے ہم نے دروازہ

کھولنے کے لیے کہا ہمارے لیے اس کا دروازہ کھول دیا گیا ہم نے وہاں بہت سے لوگ دیکھے جن کا بعض حصہ حسین اور بعض بہت قبیح تھا۔ انہوں نے انہیں کہا" جاؤ اور اس نہر میں غوطہ لگا کر آؤ۔ ایک وسیع نہر بہہ رہی تھی۔ اس کا پانی گویا کہ خالص دودھ کی طرح تھا وہ وہاں گئے غسل کیا پھر ہماری طرف آئے ان کی قباحت ختم ہو چکی تھی۔ ان کی صورتیں بہت عمدہ ہو چکی تھیں ان دونوں افراد نے مجھے کہا" یہ جنت عدن ہے۔ یہ آپ کی منزل ہے۔ میں نے نگاہ اوپر اٹھائی وہاں سفید بادلوں کی طرح محلات تھے۔ انہوں نے مجھے کہا" یہ آپ کی منزل ہے" میں نے انہیں کہا" اللہ تعالیٰ تم میں برکت ڈالے۔ مجھے چھوڑو تا کہ میں اس میں داخل ہو جاؤں" انہوں نے کہا" ابھی نہیں۔ لیکن آپ اس میں ضرور داخل ہوں گے" میں نے ان سے کہا "میں نے آج رات عجیب مناظر دیکھے ہیں۔ یہ کیسے مناظر تھے جو میں نے دیکھے ہیں" انہوں نے کہا" پہلا شخص جو آپ نے دیکھا جس کا سر پتھر سے پھوڑا جا رہا تھا جو قرآن کو تھام لیتا ہے پھر اس کا انکار کرتا ہے۔ وہ فرض نماز کو چھوڑ کر سو جاتا ہے روز حشر تک اس کے ساتھ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ وہ شخص جس کی باچھیں اور ناک گدی سے ملا دیا جاتا تھا وہ ایسا شخص ہے جو صبح گھر سے نکلتا ہے جھوٹ بولتا ہے اور اسے آفاق تک پہنچا دیتا ہے روز حشر تک اس کے ساتھ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ وہ عریاں مرد اور عورتیں جو تنور نما چیز میں تھے وہ بدکار مرد اور بدکار عورتیں ہیں جو شخص نہر میں تیر رہا تھا اور پتھر کھا رہا تھا جو شخص جس کے پاس آپ تشریف لے گئے۔ جو نہر میں تیر رہا تھا اور پتھر کھا رہا تھا۔ وہ سود خور تھا۔ وہ کریہ منظر شخص جو آگ بھڑکا رہا تھا وہ خازن نار مالک تھے وہ طویل شخص جو باغ میں تھا وہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تھے۔ ان کے ارد گرد وہ بچے تھے جو فطرت پر مرے تھے وہ لوگ جن کا آدھا حصہ قبیح تھا جن کے بعض اعمال اچھے اور بعض قبیح تھے رب تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا ہے۔ میں جبرائیل اور میں میکائیل ہوں۔"

❁❁❁❁

لباس اور دیگر ملبوسات مبارکہ

پہلا باب

آپ کے لباس پہننے کے آداب

اس میں کئی انواع ہیں۔

❶ دائیں سمت سے آغاز کرنا

امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "جب آپ قمیص پہنتے تھے تو آغاز دائیں طرف سے کرتے تھے۔"

❷ نیا کپڑا پہننے کا وقت

ابو شیخ اور ابن ضحاک نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "جب آپ نیا کپڑا پہنتے تو اسے جمعۃ المبارک کو پہنتے۔

❸ نیا کپڑا پہنتے وقت کیسے تسبیح خوانی کرتے

امام احمد اور ابو یعلی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے آپ کو اس وقت سنا جب آپ نیا کپڑا پہن رہے تھے" آپ نے یوں حمد و ثناء بیان کی:

الحمد للہ الذی رزقنی من الریاش ما اتجمل بہ فی الناس واواری بہ عورتی۔

الطبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیا کپڑا پہنتے تو یوں رب تعالیٰ کی حمد و ثناء فرماتے:

الحمد للہ الذی واری عورتی و جملی فی عبادہ۔

④ جس پر نیا کپڑا دیکھتے اسے کیا فرماتے

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام احمد، امام نسائی نے فی الیوم واللیلۃ میں ا،ابن ماجہ اور الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر سفید دھلی ہوئی قمیص دیکھی۔ پوچھا" کیا تمہارا یہ کپڑا دھلا ہوا ہے یا جدید ہے؟ انہوں نے عرض کی "یہ نیا نہیں بلکہ دھلا ہوا ہے" آپ نے ان سے فرمایا: "نیا کپڑا پہنو قابل ستائش زندگی بسر کرو اور شہادت کی موت میں وصال کرو۔ رب تعالیٰ دنیا اور آخرت میں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کرے۔"

⑤ ازار بند باندھنے کی کیفیت

حسن بن سفیان اور بقی بن مخلد نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا جب وہ ازار بند باندھتے تو ازار کے اگلے حصہ کو لٹکا دیتے تھے۔ حتیٰ کہ اس کا حاشیہ ان کے قدموں کے ظاہری حصہ پر گرتا۔ ان کا ازار پیچھے سے پوری طرح ڈھانپ لیتا۔ میں نے ان سے پوچھا" آپ اس طرح ازار کیوں باندھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا۔ آپ اسی طرح ازار باندھتے تھے۔"

ابن ابی خیثمہ ام الحصین الاحمسیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حجۃ الوداع میں آپ کی زیارت کی آپ نے ایک چادر اوڑھ رکھی تھی اور اسے اپنی مبارک بغلوں کے نیچے سے اوڑھ رکھا تھا۔"

امام نسائی نے حضرت الاشعث بن سلیم سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اس شخص سے روایت کیا ہے جس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا "میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ کا ازار آپ کی مبارک پنڈلی کے نصف تھا۔

الطبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ نے ہمیں ایسے کپڑے میں نماز پڑھائی جسے بائیں شانے مبارک پر ڈال کر دوسرا سرا دائیں بغل مبارک کے نیچے سے نکال کر دونوں کو سینہ پر لا کر باندھا گیا تھا۔"

امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے ہمیں اس طرح نماز پڑھائی کہ آپ نے اپنے کپڑے کو بائیں کندھے پر ڈال کر دوسرا سرا دائیں بغل مبارک سے نکال کر دونوں سروں کو سینہ مبارک پر گرہ لگا رکھی تھی۔"

ابن ماجہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی کو گالی دی ہو نہ آپ کے لیے کپڑا لپیٹا جاتا تھا۔"

دوسرا باب

عمامہ مبارک، اس کا کنارہ اور اس کا کچھ حصہ مبارک داڑھی کے نیچے رکھنا

اس باب کی کئی انواع ہیں۔

❶ عمامہ مبارک کی کیفیت

زاد المعاد میں ہے کہ آپ کے عمامہ مبارک کو سحاب کہا جاتا تھا آپ ٹوپی کے اوپر اسے باندھتے تھے۔
الطبرانی، بیہقی اور ابو موسیٰ المدنی نے صحیح کی شرائط پر (سوائے ابو عبد السلام کے۔ وہ بھی ثقہ ہیں) حضرت ابو عبد السلام بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "آپ اپنے سر اقدس پر گول پیچدار عمامہ باندھتے تھے۔ جس کا شملہ پیچھے کی طرف ہوتا تھا۔ ایک روایت میں ہے۔ آپ پیچھے سے اس کا سرا داخل کرتے تھے اور اس کا شملہ اپنے مبارک شانوں کے مابین لٹکا دیتے تھے۔"

ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "جمعۃ المبارک کے روز آپ جب بھی ہمارے پاس تشریف لاتے آپ نے عمامہ شریف باندھا ہوتا۔ کبھی ازار اور چادر میں بھی تشریف لے آتے تھے۔ اگر عمامہ شریف نہ ہوتا تو کسی کپڑے کو اٹھا کر اسی کا عمامہ باندھ لیتے" اس روایت کو ابن عدی نے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ ان کی اسناد ملتی جلتی ہیں البتہ پہلی روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ اور بعض صحابہ کرام سے روایت ہے" جبکہ درمیان سے واؤ رہ گئی ہے۔

❷ سیاہ عمامہ شریف باندھنا

خطابی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے سیاہ عمامہ شریف باندھ رکھا تھا اس کا شملہ اپنے سامنے لٹکا رکھا تھا۔" حارث بن ابی اسامہ، امام بغوی، ابن عدی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے روز مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے آپ نے سیاہ عمامہ شریف باندھ رکھا تھا اور احرام کے بغیر تھے۔"

ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے آپ کی زیارت کی اس وقت آپ نے سیاہ عمامہ

باندھا ہوا تھا۔

امام مسلم، چاروں آئمہ، امام ترمذی نے شمائل میں حضرت عمرو بن حریث سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس وقت آپ نے سیاہ عمامہ شریف باندھ رکھا تھا اس کا شملہ مبارک شانوں کے درمیان لٹکا رکھا تھا۔

امام احمد، امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" آپ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس وقت آپ نے سیاہ عمامہ شریف باندھ رکھا تھا۔

انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضور اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت آپ نے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا۔

امام نسائی نے حضرت عمر بن حریث سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" میں نے آپ کی زیارت کی اس وقت آپ نے حرقانیہ (سیاہ) عمامہ شریف باندھ رکھا تھا۔

ابن عدی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" آپ کا سیاہ عمامہ شریف تھا جسے آپ عیدین کے موقعہ پر پہنتے تھے۔ اس کا شملہ پیچھے لٹکاتے تھے۔

ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" میں نے آپ کو دیکھا اس وقت آپ نے عمامہ شریف باندھ رکھا تھا آپ نے اس کے نیچے سے ہاتھ مبارک داخل کر کے سر کا مسح فرمالیا عمامہ شریف نہ اتارا۔"

ابن سعد نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا عمامہ مبارک سیاہ تھا۔"

۳ زرد عمامہ شریف پہننا اور سر اقدس کو پٹی سے باندھ لینا

امام غزالی نے احیاء العلوم الدین میں لکھا ہے" بعض اوقات آپ کے پاس عمامہ نہ ہوتا تو آپ اپنے سر اقدس اور جبین اطہر پر پٹی باندھ لیتے تھے۔"

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے سیاہ پٹی باندھ رکھی تھی۔"

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا" میں اس مرض میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس میں آپ کا وصال ہوا تھا۔ آپ نے سر اقدس پر زرد پٹی باندھ رکھی تھی۔ میں نے آپ کو سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا "اے فضل! میں نے عرض کی" لبیک یارسول اللہ ﷺ" آپ نے فرمایا" اس پٹی کو میرے سر اقدس پر مضبوطی سے باندھ دو" میں نے اسی طرح کیا پھر بیٹھ گئے اپنا دست اقدس میرے کندھے پر رکھا۔ اٹھے اور مسجد میں تشریف لے گئے۔

امام حاکم اور امام الطبرانی نے حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا'' میں نے آپ پر دو کپڑے دیکھے جو زعفران سے رنگے ہوئے تھے۔ آپ کی چادر اور آپ کا عمامہ۔

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے انہوں نے فرمایا'' آپ اپنے سارے کپڑے زعفران سے رنگتے تھے حتیٰ کہ عمامہ مبارک بھی۔''

ابن سعد نے یحییٰ بن عبداللہ بن مالک سے مرسل روایت کیا ہے کہ آپ کے سارے کپڑے (قمیص، چادر اور عمامہ شریف) زعفران سے رنگے جاتے تھے۔

ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زرد رنگ سے کپڑے رنگتے تھے۔ ابن عساکر نے حضرت عباد بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیر سے روایت کیا ہے کہ وہ ملائکہ جو غزوہ بدر میں اترے تھے انہوں نے زرد عمامے باندھے ہوئے تھے جب آپ تشریف لائے تو آپ نے بھی زرد عمامہ باندھا ہوا تھا۔

◆ عمامہ شریف کی کیفیت

امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حسن روایت کیا ہے کہ آپ اپنے عمامہ مبارک کو اپنے مبارک شانوں کے مابین لٹکا لیتے تھے۔

امام مسلم، ابوداؤد اور ابن حبان نے حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا'' گویا کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ آپ منبر پر جلوہ افروز تھے۔ آپ نے سیاہ عمامہ شریف باندھ رکھا تھا اور اس کا شملہ کندھوں کے مابین لٹکا رکھا تھا۔''

امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ اور نسائی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا'' آپ مکہ مکرمہ میں فتح کے روز داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا'' نسائی نے یہ اضافہ کیا ہے'' عمامہ کا شملہ مبارک شانوں کے مابین لٹکا رکھا تھا۔''

امام نسائی نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا'' گویا کہ میں اب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر جلوہ افروز دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا اور اسے اپنے مبارک شانوں کے مابین لٹکا رکھا تھا۔

الطبرانی نے حجاج بن رشدین کی سند سے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا'' جب آپ عمامہ شریف باندھتے تھے تو اسے سامنے اور اپنے پیچھے لٹکا لیتے تھے۔

ابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آپ عمامہ شریف باندھتے تھے تو اس کا شملہ اپنے پیچھے لٹکا

لیتے تھے۔

الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "عمامہ باندھا کرو۔ یہ ملائکہ کی علامت ہے اور انہیں اپنے پیچھے لٹکایا کرو۔"

الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جس کو بھی عامل بناتے اسے عمامہ شریف باندھتے اس کا دایاں کنارہ کانوں تک لٹکا دیتے۔"

◆ ۵ مبارک ریش کے نیچے سے عمامہ نکالنا اور اس کا حکم کرنا

امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ اپنے موزوں پر اور عمامہ پر مسح کر لیتے تھے۔"

ابن سعد نے ابن طاؤس سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ وہ عمامہ باندھتے تھے اور اپنے حلقہ کے نیچے اور داڑھی کے نیچے کچھ نہ رکھتے تھے۔

امام عبدالرزاق نے ان سے روایت کیا ہے کہ وہ اس طرح عمامہ باندھنے کو مکروہ سمجھتے تھے کہ ان کی ٹھوڑی کے نیچے کچھ نہ ہو۔ وہ کہتے "یہ شیطان کا لباس ہے۔"

◆ ۶ عمامہ شریف باندھنا اور اس کا شملہ لٹکانا ملائکہ کی علامت ہے

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

ترجمہ: ہاں کافی ہے بشرطیکہ تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو اور (اگر) آدھمکیں کفار تم پر تیزی سے اسی وقت تو مدد کرے گا تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے جو نشان والے ہیں۔

بہت سے مفسرین نے لکھا ہے کہ السومہ اور السیماء سے مراد علامت ہے۔

الطبرانی نے اس سند سے جس میں شہر بن خوشب ہیں (امام ترمذی نے اسے حسن لکھا ہے جبکہ بقیہ افراد ثقہ ہیں) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں نے حضرت جبریل امین کو دیکھا۔ انہوں نے سرخ عمامہ باندھ رکھا تھا اسے اپنے مبارک شانوں کے مابین لٹکا رکھا تھا۔

ابن جریر نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابواسید الساعدی سے روایت کیا ہے یہ بدری صحابی ہے انہوں نے فرمایا "غزوۂ بدر میں ملائکہ نے اسی حالت میں شرکت کی کہ انہوں نے زرد عمامے باندھ رکھے تھے اور انہیں اپنے کندھوں کے

مابین لٹکا رکھا تھا۔"

امام حاکم مستدرک میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا۔ وہ غیر عربی گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے سرخ عمامہ باندھ رکھا تھا اس کا شملہ مبارک کندھوں کے درمیان لٹکا رکھا تھا۔ میں نے اس کے بارے آپ ﷺ سے پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی "ہاں!" آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ حضرت جبرائیل امین تھے جنہوں نے مجھے کہا ہے کہ میں بنو قریظہ کی طرف جاؤں۔"

انہوں نے ہی فرمایا "میں نے غزوۂ خندق کے روز ایک شخص کو دیکھا جو حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی کی شکل میں تھے۔ وہ سواری پر تھے آپ سے سرگوشی فرما رہے تھے۔ انہوں نے عمامہ باندھ رکھا تھا۔ اس کا شملہ پیچھے لٹکا رکھا تھا۔ میں نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ حضرت جبرائیل امین تھے جو مجھے بنو قریظہ کی طرف جانے کے لیے کہہ رہے تھے۔"

۷ بعض صحابہ کرام کو عمامہ باندھنا

ابو داؤد طیالسی، ابن ابی شیبہ، ابن منیع اور امام بیہقی نے زہد میں، ابوالحسن الھیثمی نے اسے حسن کہا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے آپ نے حضرت عبد الرحمان بن عوف کو حکم دیا کہ وہ ایک سریہ کے لیے تیار ہو جائیں۔ آپ انہیں اس کا امیر مقرر کریں گے۔ وقت صبح وہ حاضر خدمت ہو گئے انہوں نے سیاہ کرادیس کا عمامہ باندھ رکھا تھا۔ آپ نے ان کا عمامہ کھولا۔ اسے دوبارہ باندھا یا انگلیوں یا ایک شبر کے برابر لٹکایا اور فرمایا "ابن عوف اس طرح عمامہ باندھا کرو۔ یہ عرب کے زیادہ قریب ہے اور زیادہ عمدہ ہے۔"

الطبرانی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابن عوف کے سر پہ عمامہ باندھا۔ عمامہ چار انگلیاں لٹکایا اور فرمایا "جب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں نے اکثر ملائکہ دیکھے انہوں نے عمامے باندھ رکھے تھے۔"

تنبیہات

۱ علمائے کرام رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا عمامہ مبارک نہ تو بہت بڑا تھا جو اپنے پہننے والے کو اذیت دے اسے کمزور کر دے اور اسے آفات کا نشانہ بنادے جیسے ہمارے ساتھیوں کے حالات دیکھے جا سکتے ہیں۔ نہ ہی اتنا چھوٹا تھا جو سر کو گرمی اور سردی سے نہ بچا سکے بلکہ درمیانہ تھا۔ الحافظ نے لکھا ہے "مجھے یاد نہیں کہ آپ کے عمامہ مبارک کی صحیح طوالت کتنی تھی۔ الحافظ عبد الغنی سے اس کے متعلق پوچھا گیا مگر انہوں نے اپنے فتاویٰ میں کسی چیز

کا تذکرہ نہیں کیا۔"

اس کے بارے شیخ نے لکھا ہے" عمامہ شریف کی مقدار کے بارے کوئی حدیث پاک ثابت نہیں ہے۔ پھر انہوں نے اس روایت کا تذکرہ کیا ہے جو پہلے باب میں ہے پھر لکھا ہے" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی طوالت کئی ذراع تھی۔ ظاہر ہے کہ وہ دس ذراع یا اس سے کچھ زائد تھی۔"

الحافظ ابوالخیر السخاوی نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے" میں نے بعض افراد کو دیکھا ہے انہوں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف یہ روایت منسوب کی ہے کہ سفر میں آپ کا عمامہ شریف سفید ہوتا تھا اور حضر میں عمامہ شریف سیاہ ہوتا تھا۔ اور ان میں سے ہر عمامہ سات ذراع تھا" امام سخاوی نے لکھا ہے" اسی چیز کو ہم جانتے ہیں۔"

ابن الحاج نے المدخل میں لکھا ہے، چادر، عمامہ اور العذبہ کے بارے سنت مطہرہ وارد ہے چادر مبارک 4½ ذراع ہوتی تھی۔ عمامہ شریف سات ذراع تھا۔ اس سے شملہ اور داڑھی مبارک کے نیچے کا کپڑا نکال لیا جاتا تھا۔ باقی عمامہ کی مقدار اتنی ہی تھی جتنی مطری نے اپنی کتاب میں نقل کی ہے۔"

◆ ۲ زاد المعاد میں ہے" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ شریف کو ٹوپی کے بغیر باندھتے تھے۔ اس کا شملہ اپنے مبارک شانوں کے مابین لٹکاتے تھے۔ جیسے حضرت عمرو بن حریث کی روایت میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ آپ نے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا۔ اس روایت میں شملہ کا تذکرہ نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ شملہ ہمیشہ کندھوں کے مابین نہیں لٹکاتے تھے ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے قتال کا سامان پہنا ہوا تھا۔ آپ کے سر اقدس پر خود تھا۔ ہر جگہ آپ وہی کچھ پہنتے تھے جو اس کے مناسب ہوتا تھا۔ میں کہتا ہوں" انہیں یاد نہیں رہا کہ اس روایت کو امام نسائی نے لکھا ہے انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے" آپ نے شملہ اپنے مبارک کندھوں کے مابین لٹکا رکھا تھا" اس روایت اور اس روایت میں کوئی مخالفت نہیں جسے امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس پر خود تھا۔ کیونکہ احتمال ہے کہ وہاں دخول کے وقت آپ کے سر اقدس پر خود ہو پھر آپ نے اسے اتار کر عمامہ شریف پہن لیا ہو۔ ہر ایک نے وہی روایت کیا جو اس نے دیکھا۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جسے حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ آپ نے خانہ کعبہ کے پاس خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس وقت آپ مکمل طور پر داخل ہو چکے تھے۔ قاضی وغیرہ نے ان روایات کو جمع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سیاہ عمامہ شریف خود کے اوپر یا خود کے نیچے تھا تاکہ لوہے سے سر اقدس کا بچاؤ ہو سکے۔

◆ ۳ زاد المعاد میں تحریر ہے" ہمارے شیخ ابوالعباس نے شملہ کا عجیب سبب تحریر کیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے شملہ مبارکہ اس خواب کی صبح کو لٹکایا تھا جسے آپ نے مدینہ طیبہ میں دیکھا تھا آپ نے اللہ رب العزت کا دیدار کیا اس نے کہا

"محمد عربی ﷺ الملاء الاعلیٰ کے فرشتے کس بات میں جھگڑا کر رہے ہیں؟" آپ نے عرض کی "مولا! میں نہیں جانتا" اس نے میرے کندھوں کے مابین دستِ تصرف رکھا۔ تو میں وہ کچھ جان گیا جو آسمان اور زمین کے مابین تھا" اس روایت کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے انہوں نے اس کے بارے امام بخاری سے پوچھا انہوں نے کہا: "یہ روایت صحیح ہے" ابوالعباس نے لکھا ہے اس صبح کو آپ نے اپنے مبارک شانوں کے مابین شملہ لٹکایا۔ اس علم کا انکار جاہلوں کی زبانیں اور دل کرتے ہیں۔"

ابن القیم نے لکھا ہے "میں آپ کے علاوہ کسی اور کے لیے شملہ کا یہ فائدہ نہیں دیکھتا" حافظ ابوالفضل عراقی نے کہا ہے "جو کچھ انہوں نے ذکر کیا ہے ہم اس کی اصل نہیں پاتے۔"

الحافظ ابوذرعہ بن حافظ ابوالفضل عراقی نے لکھا ہے "انہوں نے اپنے تذکرہ میں ابوالعباس کا قول لکھنے کے بعد لکھا ہے" اگر یہ ثابت ہو جائے تو پھر یہ آپ کی خصوصیت ہے" اس سے تجسیم لازم نہیں آتی کیونکہ "کف" میں بھی اہل علم نے وہی کچھ کہا ہے جو کچھ انہوں نے "ید" کے بارے کہا ہے بعض نے تاویل کی ہے اور بعض تاویل سے بھی خاموش رہے ہیں۔ ظاہر کی سب نے نفی کی ہے۔ اس کی کیفیت جو بھی ہو یہ ایک عظیم نعمت اور بڑا احسان ہے۔ یہ نعمت آپ کے مبارک شانوں کے مابین اتری۔ آپ نے اس جگہ کا احترام کیا جہاں وہ نعمت اتری تھی۔ شملہ سے مراد وہ چیز ہے جو سابقہ روایت کے ساتھ موافقت میں آسکے اس کا اکثر استعمال سر کے بالوں پر ہوتا ہے بعض اوقات اس کا اطلاق اس چیز پر ہوتا ہے جسے لٹکایا جائے۔

شیخ اسلام کمال الدین بن ابی شریف نے اپنی کتاب "صوبۃ الغمامۃ فی ارسال طرف العمامۃ" میں لکھا ہے" عمامہ شریف کی طرف لٹکانا مستحب ہے۔ اس کا کرنا اس کے نہ کرنے سے راجح ہے۔ جیسے کہ سابقہ روایات سے علم ہوتا ہے۔ سوائے اس شخص کے جسے امام نووی کے کلام نے اس کی اباحت کا وہم ڈالا ہے۔ یعنی دونوں اطراف برابر ہیں۔"

امام نووی نے شرح المہذب میں لکھا ہے "عمامہ شریف کو اس کی طرف لٹکا کر یا بغیر لٹکائے پہننا جائز ہے اور ان میں دونوں میں کوئی کراہت نہیں ہے اور الروضہ میں اختصار کے ساتھ اس کا تذکرہ کیا ہے۔

شرح المہذب میں ہے "شملہ لٹکانے کو ترک کرنے کی ممانعت میں کوئی صحیح روایت ثابت نہیں ہے۔ جبکہ شملہ لٹکانے کے بارے حضرت عمرو بن حریث کی روایت صحیح ہے" یہ امام نووی کا کلام ہے۔

ابن ابی شریف نے لکھا ہے "میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جس نے ان کی گرفت کی ہو۔ ممکن ہے کہ یوں کہا جائے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ عمامہ کی طرف لٹکائیں کیونکہ یہ زیادہ عمدہ اور خوبصورت ہے۔ یہ مستحب اور اولیٰ ہے جبکہ ترک کرنا خلاف اولیٰ اور مستحب کے خلاف ہے۔ ظاہر ہے کہ امام نووی

نے مکروہ سے مراد وہ لیا ہے جس میں نہی مقصود وارد ہے۔ اس معنی میں ترک مکروہ نہیں ہے۔ یہ اس کے خلاف نہیں ہے کہ طرف لٹکانا بہتر یا مستحب ہے۔ اگر انہوں نے مکروہ کا معنی وہ لیا ہو جو خلاف اولیٰ کو شامل ہے۔ جیسے کہ یہ متقدمین اصولیین کی اصطلاح ہے۔ تو ہم تسلیم نہیں کرتے کہ ترک اس میں غیر مکروہ ہے۔ بلکہ یہ مکروہ ہے بلکہ یہ خلاف اولیٰ کے معنی میں ہے جیسے کہ ہم نے بیان کیا ہے۔

۵ صاحب القاموس نے شرح البخاری میں لکھا ہے "حضور اکرم ﷺ کا طویل شملہ ہوتا تھا کبھی وہ کندھوں کے مابین ہوتا اور کبھی کندھوں پر ہوتا تھا۔ آپ نے کبھی بھی شملہ کو ترک نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا "یہود کی مخالفت کرو۔ تصمیم نہ کیا کرو۔ عماموں کی تصمیم کرنا اہل کتاب کا شیوہ ہے۔ آپ نے فرمایا "میں عماموں کی تصمیم (سخت عماموں) سے رب تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

شیخ کے وہ فتاویٰ جنہیں عبد الجبار نے لکھا ہے ان میں ہے "میں نے اس روایت میں طویلۃ کا لفظ نہیں دیکھا شاید ان احادیث سے اخذ کردہ ہو جن میں دونوں کندھوں کے مابین طرف لٹکانے کا تذکرہ ہوا انہوں نے جو یہ لکھا ہے کہ کبھی آپ اپنے کندھے پر عمامہ کی طرف لٹکا لیتے تھے۔ یہ آپ کا لباس نہیں ہے۔ لیکن آپ نے اس طرح عمامہ شریف دوسروں کو باندھا جیسے کہ آپ نے حضرات علی المرتضیٰ اور ابن عوف رضی اللہ عنہما کو عمامے باندھے جہاں تک ان روایات کا تذکرہ ہے "یہود کی مخالفت کرو اور میں صماء عمامہ سے رب تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں" ان دونوں روایتوں کی کوئی اصل نہیں ہے۔

الشیخ نے مذکورہ فتاویٰ میں لکھا ہے "اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ شملہ لٹکانا سنت ہے اسے عار سمجھتے ہوئے ترک کرنا گناہ ہے اور بغیر عار کے ترک کرنا گناہ نہیں ہے۔

۶ آپ شملہ کس طرح سے لٹکاتے تھے۔ اس کے بارے کئی اقوال ہیں۔

۱ آپ اسے آگے پیچھے لٹکاتے تھے

الطبرانی نے ضعیف سند سے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ عمامہ شریف باندھتے تو آگے اور پیچھے اس کی طرف لٹکا لیتے تھے۔

ابو موسیٰ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت حسن بن صالح سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "مجھے اس شخص نے بیان کیا ہے جس نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عمامہ دیکھا تھا کہ انہوں نے اسے آگے اور پیچھے لٹکا رکھا تھا۔

ابو داؤد نے ضعیف سند کے ساتھ ابن خربوذ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "مدینہ طیبہ کے ایک بزرگ نے ہمیں بیان کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ

نے مجھے عمامہ شریف باندھا اور اسے میرے آگے اور پیچھے لٹکایا۔

متعدد اسانید سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جب حضرت عبد الرحمان بن عوف کا عمامہ باندھا تو شملہ ان کے پیچھے لٹکایا ابن سعد نے ضعیف سند کے ساتھ ابو اسد بن کریب سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا ''میں نے حضرت ابن عباس کو دیکھا انہوں نے عمامہ باندھ رکھا تھا۔ اس کا ایک شبرا اپنے کندھوں کے مابین اور اپنے سامنے لٹکا رکھا تھا۔

ابوموسیٰ المدنی نے حضرت محمد بن قیس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ''میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا انہوں نے عمامہ باندھ رکھا تھا۔ اسے اپنے آگے اور پیچھے لٹکا رکھا تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ کون سا پلڑا لمبا تھا امام مالک نے لکھا ہے'' انہوں نے ان میں سے کسی ایک کو نہیں دیکھا جن کے ساتھ انہوں نے ملاقات کی جس نے اپنے کندھوں کے مابین شملہ لٹکا رکھا ہو۔ بلکہ سب نے سامنے ہی لٹکا رکھا تھا۔ اس روایت کو ابن الحاج نے المدخل میں لکھا ہے۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ تابعین کا عمل یہی تھا کہ وہ شملہ اپنے سامنے لٹکاتے تھے۔

ابن الحاج نے المدخل میں لکھا ہے ''تعجب تو بعض متاخرین کے قول پر ہے جنہوں نے کہا ہے کہ سامنے شملہ لٹکانا بدعت ہے حالانکہ یہ آئمہ سابقہ سے مروی صحیح روایات سے ثابت ہے کیا وہ شخص سنت کو پا گیا اور وہ سارے غلط اور بدعتی تھے۔ بعض حفاظ نے آگے شملہ لٹکانے سے توقف کیا ہے کیونکہ یہ اہل کتاب کا طریقہ ہے کیونکہ ان کا طریقہ ہمارے طریقے کے مخالف ہے۔ علماء کرام کا یہ قول ''اپنے سامنے اور پیچھے سے شملہ لٹکانا'' ایک احتمال یہ رکھتا ہے کہ وہ ایک طرف سامنے اور دوسری پیچھے رکھیں۔ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ وہ ایک طرف اپنے سامنے لٹکائیں پھر اسے اپنے پیچھے پھینک دیں اس حیثیت سے کہ ایک ہی طرف آگے بھی ہو اور پیچھے بھی۔ جیسے بہت سے لوگ کرتے ہیں۔ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ انہوں نے ہر طریقہ کو ایک بار کیا ہو کبھی شملہ عمامہ کا ہوتا ہے اور بعض اوقات اس کے علاوہ کا ہوتا ہے۔ جو عمامہ میں گاڑھ لیا جاتا ہے۔ الحافظ ابوالخیر سخاوی نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ بعض علماء کرام نے یہ روایت حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ سفر میں شملہ عمامہ کے علاوہ ہوتا تھا اور حضر میں عمامہ کا ہی ہوتا تھا'' سخاوی نے لکھا ہے کہ اسی چیز کو ہم جانتے ہیں۔

۲ شملہ دائیں طرف لٹکانا

امام الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم ﷺ کسی کو والی مقرر نہیں کرتے تھے مگر اسے عمامہ شریف پہناتے تھے۔ اس کا شملہ دائیں طرف کانوں تک لٹکاتے تھے۔

۳ شملہ بائیں طرف لٹکانا

عظیم صوفیاء کرام اسی سنت مطہرہ پر عمل کرتے ہیں کیونکہ ان کے ہاں یہی ثابت ہے الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ

اور ضیاء المقدسی نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خیبر کی طرف بھیجا۔ انہیں سیاہ عمامہ پہنایا۔ پھر اس کا شملہ پیچھے لٹکایا یا ان کے بائیں کندھے پر لٹکایا۔ لیکن اس کے راوی کو تردد ہے اس نے دوسرا یقین کے ساتھ نہیں کہا۔

الحافظ بن حجر سے مند صوفیہ میں شملہ کو بائیں طرف لٹکانے کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا "اس کی تفصیل ان پر لازم نہیں ہے۔ کیونکہ یہ سارے امور مباح ہیں۔ ان میں سے جو بھی ان میں سے کوئی علامت مقرر کرے گا۔ اسے اس سے منع نہیں کیا جائے گا خصوصاً جبکہ یہ ان کا شعار ہو۔"

۴ شانوں کے مابین پیچھے لٹکانا

یہ طریقہ اکثر اور مشہور ہے۔ بشرطیکہ یہ طریقہ صحیح ہو کیونکہ شملہ کو آپ دو کندھوں کے مابین نہیں لٹکاتے تھے بلکہ اسے دائیں یا بائیں کندھے کی طرف لٹکاتے تھے اور کندھوں کے مابین لٹکانے سے مراد یہ ہے کہ پیچھے لٹکانا نہ کہ آگے لٹکانا۔ نماز کے لیے عمامہ کی طرف لٹکانا مستحب ہے اس کا ترک کرنا مکروہ ہے۔ کبھی کبھی دوران نماز عمامہ میں شملہ لٹکانے کو ترک کرنا درست بھی ہے۔

۵ شملہ کی مقدار میں اختلاف ہے

اس کی مختلف انواع ہیں۔

۱ چار انگلیوں کی مقدار۔ اس ضمن میں اکثر روایات سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔ الطبرانی نے اوسط میں حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو کسی سریہ پر امیر مقرر کیا۔ وقت صبح حضرت عبدالرحمان کرابیس کا سیاہ عمامہ پہن کر حاضر خدمت ہو گئے۔

۲ بیٹھنے کی جگہ تک۔ کنز کے شارحین نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۳ ٹخنے تک۔ ابوموسیٰ المدنی نے خطاب حمصی سے اور انہوں نے مسلم بن زیاد قرشی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں نے چار صحابہ کرام کی زیارت کی ہے۔ حضرت ابہر بن مالک، حضرت ابو مبعث، حضرت فضالہ بن عبید، حضرت روح بن یسار یا یسار بن روح رضی اللہ عنہم۔ یہ سارے عمامے پہنتے تھے اور اپنے پیچھے شملے لٹکاتے تھے۔ ان کے کپڑے ٹخنوں تک ہوتے تھے۔ میں کہتا ہوں "جستجو کرنے کی ضرورت ہے کہ کپڑے ٹخنوں تک ہوتے تھے یا عمامے۔

۶ الحافظ ذھبی نے زرد عمامہ کی روایات میں لکھا ہے کہ شاید یہ ممانعت سے قبل تھا۔ اس کی مزید تفصیل آپ کے پہننے والے رنگوں کی تفصیل میں آئے گا۔

۷ عمامہ کی ایک طرف عمامہ میں ڈالنے کے بارے

ابوموسیٰ المدنی نے حسن بن صالح سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا" میں نے شعبی کو دیکھا انہوں نے سفید عمامہ پہن رکھا تھا اور اس کا کنارہ اس میں داخل کر رکھا تھا۔

شیخ ابراہیم القدری نے لکھا ہے" میں کسی ایک ایسی روایت سے آگاہ نہیں ہوا جس میں شملہ کو عمامہ میں داخل کرنے کا تذکرہ ہو۔ امام شعبی کے علاوہ یہ اسلاف میں سے کسی شخص سے منقول نہیں ہے۔

ابوعبیدہ نے داڑھی کے نیچے سے عمامہ نکالنے اور اقتعاط کی نہی کے بارے لکھا ہے" اس کی اصل عمامہ پہننے کے بارے میں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عمامہ کو المقطہ کہا جاتا ہے اگر عمامہ باندھنے والا اپنے سر پر عمامہ باندھ لے مگر اسے ٹھوڑی کے نیچے نہ رکھے تو اسے اقتعاط کہا جاتا ہے۔ اس سے روکا گیا ہے۔ اگر وہ ٹھوڑی کے نیچے سے اسے گھما کر رکھتے تو اسے تلحی کہا جاتا ہے۔ اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ پہلے انداز کے بارے طاؤس کہتے تھے" یہ شیطانی طریقہ ہے۔"

۸ تلحی حضور اکرم ﷺ اور اسلام عظام کی سنت ہے۔ امام مالک نے فرمایا" میں نے مسجد نبوی میں ستر افراد ایسے پائے جنہوں نے تلحی کیا ہوا تھا۔ اگر ان میں سے کسی ایک کو بھی بیت المال کا نگران مقرر کر دیا جائے تو وہ اس کا امین رہے گا" دوسرے الفاظ میں ہے" اگر ان کے طفیل بارش کی دعا کی جاتی تو وہ ضرور قبول ہو جاتی۔"

ابوعبداللہ ابن الحاج جو مالکہ کے ایک امام ہیں انہوں نے اقتعاط کے بارے لغت کے آئمہ کا کلام لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ ابوالولید بن رشد نے کہا ہے کہ امام مالک سے اس عمامہ باندھنے والے کے بارے پوچھا گیا جو عمامہ تو باندھے لیکن اپنی ٹھوڑی کے نیچے کوئی چیز نہ رکھے۔ انہوں نے مکروہ سمجھا ہے۔ قاضی ابوالولید نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کیونکہ اس نے اسلاف عظام کے فعل کی مخالفت کی ہے۔"

امام ابوبکر الطرطوشی نے لکھا ہے" اقتعاط سے یہ مراد ہے کہ تلحی کے بغیر عمامہ باندھا جائے یہ منکر و بدعت ہے۔ یہ اسلامی شہروں میں پھیل گئی ہے۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن ایسا شخص دیکھا جس نے تلحی کے بغیر عمامہ باندھ رکھا تھا۔ انہوں نے فرمایا" یہ اقتعاط شیطان کے اقتعاط کی طرح ہے یہ شیطان اور قوم لوط کے عمامہ سے باندھنے کا انداز ہے۔" عبدالمالک بن حبیب نے اپنی کتاب الواضحہ میں لکھا ہے" اس میں کوئی حرج نہیں کہ انسان اپنے گھر اور کمرہ میں تلحی کیے بغیر عمامہ کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔ لیکن جماعتوں اور مساجد میں اتحاد کو ترک نہ کیا جائے۔ اس کا ترک قوم لوط کے عمامے باندھنے کے انداز کا بقیہ ہے۔ بعض علماء کرام نے تلحی کو ترک کرنے کے مکروہ ہونے پر شدت اختیار کی ہے۔ صاحب الجواہر نے کہا ہے اور المختصر میں بھی ہے کہ ابن وھب نے امام مالک سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس شخص کے بارے پوچھا گیا جو عمامہ باندھے لیکن اسے اپنے حلق کے نیچے سے نہ گزارے۔ انہوں نے اس کا انکار کیا ہے۔ انہوں نے کہا" یہ قبطی قوم کا عمل

ہے۔ان سے پوچھا گیا''اگر وہ اس طرح نماز بھی پڑھے''انہوں نے کہا''کوئی حرج نہیں لیکن یہ لوگوں کا عمل نہیں ہے۔''

اشہب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جب بھی عمامہ شریف باندھتے تھے تو اسے اپنی ٹھوڑی کے نیچے سے ضرور گزارتے تھے۔اس کی طرف کو مبارک کندھوں کے درمیان رکھتے۔قاضی عبدالوھاب نے اپنی کتاب المدونہ میں لکھا ہے''جو اہل عرب کے لباس سے مخالفت کی جائے وہ مکروہ ہے۔اہل عجم کے لباس کے مشابہت کرنا مکروہ ہے۔جیسے کہ تلحی کے بغیر عمامہ باندھنا۔روایت ہے کہ یہ شیطان کے عمامہ باندھنے کا طریقہ ہے۔حافظ عبدالحق الاشبلی نے لکھا ہے''عمامہ باندھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ اس کی ایک طرف لٹکائی جائے اس کے ساتھ تلحی کی جائے اگر یہ تلحی کے بغیر ہو تو علمائے کرام نے اسے مکروہ کہا ہے بہتر طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے عمامہ کو اپنی ٹھوڑی کے نیچے سے گزارے۔یہ اس کی گردن کو گرمی اور سردی سے بچائے گا۔گھوڑے اور اونٹ پر سواری کرتے وقت حملہ کرتے وقت اور بھاگتے وقت اس کے لیے یہ انداز زیادہ محکم ہے۔ابن الحاج نے المدخل میں تلحی کو مستحب قرار دینے کے لیے ایک باب باندھا ہے۔انہوں نے لکھا ہے''جب عمامہ مباح کے باب سے ہے تو یہ لازم ہے کہ اس میں ایسے طریقوں کی پاسداری کی جائے جو اس کے متعلق ہیں۔مثلاً اسے دائیں ہاتھ سے پکڑنا،بسم اللہ پڑھنا،ذکر کرنا،اگر عمامہ پہنا ہے تو دعا مانگنا۔عمامہ شریف کی سنت پر عمل پیرا ہونا۔تلحی کرنا۔شملہ نکالنا۔عمامہ کا چھوٹا ہونا یعنی سات ذراع کا ہونا۔اگر کسی نے عمامہ شریف باندھنے میں تھوڑا اضافہ کیا تاکہ وہ گرمی یا سردی سے بچ سکے تو اس میں معافی کی گنجائش ہے۔تم پر لازم ہے کہ عمامہ شریف کو کھڑے ہو کر باندھو اور شلوار بیٹھ کر پہنو شیخ برہان الدین الناجی نے اپنی کتاب''قلائد العقیان فیما یورث الفقہ والنسیان''میں لکھا ہے''بیٹھ کر عمامہ باندھنا اور کھڑے ہو کر شلوار پہننا غربت اور نسیان کو لاتا ہے۔''

بعض علمائے کرام نے لکھا ہے کہ عمامہ باندھنے میں سنت طریقہ یہ ہے کہ انسان اس کی طرف لٹکائے خواہ اپنے ساتھ خواہ پیچھے کندھوں کے مابین۔مگر دونوں حالتوں میں تلحی ضرور کرے۔''

کتاب الفروع از ابن مفلح اور الانصاف از مرداوی میں ہے کہ بہت سے آئمہ نے کہا ہے کہ عمامہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ وہ تلحی کیا ہوا ہو۔امام احمد اور ان کے ساتھیوں نے عجمی لباس پہننے کو مکروہ سمجھا ہے جیسے صماء عمامہ حضرت شیخ عبدالقادر الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے''اقتعاط مکروہ ہے۔اس سے مراد تلحی کے بغیر عمامہ باندھنا ہے''تلحی مستحب ہے۔اہل عرب کے لباس کی مخالفت کرنا اور اہل عجم کا لباس پہننا مکروہ ہے۔''

شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے''اقتعاط کی نہی کو کراہت پر محمول کیا جائے گا حرمت پر محمول نہیں کیا جائے گا۔''

علامہ قرافی نے لکھا ہے''جس چیز کا فتویٰ امام مالک نے دیا ہے اور ستر علماء نے ان کی تائید کی ہے وہ تلحی ہے یہ اس امر کی دلیل ہے تلحی کے بغیر عمامہ باندھنے سے انسان مکروہ سے نکل جاتا ہے کیونکہ عمامہ کا وصف تلحی سے بیان کرنے کا

مقصد یہ ہے کہ وہ لوگ دوسروں سے ممتاز نظر آئیں۔ ورنہ اس کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ وہ سب اس میں برابر ہوں گے۔ سید ابومحمد نے لکھا ہے"عمامہ میں مکروہ یہ ہے کہ وہ ان دونوں امور سے خالی ہو اگر یہ دونوں ہوں تو یہ حکم کی پیروی میں کمال ہے اگر ایک بھی ہو تو انسان مکروہ سے نکل جاتا ہے۔

- ۹ احناف کے عظیم امام شیخ الشیوخ کمال الدین بن ہمام نے اپنی کتاب المسایرۃ میں لکھا ہے" جس نے بعض عمامہ کو حلق کے نیچے رکھنا برا سمجھا اس نے کفر کیا"ان کے شاگرد امام علامہ کمال الدین ابن ابی شریف نے اس کی شرح میں اس طرح لکھا ہے۔

❁❁❁❁

تیسرا باب

آپ کی مبارک ٹوپی

ابو داؤد اور بزار نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہمارے اور مشرکین کے مابین فرق ٹوپیوں پر عمامے باندھنا ہے۔"

ابو یعلیٰ اور ابو شیخ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی پہنتے تھے۔"

ابو علی بن السکن نے المعرفہ میں حضرت فرقد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کے ساتھ کھانا کھانے کی سعادت حاصل کی۔ میں نے دیکھا آپ نے سفید ٹوپی پہن رکھی تھی۔"

ابو شیخ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ نے اس وقت سفید شامی ٹوپی پہن رکھی تھی۔"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں حلقوں والی ٹوپی اور حضر میں شامیہ ٹوپی پہنتے تھے۔ ابن عساکر نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ٹوپی پہنتے تھے جس کے حلقے بنے ہوتے تھے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ آپ کی سفید ٹوپی تھی جسے آپ پہنتے تھے۔

ابو شیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "آپ کی تین ٹوپیاں تھیں (۱) سفید مصری ٹوپی، (۲) بر دحبرہ ٹوپی، (۳) حلقوں والی ٹوپی۔ جسے آپ سفر میں پہنتے تھے۔ بعض اوقات آپ نماز پڑھتے وقت اپنے سامنے رکھ لیتے تھے۔

چاروں آئمہ، ابو شیخ اور ابن حبان نے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے دیکھا آپ کی تین ٹوپیاں تھیں۔ (۱) مصری ٹوپی، (۲) حلقوں والی ٹوپی (۳) لاطئہ ٹوپی۔

دمیاطی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سفید ہموار ٹوپی ہوتی تھی۔

ابو الحسن بلاذری نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اسماط "چمڑے" کی ٹوپی تھی جس میں سوراخ تھا۔

الطبرانی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی،

پہنتے تھے"۔ابن عساکر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید ٹوپی پہنتے تھے۔ انہوں نے یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کی ہے انہوں نے حضرت امام جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ اور دادا جان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید ٹوپیاں، مزرورات اور حلقوں والی ٹوپیاں پہنتے تھے۔

تنبیہ

امام غزالی نے احیاء العلوم میں تحریر فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامہ کے نیچے ٹوپیاں پہنتے تھے۔ کبھی عمامہ کے بغیر ٹوپی پہن لیتے تھے۔ بعض اوقات آپ ٹوپی کو بھی اتار لیتے تھے اور اسے اپنے سامنے بطور سترہ رکھ لیتے تھے۔" زاد المعاد میں ہے "آپ عمامہ کے بغیر ٹوپی اور ٹوپی کے بغیر عمامہ شریف باندھ لیتے تھے۔

❀❀❀❀

چوتھا باب

چہرۂ انور کو چادر مبارک سے ڈھانپنا

ابو داؤد نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا''اسی اثناء میں کہ ہم دوپہر کے وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر بیٹھے ہوئے تھے۔ایک کہنے والے نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا''یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔آپ نے چہرہ انور کو چادر سے ڈھانپ رکھا ہے۔''

امام بخاری اور امام نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کا گزر حجر کے مقام سے ہوا تو فرمایا''ایسے گھروں میں نہ ٹھہرا کرو اور نہ ہی داخل ہوا کرو جو ان لوگوں کے گھر ہوں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہو۔مگر تم اس خدشہ سے رو رہے ہوں کہ تمہیں بھی ایسے عذاب کا سامنا نہ کرنا پڑے جیسا عذاب انہیں پہنچا تھا۔پھر آپ نے اپنی چادر مبارک سے چہرۂ انور ڈھانپ لیا۔اس وقت آپ اپنے کجاوے پر جلوہ افروز تھے۔''

امام ترمذی نے شمائل میں، ابن سعد اور امام بیہقی نے حضرت سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر مبارک سے بہت زیادہ چہرہ انور ڈھانپا کرتے تھے۔''ابن سعد اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

علامہ بلاذری نے حضرت عبدالرحمان بن زید بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز شہباء خچر پر جہاد فرمایا۔اس روز آپ نے موٹی سیاہ چادر کا ممطر برسات سے بچنے کے لیے کپڑا، عمامہ مبارک اور عمامہ شریف پر موٹی سیاہ چادر کی ٹوپی پہن رکھی تھی۔''

ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر اقدس اور داڑھی مبارک کے بالوں کو اکثر پانی لگا کر کنگھی کرتے تھے پھر چادر مبارک اوڑھ لیتے تھے اس چادر کو تیل مبارک لگ جاتا تھا۔بقی بن مخلد نے ان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ چادر اوڑھتے تھے یہ انبیائے کرام کے اخلاق یا انبیائے کرام علیہم السلام کے لباس میں سے ہے۔آپ نے اپنے سر اقدس سے چادر ہٹائی چہرۂ انور باہر نکالا اور فرمایا''ایمان اس طرح ہے''پھر سر اقدس پر چادر ڈالی چہرہ انور چھپا لیا ایک چشم انور کو باہر نکالا اور فرمایا''یہ نفاق ہے۔''

ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا''اسی اثناء میں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔سر اقدس کو چادر سے ڈھانپا ہوا تھا مجھے سلام کیا۔مجھے بلایا مجھے کسی ضروری

کام کے لیے بھیجا اور خود کھجوروں کے باغ میں تشریف فرما ہو گئے۔"

ابن سعد نے فضل بن دکین سے، انہوں نے عبد السلام بن حرب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "ہمیں موسیٰ حارثی نے بنو امیہ کے زمانہ میں کہا" حضور اکرم ﷺ کا وصف مبارک یہ ہے کہ آپ چادر اوڑھتے تھے۔ آپ فرماتے تھے" یہ ایسا کپڑا ہے جس کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔"

امام احمد، امام الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت امامۃ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا حضور اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا "میرے پاس میرے صحابہ کرام کو بلاؤ" وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے چادر مبارک ہٹائی اور فرمایا "اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد بنا لیا تھا۔"

ابو عبیدہ نے اپنی غریب میں حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ایک قبیلہ کے پاس سے گزرے جسے بنو ملوح یا بنو مصطلق کہا جاتا تھا۔ وہ موٹاپے کی وجہ سے اپنے پیشاب میں لتھڑے ہوتے تھے آپ نے اپنی مبارک چادر سے چہرہ انور ڈھانپ لیا پھر رب تعالیٰ کا یہ ارشاد مبارک پڑھا:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ۔

ترجمہ: اور آپ مشتاق نگاہوں سے نہ دیکھئے ان چیزوں کی طرف جن سے ہم نے لطف اندوز کیا ہے کافروں کے چند گروہوں کو۔

ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری نے تاریخ میں، ابوداؤد، نسائی اور ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "جب آپ پر وحی کا نزول ہوتا تھا تو آپ پر بہت گراں گزرتا تھا۔ اسی وجہ سے ہمیں یہ معلوم ہو جاتا تھا۔ آپ ہم سے جدا ہو کر ایک طرف تشریف فرما ہو جاتے اپنے سر اقدس کو چادر سے ڈھانپ لیتے آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں بتایا کہ آپ پر یہ سورت نازل ہوئی ہے:

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝١ (الفتح)

ترجمہ: یقیناً ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے۔

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ چہرۂ انور کو چادر مبارک سے ڈھانپ کر باہر تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا "اے لوگو! لوگ زیادہ ہوتے جائیں گے انصار کم ہوتے جائیں گے تم میں سے جو کسی امر کا والی بنے جس میں وہ کسی کو نفع دے سکتا ہو تو وہ ان کے محسن سے قبول کرے اور ان کے برے کو معاف کرے۔"

الطبرانی نے حضرت زید بن سعد سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا "جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ سر اقدس کو ڈھانپ کر باہر تشریف لائے۔ حتیٰ کہ منبر پر رونق افروز ہوئے۔ رب تعالیٰ کی حمد

وثنا بیان کی۔ پھر فرمایا "اے لوگو! انصار کے اس قبیلہ کے بارے مجھ سے یاد کرلو یہ خصوصی لوگ اور راز کی جگہ ہیں ان کے محسن سے قبول کرلو اور ان کے برے کو معاف کر دو۔"

علامہ بلاذری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر اقدس کو ڈھانپ لیتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کے کپڑے کے کنارے کو دیکھا جا سکتا تھا۔"

الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "چادریں اہل عرب کا لباس ہیں۔ کپڑا اوڑھنا ایمان کا لباس ہے۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر اوڑھتے تھے۔

ابن عدی نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "چادر اوڑھنا اور چادر سے ڈھانپ لینا انبیائے کرام علیہم السلام کے اخلاق میں سے ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چہرہ انور کو مبارک چادر سے ڈھانپ لیتے تھے۔ اس موضوع پر اور بھی بہت سی روایات ہیں۔

تنبیہات

❶ الحافظ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فرمان میں "مُتَقَنِّعًا" کی شرح میں لکھا ہے کہ اس سے مراد چادر اوڑھنا ہے انہوں نے الفتح میں ایک اور جگہ لکھا ہے "التقنع" سے مراد اکثر چہرے کو اور سر ڈھانپ لینا ہے۔"
علامہ تورپشتی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان تقنع کی شرح میں لکھا ہے "یعنی اپنا سر چادر وغیرہ سے ڈھانپ لینا۔"

❷ ابن قیم نے لکھا ہے "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ منقول نہیں کہ آپ نے کبھی چادر اوڑھی ہو۔ نہ ہی کسی صحابہ نے کبھی چادر اوڑھی تھی۔ بلکہ صحیح مسلم میں حضرت نواس بن سمعان سے مروی روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا، اس کے اصبہان کے ستر ہزار یہودی نکلیں گے انہوں نے چادریں اوڑھ رکھی ہوں گی۔"
حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک گروہ کو دیکھا جس نے چادریں اوڑھ رکھی تھیں انہوں نے ان سے کہا "ان کی خیبر کے یہودیوں کے ساتھ کتنی مشابہت ہے" اس لیے سلف اور خلف میں سے ایک جماعت نے چادر اوڑھنا مکروہ سمجھا ہے۔ کیونکہ امام ابو داؤد اور امام حاکم نے مستدرک میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے" امام ترمذی نے روایت کیا ہے "جس نے ہمارے علاوہ کسی اور کی مشابہت اختیار کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ وہ روایت جس کا تذکرہ ہجرت کی روایت میں آیا ہے کہ آپ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے دوپہر کا وقت تھا آپ نے سر اقدس کو چادر سے ڈھانپا ہوا تھا۔ آپ نے اس وقت یہ عمل اس لیے کیا تھا تاکہ آپ کفار سے مخفی ہو جائیں ورنہ سر اقدس کو یوں ڈھانپ لینا آپ کی عادت مبارکہ نہ تھی۔ جو حضرت انس سے مروی روایت ہے کہ آپ اکثر سر اقدس کو چادر سے ڈھانپ کر رکھتے تھے۔

یہ آپ کسی ضرورت مثلاً گرمی وغیرہ سے بچنے کے لیے کرتے تھے"لیکن ابن قیم کا قول کئی اعتبار سے مردود ہے۔

① ابن قیم نے لکھا ہے کہ یہ مروی نہیں کہ آپ نے چادر مبارک اوڑھی ہو۔ اس موقف کو وہ روایت رد کرتی ہے جسے امام ترمذی نے شمائل میں، ابن سعد اور امام بیہقی نے حضرت یزید بن ابان سے، خطیب نے حسن بن دینار عن قتادہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، امام بیہقی نے سھل بن سعد ساعدی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر چادر مبارکہ سے چہرۂ انور ڈھانپ لیتے تھے" خطیب کی روایت میں ہے"میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو آپ سے زیادہ چہرہ انور کو ڈھانپتا ہو۔ اسی وجہ سے آپ کے کپڑوں کو تیل لگ جاتا تھا۔"

یہ روایت اپنی اسناد اور رسابقہ شواہد کے اعتبار سے حسن ہے جیسے کہ شیخ نے کہا ہے۔ ابن سعد نے عبدالسلام بن حرب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا"بنوامیہ کے زمانہ میں ہمیں موسیٰ مارثی نے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ چادر مبارک اوڑھتے تھے۔ آپ فرماتے تھے اس کپڑے کا شکر ادا نہیں ہوسکتا۔ یہ روایت مرسل ہے۔

② ابن قیم نے جو یہ لکھا ہے کہ کسی صحابی نے بھی چادر نہ اوڑھی' اس کا رد اس سے ہوتا ہے کہ آپ کی موجودگی میں اور آپ کے وصال کے بعد صحابہ کرام کے ایک گروہ نے اس طرح کیا۔ ان میں سے ایک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں ابویعلیٰ اور ابن عساکر نے عبدالملک بن عمیر کی سند سے ابن ابی معلیٰ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے منبر پر رونق افروز ہوئے۔ آپ نے فرمایا"میری مبارک ٹانگ حوض کوثر کے کناروں میں سے ایک کنارے پر ہے۔ منبر پاک کے نیچے بہت سے صحابہ کرام تشریف فرما تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چادر سے چہرہ ڈھانپ رکھا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ (خاص) کو اس کے رب تعالیٰ نے اختیار دیا کہ وہ یا تو اس دنیا میں رہے جتنا چاہے اور اس میں سے جو چاہے کھائے یا اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات کرے۔ اس نے اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کو پسند کرلیا ہے" آپ کے اس فرمان کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کوئی نہ سمجھ سکا وہ زاروزار رونے لگے۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ انہوں نے فرمایا"مسلمانوں کے گروہ! رب تعالیٰ سے حیاء کیا کرو۔ مجھے اس ذاتِ والا کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے میں جب قضائے حاجت کے لیے کھلی جگہ جاتا ہوں تو رب تعالیٰ سے حیاء کرتے ہوئے خود کو چادر میں لپیٹ لیتا ہوں' ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے"میں سر کو ڈھانپ لیتا ہوں۔"

ابن عساکر نے حضرت ذر بن جیش سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا"ہم عید کے روز اہل مدینہ طیبہ کے ہمراہ باہر نکلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عہد ہمایوں تھا۔ وہ قطری چادر مبارک اوڑھ کر چل رہے تھے۔"

ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں، امام حاکم، اور امام بیہقی نے مرہ بن کعب یا کعب بن مرہ سے، ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن حوالہ سے، الطبرانی نے ابن عمر سے، امام احمد نے کعب بن عجرہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن حوالہ نے فرمایا "مجھے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "اس وقت تمہاری کیفیت کیا ہو گی جب زمین کی اطراف سے یوں فتنے اٹھیں گے جیسے گائے کے سینگ ہوں۔ تمہاری کیفیت اس وقت کیا ہو گی جب فتنے یوں سر اٹھائیں گے جیسے خرگوش بھاگتا ہے" میں نے عرض کی "جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کو پسند ہو گا" باقی راویوں نے کہا" حضور ﷺ نے فتنہ کا تذکرہ کیا پاس سے ایک شخص گزرا جس نے سر کو چادر سے ڈھانپ رکھا تھا آپ نے فرمایا" اس روز یہ شخص ہدایت پر ہو گا" ابن حولہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا" میں نے اس شخص کا تعاقب کیا۔ میں نے اس کے کپڑے سے اسے پکڑا۔ اس کا چہرہ حضور اکرم ﷺ کی طرف کیا عرض کی" یہ شخص" آپ نے فرمایا" یہ شخص" وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ابن عجرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا" میں گیا میں نے اس شخص کو دونوں بازوؤں سے پکڑا اور اس کا چہرہ آپ کی طرف کیا۔ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔

امام شافعی نے الام میں، ابن ابی شیبہ نے حضرت عبدالرحمان التیمی سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا" میں نے کہا کہ میں آج مقام تک ضرور پہنچوں گا۔ میں اٹھا۔ ایک شخص میرے ساتھ مزاحمت کرنے لگا اس نے چادر سے سر اور منہ ڈھانپا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا تو وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کے بارے اور بھی آثار مروی ہیں۔

سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابن سعد نے حضرت علاء سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" میں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی زیارت کی آپ سر اقدس کو چادر سے ڈھانپ کر نماز پڑھ رہے تھے۔"

ابن سعد نے سلیمان بن مغیرہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" میں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی زیارت کی انہوں نے چادر اوڑھ رکھی تھی۔ عمارہ بن زادان سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا" میں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی زیارت کی انہوں نے اندقیہ چادر اوڑھ رکھی تھی۔ صحابہ کرام کے آثار اس موضوع پر بے شمار ہیں۔

تابعین میں سے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ چادر اوڑھتے تھے۔ اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت حسن بصری، حضرت محمد بن واسع، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت میمون بن مہران، حضرت مسروق اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہم چادر سے سر اور منہ ڈھانپتے تھے۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت خالد بن خداش سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا" میں حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا۔ انہوں نے چادر اوڑھ رکھی تھی۔ میں نے عرض کی" ابو عبداللہ! اس چیز کو تم نے پیدا کیا ہے یا لوگوں کو اس پر عمل کرتے دیکھا ہے" انہوں نے کہا" نہیں بلکہ میں نے لوگوں کو اس پر عمل کرتے دیکھا ہے۔ اسلاف عظام سے اس کے بارے میں ان گنت آثار مروی ہیں۔ شیخ نے انہیں الاحادیث الحسان فی فضل

الطیسان" میں روایت کیا ہے جو زیادہ آثار دیکھنے کا متمنی ہو وہ اس کی طرف رجوع کرے۔

۳ الحافظ لکھتے ہیں "ابن قیم نے جو یہودیوں کا قصہ لکھا ہے، اس سے اس وقت استدلال کرنا صحیح ہے جبکہ یہ ان کا شعار ہو۔ اس زمانہ میں یہ چیز عام ہو چکی ہے اور عموم مباح میں شامل ہو چکی ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان چادروں کو اس لیے عجیب سمجھا کیونکہ ان کے رنگ زرد تھے۔ الحافظ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس سے چادریں اوڑھنے کی کراہت لازم نہیں آتی۔" الشیخ نے لکھا ہے "یہ امر واضح ہے کیونکہ کراہت خاص نہی کی محتاج ہوتی ہے اس کا وجود تک نہیں۔ کیونکہ کفار مسلمانوں کا لباس پہنتے ہیں اس کا پہننا مسلمانوں کے لیے مکروہ نہیں ہوتا۔"

الحافظ نے لکھا ہے کہ ایک قول یہ ہے کہ چادروں سے مراد کمبل ہوں۔ لیکن حضرت انس اور حضرت سہل بن سعد کی روایت میں ہے کہ ان سے مراد سوراخوں والی چادریں ہیں۔"

شیخ نے لکھا ہے "یہ دونوں احادیث کے بارے صحیح قول ہے۔ اس سے دوسرا قول مراد ہے اس کی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے جسے امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا فرمایا "اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے ان میں سے ہر شخص کے پاس ساج اور تلوار ہوگی۔"

ابن الاثیر نے النہایہ میں لکھا ہے "ساج سے مراد سبز چادر یا سوراخ دار چادر ہے۔ اسے اسی طرح ہی بنایا جاتا ہے۔

قاضی ابو یعلیٰ بن الفراء الحنبلی نے لکھا ہے کہ ذمیوں کو ایسی چادر اوڑھنے سے منع نہیں کیا جائے گا جس کے دونوں اطراف میں سوراخ ہوں۔ دو جانبوں پر گوٹ لگا ہوا۔ اور بعض حصہ بعض میں لپٹا ہوا ہو۔ عرب میں یہی چادر معروف تھی یہ یہودیوں کا قدیمی لباس تھا۔ عجمی بھی اسے استعمال کرتے تھے اہل عرب اسے ساج کہتے تھے سب سے پہلے جبیر بن مطعم نے اسے پہنا۔ حضرت ابن سیرین اسے مکروہ سمجھتے تھے۔

علامہ زرکشی نے لکھا ہے "اہل لغت میں سے کئی گروہوں نے لکھا ہے کہ طیلسان کپڑے کی ایک قسم ہے اس سے مراد وہ چادر ہے جو یہودی پہنیں گے جب وہ دجال کے ساتھ نکلیں گے۔ اب یہ معروف نہیں ہے۔"

۴ ابن قیم نے لکھا ہے کہ سر اقدس اور چہرہ انور کو ڈھانپنا آپ کی عادت نہیں تھا۔ حافظ ابن حجر نے ان کی گرفت اس طرح کی ہے کہ حضرت انس کی روایت میں ہے کہ آپ بہت زیادہ سر اقدس اور چہرۂ انور کو ڈھانپتے تھے۔ اس روایت کو امام ترمذی نے الشمائل میں ذکر کیا ہے۔

۶ قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں "نماز استسقاء میں چادر کو الٹ کرنے" کے باب میں لکھا ہے "اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ آپ کا چادر اوڑھنا اسی طرح تھا جیسے اہل بغداد، اہل مصر اور اہل اندلس چادریں اوڑھتے ہیں۔ وہ آپ کے مبارک شانوں اور سر اقدس پر ہوتی تھی۔ وہ آپ کے ارد گرد لپٹی ہوئی ہوتی نہ تھی ایسی روایت بھی ہے جس سے

اس کی تصحیح ہوتی ہے۔ابوسعد عبدالمالک نے شرف المصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا "کیا میں تمہیں اہل ایمان کے لباس کے بارے میں نہ بتاؤں؟ آپ نے چادر مبارک اوڑھی اسے اپنے سر اقدس پر رکھا۔اس سے سر اقدس اور منہ مبارک ڈھانپ لیا۔"

۴ حکیم ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت "چادریں اہل ایمان کا لباس ہیں" لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ التقاع اور الالتحاف کا معنی ایک ہی ہے اس سے مراد چھپانا ہے۔اہل ایمان کے لباس کے بعد یہ عبارت محذوف ہوگی کہ وہ ان سے سر اور منہ ڈھانپ لیتے ہیں۔کیونکہ آپ اکثر سر اقدس اور روئے تاباں کو چادر سے ڈھانپ کر رکھتے تھے۔کیونکہ آپ پر اپنے رب تعالیٰ سے حیاء غالب رہتا تھا۔کیونکہ حیاء آنکھ اور منہ میں ہوتا ہے۔یہ دونوں سر کی طرح اور حیاء روح کا عمل ہوتا ہے۔روح کا سلطان سر میں ہے۔

روایت میں ہے کہ "تقنع" انبیائے کرام کے اخلاق میں سے ہے۔یہ حیاء کی وجہ سے ہے۔ان کے بعد اہل یقین (اولیائے کرام علیہم الرحمہ) کا بھی یہی طریقہ ہے۔یہ ان کا اسلوب اور عادت ہے۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جب میں بیت الخلا میں جاتا ہوں تو رب تعالیٰ سے حیاء کرتے ہوئے سر کو ڈھانپ لیتا ہوں" اہل یقین اسی طرح ہوتے ہیں کیونکہ وہ اپنے دلوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ رب تعالیٰ انہیں دیکھ رہا ہے۔آپ نے فرمایا "کپڑے سے سر اور چہرہ ڈھانپ لینا اہل ایمان کا لباس ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حیاء ایمان سے ہے۔جتنا بندہ رب تعالیٰ کے بارے زیادہ عرفان حاصل کرتا جاتا ہے اسی قدر اس کا حیاء بڑھتا چلا جاتا ہے جو سر اور چہرہ ڈھانپتا ہے تو حیاء کی وجہ سے اس طرح کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔وہ یہ علم یقین کے ساتھ جانتا ہے۔علم تعلیم کے ساتھ نہیں۔

۵ الشیخ نے لکھا ہے کہ اس حیثیت سے کہ علماء کرام نے چادر کو مطلق رکھا ہے انہوں نے کہا ہے کہ یہ بدعت ہے یا یہود کا شعار ہے۔انہوں نے اس سے الطرحۃ (چھوٹی چادر) مراد لی ہے۔التقاع مراد نہیں لی۔وہ کبھی اسے المقور اور کبھی ساخ کہتے ہیں۔ان سب کا معنی ایک ہی ہے طرحۃ دولت عباسیہ کے آغاز میں قاضی پہنتے تھے اور ابھی تک پہنتے ہیں۔علماء کو ضرورت ہے کہ وہ بیان کریں کہ یہ بدعت ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔انہوں نے ایک اور جگہ لکھا ہے "خلفاء نے سیاہ چادریں عمامہ پر اوڑھنے کو خطباء کے لیے لازم قرار دیا ہے یہ عادت اس ہمارے دور تک جاری ہے ہم بہت خطباء کو دیکھتے ہیں کہ وہ ایسی چادریں عیدین کے موقع پر پہنتے ہیں۔اسی طریقہ کے بارے ابن عطار نے بات کی ہے انہوں نے شرح العمرۃ میں اس کے بعد لکھا ہے کہ روز جمعۃ المبارک کو امام کو زیب و زینت میں اضافہ کرنا چاہیے" لیکن اس کی زینت میں چادر نہیں ہے۔یہ اسلام کا شعار نہیں ہے۔یہ یہود کا شعار ہے" ورنہ ہمارے اصحاب میں سے قاضی حسن نے اپنی تعلیق میں چادر سے سر اور منہ ڈھانپنے کو مستحب لکھا ہے۔

٦ امام ثعالبی نے فقہ اللغۃ میں لکھا ہے "وہ کم سے کم کپڑا جس سے سر ڈھانپا جا سکے اسے البختق کہتے ہیں۔ یہ وہ کپڑا ہوتا ہے جو سر کے اگلے اور پچھلے حصے کو ڈھانپ لیتا ہے پھر الغفارہ ہے یہ اس سے بڑا اور خمار سے کم ہوتا ہے پھر خمار پھر المقنعہ پھر النصیف یہ رداء میں نصیف کی مانند ہے یا یہ المقنعہ سے بڑا ہے پھر المعجر ہے یہ المقنعہ سے بڑا ہے یہ رداء سے چھوٹا ہے پھر القناع اور الرداء ہے۔"

❁❁❁❁

پانچواں باب

آپ کی قمیص مبارک ازار اور جیب

ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کی آستین گٹی تک ہوتی تھی"۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اسے صحیح کہا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ نے ایسی قمیص پہنی جو ٹخنوں کے اوپر تھی اور اس کی آستینیں انگلیوں تک تھیں"۔

ابوالشیخ کے الفاظ میں ہے "آپ ایسی قمیص پہنتے تھے جو ٹخنوں کے اوپر ہوتی تھی جس کی آستین انگلیوں کی طرف برابر ہوتی تھیں"۔

ابن ماجہ، ابن سعد اور ابن عساکر نے ان سے ہی روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ ایسی قمیص مبارک پہنتے تھے جس کی آستین چھوٹی اور لمبائی زیادہ ہوتی تھی"۔

ابن سعد، مسدد، احمد بن منیع، سعید بن منصور، ابوشیخ اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "آپ کی اون کی بنی ہوئی ایک قمیص تھی جس کی لمبائی چھوٹی آستینیں بھی چھوٹی تھیں"۔

بزار نے ثقہ راویوں سے حضرت انس سے، ابن الاعرابی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، نسائی نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے اور ابن الاعرابی نے یزید العقیلی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "آپ کی آستین گٹی تک ہوتی تھی"۔

ابن عدی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے قمیص زیب بدن فرمائی جس کی آستینیں آپ کی انگلیوں تک تھیں۔

ابن الاعرابی نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایسی قمیص مبارک پہنی جو آپ کے مبارک ٹخنوں کے اوپر تک تھی انگلیوں کے اطراف تک اس کی آستینیں تھیں۔

عبد بن حمید، ابن عساکر اور ابوطاہر مخلص نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "آپ کی ایک قبطی قمیص تھی جو طوالت میں چھوٹی اور اس کی آستینیں بھی چھوٹی تھیں"۔

الطبرانی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ کے پاس صرف ایک ہی قمیص تھی"۔

ابوداؤد، ابن ماجہ، ابوالقاسم بغوی اور ابن حبان نے حضرت معاویہ بن مرہ سے اور وہ اپنے والد گرامی سے

روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا "میں مزینہ کے وفد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم نے آپ کی بیعت کا شرف حاصل کیا آپ کی قمیص صرف ازار ہی تھی۔"

ابو یعلیٰ، بزار، ابن خزیمہ، بیہقی اور ابن حبان نے حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو صرف ازار باندھے ہوئے دیکھا۔ میں نے اس کے بارے پوچھا تو انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔"

ابو نعیم، ابن ضحاک نے اپنی سند سے حضرت عطا ابن ابی رباح سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا" کیا آپ بیعت رضوان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ موجود تھے" انہوں نے فرمایا "ہاں" میں نے عرض کی "اس وقت آپ نے کیا پہنا ہوا تھا؟" انہوں نے فرمایا "ایک سوتی قمیص اور ایک جبہ جس کے اندر روئی بھری ہوئی تھی۔ ایک چادر اور ایک تلوار تھی۔ میں نے حضرت نعمان بن مقرن المزنی کو دیکھا وہ آپ کے سر اقدس پر کھڑے تھے۔ صحابہ کرام آپ کی بیعت کر رہے تھے۔"

ابو شیخ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "آپ نے ایسی قمیص کبھی نہ پہنی جس میں بٹن لگے ہوتے۔"

انہوں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دو موٹے کپڑے تھے۔ میں نے عرض کی 'یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے یہ دونوں کپڑے کھردرے ہیں جن میں آپ کو پسینہ آتا ہے یہ آپ پر بوجھل ہو جاتے ہیں۔"

ابو داؤد، امام ترمذی اور ابن حبان نے حضرت قرۃ بن ایاس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب میں نے آپ کی بیعت کا شرف حاصل کیا تو میں نے آپ کی قمیص کی جیب میں ہاتھ ڈالا تو میں نے انگوٹھی کو مس کر لیا۔"

تنبیہات

1. الشیخ نے شرع السنن میں لکھا ہے "وہ روایت جس میں تذکرہ ہے کہ قمیص کی آستینیں گٹے تک تھیں وہ اس قمیص کے ساتھ مخصوص ہے جو آپ سفر میں پہنتے تھے۔ حضر میں آپ ایسی قمیص پہنتے تھے جو وہ سوت کی ہوتی تھی جو ٹخنوں کے اوپر تھی۔ اس کی آستینیں انگلیوں کے ساتھ ہوتی تھیں۔ پھر انہوں نے وہ روایت لکھی ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔"

2. بخاری نے صحیح میں لکھا ہے "باب جیب القمیص عند الصدور وغیرہ" انہوں نے وہاں صدقہ کرنے والے اور بخیل کی مثال میں جبتین کی حدیث ذکر کی ہے۔ اس میں وہ اپنی انگلی کے ساتھ کہتے ہیں "اس طرح آپ کی جیب میں۔"

الحافظ کہتے ہیں "ظاہر ہے کہ یہ قمیص حضرت انس رضی اللہ عنہ کی تھی۔ اس کے گھیرے میں جیب تھی جو ان کے سینے تک تھی۔ اس سے ابن بطال نے یہ استدلال کیا ہے کہ اسلام کے کپڑوں میں جیب سینے کے اوپر ہوتی تھی۔ ابن بطال نے لکھا ہے "اس سے دلالت کی جگہ یہ ہے کہ جب بخیل ارادہ کرتا ہے کہ وہ اپنا ہاتھ باہر نکلے تو وہ اس جگہ رک جاتا ہے جو اس پر تنگ ہو جاتی ہے وہ جگہ سینہ ہے۔ لہٰذا ان کی جیب سینے پر ہوتی تھی۔ اگر وہ کسی اور جگہ ہوتی تو وہ اپنے ہاتھ سینے تک نہ لے جاتے۔"

الحافظ نے اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ قرۃ بن ایاس کی روایت میں ایسی چیز ہے جو یہ تقاضا کرتی ہے کہ ان کی جیب میں سینے میں تھی کیونکہ اس سے پہلے کی روایت میں ہے کہ انہوں نے آپ کو دیکھا اس وقت آپ نے مطلق قمیص پہنی ہوئی تھی یعنی "بٹن کے بغیر۔"

❁❁❁❁

چھٹا باب

جبہ مبارک زیب تن فرمانا

اس باب کی دو انواع ہیں۔

❶ رومی جبہ زین تن فرمانا جس کی آستینیں تنگ تھیں

ابن سعد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے اس وقت شامی جبہ پہن رکھا تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں''۔

ابن ماجہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نے رومی جبہ پہن رکھا تھا جو اون کا بنا ہوا تھا اس کی آستینیں تنگ تھیں۔ آپ نے اس میں ہمیں نماز پڑھائی۔ اس کے علاوہ اور کوئی چیز بھی آپ پر نہ تھی''۔

امام احمد، شیخان اور ابن عساکر نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا چہرہ انور دھویا۔ پھر اپنی کلائیوں سے کپڑا اتارنے لگے آپ نے شامی جبہ پہنا ہوا تھا۔ دوسرے الفاظ میں ہے کہ وہ رومی جبہ تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔ آپ نے آستین سے ہاتھ نکالنا چاہا مگر آستین تنگ تھی۔ آپ نے اس کے نیچے سے دست اقدس نکال لیا۔

ابو شیخ نے حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے شام سے ایک جبہ لا کر آپ کو بطور ھدیہ پیش کیا۔ ابویعلیٰ نے ثقہ راویوں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی آپ نے شامی جبہ پہن رکھا تھا۔ جس کا درمیانی حصہ کشادہ تھا''۔

❷ غیر رومی جبہ پہننا

امام مسلم، امام نسائی، ابن سعد نے حضرت عبداللہ مولیٰ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ہمارے لیے ایک جبہ نکالا۔ جو طیالسہ کا تھا جس کا کالر ایرانی ریشم کا بنا ہوا تھا۔ اس کی جیب اور آستینوں پر بھی ریشم سے کام ہوا تھا۔ حضرت اسماء نے فرمایا ''یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جبہ ہے آپ اسے پہنتے تھے جب آپ کا وصال ہو گیا تو یہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ جب ان کا وصال ہو گیا تو میں نے اسے حاصل کر لیا۔ ہم اسے دھو

کر مریض کو پلاتے تھے تو اس طفیل کے رب تعالیٰ اسے شفاء عطا فرما دیتا تھا۔

ابن ضحاک نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کے پاس طیالسہ کا جبہ ہوتا تھا جس پر ریشم سے کام ہوا تھا۔ آپ اسے پہن کر دشمن سے نبرد آزما ہوتے تھے۔"

ابن ابی شیبہ نے حضرت اسماء کے غلام حضرت مغیرہ بن زیادہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا انہوں نے ایک ایسا جبہ خریدا جس پر نقش و نگار تھا۔ انہوں نے قینچی منگوائی اور اسے کاٹ دیا۔ میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ داستان عرض کی۔ انہوں نے فرمایا "عبداللہ پر تعجب! لونڈی! حضور ﷺ کا جبہ لے کر آؤ" وہ ایک ایسا جبہ لے کر آئی جس کی آستینوں، جیب، سوراخ پر ریشم سے کام ہوا تھا۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا "حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے ایسا جبہ نکالا جس پر ریشمی کام ہوا تھا۔ انہوں نے فرمایا "جب آپ دشمن کے ساتھ نبرد آزما ہوتے تو اسے پہنتے تھے۔

امام بغوی، ابن عساکر اور ابن ضحاک رضی اللہ عنہ نے حضرت طارق بن عبداللہ المحاربی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "میں نے آپ کو ذوالمجاز کے بازار میں دیکھا آپ نے اس وقت سرخ جبہ پہنا ہوا تھا۔"

ابو داؤد طیالسی نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کا وصال ہوا۔ آپ کا اون کا جبہ بنائی کے پاس تھا۔"

ابو الشیخ نے ان سے ہی روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کا ایک جبہ تھا جو سیاہ دھاریاں رکھتا تھا۔ آپ نے اسے زیب بدن فرمایا تو وہ آپ کو بہت ہی خوبصورت لگا۔ آپ نے اس پر دستِ اقدس پھیرا اور فرمایا" دیکھ یہ کتنا خوبصورت ہے۔ ایک اعرابی پاس ہی بیٹھا ہوا تھا اس نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! یہ مجھے عطا فرما دیں" آپ نے اسے اتارا اور اسے عطا فرما دیا۔"

امام نسائی اور ابن الاعرابی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اکیدر دومۃ نے آپ کو سندس کا جبہ پیش کیا۔ جس میں سونے کے ساتھ کام ہوا تھا۔ آپ نے اسے زیب تن فرمایا تو صحابہ کرام نے تعجب کیا۔ آپ نے فرمایا "کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو؟ مجھے اس ذات والا کی قسم جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے حضرت سعد کے جنت میں رومال اس سے خوبصورت ہوں گے" آپ نے اسے حضرت عمر فاروق کو بطور تحفہ دے دیا۔ انہوں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! آپ اسے ناپسند فرما رہے ہیں اور میں اسے پہن لوں" آپ نے فرمایا "عمر! میں نے تمہاری طرف اسے اس لیے بھیجا ہے تاکہ تم اسے فروخت کر دو۔" یہ ریشم کی ممانعت سے پہلے کی بات ہے۔

ابن سعد نے علی بن زید بن جدعان سے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "روم کے بادشاہ نے آپ کو سندس کا جبہ پیش کیا۔ آپ نے اسے پہن لیا۔ گویا کہ میں اب بھی اس کی لٹکی ہوئی آستینیں دیکھ

رہا ہوں صحابہ کرام عرض کرنے لگے "یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ آپ پر آسمان سے اترا ہے۔" آپ نے فرمایا "کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے حضرت سعد کے جنت میں رومالوں میں سے ایک رومال اس سے خوبصورت ہے" پھر آپ نے اسے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ آپ نے انہیں فرمایا "میں نے تمہیں اس لیے نہیں دیا کہ تم اسے پہن لو" انہوں نے عرض کی "میں اسے کیا کروں؟" آپ نے فرمایا "اسے اپنے بھائی نجاشی کے پاس بھیج دو"۔

ابن قانع نے حضرت داؤد بن داؤد سے روایت کیا ہے کہ قیصر روم نے آپ کو سندس کا جبہ بھیجا۔ آپ نے اس کے بارے حضرات ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے مشاورت کی۔ انہوں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ اسے پہن لیں۔ اس کے ساتھ رب تعالیٰ آپ کے دشمن کو رسوا کرے گا۔ مسلمانوں کو مسرور کرے گا۔ آپ نے اسے پہن لیا۔ منبر پر رونق افروز ہوئے۔ خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ بہت حسین و جمیل تھے اس جبہ میں آپ کا روئے تاباں چمکتا تھا آپ نیچے تشریف لائے تو اسے اتار دیا جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ آئے تو انہیں ھبہ کر دیا۔

الطبرانی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے سندس کا جبہ پہن رکھا تھا۔ آپ نے اس روز رب تعالیٰ کی بہت حمد و ثناء بیان کی پھر اٹھے جبہ اتارا حبرہ کی چادر میں باہر تشریف لائے اور فرمایا" ریشم اہل جنت کا لباس ہے جس نے اسے دنیا میں پہن لیا وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔"

امام احمد نے جید سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک راھب نے آپ کو سندس کا جبہ پیش کیا۔ آپ نے اسے پہنا کاشانہ اقدس میں تشریف لائے اسے رکھا۔ ایک وفد آیا۔ آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اس وفد کے وقت اسے پہن لیں، آپ نے فرمایا" ہمارے لیے بہتر نہیں کہ ہم اسے دنیا میں پہنیں جبکہ وہ ہمارے لیے آخرت میں ہو۔"

❁❁❁❁

ساتواں باب

حلہ زیب تن فرمانا

ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کو دیکھا آپ بہت خوبصورت حلے پہنتے تھے" بقی بن مخلد نے روایت کیا ہے کہ یمنی حلے سب سے زیادہ خوبصورت ہوتے تھے امام ترمذی نے حضرت جابر بن سمرہ سے حسن روایت کی ہے انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کی زیارت کی آپ نے سرخ حلہ پہن رکھا تھا۔

بزار، امام بغوی نے حضرت قدامۃ الکلابی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں نے عرفہ کی رات آپ کی زیارت کی آپ نے حبرہ کا حلہ زیب تن کر رکھا تھا۔"

ابوداؤد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مالک ذویزن نے آپ کو ایسا حلہ بھیجا جس کو اس نے ۳۳ اونٹنیوں کے عوض لیا تھا۔ آپ نے اسے قبول فرمالیا۔

شیخان نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قد مبارک میانہ تھا۔ میں نے آپ کو سرخ حلہ میں دیکھا۔ میں نے آپ سے زیادہ حسین چیز کبھی نہ دیکھی تھی۔"

ابوشیخ نے حضرت عبداللہ بن حارث سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 27 اونٹنیوں کے عوض ایک حلہ خریدا اسے پہن لیا۔"

ابن سعد نے علی بن زید سے اور اسحاق بن عبداللہ بن حارث سے روایت کیا ہے اس میں 27 اوقیہ چاندی کا ذکر ہے۔ اس روایت کے راوی ثقہ ہیں سوائے علی اور اسحاق کے اس علی کے بارے گفتگو کی گئی ہے۔

ابن سعد نے ثقہ راویوں سے ابن سیرین سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلہ یا کپڑا خریدا اور اس کے عوض 29 اونٹنیاں دیں۔"

شیخان نے ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ وہ آئے انہوں نے ایک عصا لیا اسے گاڑھا اور نماز پڑھنے لگے میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ سرخ سمٹے ہوئے حلہ میں باہر تشریف لائے۔

زبیر بن بکار نے یزید بن عیاض رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے اس صلح کے درمیان جو آپ کے اور قریش کے مابین تھی آپ کو ذویزن کا ایک حلہ پیش کیا۔ انہوں نے اسے تین سو دیناروں میں خریدا

تھا۔آپ نے اسے قبول نہ فرمایا۔آپ نے فرمایا ”میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔حکیم نے اسے فروخت کر دیا۔آپ نے اسے حکم دیا جس نے یہ خریدا تھا۔آپ نے وہ حلہ پہن لیا۔جب حکیم نے وہ حلہ دیکھا تو انہوں نے کہا۔

یحبس الحکام بالفضل بعد ما بدا سابق ذو غرۃ و حجول

ترجمہ: فضل کا حکم دینے والے اس سے روک دیا جو عظیم اور تاباں چہرے والا تھا بعد اس کے کہ آگے نکلنے والا ظاہر ہو جاتا تھا۔

امام مسلم اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو سب سے پسندیدہ وہ دھاری دار چادریں تھیں جو یمن سے آتی تھیں۔

تنبیہ

ابن قیم نے لکھا ہے کہ اس شخص نے لغزش کھائی ہے جس نے یہ گمان کیا ہے کہ حلہ بالکل سرخ تھا اس میں کسی اور چیز کی آمیزش نہ تھی سرخ حلہ دو یمنی چادریں تھیں۔ان میں سرخ اور سیاہ دھاریاں تھیں جیسے کہ ساری یمنی چادریں ہوتی تھیں۔انہیں خطوط کی وجہ سے انہیں اس نام سے موسوم کر دیا گیا ہے ورنہ صرف سرخ رنگت سے تو سختی سے روکا گیا ہے۔

امام نووی نے لکھا ہے ”علماء کرام کا ان کپڑوں میں اختلاف ہے جنہیں عصفر (زرد رنگت کی بوٹی) سے رنگا جائے۔ ایسے کپڑوں کو صحابہ کرام، تابعین اور بعد کے سارے علماء کرام نے جائز قرار دیا ہے۔امام شافعی، امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔لیکن انہوں نے فرمایا ہے کہ اس کے علاوہ دوسرا کپڑا اس سے افضل ہے آپ سے ایک روایت یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے ایسا کپڑا گھروں اور صحنوں میں پہننے کے لیے تو جائز قرار دیا۔لیکن محافل اور بازار میں پہننا مکروہ سمجھا۔ایک گروہ نے کہا ہے ”یہ کراہت تنزیہی ہے انہوں نے مکروہ تنزیہی بھی اس لیے کہا ہے کیونکہ آپ نے سرخ حلہ زیب تن فرمایا تھا۔

صحیحین کی روایت ہے کہ آپ نے زرد رنگ سے رنگا۔بعض علماء نے اسے اس شخص کے لیے مختص کیا ہے جس نے حج اور عمرہ کا احرام باندھا ہو۔امام بیہقی نے معرفۃ السنن میں اس مسئلہ کی وضاحت کی ہے۔انہوں نے لکھا ہے کہ امام شافعی نے زعفران سے رنگے ہوئے سے منع کیا ہے لیکن عصفر سے رنگے ہوئے کو مباح قرار دیا ہے۔امام شافعی نے فرمایا میں نے عصفر سے رنگے ہوئے کو اس لیے مباح قرار دیا ہے کیونکہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس نے آپ سے اس کے بارے ممانعت نقل کی ہو سوائے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے انہوں نے فرمایا ”حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے اس سے منع فرمایا۔“

آٹھواں باب

چغہ زیب تن فرمانا

اس باب میں دو انواع ہیں۔

❶ دیباج کا سوراخ دار چغہ زیب تن فرمانا

(حرمت سے قبل، پھر اسے ترک فرما دینا) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ریشم کا چغہ پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے زیب بدن فرمایا۔ اس میں نماز پڑھی۔ پھر واپس تشریف لائے۔ گویا کہ آپ اسے سخت ناپسند کر رہے تھے۔ آپ نے اسے اتار دیا فرمایا ''متقین کو یہ نہیں چاہیے۔''

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیباج کا چغہ زیب تن فرمایا جو آپ کو بطور تحفہ پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے جلد ہی اتارا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ آپ نے فرمایا ''مجھے جبرائیل امین نے اس سے منع فرمایا ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے۔ عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے ایک چیز کو ناپسند فرمایا۔ پھر مجھے عطا کر دی اب میرا کیا بنے گا؟ آپ نے فرمایا ''میں نے تمہیں اس لیے نہیں دیا کہ تم اسے پہنو۔ میں نے تمہیں اس لیے عطا کیا ہے تا کہ تم اسے بیچ دو'' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے دو ہزار درہم میں فروخت کر دیا۔

❷ چغہ کسی اور کو عنایت کر دینا

امام نسائی نے مسور بن مخرمہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چغے تقسیم کیے مگر حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ کو کچھ بھی عطا نہ کیا۔ انہوں نے کہا ''اندر جاؤ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلاؤ۔ میں نے آپ کو بلایا آپ باہر تشریف لائے آپ کے پاس چغہ تھا آپ نے فرمایا ''میں نے یہ مخرمہ کے لیے ہی چھپا کر رکھا تھا آپ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا ''مخرمہ راضی ہو گئے ہیں۔''

❀❀❀❀

نواں باب

ازار، کمبل، چادریں، عباء اور کرتہ مبارک

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے آپ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے ساتھ ٹیک لگا رکھی تھی۔ آپ پر قطری کپڑا تھا۔ آپ نے اسے لٹکا رکھا تھا۔ آپ نے صحابہ کرام کو نماز پڑھائی۔

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے آپ نے کمبل اوڑھ رکھا تھا۔ آپ نے اسے اپنے مبارک شانوں پر ڈالا ہوا تھا اور آپ نے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا۔''

ابن عدی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا'' آپ کا ایک کمبل تھا جسے ورس سے رنگا گیا تھا۔ آپ اپنے کاشانہ اقدس میں اسے اوڑھتے تھے۔ آپ ازواج مطہرات کے حجرات مقدسہ میں اس میں تشریف لے جاتے تھے۔ اسی میں نماز ادا فرما لیتے تھے۔''

انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک کمبل تھا جسے ورس سے رنگا گیا تھا۔ آپ اس میں اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرات مقدسہ میں جاتے تھے۔ بعض اوقات اس پر پانی چھڑک دیا جاتا تھا تاکہ اس کی خوشبو عمدہ ہو جائے۔''

ابوالحسن البلاذری نے حضرت بکر بن عبداللہ المزنی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک کمبل تھا جسے ورس اور زعفران سے رنگا جاتا تھا۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے جس کی نوبت ہوتی۔ آپ اسے اوڑھ کر اس کے پاس تشریف لے جاتے۔ اس پر پانی چھڑک لیتے تاکہ اس کی خوشبو تازہ رہے۔

ابوداؤد نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''میں نے حضرت ابن عباس کو دیکھا۔ انہوں نے زار باندھا ہوا تھا۔ اس کا اگلا حصہ نیچے لٹکا رہا تھا اور پچھلا حصہ اوپر اٹھا ہوا تھا میں نے عرض کی'' آپ نے اس طرح ازار کیوں باندھا ہے؟ انہوں نے فرمایا ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے اسی طرح ازار باندھا ہوا تھا۔'' ☐

ابن سعد نے حضرت یزید بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آگے سے ازار نیچے لٹکا دیتے تھے اور پیچھے سے اوپر کر دیتے تھے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ اپنے ازار کے اگلے حصہ کو نیچے لٹکا دیتے تھے حتیٰ کہ اس کا کنارہ نیچے لٹک رہا ہوتا تھا اور پیچھے سے اسے اوپر اٹھا دیتے تھے۔

ان سے ہی روایت ہے لیکن سند میں ایک مبہم راوی ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے سرور دو عالم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ نے تہ بند کو اپنی مبارک ناف کے نیچے باندھا ہوا تھا۔ آپ کی ناف مبارک نظر آ رہی تھی۔ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے اپنی ناف مبارک کے اوپر تہ بند باندھا ہوا تھا۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور ﷺ پنڈلیوں کے نصف تک تہ بند باندھتے تھے۔ البزار نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنی مبارک پنڈلیوں کے نصف تک تہ بند باندھتے شیخین اور ابن عسا کر نے کئی طرق سے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے لیے ایک موٹا سا تہ بند نکالا۔ جسے یمن میں بنایا جاتا تھا۔ انہوں نے ایک چادر بھی نکالی جسے الملبدہ کہا جاتا تھا۔ انہوں نے قسم اٹھا کر فرمایا "حضور اکرم ﷺ کا وصال ان میں ہوا۔"

ابن ابی خیثمہ نے حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر افسوس کرسکوں۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں تھے۔ حضرت جگر گوشہ مصطفیٰ ﷺ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے السخینہ (ایک کھانا) بنایا اور اسے بارگاہ رسالت مآب میں پیش کیا۔ آپ نے انہیں فرمایا "جائیں اپنے چچا زاد اور اپنے دونوں فرزندوں کو بلا کر لے آئیں۔" وہاں انہیں لے کر آئیں۔ آپ نے ان کے ساتھ وہ کھانا کھایا آپ نے خیبری چادر کا ایک حصہ لیا جو آپ کے نیچے تھی۔ پھر آسمان کی طرف سر اقدس بلند فرمایا اور یہ دعا مانگی: "مولا! یہ میری عترت ہیں۔ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ان سے ناپاکی کو دور فرمادے اور انہیں خوب پاک صاف فرمادے" میں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کے اہل میں سے ہوں" آپ نے فرمایا "تم بھی بھلائی کی طرف ہو۔"

حارث بن ابی اسامہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کی زیارت کی آپ نماز صبح ایک چادر میں ادا فرمارہے تھے۔ بعض ہاتھوں اور ٹانگوں کو زمین کی ٹھنڈک سے روکنے کے لیے چادر نیچے بچھا لیتے تھے۔

امام ترمذی نے حضرت اشعب بن سلیم سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں نے اپنی چچی کو سنا جو اپنے چچا سے روایت کرتی تھیں انہوں نے کہا "اسی اثناء میں کہ میں مدینہ طیبہ میں چل رہا تھا کہ کسی انسان نے مجھے پیچھے سے آواز دی اس نے کہا "اپنا تہ بند اوپر اٹھالو۔ اس طرح یہ زیادہ پاک اور زیادہ دیر باقی رہے گا۔ میں نے دیکھا تو وہ حضور اکرم ﷺ تھے۔ میں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! یہ چادر ہے" آپ نے فرمایا "کیا مجھ میں تمہارے لیے اسوہ حسنہ نہیں ہے" میں نے دیکھا آپ کا تہ بند نصف پنڈلی تک تھا۔

امام حاکم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی آپ

کی خدمت میں حاضر ہوئے صحابہ کرام آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ ہر شخص اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ آپ نے اپنی چادر مبارک لی۔ اسے ان کی طرف پھینک دیا انہوں نے اسے اپنی گردن اور چہرہ پر لگایا اسے بوسہ دیا اور اسے اپنی آنکھوں پر لگا لیا۔ عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ کو عزت و توقیر عطا فرمائے" ابن سعد نے داؤد بن حصین سے اور انہوں نے اپنے شیخ ابن عبدالاشہل سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بنو اشہل کی مسجد میں نماز پڑھی۔ آپ نے چادر لپیٹی ہوئی تھی۔ جب آپ سجدہ ریز ہوتے تھے تو ہاتھوں کو سردی سے بچانے کے لیے چادر پر رکھ دیتے تھے۔"

شیخان اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ نے نجرانی چادر پہنی ہوئی تھی جس کا گوٹ سخت تھا۔"

ابن ابی شیبہ، امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کی مبارک پنڈلی کا پٹھا تہ بند کے نیچے سے نظر آتا تھا۔

حارث بن ابی اسامہ نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت خانہ کعبہ کے سایہ میں چادر مبارک کی ٹیک لگا کر جلوہ افروز تھے۔"

ابن عدی نے صفوان بن عسال سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت مسجد نبوی میں سرخ چادر کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔"

حمیدی نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا آپ اس وقت خانہ کعبہ کے سایہ میں چادر کی ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے۔"

ابن ابی خیثمہ نے حضرت سلیم بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ آپ حالت احتباء میں چادر سے ٹیک لگائے تشریف فرما تھے اس کا کنارہ آپ کے قدمین شریفین پر گر رہا تھا۔"

ابو داؤد اور ابو شیخ نے حضرت سلیم بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "ہمارے اوپر ہماری چھوٹی چادریں تھیں ہم نے ان پر چادریں ڈال رکھی تھیں۔ وقت صبح آپ نے چادر مبارک لی اسے اوڑھا باہر نکلے اور نماز صبح ادا کی۔

ابو داؤد اور ابو شیخ نے حضرت سلیم بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں بارگاہ رسالت مآب میں آیا۔ آپ اپنے صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے آپ اپنی چادر کے ساتھ حالت احتباء میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کا کنارہ آپ کے قدمین شریفین پر گر رہا تھا۔

امام بخاری، ابو داؤد، امام نسائی اور ابو بکر اسماعیلی نے سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "ایک عورت نے بارگاہ مآب میں چادر پیش کی۔ کیا تم جانتے ہو کہ بردہ کون سی چادر ہوتی ہے اس سے مراد وہ چادر ہے جس کے کنارے پر کام ہوا ہو۔ اس عورت نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے بنا ہے تاکہ میں آپ کو

پہناؤں" حضور اکرم ﷺ کو اس کی ضرورت تھی آپ نے اسے قبول فرما لیا۔ یہ چادر آپ کے ازار کے لیے تھی۔ ایک شخص نے آپ سے وہ مانگ لی۔ اس نے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ! یہ مجھے پہنا دیں۔"

ابو داؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کی زیارت کی آپ اس وقت اپنی چادر کے ساتھ حالتِ احتباء میں تشریف فرما تھے۔ اس کا کنارہ آپ کے قدموں پر گر رہا تھا۔"

ابن ابی شیبہ اور امام نسائی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے سیاہ چادر اوڑھی۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ پر کتنی سج رہی ہے۔ آپ کی سفید رنگت اس کی سیاہ رنگت میں اور اس کی سیاہ رنگت آپ کی سفید رنگ میں خوب سج رہی ہے۔" اس سے اون کی بو آ رہی تھی آپ نے اسے پھینک دیا۔ آپ عمدہ خوشبو کو پسند کرتے تھے۔"

امام مالک نے ان سے روایت کیا ہے کہ ابو جہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں شامیہ چادر پیش کی۔ جس پر نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ آپ نے اس میں نماز ادا فرمائی جب واپس آئے تو فرمایا "یہ چادر ابو جہم کو واپس کر دو۔ میں نے نماز میں اس کے نقش و نگار کی طرف دیکھا قریب تھا کہ یہ مجھے فتنے میں مبتلا کر دیتی۔"

امام بخاری نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ نے ایک چادر میں نماز پڑھی جس میں نقش و نگار تھے۔ آپ نے اس کے نقش و نگار کو ایک نظر سے دیکھا۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا "یہ قمیص ابو جہم کے پاس لے جاؤ۔ اس نے میری توجہ نماز سے ہٹا دی۔ میرے پاس ابو جہم کی انجبانیہ چادر لے کر آؤ۔"

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے تو وہ آپ کے چہرے پر چادر پھینکنے لگے۔ جب آپ کا دم گھٹنے لگا تو انہوں نے اسے چہرۂ انور سے ہٹا لیا۔"

انہوں نے حضرت نعمان بن بشیر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا "میں تمہیں آگ سے ڈراتا ہوں۔ اگر کوئی شخص بازار ہوگا تو وہ اس کا شور سن لے گا۔ اس کی وہ چادر گر پڑے گی جو اس کے کندھے پر ہوگی۔"

ابو نعیم، ابن عدی اور ابن الاعرابی نے حضرت عبادہ بن صامت سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ آپ نے اس وقت چادر اوڑھ رکھی تھی۔ آپ نے اسے لٹکانے کی کوشش کی مگر وہ چھوٹی تھی آپ نے اپنی گردن کے ارد گرد اسے یوں گرہ لگا لی۔" حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے اپنی گدی کی طرف اشارہ کیا۔ حالانکہ وہاں کچھ بھی نہ تھا۔

ابن ضحاک نے حضرت عبداللہ بن غسیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں حضور اکرم ﷺ کے

ہمراہ تھا۔آپ کے پاس سے حضرت عباس گزرے۔آپ نے فرمایا" چچازاد! اپنے بیٹے لے کر آئیں" انہیں ھیثم بن عتبہ بن ابی لہب نے کہا:" چچا جان! میرا انتظار فرمائیں حتیٰ کہ میں آپ کی خدمت میں آجاؤں" وہ نہ آئے وہ اپنے چھ بیٹوں حضرات فضل، عبد اللہ، عبید اللہ، قثم اور عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہم کے ساتھ آئے اور انہیں بارگاہ رسالتمآب میں پیش کر دیا۔آپ نے سرخ دھاری دار چادر میں انہیں چھپالیا۔اس کی دھاریاں سرخ تھیں۔پھر یہ دعا مانگی"مولا! یہ میرے اہل بیت اور میری عترت ہیں انہیں اسی طرح آگ سے چھپالے جس طرح میں نے انہیں اس چادر سے چھپالیا ہے" گھر کے سارے در و دیوار نے آمین کہا۔

ابو داؤد نے حضرت جابر بن سلیم الھجیمی سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا" میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ آپ اپنی چادر کے ساتھ حالت احتباء میں بیٹھے ہوئے تھے اس کا کنارہ آپ کے قدموں پر گر رہا تھا۔"

ابن عساکر نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے کی لمبائی چار ذرع اور ایک شبر اور چوڑائی ایک ذرع اور ایک شبر تھی۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک نے الزہد میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" آپ کا وہ کپڑا جسے پہن کر آپ وفود سے ملاقات کرنے کے لیے نکلتے تھے۔وہ ایک حضرمی کپڑا تھا۔جس کی لمبائی چار ذراع اور چوڑائی دو ذراع اور ایک شبر تھی۔وہ چادر بوسیدہ ہوگئی تو اسے ایک اور کپڑے میں لپیٹ دیا گیا۔خلفاء اسے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روز پہنتے تھے۔

ابن ضحاک نے ابو محمد بن عبد اللہ ابن محمد بن قاسم بن حزم البغوی سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا" میں نے معدموق (یہ ساحل پر شہر مور کے قریب ایک قلعہ تھا) میں نے ۳۵۳ھ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر مبارک کی زیارت کی۔ یہ چادر مبرور الازردی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کسی بچے پر تھی۔اس کی رنگت گندم گوں تھی وہ ایک پاک اور صاف چادر تھی۔علماء بیان کرتے تھے کہ اسے نجاشی نے بارگاہ رسالت میں پیش کیا تھا۔اس کا بعض حصہ کٹ چکا تھا۔علماء بیان فرماتے تھے کہ کسی والی نے اسے حاصل کرنے کی کوشش کی اسے زیر زمین گودام میں داخل کر دیا گیا جس سے یہ کٹ گئی۔حالانکہ پہلے یہ صحیح تھی۔اس کی رنگ بہت خوبصورت تھی۔ہم نہیں جانتے کہ اسے کس چیز کے ساتھ بنایا گیا تھا۔یہ روئی کی تھی یا اون یا ریشم کی تھی اور کپڑے کی حقیقت کیا تھی؟

تنبیہ

امام سراج الدین الملقن اور ان کے شاگرد الحافظ نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ امام واقدی نے لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر مبارک کا طول چھ ذراع اور عرض تین ذراع تھا۔جبکہ ازار مبارک کا طول چار ذراع دو شبر اور چوڑائی ایک ذراع اور ایک شبر تھی۔آپ اسے روز جمعۃ المبارک اور عیدین کے موقع پر پہنتے تھے۔

انہوں نے لکھا ہے "ابن بریدہ نے شرح الاحکام میں لکھا ہے چادر بھی اتنے ذراع کی تھی جتنے ذراع چادر کے بارے امام واقدی نے لکھے ہیں" الحافظ لکھتے ہیں "پہلا مؤقف بہتر ہے۔"

ابن سعد نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رداء مبارک چار ذراع اور اس کا عرض دو ذراع اور ایک شبر تھا۔

ابن عدی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر مبارک چوکور تھی۔"

❀❀❀❀

دسواں باب

آپ کی شلوار مبارک

امام احمد، چاروں آئمہ، امام ترمذی اور ابن حبان نے حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا ''میں اور مخزمہ عبدانی ہجر سے کپڑے لائے۔ ہم مکہ مکرمہ پہنچے ہم منیٰ میں تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے شلوار کا ہمارے ساتھ سودا کیا۔ ہم نے اس کے وزن کے برابر درہم میں اسے فروخت کر دیا۔ آپ نے وزن کرنے والے سے فرمایا ''وزن کرو اور پلڑا جھکاؤ۔''

تنبیہ

ابن قیم نے اس روایت کے بارے لکھا ہے جس میں ہے کہ آپ نے شلوار خریدی ''ظاہر یہی ہے کہ آپ نے خود ہی پہننے کے لیے وہ شلوار خریدی'' الحافظ لکھتے ہیں ''ایک احتمال یہ ہے کہ آپ نے کسی اور کے لیے خریدی ہو'' لیکن اس موقف میں بُعد ہے۔

اس سے بھی ابن قیم کے موقف کی تائید ہوتی ہے کہ امام بیہقی نے الشعب میں ابن جوزی نے الوفا میں اور دیگر علماء کرام نے اس روایت کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ملبوسات کے باب میں ذکر کیا ہے۔

❁❁❁❁

گیارہواں باب

متفرق ملبوسات

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

❶ چمڑے کے مصلی پر نماز ادا کرنا

ابن عساکر نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "آپ چمڑے کے مصلی پر نماز ادا فرماتے تھے۔ آپ کو پسند تھا کہ رنگے ہوئے چمڑے کے مصلی پر نماز پڑھی جائے۔"

❷ صوف اور بالوں کے بنے ہوئے ملبوسات

طیالسی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "انبیائے کرام گدھوں پر سواری فرما لیتے تھے وہ صوف پہنتے تھے اور بکریوں کو دودھ لیتے تھے۔"

ابن ماجہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صوف پہنا۔ آپ پیوند لگے ہوئے جوتے اور کھردار کپڑا پہن لیتے تھے۔"

الطیالسی نے حضرت سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ کا صوف کا جبہ بنائی کے پاس تھا۔"

ابن عدی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صوف کی چادر میں نمازِ صبح پڑھائی اور اسے اس طرح گرہ لگا رکھی تھی" انہوں نے اپنی گدی کی طرف اشارہ کیا۔

ابوداؤد اور ابن عساکر نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کے لیے سیاہ چادر بنی۔ آپ نے اسے پہنا جب اس میں سے آپ کو پسینہ آیا تو اس میں صوف کی بو آنے لگی آپ نے اسے اتار دیا آپ کو عمدہ خوشبو پسند تھی۔"

ابن ماجہ نے ثقہ راویوں سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا آپ پر صوف کا جبہ تھا آپ نے اسے الٹ کیا اور اس کے ساتھ چہرے پر مس کیا۔"

امام مسلم، ابوداؤد اور امام ترمذی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک صبح آپ باہر تشریف لائے آپ پر سیاہ بالوں کی کجاوے کے نقش والی چادر تھی۔"

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا" ایک دفعہ میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے ہمیں آپ کی ملبد چادر کی زیارت کرائی۔"

ابن سعد نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" حضور اکرم ﷺ ایک ٹھنڈی رات میں اٹھے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی زوجہ کریمہ کی صوف کی چادر میں نماز پڑھی گویا کہ آپ نے اسے پوری طرح نہ اوڑھا۔"

حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا" میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے ہمیں موٹی سی چادر کی زیارت کرائی جسے یمن میں بنایا گیا تھا۔ دوسری چادر کی زیارت کرائی جو اس شہر خوباں کی بنی ہوئی تھی۔ انہوں نے قسم اٹھائی کہ حضور اکرم ﷺ کا وصال اسی میں ہوا تھا" پہلے حضرت سھل بن سعد کی روایت میں آپ کے جبہ کے بارے گزر چکا ہے۔

۳ نمرہ (صوف کی چادر) پہننا

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت عبداللہ بن سرجس سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" ایک دن آپ نے نماز پڑھی تو آپ پر نمرہ چادر تھی۔ آپ نے ایک صحابی سے فرمایا" تم اپنی چادر مجھے دے دو اور مجھ سے یہ چادر لے لو۔" انہوں نے عرض کی" یارسول اللہ ﷺ! آپ کی چادر میری چادر سے اچھی ہے" آپ نے فرمایا" ہاں! لیکن اس میں سرخ دھاریاں ہیں۔ مجھے خدشہ ہے کہ میں ان کی طرف دیکھنے لگوں گا اور یہ مجھے میری نماز میں فتنہ میں مبتلاء کر دے گی۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے زمعہ بن صالح سے، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت سھل بن سعد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" آپ کے لیے سیاہ اون سے ایک حلہ تیار کیا گیا اس کے دو کنارے سفید صوف سے بنائے گئے تھے حضور اکرم ﷺ محفل میں تشریف لائے تو آپ نے اسے زیب تن کر رکھا تھا۔ آپ نے اپنی ران مبارک پر مارا اور فرمایا" کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ یہ حلہ کتنا خوبصورت ہے؟ ایک اعرابی نے عرض کی" یارسول اللہ ﷺ! یہ حلہ مجھے پہنا دیں" آپ سے جب کچھ مانگا جاتا تھا تو آپ اس کے جواب میں "لا" نہیں کہتے تھے۔ آپ نے دوسوتی چادریں منگوائیں انہیں پہنا وہ حلہ اعرابی کو دے دیا اور اسی طرح کا حلہ بننے کا حکم دیا۔ جب آپ کا وصال ہوا تو وہ حلہ بنائی کے پاس تھا۔"

۴ برنس (لمبی ٹوپی) پہننا

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے عاصم بن کلیب سے وہ اپنے والد اور اپنے ماموں سے روایت کرتے ہیں انہوں

نے فرمایا"میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔صحابہ کرام لمبی ٹوپیاں اور چادریں پہن کر نماز ادا کر رہے تھے۔ان کے ہاتھ چادروں کے اندر تھے۔"

⑤ روئی اور کتان کے کپڑے

الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا"حضور اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے آپ نے روئی کے کپڑے پہن رکھے تھے۔دست اقدس میں عصا تھا۔آپ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے آپ نے وہ عصا اپنے سامنے گاڑھا اور نماز پڑھنے لگے۔

بزار نے صحیح کے راویوں سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا"حضور اکرم ﷺ اس مرض میں باہر تشریف لائے جس میں آپ کا وصال ہوا تھا۔آپ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔روئی کے کپڑے پہن رکھے تھے۔آپ نے لوگوں کو جماعت کرائی۔"

امام بخاری نے ابن سیرین سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا"مجھے اس شخص نے بیان کیا ہے جس پر میں تہمت نہیں لگا سکتا کہ حضور اکرم ﷺ روئی،کتان اور یمن کا کپڑا پہنتے تھے۔ابوشیخ نے یہ اضافہ کیا ہے"ہمارے نبی کریم ﷺ کی سنت مطہرہ اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔"

⑥ پیوند لگائے گئے کپڑے

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت حسن سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا"حضور اکرم ﷺ اپنے نفس نفیس سے صحابہ کرام کو تسلی دیتے تھے۔حتیٰ کہ آپ کے ازار کو چمڑے کا پیوند لگا دیا جاتا تھا۔آپ نے تین روز تک صبح اور شام کے کھانے کو جمع نہ کیا حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

⑦ حبرہ کا حلہ

بزار نے حضرت قدامہ کلابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا"میں نے عرفہ کی رات آپ کی زیارت کی آپ نے حبرہ کا حلہ پہن رکھا تھا۔"

امام احمد نے صحیح کے افراد سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حبرہ کے حلے لانے سے روکنے کا ارادہ کیا۔کیونکہ انہیں پیشاب سے بنایا جاتا تھا۔میرے والد گرامی نے فرمایا"حقیقت اس طرح نہیں ہے حضور اکرم ﷺ یہ حلے پہنتے تھے اور آپ کے عہد مبارک میں ہم بھی انہیں پہنا کرتے تھے۔"

تنبیہات

۱. الہیثمی نے لکھا ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا" میں کہتا ہوں "اس سے مراد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بن علی المرتضیٰ ہیں کیونکہ انہوں نے فرمایا "میرے والد گرامی نے فرمایا" امام ہیثمی نے "آبی" کو "آبَیّ" بھی پڑھا ہے۔ لیکن یہ درست نہیں کیونکہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے جدامجد سے بھی سماعت کیا تھا۔

۲. زاد المعاد میں ہے: "آپ اکثر وہ لباس استعمال فرماتے تھے جو روئی کا بنا ہوتا تھا بعض اوقات صوف اور کتان سے بنایا گیا لباس بھی استعمال فرمالیتے تھے۔"

✿✿✿✿

بارھواں باب

ان کپڑوں کے رنگ جنہیں آپ پہنتے تھے

اس باب کی کئی انواع ہیں۔

سبز رنگ

بزار اور الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''سبز رنگ آپ کو سب سے زیادہ پسند تھا۔''

تینوں آئمہ نے حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''میں نے آپ کی زیارت کی آپ نے دو کپڑے یا دو سبز چادریں اوڑھ رکھی تھیں۔''

بقی بن مخلد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سبز رنگ بہت پسند تھا'' امام نسائی نے حضرت ابوراشد سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے سبز رنگ کے دو کپڑے اوڑھ رکھے تھے۔''

ابوداؤد نے حضرت یعلیٰ بن امیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ کی اس وقت زیارت کی جب آپ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے آپ نے سبز رنگ کی دو چادریں اوڑھ رکھی تھیں۔''

ابن سعد نے حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک سبز کپڑا تھا جسے آپ وفود سے ملاقات کرتے وقت پہنتے تھے۔

سرخ رنگ

مسدد، حاکم، بیہقی، ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین کے روز اور جمعۃ المبارک کو سرخ چادر استعمال کرتے تھے۔

مسدد نے ثقہ راویوں سے حضرت عامر بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ''میں نے منیٰ میں آپ کی زیارت کی۔ آپ اپنی خچر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ پر سرخ چادر تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وہ الفاظ لوگوں کے لیے

دھرا رہے تھے جو آپ بیان فرمارہے تھے۔
مسدد اور امام احمد نے اشعث بن سلیمان سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ کو ذوالمجاز کے بازار میں دیکھا۔آپ نے دو سرخ چادریں پہن رکھی تھیں۔"
ابن ابی شیبہ نے حضرت ابورمثہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "میں نے حج کیا اور مدینہ طیبہ آیا۔میں نے اس سے پہلے آپ کو نہیں دیکھا ہوا تھا۔آپ باہر تشریف لائے تو آپ نے دو سبز چادریں اوڑھی ہوئی تھیں۔"
ابن سعد نے کنانہ کے ایک شیخ سے روایت کیا ہے۔اس نے کہا" میں نے آپ کی زیارت کی آپ پہ دو سرخ چادریں تھیں" وکیع بن جراح نے طارق بن عبداللہ محاربی سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا" میں نے آپ کو ذوالمجاز کے بازار میں دیکھا آپ نے سرخ جبہ پہنا ہوا تھا۔"

۳ سفید رنگ

ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ، ابن حبان اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت طارق بن عبداللہ محاربی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" ہم ایک کارواں میں الربذہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ہم مدینہ طیبہ کے قریب اترے ہمارے ساتھ ایک خاتون بھی تھی ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ہمارے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے آپ نے دو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔"
الطبرانی اور بزار نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" تم سفید کپڑے لازم پکڑو۔اپنے زندوں کو سفید کپڑے پہنایا کرو۔سفید کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔"

۴ سیاہ رنگ

امام مسلم اور امام ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" ایک صبح آپ باہر تشریف لائے تو آپ نے سیاہ بالوں کی چادر اوڑھ رکھی تھی۔"
امام احمد، ابن ابی شیبہ، امام مسلم اور چاروں ائمہ نے حضرت جابر سے، ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر سے۔ابن ابی حارث نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے روز مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا" امام مسلم، ابوداؤد اور امام ترمذی نے شمائل میں، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت جعفر بن عمرو بن حریث سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا آپ نے سیاہ عمامہ شریف باندھ رکھا تھا۔
ابن سعد نے اس شخص سے روایت کیا ہے جس نے حضرت حسن سے سنا ہے انہوں نے کہا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

جھنڈا سیاہ تھا جسے عقاب کہا جاتا تھا۔ آپ کا عمامہ مبارکہ بھی سیاہ تھا۔

ابن عدی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "آپ کا عمامہ شریف سیاہ تھا جسے آپ عیدین کے موقع پر پہنتے تھے۔ اس کی طرف پیچھے لٹکاتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے سیاہ عمامہ شریف باندھ رکھا تھا۔ امام احمد، ابوداؤد، امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن زید المازنی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز استسقاء پڑھی آپ پر سیاہ چادر تھی۔ آپ نے اس کا نچلا حصہ پکڑنے کا ارادہ کیا اسے اوپر والا حصہ بنا دیا۔ پھر اسے تبدیل کر کے دائیں کو بائیں اور بائیں کو دائیں طرف کر دیا"۔

۵ سرخ چادریں پہننا

ابوداؤد نے ہلال بن عامر سے وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کو دیکھا آپ خچر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے آپ نے سرخ چادر اوڑھ رکھی تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ کے آگے آپ کے کلمات کو دھرا رہے تھے۔

ابن سعد نے محمد بن ہلال سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے ہشام بن عبدالملک کو دیکھا اس نے آپ کی حبرہ کی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ اس کے دو کنارے تھے"۔

صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو جحیفہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا آپ اس وقت سرخ قبہ میں تھے آپ نے سرخ حلہ پہن رکھا تھا۔ گویا کہ میں اب بھی آپ کی پنڈلیوں کی چمک کو دیکھ رہا ہوں"۔

۶ زعفران اور ورس سے رنگا ہوا کپڑا پہننا

امام الطبرانی اور ابو یعلی نے اپنی مسند میں حضرت عبداللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کی زیارت کی۔ آپ نے دو کپڑے پہن رکھے تھے جنہیں زعفران کے ساتھ رنگا گیا تھا یعنی چادر مبارک اور عمامہ شریف"۔

ابن سعد، الطبرانی اور ابن حبان نے ثقہ راویوں سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "کبھی آپ کی قمیص، چادر اور ازار بند کو زعفران یا ورس سے رنگا جاتا تھا آپ انہیں پہن کر باہر تشریف لاتے تھے"۔ انہوں نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ کے سارے کپڑے زعفران سے رنگے جاتے تھے حتیٰ کہ عمامہ شریف بھی"۔

ابن وہب نے اپنی موطا میں حضرت یحییٰ بن عبداللہ بن مالک سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "آپ اپنی قمیص اور عمامہ کو اپنی کسی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بھیجتے۔ اسے آپ کے لیے زعفران سے رنگا جاتا تھا آپ زعفران سے محبت

کرتے تھے۔"

امام نسائی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "آپ اپنے کپڑے، قمیص، چادر، ازار کو اپنی کسی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجتے تھے آپ پسند فرماتے تھے کہ انہیں زعفران سے رنگا جائے۔

امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "ہم بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ حالت قرفصاء میں تشریف رکھے ہوئے تھے۔ آپ پر دو پرانے کپڑے تھے جنہیں زعفران سے رنگا ہوا تھا۔ اب وہ چھوٹے ہو چکے تھے۔"

الطبرانی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک کمبل تھا جسے زعفران اور ورس سے رنگا جاتا تھا۔ آپ اس میں اپنی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے تھے اگر اس زوجہ محترمہ کی نوبت ہوتی تو آپ اس پر چھڑکاؤ کر لیتے۔ انہوں نے ضعیف سند کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک کمبل تھا جسے ورس سے رنگا جاتا تھا۔ آپ اپنے کاشانہ اقدس میں اسے اوڑھتے تھے۔ اس کے ساتھ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور اس میں نماز ادا کرتے تھے۔"

ابن سعد نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے آپ کے لیے غسل کا پانی رکھا۔ آپ نے غسل فرمایا ہم نے ایسا کمبل پیش کیا جسے ورس کے ساتھ رنگا ہوا تھا۔ آپ نے اسے اوڑھ لیا گویا کہ میں اب بھی آپ کی سلوٹوں پر ورس کا نشان دیکھ رہا ہوں۔" انہوں نے بکر بن عبداللہ المزنی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "آپ کا کمبل تھا جسے ورس سے رنگا جاتا تھا آپ جب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے جاتے تھے تو اس پر پانی چھڑک لیتے تھے۔"

ضعیف سند کے ذریعہ اسماعیل بن امیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کا کمبل دیکھا جسے ورس سے رنگا گیا تھا۔"

انہوں نے حضرت اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی آپ پر چادر اور عمامہ تھے جنہیں عبیر (زعفران) کے ساتھ رنگا گیا تھا۔"

✿✿✿✿

تیرھواں باب

آپ کے ناپسندیدہ رنگ اور ملبوسات

امام احمد نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرخ رنگ دیکھا جو ظاہر ہو چکا تھا آپ نے اسے ناپسند فرمایا۔''

ابوداؤد نے ان سے ہی روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''ہم آپ کے ساتھ روانہ ہوئے۔آپ نے ہمارے کجاوؤں پر اور اونٹوں پر ایسی چادریں دیکھیں جن میں سرخ اون کی دھاریاں تھیں۔آپ نے فرمایا ''اس سرخی نے تمہیں زیر کر رکھا ہے'' ہم جلدی سے اٹھے کیونکہ آپ نے اس طرح فرمادیا تھا کہ حتیٰ کہ ہمارے اونٹ بدکنے لگے۔ہم نے چادریں پکڑیں اور انہیں اتار لیا۔''

امام احمد اور امام ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص پر زردی کے نشانات دیکھے تو انہیں ناپسند فرمایا۔''

الطبرانی نے دو اسناد کے ذریعے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''سرخ رنگ سے بچو یہ شیطان کی سب سے پسندیدہ زینت ہے۔''

ابن ضحاک نے حضرت وکیع سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن سعید بن ابی ہند سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرخ رنگ کو ناپسند اور سبز رنگ کو پسند کرتے تھے'' حضرت وکیع نے کہا ہے ''مجھے حضرت مبارک نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''سرخ رنگ شیطان کی زینت سے ہے۔شیطان سرخ رنگ کو پسند کرتا ہے۔''

امام احمد اور ابن ابی عمر نے ثقہ راویوں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کپڑے سے ریشم تلاش کرتے اور اسے نکال دیتے تھے۔''

امام احمد نے ثقہ راویوں سے، ابویعلیٰ، بزار، الحاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''ہم بارگاہ رسالت پناہ میں حاضر تھے کہ اہل بادیہ میں سے ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اس نے سیجان کا جبہ پہن رکھا تھا

جس میں دیباج سے کام ہوا تھا۔ وہ آپ کے سر اقدس کے پاس کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا "تمہارا یہ ساتھی چاہتا تھا کہ ہر چرواہے کے بیٹے چرواہے کو بلند کر دے اور شہ سوار بن شہ سوار کو سرنگوں کر دے" آپ نے اس کے جبہ کے کناروں سے پکڑا اور فرمایا "بیٹھ جا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے داناؤں جیسے کپڑے پہن رکھے ہیں۔ مجھ سے پہلے جتنے بھی انبیائے کرام مبعوث ہوئے ہیں انہوں نے گلہ بانی کی" آپ سے عرض کی گئی" آپ نے بھی؟ یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا "ہاں!" میں بھی قراریط اور نصف قراریط پر گلہ بانی کی۔"

❁❁❁❁

چودھواں باب

موزے اور نعلین پاک

اس باب کی دو انواع ہیں۔

❶ خفین، موزے

امام الطبرانی نے حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ان کے راوی ثقہ ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے بارگاہ رسالت مآب میں صوف کا جبہ اور موزے پیش کیے۔ آپ نے انہیں پہنا حتیٰ کہ وہ پھٹ گئے آپ نے ان کے متعلق نہ پوچھا تھا کہ جس چمڑے سے انہیں بنایا گیا تھا اسے رنگا گیا تھا یا نہیں۔"

ابن ابی شیبہ، حارث بن اسامہ اور دارقطنی نے الافراد میں، امام احمد، ابوداؤد اور امام ترمذی نے، ابن سعد، ابوشیخ نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ نجاشی نے دو سیاہ سادہ موزے آپ کی خدمت میں بھیجے۔ آپ نے انہیں پہنا اور ان پر مسح فرمایا۔"

امام ترمذی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب میں موزے پیش کیے۔ آپ نے انہیں پہنا حتیٰ کہ وہ پھٹ گئے۔ آپ کو بتایا نہیں گیا تھا کہ جس چمڑے سے انہیں بنایا گیا تھا کیا انہیں رنگا گیا تھا یا نہیں۔"

ابوداؤد نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا" امام الطبرانی نے جید سند کے ساتھ اور الھیثمی نے حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزے منگوائے انہیں پہنا۔ ابھی ایک ہی پہنا تھا کہ کوا آ گیا اس نے دوسرا جوتا اٹھا لیا اور پھر نیچے پھینک دیا۔ اس سے سانپ نکلا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے جوتے جھاڑے بغیر نہ پہنے۔"

شیخین نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

◆ نعلین پاک

ابن عساکر اور ابن ضحاک نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "آپ کے مبارک جوتے کے دو تسمے ہوتے تھے۔"

انہوں نے ھمام سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "ھشام بن عروہ نے صلت بن دینار کے جوتے دیکھے ان کے دو تسمے تھے۔ حضرت ھشام نے کہا "ہمارے پاس آپ کے نعلین پاک ہے جو معقبہ، مخصرہ اور ملسنہ ہیں۔" یعنی ایڑی والے، باریک کمر والے اور زبان نما تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین پاک کے دو تسمے تھے۔

الطبرانی اور حسن نے حافظ ابن حسن بن خیثمی سے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جب آپ کی ایک نعل پاک کا تسمہ ٹوٹ جاتا تو آپ ایک ہی نعل پاک میں چلتے تھے۔ دوسرا آپ کے دست اقدس میں ہوتا تھا حتیٰ کہ آپ کو تسمہ مل جاتا۔"

محمد بن یحییٰ نے ابن ابی عمر نے حضرت قاسم سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اٹھتے جب آپ بیٹھ جاتے تو وہ آپ کے قدمین شریفین سے جوتے اتارتے انہیں اپنی آستینوں میں رکھ لیتے۔ جب آپ اٹھتے تو وہ آپ کو پہنا دیتے۔ عصا لے کر آپ کے آگے آگے چلتے حتیٰ کہ آپ کو حجرہ مقدسہ میں داخل کر دیتے۔"

مسدد نے معتمر سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا "میں نے آپ کے نعلین پاک کی زیارت کی۔ وہ ایڑی والے تھے ان کے دو تسمے تھے۔"

حارث بن ابی اسامہ نے حضرت ابوعمر زیاد سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "ہم ایک بزرگ کے پاس گئے جسے مہاجر کہا جاتا تھا۔ میں نے ایسا جوتا پہن رکھا تھا جس کے دو تسمے تھے۔ میں نے اس کی سختی کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا تھا۔ اس نے مجھے پوچھا "یہ کیا ہے؟" میں نے کہا "میں نے اس کی شدت کی وجہ سے اسے چھوڑنے کا ارادہ کر لیا ہے" انہوں نے کہا "اسے نہ چھوڑو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین پاک اسی طرح کے تھے۔"

انہوں نے ابن عون رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "میں مدینہ طیبہ کے ایک جفت ساز کے پاس گیا۔ میں نے اسے کہا "میرے لیے جوتے سی دو" اس نے کہا "اگر تم پسند کرو تو میں اسی طرح جوتے سی دیتا ہوں اور اگر پسند کرو میں اس طرح کے جوتے بنا دیتا ہوں جس طرح کے نعلین پاک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے۔ میں نے پوچھا "تم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین پاک کی زیارت کی ہے؟" اس نے کہا "میں نے انہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں دیکھا ہے۔" میں نے پوچھا "کون سی فاطمہ کے گھر؟" اس نے کہا "فاطمہ بنت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم کے گھر" میں نے کہا "اسی طرح کے جوتے بنا دو جس

طرح کے نعلین مبارک مصطفیٰ ﷺ تھے" اس نے اسی طرح کے جوتے بنا دیے جس کے دو تسمے تھے۔

امام نسائی، ابونعیم نے عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے آپ کی زیارت کی آپ دو مخصوف جوتوں میں نماز ادا کر رہے تھے۔"

امام بخاری نے حضرت عیسیٰ بن طہمان سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "حضرت انس بن مالک نے ہمیں آپ کے دو جرداوین جوتوں کی زیارت کرائی جس کے دو تسمے تھے۔ انہوں نے فرمایا "یہ حضور اکرم ﷺ کے نعلین پاک ہیں۔

ابوسعید ابن اعرابی نے حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ ننگے پاؤں اور جوتے پہن کر نماز ادا کر لیتے تھے۔"

امام ترمذی نے شمائل میں اور ابن ماجہ نے قوی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کے نعلین پاک کے دو تسمے تھے جن کا تسمہ دوہرا ہوتا تھا۔"

امام احمد نے حضرت مطرف بن شخیر سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نے ہمیں بتایا "میں نے تمہارے نبی کریم ﷺ کے نعلین پاک دیکھے ہیں آپ کے نعلین پاک مخصوفہ ہیں۔

ابن سعد نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کے نعلین پاک نکالے میں نے دیکھے کہ وہ حضرمی جوتوں کی طرح ایڑی والے تھے ان کے دو تسمے تھے۔

ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "آپ کے جوتے مخصوف تھے۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے اور بزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کے نعلین پاک کے دو تسمے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نعلین پاک کے بھی دو تسمے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نعلین پاک کے بھی دو تسمے تھے۔ سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کی ایک گرہ لگائی۔

الطبرانی نے حضرت ضباعۃ بنت زبیر سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کے نعلین پاک کے دو خنصر تھے۔"

امام مالک اور امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کو صاف رنگے ہوئے چمڑے کے جوتے پہنے ہوئے دیکھا۔ جن پر بال نہ تھے۔ آپ انہی میں وضو کرتے تھے۔ میں بھی ایسے جوتے ہی پہننا پسند کرتا ہوں۔"

ابن ابی خیثمہ نے حضرت اوس بن اوس ثقفی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کی خدمت میں ایک ماہ قیام کیا۔ میں نے آپ کی زیارت کی۔ آپ نے ایسے جوتے پہنے ہوئے تھے جن کو پیوند لگائے گئے تھے۔"

امام نسائی نے حضرت عمرو بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "آپ کے جوتوں کے دو تسمے

تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے جوتوں کے بھی دو دو تسمے تھے۔

الطبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا" آپ نے اپنے بائیں ہاتھ کی انگلی سبابہ سے اپنے جوتے اٹھائے۔"

ابن شاذان نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" آپ کے نعلین پاک کے دو تسمے تھے۔ سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک تسمہ لگوایا۔"

ابوالحسن بن ضحاک نے حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین پاک کے دو تسمے تھے۔ ان پر ایک مڑا ہوا تسمہ تھا۔

حارث بن ابی اسامۃ نے حضرت حمید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" مجھے اس شخص نے بیان کیا ہے جس نے اعرابی سے سنا ہے اس نے کہا" میں نے آپ کو دیکھا آپ نے گائے کی جلد کے دو جوتے پہن رکھے تھے۔"

ابن ضحاک نے حضرت اسماعیل بن امیہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ آپ کے نعلین پاک ایڑی والے، پتلی کمر والے اور صاف کیے گئے چمڑے کے تھے جس کے دو تسمے تھے۔"

ابن عدی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین پاک دو تسموں والے تھے" امام احمد نے صحیح کے افراد سے یزید بن شخیر سے اور انہوں نے اعرابی سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک جوتے مخصوف تھے۔"

ابوالشیخ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" میں نے آپ کی زیارت کی۔ آپ دو مخصوف جوتوں میں نماز ادا کر رہے تھے۔

حضرت ثابت بن یزید اللیثی سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا" مجھے اس شخص نے بتایا جس نے آپ کے نعلین پاک کی زیارت کی تھی کہ ان کے پیچھے کی طرف دو تسمے تھے۔

امام احمد نے الزہد میں اور ابن عساکر نے حضرت زیاد بن سعید سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات ناپسند تھی کہ آپ کی تشریف آوری کے وقت جوتے میں سے کسی چیز کا اظہار ہو۔"

ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" جب آپ اپنے نعلین پاک پہننے لگتے تھے تو دائیں پاؤں مبارک سے ابتداء کرتے تھے اور جب اتارنے لگتے تھے تو بائیں پاؤں مبارک سے آغاز کرتے تھے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا" ہمیں عتاب بن زیاد سے انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے انہوں نے حضرت انس سے اور انہوں نے حضرت نضر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" آپ کے نعلین پاک کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ آپ نے اسے کسی نئی چیز کے ساتھ جوڑا۔ آپ اسے دیکھنے لگے جب نماز ادا فرما چکے تو فرمایا" اسے اتار لو۔ اس

کی جگہ پہلا تسمہ لگا دو۔ آپ سے عرض کی گئی "کیوں! یارسول اللہ ﷺ" آپ نے فرمایا "میں نے نماز پڑھتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔"

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "آپ بیٹھ کر اور کھڑے ہو کر نعلین پاک پہن لیتے تھے۔" انہوں نے حضرت منہال سے روایت کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ کے کفش بردار اور کوزہ بردار تھے۔

تنبیہات

❶ روایت ہے کہ آپ ایک جوتا پہن کر چلتے۔ یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے ایک جوتا پہن کر چلنے سے منع فرمایا۔ ایک احتمال یہ بھی ہے یہ فعل مبارک ضرورت کے وقت اور جواز کے لیے تھا۔

ابن عبداللہ نے التمہید میں لکھا ہے "بعض اوقات آپ کے نعلین پاک کا تسمہ ٹوٹ جاتا آپ ایک ہی جوتے میں چلتے تھے حتیٰ کہ تسمہ درست کرلیا جاتا۔"

❷ روایت ہے کہ آپ کے نعلین پاک کی لمبائی ایک شبر اور دو انگلیاں تھی ان کا عرض ٹخنوں کی طرف سات انگلیاں اور قدم کے باطن سے پانچ انگلیاں اور اوپر سے چھ انگلیاں تھا۔ ان کا سرا محدد ہوتا تھا۔ جبکہ دو تسموں کے مابین عرض دو انگلیاں ہوتا تھا۔"

الحافظ الکبیر زید الدین عراقی نے حضور اکرم ﷺ کے نعلین پاک کی توصیف میں لکھا ہے:

و نعله الكريمة المصونة	طوبى لمن مس بها جبينه
لها قبا لان بسيروهما	سبتيان سبقوا شعرها
و طولها شبرًا و اصبعان	و عرضها مما يلى الكعبان
سبع اصابع و بطن القدم	خمس و فوق ذاست فاعلم
و راسها محدد و عرض ما	بين القبالين اصبعان ضبطهما
و هذه مثال تلك النعل	و ذرعها اكرم بها من نعل

آپ کے نعلین پاک اور معزز ہیں۔ بشارت ہو اس شخص کے لیے جو ان کے ساتھ اپنی پیشانی کو لگائے۔ ان کے دو تسمے تھے اور چمڑے کا ٹکڑا تھا۔ یہ دونوں رنگے گئے ایسے چمڑے کے تھے جس کے بال پہلے اتار لیے گئے تھے۔ ان کا طول ایک شبر اور دو انگلیاں تھا۔ ان کا عرض جو ٹخنوں کی طرف تھا سات انگلیاں تھا۔ قدم مبارک کا بطن پانچ انگلیاں تھا اور اوپر سے چھ انگلیاں تھا۔ خوب جان لو ان کا سر محدد تھا۔ دو تسموں کے مابین چوڑائی دو انگلیاں تھی۔ یہ نعلین پاک کی مثال اور ان کی پیمائش ہے۔ یہ نعلین پاک کتنے عمدہ تھے۔

انگوٹھی مبارک

پہلا باب

رب تعالیٰ نے آپ کو انگوٹھی پہننے کا حکم دیا اور اس کا سبب

الطبرانی، الخطیب نے عمرو بن ہارون کی سند سے (یہ ضعیف راوی ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مجھے انگوٹھی اور نعلین پاک پہننے کا حکم دیا گیا۔"

ابن عدی نے احمد بن محمد بن عبد الکریم، ابی نے حاتم رازی سے، عبید بن احمد سکری نے، خالد بن مجدوع ابو روح سے اور انہوں نے حضرت انس سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کر دیا گیا۔ حضرت جبرائیل امین ایک انگوٹھی لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ نے اسے دائیں دستِ اقدس میں پہن لیا۔ انہوں نے عرض کی "جب تک یہ آپ کے دائیں ہاتھ مبارک میں ہے کسی چیز سے اندیشہ نہ کریں۔"

امام بخاری وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ نے کسریٰ یا قیصر کی طرف مکتوب گرامی لکھوانے کا فیصلہ کیا تو آپ سے عرض کی گئی 'وہ صرف ایسا خط پڑھتے ہیں جن پر مہر لگائی گئی ہو۔' آپ نے مہر بنوالی۔

ابو مسلم الکجی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ آپ عجمیوں کی طرف مکتوبات گرامی لکھوائیں۔ آپ سے عرض کی گئی کہ وہ صرف ایسے مکتوبات گرامی پڑھتے ہیں جن پر مہر لگائی گئی ہو۔" آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوالی جس کا نقش یہ تھا۔" محمد رسول اللہ" گویا کہ میں اب بھی اس کی چمک کو دیکھ رہا ہوں۔

امام بخاری اور امام بغوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا 'جب آپ نے روم کی طرف مکتوب گرامی لکھوانے کا ارادہ کیا تو آپ سے عرض کی گئی کہ وہ صرف ایسے خطوط پڑھتے ہیں جن پر مہر لگی ہو" آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوالی گویا کہ میں اب بھی آپ کے دست اقدس میں اس کی چمک دیکھ رہا ہوں۔"

تنبیہ

علماء کرام نے انگوٹھی پہننے کے بارے اختلاف کیا ہے۔ کثیر علماء نے کراہت کے بغیر اسے مباح لکھا ہے بعض نے مکروہ بھی لکھا ہے۔

دوسرا باب

پہلے سونے کی انگوٹھی پہننا پھر اسے ترک فرما دینا، اسے پہننا حرام قرار دیا

ابن سعد، امام شافعی کے علاوہ دیگر آئمہ نے، دار قطنی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی۔ تین روز تک اسے پہنے رکھا۔ آپ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے اور نگینہ ہتھیلی مبارک کی طرف کرتے تھے۔ لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو اسے اتار دیا فرمایا" میں یہ انگوٹھی پہنتا تھا۔ میں اس کا نگینہ ہتھیلی کی اندر کی طرف رکھتا تھا۔ آپ نے اسے پھینکا اور فرمایا" بخدا! میں اسے اب نہیں پہنوں گا۔" آپ نے وہ انگوٹھی پھینک دی صحابہ کرام نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دی۔"

ابزار، ابومسلم الکجی اور الطبرانی نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روز تک سونے کی انگوٹھی پہنی جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا تو انہوں نے بھی انگوٹھیاں بنوالیں۔ آپ نے وہ انگوٹھی پھینک دی تو صحابہ کرام نے بھی انہیں اتار پھینکا۔ معلوم نہیں کہ آپ نے اس کے ساتھ کیا گیا۔ آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوالی۔ آپ نے اس میں "محمد رسول اللہ" کا نقش بنوانے کا حکم دیا۔ وہ انگوٹھی آپ کے دستِ اقدس میں رہی حتیٰ کہ آپ کا وصال ہوگیا۔"

پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی۔ حتیٰ کہ ان کا بھی وصال ہوگیا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی حتیٰ کہ ان کا بھی وصال ہوگیا۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی دو سال تک ان کے پاس رہی۔ جب خطوط زیادہ لکھے جانے لگے تو وہ انہوں نے ایک انصاری شخص کو دے دی وہ ان کے ساتھ مہریں لگاتا تھا۔ وہ انصاری حضرت عثمان غنی کے کنوئیں کی طرف گئے تھے۔ وہ وہیں گر پڑی۔ وہ نہ مل سکی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کی انگوٹھی بنوانے کا حکم دیا۔ اس پر یہی نقش تھا: "محمد رسول اللہ"

✿✿✿✿

تیسرا باب

آپ کس دستِ اقدس میں انگوٹھی پہنتے تھے

روایت ہے کہ آپ اپنے دائیں دستِ اقدس میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، امام ترمذی نے حضرات ابن عباس اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم سے، شمائل میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے، بزار نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے الطبرانی نے حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے، دارقطنی نے الغرائب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ان نو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اسی طرح روایت ہے۔

ابوداؤد اور نسائی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دائیں دستِ اقدس میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ دوسری روایت میں ہے۔ انہوں نے فرمایا "گویا کہ میں اب بھی اس انگوٹھی کی زیارت کر رہا ہوں۔ یہ آپ کے دست اقدس کی خنصر انگلی مبارک میں تھی۔"

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابورافع، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔"

ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کے دائیں دستِ اقدس میں انگوٹھی دیکھی۔"

ابن الاعرابی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دائیں دستِ اقدس میں انگوٹھی پہنتے تھے ابن عدی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دائیں دست اقدس میں انگوٹھی پہنتے تھے پھر اسے اپنے بائیں ہاتھ میں منتقل کر دیا۔"

حارث بن ابی اسامہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ اپنے دائیں دست اقدس میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ اسحاق نے حضرت عقیل بن ابی طالب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا " آپ اپنے دائیں دستِ اقدس میں انگوٹھی پہنتے تھے۔"

الطبرانی نے صحیح کے افراد سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دائیں دست اقدس

میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ امام مسلم نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنی چاندی کی انگوٹھی دائیں دستِ اقدس میں پہنتے تھے۔"

دارقطنی نے الغرائب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ نے تادمِ وصال انگوٹھی اپنے دائیں دستِ اقدس میں پہنی۔

بعض روایات میں ہے آپ نے اپنے دائیں دستِ اقدس میں انگوٹھی پہنی۔ امام مسلم نے حضرت انس سے۔ ابوداؤد نے حضرت ابن عمر سے اور ابن سعد نے ابوسعید سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

عبد بن حمید نے صحیح سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کی انگوٹھی اس طرح ہوتی تھی' انہوں نے بائیں ہاتھ سے اشارہ کیا اور اپنا انگوٹھا اپنی خنصر انگلی کے ظاہر پر رکھا۔"

ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنے بائیں دست اقدس میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

امام نسائی اور ابن عدی نے حضرت ثابت سے روایت کیا ہے کہ ان سے آپ کی انگوٹھی کے بارے سوال کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا "گویا کہ میں اب بھی آپ کی انگوٹھی کے نگینہ کی چمک کو دیکھ رہا ہوں" روایت ہے کہ آپ اپنے بائیں ہاتھ کی خنصر انگلی میں انگوٹھی پہنتے تھے۔" ابن عدی نے یہ اضافہ کیا ہے۔ "حضرت انس نے اپنا بایاں ہاتھ اٹھایا۔"

ابن عدی نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ حضور انور ﷺ انگوٹھی پہنتے تھے۔ جس کا نگینہ ہوتا تھا۔ آپ اسے بائیں ہاتھ کی خنصر انگلی میں پہنتے تھے۔ اور اس کا نگینہ ہتھیلی مبارک کی طرف کرتے تھے۔

تنبیہ

الحافظ نے لکھا ہے کہ ضعیف روایات میں ہے کہ آپ پہلے اپنے دائیں دستِ اقدس میں انگوٹھی پہنتے تھے پھر بائیں دست اقدس میں منتقل کر دی۔ اس روایت کو ابن عدی نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے۔ امام بغوی نے شرح السنۃ میں اسی پر اعتماد کیا ہے۔ انہوں نے مختلف روایات کو اسی طرح جمع کیا ہے کہ پہلے آپ نے دائیں دستِ اقدس میں پھر بائیں دستِ اقدس میں انگوٹھی پہنی۔ یہ دونوں امور میں سے آخر امر تھا۔ ابن ابی حاتم نے لکھا ہے "ابوزرعہ نے ان مختلف روایات کے بارے یہ پیغام بھیجا' یہ ثابت نہیں ہے لیکن آپ دائیں ہاتھ میں اکثر انگوٹھی پہنتے تھے۔"

امام بیہقی نے ادب میں لکھا ہے "ان روایات کو اس طرح جمع کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے جو انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنی وہ سونے کی تھی اور جسے بائیں ہاتھ میں پہنا وہ چاندی کی تھی' ایک اور عالم دین نے ان روایات میں یوں تطبیق قائم کی ہے "پہلے آپ نے انگوٹھی دائیں دست اقدس میں پہنی پھر بائیں دست اقدس میں پہن لی۔ اس مسئلہ میں شوافع کا اختلاف

ہے۔اصح روایات دائیں دستِ اقدس کی ہیں''الحافظ لکھتے ہیں''میرے لیے یہ بات ظاہر ہوئی ہے۔ یہ فعل کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے۔اگر اسے آرائش کے لیے پہنا جائے تو دایاں ہاتھ افضل ہے۔اگر یہ بطور انگوٹھی ہو تو بایاں ہاتھ زیادہ اولیٰ ہے۔کیونکہ اس میں زیادہ حفاظت ہے۔کیونکہ اشیاء کو دائیں ہاتھ سے پکڑا جاتا ہے اور اسی سے رکھا جاتا ہے لیکن مطلق انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہننا افضل ہے۔کیونکہ بائیں ہاتھ سے استنجاء کیا جاتا ہے اور اگر انگوٹھی دائیں میں ہوگی تو وہ نجاست سے محفوظ ہوگی۔لیکن بائیں ہاتھ میں انگوٹھی محفوظ ہوتی ہے۔امام نووی وغیرہ نے جواز پر اجماع نقل کیا ہے۔شافعیہ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔اختلاف صرف افضلیت میں ہے۔''

❁❁❁❁

چوتھا باب

آپ انگوٹھی کا نگینہ کس طرح رکھتے تھے؟

امام مسلم اور ابو بکر الاسماعیلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دائیں دست اقدس میں انگوٹھی پہنی اس میں حبشہ کا نگینہ تھا۔ آپ نے اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کیا ہوا تھا۔ ابن عدی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ اس کا نگینہ بھی تھا آپ اپنے بائیں ہاتھ کی خنصر انگلی میں پہنتے تھے اور اس کا نگینہ مبارک ہتھیلی کی طرف کرتے تھے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" آپ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اسے پھینک دیا۔ پھر چاندی کی انگوٹھی بنوائی اس کے نگینہ پر" محمد رسول اللہ" نقش کرایا۔ آپ نے فرمایا" میرے نقش کی طرح کا کوئی نقش نہ کرائے" جب آپ اسے پہنتے تھے تو اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کر لیتے تھے۔"

بعض روایت میں ہاتھ کے ظاہری حصے کی طرف نگینہ کرنے کی روایات بھی ہیں لیکن ہمارے شیخ نے شرح السنن میں لکھا ہے کہ علماء کرام نے فرمایا" وہ روایات جن میں انگوٹھی کو ہتھیلی کی طرف کرنے کا تذکرہ ہے وہ اصح اور اکثر ہیں۔"

❁❁❁❁
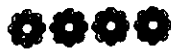
پانچواں باب

بعض روایات میں ہے کہ آپ نے صرف ایک بار انگوٹھی پہنی پھر اسے ترک کر دیا

امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، نسائی اور ابن سعد نے حضرت انس سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے صرف ایک دن آپ کے دستِ اقدس میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی تھی۔ لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنالیں اور پہن لیں آپ نے انگوٹھی پھینک دی سارے لوگوں نے انگوٹھیاں پھینک دیں۔ اس طرح ابن سعد، شعیب، ابن مسافر نے لکھا ہے کہ وہ انگوٹھی چاندی کی تھی۔ اس طرح لیث، عقیل محمد بن ابی عقیق، موسیٰ بن عقبہ اور ابن شہاب نے روایت کیا ہے۔ ابن لہیعہ نے اسے سونے کی انگوٹھی روایت کیا ہے لیکن ابن ضحاک نے لکھا ہے "صحیح وہی ہے جسے جماعت نے روایت کیا ہے۔" دوسرے باب میں وہ جوابات گزر چکے ہیں جو الحافظ نے دیے ہیں۔

امام نسائی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انگوٹھی بنوائی پھر اسے پہنا پھر فرمایا "اس نے مجھے آج تم سے مشغول رکھا ہے۔ ایک نظر اس پر ایک نظر تم پر ہوتی تھی۔" پھر آپ نے اسے پھینک دیا۔

✿✿✿✿

چھٹا باب

انگوٹھی کے متعلق آداب

آئمہ اربعہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تھے تو اپنی انگوٹھی مبارک اتار لیتے تھے۔

✿✿✿✿

خصالِ فطرت

پہلا باب

مبارک انگوٹھی

اس باب میں کئی انواع ہیں۔جن کا تذکرہ پہلے نہیں ہوا۔

۱ چاندی

امام احمد، شیخان، ابن سعد اور برقانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیصر کی طرف مکتوب لکھا۔ یا روم کی طرف مکتوب لکھا۔ آپ نے اس پر مہر نہ لگائی۔ آپ سے عرض کی گئی" وہ آپ کا مکتوب گرامی صرف اس وقت پڑھیں گے جبکہ اس پر مہر لگی ہوگی۔ آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ اس کا نقش یہ تھا:" محمد رسول اللہ" گویا کہ میں اب آپ کے دستِ اقدس میں اس انگوٹھی کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں۔

ابن سعد نے حضرت انس سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی جو ساری چاندی کی تھی۔ آپ نے فرمایا" تم میں سے کوئی اس طرح کی انگوٹھی نہ بنوائے۔"

ابن سعد، امام احمد اور امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی۔ زہیر نے کہا ہے "میں نے حُمید سے اس کے نگینہ کے بارے پوچھا کہ اس کا نگینہ کس طرح کا تھا؟ انہوں نے کہا:" مجھے معلوم نہیں۔"

ابن سعد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اس کا نقش" محمد رسول اللہ" تھا۔ آپ اس کا نگینہ اپنی ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔

ابن سعد نے عبداللہ بن وہب کی سند سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ نے انہیں یمن بھیجا تو وہ واپس آئے تو انہوں نے آپ کے دستِ اقدس میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی اس کا نقش" محمد رسول اللہ" تھا انہوں نے عرض کی" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ انگوٹھی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا" میں لوگوں کی طرف خطوط لکھتا تھا۔ مجھے خدشہ تھا کہ ان میں کمی و بیشی نہ کی جائے۔ میں نے انگوٹھی بنوالی۔ میں اسی کے ساتھ مہر لگاتا ہوں" انہوں نے عرض کی" اس کا نقش کیا ہے؟ آپ نے

فرمایا'' محمد رسول اللہ'' حضور اکرم ﷺ سے فرمایا'' معاذ کی ہر چیز ایمان لے آئی حتیٰ کہ ان کی انگوٹھی بھی'' پھر حضور اکرم ﷺ نے وہ لی اور اس کے ساتھ مہر لگائی۔''

ابن عساکر نے امام زھری سے روایت کیا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ایک انگوٹھی آپ کی خدمت میں بھیجی جس کا نگینہ حبشہ کا تھا۔ آپ نے اس پر محمد رسول اللہ لکھوالیا۔ حضور اکرم ﷺ اس کے ساتھ مہر لگاتے تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسی کے ساتھ مہر لگاتے تھے حضرت عمر فاروق اسی کے ساتھ مہر لگاتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے پہلے چھ سال تک اسی کے ساتھ مہر لگاتے رہے۔ وہ بئر اریس کے اوپر بیٹھے تھے کہ اچانک وہ انگوٹھی کنویں میں گر پڑی اسے تلاش کیا گیا مگر وہ نہ ملی'' میں کہتا ہوں کہ یہ روایت پہلی روایت سے زیادہ قوی ہے کیونکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن سے اس وقت واپس آئے تھے جب آپ کا وصال ہو چکا تھا۔''

ابن سعد نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا'' حضور اکرم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ وہ آپ کے دستِ اقدس میں رہی۔ پھر وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دستِ اقدس پر تھی پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دستِ اقدس میں رہی۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دستِ اقدس میں رہی پھر وہ بئر اریس میں گر پڑی۔ اس کا نقش'' محمد رسول اللہ'' تھا۔

۲ آپ کی انگوٹھی کا نگینہ چاندی کا تھا

ابو داؤد اور امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کی انگوٹھی مبارک چاندی کی تھی۔ اس کا نگینہ بھی اسی سے تھا ابن عدی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ اس کا نگینہ اسی سے ہی تھا۔ آپ اسے خنصر انگلی میں پہنتے تھے۔

۳ انگوٹھی مبارک کا نقش

امام بخاری نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بنایا تو انہیں بلایا تو ان کے لیے یہ نوشتہ لکھوایا اور حضور ﷺ کی انگوٹھی کے ساتھ مہر لگائی۔ انگوٹھی کا نقش اس طرح تھا:'' محمد رسول اللہ''

ابو شیخ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی انگوٹھی کا نگینہ حبشہ کا تھا جس میں یہ لکھا ہوا تھا'' لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' الحافظ نے کہا ہے کہ یہ زیادتی شاذ ہے۔''

ابن سعد نے ابو عالیۃ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی مبارک انگوٹھی کا نقش' صدق اللہ' تھا۔ بعد میں خلفاء راشدین نے'' محمد رسول اللہ'' لکھوایا تھا۔

۴ آپ نے منع فرمادیا کہ آپ کی انگوٹھی کے نقش پر کسی کی انگوٹھی کا نقش ہو

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس کا نقش یہ تھا "محمد رسول اللہ" آپ نے فرمایا "میں نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی ہے۔اس کی طرح کا نقش کوئی نہ بنائے۔"

۵ آپ کی انگوٹھی کس نے بنائی تھی؟

ابوالحسن نے علی بن محمد بن بشر سے روایت کیا ہے کہ دارقطنی نے الافراد میں حضرت یعلیٰ بن منبہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے انگوٹھی بنائی اس کام میں اور کوئی میرے ساتھ شریک نہ تھا۔اس کا نقش "محمد رسول اللہ" تھا۔الحافظ نے لکھا ہے کہ اس سے یہی سمجھا جاسکتا ہے کہ حضرت یعلیٰ نے ہی آپ کے لیے یہ انگوٹھی تیار کی تھی۔"

۶ ایک قول یہ ہے کہ اس انگوٹھی پر شیر کی شکل بنی ہوئی تھی جس سے آپ مہر لگاتے تھے

عبدالرزاق نے معمر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک انگوٹھی نکالی۔ان کا گمان تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس انگوٹھی کے ساتھ مہر لگاتے تھے۔اس پر شیر کا نقش تھا۔

۷ ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ انگوٹھی لوہے کی تھی جس میں چاندی بھری ہوئی تھی

ابوداؤد،امام نسائی نے جید سند کے ساتھ (ابن سعد کے پاس اس کے شواہد بھی ہیں) ابن سعد نے حضرت معیقب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی لوہے کی تھی۔جس میں چاندی بھری ہوئی تھی۔بعض اوقات یہ میرے ہاتھ میں بھی ہوتی تھی' حضرت معیقب رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس انگوٹھی پر آپ کے امین تھے۔"

ابن سعد نے حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی لوہے کی تھی جس میں چاندی بھری ہوئی تھی لیکن اس کا نگینہ روشن تھا۔"

انہوں نے اور ابن ابی خیثمہ نے اسحاق بن سعید سے اور وہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ان کے دستِ اقدس میں انگوٹھی تھی۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا "یہ انگوٹھی کیسی ہے؟ انہوں نے عرض کی "میں نے یہ انگوٹھی بنوائی ہے" آپ نے فرمایا "اسے میری طرف پھینکو" انہوں نے اسے آپ کو پیش کر دیا۔وہ لوہے کی انگوٹھی تھی جس میں چاندی بھری ہوئی تھی۔آپ نے پوچھا "اس کا نقش کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی "محمد رسول اللہ" آپ نے وہ ان سے لے لی وہی آپ کے دست اقدس میں رہتی تھی۔

ابن سعد نے عمرو بن یحییٰ بن سعید القرشی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرو بن سعید بن عاص جب حبشہ سے واپس آئے تو آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔آپ نے پوچھا "عمرو! تمہارے ہاتھ میں یہ کیسی انگوٹھی ہے؟ انہوں نے عرض

کی ''یارسول اللہ ﷺ! یہ چھلا ہے'' آپ نے فرمایا ''اس کا نقش کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی ''محمد رسول اللہ'' حضور اکرم ﷺ نے وہ انگوٹھی لے لی۔آپ اسی کے ساتھ مہر لگاتے تھے وہ آپ کے دست اقدس پر ہی رہی حتیٰ کہ آپ کا وصال ہوگیا۔پھر تادم وصال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر رہی۔پھر تادم وصال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دستِ اقدس پر رہی۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ انگوٹھی لے لی۔انہوں نے اسے پہن لیا۔اسی اثنا میں کہ وہ کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے اسے کھودنے کا حکم دیا۔ان کی انگوٹھی گر پڑی۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس انگوٹھی کو کثرت سے اتارتے اور پہنتے تھے۔لوگوں نے اسے تلاش کیا مگر وہ اسے نہ پاسکے۔

۸ حبشی نگینہ

امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اس کا نگینہ حبشہ کا تھا''

ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی پہنی اس میں حبشہ کا نگینہ تھا۔آپ اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کرتے تھے۔''

امام بغوی اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔اس کا نگینہ حبشہ کا تھا آپ اس کا نگینہ ہتھیلی مبارک کی طرف رکھتے تھے۔اس کا نقش ''محمد رسول اللہ'' تھا۔

ابن ضحاک نے علی بن زید سے روایت کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک نے فرمایا ''مجھے میرے بیٹے نے حضور اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے انگوٹھی پہننا ناپسند کیا۔نیز یہ کہ آپ نگینہ کسی اور چیز کا بنائیں۔'' میں کہتا ہوں کہ یہ ایک غریب حدیث ہے جو اپنے اندر دو غریب چیزیں لیے ہوئے تھے (۱) باپ کی اپنے بیٹے سے روایت (۲) اس شخص کی روایت جو خود روایت کرسکتا ہے۔

۹ لوہے کی انگوٹھی بنانا، پھر تانبے کی انگوٹھی بنانا، پھر ان دونوں کو پھینک دینا۔

ابن عدی نے خالد بن نضر کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا ''حضور داعیٔ اعظم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ آپ عجمیوں کی طرف مکتوبات لکھوائیں۔انہیں اللہ رب العزت کی طرف بلائیں۔ایک شخص نے عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ وہ صرف ایسا مکتوب پڑھتے ہیں جس پر مہر لگی ہو۔آپ نے حکم دیا کہ آپ کے لیے انگوٹھی بنائی جائے۔آپ کے لیے لوہے کی انگوٹھی بنائی گئی۔حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ''اسے اپنی مبارک انگلی سے اتار پھینکیں'' آپ نے اسے اتار پھینکا آپ نے دوسری انگوٹھی بنانے کا حکم دیا۔آپ کے لیے تانبے (یا پیتل) کی انگوٹھی بنائی گئی۔آپ نے اسے اپنی انگلی میں پہنا حضرت جبرائیل امین نے کہا ''اتار پھینکیں'' آپ نے اسے پھینک

دیا آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنانے کا حکم دیا۔ اسے اپنی انگوٹھی میں پہنا۔ حضرت جبرائیل امین نے اسے برقرار رکھا۔

تنبیہات

1. العراقی نے لکھا ہے کہ یہ کہیں بھی منقول نہیں کہ آپ کی انگوٹھی کی کیفیت کیسی تھی وہ چکور، تکونی یا گول تھی۔ لیکن اس کا چکور ہونا اس کے نقش کے زیادہ قریب ہے۔ حمید راوی سے اس کی شکل کے بارے پوچھا گیا مگر انہیں معلوم نہ تھا کہ اس کی شکل کیسی تھی اس روایت کو ابو شیخ نے ''اخلاق النبویہ'' میں نقل کیا ہے۔

2. جو روایت ابن سعد نے حضرت سعید بن مسیب سے کی ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم ﷺ اور نہ ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انگوٹھی پہنی حتیٰ کہ انہوں نے رب تعالیٰ سے ملاقات کر لی۔''

البزار، الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ''نہ تو حضور اکرم ﷺ نے نہ ہی سیدنا ابوبکر صدیق اور نہ ہی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے انگوٹھیاں پہنیں حتیٰ کہ ابان حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ انہوں نے انگوٹھیاں بنوا رکھی تھیں لیکن انہیں پہنتے نہ تھے'' اس روایت کے راوی صحیح کے راوی ہیں سوائے ابن لہیعہ کے۔''

ابوالحسن الھیثمی نے لکھا ہے اگرچہ وہ حسن الحدیث ہے لیکن اس سے یہ احتمال نہیں ہو سکتا کہ اس نے اس روایت میں ان قوی راویوں کی مخالفت کی ہے جنہوں نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ انگوٹھی پہنتے تھے۔

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے (سوائے ابن لہیعہ) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا ''نہ تو حضور اکرم ﷺ نہ ہی ابوبکر صدیق، نہ ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انگوٹھیاں پہنتے تھے نہ ہی خطوط پر مہریں لگاتے تھے حتیٰ کہ حضرت زیاد بن ابی سفیان نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا آپ کچھ چیزیں ہماری طرف ایسی لکھتے ہیں جن پر ہم مہر نہیں پاتے۔ اس وقت انہوں نے انگوٹھی بنوالی۔'' ہیثمی لکھتے ہیں ''یہ صحیح احادیث کے مخالف ہے۔''

3. بعض علماء کرام نے لکھا ہے ''آپ کی انگوٹھی میں راز تھا۔ جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی میں راز تھا۔ جب ان کی انگوٹھی چلی گئی تو ان کی سلطنت بھی ختم ہو گئی۔ جب حضور اکرم ﷺ کی مبارک انگوٹھی گم ہو گئی تو ان کا معاملہ بگڑ گیا۔ خارجیوں نے ان کے خلاف بغاوت کر دی پہلا فتنہ یہ تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا پھر آخر زمانہ تک فتنے متصل رہیں گے۔''

4. الحافظ نے لکھا ہے کہ مبارک انگوٹھی کے گرنے کی نسبت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف مجازی ہے۔ ''حضرت معیقیب کے ہاتھوں گری تھی۔ امام نسائی نے حضرت رافع سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''یہ مبارک

انگوٹھی خلافت کے چھ سال تک ان کے ہاتھوں پر رہی جب فتنوں کی کثرت ہوگئی تو انہوں نے ایک انصاری شخص کو دے دی۔ وہ اس کے ساتھ مہر لگاتے تھے۔ وہ انصاری حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے کنوئیں کی طرف گئے۔ ان سے وہ انگوٹھی گر پڑی۔ پھر وہ نہ ملی۔ ایوب بن موسیٰ نے حضرت نافع سے روایت کی ہے کہ وہ حضرت معیقب سے بئراریس میں گری تھی۔"

۵ الحافظ نے لکھا ہے کہ اس انگوٹھی کا نقش تین سطور میں تھا۔ اس سے زائد کچھ نہ تھا۔ وہ اسی طرح ترتیب سے تھا لیکن اس کی ترتیب عادی نہ تھی۔ مہر لگانے کی ضرورت کا تقاضا تھا کہ منقوش حروف بھرے ہوئے ہوں تاکہ برابر مہر لگ سکے بعض شیوخ نے جو یہ لکھا ہے کہ اس کی کتابت اوپر سے تھی۔ لفظ اللہ سب سے اوپر لفظ "محمد" سب سے نیچے تھا میں نے احادیث طیبہ میں ان کی صراحت نہیں دیکھی۔ بلکہ اسماعیلی کی روایت اس کے مخالف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ لفظ "محمد" اوپر دوسری سطر میں رسول اور تیسری میں لفظ "اللہ" تھا۔

۶ حافظ نے لکھا ہے "ان دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں ہے کہ آپ کی انگوٹھی کا نگینہ حبشہ کا تھا اور آپ کی انگوٹھی کا نگینہ اسی میں سے تھا کیونکہ اسے یا تو متعدد انگوٹھیوں پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت "حبشی" کا معنی ہوگا کہ وہ حبشہ کے شہروں کا پتھر ہوگا۔ یا حبشہ کے رنگ پر ہوگا یا وہ سنگ سلیمانی یا عقیق ہوگا کیونکہ ان پتھروں کو حبشہ کے شہروں سے لایا جاتا تھا اور یہ احتمال بھی ہے کہ نگینہ اسی انگوٹھی میں سے ہی ہو اور کسی صفت کی وجہ سے اس کی نسبت حبشہ کی طرف کر دی گئی ہو۔ صناعت یا نقش کی وجہ سے" میں کہتا ہوں کہ پہلی بات زیادہ اظہر ہے (واللہ اعلم) امام بیہقی نے لکھا ہے "اس سے علم ہوتا ہے کہ آپ کی دو انگوٹھیاں تھیں۔ ایک کا نگینہ حبشہ کا تھا دوسری کا نگینہ اسی کے ساتھ تھا اگر امام زہری کو یاد ہو کہ وہ انگوٹھی چاندی ہی کی تھی تو پھر ساری روایات میں یہ بات ملتی جلتی ہے کہ وہ روایات جن میں تذکرہ ہے کہ نگینہ حبشہ کا تھا اس سے مراد وہ انگوٹھی ہے۔ جو آپ نے سونے کی بنوائی تھی پھر اسے پھینک دیا تھا۔ پھر چاندی کی انگوٹھی بنوا لی۔"

انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ انگوٹھی صرف اسی کو کہا جاتا ہے جس کا نگینہ ہو۔ اگر اس کا نگینہ نہ ہو تو وہ چھلا کہلائے گا۔ الفص مثلث الفاء ہے جیسے کہ ابن مبارک نے اس کا تذکرہ اپنی مثلث میں کیا ہے۔

۷ وہ روایت جسے چاروں آئمہ، ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔ اس روایت کو ضیاء نے المختارہ میں صحیح کے افراد (سوائے عبداللہ بن مسلم ابوطیبہ کے) روایت کیا ہے الحافظ نے تقریب میں لکھا ہے "یہ سچا تھا اس پر تہمت لگائی جاتی ہے" بہرحال یہ روایت حسن ہے جیسے کہ الحافظ نے اپنے فتاویٰ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ حضرت بریدہ بن حصیب سے روایت ہے۔ یہ الفاظ چاروں آئمہ نے نقل کیے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا اس نے اپنی انگوٹھی پہنی

ہوئی تھی جس میں کسی چیز کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا "میں تجھ پر بتوں کی بو کیوں دیکھ رہا ہوں اس نے وہ انگوٹھی پھینک دی پھر آپ کی خدمت میں آیا۔ اس نے لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی" آپ نے فرمایا "میں تجھ پر اہل آتش کا زیور کیوں دیکھ رہا ہوں؟ اس نے عرض کی "میں کس چیز سے انگوٹھی بناؤں؟ آپ نے فرمایا" چاندی سے بنواؤ۔ اس کا وزن مثقال سے کم ہی رکھنا" اگر یہ روایت محفوظ ہو تو ممانعت کو اس انگوٹھی پر محمول کیا جائے گا جو صرف لوہے کی ہو" التیفاشی نے کتاب الاحجار میں لکھا ہے "فولادی انگوٹھی شیاطین کے تعاقب کی جگہ ہے جب ان پر نگینہ ہو" اس سے حکم میں تغایرت کا اظہار ہوتا ہے۔ اصل میں نہی کی وجہ اس کی حرمت ہے کیونکہ چاندی مردوں کے لیے حرام ہے۔ الا یہ کہ اس میں رخصت دی گئی ہو۔ جب اس میں ایک حد مقرر کر دی گئی ہے تو اس پر وقوف لازم ہے باقی اپنی اصل پر قائم رہے گی۔ لیکن الحافظ عراقی نے شرح الترمذی میں لکھا ہے کہ آپ کے اس فرمان "مثقال وزن پورا نہ کرنا" میں نہی کو تنزیہ پر محمول کیا جائے گا انگوٹھی کا وزن ایک مثقال رکھنا مکروہ ہے جبکہ ابوداؤد نے خطابی سے روایت کیا ہے "نہ وزن مکمل مثقال کرنا نہ ہی مثقال کی قیمت کے برابر کرنا" میں نے اس کی تاویل یہ بیان کی ہے کہ بعض اوقات انگوٹھی کو بنانے میں نفاست سے کام لیا جاتا ہے اگر اس کی قیمت ایک مثقال کے برابر ہوگی تو بھی نہی کے زمرہ میں شامل ہوگی۔"

شیخ الاسلام سراج الدین العبادی نے کہا ہے کہ اس کا وزن ایک مثقال ہو جانا تو روا ہے لیکن جو کچھ اس سے زائد ہو گا وہ حرام ہوگا۔ شیخ سراج الدین بن ملقن نے جو کچھ شرح المنہاج میں لکھا ہے وہ بھی اس کا تقاضا کرتا ہے ازرقی نے لکھا ہے "ہمارے اصحاب نے انگوٹھی کے وزن کے بارے تعرض نہیں کیا شاید انہوں نے عرف پر اکتفاء کیا ہے جو اس سے زائد ہوگا وہ اسراف ہوگا صحیح موقف یہ ہے کہ اس وزن پر اکتفا کیا جائے جسے حدیث پاک میں بیان کیا گیا ہے۔ ان کے کلام میں ایسی کوئی چیز نہیں جو اس کے مخالف ہو۔ ابن العماد نے التعقبات میں لکھا ہے "جب انگوٹھی کے پہننے کا جواز ثابت ہوگیا تو پھر یہ بھی شرط ہے کہ وہ ایک مثقال سے زائد نہ ہو۔"

❁❁❁❁

دوسرا باب

خوشبو کا استعمال اور اس سے محبت

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

❶ آپ کو پسند تھا کہ آپ سے صرف عمدہ خوشبو آئے

ابن عدی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بھی بات ازحد ناگوار تھی کہ آپ اپنے صحابہ کرام کے پاس جائیں اور آپ سے بدبو آرہی ہو۔ آپ پسند کرتے تھے کہ آپ صحابہ کرام کے پاس تشریف لے جائیں تو آپ سے خوشبو آرہی ہو"

ابو نعیم نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات سخت ناپسند تھی کہ آپ صحابہ کرام کے پاس تشریف لے جائیں اور آپ سے بدبو آرہی ہو"۔

البزار نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب آپ نماز تہجد کے لیے اٹھتے تو استنجا فرماتے وضو فرماتے۔ پھر کسی کو بھیجتے جو آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی سے خوشبو لے کر آتا۔"

❷ خوشبو انبیائے کرام علیہم السلام کی سنن مطہرہ میں سے ہے

ابن ضحاک نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا "چار چیزیں انبیائے کرام علیہم السلام کی سنن مطہرہ میں سے ہیں۔ ۱۔ ختنہ کرنا، ۲۔ مسواک کرنا، ۳۔ خوشبو لگانا، ۴۔ نکاح کرنا۔

ابوبکر ابن ابی خیثمہ نے حضرت ملیح بن عبداللہ انصاری سے اور وہ اپنے والد گرامی اور دادا جان سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ آپ نے فرمایا "پانچ چیزیں مرسلین عظام علیہم السلام کی سنن مطہرہ میں سے ہیں۔ ۱۔ حیاء، ۲۔ حلم، ۳۔ حجامت، ۴۔ خوشبو، ۵۔ مسواک۔

❸ آپ خوشبو کو رد نہ کرتے تھے۔ رد نہ کرنے کا حکم دیتے تھے

امام بخاری اور امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشبو کو رد نہیں فرماتے تھے۔"

طیالسی، بزار اور ابو یعلیٰ نے حسن سند کے ساتھ ان سے ہی روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ کو خوشبو پیش کی گئی ہو اور آپ نے اسے رد کیا ہو۔"

امام مسلم اور امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا" جسے ریحان (پھول) پیش کیا جائے۔ اسے رد نہ کرے اسے اٹھانا آسان اور اس کی خوشبو عمدہ ہے۔"

امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تین اشیاء نہ لوٹائی جائیں۔ ا۔تکیہ، ۲۔تیل، ۳۔خوشبو۔

حارث نے حسن سند کے ساتھ مرسل روایت کیا ہے کہ حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "جب تمہیں ریحان (پھول) پیش کیا جائے تو اسے نہ لوٹاؤ یہ جنت سے نکلا ہے۔"

ابن ضحاک نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا" جب تمہیں شیریں چیز (حلوہ) پیش کیا جائے تو اسے کھالو اور اسے واپس نہ کرو جب تم میں سے کسی کو عمدہ خوشبو پیش کی جائے تو وہ اسے ضرور سونگھے۔"

۴ خوشبو اور پھولوں سے آپ کی محبت

امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں میرے لیے پسندیدہ بنادی گئی ہیں۔ ا۔عورت، ۲۔خوشبو، ۳۔میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔"

امام احمد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضور اکرم ﷺ کو دنیا سے تین اشیاء پسند تھیں۔ ا۔کھانا، ۲۔عورت، ۳۔خوشبو۔ آپ کو دو چیزیں تو ملی تھیں۔ عورت اور خوشبو۔ مگر ایک چیز کھانا نہ ملا تھا۔"

انہوں نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو حناء کی کلی بہت پسند تھی۔

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے (سوائے عبداللہ ابن امام احمد کے، یہ بھی ثقہ اور مامون ہیں) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا" حناء اہل جنت کے پھولوں کی سردار ہے۔"

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ کی خدمت اقدس میں حناء کا پھول پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا" یہ جنت کے پھول کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔"

۵ خوشبو استعمال فرمانا۔ کون سی خوشبو استعمال کی جائے

امام نسائی اور ابن سعد نے محمد بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی" کیا حضور ﷺ خوشبو استعمال فرماتے تھے؟ انہوں نے فرمایا" ہاں" آپ ذکاوۃ الطیب استعمال کرتے تھے" میں نے عرض کی" ذکاوۃ الطیب سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا" مشک و عنبر۔"

ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی اور بقی بن مخلد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" آپ کے لیے سکہ خوشبو تھی۔ جسے آپ استعمال فرماتے تھے۔

امام بخاری نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" میں آپ کے سر اقدس یا آپ کی مانگ میں تین روز بعد خوشبو کی چمک دیکھتی تھی جبکہ آپ حالت احرام میں ہوتے تھے۔"

ان سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا" میں عمدہ خوشبو جو میرے پاس ہوتی تھی آپ کو لگاتی تھی" امام مسلم اور امام بخاری نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" میں آپ کو آپ کے احرام کے وقت اتنی خوشبو لگاتی تھی کہ آپ خوشبو سے تر ہو جاتے تھے۔"

حارث بن ابی اسامۃ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" میں نے آپ کے سر اقدس میں مشک دیکھا۔"

امام بخاری نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر آپ کو حل اور احرام کے لیے ذریرۃ (خوشبوؤں کا مجموعہ) سے خوشبو لگائی۔"

۶ آپ کو مشک و عنبر کی خوشبو پسند تھی

زاد المعاد میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ مشک کی خوشبو پسند تھی۔ آپ کو حناء کی کلی بہت پسند تھی۔"

تینوں آئمہ، ابن سعد اور امام نسائی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" بنو اسرائیل کی ایک عورت نے سونے کی انگوٹھی بنوائی۔ اسے مشک سے بھرا پھر فرمایا" یہ بہت عمدہ خوشبو ہے" آپ کو سب سے زیادہ خوشبو مشک ہی پسند تھی۔ آپ نے فرمایا" کیا یہ سب سے عمدہ خوشبو نہیں ہے؟"

ابن سعد نے عبید بن جریج سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:" میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کی "ابوعبدالرحمان! میں دیکھتا ہوں کہ آپ کو یہ خوشبو بہت پسند ہے" انہوں نے فرمایا:" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے پسندیدہ خوشبو یہی تھی۔"

ابن عدی نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" آپ کو مشک و عنبر کی خوشبو سب سے زیادہ پسندیدہ تھی" ابوالحسن بن ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عود میں سے قماری پسند تھی۔"

امام مسلم اور امام نسائی نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب دھونی لیتے تھے تو عود سے دھونی لیتے تھے۔ اس میں مطراۃ نہ ملاتے تھے۔ جبکہ عود کے ساتھ کافور ملا لیتے تھے۔ پھر فرماتے

''حضور اکرم ﷺ اسی طرح دھونی لیتے تھے۔''

۷ غالیہ خوشبو استعمال فرمانا

ابوالحسن ابن صخر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''نجاشی نے آپ کی خدمت میں خوشبو کی شیشی بھیجی یہ پہلی شیشی تھی جسے آپ کی خدمت میں بھیجا گیا۔''

تنبیہات

۱ حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص آیا۔ اس کے ہاتھ میں ریحان کے پھولوں کا گلدستہ تھا۔ اس نے آپ کے سامنے رکھ دیا آپ نے اسے ہاتھ نہ لگایا پھر اور شخص آیا جس نے مرزنجوش ریحان کا گلدستہ پیش کیا۔ آپ نے اسے پکڑنے کے لیے اپنا دست اقدس آگے بڑھایا اسے سونگھا پھر فرمایا'' کتنا عمدہ ریحان ہے۔ عرش کی جڑی بوٹی ہے۔ اس کے پانی میں آنکھ کے لیے شفاء ہے'' اس روایت کو ابوجعفر عقیلی نے یحییٰ بن عباد کی سند سے روایت کیا ہے۔ مگر محدثین نے اس کی تکذیب کی ہے۔ ابن جوزی نے اس روایت کو الموضوعات میں لکھا ہے۔ الحافظ نے اسے برقرار رکھا ہے۔ حضرت دینار کی روایت ہے۔ انہوں نے کہا'' مجھے وہ روایت عجیب لگی جسے آپ سے روایت کیا گیا ہے آپ نے فرمایا'' مجھے اس جڑی بوٹی نے تعجب میں ڈالا جسے میں نے شب معراج عرش الٰہی کے ارد گرد دیکھا وہ المرزنجوش ہے جب آپ کی خدمت میں مرزنجوش لایا جاتا تو آپ اسے سونگھتے اسے پسند فرماتے۔ فرمایا: ''میں نے اسے عرش الٰہی کے ارد گرد دیکھا ہے۔''

انہوں نے اس روایت کو حضرت عبداللہ بن دینار کی سند سے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں احمد بن محمد بن غالب غلام خلیل ہے جو وہ احادیث وضع کرنے میں معروف تھا۔ اس نے اس کا اعتراف بھی کیا تھا۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا حضور اکرم ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں میں میرے پاس پھول لے کر تشریف لائے۔'' جب میں نے انہیں اپنی ناک کے قریب کیا تو آپ نے فرمایا'' یہ پھولوں کا سردار ہے'' ابن ضحاک نے اس روایت کو قاسم بن اصبغ کی سند سے لکھا ہے۔ انہوں نے کہا: ''ہمیں محمد بن غالب نے انہیں محمد بن یزید الازدی نے انہیں محمد بن موسیٰ بصری نے اور انہیں حاتم بن عبیداللہ الادمی نے اور انہوں نے کہا ہے'' مجھے یحییٰ بن عبداللہ بن اسحاق نے اپنے باپ اور دادا حضرت حسن سے یہ روایت بیان کی ہے۔''

۲ شیخ نے اپنے فتاویٰ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''میرے لیے تمہاری دنیا میں سے تین اشیاء پسندیدہ بنا دی گئی ہیں۔ اس روایت کے سیاق سے علم ہوتا ہے کہ متاع دنیا میں سے جو کچھ آپ کو ملا تھا

اس کی تفصیل بیان کرنا۔ جیسے کہ دوسری روایت میں ہے" تمہاری اس دنیا سے ہمیں عورتیں ہی ملی ہیں۔ متاع دنیا میں سے جو افضل چیز تھی اسے آپ کے ہاں پسندیدہ بنا دیا گیا تھا۔ وہ عورت ہے۔ جیسے کہ دوسری روایت میں فرمایا "دنیا متاع ہے اور اس کا بہترین سامان پاکباز عورت ہے" آپ نے مناسب سمجھا کہ اس کے ساتھ امور دینیہ میں سے افضل امر کو ملا دیں۔ وہ نماز ہے۔ یہ ایمان کے بعد عبادات میں سے افضل ہے۔ یہ حدیث پاک امور دین اور امور دینا میں سے افضل کو جمع کرنے کے اعتبار سے بلاغت کے اسلوب پر ہے۔ اسی میں چیز کو اس کی مثال کے ساتھ ملانا ہے۔ دین کے امر کو ایسی عبارت سے تعبیر کیا ہے۔ جو دنیا کے امور کو تعبیر کرنے والی عبارت سے زیادہ بلیغ ہے۔ امر دنیا کو صرف اظہار محبت کے ساتھ مختص کیا اور دین کے امر کے بارے فرمایا: "میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز کو بنا دیا گیا" آنکھوں کی ٹھنڈک میں محبت کی وہ عظمت ہے جو کسی سے مخفی نہیں ہے۔

❁❁❁❁

تیسرا باب

خضاب لگانا

اس باب میں دو انواع ہیں۔

① آپ خضاب استعمال فرماتے تھے

امام احمد نے حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حناء اور کتم کا خضاب استعمال فرماتے تھے۔ امام نسائی کے الفاظ میں ہے "میں اور میرے والد گرامی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنی داڑھی مبارک پر حناء لگا رکھی تھی" دوسرے الفاظ میں ہے" آپ نے اپنی داڑھی کو زرد رنگت لگا رکھی تھی۔"

یعقوب بن سفیان اور امام حاکم نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ آپ نے دو سبز چادریں اوڑھ رکھی تھیں۔ آپ کے بال سفید تھے۔ آپ نے حناء سے سرخ کیا ہوا تھا۔"

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کی زیارت کی آپ نے بالوں کو زرد خضاب لگا رکھا تھا" یعقوب بن سفیان نے ان سے روایت کیا ہے کہ آپ ورس کے ساتھ اپنی ریش مبارک کو خضاب لگاتے تھے۔

امام احمد اور امام بخاری نے حضرت عثمان بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "مجھے میرے اہل خانہ نے پانی کا پیالہ دے کر حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بھیجا۔ وہ چاندی کی ڈبیہ لے کر آئیں جس میں آپ کے کچھ بال مبارک تھے۔ جب کسی انسان کو نظر لگتی یا کوئی مرض آلیتا تو ہم برتن دے کر کسی شخص کو ان کی خدمت میں بھیجتے۔ وہ اس ڈبیہ کو ہلا کر اس سے پانی عطا فرماتیں تو وہ شخص پی لیتا۔ رب تعالیٰ اسے شفاء یاب کرتا۔ میں نے اس ڈبیہ میں دیکھا تو اس میں سرخ بال تھے۔"

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے منحر کے پاس آپ کی زیارت کی۔ آپ کے ساتھ قریش کا ایک شخص تھا۔ وہ گوشت تقسیم کر رہا تھا۔ انہیں اور ان کے ساتھی کو کچھ نہ ملا۔ آپ نے اپنے گیسو پاک کٹوائے۔ بال مبارک کپڑے میں ڈالے اور اس شخص کو عطا فرما دیے۔ اس نے انہیں لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ اپنے ناخن پاک ترشوائے وہ بھی اپنے ساتھی کو عطا فرما دیے۔ وہ بال مبارک ہمارے پاس بھی تھے وہ حناء اور کتم سے رنگے

ہوئے تھے۔"

ابن سعد نے حضرت عبداللہ بن بریدہ سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔ان سے عرض کی گئی" کیا حضور اکرم ﷺ خضاب استعمال فرماتے تھے؟ انہوں نے فرمایا" ہاں! الطبرانی کی روایت میں ہے" آپ کی کنپٹی کے بال حناء سے رنگے ہوتے تھے۔"

امام مسلم، امام بخاری اور ابو یعلیٰ نے حضرت ابن سیرین سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا" ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا" کیا حضور اکرم ﷺ خضاب لگاتے تھے؟ انہوں نے فرمایا" ہاں! حناء اور کتم سے" دوسرے الفاظ میں ہے" آپ کے تھوڑے سے بال ہی سفید تھے حضرات ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما حناء اور کتم کا خضاب استعمال کرتے تھے۔"

ابن سعد نے حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا" آپ کی داڑھی مبارک کے کچھ بال سفید تھے آپ انہیں حناء اور کتم کا خضاب لگاتے تھے۔"

امام احمد، ابن سعد، ابن ماجہ اور امام ترمذی نے شمائل میں حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" ہم ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔انہوں نے ہمارے لیے ایک ڈبیہ نکالی جس میں آپ کے موئے مبارک تھے۔جنہیں حناء یا حناء اور کتم کا خضاب لگایا گیا تھا۔

ابن سعد نے حضرت ابو رمثہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے آپ کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرمایا" آپ کے بال مبارک گھنے تھے جن میں حناء کے ساتھ رنگنے کا نشان تھا۔"

امام نسائی اور ابن عساکر نے حضرت عبید بن جریج سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا" میں نے حضرت ابن عمر کو دیکھا جو اپنی داڑھی کو زرد رنگ سے رنگ رہے تھے۔میں نے اس کے بارے ان سے عرض کی تو انہوں نے کہا" میں نے آپ کو دیکھا۔آپ بھی اپنی ریش مبارک کو اسی رنگ سے رنگ رہے تھے۔"

اس روایت کو امام مالک، امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد اور امام نسائی نے ملک کی سند سے روایت کیا ہے اس میں ہے:" میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم زرد خضاب استعمال کر رہے ہو؟" حضرت ابن عمر نے فرمایا:" میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ اس رنگ کا خضاب استعمال فرما رہے تھے۔"

ابن سعد نے حضرت نافع سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا" حضور اکرم ﷺ خلوق سے خضاب لگا رہے تھے۔انہوں نے فرمایا" آپ زرد رنگت کا خضاب داڑھی مبارک کو لگاتے تھے۔"

انہوں نے عبدالرحمان ثمانی سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا" آپ بیری کے پانی سے اپنی داڑھی مبارک کی رنگت تبدیل کر لیتے تھے اور آپ حکم فرماتے کہ عجمیوں کی مخالفت کرتے ہوئے بالوں کی رنگت کو تبدیل کیا کرو۔

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (ابو توبہ، بشیر بن عبد اللہ کے علاوہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ارادہ فرماتے کہ آپ خضاب استعمال کریں آپ کچھ تیل لیتے۔ زعفران لیتے۔ انہیں آپ ہاتھوں پر پھیلا لیتے پھر اپنی ریش مبارک پر مل لیتے۔''

ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبتیہ نعلین پاک پہنتے تھے زعفران اور اس کے ساتھ اپنے ریش مبارک کو خضاب لگاتے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کرتے تھے۔

امام نسائی نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا وہ خلوق کے ذریعے اپنی داڑھی کو خضاب لگا رہے تھے۔ ان سے عرض کی گئی ''ابو عبد الرحمان! آپ اپنی داڑھی کو خلوق سے رنگ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ اس کے ساتھ مبارک داڑھی کو خضاب لگا رہے تھے۔ کوئی رنگ آپ کو اس رنگ سے پسندیدہ نہ تھا۔ آپ سارے کپڑوں کو اسی رنگ سے رنگا کرتے تھے۔''

امام نسائی نے حضرت عبید بن جریج سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا۔ وہ اپنی داڑھی کو زرد خضاب لگا رہے تھے۔ میں نے اس کے بارے عرض کی تو فرمایا ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ اپنی ریش مبارک کو اسی رنگ کا خضاب لگا رہے تھے۔''

ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت ابورمثہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ''میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے بال سفید تھے آپ نے انہیں حناء کا خضاب لگا رکھا تھا۔

۲ آپ خضاب استعمال نہ فرماتے تھے

ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خضاب استعمال نہ فرماتے تھے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن ھمام سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی ''ابوداؤد! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس چیز سے خضاب لگاتے تھے؟ انہوں نے فرمایا ''میرے بھتیجے! آپ بڑھاپے کی اس حد تک نہیں پہنچے تھے کہ آپ کو خضاب کی ضرورت ہوتی۔ آپ کے چند بال سفید تھے۔ آپ انہیں حناء اور بیری کے پتوں سے دھو لیتے تھے۔''

ضعیف سند سے حضرت بشر مولی رقاشیین سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ''میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا ''کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خضاب استعمال فرماتے تھے؟ انہوں نے فرمایا ''نہیں! آپ کے سفید بال اتنے زیادہ نہ تھے کہ خضاب کی ضرورت ہوتی آپ کی مبارک ٹھوڑی اور پیشانی کے چند بال سفید تھے۔ اگر ہم انہیں گننا چاہتے تو گن لیتے تھے۔''

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کی ریش مبارک میں چند بال سفید تھے۔ آپ نے تھوڑا ہی بڑھاپا دیکھا تھا۔ اگر میں چاہتا تو ان سفید بالوں کو گن سکتا تھا جو آپ کے سر اقدس میں تھے۔ آپ نے خضاب استعمال نہیں

کیا تھا۔آپ کی ٹھوڑی مبارک، کنپٹیوں میں اور سر میں کچھ بال سفید تھے۔"

تنبیہات

❶ شیخ عبدالجلیل قصری نے لکھا ہے" آپ نے خضاب اس لیے استعمال کیا کیونکہ عورتیں بڑھاپے کو ناپسند کرتی ہیں جس نے آپ کی کسی چیز کو ناپسند کیا اس نے کفر کیا"

❷ علماء کرام کا اس امر میں اختلاف ہے کہ کیا آپ نے خضاب استعمال کیا یا نہیں۔قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اکثر علماء کرام کا موقف ہے اور امام مالک کا بھی یہی مؤقف ہے کہ آپ نے خضاب استعمال نہیں کیا تھا۔امام نووی نے لکھا ہے کہ پسندیدہ مؤقف یہ ہے کہ کسی وقت آپ نے خضاب استعمال فرمالیا مگر اکثر اوقات اسے ترک فرمایا۔جس نے جو حالت دیکھی اسے وہی بتادی۔وہ سچا ہے یہ تاویل متعین کی طرح ہے۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی جو روایت صحیحین میں ہے۔اسے نہ ترک کرنا ممکن ہے نہ اس کی تاویل ہوسکتی ہے۔"الحافظ نے لکھا ہے" حضرت ابورمثہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایات کو اور حضرت انس سے مروی روایات کو اسی طرح جمع کیا جا سکتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کو سفید بالوں کے غلبہ پر محمول کیا جائے۔حتیٰ کہ آپ کو خضاب کی ضرورت ہوئی۔لیکن اتفاق یہ ہے کہ انہوں نے آپ کو خضاب لگاتے دیکھا تھا جس نے خضاب کو ثابت کیا ہے تو اسے اس امر پر محمول کیا جائے گا کہ آپ نے اس کے جواز کے ارادہ سے اس طرح کیا اس پر ہمیشگی اختیار نہیں کی۔البتہ جو روایت امام حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا" رب تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سفیدی سے عیب دار نہیں کیا تھا" اسے اس امر پر محمول کیا جائے گا کہ آپ کے ان سفید بالوں نے آپ کے حسن و جمال میں تبدیلی نہیں کی تھی۔حضرت انس کے انکار کا امام احمد نے انکار کیا ہے انہوں نے حضرت ابن عمر کی روایت کا تذکرہ کیا ہے۔امام مالک نے خضاب کے انکار میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی موافقت کی ہے اور مخالف روایات کی تاویل کی ہے۔میں کہتا ہوں" اس تاویل میں بعد ہے۔"

چوتھا باب

کنگھی، آئینہ اور سرمہ استعمال فرمانا

الطبرانی اور امام بیہقی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "پانچ اشیاء کو آپ نے سفر و حضر میں ترک نہ کیا تھا۔ آئینہ، سرمہ دانی، کنگھی، تیل اور مسواک۔"

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں آپ کے سامان سفر میں یہ چیز رکھتی تھی" تیل، کنگھی، آئینہ، قینچی، سرمہ دانی اور مسواک۔"

ابوشیخ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب آپ رات کو بستر پر استراحت فرما ہوتے تو مسواک کرتے، وضو کرتے اور کنگھی کرتے" ابن سعد نے ان سے روایت کیا ہے کہ آپ سر اقدس اور داڑھی مبارک کو پانی لگا کر سلجھاتے تھے۔"

انہوں نے صحیح یا حسن سند سے ایک صحابی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کبھی کنگھی فرماتے تھے۔

ابن عدی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "تین اشیاء مسجد نبوی سے جدا نہ ہوتی تھیں۔ مسواک۔ کبھی کبھی آئینہ میں دیکھ لیتے تھے۔ کبھی کبھی مبارک ریش کو سلجھاتے اور اس کا حکم دیتے تھے۔"

خطیب نے جامع میں حضرت حسن سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنگھی سے اپنی ریش مبارک سلجھاتے تھے۔

امام بیہقی اور قاسم بن ثابت نے حضرت سہل بن سعد سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اس وقت آپ کے دستِ اقدس میں کنگھی تھی۔ آپ اس سے کنگھی فرما رہے تھے۔

ابن سعد نے حضرت خالد بن معدان سے مرسل روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا " آپ کے لیے ہاتھی دانت کی کنگھی تھی آپ اس سے کنگھی کرتے تھے۔ آپ کے زادِ راہ میں کنگھی، آئینہ، تیل، مسواک اور سرمہ ہوتا تھا۔"

ابوالحسن بلاذری نے حضرت انس سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا " آپ ہر روز پانی لگا کر داڑھی مبارک کو سلجھاتے تھے۔"

ابن سعد نے ابن جریر سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہاتھی دانت کی کنگھی تھی۔ جس سے آپ کنگھی فرماتے تھے۔" بزار نے حضرت انس سے، الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے ہاشم بن قاسم کے) ابویعلیٰ اور الطبرانی نے ایک اور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آپ آئینہ میں دیکھتے تھے تو یہ دعا مانگتے تھے:

الحمد للہ الذی حسن خلقی و خلقی و زان منی شان من غیری۔

ابن ضحاک نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم ﷺ جب آئینہ دیکھتے تھے تو یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم حسنت خلقی و فحسن خلقی و وسع علی فی رزقی۔

ابن عدی اور خرائطی نے حضرت ام سعد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم ﷺ جب بھی سفر فرماتے تو سرمہ دانی اور آئینہ آپ کے ساتھ ہوتا تھا''۔

ابو شیخ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''سات اشیاء سفر و حضر میں آپ سے جدا نہ ہوتی تھیں۔ (۱) شیشہ، (۲) کنگھی، (۳) سرمہ دانی، (۴) قینچی، (۵) مسواک، (۶) کھریرا، (۷) تیل: حسن بن علوان نے کہا ہے'' میں نے ہشام منذری سے کہا'' مجھے میرے والد گرامی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ کے گیسو پاک کانوں کی لو تک تھے۔ آپ انہیں کنگھی سے حرکت دیتے تھے۔

ابن ضحاک نے حضرت خالد بن یزید سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے لیے سرمہ دانی اور آئینہ تھا''۔

شیخان نے سھل بن سعد ساعدی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''ایک شخص نے آپ کے حجرہ مقدسہ میں جھانکا آپ کے پاس کنگھا تھا جس سے سر اقدس کو سلجھا رہے تھے آپ نے فرمایا'' اگر مجھے علم ہو جاتا کہ تم دیکھ رہے ہو تو میں اس کنگھے کے ساتھ تمہاری آنکھ پھوڑ دیتا۔ نظر والوں کے لیے اجازت طلب کرنا مقرر کیا گیا ہے''۔

ابن جوزی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''جب حضور اکرم ﷺ آئینہ میں اپنا چہرہ انور دیکھتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

الحمد للہ الذی سوّی خلقی فعدلّہ و کرّم صورۃ وجھی و حسنھا و جعلنی من المسلمین۔

ابو شیخ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''میں آپ کے لیے آپ کے غزوات کے سفر میں سامان تیار کرتی تھی۔ میں اس میں تیل، کنگھی، آئینہ، دو قینچیاں، سرمہ دانی اور مسواک رکھتی تھی''۔

الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب آپ داڑھی مبارک کو تیل لگاتے تھے تو آغاز ٹھوڑی مبارک سے کرتے تھے''۔

ابن ابی شیبہ اور امام نسائی نے حضرت جابر بن سمرہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنے سر اقدس کے اگلے حصے سے آغاز کرتے تھے۔ جب بال مبارک بکھر جاتے تو تیل لگاتے اور کنگھی فرما لیتے''۔

ابو الحسن حنفی اور ابن ضحاک نے جید سند سے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے لیے سیاہ سرمہ

تھا۔جب آپ بستر پر آرام فرما ہونے لگتے تو ایک آنکھ میں تین اور دوسری میں تین سلائیاں ڈال لیتے تھے'' امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرمہ دانی تھی جس سے آپ سوتے وقت ہر ہر چشم مبارک میں تین تین سلائیاں ڈال لیتے تھے۔''

ابن ضحاک نے جید سند سے عمران بن ابی انس سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائیں چشم مبارک میں تین اور بائیں چشم مبارک میں بھی تین تین سلائیاں ڈال لیتے تھے۔''

ابن عدی نے ابن سیرین سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا''ہم نے حضرت انس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرمہ کے بارے پوچھا تو انہوں نے فرمایا'' آپ دائیں چشم اقدس میں دو، بائیں میں تین اور ایک سلائی ان دنوں میں ڈال لیتے تھے۔''

تنبیہ

شیخ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ قراء کے نزدیک ٹھوڑی کو سلجھانے کو کسی چیز نے رد نہیں کیا۔

❁❁❁❁

پانچواں باب

مونچھیں اور ناخن کاٹنا، داڑھی مبارک کے بال لینا اور سر اقدس کے بالوں کی کیفیت

امام احمد، امام ترمذی نے انہوں نے اسے حسن کہا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مونچھیں کاٹتے تھے۔ آپ فرماتے تھے "حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی مونچھیں کاٹ لیتے تھے۔"

الطبرانی نے ضعیف سند سے حضرت ام عیاش رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مونچھیں کاٹتے تھے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن بشیر رضی اللہ عنہما سے ضعیف سند سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "انہوں نے آپ کی زیارت کی اس وقت آپ مونچھیں ترشوا رہے تھے۔"

ابن سعد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کی زیارت کی اس وقت آپ اپنی مونچھیں ترشوا رہے تھے" عبدالرحمان بن زیاد نے اپنے شیوخ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اطراف سے اپنی مونچھیں ترشوا دیتے تھے" امام بیہقی نے ابوجعفر سے مرسل روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا کہ آپ جمعۃ المبارک کے روز اپنے ناخن کاٹیں اور مونچھیں ترشوائیں۔" انہوں نے الشعب سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

ابن سعد نے حضرت عبداللہ بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مجوسی بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا جس نے مونچھیں اور داڑھی منڈوا رکھی تھی۔ آپ نے اس سے پوچھا "تمہیں یہ کس نے حکم دیا ہے؟ اس نے عرض کی "میرے باپ نے" آپ نے فرمایا "میرے والد گرامی نے تو مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنی مونچھیں ترشواؤں اور ریش مبارک کو بڑھاؤں۔"

ابویعلیٰ اور ابن عدی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی مبارک کو طول اور عرض سے کاٹ کر برابر کرتے تھے۔ امام ترمذی نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے لیکن وہاں "برابر" کا لفظ نہیں۔ انہوں نے لکھا ہے "یہ روایت غریب ہے۔ میں نے محمد سے سنا ہے۔ وہ اسی طرح کہہ رہے تھے۔"

ابن ضحاک نے حضرت ابورمثہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روز جمعۃ المبارک کو اپنے ناخن اور مونچھیں کاٹتے تھے۔"

بزار اور الطبرانی اور ابن قانع نے سھل بن مسرح الاشعری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے اپنے والد گرامی کو دیکھا وہ اپنے ناخن کاٹ رہے تھے اور انہیں دفن کر رہے تھے" انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ اسی طرح کر رہے تھے۔"

شیخان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" پانچ اشیاء فطرت میں سے ہیں"
(۱) ختنہ کرنا۔ (۲) زیر ناف بال صاف کرنا۔ (۳) مونچھیں کاٹنا۔ (۴) ناخن کاٹنا۔ (۵) زیر بغل بال صاف کرنا۔"

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ختنہ کرایا، بڑھاپا دیکھا، مونچھیں کاٹیں، ناخن کاٹے اور زیر ناف بال صاف کیے۔

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" ہمارے لیے مونچھیں کاٹنے۔ ناخن کاٹنے اور زیر بغل بال صاف کرنے کی مدت چالیس روز مقرر کی گئی کہ ہم چالیس روز سے زیادہ مدت تک انہیں نہ چھوڑیں۔"

امام احمد، شیخان، امام ترمذی نے شمائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گیسوئے پاک لٹکاتے تھے۔ مشرکین بالوں کی مانگ نکالتے تھے۔ اہل کتاب بھی اپنے بال لٹکاتے تھے۔"

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی طلعت زیبا پر بال لٹکاتے رہے۔ جتنی دیر اللہ رب العزت نے چاہا پھر مانگ نکال لی۔"

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" میں نے آپ کی زیارت کی۔ نائی آپ کے بال مونڈھ رہا تھا۔ صحابہ کرام آپ کے ارد گرد گھوم رہے تھے وہ ارادہ کیے ہوئے تھے کہ ہر ہر بال کسی شخص کے ہاتھ پر ہی گرے۔"

زاد المعاد میں ہے" آپ یا تو سارے بال مبارک چھوڑ دیتے تھے یا ساروں کا حلق کرواتے تھے۔ بعض کو چھوڑتے اور بعض کا حلق نہ کرواتے تھے" آپ نے صرف حج یا عمرہ میں ہی حلق کرایا" آپ نے ہجرت کے بعد چار بار اپنے سر اقدس کا حلقہ کرایا۔ جیسے کہ حافظ ابوالخیر سخاوی نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے (۱) حدیبیہ کے وقت۔ (۲) عمرۃ القضاء کے وقت اس وقت حضرت خراش بن امیہ نے بال کاٹنے کی سعادت حاصل کی تھی۔ یہ بنو مخزوم کے حلیف تھے۔ ابن عبد البر اور امام نووی نے لکھا ہے کہ حضرت خراش نے غزوہ حدیبیہ میں آپ کا حلق کیا تھا۔

ابن سکن نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" میں نے عمرۃ القضاء میں المروہ کے پاس آپ کا حلق کیا تھا۔ (۳) غزوہ جعرانہ میں۔ امام حاکم نے الاکلیل میں لکھا ہے کہ اس وقت ابوالھند الحجام نے آپ کا حلق کیا تھا۔ یہ بنو بیاضہ کے غلام تھے۔ (۴) حجۃ الوداع کے وقت۔ اس وقت معمر بن عبد اللہ العدوی رضی اللہ عنہ نے یہ سعادت حاصل کی تھی۔

امام احمد اور امام الطبرانی نے ان سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا" جب منیٰ میں آپ نے اپنی قربانی ذبح کی تو مجھے حکم دیا کہ میں آپ کا حلق کروں۔ میں نے استرا پکڑا اور آپ کے سر اقدس کے پاس کھڑا ہو گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے چہرے کی طرف دیکھا فرمایا" معمر! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے لیے یہ ممکن بنایا ہے تم آپ کے کانوں کے پاس ہاتھ میں استرا لیے کھڑے ہو" میں نے عرض کی" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بخدا! یہ مجھ پر رب تعالیٰ کا احسان ہے" فرمایا" اذا تری ذالک" پھر میں نے آپ کے سر اقدس کا حلق کیا" اِذا تَرٰی ذَالِكَ" کا مفہوم یہ ہے کہ تم عنقریب اپنی اس معرفت کا نتیجہ

دیکھ لو گے کہ یہ رب تعالیٰ کی طرف سے انعام واکرام ہے۔"
یہ ایک نسخہ میں اسی طرح ہے"إذا اقر ذالك "یعنی پھر میں تمہارے لیے خاموش رہوں گا حتی کہ تم میرا حلق کرلو۔"
امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر اقدس کا حلق کرایا۔سب سے پہلے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے موئے مبارک لیے۔امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ آپ نے اپنی دائیں سمت نائی کے آگے کی۔اس نے اس طرف سے آپ کا حلق کیا۔حضرت ابوطلحہ حاضر خدمت ہوئے۔آپ نے بال مبارک انہیں عطا فرمادے۔پھر بائیں سمت نائی کے سامنے کر دی فرمایا"حلق کرو"اس نے آپ کا حلق کیا آپ نے بال حضرت ابوطلحہ کو عطا کر دیے فرمایا"انہیں لوگوں میں تقسیم کر دو۔"

تنبیہات

1. الحافظ بن بشکوال نے اپنی کتاب مبہمات میں لکھا ہے کہ حضرت خراش بن امیہ نے حجۃ الوداع کے موقع پر آپ کا حلق کیا۔امام بخاری نے اپنی تاریخ الکبیر میں اسی طرح لکھا ہے۔جبکہ ابوالفضل بن طاہر نے"مبہمات" میں لکھا ہے کہ وہ حضرت معمر بن عبداللہ بن تھے۔""امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے"صحیح اور مشہور قول یہی ہے۔ان گنت لوگوں نے اسی طرح کہا ہے۔"
2. الطیبی نے لکھا ہے کہ آپ کے ان دونوں فرامین"آپ اپنی مبارک ریش کو اطراف سے کاٹ لیتے تھے"اور "ڈاڑھیاں بڑھاؤ"یعنی ڈاڑھی منڈوانا عجمیوں کا فعل ہے۔لیکن اسے اطراف سے کاٹ لینا منڈھوانے کے زمرہ میں نہیں آتا۔

❁❁❁❁

چھٹا باب

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کی سعادت

امام بخاری نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔یہ حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں ایک دن آپ ان کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کو کھانا پیش کیا اور سر اقدس میں جوئیں تلاش کیں۔"

❁❁❁❁

ساتواں باب

چونا استعمال فرمانا

ابن سعد اور ابن ماجہ نے دو اسناد سے (ابن کثیر نے لکھا ہے یہ دونوں اسناد جید ہیں) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب آپ چونا استعمال فرماتے تو اپنی شرم گاہ سے آغاز کرتے" اس روایت کو امام عبدالرزاق نے نووی کی سند سے مرسل روایت کیا ہے۔ اس کی سند جید ہے۔ اسے خرائطی نے مساوی الاخلاق میں ایک سند سے روایت کیا ہے۔

خرائطی نے سلیمان بن ناسرۃ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے محمد بن زیادہ الھانی کو سنا انہوں نے کہا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ میرے پڑوسی تھے وہ حمام میں جاتے تھے میں نے عرض کی" آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ آپ حمام میں جاتے ہیں" انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی حمام میں تشریف لے جاتے تھے اور چونا استعمال کرتے تھے" اس روایت کو یعقوب بن سفیان نے ان سے روایت کیا ہے۔ اسے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں روایت واثلہ بن الاسقع سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب آپ نے خیبر فتح کیا تو میں نے آپ کے لیے دسترخوان بچھایا آپ نے متمکن ہو کر تناول فرمایا پھر آپ نے مالش فرمائی جب دھوپ آگئی تو آپ سائبان کے نیچے تشریف لے گئے۔"

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں ھیثم اور شریک سے حضرت ابی سے روایت کیا ہے۔ ابن منصور نے مکحول سے مرسل روایت کیا ہے کہ جب فتح خیبر ہوئی تو آپ نے کھانا تناول فرمایا آپ نے چونے کی مالش کی ہوئی تھی۔

ابو داؤد نے مراسیل میں ابو معشر اور زیاد بن کلیب سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ کو چونا کی مالش کی۔ جب آپ کی شرم گاہ تک پہنچا تو وہ رک گیا آپ نے خود مالش کی۔ ابن عساکر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ماہ چونا استعمال کرتے تھے اور ہر پندرہ روز کے بعد ناخن کاٹتے تھے۔"

تنبیہات

1. اس روایت کا اس روایت کے ساتھ تعارض نہیں جسے ابن شیبہ نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے لکھا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرات ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما چونا استعمال نہیں کرتے تھے کیونکہ حضرت حسن کی مراسیل میں گفتگو کی گئی ہے۔ ابو داؤد نے اپنی مراسیل میں ان سے ہی روایت کیا ہے کہ نہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ ہی سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اور نہ ہی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے چونا استعمال کیا" یہ

دونوں روایات منقطع ہیں۔امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونا استعمال نہیں کرتے تھے۔جب بال زیادہ ہو جاتے تو استرا استعمال فرماتے تھے۔ابن جوزی نے لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں گفتگو اسی طرح ہے جس طرح خضاب میں ہے یعنی آپ نے ایک بار یہ اور دوسری بار یہ استعمال فرمایا اور اکثر اوقات استرا ہی استعمال فرمایا" امام بیہقی نے لکھا ہے:(۱) مسلم ملائی ضعیف راوی ہے.(۲) یہ روایت سابقہ روایات کے معارض ہے جو سند میں اس سے قوی اور تعداد کے اعتبار سے زیادہ ہیں.(۳) وہ مسئلہ کا اس جگہ اثبات کر رہی ہیں، قاعدہ اصولیہ یہ ہے کہ تعارض کے وقت مثبت کو منفی سے مقدم کیا جائے گا.(۴) یہ روایات امھات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے ہیں، اس امر کی زیادہ مستحق وہی ہیں۔یہ امر خلوت میں ہی ہوتا ہے لوگوں کے سامنے نہیں ہوتا۔یہ ساری وجوہ ترجیح کی ہیں۔یہ پانچ جواب ہیں۔(۵) حضرت قتادہ کی روایت کے مطابق آپ کبھی چونا استعمال فرماتے تھے اور کبھی استرا استعمال فرماتے تھے لیکن چونا استعمال نہیں فرماتے تھے۔

٭ خرائطی نے مساوی الاخلاق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا" اے لوگو! رب تعالیٰ سے ڈرو۔جھوٹ نہ بولو بخدا! کبھی کسی نبی نے چونا استعمال نہیں کیا" ابن اثیر اور صاحب قاموس وغیرہ نے لکھا ہے کہ "الحصی" کا معنی کسی کا خواہشات کی طرف میلان رکھنا ہے طُلّی کا معنی گردنیں ہے۔ان کا واحد طلاۃ کہا جاتا ہے "اطلی الرجل اطلاء" جب اس کی گردن کسی ایک طرف جھک جائے۔" یہ اختلاف لغت اور غریب کے آئمہ کے مابین ہے۔اس ضمن میں روایات اور احادیث اتنی زیادہ ہیں کہ ہم نے جان بوجھ کر اختصار کی خاطر ان سے اعراض کیا ہے۔

٭ الشیخ نے اپنے فتاویٰ میں، امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابن عدی نے الکامل میں اور الطبرانی نے الکبیر اور الاوسط میں حضرت ابوموسیٰ الاشعری سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" جن کے لیے سب سے پہلے چونا بنایا گیا اور جو سب سے پہلے حمام میں داخل ہوئے وہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام تھے۔"

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قصہ بلقیس میں ہے" جب بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو جا۔اس نے محل دیکھا تو اسے گہرا پانی سمجھا اس نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا تو وہاں بال تھے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا" استرا کے ساتھ کتنے بال ختم ہوں گے اس کا اثر بھی ٹھیک نہیں ہوتا۔شیاطین نے چونا بنادیا بلقیس کے لیے سب سے پہلے چونا بنایا گیا۔"

سعد بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن شداد سے اور کئی اسناد سے حضرت مجاہد سے مروی ہے ابن ابی حاتم نے اس داستان میں سُدی سے روایت کیا ہے کہ شیاطین نے ان کے لیے سیپیوں سے چونا بنایا۔انہوں نے اسے ملا تو بال ختم ہو گئے۔

آپ کے کاشانۂ اقدس کا سامان

بابِ اول

چار پائی اور کرسی

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے (سوائے مبارک بن فضالہ، ایک گروہ نے اسے ضعیف اور دوسرے نے اسے ثقہ قرار دیا ہے) امام بخاری نے الادب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ اس چار پائی پر تشریف فرما تھے۔ جسے کھردرے بان سے بنایا گیا تھا۔ سر اقدس کے نیچے چمڑے کا تکیہ تھا۔ جس کے اندر کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ آپ کی جلد اطہر اور چار پائی کے مابین (بعض اوقات) کپڑا بھی نہیں ہوتا تھا۔"

الطبرانی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک چار پائی تھی جسے البردی (بڑی گھاس کے ریشوں) سے بنایا گیا تھا۔ اس پر سیاہ چادر ہوتی تھی۔"

ابن ضحاک نے محمد بن مہاجر سے اور انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار پائی، عصا، پیالہ، بڑا پیالہ، تکیہ جس میں کھجور کے پتے تھے ایک چادر اور ایک کجاوہ تھا جب قریش کے افراد ان کے ہاں آتے تو وہ فرماتے "یہ اس ہستی پاک کی میراث ہے جس کے ذریعے رب تعالیٰ نے تمہیں رفعتیں بخشیں۔ تمہیں عزت سے سرفراز کیا اور یہ کیا اور یہ کیا۔"

امام بخاری نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار پائی کے وسط میں نماز پڑھ رہے تھے۔ میں آپ کے اور قبلہ کے مابین لیٹی ہوئی تھی۔ مجھے حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ میں نے اٹھنا پسند نہ کیا۔ میں آپ کے سامنے آئی اور چپکے سے نکل گئی۔"

امام احمد، امام مسلم اور ابن جوزی نے ادب میں، اور حارث بن ابی اسامہ نے رفاعہ العدوی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کرسی پیش کی گئی۔ میرا خیال ہے کہ اس کے پائے لوہے کے تھے۔ امام

احمد نے اضافہ کیا ہے کہ حمید نے لکھا ہے "وہ سیاہ لکڑی کے پائے تھے حضرت ابو رفاعہ نے انہیں لوہے کا سمجھ لیا" آپ اسی پر تشریف فرما ہو گئے اور مجھے وہ علم سکھانے لگے جو رب تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا تھا۔

علامہ بلاذری نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" قریش مکہ میں تھے۔ انہیں چار پائیوں پر سونا پسند تھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر جلوہ افروز ہوئے تو فرمایا "ابو ایوب! کیا تمہارے ہاں چار پائی نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کی" نہیں! بخدا! یہ بات حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئی انہوں نے بارگاہ رسالت مآب میں ایک چار پائی پیش کی۔ جس کی کڑیاں تھیں اس کے پائے ساگوان کے تھے۔ آپ اسی پر آرام فرماہوتے رہے حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ اسی پر ہی آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ لوگوں نے حصول برکت کے لیے چاہا کہ اسی پر اپنے مردوں کو اٹھایا کریں گے۔ حضرات ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو اسی پر اٹھایا گیا۔

ابو شیخ نے عمر بن مہاجر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ اقدس کا سامان حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس تھا۔ انہوں نے اسے ایک کمرہ میں محفوظ کر رکھا تھا وہ اسے ہر روز دیکھتے تھے جب ان کے ہاں وفود آتے وہ انہیں اس کمرہ میں لے جاتے تاکہ وہ اس سامان کو دیکھیں وہ کہتے" یہ اس ذات بابرکات کا سامان ہے جس کے طفیل اللہ تعالیٰ نے تمہیں سرفرازیاں اور رفعتیں عطا فرمائی ہیں" اس سامان میں ایک چار پائی تھی جسے کھردرے پٹھے سے بنایا گیا تھا۔ چمڑے کی گدی تھی جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ ایک پیالہ ایک بڑا پیالہ۔ صوف کا ایک ٹکڑا۔ چکی۔ ترکش جس میں تیر تھے۔ اس کپڑے میں آپ کے سر اقدس کے پسینے کے قطرات تھے۔ ایک شخص بیمار ہو گیا اس وفد نے عرض کی کہ اس کپڑے کا کچھ حصہ دھو کر اسے پلایا جائے وہ راضی ہو گئے جب وہ دھوون اسے پلایا گیا تو وہ فوراً شفاء یاب ہو گیا۔

تنبیہ

امام واقدی نے لکھا ہے ہمارے مدینہ طیبہ کے ساتھیوں میں اس امر پر اتفاق ہے کسی کا اختلاف نہیں کہ اس چار پائی کو عبد اللہ بن اسحاق الاسحانی (یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے موالی تھے) نے چار ہزار درہم کے عوض خرید لیا تھا۔

❁❁❁❁

دوسرا باب

آپ کی چٹائی، بستر، لحاف، رومال، بچھونا اور چمڑے کا ٹکڑا

امام بخاری نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک چٹائی مخصوص تھی۔ رات کے وقت وہی آپ کے لیے بچھائی جاتی تھی۔ آپ اسی پر نماز ادا کرتے تھے دن کے وقت اسے بچھا دیا جاتا تھا آپ اسی پر تشریف رکھتے تھے۔"

ابن المبارک نے الزھد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر آرام فرما ہو گئے۔ چٹائی کے نشانات جلد المطہر پر پڑ گئے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو میں اسے ملنے لگا۔ میں نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے اس چٹائی پر آرام کرنے سے قبل ہمیں بتا کیوں نہ دیا۔ تاکہ ہم آپ کے نیچے کوئی کپڑا بچھا دیتے جو آپ کو اس سے بچا سکتا" آپ نے فرمایا "میرا اور دنیا کا کیا تعلق؟ میں تو صرف اس سوار کی طرح ہوں جو کسی درخت کے سایہ میں آرام کرے پھر اسے چھوڑ کر آگے چلا جائے گا"۔

ابن ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ چٹائی پر آرام فرما تھے جس کے نشانات آپ کے پہلو پر پڑ چکے تھے۔ انہوں نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاش آپ بستر بچھا لیتے جو آپ کو اس سے بچا لیتا۔ آپ نے فرمایا "میرا اور دنیا کا کیا تعلق؟ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے میری اور دنیا کی مثال اس سوار کی طرح ہے جو گرم دن میں عازم سفر ہو وہ کچھ دیر کے لیے کسی درخت کے سایہ میں آرام کر لے پھر اسے چھوڑ کر آگے چلا جائے"۔

سعید بن منصور نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر موٹا اور پرانا تھا۔ میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے لیے ایک اور بستر بچھا دوں تاکہ وہ آپ کے لیے کچھ آرام دہ ہو میں نے اس پر ایک اور بستر آپ کے لیے بچھا دیا آپ تشریف لائے تو فرمایا "عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے دیکھا کہ آپ کا بستر پرانا ہو گیا ہے میں نے اس پر ایک اور بستر بچھا دیا تاکہ آپ کے لیے زیادہ آرام دہ ہو" آپ نے فرمایا "دوسرا بستر دور کر دو بخدا! میں اس پر نہ بیٹھوں گا حتیٰ کہ تم اسے اٹھا لو" انہوں نے فرمایا "میں نے دوسرا بستر جو اوپر بچھایا تھا اسے اٹھا دیا"۔

ابو بکر بزار نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے جب بھی آپ کا بستر دیکھا تو میں رو پڑی۔ وہ صرف چمڑے کا بستر تھا جس پر کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے"۔

امام مسلم اور ابو مسلم الکجی نے اور امام برقانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "آپ کا وہ بستر جس پر آپ آرام فرما ہوتے تھے وہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔"

ابو داؤد کے الفاظ یہ ہیں "آپ کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔"

ابن سعد، ابو الشیخ اور حسن بن عرفہ نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میرے پاس ایک انصاری خاتون آئی۔ اس نے آپ کا بستر دیکھا جو دوہری کی گئی ایک چادر تھی۔ وہ گئی اس نے ایسا بستر بھیجا جس میں صوف بھری ہوئی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے پوچھا "عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی "فلاں انصاریہ خاتون میرے پاس آئی۔ اس نے آپ کا بستر دیکھا۔ وہ گئی اور اس نے یہ بستر بھیج دیا" آپ نے فرمایا "اسے واپس کر دو" میں نے اسے واپس نہ کیا۔ مجھے پسند تھا کہ وہ میرے حجرہ مقدسہ میں رہے۔ حتیٰ کہ آپ نے مجھے تین بار اسی طرح فرمایا۔ آپ نے فرمایا "عائشہ! اسے واپس کر دو بخدا! اگر میں چاہوں تو یہ پہاڑ میرے ساتھ سونے اور چاندی کے بن کر چلیں" انہوں نے فرمایا "میں نے اسے واپس کر دیا۔"

ابن عدی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی سرد دن میں ضروری کام کے لیے بھیجا۔ میں آیا۔ آپ کسی زوجہ کریمہ کے ہمراہ تھے۔ آپ لحاف میں تھے۔ آپ نے مجھے لحاف میں داخل کر لیا۔

ابو قلابہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بعض آل سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر اسی طرح تھا جیسے کسی کی قبر میں رکھا جاتا ہے۔ مسجد اقدس آپ کے سر اقدس کی طرف تھی۔ ابو بشر الدولابی اور ابن عساکر نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "آپ کا وہ بستر جس پر آپ آرام فرماتے تھے وہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔" ابو بشر دولابی اور ابو الشیخ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوسیدہ کجاوے اور کپڑے پر حج کیا جس کی قیمت چار درہم کے برابر بھی نہ تھی آپ نے یہ دعا مانگی "مولا! اسے ایسا حج بنا دے جس میں نہ ریا ہو اور نہ ہی حصول شہرت کی تمنا ہو۔"

ابو نعیم نے حضرت ابو ذر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "ہم بیٹھے ہوئے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے ایک ایسا شخص آیا جس کا چہرہ بہت خوبصورت تھا جس سے خوشبو بہت ہی عمدہ آ رہی تھی۔ اس نے بہت صاف کپڑے پہن رکھے تھے گویا کہ وہ کبھی گندے ہوئے ہی نہ ہوں حتیٰ کہ وہ چٹائی کی ایک طرف بیٹھ گیا۔ اس نے کہا "السلام علیك یا محمد ﷺ" آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

ابن ضحاک نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چمڑے کے ٹکڑے پر لیٹ گئے آپ کو پسینہ آیا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اٹھیں اور وہ پسینہ ایک شیشی میں جمع کرنے لگی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو پوچھا "ام سلیم کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض کی "میں آپ کے پسینہ کو اپنی خوشبو میں ملالوں گی" آپ مسکرانے لگے۔

انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "بنو مراد میں سے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جسے صفوان بن عسا کر کہا جاتا تھا۔ اس وقت آپ سرخ کمبل پر مسجد میں تشریف فرما تھے"۔

ابن ابی شیبہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "آپ کا وہ تکیہ جس کے ساتھ آپ ٹیک لگاتے تھے وہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے"۔

ابو بکر ابن ابی خیثمہ نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے۔۔۔۔ آپ میرے ہمراہ اٹھے حتیٰ کہ کاشانہ اقدس میں آ گئے خادمہ نے تکیہ پیش کیا آپ اس پر بیٹھ گئے۔ میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔

ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق کے ہاں گئے اس وقت تکیے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے وہ تکیہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی طرف پھینک دیا۔ انہوں نے فرمایا "اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ابو عبد اللہ! جو حدیث پاک یاد آئی ہے وہ ہمیں بھی سنائیں" انہوں نے فرمایا "میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا آپ اس وقت تکیے کے ساتھ ٹیک لگا کر جلوہ افروز تھے آپ نے اسے میری طرف پھینک دیا۔ پھر فرمایا "سلمان! جو مسلمان بھی اپنے مسلمان بھائی سے ملنے کے لیے جاتا ہے وہ اس کی تکریم کرتے ہوئے اسے تکیہ دیتا ہے رب تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے"۔

عبد بن حمید وغیرہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "انہوں نے بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی" انہوں نے فرمایا "میں اندر حاضر ہوا۔ آپ چمڑے کے بستر پر لیٹے ہوئے تھے آپ کے سر اقدس کے نیچے تکیہ تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ آپ کے سر اقدس کے اوپر چمڑے کا غلاف ٹوپی تھا۔

امام احمد نے حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ آپ حجرہ مقدسہ میں تھے۔ آپ تکیے کی ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے" ان ہی سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا میں نے آپ کو دیکھا آپ کے تکیے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

ابو شیخ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے سر اقدس کے نیچے تکیہ تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے"۔

انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ آپ چٹائی پر آرام فرما تھے جس کے نشانات آپ کے پہلو پر پڑ چکے تھے سر اقدس کے نیچے تکیہ تھا جس میں کھجور کے پتے تھے۔

ابو شیخ نے حضرت ربیع بن زیاد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا "مجھے اس نرم ترین بستر کے بارے بتائیں جسے آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بچھایا ہو" انہوں نے فرمایا "ہمارے

پاس اس دستر خوان کی چادر تھی جو ہمیں غزوہ خیبر میں ملی تھی ۔میں ہر شب آپ کے لیے اس کو بچھاتی تھی ۔آپ اسی پر آرام فرما ہوتے تھے ایک شب میں نے اسے دھرا کر کے بچھادیا وقت صبح فرمایا آج بستر کیسا تھا؟ میں نے عرض کی" وہی جو ہر رات آپ کے لیے بچھایا جاتا ہے ۔مگر آج رات میں نے اسے دھرا کر دیا تھا۔" آپ نے فرمایا" اسے پہلی حالت پر لوٹادو اس نے آج رات مجھے نماز سے روک دیا ہے ۔" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زار زار رونے لگے ۔

امام ترمذی نے حضرت جعفر بن محمد سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں ۔انہوں نے کہا" میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا" آپ کے حجرہ مقدسہ میں حضور اکرم ﷺ کا بستر مبارک کیسا ہوتا تھا؟ انہوں نے فرمایا" چمڑے کا بستر تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوتے تھے" میں نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی "حضور اکرم ﷺ کا بستر کیسا ہوتا تھا؟ انہوں نے فرمایا" بالوں کا بنا ہوا کمبل ہوتا تھا ۔جسے میں دو تہوں میں بچھاتی تھی ۔آپ اسی پر آرام فرما ہوتے تھے ایک رات میں نے کہا" میں اسے اس کی چار تہیں کر دیتی ہوں ۔یہ آپ کے لیے زیادہ آرام دہ ہو گا میں نے اس کی چار تہیں کر دیں ۔وقت صبح فرمایا:" آج تم نے میرے لیے کیا بچھایا تھا؟ میں نے عرض کی" وہی بستر صرف آج اس کی چار تہیں لگا دی تھیں تا کہ یہ آپ کے لیے زیادہ آرام دہ ہو سکے" آپ نے فرمایا" اسے پہلی حالت پر لوٹادو ۔ آج رات اس نے مجھے نماز پڑھنے سے روک دیا تھا۔"

ابن سعد نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ آپ کے لیے ایک چادر کی دو تہیں لگا کر بچھاتی تھیں ۔ایک رات میں نے اس کی چار تہیں لگا دیں ۔آپ اسی پر آرام فرما ہو گئے ۔آپ نے فرمایا" عائشہ! آج رات میرا بستر اس طرح نہیں تھا جیسے پہلے ہوتا تھا؟ میں نے عرض کی" یارسول اللہ ﷺ میں نے آپ کے لیے اس کی چار تہیں لگا دی تھیں" آپ نے فرمایا" اسے اسی طرح کر دو جیسے پہلے تھا۔"

ابویعلیٰ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے ۔انہوں نے فرمایا" حضور اکرم ﷺ نماز ادا فرماتے تھے لحاف کا ایک حصہ آپ پر اور دوسرا حصہ ام المومنین مجھ پر ہوتا تھا۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک رات حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بسر کی یہ ان کی خالہ تھیں وہ ایک چادر لے آئیں اسے بچھایا ۔آپ کے لیے بستر بچھایا بستر کے سرہانے کے پاس ایک کپڑا لے آئیں حضور اکرم ﷺ تشریف لائے ۔آپ نے نماز عشاء پڑھ لی تھی ۔آپ نے وہ کپڑا لیا جو سرہانے کے پاس تھا اسے بطور ازار بند باندھا ۔اپنے کپڑے اتارے اسے لٹکایا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بستر میں لیٹ گئے ۔

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا" آپ کی چٹائی کو الکن کہا جاتا تھا ۔ان ہی سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی چٹائی کو الکن کہتے تھے ۔آپ کی عباء کو النمرہ کہتے تھے ۔آپ کے ڈول کو صارۃ. آپ کے آئینہ کو المرآۃ آپ کی قینچی کو الجامع اور آپ کے عصا کو ممشوق کہا جاتا تھا۔

تیسرا باب

دیواروں پر پردے لٹکانے اور اسی طرح دروازے پر ایسا پردہ لٹکانا بھی ناپسند تھا جس پر تصاویر ہوں

ابوبکر الشافعی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایسا پردہ لٹکایا جس میں تصاویر تھیں۔ حضور اکرم ﷺ اندر تشریف لائے تو آپ نے اسے اتار دیا۔ حضرت ام المومنین نے فرمایا "اس کے دو تکیے بنائے گئے حضور اکرم ﷺ ان کے ساتھ ٹیک لگاتے تھے۔"

ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ حضور شفیع الامم ﷺ حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے دروازے پر پردہ دیکھا آپ اندر تشریف نہ لے گئے۔ آپ جب بھی باہر سے تشریف لاتے تو سب سے پہلے اپنی لختِ جگر کو ملنے جاتے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ گھر آئے تو سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو مغموم پایا۔ وہ بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئے اور عرض کی "یہ بات سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا پر گراں گزری ہے کہ آپ ان کے ہاں تشریف لے گئے مگر گھر کے اندر تشریف نہ لے گئے۔ آپ نے فرمایا "میرا اور دنیا کا کیا تعلق؟ یا میرا اور اس نقش و نگار والے کپڑے کا کیا تعلق؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سنایا۔ انہوں نے کہا "حضور اکرم ﷺ سے پوچھیں کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ انہیں کہو کہ اسے بنو فلاں کی طرف بھیج دیں۔" حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی "وہ پردہ کیسا تھا؟ انہوں نے فرمایا وہ عربی کپڑا تھا جس کی قیمت چار درہم تھی۔ آپ اسے گھر کے پچھلے حصے میں پھیلاتی تھیں۔"

امام بخاری اور ابوداؤد نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کاشانہ اقدس میں جو بھی ایسی چیز دیکھتے جس پر صلیب کا نشان ہوتا اسے پھاڑ دیتے۔"

امام احمد نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے ہی روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس عورت سے فرمایا جس پر ایسی تھی جس پر صلیب کا نشان تھا انہوں نے انہیں فرمایا اسے اپنی کپڑے سے اتار دو۔ جب حضور اکرم ﷺ ایسا کپڑا دیکھتے تھے تو اسے پھاڑ دیتے تھے۔"

امام احمد اور پانچوں آئمہ نے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ

سفر سے واپس تشریف لائے۔ میں نے اپنے دروازے پر ایک پردہ لٹکا رکھا تھا جس پر پروں والے گھوڑوں کی تصاویر تھیں جب آپ واپس تشریف لائے اور اس پردے کو دیکھا تو میں نے ناپسندیدگی کے اثرات چہرہ انور سے دیکھ لیے۔ آپ نے اسے کھینچا اور پھاڑ دیا۔ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ ہم پتھروں اور مٹی پر پردے لٹکائیں۔" ہم نے اس سے دو تکیے بنائے انہیں کھجور کے پتوں سے بھرا۔ پھر آپ نے مجھے اس کے بارے کچھ نہیں فرمایا۔"

امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب آپ سفر پر روانہ ہونے لگتے تو سب سے آخر میں حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرتے اور جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے ان سے ملتے۔ آپ ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے تو ان کے گھر تشریف لائے۔ دروازے پر پردہ لٹکا ہوا تھا۔ آپ واپس تشریف لے آئے اندر داخل نہ ہوئے۔"

❁❁❁❁

چوتھا باب

کاشانۂ اقدس کے برتن اور سامان

امام بخاری نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھی یا آپ میری گود میں تھے آپ نے طشت منگوایا۔ آپ کا وصال ہو گیا۔ مجھے معلوم نہ ہوا کہ آپ کا وصال ہو چکا ہے۔ آپ کے ایک پیالے کو الریان۔ دوسرے کو مغیث کہا جاتا تھا۔ ایک پیالے پر چاندی کی زنجیری چڑھائی گئی تھی۔ یہ زنجیری تین جگہوں پر تھی۔"

امام بخاری نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیالہ ٹوٹ گیا۔ اس کے ٹکڑوں کو چاندی کی زنجیری سے جوڑا گیا تھا۔

الحافظ الضیاء نے الاحکام میں لکھا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اسے چاندی کی زنجیری سے جوڑا تھا۔

امام احمد کی روایت میں ہے۔ "میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس بڑا پیالہ دیکھا جسے چار افراد اٹھاتے تھے" اس کے چار کڑے تھے۔"

ابوشیخ نے حضرت عبداللہ بن بسر سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک پیالہ تھا جس کے چار کڑے تھے ابو داؤد نے کہا ہے کہ اس پیالے کو "الغراء" کہتے تھے۔ پتھر کا ایک طشت تھا جسے المخضب کہتے ہیں۔

ایک ڈول تھا جسے الصادرہ کہا جاتا تھا۔

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ڈول تھا جسے البادرہ کہا جاتا تھا۔ لکڑی کا ایک پیالہ بھی تھا۔

ابویعلیٰ نے محمد بن اسماعیل سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے ان کے گھر میں لکڑی کا پیالہ دیکھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے پانی نوش کرتے تھے اور وضو فرماتے تھے دوسرا پیالہ شیشے کا تھا۔"

بزار اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "مقوقس نے آپ کی خدمت میں شیشے کا پیالہ پیش کیا۔ آپ اس سے پانی نوش فرماتے تھے ایک پیالہ مٹی کا بھی تھا۔"

ابن مندہ نے حضرت عبداللہ بن سائب سے وہ اپنے والد گرامی اور ان کے جد امجد حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت

کرتے ہیں۔انہوں نے فرمایا''میں نے آپ کی زیارت کی آپ مٹی کے پیالے میں پی رہے تھے ایک طشت پتھر کا تھا جسے مخضب کہا جاتا تھا۔ایک شیشی تھی جو ٹوٹ گئی تھی اس میں وہ آئینہ رکھا جاتا تھا جسے مقوقس نے حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بھیجا تھا اور ہاتھی دانت کی کنگھی تھی۔

ابن سعد نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہاتھی دانت کی کنگھی تھی۔سرمہ دانی اور قینچی بھی تھی۔
الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا'' آپ کے پاس قینچی تھی۔''جسے الجامع کہا جاتا تھا''اسی طرح کاشانہ اقدس میں مسواک،صالح اور رمد بھی تھا۔

❁❁❁❁

جہاد کے سازوسامان

پہلا باب

آپ کی کمانیں

آپ کی چھ کمانیں تھیں۔

(۱) الروحاء، (۲) شوحط اسے بیضاء بھی کہا جاتا تھا، (۳) الصفراء، یہ نبع درخت کی کمان تھی یہ غزوۂ احد میں ٹوٹ گئی تھی۔ اسے حضرت قتادہ بن نعمان نے لے لیا تھا۔ ابن سعد نے مروان بن ابی سعید المعلیٰ سے اور ابن حضاک نے ابوبکر بن احمد بن ابی خیثمہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کو بنوقینقاع سے تین ہتھیار ملے تھے۔"

(۴) السداس۔ ایک گروہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور ایک گروہ نے اس کا تذکرہ تلواروں میں کیا ہے الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ایک کمان تھی جسے السداس کہا جاتا تھا۔

(۵) الزوراء، (۶) الکتوم۔ جب اس کے ذریعہ تیر پھینکا جاتا تھا تو اس سے آواز نہیں آتی تھی یہ بھی غزوۂ احد میں ٹوٹ گئی تھی۔ اسے حضرت قتادہ بن نعمان نے حاصل کر لیا تھا۔

ابن ماجہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کے دستِ اقدس میں عربی کمان تھی۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے پاس ایرانی کمان تھی۔ آپ نے فرمایا "یہ کیسا نیزہ ہے؟ تم اس طرح کے نیزے رکھا کرو (جیسے کہ میرے ہیں) اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے دین کی مدد فرمائے گا اور شہروں میں تمہیں اقتدار عطا کرے گا۔"

ابن عدی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "آپ قوس کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے" ابوبکر الشافعی نے سعد القرظ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "جب آپ میدان جنگ میں خطبہ ارشاد فرماتے تو اپنی کمان کے ساتھ ٹیک لگا کر ارشاد فرماتے۔"

ابن ابی شیبہ نے ایک صحابی رسول رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "ایک غزوہ میں ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہمیں سخت ضرورت محسوس ہوئی۔ ہمیں مال غنیمت ملا۔ تقسیم سے پہلے ہی ہم نے اس میں سے لے لیا۔ ہماری ہنڈیاں ابلنے لگیں۔ حضور اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ اپنی کمان کے ساتھ چل کر آ رہے تھے آپ نے کمان کے ساتھ ہنڈیاں الٹا دیں اور فرمایا "یہ لوٹا ہوا مال مردار کی طرح حلال نہیں ہے۔"

دوسرا باب

آپ کی تلواریں

اس میں دو انواع ہیں۔

❶ آپ کی بعض تلواروں کا آراستہ ہونا

ابو داؤد، نسائی اور امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حسن روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" آپ کی کمان کا قبضہ چاندی کا تھا" ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کا پھل اور قبضہ چاندی کا تھا اور ان کے مابین چاندی کے حلقے تھے۔"

امام ترمذی نے حضرت بریدہ القصری سے غریب روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے فرمایا" فتح مکہ کے روز آپ داخل ہوئے تو آپ کی تلوار پر سونا اور چاندی چڑھے ہوئے تھے" ابن سعد نے حضرت جعفر بن محمد سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کی تلوار کا پھل اور دستہ چاندی کا تھا۔"

❷ تلواروں کی تعداد

آپ کی تلواروں کی تعداد گیارہ تھی۔

❶ الماثور

سب سے پہلے یہی تلوار آپ کی ملکیت میں آئی۔ آپ کو یہ اپنے والد گرامی کی طرف سے وراثت میں ملی تھی۔ آپ اسے مدینہ طیبہ لے آئے تھے۔ اس کے بارے کہا جاتا تھا کہ یہ جن کے عمل سے تھی۔

ابن سعد نے عبدالمجید بن سھل سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے وقت ایک تلوار لے کر آئے جو آپ کو اپنے والد محترم سے وراثت میں ملی تھی۔ اسے الماثور کہا جاتا تھا۔

❷ ذوالفقار

اس کے وسط میں گڑھے تھے۔ آپ کو یہ غزوۂ بدر میں مال غنیمت میں ملی تھی یہ قاضی ابن منبہ السھمی کی تھی۔ وہ جنگوں

میں اس سے جدا نہ ہوتا تھا۔ اس کا قبضہ، چرخی اور پھل چاندی کے تھے۔

ابن سعد اور امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "غزوہ بدر کے روز مال غنیمت میں آپ کو ذوالفقار تلوار ملی۔ اسی تلوار کو آپ نے غزوہ احد کے روز خواب میں دیکھا تھا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام برقرار رکھا۔

امام شعبی نے روایت کیا ہے کہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار نکالی۔ اس کا دستہ چاندی کا تھا۔ وہ حلقہ جس میں حمائل ہوتا ہے اور اس کا دستہ اور زنجیر بھی چاندی کی تھی۔ اب وہ پتلی ہو چکی تھی۔ یہ تلوار منبہ بن حجاج سہمی کی تھی۔ جو آپ کو غزوہ بدر کے روز ملی تھی۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابوالحکم الصیقل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ کی تلوار ذوالفقار کو صیقل کیا۔ اس کا دستہ چاندی کا تھا۔ اسے ذوالفقار کہا جاتا تھا۔

تنبیہ

ابن عدی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حجاج بن علاط نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذوالفقار تلوار بطور تحفہ پیش کی تھی۔

◆۳ ◆۴ ◆۵ یہ تینوں تلواریں آپ کو بنو قینقاع کے اسلحہ سے ملی تھیں۔ ابن سعد نے مروان بن ابی سعید المعلی سے روایت کیا ہے کہ آپ کو بنو قینقاع کے اسلحہ سے تین تلواریں ملیں، ۱۔ قلعیہ۔ یہ جنگل میں قلعہ کی چراگاہ کی طرف منسوب تھی۔ ۲۔ دوسری تلوار کو البتار کہا جاتا تھا۔ البتار کا معنی کاٹنے والی ہے، ۳۔ تیسری تلوار کو الحتف کہتے ہیں۔

ابن سعد نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح زیادہ بن ابی مریم سے روایت ہے انہوں نے کہا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک تلوار الحتف تھی وہ تیز دھار تھی۔

◆۶ ◆۷ یہ دونوں تلوار طئے کے بت کے پاس سے آئیں تھیں۔ ابن سعد نے مروان بن ابی سعید المعلی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک تلوار تھی جسے المخذم کہتے تھے۔ ایک اور تلوار کو رسوبا کہا جاتا تھا۔ یہ طئے کے بت الفلس کے پاس سے آئی تھیں۔

◆۸ العضب

• جب آپ غزوہ بدر کے لیے تشریف لے جا رہے تھے تو یہ تلوار حضرت سعد بن عبادہ نے آپ کی خدمت میں بھیجی تھی۔

ابن ضحاک نے ابوبکر ابن ابی خیثمہ سے روایت کیا ہے انہوں نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ جب آپ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ کے پاس دو تلواریں تھیں۔ ایک کو العضب کہا جاتا تھا آپ نے اسی کے ساتھ غزوہ بدر میں شرکت کی تھی۔"

⑨ القضیب

یہ تلوار بھی آپ کو بنو قینقاع کے اسلحہ سے ملی تھی۔

⑩ الصمصامۃ

یہ عمرو بن معد یکرب الزبیدی کی تلوار تھی۔ حضرت خالد بن سعید نے یہ بطور ہدیہ آپ ﷺ کو پیش کی تھی۔ آپ اسے استعمال فرماتے تھے یہ تلوار عرب میں مشہور تھی۔

⑪ اللحیف

ان میں بعض تلواروں کو الحافظ ابو الفتح نے اپنے دیوان میں یوں نظم کیا ہے:

و اذا هز حساما هزّه حتف الكماة	من قضيب و رسوب رأيس في الضربات
ابيض البتارِ قد حدا الباترات	خلت لمع البرق يبدو من سناء الفقرات
ولنار المخذم الماضي لهيب الجمرات	و بما الحتف والعضب ظهور المعجزات

جب آپ نے حسام (تلوار) کو ہلایا تو زرہ پوش جوانوں کا نشانہ لے کر ہلایا اسی طرح قضیب اور رسوب ضربوں سے سروں کو چیرنے والی تلواروں کو حرکت دی۔ سفید بتار تلوار نے تیز تلواروں کو کاٹ کر رکھ دیا تم خیال کرو گے کہ فقرات کی روشنی میں بجلی چمک رہی ہے تیز تلوار المخذم کے لیے آگ کی لپیٹیں تھیں۔ اسی طرح الحتف اور العضب سے معجزات کا ظہور ہوتا تھا۔

❁❁❁❁

تیسرا باب

آپ کے نیزے، برچھا، عصا، ڈھال

اس باب کی کئی انواع ہیں۔

۱ نیزے

آپ کے نیزوں کی تعداد پانچ تھی۔(۱) المثوی، (۲) المثنی، (۳)(۴)(۵) یہ تینوں نیزے آپ کو بنوقینقاع کے اسلحہ سے ملے تھے۔ ان کا تذکرہ ابوخیثمہ نے اپنی تاریخ میں کیا ہے۔

فائدہ

امام احمد نے جید سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میرا رزق میرے نیزے کے سایہ کے نیچے ہے اور میرے حکم کی مخالفت کرنے والے کے مقدر میں ذلت ہے۔"

۲ برچھوں کی تعداد

آپ کے برچھوں کی تعداد پانچ ہے۔

۱ نبعہ

ایک برچھے کو نبعہ کہا جاتا تھا۔ الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک برچھا تھا جسے النبعہ کہا جاتا تھا۔"

۲ البیضاء

یہ پہلے سے بڑا تھا۔ امام نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عید کے روز آپ کے سامنے حربہ گاڑھ دیا جاتا تھا آپ اسی کی طرف رخ انور کر کے نماز عید ادا فرماتے تھے۔

۳ العنزۃ

یہ چھوٹا سا برچھا تھا۔ جو عصا کی مانند تھا۔ اسے لے کر عیدین کے موقعہ پر آپ کے سامنے چلا جاتا تھا۔ اسے آپ کے

ابو محمد ذی محمد زین العابدین

سامنے گاڑھ دیا جاتا تھا آپ اسے سترہ بنا لیتے تھے اس کی طرف رخ انور کر کے آپ نماز پڑھتے تھے۔ کبھی کبھی اس کے ساتھ آپ چلتے بھی تھے۔

علامہ بلاذری نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو نجاشی دشمن کے ساتھ قتال کرنے کے لیے نکلا تو نجاشی نے انہیں یہ برچھا دیا تھا۔ وہ اسی کے ساتھ قتال کرتے رہے۔ بہت سے لوگوں کو قتل کیا حتی کہ نجاشی اپنے دشمن پر غالب آ گیا۔ حضرت زبیر اسے اپنے ساتھ لے آئے۔ اسی کے ساتھ غزوہ بدر، احد اور خیبر میں شرکت کی خیبر سے واپسی پر آپ نے ان سے یہ لے لیا۔ عید کے روز اسے آپ کے سامنے اٹھا کر لے جایا جاتا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اسے اٹھاتے تھے۔ اسے آپ کے سامنے گاڑھ دیا جاتا تھا آپ اس کی طرف رخ انور کر کے نماز پڑھتے تھے۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک نیزہ گاڑھ دیا جاتا تھا آپ اسی کی طرف رخ انور کر کے نماز (عید) پڑھتے تھے۔"

۴ الھد۔ ۵ القمرۃ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا" آپ کا ایک حربہ تھا جسے القمرۃ کہا جاتا تھا۔

۴ آپ کا خم دار ڈنڈا، عصا اور لاٹھی

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاٹھی کو' الذقن' کہا جاتا تھا۔ جو ایک ذراع یا اس سے طویل تھی۔ اسے لے کر چلتے اور سوار ہوتے تھے۔ اپنے سامنے اپنے اونٹ پر رکھتے تھے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عصا مبارک تھا جسے قضیب کہا جاتا تھا۔ جسے ممشوق کہا جاتا تھا" کہا جاتا ہے یہ وہی عصا تھا جسے خلفاء پکڑتے تھے۔"

امام ترمذی نے حضرت قیلہ بنت مخرمہ سے روایت کیا ہے" انہوں نے آپ کے پاس کھجور کی شاخ دیکھی تھی۔"

امام بخاری نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" ہم بقیع الغرقد کے ایک جنازہ میں شریک تھے۔ ہمارے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ آپ بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے آپ کے پاس عصا تھا۔ آپ اسی کے ساتھ زمین کرید رہے تھے۔"

ابن ضحاک نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" میں مدینہ طیبہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا۔ آپ عصا کے ساتھ چل رہے تھے۔"

ابو مسلم الکجی نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ آپ کے دست اقدس میں عصا تھا۔ آپ نے اس کے ساتھ کھجور کے خوشے کو جھاڑا تو وہاں سے خشک کھجوریں گریں۔"

امام نسائی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر تھا اس نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ آپ کے دستِ اقدس میں عصا یا شاخ تھی۔ آپ نے اس کے ساتھ اس کی انگلی پر مارا۔

حضرت اب ثعلبہ خشنی سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی آپ اسے اس شاخ سے مارنے لگے جو آپ کے دست اقدس میں تھی۔ جب آپ نے توجہ ہٹائی تو اس نے انگوٹھی پھینک دی۔ آپ نے فرمایا "ہم نے تمہیں تکلیف دی ہے یا اس کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔"

حمیدی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "حضور کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھجور کی شاخیں بہت پسند تھیں آپ انہیں اپنے دستِ اقدس میں رکھتے تھے جب آپ مسجد میں تشریف لے جاتے تھے تو شاخ خرما آپ کے دستِ اقدس میں ہوتی تھی۔"

ابو احمد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر میں اپنا کوڑا پھینکا اور اس پر نماز پڑھی۔

تنبیہ

جعفر بن نسطور الرومی نے کہا "ہم غزوہ تبوک میں آپ کے ساتھ تھے آپ کا کوڑا نیچے گر پڑا میں نے آپ کو پکڑایا تو آپ نے مجھے فرمایا "رب تعالیٰ آپ کی عمر میں اضافہ فرمائے، آپ نے یہ دعا با آواز بلند کی" یہ حدیث باطل ہے۔ اس نسطور نے ایک سال کا صحبت کی دعویٰ کیا ہے مگر محدثین نے اس کی تکذیب کی ہے۔

امام ترمذی نے حضرت قیلہ بنت مخرمہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ کے پاس کھجور کی شاخ دیکھی۔

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس متوسط عصا مبارک تھا جسے الممشوق کہا جاتا تھا۔"

ابو الشیخ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "عصا پر ٹیک لگانا انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ آپ کے پاس عصا ہوتا تھا آپ اس کے ساتھ ٹیک لگاتے تھے اور اس کے ساتھ ٹیک لگانے کا حکم دیتے۔"

ابو داؤد اور امام حاکم نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کی شاخوں سے محبت کرتے تھے۔ آپ کے دستِ اقدس میں شاخ خرما ہوتی تھی۔"

بزار اور الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ نے فرمایا "اگر میں نے عصا پکڑا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی عصا پکڑا تھا۔"

ابن ماجہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ عصا کے ساتھ ٹیک لگائے ہوتے تھے۔"

امام الطبرانی نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اس وقت آپ کے ہاتھ میں عصا تھا۔ آپ اس کے ساتھ چل رہے تھے آپ نے وہ انہیں عطا فرما دیا۔"

چوتھا باب

آپ کی ذر ہیں، خود اور کمر بند

آپ کی سات ذر ہیں تھیں۔

❶ السغدیہ

یہ وہ ذرہ تھی جسے حضرت داؤد علیہ السلام نے اس وقت پہنا تھا جب انہوں نے جالوت کو قتل کیا تھا۔

❷ الفضہ

ابن سعد نے مروان بن ابی سعید بن معلی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو ذر ہیں السغدیہ اور الفضہ بنو قینقاع کے اسلحہ سے ملی تھیں۔

❸ ذات الفضول

اس کی طوالت کی وجہ سے اس کا یہ نام پڑ گیا تھا۔ جب آپ غزوہ بدر کے لیے تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت سعد بن عبادہ نے آپ کو یہ ذرہ پیش کی تھی۔ یہ لوہے کی تھی۔ آپ نے اس ذرہ کو ابوشحم یہود کے پاس جو کے عوض رہن رکھا تھا۔ جو کی مقدار تیس صاع تھی۔ قرض کی میعاد ایک سال تک تھی۔

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ذرہ تھی جس پر تانبا چڑھا ہوا تھا۔ اسے ذات الفضول کہتے تھے۔

قاسم بن ثابت نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ابوالحسن الخلعی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "آپ کی ایک ذرہ تھی جسے "ذات الفضول" کہتے تھے۔

❹ ذات الوشاح، ❺ ذات الحواشی، ❻ البتراء

اسے یہ نام اس کے چھوٹے پن کی وجہ سے دیا گیا تھا۔

❼ الخریق

امام شافعی، امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے غزوہ احد

کے روز دو زرہیں پہن رکھی تھیں۔

ابن سعد اور قاسم بن ثابت نے اپنی غریب میں امام شعبی سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا'' حضرت علی بن حسین نے ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذرہ کی زیارت کرائی۔ وہ یمنی نرم ذرہ تھی۔اس کے دو حلقے تھے جب اسے لٹکایا جاتا تو وہ سمٹ جاتی تھی جب اسے چھوڑ دیا جاتا تو وہ زمین کو چھوتی تھی۔

ابن سعد نے حضرت محمد بن مسلمۃ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا'' میں نے غزوہ احد میں دیکھا۔آپ نے دو نے ذرہیں پہن رکھی تھیں۔ان میں سے ایک کا نام ذات الفضول تھا۔آپ نے غزوہ حنین کے روز بھی دو ذرہیں پہن رکھی تھیں۔ذات الفضول اور السغدیہ۔''

امام ترمذی نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا'' غزوہ احد کے روز آپ نے دو زرہیں پہن رکھی تھیں۔ابن سعد نے حضرت جعفر بن محمد سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کی زرہ کے سینے کے پاس دو حلقے تھے۔دو حلقے پچھلی طرف تھے۔حضرت جعفر نے کہا'' میں نے اسے پہنا تو میں زمین پر گر پڑا۔''

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ کی زرہ تین قابل توجہ جو کے عوض رہن رکھی گئی تھی۔دوسری روایت میں ساٹھ قابل توجہ جو کا تذکرہ ہے۔یہ جو آپ کے اہل وعیال کے لیے تھے۔

ابن سعد نے حضرت اسماء بنت یزید سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا'' جس روز آپ کا وصال ہوا اس روز آپ کی زرہ ایک یہودی کے ہاں ایک وسق جو کے عوض رھن پڑی ہوئی تھی۔''

آپ کا خود بھی تھا۔جسے السبوغ یا ذات السبوغ کہتے تھے۔دوسرے خود کو الموشح کہتے تھے۔امام مالک شیخان.

ابن ماجہ اور ابن ضحاک نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے روز مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔آپ کے سر اقدس پر لوہے کا خود تھا'' یہ روایت بہت سی اسناد سے مروی ہے۔

امام شافعی، امام مالک، امام احمد، امام ابوداؤد اور امام ابن ماجہ نے حضرت سائب بن یزید سے روایت کیا ہے کہ آپ نے غزوہ احد کے روز دو زرہیں پہن رکھی تھیں۔

آپ کا کمر بند بھی تھا۔اس سے وسط باندھا جاتا ہے یہ پھیلے ہوئے چمڑے کا تھا۔اس میں چاندی کے تین حلقے تھے کمر بند کے سرے پر بکسوا چاندی کا تھا۔اس کی طرف بھی چاندی کی تھی۔حافظ دمیاطی نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے۔

❁❁❁❁

پانچواں باب

ڈھالیں، ترکش اور تیر

آپ کی تین ڈھالیں تھیں۔(۱) الزلوق، (۲) الفتق، (۳) اس میں عقاب یا مینڈھے کی تصویر تھی۔

امام بیہقی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈھال بطور تحفہ پیش کی گئی۔ جس میں عقاب یا مینڈھے کی تصویر تھی۔ آپ نے اس سے ناپسند فرمایا۔ وقت صبح رب تعالیٰ نے اسے ختم فرما دیا تھا۔

ابن ضحاک نے حضرت حسین سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ڈھال پر عقاب کی تصویر تھی جو مٹ گئی۔"

ابن داؤد نے حضرت عبدالرحمان بن حسنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" میں اور حضرت عمرو بن عاص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گئے۔ آپ کے پاس چمڑے کی ڈھال تھی جسے آپ نے آڑ بنایا ہوا تھا۔

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رویت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ڈھال تھی جسے "الجمع" کہا جاتا تھا۔"

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت عروہ بن زبیر سے وہ حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے روایت کرتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کی روایت کی تصدیق کی۔ انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ کے وقت نکلے۔۔۔۔ آپ نے حدیبیہ کے کنارے قیام فرمایا وہاں ایک کنواں تھا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ صحابہ کرام نے وہیں قیام فرمایا۔ انہوں نے جلد ہی وہ پانی نکال لیا۔ بارگاہ رسالت مآب میں پیاس کی شکایت کی آپ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا۔ پھر اسے اس کنویں میں گاڑھنے کا حکم دیا۔ بخدا! اس کنویں سے سارا لشکر سیراب ہو گیا۔"

امام بغوی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک شخص آیا۔ اس نے کاشانہ اقدس میں جھانکا۔ آپ نے ترکش سے تیر نکالا اس کی طرف تیزی سے لے گئے وہ شخص چلا گیا۔"

❀❀❀❀

چھٹا باب

آپ کے جھنڈے، پرچم اور خیمے

حضور اکرم ﷺ کے جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔ اس پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا۔ ایک اور جھنڈا سیاہ رنگ کا تھا۔ ایک جھنڈا خاکستری تھا۔ آپ کا ایک درمیانہ سیاہ جھنڈا بھی تھا۔ جس کا رنگ دھاری دار تھا۔ اسے عقاب کہا جاتا تھا۔ ایک جھنڈے کی رنگت زرد تھی۔ جیسے کہ سنن ابی داؤد نے سماک بن حرب سے روایت کیا۔

امام احمد، امام ترمذی اور الطبرانی نے صحیح کے افراد (سوائے حبان بن عبید اللہ کے) حضرت بریدہ اور ابن عباس سے ابن عدی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کے جھنڈے کا رنگ سیاہ تھا۔ دوسرے جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔ حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ اس پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا۔ اس روایت کو حضرت ابن عباس نے روایت کیا ہے۔

امام ترمذی، ابوداؤد، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے جھنڈے کی رنگت سفید تھی۔

ابن عدی اور ابن ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کے جھنڈے کی رنگت سیاہ تھی آپ کا پرچم سفید تھا۔ جس پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا۔"

مسدد نے عون سے اور انہوں نے بکر بن وائل کے ایک بزرگ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "ایک دن آپ نے سیاہ چادر کا ٹکڑا نکالا۔ اسے اپنے نیزہ پر باندھا۔ پھر اسے ہلایا فرمایا "کون ہے جو اس کو لے گا اور اس کا حق ادا کرے گا۔" اس کی شرط کی وجہ سے مسلمان ڈر گئے۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں گیا۔ اس نے عرض کی "میں اس کے حق کے ساتھ اسے لیتا ہوں۔ اس کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا "اس کا حق یہ ہے کہ تم اگلی صفوں میں جہاد کرو اور اس کے ساتھ کسی کافر سے پیٹھ نہ پھیرو۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے شریک نخعی کے بعض نے اسے ثقہ اور بعض نے ضعیف قرار دیا ہے)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا جھنڈا سیاہ تھا" انہوں نے ثقہ راویوں سے (سوائے محمد بن لیث بداری کے) حضرت مزیدہ عبدی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انصار کے جھنڈے باندھے ان کی رنگت زرد تھی۔"

انہوں نے حضرت یزید بن اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بنو سلیم کا جھنڈا باندھا اس کا رنگ سرخ تھا امام احمد نے صحیح کے راویوں سے (سوائے عثمان بن زفر الشامی کے یہ بھی ثقہ ہے)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کا جھنڈا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس اور انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ کے پاس ہوتا تھا۔ جب گھمسان کا رن ہوتا تھا تو آپ انصار کے جھنڈے کے نیچے تشریف فرما ہوتے تھے۔

امام بخاری نے حضرت حارث بن حسان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں مسجد میں داخل ہوا۔ آپ کے ارد گرد صحابہ کرام کا ہجوم تھا۔ آپ کے پاس سیاہ جھنڈا تھا۔ میں نے پوچھا "لوگ کیوں جمع ہیں؟ انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ حضور اکرم ﷺ ہیں جو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو کسی مہم میں بھیجنا چاہتے ہیں۔"

امام بخاری نے حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حضرت عباس سے سنا وہ حضرت زبیر سے فرما رہے تھے "حضور اکرم ﷺ نے اس جگہ تمہیں حکم دیا تھا کہ یہاں جھنڈا گاڑ دو۔"

ابو داؤد اور امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا جھنڈا چوکور تھا جس میں سیاہ اور سفید دھاریاں تھیں۔ ابو داؤد نے حضرت سماک سے اور انہوں نے اپنی قوم کے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ آپ کے جھنڈے کی رنگت زرد تھی۔

ابن ضحاک نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "غزوۂ احد کے روز آپ کا جھنڈا سیاہ چادر کا تھا۔ جس پر کجاؤں کی تصاویر تھیں۔ یہ چادر مبارک حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تھی۔ انصار کے جھنڈے پر عقاب کی تصویر تھی۔"

امام احمد، امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حارث بن حسان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں مدینہ طیبہ آیا۔ میں نے آپ کی زیارت کی۔ آپ منبر پاک پر جلوہ افروز تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے تھے۔ انہوں نے تلوار حمائل کر رکھی تھی۔ آپ کا جھنڈا سیاہ تھا۔ میں نے پوچھا "یہ کیا ہے؟ انہوں نے مجھے بتایا "یہ حضرت عمرو بن عاص ہیں جو کسی سریہ سے واپس آئے ہیں۔"

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا جھنڈا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس ہوتا تھا۔ جب جنگ کی چکی رہی ہوتی تھی اس وقت آپ انصار کے جھنڈے کے نیچے ہوتے تھے۔"

ابو داؤد نے حسن روایت کیا ہے کہ محمد بن قاسم کے غلام یونس بن عبید اللہ نے مجھے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تا کہ میں ان سے حضور اکرم ﷺ کے جھنڈے کے بارے پوچھوں۔ انہوں نے فرمایا "آپ کا جھنڈا سیاہ اور چوکور ہوتا تھا۔"

امام بخاری نے عون بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے غزوۂ تبوک میں آپ کی زیارت کی۔ اس وقت آپ چمڑے کے خیمے میں تھے۔

امام نسائی نے حضرت صفوان بن معلی سے اور وہ اپنے والدِ گرامی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا ''میں نے دیکھا نہیں تھا کہ آپ پر نزولِ وحی کیسے ہوتا تھا۔ ہم جعرانہ کے مقام پر تھے۔ آپ ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت عمران نے میری طرف اشارہ کیا۔ میں نے اپنا سر خیمہ میں داخل کر دیا۔''

ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے بالوں کے خیمے کا حکم دیا۔

امام حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ چمڑے کے سرخ خیمے میں جلوہ افروز تھے۔ آپ کے پاس تقریباً چالیس افراد تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا ''اسے تمہارے لیے فتح کر دیا گیا ہے۔ تمہاری مدد کر دی گئی ہے۔ حکم نافذ ہو چکا ہے تم میں سے جو اسے پالے تو اسے اللہ رب العزت سے ڈرنا چاہیے نیکی کا حکم دینا چاہیے برائی سے روکنا چاہیے صلہ رحمی کرنی چاہیے وہ شخص جو ناحق اپنی قوم کی مدد کرتا ہے وہ اس اونٹ کی مانند ہے جو دم اٹھا کر بلندی سے گرتا ہے۔''

مسدد، ابن ابی شیبہ اور ابن حبان نے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے ساتھ بنو عامر کے دو اور شخص بھی تھے۔ آپ الابطح میں سرخ خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے پوچھا ''تمہارا تعلق کس قبیلہ کے ساتھ ہے؟ ہم نے عرض کی ''بنو عامر سے'' آپ نے فرمایا ''تمہیں خوش آمدید! تم مجھ سے ہو۔''

تنبیہات

1. الحافظ نے لکھا ہے کہ الرایۃ، اللواء کے معنی میں ہے۔ اس سے مراد وہ جھنڈا ہے جسے جنگ میں اٹھایا جاتا ہے جس سے سپہ سالار کی پہچان ہوتی ہے بعض اوقات اسے لشکر کے آگے بھیجا جاتا ہے۔ اہل لغت نے لکھا ہے کہ یہ دونوں الفاظ مترادف ہیں۔ سابقہ احادیث ان کے معانی کے اختلاف پر دلالت کرتی ہیں شاید اس میں عرف کے اعتبار سے فرق ہو۔

2. ابو الاسود کی روایت میں عروہ نے، ابن اسحاق، محمد بن عمرو اور ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ جھنڈے غزوہ خیبر میں پائے گئے وہ پہلے پرچم کو ہی جانتے تھے۔

3. الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت محارب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیادہ کی طرف لکھا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''جس قوم کو میں نے دیکھا ہے دشمن اس پر غالب نہیں آ سکتا'' یا فرمایا ''میں نے انہیں بنو بکر بن وائل کے شخص کے ساتھ دیکھا۔''

4. ابن ضحاک نے حضرت زہیر بن محمد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا'' آپ کا جھنڈا عقاب، گھوڑا المرتجز، اونٹنیاں العضباء، القصواء اور الجدعاء تھیں۔ آپ کے گدھے کا نام یعفور، تلوار کا نام ذوالفقار، زرہ ذات الفضول، چادر مبارک کا نام الفتح اور پیالے کا نام ''الغمر'' تھا۔

ساتواں باب

آپ کی زین، پالان، نیچے بچھانے والی گدی اور رکاب

امام احمد، ابوداؤد اور ابن جوزی نے حضرت ابو عبدالرحمان فھری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا آپ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرما رہے تھے "میرے لیے میرے گھوڑے پر زین ڈالو" انہوں نے ایسی زین نکالی جس کے کنارے کھجور کے بنے ہوئے تھے۔ جس میں غرور و تکبر کا نام تک نہ تھا۔"

الطبرانی نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زین کا نام الداج الموجز تھا۔ الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت جریر یا حریز رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ میں نے آپ کے کجاوے کی گدی پر ہاتھ رکھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ایک نرم بکری کی کھال کی بنی ہوئی تھی۔"

ابن سعد اور امام بغوی نے حضرت ابولیلیٰ کندی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "مجھے اس گھر کے مالک جریز یا حریز رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ آپ منیٰ میں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ میں نے آپ کے کجاوے پر ہاتھ رکھا اس کی گدی بکری کی جلدی کی تھی۔

❁❁❁❁

آپ کی سواری کے آداب

پہلا باب

آپ کے سوار ہونے کے آداب

[عربی نسخہ میں اس باب میں اس عنوان کے تحت کوئی مواد موجود نہیں ہے]

✿✿✿✿

دوسرا باب

اپنی سواری پر کسی اور کو آگے یا پیچھے سوار کر لینا

ابن ابی شیبہ اور ابن مندہ نے حضرت عبداللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر سے واپس تشریف لاتے تو اہل بیت کے بچے آپ کا استقبال کرتے۔ ایک دفعہ آپ سفر سے واپس تشریف لائے۔ میں سب سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے مجھے اپنے آگے سوار کر لیا۔ پھر سیدۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا کوئی لخت جگر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے انہیں اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ اس طرح ہم تینوں آپ کی سواری پر مدینہ طیبہ داخل ہوئے۔

مسدد نے حضرت مورق سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سفر سے واپس تشریف لائے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہما نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے ان میں سے بڑے کو اپنے پیچھے اور چھوٹے کو اپنے آگے بٹھا لیا۔"

امام احمد اور شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے حضرت قثم کو اپنے سامنے اور حضرت فضل کو اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا۔"

ابن مبارک نے الزھد میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری پر سوار ہوئے۔ آپ نے حضرت قثم کو اپنے سامنے اور حضرت فضل کو اپنے پیچھے بٹھا لیا" واللہ اعلم۔

✿✿✿✿

تیسرا باب

وہ خوش نصیب افراد جو آپ کے ساتھ سوار ہوئے

پچاس ایسے خوش نصیب افراد ہیں جنہیں آپ نے اپنے ساتھ سوار کیا۔ الحافظ ابوزکریا یحیٰی بن عبدالوھاب نے ایک لطیف جزء میں ان کے نام لکھے ہیں۔ انہوں نے انتہائی کوشش کی ہے۔ میں نے ان میں اضافہ کیا ہے اور ان کے اسماء ان کے ساتھ ملا دیے ہیں۔

امام احمد، امام بخاری اور ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب آپ سفر کرتے۔ کسی غزوہ کے لیے تشریف لے جاتے تو ہر روز اپنے کسی صحابی کو اپنے پیچھے سوار کر لیتے" ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

- حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام۔
- سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ امام احمد اور امام بخاری نے محمد بن یحییٰ بن عمر سے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے اس وقت آپ کے پیچھے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔
- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ۔ ابو داؤد نے ان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں حضور شفیع المعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ آپ اپنے دراز گوش پر سوار تھے۔ سورج غروب ہونے کے قریب تھا۔ آپ نے فرمایا "تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے کہا "اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں" آپ نے فرمایا "یہ کیچڑ کے چشمے میں غروب ہوتا ہے۔"
- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔ ابن مندہ نے حضرت خالد الزیاد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ سے اس وقت الروحاء کے مقام پر ملاقات کی جب آپ بدر سے واپس آ رہے تھے۔ آپ نے رکاب سے اپنی ٹانگ مبارک باہر نکالی فرمایا "سوار ہو جاؤ۔" آپ نے انہیں اپنے پیچھے سوار کر لیا انہوں نے آہ بھری تو آپ نے فرمایا "خاموش ہو جاؤ" یوسف بہلول نے کہا ہے "یعنی خاموش ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح کر دیا ہے۔"

۵ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ عرفہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حجۃ الوداع کے وقت آپ کی زیارت کی۔ آپ کے پاس قربانی کے جانور لائے گئے۔ آپ نے فرمایا "میرے لیے ابوالحسن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلاؤ" حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا۔ آپ نے فرمایا "نیزہ کے نچلے حصہ کو پکڑو۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کا اگلا حصہ پکڑا۔ آپ نے جانور کو دے مارا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو آپ خچر پر سوار ہوئے۔ اپنے پیچھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بٹھالیا۔

حضرت عمرو بن رافع المزنی سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی آپ نے نماز ظہر کے بعد اپنے خچر پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے اپنے پیچھے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بٹھا رکھا تھا۔

۶ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔ امام احمد نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں اپنی سواری کے پیچھے بٹھا لیا۔ جب آپ اس پر جم کر بیٹھ گئے تو آپ نے تین بار اللہ اکبر تین بار الحمد للہ تین بار سبحان اللہ اور ایک بار لا الہ الا اللہ پڑھا۔

۷ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما۔ امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ فتح مکہ کے روز حضور اکرم ﷺ مکہ مکرمہ کے بالائی حصے کی طرف سے آئے آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھا رکھا تھا۔

امام احمد اور شیخان نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ دراز گوش پر سوار ہوئے۔ جس پر پالان تھا۔ جس کے نیچے کپڑا تھا۔ آپ اس پر سوار ہوئے اپنے پیچھے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو سوار کیا۔ آپ بنو حارث میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔

۸ ابو ملیح بن اسامہ رضی اللہ عنہما۔ امام حاکم نے مستدرک میں اور امام نسائی نے حضرت ابو ملیح بن اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں حضور اکرم ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ ہمارا اونٹ پھسلا میں نے کہا "شیطان ہلاک ہو جائے" آپ نے فرمایا "شیطان ہلاک ہو جائے" نہ کہو۔ اس سے وہ کمرے جتنا بڑا ہو جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے "میں نے اپنی قوت سے اسے پچھاڑ دیا ہے۔ بلکہ "بسم اللہ" پڑھو وہ چھوٹا ہو کر مکھی کی طرح ہو جاتا ہے۔

۹ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔

۱۰ حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ وہب بن ربیعہ بن ہلال ہیں حضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں ان کا وصال مسجد نبوی میں ہوا تھا۔ امام احمد، امام الطبرانی نے الکبیر میں، ابن ابی شیبہ، ابن مندہ، عبد بن حمید اور ابن حبان نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "اسی اثناء میں کہ ہم کسی سفر میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے کسی سفر میں تھے میں آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا "یا سہیل بن بیضاء! آپ نے دو بار یا تین بار اسی طرح باآواز بلند کہا ہر بار حضرت سہیل نے آپ کو جواب دیا۔ صحابہ کرام نے آپ کی آواز مبارک سن لی

انہوں نے سمجھا کہ شاید آپ ان کا ارادہ فرمائے ہوئے ہیں جو آگے تھے انہیں روک لیا گیا اور جو پیچھے تھے وہ آپ سے مل گئے۔ جب سارے صحابہ کرام آپ کے ساتھ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا "جس نے لا الہ الا اللہ کی گواہی دی رب تعالیٰ اس پر آگ کو حرام فرما دے گا اور جنت کو اس کے لیے واجب کر دے گا۔"

⓫ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ۔ امام بزار نے ثقہ راویوں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، امام احمد اور شیخین نے حضرت انس سے، امام احمد شیخین اور امام ترمذی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کرایا۔ اس گدھے کو عفیر کہا جاتا تھا۔ آپ کے اور ان کے مابین صرف کجاوے کا آخر کنارہ ہی تھا۔ آپ نے فرمایا "یا معاذ بن جبل! انہوں نے عرض کی "لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسعدیک!" پھر آپ کچھ دیر کے لیے چلے پھر فرمایا "یا معاذ بن جبل!" انہوں نے عرض کی "لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسعدیک!" پھر آپ کچھ دیر کے لیے چلے پھر فرمایا "یا معاذ بن جبل!" آپ نے فرمایا "کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا اس کے بندوں پر کیا حق ہے" حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی "رب تعالیٰ اور اس کا رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں" آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں، اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں" پھر آپ کچھ دیر چلے اور فرمایا "یا معاذ بن جبل! انہوں نے عرض کی "لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسعدیک! آپ نے فرمایا "کیا تم جانتے ہو کہ بندوں کا رب تعالیٰ پر کیا حق ہے انہوں نے عرض کی "اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں" آپ نے فرمایا "بندوں کا رب تعالیٰ پر حق یہ ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے" انہوں نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں لوگوں کو بشارت نہ دوں؟ آپ نے فرمایا "نہیں! اس طرح وہ عمل ترک کر دیں گے" حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے وصال کے وقت توبہ و استغفار کرتے ہوئے یہ روایت بیان فرمائی۔"

⓬ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ۔ بزار نے ثقہ راویوں سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا "حذیفہ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کی "اللہ ورسولہ اعلم" آپ نے فرمایا "یہ کہ وہ اس کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں پھر فرمایا "حذیفہ! میں نے عرض کی "لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! فرمایا "کیا تم جانتے ہو کہ بندے کا اس کے رب تعالیٰ پر کیا حق ہے؟ جبکہ وہ حق ادا کر لیں" میں نے عرض کی "اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محترم ہی بہتر جانتے ہیں" آپ نے فرمایا "یہ کہ رب تعالیٰ اپنے بندوں کو معاف کر دے۔"

⓭ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما۔ امام احمد نے حضرت ابوامامہ باہلی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حجۃ الوداع کے موقع پر آپ اٹھے۔ آپ کے پیچھے حضرت فضل رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا "اے لوگو! مجھ سے علم سیکھ

لو اس سے پہلے کہ علم کو قبض کر لیا جائے" یا "اس سے پہلے کہ علم کو اٹھا لیا جائے۔"

آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ بنو خثعم کی ایک عورت آئی۔۔۔۔ یہ ساری روایت حجۃ الوداع اور نکاح کے باب میں آئے گی۔ انشاء اللہ۔

۱۴ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما۔ امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "ایک دن مجھے آپ نے پیچھے بٹھایا مجھے ایک حدیث پاک سنائی جو میں کسی سے بیان نہیں کروں گا۔"

۱۵ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ محب الطبری نے اپنی "سیرت" میں لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پالان کے بغیر گدھے پر سوار ہو کر قباء تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے فرمایا "ابوہریرہ! کیا تمہیں سوار نہ کر لوں؟ انہوں نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے آپ کی مرضی" آپ نے فرمایا "سوار ہو جاؤ" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سوار ہونے کے لیے اچھلے مگر سوار نہ ہو سکے۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑا۔ آپ اور حضرت ابوہریرہ دونوں نیچے گر پڑے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے۔ آپ نے فرمایا "ابوہریرہ! میں تمہیں سوار کر لوں؟ انہوں نے عرض کی "جیسے آپ کی منشا ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپ نے فرمایا "سوار ہو جاؤ" وہ سوار ہونے کے لیے اچھلے۔ مگر وہ سوار نہ ہو سکے۔ انہوں نے آپ کو پکڑ لیا۔ آپ اور وہ دونوں نیچے آ گئے۔ پھر فرمایا "ابوہریرہ! کیا میں تمہیں سوار نہ کر لوں؟ انہوں نے عرض کی "نہیں! مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں آپ کو تین بار نیچے نہیں گراؤں گا" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سوار تھا۔ آپ نے فرمایا "ابوہریرہ (یا ابوھر!) اکثر ہلاک ہو گئے۔ اکثر روز حشر قلیل ہوں گے۔ مگر جس نے اس طرح کہا "مال کے ساتھ اس طرح اس طرح۔"

۱۶ حضرت قثم رضی اللہ عنہ۔ پچھلے باب میں گزر چکا ہے کہ آپ نے ایک کو اپنے آگے اور دوسرے کے اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ امام احمد اور شیخان نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "آپ نے قثم کو اپنے پیچھے اور فضل کو اپنے آگے بٹھایا تھا۔"

۱۷ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ۔ حضرت اسامہ نے اپنے والد گرامی حضرت زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرم کے پتھروں کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔ آپ نے مجھے اپنے پیچھے سوار کیا ہوا تھا۔ جب آپ مکہ مکرمہ کے بلند حصے تک پہنچے تو زید بن عمر بن نفیل نے آپ سے ملاقات کی۔

۱۸ ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ۔ ابو زرعہ رازی نے کہا ہے کہ یہ اہل صفہ میں سے تھے انہوں نے درخت کے نیچے آپ

کی بیعت کی تھی۔ غزوۂ خندق کے روز آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ حمراء الاسد کی طرف آپ کے راہ دان تھے۔

◆ شرید بن سوید الثقفی ابوعمرو رضی اللہ عنہ۔ امام بخاری نے ادب میں ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "آپ نے مجھے اپنے پیچھے سوار کیا۔ فرمایا "کیا تم امیر بن ابی صلت کے لیے پانی نہیں لاتے؟ میں نے عرض کی "ہاں" آپ نے فرمایا "ٹھیک ہے۔"

◆ سلمہ بن عمرو بن وھب بن سنان یہی الاکوع الاسلمی ہیں۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے سوار کرایا حتیٰ کہ ہم مدینہ طیبہ داخل ہو گئے۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "آپ نے مجھے کئی بار اپنے پیچھے سوار کیا۔ کئی بار میرے سر پر دستِ اقدس پھیرا۔ میرے لیے اور میری اولاد کے لیے اتنی بار مغفرت طلب کی۔ جتنی میرے ہاتھ کی انگلیاں ہیں۔

◆ حضرت علی ابن ابی العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ۔ مصعب زبیری نے لکھا ہے کہ فتح مکہ کے روز آپ نے انہیں اپنے پیچھے بٹھایا۔ زبیر بن بکار نے کہا ہے "مجھے عمر بن ابوبکر الموصلی نے روایت بیان کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی بن ابی عاص کو فتح مکہ کے روز اپنے پیچھے سوار کیا تھا۔"

◆ بنو عبد المطلب کا ایک غلام۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "جب آپ فتح مکہ کے روز مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو بنو عبد المطلب کے دو غلاموں نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے ان میں سے ایک کو اپنے آگے اور دوسرے کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔

◆ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ۔ ابوملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے کہا "کیا تمہیں وہ دن یاد ہے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے ملاقات کی تھی۔ آپ نے مجھے سوار کر لیا تھا اور تمہیں چھوڑ دیا تھا۔"

◆ حضرت اسامۃ بن عمیر الھذلی رضی اللہ عنہ۔ الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت اسامہ بن عمیر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سوار تھا۔ ہمارا اونٹ پھسلا تو میں نے کہا "شیطان ہلاک ہو جائے" آپ نے فرمایا "اس طرح نہ کہو کہ شیطان ہلاک ہو جائے وہ بڑا ہو کر کمرے جتنا ہو جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے "میں نے اسے اپنی قوت سے پچھاڑ دیا ہے" تم بسم اللہ پڑھا کرو۔ اس طرح کہنے سے وہ مکھی کی طرح ہو جاتا ہے۔"

◆ نامعلوم شخص۔ ممکن ہے کہ شخص حضرت اسامہ ہی ہوں یا کوئی اور ہو۔ امام احمد نے صحیح کے افراد سے ان سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "میں گدھے پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ گدھا پھسلا تو میں نے کہا "شیطان ہلاک ہو جائے۔۔۔"

◆ ایک اور نامعلوم شخص۔ ابوداؤد نے عبد الرحمان بن یعمر الدیلی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "ہم بارگاہ

رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ میدان عرفات میں تھے۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔"

۲۷ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے بٹھایا۔ میں نے اپنا منہ مہر نبوت پر رکھ دیا۔ میں نے ایک رات میں آپ سے ستر احادیث سنیں۔ انہیں آپ سے میرے ساتھ کسی اور نے نہ سنا تھا۔

۲۸ حضرت عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔ انہوں نے فرمایا "میں آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں عرض کی "اس کی ماں بوڑھی ہے۔ اگر اس نے اسے روک دیا تو اسے خدشہ ہے کہ وہ اسے قتل کر دے گا۔ اگر وہ سوار کراتا ہے تو وہ سواری پر ٹھہر نہیں سکتی" آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ اس کی طرف سے حج کر لے۔"

۲۹ عقبہ بن عامر۔

۳۰ ابو امامہ صدی بن عجلان الباھلی رضی اللہ عنہ۔ انہوں نے فرمایا "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے وارث کے لیے وصیت نہیں ہے۔ بچہ صاحب بستر کا ہے جبکہ زنا کار کے لیے پتھر ہیں۔ اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ پر ہے۔"

۳۱ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ۔ ان کا نام عویمر بن مالک یا ابن ثعلبہ بن مالک ہے یا کچھ اور ہے انہوں نے فرمایا "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا "ابو درداء! جس نے اخلاص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دی اس کے لیے جنت واجب ہے۔"

۳۲ ابو ایاس رضی اللہ عنہ۔ ابن مندہ اور حارث بن ابی اسامہ نے ان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا "قُل" میں نے عرض کی "میں کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا "قل ھو اللہ احد۔ حتیٰ کہ آپ نے ساری سورت ختم کر دی۔ پھر آپ نے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھی۔ پھر فرمایا "ابو ایاس! ان سورتوں کی مثل لوگوں نے کبھی نہ پڑھا۔"

۳۳ قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما۔ انہوں نے فرمایا "حضور مبلغ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے دروازے پر کھڑے ہوئے۔ حضرت سعد نے آہستہ سے سلام کا جواب دیا۔ آپ نے پھر سلام کیا۔ حضرت سعد نے آہستہ سے جواب دیا۔ آپ نے پھر سلام کیا اور حضرت سعد نے آہستہ سے سلام کا جواب دیا۔ جب آپ نے یہ دیکھا تو آپ واپس جانے لگے۔ حضرت سعد آپ کے پیچھے دوڑتے ہوئے نکلے۔ عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اس لیے آہستہ جواب دیا ہے تاکہ آپ ہم پر کثرت سے سلام بھیجتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اندر تشریف لے آئیں۔" آپ اندر تشریف لے گئے انہوں نے آپ کے لیے ٹھنڈا پانی رکھا۔ آپ نے غسل فرمایا۔ پھر یہ دعا مانگی "مولا! انصار پر، انصار کی اولاد پر اور انصار کی اولاد کی اولاد پر رحم فرما" جب آپ نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو آپ کو گدھا پیش

کیا گیا اس پر کپڑا ڈالا گیا۔ وہ کپڑا ریشمی نہ تھا قرام عربی کا کپڑا تھا۔ انہوں نے اپنے لخت جگر کو آپ کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ گدھے کو واپس لے آئیں۔ آپ نے ان سے فرمایا" اسے میرے آگے بٹھا دو" انہوں نے عرض کی" سبحان اللہ! یا نبی اللہ ﷺ! میں اسے آپ کے آگے بٹھاؤں" آپ نے فرمایا" ہاں! یہ اس کے بیٹنے کا زیادہ مستحق ہے" انہوں نے عرض کی" یارسول اللہ ﷺ! اس کا سینہ آپ کے لیے ہے" آپ نے فرمایا" پھر اسے میرے پیچھے سوار کر دو"۔

- خوت بن زبیر انصاری رضی اللہ عنہ۔ ابن مندہ نے لکھا ہے کہ جب آپ غزوہ بدر کے لیے تشریف لے گئے تو یہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے انہیں روحاء سے واپس بھیج دیا کیونکہ یہ بیمار ہو گئے تھے" یہ آخری روایت ہے جسے ابن مندہ نے ذکر کیا ہے۔
- حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ یا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ۔
- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ۔ روایت ہے کہ آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور فرمایا" تمہارے جسم کا کون سا حصہ میرے ساتھ لگ رہا ہے؟ انہوں نے عرض کی پیٹ آپ نے یہ دعا مانگی" مولا! اسے حلم سے بھر دے" ابن عائذ نے کہا ہے" میں نے اس روایت کا تذکرہ ابومہر سے کیا" انہوں نے کہا" آپ میں کتنی سچائی تھی حضرت معاویہ کو حلم سے بھر دیا گیا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا" حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا" تمہارے جسم کا کون سا حصہ میرے ساتھ لگ رہا ہے؟ انہوں نے عرض کی "پیٹ" آپ نے فرمایا" رب تعالیٰ تمہارے پیٹ کو حلم سے بھر دے"۔

- حضرت ام المومنین صفیہ بن حیی رضی اللہ عنہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا" ہم خیبر سے واپس تشریف لائے۔ آپ حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو لے کر آئے۔ وہ آپ کے قبضہ میں تھیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ چل رہے تھے۔ آپ کے پاس چادر تھی پھر آپ نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے بٹھا لیا" حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ حضور اکرم ﷺ کی ناقہ مبارکہ پھسلی۔ آپ کے پیچھے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ حضرت ابوطلحہ جلدی سے اٹھے۔ انہوں نے عرض کی" کیا آپ کو نقصان پہنچا ہے؟ انہوں نے فرمایا" نہیں! اس خاتون محترمہ رضی اللہ عنہا کا خیال کرو" انہوں نے کہا" میرے چہرے پر کپڑا تھا۔ میں نے ام المومنین رضی اللہ عنہا پر پھینک دیا۔
- بنو غفار کی ایک عورت۔ امام احمد اور ابوداؤد نے اس خاتون سے روایت کیا ہے۔ اس نے کہا" حضور اکرم ﷺ نے مجھے اپنے کجاوے کے پیچھے سوار کیا۔ بخدا! وقت صبح ہی آپ نیچے اترے۔ آپ نے اونٹنی بٹھائی میں کجاوے

کے پچھلے حصے سے نیچے اتری۔ میں نے دیکھا وہاں خون تھا یہ پہلا حیض تھا جو مجھے آیا تھا۔ میں اونٹنی کی سمت سکڑ گئی مجھے بہت زیادہ حیاء آئی۔ جب آپ نے خون دیکھا تو آپ نے فرمایا "شاید تمہیں حیض آ گیا ہے؟ میں نے عرض کی "ہاں! آپ نے فرمایا" اپنی حالت عمدہ کرو۔ پانی کا ایک برتن لو اس میں نمک ملاؤ پھر کجاوے سے خون دھو ڈالو۔ پھر اپنی سواری کی طرف لوٹ چلو" جب آپ نے خیبر فتح فرما لیا تو ہمیں مالِ فئے میں سے کچھ عطا فرمایا۔"

- ۶۰ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا۔
- ۶۱ حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا۔
- ۶۲ حضرت آمنہ جیسے کہ آنے والے اشعار میں ان کا تذکرہ ہے۔

ایک شاعر نے ان سعادت مندوں کے نام یوں نظم کیے ہیں:

و اردفه جم غفير فمنهم	علی و عثمان سوید و جبرائیل
اسامه و صدیق ثم ابن جعفر	و زید وعبدالله ثم سهیل
معاویه قیس بن سعد صفیه	و سبطاه ما ذا عنهم ساقول
معاذ ابودرداء بریدة عقبه	و آمنه ان قام ثم دلیل
و اولاد عباس كذا قال شارح	اسامه والدوسی فهو نبیل
كذالك خوات حذيفه سلمه	كريم و اما وجهه فجميل
كذا بنت قيس خوله و ابن اكوع	و قدر هم فی العالمين جليل
كذالك غلمان ثلاث وزاد ابا	اياس و حسبی الله فهو وكيل
كذالك زيد جابر ثم ثابت	فعن حبهم والله لست احول

آپ نے اپنے پیچھے بہت سے لوگوں کو بیٹھنے کی سعادت دی۔ ان سعادت مندوں میں یہ حضرات قدسی شامل ہیں۔

حضرات علی، عثمان، سوید، جبرائیل امین، اسامہ، صدیق اکبر، ابن جعفر، زید، عبداللہ، سہیل، معاویہ، قیس بن سعد، صفیہ، حسنین کریمین، معاذ، ابودرداء، بریدہ، عقبہ، آمنہ (اگر ان کے بارے دلیل مل جائے) حضرت عباس کی اولاد، شارح نے اس طرح کہا ہے) اسامہ، ابوہریرہ (یہ کتنے بلند مرتبہ ہیں) خوات، حذیفہ، سلمہ (یہ کریم تھے ان کا چہرہ کتنا خوبصورت تھا) خولہ بنت قیس، ابن اکوع (دنیا میں ان کی عزت بہت زیادہ ہے) اسی طرح تین بچے اور ایاس رضی اللہ عنہم۔ مجھے رب تعالیٰ کافی ہے اور وہی میرا وکیل ہے اسی طرح یہ سعادت حضرات زید، جابر اور ثابت نے حاصل کی۔ بخدا! میں ان کی محبت سے کبھی نہیں پھروں گا۔"

بعض شعراء نے ان کے علاوہ یہ اشعار بھی کہے ہیں:

هناك رجال لم يسموا حذيفه	غفاريه فاعلمه ثم اقول
صدى بن عجلان سويد ابو ذر	فذلكِ حاز الفضل و هو جزيل
كذالك ابوهر روؤه فكن له	سميعا رواة النقل ثم عدول
و عقبه بن عامر لم يرواله	عليك بها يدعىٰ لدىّ نبيل

بعض افراد ایسے بھی ہیں جنہوں نے یہ سعادت حاصل کی مگر راویوں نے ان کے نام نہ لیے وہ حضرت حذیفہ غفاریہ (انہیں جان لو پھر میں کہتا ہوں) صدی بن عجلان، سوید، ابو ذر (اسی طرح انہوں نے فضل حاصل کیا اور وہ بہت جلیل القدر ہیں) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم۔ انہیں سننے والا بن جا روایت کے راوی عادل ہیں اسی طرح یہ سعادت حضرت عقبہ بن عامر نے حاصل کی۔ انہوں نے تمہارے لیے ان کا نام روایت نہیں کیا۔ یہ میرے ہاں بہت زیادہ بلند مرتبت ہیں۔

❁❁❁❁

آپ کے جانور

پہلا باب

گھوڑوں سے آپ کی محبت، ان کی عزت کرنا، ان کے لیے وصیت کرنا، ان کے بال کاٹنے سے منع کرنا

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

① گھوڑوں سے محبت اور ان کی عزت کرنا

امام نسائی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کو عورتوں کے بعد گھوڑے سے زیادہ اور کوئی چیز پسند نہ تھی" دوسرے الفاظ یہ ہیں "بخدا! آپ کو گھوڑوں سے زیادہ کوئی چیز پسند نہ تھی سوائے عورتوں کے۔"

ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابو یعلی نے ثقہ راویوں سے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "بخدا! آپ کو گھوڑوں سے بڑھ کر اور کوئی چیز پسندیدہ نہ تھی۔ سوائے اونٹ اور عورتوں کے۔"

امام مالک نے الموطا میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، ابو عبیدہ نے کتاب الخیل میں موصولاً انصار کے ایک بزرگ سے ابو داؤد نے مراسیل میں حضرت نعیم بن ھند سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم رحمت عالم ﷺ اپنی چادر مبارک سے اپنے گھوڑے کا چہرہ صاف کر رہے تھے آپ سے اس کے متعلق عرض کی گئی تو فرمایا "مجھے آج رات گھوڑے کے بارے عتاب کیا گیا ہے۔"

ابن ابی سعد نے حضرت عبداللہ بن واقد سے روایت کیا ہے کہ انہیں معلوم ہوا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنے گھوڑے کو پرسکون کرتے تھے اور اپنی قمیص کی آستین سے اس کا چہرہ صاف کرتے تھے۔

ابو داؤد نے نعیم بن ابی ھند سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "بارگاہ رسالتمآب میں ایک گھوڑا پیش کیا گیا۔

آپ اٹھ کر اس کی طرف تشریف لے گئے۔اپنی قمیص مبارک کی آستین سے اس کا چہرہ آنکھیں اور نتھنے صاف کیے۔آپ سے عرض کی گئی "یارسول اللہ ﷺ! آپ اپنی قمیص کی آستین سے صاف کر رہے ہیں" آپ نے فرمایا "حضرت جبرائیل نے گھوڑوں کے بارے مجھے وصیت کی ہے۔"

حارث بن ابی اسامہ نے حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کو دیکھا وہ اپنی قمیص کی آستین کے ساتھ اپنے گھوڑے کا چہرہ صاف کر رہے تھے۔"

ابوداؤد طیالسی نے ثقہ راویوں سے حضرت عروہ البارقی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کو دیکھا گیا۔آپ اپنے گھوڑے کے رخسار صاف کر رہے تھے۔آپ سے عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا "جبرائیل امین نے مجھے گھوڑوں کے بارے وصیت کی ہے۔"

ابوعبیدہ نے حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت کیا ہے کہ آپ کو دیکھا گیا کہ آپ اپنی چادر مبارک کے ساتھ اپنے گھوڑے کا چہرہ صاف کر رہے تھے۔جب آپ سے عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا "حضرت جبرائیل آج رات مجھے گھوڑوں کی عزت کرنے کے بارے وصیت کرتے رہے۔"

امام مالک، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم اور امام ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "روز حشر تک گھوڑوں کی پیشانیوں کے ساتھ خیر کو باندھ دیا گیا ہے۔"

امام مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "میں نے آپ کی زیارت کی آپ اپنی مبارک انگلی سے گھوڑے کی پیشانی کو جھکا رہے تھے۔آپ فرما رہے تھے "گھوڑوں کی پیشانیوں کے ساتھ روز حشر تک بھلائی کو باندھ دیا گیا ہے۔"

الطبرانی نے حضرت سوادہ بن ربیع سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔آپ نے مجھے زادراہ تیار کرنے کا حکم دیا۔آپ نے فرمایا "گھوڑے کو لازم پکڑو۔ان کی پیشانی سے روزِ حشر تک بھلائی کو باندھ دیا گیا ہے۔"

امام مسلم اور امام نسائی نے حضرت سلمہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "گھوڑوں کی پیشانی کے ساتھ روز حشر تک خیر کو باندھ دیا گیا ہے۔ان کے مالکوں کی ان پر مدد کی جاتی ہے" ابن مندہ کے یہ الفاظ ہیں "گھوڑوں کی پیشانیوں کے ساتھ روز حشر تک خیر باندھ دی گئی ہے۔ان پر خرچ کرنے والا گویا کہ دونوں ہاتھوں سے صدقہ کرنے والا ہے۔"

امام احمد نے اسماء بنت یزید سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "گھوڑوں کی پیشانیوں کے ساتھ تا حشر خیر کو باندھ دیا گیا ہے جس نے فی سبیل اللہ تیاری کے لیے اسے باندھا اور حصول ثواب کے لیے اس پر خرچ کیا تو اس کی شکم سیری، بھوک، پیاس اور سیری، لید اور پیشاب روز حشر اس کے میزان میں نیکیاں ہوں گی۔"

ابن ابی عاصم نے الجہاد میں القاضی عمر بن حسن الاشانی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''گھوڑوں کی پیشانیوں کے ساتھ روز حشر تک خیر کو باندھ دیا گیا ہے اس کے مالکوں کو ان کی وجہ سے مدد ملتی ہے۔ ان کی پیشانیوں کو پکڑو۔ ان کے لیے برکت کی دعا کرو۔ انہیں قلادے پہناؤ۔ انہیں کمان کی تانت کے قلادے نہ پہناؤ۔

ابو عبیدہ بن عطاء نے کہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''بکریوں میں برکت رکھ دی گئی ہے۔ اونٹ اپنے مالکوں کے لیے جمال کا سبب بنتے ہیں اور گھوڑوں کی پیشانی کے ساتھ تا حشر خیر باندھ دی گئی ہے۔''

بزار نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''بکریاں برکت ہیں اونٹ اپنے مالکوں کے لیے عزت کا باعث ہیں۔ گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ روز حشر تک خیر کو باندھ دیا گیا ہے۔ تیرا غلام تیرا بھائی ہے۔ اس کے ساتھ احسان کروا گر اسے کسی کام میں مغلوب پاؤ تو اس کی مدد کرو۔''

شیخین اور امام نسائی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے۔''

الطبرانی نے حضرت ابو امامۃ سے روایت کیا ہے کہ آپ کے پاس ایک گھوڑا تھا۔ آپ نے اسے ایک انصاری کو ہبہ کر دیا۔ آپ اس کے ہنہنانے کی آواز سنتے تھے۔ پھر اس کے ہنہنانے کی آواز آنا بند ہوگئی۔ آپ نے اس سے پوچھا ''تمہارے گھوڑے کو کیا ہوا؟ اس نے عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اسے خصی کرا دیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں بھلائی ہے۔ روز حشر تک ان میں مال غنیمت ہے۔ ان کی پیشانیاں انہیں گرمی پہنچانے کا سبب اور ان کی دُمیں مکھیاں اڑانے کے لیے ہیں۔''

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو یمن کے قبیلہ کا گھوڑا ملا۔ آپ نے اسے ایک انصاری کو عطا فرما دیا۔ آپ نے فرمایا ''جب کہیں اترو تو میرے قریب ہی اترنا۔ میں اس کے ہنہنانے کی آواز سے خوش ہونا چاہتا ہوں'' ایک رات آپ نے اس سے اس گھوڑے کے بارے پوچھا تو اس نے عرض کی ''ہم نے اسے خصی کرا دیا ہے'' آپ نے فرمایا ''تم نے اس کے ساتھ اس طرح کیا ہے۔ گھوڑوں کی پیشانی کے ساتھ روز حشر تک خیر کو باندھ دیا گیا ہے اس کی گردن کے بال اسے گرم رکھتے ہیں اور اس کی دم مکھیاں اڑانے کے لیے ہے اس کی نسل کو تلاش کیا کرو اور اس کی ہنہناہٹ سے دشمنوں کو حیران کیا کرو۔''

ابو عبیدہ نے حضرت مکحول سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے گھوڑے کی دم، گردن کے بال اور پیشانی کے بال کاٹنے سے منع فرمایا۔ آپ نے فرمایا ''اس کی دم مکھیاں اڑاتے ہے۔ اس کی گردن کے بال اسے گرمی دیتے ہیں اور اس کی پیشانی میں برکت ہے۔''

ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "گھوڑے کی دم کے بال نہ اکھیڑ و۔ اس کی گردن اور پیشانی کے بال نہ کاٹو۔ان کی پیشانیوں میں برکت ہوتی ہے۔"

الطبر انی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا "گھوڑوں کی پیشانیوں کے ساتھ روز حشر تک خیر باندھ دی گئی ہے۔ان پر خرچ کرنے والا صدقہ کرنے والا ہے۔"

امام بزار نے ثقہ راویوں کے ساتھ حضرت سواد بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "گھوڑوں کی پیشانی کے ساتھ روز حشر تک خیر باندھ دی گئی ہے۔"

الطبر انی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابو بشر سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "گھوڑوں کی پیشانیوں کے ساتھ روز حشر تک خیر باندھ دی گئی ہے۔اس کے مالکوں کی معاونت کی جاتی ہے اور ان پر خرچ کرنے والا گویا کہ دونوں ہاتھوں سے صدقہ دینے والا ہوتا ہے۔"

ابو داؤد اور ابو طاہر المخلص نے حضرت ابن حنظلہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے" گھوڑوں کی پیشانیوں کے ساتھ تا روز حشر خیر باندھ دی گئی ہے۔ان کے مالک ان پر دشمنوں کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں۔گھوڑا باندھنے والا گویا کہ یہ اپنے ہاتھ سے صدقہ دینے والا ہوتا ہے وہ اسے بند نہیں کرتا۔"

امام مسلم نے اور ابو مسلم الکجی نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔آپ اپنی انگلی مبارک سے گھوڑے کی پیشانی جھکا رہے تھے اور فرما رہے تھے "تا روز حشر گھوڑوں کی پیشانی کے ساتھ خیر باندھ دی گئی ہے۔"

حضرت عمارہ بن غزیۃ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا "مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات کو صبح کی۔اٹھ کر اپنے گھوڑے کے پاس تشریف لے گئے۔اس کی گردن اور چہرہ کو اپنی چادر کی طرف سے صاف کیا یا اپنی قمیص کی آستین سے صاف کیا۔ایک صحابی نے عرض کی" آج آپ نے ایسا عمل کیا ہے جو پہلے آپ نے کبھی نہیں کیا تھا " آپ نے فرمایا" آج میں نے رات بسر کی تو حضرت جبرائیل امین نے مجھے گھوڑوں کی بھلائی بارے وصیت کی۔"

الطبر انی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض اوقات اپنے گھوڑے کی گردن کے بال اپنے دستِ اقدس سے بٹتے تھے۔"

امام احمد، شیخان، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عروہ بن جعد سے روایت کیا ہے۔انہیں ابن ابی جعد بارقی کہا جاتا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "گھوڑوں کی پیشانی کے ساتھ تا حشر خیر، اجر اور غنیمت کو باندھ دیا گیا ہے۔"

امام احمد، الطبر انی نے اختصار کے ساتھ ثقہ راویوں سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "گھوڑوں کی پیشانی کے ساتھ تا روز حشر خیر اور کامیابی کو باندھ دیا گیا ہے اس کے بارے اہل اس

پر مقابلہ کرتے ہیں۔ان کی پیشانیاں چھوا کرو۔ان کے لیے برکت کی دعا کیا کرو انہیں قلادے پہنایا کرو۔لیکن انہیں تانت کے قلادے نہ پہنایا کرو۔"

امام احمد، نسائی نے حضرت ابووھب سے روایت کیا ہے کہ حضور داعیٔ اعظم ﷺ نے فرمایا "گھوڑوں کو رسی کے ساتھ باندھا کرو۔اس کی پیشانیوں اور کمر پر ہاتھ پھیرا کرو۔انہیں قلادے پہنایا کرو۔مگر اوتار کے قلادے نہ پہنانا۔"

ابوعبیدہ نے کتاب الخیل میں راشد بن سعد سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "گھوڑوں کو قلادے پہنایا کرو۔مگر اوتار کے قلادے نہ پہنایا کرو اندیشہ ہے کہ اس سے ان کا گلا گھٹ جائے گا۔"

امام مالک نے الموطا میں امام احمد نے اپنی مسند میں اور شیخین نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔آپ نے فرمایا "گھوڑوں کی تین اقسام ہیں۔ایک گھوڑا اپنے مالک کے لیے اجر ہوتا ہے۔ایک گھوڑا اپنے مالک کے لیے پردہ پوش ہوتا ہے ایک گھوڑا اپنے مالک پر بوجھ ہوتا ہے۔جو گھوڑا مالک کے لیے اجر ہوتا ہے وہ ایسا گھوڑا ہے جسے وہ راہِ خدا میں جہاد کرنے کے لیے باندھتا ہے۔چراگاہ یا سبزہ زار میں اس کی رسی لمبی کر دیتا ہے وہ اپنی رسی کے ساتھ اس چراگاہ یا سبزہ زار میں جتنا چلتا ہے۔اتنی ہی اس کے لیے نیکیاں لکھ دی جتی ہیں اگر وہ اپنی رسی کاٹ ڈالے اور ایک یا دو بلندیاں طے کرلے تو اس کے نشانات اور لید اس شخص کے لیے نیکیاں ہوں گی۔اسی طرح یہ اس کے لیے باعث اجر ہوگا۔ایک شخص پاکدامن بنتے ہوئے اور خرچہ کرتے ہوئے گھوڑا رکھتا ہے۔وہ اس کی گردن اور پشت کے بارے میں رب تعالیٰ کا حق فراموش نہیں کرتا یہ اس کے لیے ستر ہوتا ہے ایک آدمی اہل اسلام کے لیے فخر اور ریاء کے لیے گھوڑا باندھتا ہے یہ اس کے لیے بوجھ ہوگا۔"

آپ سے گدھوں کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "ان کے بارے میں مجھ پر کچھ بھی نازل نہیں ہوا مگر یہ جامع آیت طیبہ ہے:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۞ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۞ (الزلزال:۸)

ترجمہ: پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ (بھی) اسے دیکھ لے گا۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے گھوڑوں کے بارے سوال کیا گیا آپ نے فرمایا "گھوڑوں کی پیشانیوں کے ساتھ تا حشر خیر کو باندھ دیا گیا ہے۔گھوڑوں کی تین اقسام ہیں۔یہ ایک شخص کے لیے اجر، ایک شخص کے لیے ستر اور ایک شخص کے لیے بوجھ ہیں۔وہ شخص جس کے لیے گھوڑا باعث اجر ہوتا ہے۔اس سے مراد وہ شخص ہے جو راہِ خدا میں جہاد کرنے کے لیے گھوڑا رکھتا ہے۔وہ اس کے لیے تیاری کرتا ہے۔جو چیز بھی اس کے پیٹ میں جاتا ہے اس کے لیے اس کے عوض اجر لکھ دیا جاتا ہے حتیٰ کہ آپ نے اس کے پیشاب اور لید کے اجر کا بھی تذکرہ کیا اگر وہ رسی توڑ کر ایک دو چوٹیاں طے کر لیتا ہے تو اس کے ہر ہر قدم کے عوض نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔وہ شخص جس کے لیے گھوڑا

پردہ پوشی کرتا ہے وہ ایسا شخص ہے جو اسے عزت وتکریم اور پردہ پوشی کے لیے رکھتا ہے وہ اس کی تنگی اور آسائش میں اس کی کمر اور پیٹ کا حق فراموش نہیں کرتا۔ وہ آدمی جس کے لیے گھوڑا بوجھ ہو گا وہ ایسا شخص ہے جو تکبر کرتے ہوئے اتراتے ہوئے فخر و ناز اور ریاء کے لیے گھوڑا رکھتا ہے یہ اس کے لیے بوجھ ہو گا" آپ سے عرض کی گئی "یارسول اللہ ﷺ! گدھوں کے بارے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا" ان کے بارے مجھ پر کچھ نازل نہیں ہوا البتہ یہ ایک جامع آیت طیبہ ہے:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ (الزلزال:۸)

ترجمہ: پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ (بھی) اسے دیکھ لے گا۔

الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت خباب بن الارت سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "گھوڑوں کی تین اقسام ہیں (۱) وہ گھوڑے جو رحمان کے لیے ہوں۔ (۲) گھوڑے جو انسان کے لیے ہوں۔ (۳) وہ گھوڑے جو شیطان کے لیے ہوں۔ رب تعالیٰ کے لیے وہ گھوڑا ہوتا ہے جسے راہِ خدا میں رکھا جاتا ہے اس پر دشمنانِ خدا سے لڑا جاتا ہے۔ انسان کے لیے وہ گھوڑا ہوتا ہے جسے پوشیدہ رکھا جاتا ہے اور اسے سواری کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ شیطان کے لیے وہ گھوڑا ہوتا ہے جس پر شرط لگائی جاتی ہے اور جوا کھیلا جاتا ہے۔"

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے ایک انصاری شخص سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "گھوڑے کی تین اقسام ہیں۔ (۱) وہ گھوڑا جسے راہ خدا کے لیے انسان باندھتا ہے اس کی قیمت اجر ہے اس پر سواری کرنا اور اسے چارہ کھلانا اجر ہے۔ ایک ایسا گھوڑا ہوتا ہے جس پر انسان بازی لگاتا ہے اس پر جوا کھیلتا ہے اور دوڑ میں شرط پر دوڑاتا ہے اس کی قیمت بھی بوجھ ہوتا ہے اس کا چارہ بھی بوجھ ہوتا ہے اور اس پر سوار ہونا بھی بوجھ ہوتا ہے ایک گھوڑا سواری کے لیے ہوتا ہے ممکن ہے کہ وہ فقر سے پردہ پوشی کرے ان شاء اللہ۔"

انہوں نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "گھوڑوں کی تین اقسام ہیں۔ وہ گھوڑا جو رحمان کے لیے ہو۔ وہ گھوڑا جو انسان کے لیے ہو اور وہ گھوڑا جو شیطان کے لیے ہو" رحمان رب تعالیٰ کے لیے وہ گھوڑا ہوتا ہے جسے راہ خدا میں جہاد کرنے کے لیے باندھا جاتا ہے۔ اس کا چارہ، پیشاب اور لید باعثِ اجر ہوتا ہے۔ آپ نے جو چاہا ذکر فرمایا۔ وہ شیطان کے لیے وہ گھوڑا ہوتا ہے جس پر انسان جوا کھیلتا ہے اس پر دوڑ لگاتا ہے انسان کے لیے گھوڑا وہ ہوتا ہے جسے وہ باندھتا ہے وہ اس پر سوار کرنا چاہتا ہے یہ فقر سے پردہ پوشی کرتا ہے۔"

ابن سعد نے الطبقات میں، ابن ابی عاصم نے جہاد میں عریب ملیکی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "گھوڑے پر خرچ کرنے والا گویا کہ اپنے ہاتھ سے صدقہ کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ اسے بند نہیں کرتا اس کا پیشاب اور لید روز حشر رب تعالیٰ کے ہاں مشک کی مہک کی مانند ہوں گے۔

امام بخاری اور امام نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور تاجدار عرب وعجم ﷺ نے فرمایا

"جس نے رب تعالیٰ پر ایمان لاتے ہوئے اور اس کے وعدہ کی تصدیق کرتے ہوئے گھوڑا رکھا تو اس کا دوڑنا اور اس کی لید روز حشر ان کے ترازو میں نیکیاں ہوں گی۔"

امام واقدی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے تاجدار ختم نبوت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا "جس نے راہ خدا میں جہاد کے لیے گھوڑا رکھا تو وہ اس کے لیے آگ سے پردہ بن جائے گا۔"

ابن ابی عاصم نے "الجہاد" میں یزید بن عبداللہ سے اور وہ عریب ملیکی سے وہ اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑوں کے پیشاب اور لید جنت کی مشک اذفر ہوگی۔"

ابن ابی عاصم اور ابن ماجہ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا "جس نے راہ خدا میں گھوڑا رکھا۔ اپنے ہاتھ سے اس کے چارے کا بندوبست کیا تو ہر ہر دانہ کے عوض اسے نیکی ملے گی۔" ابن ابی عاصم کے الفاظ یہ ہیں "جس نے اپنے گھوڑے کے لیے جو صاف کیے پھر وہ گھوڑے کے چارہ کے طور پر کھلائے تو اللہ تعالیٰ ہر ہر دانہ کے عوض اس کے لیے ایک نیکی لکھے گا۔"

ابوعبیدہ نے معاویہ بن خدیجہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مصر میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے۔ وہ اس وقت گھوڑے کو مالش کر رہے تھے۔ انہوں نے انہیں سلام دیا اور کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے پوچھا "یہ کیسا گھوڑا ہے؟ انہوں نے فرمایا "یہ میرا گھوڑا ہے میرا خیال ہے کہ اس کی دعا قبول ہوگی۔" انہوں نے پوچھا "کیا گھوڑا بھی دعا مانگتا ہے؟ اور اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ہر رات گھوڑا اپنے رب تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے۔ وہ کہتا ہے "مولا! تو نے مجھے ابن آدم کے لیے مسخر کر دیا ہے۔ میرا رزق اس کے ہاتھ میں رکھا ہے۔ مولا! مجھے اس کے اہل اور اولاد سے محبوب بنا دے۔ بعض کی دعا قبول ہو جاتی ہے اور بعض کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ میرا خیال ہے کہ میرے اس گھوڑے کی دعا قبول ہو گئی ہے۔"

امام نسائی نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "ہر گھوڑے کو وقت سحر (یا فجر) دو دعائیں مانگنے کی اجازت دی جاتی ہے وہ عرض کرتا ہے "مولا! تو نے مجھے بنو آدم میں سے جس کے چاہا ہے سپرد کر دیا ہے مجھے اس کے حوالے کر دیا ہے۔ مجھے اس کے اہل اور مال سے زیادہ محبوب کر دے۔"

ابن ابی حاتم اور ابوشیخ نے "عظمۃ" میں حضرت وھب بن منبہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "مجھے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے جب گھوڑے کو تخلیق کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے جنوب کی ہوا سے کہا "میں تجھ سے ایسی مخلوق تخلیق کرنے لگا ہوں جو میرے دوستوں کے لیے عزت اور دشمنوں کے لیے ذلت ہوگی۔ یہ میرے اہل اطاعت کے لیے ہوگی۔" رب تعالیٰ نے مٹھی بھر ہوا لی اس سے گھوڑا تخلیق کیا فرمایا "میں نے تیرا نام عربی گھوڑا رکھا ہے تا روز حشر تیسری پیشانی کے ساتھ بھلائی کو باندھ دیا گیا ہے۔ تیری کمر پر مال غنیمت جمع ہوگا۔ غنیٰ تیرے ساتھ ہوگی میں نے تیرے مالک کو تجھ پر مہربان

بنا دیا ہے تو جہاں کہیں بھی ہوگا وہ رزق میں تجھے دوسرے جانوروں پر ترجیح دے گا۔ میں نے تجھے ان کے لیے شباہت بنادی ہے یا میں نے تجھے اس طرح بنا دیا ہے کہ تو پروں کے بغیر محو پرواز ہوتا ہے تو تعاقب کے لیے ہے تو ڈرانے کے لیے ہے۔ میں عنقریب تجھ پر ایسے افراد سوار کروں گا جو میری تسبیح بیان کریں گے تو ان کے ساتھ میری حمد وثناء بیان کرنا۔ اگر وہ لا الہ الا اللہ پڑھیں تو ان کے ہمراہ لا الہ الا اللہ پڑھنا۔ اگر وہ تکبیر کہیں تو ان کے ہمراہ تکبیر کہنا۔ جب گھوڑے نے لا الہ الا اللہ کہا تو رب تعالیٰ نے فرمایا "میں نے تجھے بابرکت بنا دیا ہے۔ میں تیرے ذریعہ مشرکین کو ڈراؤں گا۔ میں تجھ سے ان کے کان بھر دوں گا۔ ان کے دل مرعوب کر دوں گا۔ ان کی گردنیں جھکا دوں گا" جب رب تعالیٰ نے مخلوق کو حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کیا اور انہیں ان کے نام بتا دیے تو فرمایا "آدم! میری مخلوق میں سے جو پسند ہو اسے اختیار کرلو" انہوں نے گھوڑا پسند کرلیا۔ رب تعالیٰ نے فرمایا "تم نے اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے عزت اختیار کی ہے۔ یہ ان کے ساتھ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک وہ باقی رہیں گے میری ان پر اور ان کی اولاد پر نسل در نسل برکت شامل حال ہو۔"

محمد بن یعقوب الختلی نے اپنی کتب الفروسیہ میں روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے رات کے وقت پتھر پڑتے ہیں" آپ نے فرمایا "اپنے گھر عتیق (عمدہ نسل کا) گھوڑا باندھ لو" اس کے بعد اسے پتھر نہیں پڑے۔

۲ گھوڑوں کی عمدہ صفات

امام احمد، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت وہب الجشمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تم کمیت پانچ کلیان، یا اشقر پانچ کلیان یا ادھم پانچ کلیان گھوڑا رکھو۔ کمیت سرخ و سیاہ گھوڑا۔ اشقر سفید سرخی مائل گھوڑا۔ ادھم سیاہ گھوڑا۔

امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت ابو وھب الکلاعی سے روایت کیا ہے کہ ان سے اشقر گھوڑے کی فضیلت کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا "کیونکہ آپ نے ایک سریہ بھیجا جو صحابی سب سے پہلے فتح کی بشارت لے کر آئے ان کا گھوڑا اشقر تھا۔"

ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اگر تم جہاد کرنا چاہو تو ایسا گھوڑا خریدو۔ جس کے تین پاؤں سفید اور دایاں اگلا پاؤں مطلق ہو۔ اس سے تم بچ جاؤ گے اور تمہیں مال غنیمت بھی ملے گا۔"

امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گھوڑوں کے بارے سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا "سب سے عمدہ ادھم، اقرح (سفید پیشانی والا) ارثم (جس کے ناک کے

سرے پر سفید نشان ہو) اَحجَل (سفید پاؤں والا) ہوتا ہے۔ پھر کمیت گھوڑا جو انہی صفات سے متصف ہو"۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا "بہترین گھوڑا ادھم اقرح ارثم پھر اقرح محجل طلق الیمین اگر یہ گھوڑا نہ ہو تو پھر ادھم کمیت گھوڑا۔"

محمد بن عمر اسلمی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "بہترین گھوڑا اشقر ہے۔"

سلیمان بن بنین نحوی مصری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ راہ تبوک میں تھے۔ پانی کی قلت ہو گئی آپ نے پانی کی جستجو میں ہر طرف گھڑسوار بھیجے۔ جو شخص سب سے پہلے پانی لے کر آیا اس کا گھوڑا اشقر تھا۔ دوسرا بھی اشقر کا سوار اور تیسرا بھی اشقر کا سوار تھا۔ آپ نے دعا مانگی "مولا! اشقر گھوڑے میں برکت فرما۔"

خطابی، ابوعبیدہ اور ابن ضحاک نے حضرت عطا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "بہترین گھوڑا الحو (سرخ گھوڑا) ہے۔

ابن عرفہ نے حضرت انفع بن جلیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "ہر احوٰی احم (سیاہ سبز مائل) گھوڑے میں برکت ہوتی ہے۔"

ابوعبیدہ نے امام شعبی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "کمیت ارثم محجل اور طلق الیمین گھوڑے پر حوائج تلاش کیا کرو۔"

۳ ناپسندیدہ صفات

امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ شکال گھوڑا ناپسند فرماتے تھے" شکال وہ گھوڑا ہوتا ہے جس کی دائیں ٹانگ اور بائیں بازو یا دائیں ہاتھ اور بائیں ٹانگ میں سفیدی ہو" ابوداؤد نے لکھا ہے کہ مخالف ہاتھ اور پاؤں میں سفیدی ہو۔ امام نسائی نے لکھا ہے کہ شکال گھوڑا وہ ہوتا ہے جس کے تین پاؤں سفید اور ایک مطلق ہو یا تین مطلق اور ایک سفید ہو شکال صرف ٹانگ میں ہوتا ہے ہاتھ میں نہیں ہوتا۔"

امام احمد نے جید سند سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا 'منفلہ گھوڑے سے بچو۔ جب یہ دشمن سے ملاقات کرتا ہے تو یہ راہ فرار اختیار کرتا ہے اگر یہ مال غنیمت حاصل کرے تو اس میں بددیانتی کرتا ہے۔" الحافظ ابوالحسن ھیثمی نے لکھا ہے گویا کہ گھوڑوں کی یہ بری صفات ذکر کر کے گھوڑے والوں کا ارادہ کیا ہے۔"

۴ متفرق آداب

ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ گھوڑی کو فرس فرماتے تھے۔"

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خچر پیش کی گئی۔ آپ نے فرمایا "اگر گدھے کو گھوڑی پر ڈالا جائے تو ہمارے لیے اسی طرح کا جانور پیدا ہوگا۔" آپ نے فرمایا "اس طرح کا کام وہی لوگ کرتے ہیں جو کچھ نہیں جانتے۔"

ابو داؤد نے اپنی مراسیل میں حضرت مکحول سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "گھوڑوں کی عزت و تکریم کرو۔"

حسن بن عرفہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا اس نے اپنے گھوڑے کے چہرے پر مارا اور اسے لعنت کی۔ آپ نے فرمایا "یہ سامان تمہارے ساتھ رہے تو تجھے آگ چھوئے گی۔ اِلَّا یہ کہ تو اس پر سوار ہو کر جہاد کرے" آدمی اس پر سوار ہو کر جہاد کرنے لگا۔ اس پر سوار ہونے لگا حتیٰ کہ وہ بوڑھا اور کمزور ہو گیا۔"

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑوں اور جانوروں کو خصی کرنے سے منع فرمایا۔ ابو علی بن شاذان نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑوں کو خصی کرنے سے منع فرمایا۔ بزار نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روح کو تکلیف دینے اور جانوروں کو خصی کرنے سے سختی سے روکا۔

ابو عبیدہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹوں، گھوڑوں اور بکروں کو خصی کرنے سے منع فرمایا۔ امام احمد اور الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت دحیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حضور والا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی "کیا میں آپ کے لیے گھوڑی پر گدھے کو نہ چھوڑوں؟ آپ نے فرمایا "اس طرح کی حرکت وہ لوگ کرتے ہیں جو کچھ نہیں جانتے۔"

الطبرانی نے ضعیف سند کے ذریعے حضرت اسامہ سے، ابن مندہ نے حضرت جابر بن سمرہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو دحداح رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی۔ نماز جنازہ کے بعد آپ کی خدمت میں گھوڑا پیش کیا جو خارش زدہ یا عریاں تھا۔ ایک شخص نے اسے آپ کے لیے روکا آپ اس پر سوار ہوئے تو وہ دلکی چال چلنے لگا۔ ہم آپ کے پیچھے پیچھے دوڑنے لگے۔"

شیخان اور امام نسائی نے "الیوم واللیلۃ" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ بہادر تھے ایک دفعہ اہل مدینہ گھبرا اٹھے۔ آپ باہر نکلے حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ اس پر زین نہ تھی۔ آپ فرما رہے تھے "نہ ڈرو۔ نہ گھبراؤ" پھر فرمایا "میں نے اسے سمندر پایا ہے۔"

تنبیہات

❶ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑوں کو اوتار کا قلادہ پہنانے سے منع فرمایا۔ ابن جوزی نے اس کے بارے تین اقوال لکھیں ہیں۔(۱) انہیں اوتار کے قلادے نہ پہناؤ کہ ان کا گلا گھٹ جائے۔(۲) لوگ اوتار کے قلادے اس لیے پہناتے تھے تاکہ انہیں نظر نہ لگے۔ آپ نے انہیں بتایا کہ یہ تقدیر کو نہیں لوٹا سکتا۔(۳) وہ کینہ تلاش نہ کرو جس کی وجہ سے تم زمانہ جاہلیت میں انہیں اوتار کا قلادہ پہناتے تھے۔

❷ اگر گھوڑوں کی پیشانیوں کے ساتھ تا روز حشر خیر باندھ دی گئی ہے تو یہ بعید ہے کہ اس میں نحوست ہو۔ لیکن جو روایت امام مالک، عبدالرزاق، شیخین اور امام نسائی نے حضرت ابن عمر سے، ابو داؤد نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے شیخین نے حضرت سھل بن جعد سے، مسلم اور نسائی نے حضرت جابر سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''نحوست تین چیزوں میں ہو سکتی ہے گھوڑا، عورت اور گھر۔ اگر کسی چیز میں نحوست ہو سکتی ہے تو پھر گھر میں، عورت میں اور گھوڑے میں ہو سکتی ہے'' اسے اس کے ظاہر پر محمول کیا جائے گا۔ بعض محدثین سے میں نے سنا ہے کہ عورت کی نحوست یہ ہے کہ وہ بچے پیدا نہ کرے۔ گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ اس پر جہاد نہ کیا جائے۔ گھر کی نحوست برا پڑوسی ہے۔ امام مالک نے اسی طرح محمول کیا ہے۔ ابن قاسم نے لکھا ہے ''امام مالک سے گھوڑے اور گھر کی نحوست کے بارے سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا'' کتنے ہی ایسے گھر ہیں جن میں لوگوں نے سکونت اختیار کی تو وہ ہلاک ہو گئے۔ دوسروں نے ان میں سکونت اختیار کی وہ بھی ہلاک ہو گئے۔''

❀❀❀❀

دوسرا باب

حضورا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھوڑوں کا مقابلہ کرانا

امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑوں کے مابین مقابلہ کرایا۔

ابو داؤد اور امام احمد اور دار قطنی نے روایت کیا ہے کہ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑوں کی تضمیر کرتے تھے اور ان کے مابین مقابلہ کراتے تھے۔

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے اور ختلی نے کتاب الفروسیۃ میں لکھا ہے کہ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑے کے مابین مقابلہ کراتے تھے دوڑ لگاتے تھے۔ آپ ان کے لیے منزل کا تعین فرماتے۔ آپ فرماتے "مقابلہ صرف اونٹوں اور گھوڑوں میں ہوتا ہے۔"

امام مالک، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان گھوڑوں کو جن کی تضمیر ہو چکی تھی انہیں الحفیاء سے ثنیۃ الوداع تک اور جن کی تضمیر نہیں ہوئی تھی انہیں ثنیہ سے مسجد بنی زریق تک دوڑایا۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا "میں گھڑدوڑ میں بھی شامل تھا" سفیان نے لکھا ہے کہ الحفیاء سے ثنیہ تک پانچ میل ہیں ایک قول چھ یا سات میل کا بھی ہے اور ثنیہ سے مسجد بنی زریق ایک میل ہے۔ امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "اس روز میں بھی سوار تھا۔ میں لوگوں سے آگے نکل گیا وہ گھوڑا مجھے مسجد بنی زریق میں لے گیا۔ اس کی دیوار چھوٹی تھی یا وہ گھوڑا مجھے جرف لے گیا اس نے مجھے گرادیا۔"

ابو عبیدہ نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑوں کے مابین مقابلہ کرایا۔ آپ نے ان کی منزل الربع اور الخداع کو رکھا اور بعض گھوڑے الحفیاء سے دوڑائے اور ان کی منزل معلی رکھی۔

امام احمد نے ثقہ راویوں سے، دار قطنی اور الطبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گھوڑی پر مقابلہ کیا جس سبحہ کہا جاتا تھا وہ آگے نکل گئی۔ آپ بہت مسرور ہوئے۔"

الطبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضورا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑوں کی تضمیر فرماتے تھے اور ان کے مابین مقابلہ کراتے تھے۔

بزار نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضورا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑوں کی تضمیر کرتے ان

کی تضمیر کے لیے وقت مقرر کرتے پھر فرماتے "فلاں وقت فلاں جگہ" جن گھوڑوں کی تضمیر نہ ہوتی انہیں ان سے کم دوڑاتے۔"

امام احمد اور الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابولبیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس گھوڑی پر مقابلہ کیا جسے سبحہ کہا جاتا تھا وہ سارے گھوڑوں سے آگے نکل گئی۔ جس پر آپ بہت خوش ہوئے۔"

الطبرانی نے عروہ بن مضرس سے روایت کیا ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے گھوڑا لے کر چلتے تھے حضور ﷺ نے فرمایا "وہ ذات بڑی بابرکت ہے جس نے ان کے سموں اور نچلے حصہ کو پتلا بنایا ہے۔"

الطبرانی نے حضرت ابوحثمہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ایک گھوڑے پر سوار ہوئے۔ آپ نے اسے دوڑایا۔ پھر ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا "ہم نے اسے سمندر پایا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "اسی اثناء میں کہ ہم مدینہ طیبہ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ اپنے گھوڑے پر ہمارے پاس تشریف لائے آپ آگے تشریف لے گئے حتیٰ کہ ہم سے پوشیدہ ہو گئے پھر تشریف لائے گھوڑا ابھی دوڑ رہا تھا۔

حافظ ابوالقاسم تمام رازی نے اپنی کتاب فوائد میں حضرت واثلہ بن الاسقع سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں المحصب میں گھڑدوڑ لگائی۔ آپ کا گھوڑا جیت گیا۔ حتیٰ کہ آپ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ خوش ہوئے تو فرمایا "یہ سمندر ہے" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کے فرمان پر فرمایا "اگر کوئی خود کو گھوڑے سے روک کے رکھتا تو حضور ﷺ اس کے زیادہ مستحق تھے۔ جیسے کہ کہا جاتا ہے۔

انّ جیاد الخیل لا تستفزنی ولا جاعلات العاج فوق المعاصم

نہ تو مجھے عمدہ گھوڑے جوش دلا سکتے ہیں نہ ہی ہاتھی دانت کے کنگن کلائیوں میں پہننے والیاں مجھے جوش دلا سکتی ہیں۔

تنبیہ

ابن عابدین نے لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یمن کے حلّوں پر مقابلہ کرایا پہلے نمبر پر آنے والے کو تین حلے، دوسرے نمبر پر آنے والے کو دو حلے اور تیسرے نمبر پر آنے والے کو ایک حلہ دیا۔ چوتھے نمبر والے کو دینار، پانچویں نمبر والے کو درہم اور چھٹے نمبر والے کو نکو اعطا کیا اور فرمایا "اللہ تعالیٰ تم سب میں برکت ڈالے۔"

ابوالحسن بلاذری نے ابن سعد سے وہ اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ نے گھوڑوں میں مقابلہ کرایا۔ میں نے آپ کے گھوڑے پر الظرب پر مقابلہ کیا۔ آپ نے مجھے یمنی چادر عطا کی۔ انہوں نے کہا "اس کا بعض حصہ ہم نے اپنے پاس پایا۔"

انہوں نے حضرت زبیر بن منذر سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو اسید ساعدی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑے کے مقابلہ میں شرکت کی۔ اس گھوڑے کو لزاز کہا جاتا تھا۔ آپ نے انہیں یمنی حلہ عطا کیا گیا۔

ختلی نے ابو علقمہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑے دوڑانے کا حکم دیا۔ انعام تین کھجوروں کے تین گچھے تھے۔ آپ نے پہلے نمبر والے کو ایک گچھا۔ وہ دوسرے نمبر والے کو ایک گچھا اور تیسرے نمبر والے کو ایک گچھا عطا کیا فرمایا "یہ عمدہ کھجوریں ہیں۔"

انہوں نے مکحول سے روایت کیا ہے کہ ایک دن آپ نے گھوڑے دوڑائے۔ آپ کا ادھم گھوڑا جیت گیا۔ آپ نے لوگوں کو دیکھا انہوں نے کہا "ادھم ادھم" آپ نے اپنے گھٹنے کو پکڑ لیا۔ وہ گھوڑا آپ کے پاس سے گزرا۔ اس نے دم پھیلا رکھی تھی۔ اسے گرہ لگائی گئی تھی۔ آپ نے فرمایا "یہ سمندر ہے۔"

✿✿✿✿

تیسرا باب

آپ کے گھوڑوں کی تعداد

اس باب میں دو انواع ہیں۔

(۱) جن پر اتفاق ہے۔

۱ السکب

ابن سعد نے محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے ابوحثمہ سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں "یہ پہلا گھوڑا تھا جو آپ کی ملکیت میں آیا۔ آپ نے اسے مدینہ طیبہ میں بنوفزارہ کے ایک شخص سے دس اوقیہ چاندی میں خریدا۔ اعرابی نے اس کا نام الفرس رکھا تھا۔ آپ نے اس کا نام السکب رکھا۔ سب سے پہلے غزوہ احد میں اس پر شرکت کی۔ اس روز مسلمانوں کے پاس اور کوئی گھوڑا نہ تھا۔ ایک گھوڑا ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ جسے ملاوح کہا جاتا تھا۔ یزید بن حبیب سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک گھوڑا تھا جسے "السکب" کہا جاتا تھا۔

علقمہ بن ابی علقمہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا "مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑے کا نام السکب تھا۔ وہ پنج کلیان تھا۔ محمد بن حبیب البغدادی نے اپنی کتاب اخبار قریش میں لکھا ہے "السکب پانچ کلیاں مطلق الیمین تھا" انہوں نے اور ابن عبدوس نے لکھا ہے کہ یہ کمیت تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی پر سواری فرماتے تھے" امام عزالدین علی بن محمد اثیر نے لکھا ہے کہ یہ گھوڑا ادھم تھا۔ اس کی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے جسے الطبرانی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادھم گھوڑا تھا جسے السکب کہا جاتا تھا۔ امام ثعالبی نے لکھا ہے "جب گھوڑا تیز اور سریع رفتار ہو تو اسے فیس اور السکب کہا جاتا ہے اسے پانی کے بہنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک گھوڑے کا نام السکب تھا۔

۲ سبحہ

ابن سعد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گھوڑی پر دوڑ میں مقابلہ کیا جسے السبحہ کہا جاتا تھا۔ وہ سب سے آگے نکل گئی آپ کو اس نے بہت مسرور کیا" ابن بنین نے لکھا ہے کہ یہ شقراء گھوڑی تھی جسے آپ نے بنوجہینہ کے ایک اعرابی سے دس اونٹوں کے عوض لی تھی آپ نے جمعرات کے روز اس پر مقابلہ کیا۔ آپ نے

اپنے دستِ اقدس سے گھوڑوں کو روکا۔ پھر اسے چھوڑ دیا اس پر تسبیح کہی۔ یہ گھوڑی آگے بڑھی اس کے سوار نے جھنڈا پکڑا یہ سارے گھوڑوں سے آگے نکل گئی۔ اس لیے اس کا نام سبحہ رکھا گیا۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہ فرس سابح سے مشتق ہے جبکہ گھوڑا اپنی اگلی ٹانگیں پھیلا کر بھاگے اسی سے سَبَحَ الفَرَسُ گھوڑا تیز دوڑا۔ بعض نے لکھا ہے کہ سبحہ سَبَحَ سے مشتق ہے جس کا معنی بلند ہونا ہے اسی سے ہے ''سبحان اللہ و سبحان اللہ عظمتہ وعلوہ'' کیونکہ رب تعالیٰ کے جلال و عظمت میں غور و فکر کرنے والا اس سمندر میں تیرتا ہے جس کا کنارہ نہیں''۔

۳ المرتجز

ابن سعد اور الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک گھوڑا تھا جسے المرتجز کہا جاتا تھا۔ ابو الحسن خلعی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کے گھوڑے کو المرتجز کہا جاتا تھا۔ ثابت بن قاسم نے دلائل میں عبد بن حمید سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑے کا نام المرتجز تھا۔

ابن سعد نے محمد بن یحییٰ سے اور انہوں نے ابو خثیمہ سے روایت کیا ہے کہ المرتجز سے مراد وہ گھوڑا ہے جسے آپ نے ایک اعرابی سے خریدا تھا۔ اس کے بارے حضرت خزیمہ بن ثابت نے گواہی دی تھی اعرابی کا تعلق بنو مرہ کے ساتھ تھا۔ اسے ابو بکر ابن خثیمہ نے روایت کیا ہے کہ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ اعرابی کا نام سواء بن حارث یا محارب بن خصفہ تھا اس کا تعلق قیس میلان کے ساتھ تھا۔ مرہ سے مراد ابن عوف بن سعد بن ذبیان ہے۔ ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ اس کا رنگ سفید تھا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اسے ہنہنانے کی عمدہ آواز کی وجہ سے مرتجز کہا جاتا تھا۔ یہ الرجز سے مشتق ہے جو شعر کی قسم ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ بجلی کی کڑک سے مشتق ہے۔''

۴ اللزاز

ابو سعید ابن الاعرابی نے رابی بن عباس سے انہوں نے اپنے بھائی مصدِّق بن عباس سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کے ایک گھوڑے کو الظرب اور دوسرے کو لزاز کہا جاتا تھا اللحیف میں ہے کہ یہ گھوڑا مقوقس نے بارگاہ رسالت مآب میں پیش کیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی سیاہ رنگت کی وجہ سے اسے پسند کرتے تھے آپ اکثر اسی پر سوار ہو کر غزوات میں تشریف لے جاتے تھے۔ آپ نے غزوہ بدر میں اسی پر سوار ہو کر شرکت کی تھی۔ لیکن یہ درست نہیں کیونکہ غزوہ بدر دوسرے سال رونما ہوا تھا جبکہ آپ نے مقوقس اور دیگر شاہانِ عالم کی طرف حدیبیہ کے بعد قاصد بھیجے تھے۔ یہ 6 ہجری کا واقعہ ہے۔ اس وقت مقوقس نے آپ کی خدمت میں اللزاز پیش کیا۔ یہ لاَ زَ زْتُہ سے مشتق ہے۔ مطلوب کو پالینا گویا کہ یہ بڑی تیزی کے ساتھ مطلوب کو پالیتا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کی خلق کے اجتماع کی وجہ سے اسے یہ نام دیا گیا تھا۔ امام سہیلی نے لکھا ہے: اس کا معنی یہ ہے کہ وہ جس کے ساتھ بھی مقابلہ کرتا تھا اسے ہرا دیتا تھا۔

۵ الظرب

یہ عمدہ نسل کا گھوڑا تھا۔کہا جاتا ہے فرس ظرب، خیل ظروب۔ابوزید نے لکھا ہے یہ گھوڑے کا وصف ہے کریم جوان کو بھی الظرب کہا جاتا ہے اللحیف کے تذکرہ میں آئے گا کہ اسے فروہ بن عمرو جذامی نے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔

۶ اللحیف

امام بخاری نے حضرت ابن عباس بن سھل بن سعد سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا ہے "ہمارے باغ میں آپ کا ایک گھوڑا ہوتا تھا جسے اللحیف کہا جاتا تھا۔"

الطبرانی نے حضرت سھل بن سعد سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "میرے والد صاحب کے پاس حضور اکرم ﷺ کے تین گھوڑے ہوتے تھے اللزاز، الظرب اور اللحیف، اللزاز مقوقس نے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔اللحیف ربیعہ بن ابی البراء نے پیش کیا تھا۔انہوں نے بنو کلاب کی زکوٰۃ کا مال اس پر آپ کو پہنچایا تھا۔الظرب حضرت فروہ بن عمرو جذامی نے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔

ابن مندہ نے عبدالمھیمن بن عباس بن سھل سے انہوں نے اپنے باپ اور دادا جان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کے تین گھوڑے تھے جنہیں حضرت سھل بن سعد رضی اللہ عنہ چارہ ڈالتے تھے میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا آپ نے ان کے نام لزاز، الظرب اور اللحیف رکھے ہوئے تھے۔ابن بنین نے لکھا ہے حضرت فروہ بن عمرو نے سر زمین بلقاء سے آپ کو الظرب پیش کیا تھا پھر لکھا ہے ابن ابی براء نے آپ کو بطور تحفہ پیش کیا تھا۔

۷ الورد

یہ کمیت احمر اور اشقر کے مابین تھا۔ابن سعد نے ابن عباس بن سھل سے وہ اپنے والد گرامی اور دادا جان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت تمیم داری نے آپ کی خدمت میں گھوڑا پیش کیا جسے الورد کہا جاتا تھا۔آپ نے اسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیا۔حضرت عمر فاروق نے کسی مجاہد کو اس پر سوار کرایا آپ نے دیکھا کہ اس نے آگے فروخت کر دیا تھا۔

دوسری قسم

جن گھوڑوں میں اختلاف ہے۔

۱ النجیب

یہ لفظاً اور معنیً کریم کی طرح ہے۔

۲ البحر

ابن بنین نے اسے آپ کے گھوڑوں میں شمار کیا ہے۔فرمایا" آپ نے ان شعراء سے خریدا جو یمن سے آئے تھے۔آپ نے کئی بار اس پر دوڑ میں مقابلہ کیا۔آپ گھٹنوں کے بل تشریف رکھتے اور اس کے چہرے کو چھوتے۔آپ فرماتے"تم تو صرف سمندر ہو"ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ یہ کمیت تھا حافظ دمیاطی نے لکھا ہے کہ ظاہر ہے کہ یہ ادہم تھا۔ثعالبی نے لکھا ہے"جب کسی گھوڑے کا پانی منقطع نہ ہو تو اسے بحر کہا جاتا ہے جس نے اس گھوڑے کے وصف کے یہ بارے یہ بات کی ہے جس پر آپ سوار ہوئے تھے اس نے بے بنیاد بات کی ہے۔

۳ ذوا اللمۃ

ابن حبیب نے اسے آپ کے گھوڑوں میں شمار کیا۔اللمۃ وہ بال ہوتے ہیں جو وفرہ اور جمۃ کے مابین ہوں جب بال کانوں کی لوتک آجائیں تو انہیں وفرہ کہا جاتا ہے اور اگر کندھوں تک آجائیں تو وہ لمۃ اور زائد ہو جائیں تو جُمہ کہلائیں گے۔

۴ ذوا العقال

بعض علماء کرام نے اسے بھی آپ کے گھوڑوں میں شامل کیا ہے۔عقال ایک مرض ہے جو جانوروں کے پاؤں پر ہوتی ہے۔

۵ السجل

حافظ دمیاطی نے لکھا ہے کہ میں نے اسی طرح پایا ہے۔یہ شاید بجنت الماء سے مشتق ہے جس کا معنی ہے بھرنا۔حوض کو پانی سے بھرنا۔

۶ الشحاء

ابن الاثیر نے اسے بھی آپ کے گھوڑوں میں شمار کیا ہے۔وہ گھوڑا جو دور دور قدم رکھے اسے بعید الشحوہ کہا جاتا ہے۔حافظ دمیاطی نے لکھا ہے مجھے خدشہ ہے کہ یہ سجل ہے جسے شحاء بنا دیا گیا ہے۔

۷ السرحان

ابن بنین نے اسے بھی آپ کے گھوڑوں میں شمار کیا ہے۔انہوں نے یہ ابن خالویہ سے روایت کیا ہے سرحان بھڑیے کو کہا جاتا ہے شیر کو بھی سرحان کہا جاتا ہے۔

۸ المرتجل

اسے بھی ابن بنین نے ابن خالویہ سے ذکر کیا ہے۔المرتجل اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو تیزی کی وجہ سے گردن کو کسی چیز کے ساتھ ملا دے۔

۹ الادھم

اسے بھی ابن بنین نے ابن خالویہ سے ذکر کیا ہے۔

۱۰ الیعسوب

قاسم بن ثابت نے اس کا ذکر کیا ہے۔ابن خالویہ نے بھی اسے آپ کے گھوڑوں میں شمار کیا ہے یعسوب اس پرندے کو کہتے ہیں جو ٹڈی سے بڑا ہوتا ہے گرتے وقت اپنے پر نہیں ملاتا تضمیر میں گھوڑے کو اس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

۱۱ یعبوب

تیز رفتار گھوڑے کو یعبوب کہا جاتا ہے جدول یعبوب تیز روندی کو کہتے ہیں۔یعقوب نے لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ گھوڑا ہے جو تیز دوڑے۔نخعی نے اس کا معنی طویل بھی کیا ہے۔

۱۲ ابلق

اسے آپ کے بعض صحابہ کرام نے محمول کیا ہے بلق سفیدی میں سیاہی کو کہتے ہیں۔

۱۳ کمیت

۱۴ النجیب

لفظاً اور معنیً کریم کی طرح۔

۱۵ ملاوح

وہ ضامر گھوڑا جو موٹا ہو جائے جو سریع رفتار اور بڑی ہڈیوں والا ہو اسے منواح بھی کہتے ہیں۔ابو داؤد نے الھذلی سے اور امام نسائی نے امام زھری سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے پیچھے آنے کا حکم دیا تاکہ اسے قیمت ادا فرمائیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیز چلے۔اعرابی آہستہ چلا۔لوگ اس

گھوڑے کی قیمت لگانے لگے انہیں علم نہ تھا کہ حضور ﷺ نے وہ گھوڑا خرید لیا ہے۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں نے اس قیمت سے زیادہ قیمت ادا کر دی جس میں حضور ﷺ نے خریدا تھا۔ اعرابی نے باآواز بلند آپ سے کہا "اگر آپ اس گھوڑے کو خریدنا چاہتے ہیں تو خرید لیں ورنہ میں اسے بیچ ڈالتا ہوں" آپ نے فرمایا "بلکہ میں نے تو اسے خرید لیا ہے۔ لوگ حضور اکرم ﷺ اور اعرابی سے بحث کرنے لگے۔ آپ اور اعرابی باہم گفتگو کر رہے تھے جب خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ آئے اس نے آپ کا اور اعرابی کا بحث ومباحثہ سنا اس وقت اعرابی کہہ رہا تھا مجھے ایسا گواہ دکھائیں جو یہ گواہی دے کہ میں نے یہ گھوڑا آپ کو بیچا ہے" حضرت خزیمہ نے کہا "میں گواہی دیتا ہوں" حضور اکرم ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا "تم کس کی گواہی دیتے ہو؟" انہوں نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! آپ کی تصدیق کی" دوسری روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا "خزیمہ! کیا تم ہمارے پاس موجود تھے؟ انہوں نے عرض کی "نہیں! آپ نے فرمایا "پھر تم گواہی دیتے ہو؟۔ انہوں نے عرض کی "میرے والدین آپ پر فدا! میں آسمانی خبر پر آپ کی تصدیق کرتا ہوں پھر میں یہ گواہی کیوں نہیں دے سکتا کہ آپ نے گھوڑا خریدا ہے۔ آپ نے فرمایا "خزیمہ! تم دو شہادتوں والے ہو۔"

⑯ الظرف

⑰ الضرس

برے اخلاق والا۔ ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ پہلا گھوڑا تھا جس کے آپ مالک بنے۔

⑱ مندوب

شیخان نے حماد بن یزید سے اور امام نسائی نے حضرت انس سے یہ روایت کیا ہے۔

⑲ مراوح

یہ مبالغہ کا صیغہ ہے جیسے ملقام۔ مقدام۔ یہ الریح سے مشتق ہے جس کی اصل واؤ ہے ماقبل کے کسرہ کی وجہ سے اسے یاء میں تبدیل کر دیا۔ ممکن ہے رفتار میں ہوا کی طرح ہونے کی وجہ سے اسے یہ نام دیا گیا ہو۔ یا روح کی طرح چلنے میں وسعت کی وجہ سے اسے یہ نام دیا گیا ہو یا اس سے راحت وسکون نصیب ہوتا ہو یا یہ ان کے قول راح الفرس سے مشتق ہو گا جس کا معنی ہے کہ گھوڑے کا جوان ہو جانا۔ ابن سعد نے حضرت زید بن طلحہ سے روایت کیا ہے کہ رھاویین کے وفد نے حضور اکرم ﷺ کو کچھ تحائف پیش کیے جن میں ایک گھوڑا بھی تھا جسے مرواح کہا جاتا تھا اس نے آپ کے سامنے طاقت کا مظاہرہ کیا آپ نے اسے پسند کیا ابن الکلبی نے الجمہرۃ میں روایت کیا ہے کہ حضرت مرداس بن مویلک بن واقد رضی اللہ عنہ وفد کی صورت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو گھوڑا پیش کیا۔

الطبرانی نے الصغیر میں روایت کیا ہے کہ عیاض ابن حمار المجاشعی نے اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ کی خدمت میں گھوڑا پیش کیا۔ آپ نے فرمایا "میں مشرکین کا تحفہ قبول نہیں کرتا" تحفہ پیش کرنے والا ایک شریف انسان تھا۔ وہ آپ کا دوست تھا وہ جب بھی مکہ مکرمہ میں آتا وہ آپ کے کپڑوں میں طواف کرتا" اس نے عرض کی "میں نے اسلام قبول کرلیا ہے" آپ نے فرمایا "مجھے رب تعالیٰ نے منع کیا ہے کہ میں مشرکین کا تحفہ قبول کروں" اس نے اسلام قبول کرلیا۔ آپ نے اس کا تحفہ قبول فرمالیا" اس نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! میری قوم کا رذیل انسان مجھے گالیاں دیتا ہے کیا میں اس سے انتقام لے لوں" آپ نے فرمایا "دو گالیاں دینے والے شیطان ہوتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے پر بے بنیاد الزام لگاتے ہیں وہ ایک دوسرے سے جھوٹ بولتے ہیں۔"

حافظ ابوالفضل عبدالرحیم بن حسین عراقی نے ایک نظم میں آپ کے گھوڑوں کے نام رقم کیے ہیں پہلے ان سات گھوڑوں کے نام لکھے ہیں جو متفق ہیں انہوں نے کہا ہے:

خیل النبی عدۃ لم تختلف	فی السبع الاولی کلھا مرکوب
سکب لزاز ظرب مرتجز	ورد لحیف سبحۃ مندوب
ابلق ذوالعقال بحر فرس	مرتجل ذواللمۃ الیعسوب
ادھم سرحان الشحاء مراوح	سجل نجیب طِرف الیعبوب
ملاوح عدۃ اربعۃ تلی	عشرین لم یحظ بھا مکتوب

حضور اکرم ﷺ کے گھوڑے کئی تھے جن سے پہلے سات میں کوئی اختلاف نہیں سب پر آپ نے سواری کی ہے وہ گھوڑے یہ ہیں۔ سکب، لزاز، ظرب، مرتجز، ورد، لحیف، سبحۃ، مندوب، ابلق، ذوالعقاب، بحر فرس، مرتجل ذواللمۃ، الیعسوب، ادھم، سرحان، الشحاء، مرواح سجل، نجیب، طرف، الیعبوب، ملاوح اور چار گھوڑے جو بیس کے ساتھ ہیں مگر وہ لکھنے میں نہیں آئے حافظ ابوالفتح ابن سید الناس نے بعض گھوڑوں کو اس طرح نظم کیا ہے۔

لم یزل فی حربۃ ذاثبات و ثبات
و مضاء قصرت عنه مواضی المرھفات
کلفا بالطن والضرب حب الصافنات
من لزاز و لحیف و من السکب المؤات
و من المرتجز السابق سبق الذاریات
و من الورد و من سبحۃ مثل العادیات

آپ نیزہ بازی میں محکم اور ثابت قدم رہتے۔ ہمیشہ پیش قدمی کرنے والے رہے اس طرح تیزی سے آگے بڑھتے تھے کہ کاٹنے والی تلواریں بھی عاجز آجاتی تھیں۔ آپ دشمن کے ساتھ نیزہ بازی، شمشیر زنی اور گھوڑوں کے ساتھ محبت کرنے میں بہت شوق رکھتے تھے۔ آپ کے گھوڑے کو نام لزاز، لحیف اور سکب تھا جو بہت زیادہ تیز رفتار تھا۔ اسی طرح المرتجز اور اسابق گھوڑا تھا جو ہوا کی طرح آگے نکل جاتا تھا۔ اسی طرح الورد اور سبحہ گھوڑے تھے جو تیز رفتار گھوڑوں کی طرح تھے۔

✿✿✿✿

چوتھا باب

خچریں اور گدھے

اس باب میں دو انواع ہیں۔

❶ آپ کی خچریں

خچروں کی تعداد سات تھی۔

❶ دلدل

ابن سعد نے امام زہری سے روایت کیا ہے کہ یہ خچر حضرت فروہ بن عمرو جذامی نے آپ کی خدمت میں پیش کی تھی لیکن مشہور روایت یہ ہے کہ اسے مقوقس نے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔

حضرت علقمہ بن ابی علقمہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کی خچر کا نام دلدل تھا۔ وہ سیاہی مائل سفید تھی۔ وہ ینبع کے مقام پر مرگئی تھی۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ آپ کی خچر کا نام دلدل تھا۔ یہ پہلی خچر تھی جسے اسلام میں دیکھا گیا تھا جسے مقوقس نے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک زندہ رہی۔

انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ کو سیاہی مائل سفید خچر پیش کی گئی یہ اسلام میں پہلی خچر تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا میں صوف اور کھجور کے پتے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور میں نے اس کی نکیل اور لگام کے لیے رسی بٹی پھر آپ کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے اپنی مطرفہ چادر نکالی۔ اسے دوہرا کیا پھر چار تہہ لگا کر خچر پر رکھا پھر بسم اللہ پڑھ کر سوار ہو گئے مجھے اپنے پیچھے بٹھالیا۔

ابن عساکر نے کئی طرق سے روایت کیا ہے کہ وہ خچر باقی رہی حتیٰ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس پر سوار ہو کر خارجیوں کے خلاف جہاد کیا۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر تھی اس کے لیے جو کوٹے جاتے تھے۔ الحافظ عبدالغنی بن عبدالواحد القدسی نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں دلدل پر سواری فرماتے تھے۔ وہ آپ کے وصال کے بعد بھی زندہ رہی حتیٰ کہ بوڑھی ہو گئی۔ میں نے اس کے دانت دیکھے تھے اس کے لیے جو کوٹے جاتے

تھے وہ ینبع میں مرگئی۔

۲ فضہ

ابن سعد نے زامل بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ حضرت فروہ بن عمرو جذامی نے حضور اکرم ﷺ کو خچر پیش کی جسے فضہ کہا جاتا تھا آپ نے وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادی۔

عبد بن حمید نے کثیر بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "غزوہ حنین میں ہم آپ کے ساتھ ہی رہے جدا نہ ہوئے آپ اپنی شہباء خچر پر تھے جسے فروہ بن لغامہ الجذامی نے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔

ابن ابی شیبہ نے ابن ابی حمید الساعدی نے روایت کیا ہے کہ ایلہ کے بادشاہ نے آپ کو سفید خچر پیش کی۔ آپ نے اسے چادر عطا کی اور اس کے لیے مکتوب لکھوایا۔

عمر بن عبداللہ انصاری نے اپنی کتاب "جزء" میں حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "ایک سفر میں ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ قوم کسی گھاٹی میں اتری جب ایک شخص اس سے بلند ہوا تو اس نے کہا "لاالہ الااللہ واللہ اکبر" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "لوگو! تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں بلا رہے ہے آپ ایک خچر پر تھے جسے آپ روک رہے تھے۔ آپ نے فرمایا "ابوموسیٰ! یا عبداللہ بن قیس" کیا میں تمہیں ایسا کلمہ نہ سکھاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے" میں نے عرض کی "ضرور! آپ نے فرمایا "لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔"

۳ وہ خچر جسے ابن العلماء نے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ امام مسلم نے اول الفضائل میں اور امام بخاری نے الجہاد کے بعد کتاب الجزیہ والموادعۃ میں روایت کیا ہے کہ ابوحمید الساعدی نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "ہم نے آپ کی معیت میں تبوک کی طرف سفر کیا۔۔۔ ابن العلماء صاحب ایلہ کا قاصد آپ کی خدمت میں آیا۔ اس نے ایک خط اور ایک خچر پیش کی۔ اس کی رنگت سفید تھی آپ نے اس کو مکتوب لکھوایا اور اسے چادر بطور تحفہ بھیجی" اس روایت کو ابونعیم نے المستخرج میں لکھا ہے کہ ایلہ کے بادشاہ نے آپ کو سفید خچر پیش کی۔ آپ نے اسے چادر عطا کی اور سمندر کے بارے ان کے لیے مکتوب لکھوایا۔

علی بن محمد بن حسین بن عبدوس نے لکھا ہے کہ وہ خچر طویل اور کٹے ہوئے کانوں والی تھی۔ گویا کہ وہ ٹیلے پر کھڑی ہو۔ آپ نے اسے بہت پسند کیا۔ اس خچر کے بارے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس وقت عرض کی تھی جب آپ اس پر سوار ہو کر باہر تشریف لائے تھے" یارسول اللہ ﷺ! یہ آپ کو بہت پسند ہے" آپ نے فرمایا "ہاں! انہوں نے عرض کی "اگر آپ پسند فرمائیں تو اس کی مثل ایک اور آجائے" آپ نے پوچھا "وہ کیسے؟" انہوں نے عرض کی "اس کی ماں عربی ہے اس کا باپ گدھا ہے اگر ہم گدھے کو گھوڑی پر چھوڑیں تو وہ اس طرح کی خچر پیدا کر دے گی" آپ نے فرمایا "یہ حرکت وہ کرتا ہے جسے

علم نہیں ہوتا۔"

ابن سعد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خچر پیش کی گی۔ ہم نے عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم گدھے کو اپنی گھوڑی پر چھوڑتے ہیں۔ اس طرح کی خچر پیدا ہو جائے گی۔" آپ نے فرمایا "اس طرح وہ کرتا ہے جو حقیقت کا علم نہیں رکھتا۔

◆ ۴ وہ خچر جسے کسریٰ نے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ آپ نے اس میں بالوں کی لگام ڈالی اور اپنے پیچھے حضرت ابن عباس کو بٹھایا۔ انہوں نے اسے رب تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں روایت کیا ہے:

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ (الانعام:۱۷)

ترجمہ: اور اگر پہنچائے تجھے اللہ تعالیٰ کوئی دکھ تو نہیں کوئی دور کرنے والا اس دکھ کو سوائے اس کے۔

حافظ دمیاطی نے لکھا ہے کہ یہ مؤقف درست نہیں۔ کیونکہ اس نے آپ کے مکتوب گرامی کو پارہ پارہ کیا تھا اور یمن کے آپ کے عامل کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس نے اس کا سر آپ کے پاس بھیجا تھا۔ رب تعالیٰ نے اس کے کفر اور سرکشی کی وجہ سے اسے ہلاک کر ڈالا تھا۔ آپ نے اس کے عامل کو اسی روز اس کے قتل کی خبر سنا دی تھی جس رات وہ قتل ہوا تھا" میں کہتا ہوں "اگر امام ثعلبی کی یہ روایت صحیح ہے تو ممکن ہے کہ خچر بھیجنے والا مقتول کی اولاد میں سے ہو ثعلبی کی سند میں عبد اللہ بن میمون ہے جو متروک ہے۔ امام بخاری نے اسے ذاھب الحدیث کہا ہے۔

◆ ۵ دومۃ الجندل سے

ابن سعد نے غزوہ بنی قریظہ کے آخر میں لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دومۃ الجندل کے بادشاہ نے خچر اور سندس کا جبہ بھیجا صحابہ کرام جبہ کے حسن پر تعجب کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا "حضرت سعد بن معاذ کے رومال جنت میں اس سے زیادہ خوبصورت ہوں گے۔"

امام ابراہیم حربی نے کتاب الھدایا میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "یوحنا بن روبۃ نے آپ کی خدمت میں سفید خچر پیش کی۔"

◆ ۶ نجاشی کی طرف سے پیش کی جانے والی خچر۔

◆ ۷ حمارہ شامیہ

ابن سکن نے بسر بن عبد اللہ المازنی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے آپ اپنی سفید خچر پر سوار تھے "ان خچروں میں سے شہباء ہی آپ کے سامنے کھڑی تھی۔

◆ ۳ آپ کے گدھے

آپ کے چار گدھے تھے:

◆ ۱ عفیر

بعض نے اسے غفیر کہا ہے۔امام نووی اور حافظ نے اسے غلط کہا ہے یا العفر ۃ سے مشتق ہے۔اس کا معنی مٹی رنگ کا ہے۔اسے عفرہ اس لیے کہا جاتا تھا کیونکہ اس کی سرخ رنگت میں سفیدی تھی۔اسے مقوقس نے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ابن عبدوس نے لکھا ہے کہ یہ سبز رنگ کا تھا۔حافظ دمیاطی نے لکھا ہے عفیر عفر کی تصغیر ہے اس کا معنی مٹیالا رنگ ہے جیسے کہ اسود کی تصغیر میں اُسَیْود کہا جاتا ہے۔

ابوداؤد اور طیالسی اور ابن سعد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا"انبیائے کرام علیہم السلام صوف پہنتے تھے۔بکری کا دودھ دوہتے تھے۔گدھوں پر سواری فرماتے تھے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ایک گدھا تھا جسے عفیر کہا جاتا تھا۔

ابن ابی شیبہ،امام بخاری اور برقی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا"میں اس گدھے پر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا جسے عفیر کہا جاتا تھا" اسے یعفور (ہرن) کے ساتھ تیز رفتاری میں تشبیہ دیتے ہوئے عفیر کہا جاتا تھا۔ایک قول یہ ہے کہ اسے الخشیف کہا جاتا تھا۔جنگلی گائے کے بچے کو خشیف کہا جاتا ہے۔عفیر اس ہرن کو کہا جاتا ہے جس کی سفیدی پر سرخی غالب ہو یہ دوڑنے میں سارے ہرنوں سے کمزور ہوتا ہے مقوقس نے آپ کو عفیر پیش کیا تھا جبکہ فروہ بن عمرو الجذامی نے آپ کو یعفور پیش کیا تھا ایک قول یہ ہے کہ مقوقس کے گدھے کا نام یعفور اور حضرت فروہ کے گدھے کا نام عفیر تھا۔

◆ ۲ یعفور

ہرن کے بچے کو یعفور کہا جاتا ہے۔اسے اس کی تیزی کی وجہ سے یہ نام دیا گیا یہ فروہ بن عمرو جذامی نے آپ کو پیش کیا تھا۔

ابن سعد نے زامل بن عمرو سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا"فروہ بن عمرو جذامی نے یعفور گدھا آپ کو پیش کیا"ایک قول یہ ہے کہ انہوں نے پہلا جبکہ مقوقس نے دوسرا گدھا پیش کیا تھا۔الحافظ نے لکھا ہے کہ وہ پہلا گدھا عفری ہے۔محمد بن عمر نے لکھا ہے کہ جب آپ حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو یعفور مر گیا تھا۔امام سہیلی نے لکھا ہے یعفور نے اسی روز خود کو کنویں میں گرالیا تھا جس روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تھا یہ اسی روز مر گیا تھا۔

- ۳ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے بھی ایک گدھا آپ کو پیش کیا تھا۔ اس بات کا تذکرہ ابن مندہ نے کتاب اسامی میں عمرو بن سرجیس کی سند سے کیا ہے۔
- ۴ وہ گدھا جسے کسی صحابی نے آپ کو پیش کیا تھا۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا "اسی اثناء میں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چل رہے تھے ایک شخص حاضر خدمت ہوا۔ اس کے پاس گدھا تھا۔ اس نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! سوار ہو جائیں" وہ پیچھے ہٹ گیا۔ آپ نے فرمایا "تم اپنے جانور کے سینے کے مجھ سے زیادہ مستحق ہو۔ مگر جبکہ تم خود مجھے دے دو" اس نے عرض کی "میں نے اسے آپ کے لیے مقرر کر دیا ہے" آپ اس پر سوار ہو گئے۔

❀❀❀❀

پانچواں باب

آپ کی شیر دار اونٹنیاں اور اونٹ

اس باب کی کئی انواع ہیں۔

❶ آپ کی شیر دار اونٹنیاں

ابن مسعود نے معاویہ بن عبداللہ ابی رافع سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ”حضور اکرم ﷺ کی شیر دار اونٹنیاں تھیں۔ ان پر ہی غابۃ کے مقام پر شب خون مارا گیا تھا۔ ان کی تعداد بیس تھی۔ ان ہی پر آل محمد ﷺ کی گذر بسر تھی۔ ان کے دو مشکیزے دودھ کے ہر رات کو آپ کی خدمت میں پیش کیے جاتے تھے۔ بعض اونٹنیوں کو موٹا کرنے کے لیے ان کا دودھ نہیں دوہا جاتا تھا جیسے کہ العدیٰ میں ہے۔ ان کی تعداد پینتالیس تھی۔ لیکن ہم ان میں سے محفوظ کے اسماء ذکر کریں گے۔

(۱) الحناء، (۲) السمراء، (۳) العریس، (۴) السعدیہ، (۵) البعوم، (۶) الیسیرہ۔ اسے، سمراء اور عریس کو دوہا جاتا تھا۔ ان کا دودھ ہر رات کو کاشانہ اقدس میں بھیجا جاتا تھا ان میں ایک غلام تھا جسے یسار کہا جاتا تھا۔ عیرنون ان اونٹنیوں کو ہانک کر لے گئے تھے۔ الحناء کو انہوں نے ذبح کر دیا تھا۔

(۷) الریاء، (۸) بردہ۔ شیر دار اونٹنیوں کی طرح اس کا بھی دودھ نکالا جاتا تھا۔ ضحاک بن سفیان الکلابی نے اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا، (۹) الحفدۃ، (۱۰) مہرہ۔ اسے حضرت سعد بن عبادۃ نے ابن عقیل کے جانوروں سے آپ کی خدمت میں بھیجا تھا، (۱۱) الشقراء یا الریاء۔ آپ نے اسے نبط کے بازار سے بنو عامر سے خریدا تھا۔ اس کا بچہ بھی تھا جسے سورۃ کہا جاتا تھا۔

ابن سعد نے حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ”حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ہماری زندگی کا گذر بسر اکثر اونٹنیوں پر تھا جو غابۃ میں تھیں۔ آپ نے انہیں اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ان میں سے ایک میری اونٹنی تھی جسے عریس کہا جاتا تھا۔ اس سے ہمیں اتنا دودھ مل جاتا تھا جتنا ہم چاہتے تھے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اونٹنی کا نام سمراء تھا۔ وہ میری اونٹنی کی مانند نہ تھی۔ ان کا چرواہا انہیں غابہ کی چراگاہ میں لے جاتا تھا وہ اس کے اثل اور طرفا درخت کھاتی تھیں وہ شام کے وقت انہیں حجرات مقدسہ کے پاس لے آتا تھا۔ ان کا دودھ دوہا جاتا۔ حضور اکرم ﷺ کی اونٹنی کا دودھ میری اونٹنی سے دوگنا یا اس سے بھی زیادہ ہوتا تھا۔“

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا "ضحاک بن سفیان کلابی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اونٹنی پیش کی جسے بردہ کہا جاتا تھا۔ میں نے اتنی خوبصورت اونٹنی آج تک نہیں دیکھی یہ دو اونٹنیوں جتنا دودھ دیتی تھی۔ یہ شام کے وقت حجرات مقدسہ کے پاس آجاتی تھی اسے ھند اور اسماء چراتے تھے یہ اسے کبھی احد اور کبھی بیضاء کے مقام پر چھوڑ دیتے تھے۔ پھر یہ حجرات مقدسہ کے پاس آجاتی تھی انہوں نے اپنے کپڑے پتوں سے بھرے ہوتے تھے۔ یہ صبح تک علق میں رہتی بعض اوقات میرے ہاں مہمان آجاتے وہ اس کا دودھ پیتے حتیٰ کہ وہ سیر ہو جاتے تھے۔ جو دودھ بچ جاتا آپ اسے ہم میں تقسیم کر دیتے تھے۔ اسے صبح کے وقت دوہنا اچھا تھا" عبد السلام بن جبیر سے روایت ہے۔ وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی سات شیر دار اونٹنیاں تھیں جو ذوالجدری کے مقام پر تھیں وہ چراگاہ میں چرتی تھیں۔ ان کا دودھ ہمارے پاس آتا تھا۔ ایک اونٹنی کو مہرہ، دوسری کو شقراء، تیسری کو الریاء، چوتھی کو بردہ، پانچویں کو سمراء، چھٹی کو عریس اور ساتویں کو الحناء کہتے تھے۔

۲ سواری کے لیے اونٹنیاں

ابن سعد نے موسیٰ بن محمد بن ابراہیم التیمی سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں "قصواء نامی اونٹنی بنو حریش کے جانوروں میں تھی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسے چار سو درہم میں خریدا۔ یہ آپ کے پاس ہی رہی حتیٰ کہ مرگئی اسی پر آپ نے ہجرت فرمائی تھی۔ جب آپ ہجرت کر کے تشریف لائے تو یہ چار دانتوں والی تھی۔ اس کے نام قصواء جدعاء اور عضباء تھے۔"

انہوں نے ابن مسیب سے روایت کیا ہے کہ اس کا نام العضباء تھا۔ اس کا کان ایک طرف سے کٹا ہوا تھا۔ اس نے جب بھی دوڑ میں شرکت کی یہ جیت گئی۔

امام احمد، امام بخاری، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی جسے العضباء کہا جاتا تھا یہ ہمیشہ جیت جاتی تھی۔ ایک اعرابی ایک اونٹ لے کر آیا۔ اس نے اس اونٹنی کے ساتھ مقابلہ کیا تو وہ اونٹ جیت گیا۔ یہ بات مسلمانوں پر گراں گزری حتیٰ کہ آپ کو بھی علم ہوگیا۔ آپ نے فرمایا "یہ رب تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ دنیا میں کسی چیز کو بلند نہیں کرتا مگر اسے پست کر دیتا ہے" دارقطنی نے ان الفاظ کے ساتھ اسے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کے اونٹ کے ساتھ اسے دوڑایا تو وہ اونٹ جیت گیا۔ صحابہ کرام پر یہ بات گراں گزری۔ جب آپ سے عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا "یہ رب تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ دنیا میں جس چیز کو بلند کرتا ہے اسے پست بھی کر دیتا ہے" یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ مگر انہوں نے اس کا نام قصواء بتایا ہے۔

ابن سعد نے حضرت سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب لوگ کسی چیز کو بلند کرتے ہیں یا بلند کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو رب تعالیٰ اسے پست کر دیتا ہے۔"

ابن سعد نے قدامۃ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "میں نے حجۃ الوداع کے وقت آپ کو دیکھا آپ اپنی اونٹنی صھباء پر رمی جمار کر رہے تھے" ابن ضحاک نے حضرت ابو کاھل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "میں نے عید کے روز آپ کو دیکھا آپ کو لوگوں کو خطبہ ایسی اونٹنی پر ارشاد فرما رہے تھے جس کے کان کٹے ہوئے تھے۔ ان کا رنگ گندمی تھا۔جس کی نکیل حبشی تھامے ہوئے تھا۔"

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم ﷺ کو سنا آپ حجۃ الوداع میں اپنی اونٹنی الجدعاء پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ابن عبدوس نے لکھا ہے کہ العضباء ہی شہباء تھی۔

◆۳ آپ کے اونٹ

ابن سعد نے سلمہ بن عبیط سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔انہوں نے فرمایا "میں نے حج کے موقع پر آپ کو میدان عرفہ میں دیکھا آپ سرخ اونٹ پر تھے۔"

ثابت بن قاسم نے اپنی کتاب "دلائل" میں عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کے اونٹ کا نام عسکر تھا" ابو اسحاق ثعلبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے روزِ حدیبیہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے قبل حضرت خراش بن امیہ خزامی کو قریش مکہ کے پاس بھیجا۔انہیں اپنے اونٹ ثعلب پر سوار کرایا تا کہ وہ قریش کو آپ کے آنے کا مقصد بیان کریں۔انہوں نے آپ کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں۔اسے مارنے کا ارادہ کیا۔احابیش نے انہیں روک دیا۔انہوں نے اس کا رستہ چھوڑ دیا۔

الطبری نے غزوہ بدر میں لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو مالِ غنیمت میں ابوجہل کا اونٹ ملا۔یہ مُھری تھا یہ مھر بن حیدان کی طرف منسوب تھا۔آپ اس پر جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔آپ نے اسے شیر دار اونٹنیوں کے لیے رکھا تھا۔

ابن اسحاق نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حدیبیہ کے سارے قربانی کے جانوروں میں ابوجہل کا اونٹ بھی شامل کرلیا۔اس کے ناک میں چاندی کی نکیل تھی تا کہ اس کی وجہ سے مشرکین آتش غیظ میں جلیں۔"

✿✿✿✿

چھٹا باب

آپ کی بکریاں اور بھیڑیں

اس میں دو انواع ہیں۔

❶ بکریوں کی فضیلت

ابو یعلی نے ثقہ راویوں سے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا ''بکریاں سراپا برکت ہیں''
الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم بکریاں پالا کرو یہ جنت کے جانور ہیں۔ ان کے باڑے میں نماز پڑھا کرو اور ان کا منہ صاف کیا کرو۔''

بزار نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''اونٹوں والوں اور بکریوں والوں نے بارگاہ رسالت مآب میں باہم فخر کیا آپ نے فرمایا ''فخر اور بڑائی اونٹ والوں میں اور سکون اور وقار بکری والوں میں ہوتا ہے'' آپ نے فرمایا ''حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا تو وہ اپنے اہل خانہ کی بکریاں چراتے تھے مجھے مبعوث کیا گیا تو میں بھی جیاد پر اپنے اہل خانہ کی بکریاں چراتا تھا۔''

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے اور الطبرانی نے وھب بن کیسان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ''میرے والد گرامی حضرت ابوہریرہ کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے پوچھا ''کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا ''اپنی بکریوں کے پاس جانے کا'' انہوں نے فرمایا ''اپنی بکریوں کا منہ صاف کرو۔ ان کے ٹھکانے کو عمدہ بناؤ۔ ان کے ٹھکانے کے ایک طرف نماز پڑھو۔ یہ جنت کے جانور ہیں۔ ان کے لیے آسانیاں پیدا کرو۔''

امام احمد، ابن ماجہ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا ''ام ہانی بکریاں رکھو یہ صبح و شام خیر کے ساتھ آتی ہیں۔''

بزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بکریوں کی تکریم کرو ان کا منہ صاف کرو یہ جنت کا جانور ہے'' ان سے ہی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بکریوں کے ساتھ عمدہ سلوک کرو۔ ان سے اذیت دور کرو یہ جنت کا جانور ہے'' ان سے ہی روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بکریاں اور گائیں پالنے والوں میں

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوع اور موقوف روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا ''جس قوم کے گھر یا جن کے ہیں بکری ہوتی ہے انہیں دن میں دو بار صاف کیا جاتا ہے اور دو بار ان میں برکت ڈالی جاتی ہے'' یعنی بکری کا دودھ دو بار ملتا ہے۔''

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بکریوں کے ساتھ عمدہ سلوک کیا کرو۔ یہ ایک رقیق مال ہے یہ جنت میں سے ہے رب تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ مال بھیڑ ہے۔''

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''وہ کتنا متقی ہے۔ وہ کتنا پاکباز ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر بکریاں چراتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے۔''

۲ بکریوں کی تعداد

امام شافعی، امام احمد اور امام ابوداؤد نے حضرت لقیط بن صبرہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ''میں بنوالمنتفق کے وفد میں تھا یا ان کے وفد لے کر آیا تھا۔ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مگر آپ اس وقت گھر میں تشریف فرما نہ تھے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گھر میں تھیں ہمیں ایک طشت عطا کیا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ انہوں نے حکم دیا تو ہمارے لیے خزیرہ تیار کیا گیا ہم نے اسے کھایا یا پھر جلد ہی آپ تشریف لے آئے۔ آپ نے پوچھا ''کیا تم نے کچھ کھایا ہے؟ کیا تمہارے لیے کسی چیز کا حکم دیا ہے؟ ہم نے عرض کی 'ہاں! پھر آپ نے اپنے چرواہے کو حکم دیا کہ وہ بکریوں کو چراگاہ کی طرف لے جائے ایک بکری ممیا رہی تھی۔ آپ نے فرمایا ''فلاں! بکری نے کیا دیا ہے؟ اس نے عرض کی ''بچہ'' آپ نے فرمایا ''اس کی جگہ ہمارے لیے بکری ذبح کرو'' پھر آپ نے میری طرف توجہ کی اور فرمایا ''تم یہ گمان نہ کرنا کہ ہم اسے تمہارے لیے ذبح کر رہے ہیں۔ ہماری ایک سو بکریاں ہیں۔ ہم ان میں اضافہ نہیں چاہتے جب بکری بچہ پیدا کر دیتی ہے تو ہم اس کی جگہ بکری کو ذبح کر لیتے ہیں۔''

ابن سعد نے ابراہیم بن عبد سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دس بکریاں تھیں جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) عجوہ، (۲) زمزم، (۳) سقیا، (۴) برکہ، (۵) ورسہ، (۶) اطلال، (۷) اِطراف، (۸) قمرہ، (۹) غوثہ یا غوثیہ، (۱۰) یمن۔ ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک بکری تھی جسے غوثہ یا غیثہ کہا جاتا تھا۔

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بکریاں تھیں جنہیں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا چرواتی تھیں۔

محمد بن عبداللہ بن حصین سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بکریاں تھیں جو احد کے دامن میں چرتی تھیں وہ ہر شب اس حجرہ مقدسہ میں آجاتی تھیں جس میں آپ تشریف فرما ہوتے تھے ان میں سے ایک بکری کو قمر کہا جاتا تھا۔ ایک روز وہ غائب تھی۔ آپ نے اس کے بارے چرواہے سے پوچھا تو اس نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ مرگئی

ہے۔آپ نے فرمایا "تم نے اس کے چمڑے کے ساتھ کیا کیا ہے" انہوں نے عرض کی "وہ بھی مردار ہے" آپ نے فرمایا "اسے رنگ دینا ہی اس کی پاکیزگی ہے۔"

تنبیہ

العیون میں ہے "گائے کے بارے میں یہ تذکرہ نہیں کہ وہ آپ کے پاس تھی" میں کہتا ہوں کہ روایت ہے کہ آپ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی طرف سے گائے قربانی کی تھی۔احتمال ہے کہ آپ نے قربانی کرنے کے لیے اسے خرید ا ہوگا۔

❁❁❁❁

ساتواں باب

آپ کا مرغا

اس میں کئی انواع ہیں۔

❶ مرغ کو گالی دینے سے ممانعت

امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے جید سند کے ساتھ حضرت زید بن خالد جھنی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "مرغ کو گالی نہ دیا کرو یہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔"

ابوشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے کاشانۂ اقدس سے ایک مرغ نکلا۔ ایک شخص نے اسے گالی دی اسے لعنت کی۔ آپ نے فرمایا "اسے نہ لعنت کرو نہ ہی اسے گالی دو یہ نماز کی طرف بلاتا ہے۔"

طیالسی نے ثقہ افراد سے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "مرغ کو گالی نہ دیا کرو یہ نماز کی طرف بلاتا ہے" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "مرغ کو گالی نہ دیا کرو یہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔"

❷ مرغ کی آواز نکالتے وقت کی دعا

شیخین اور آئمہ ثلاثہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جب تم مرغ کی آواز سنو تو رب تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو کیونکہ اس (مرغ) نے فرشتہ دیکھا ہے۔"

❸ مرغ رکھنے کا حکم

امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے سفید مرغ رکھنے کا حکم دیا جس گھر میں سفید مرغ ہو کوئی شیطان، جادوگر اور گھومنے والیاں اس کے اردگرد نہیں آسکتیں، امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "مرغ نماز کے لیے آذان دیتا ہے جس نے سفید مرغ رکھا رب تعالیٰ اس کی تین چیزوں سے حفاظت کرتا ہے (۱) شیطان کے شر سے، (۲) جادوگر سے، (۳) کاہن سے" ان روایات کی اسناد ضعیف ہیں۔

❹ زمین کے مرغ کے آذان دینے کا سبب

ابن عدی اور امام بیہقی نے الشعب میں ابن ابی علی لھبی (یہ متروک ہے) کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کا ایک مرغ ہے جس کی گردن عرش کے نیچے مڑی ہوئی ہے۔ اس کی ٹانگیں زمین کے نیچے ہیں جب رات کا تیسرا پہر گزر جاتا ہے تو یہ سبوح قدوس کی آواز نکالتا ہے جسے سن کر مرغ آذان دیتا ہے۔"

ابن عدی نے یحییٰ بن رحم کی سند سے (ابن حبان نے لکھا ہے کہ اس نے اپنے باپ کے موضوع نسخہ روایت کیا ہے۔ جس کی کتابت جائز نہیں سوائے تعجب کے لیے۔ ابن عدی نے لکھا ہے کہ مجھے امید ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ ابا حاتم نے لکھا ہے مجھے امید ہے کہ یہ صدوق ہے۔ الحافظ نے اس روایت کے بارے لکھا ہے جس کی علت امام ذہبی نے بیان کی ہے کہ شاید آفت اس کے علاوہ کسی اور سے ہو) حضرت عرس بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کا ایک مرغ ہے جس کے پنجے زمین کے نیچے ہیں اس کا سر عرش کے نیچے ہے وہ نمازوں کے وقات میں چیختا ہے پھر ہر ہر آسمان کے مرغ آواز نکالتے ہیں پھر ان کی وجہ سے زمین کے مرغ آذان دیتے ہیں وہ کہتے ہیں "سبوح سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح۔"

ابو شیخ نے کتاب العظمہ میں جید سند سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کا ایک مرغ ہے جس کی ٹانگیں ساتویں زمین کے نیچے ہیں۔ اس کا سر ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے۔ نماز کے اوقات میں اس کی آواز سنائی دیتی ہے۔ زمین کا ہر مرغ اس کا جواب دیتا ہے۔"

الطبرانی، ابوداؤد، ابوشیخ نے العظمۃ میں اور ابونعیم نے تاریخ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کا سفید مرغ ہے۔ اس کے پروں کے ساتھ زبرجد اور موتی ملے ہوئے ہیں اس کا ایک پر مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے۔ اس کا سر عرش کے نیچے اور پاؤں ہوا میں ہیں (یا نچلی زمین میں ہیں) وہ وقت سحر آذان دیتا ہے۔ (ابوشیخ کے الفاظ یہ ہیں) جب سحر اعلیٰ طلوع ہوتی ہے تو وہ اپنے پر پھڑ پھڑاتا ہے۔ پھر کہتا ہے "سبوح قدوس ربنا الذی لا الہ الا اللہ" یہ آواز زمین و آسمان کی ہر چیز جن و انس کے علاوہ سنتی ہے۔ اس وقت اسے زمین کے مرغ جواب دیتے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا "اپنے پر ملالو۔ اپنی آواز پست کرلو" اس وقت اہل آسمان اور اہل زمین جان لیں گے کہ قیامت قریب آگئی ہے۔"

ابوشیخ نے "العظمۃ" میں ابوراشد خبرانی سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مرغ ہے۔۔۔ انہوں نے اس کی تخلیق کے بارے عجیب امر بیان کیا ہے وہ ان الفاظ میں رب تعالیٰ کی تسبیح خوانی کرتا ہے "سبحان الملك والقدوس، الملك

الدیان" جب وہ حرکت کرتا ہے تو زمین کے مرغ آذان دینے لگتے ہیں۔

ابو شیخ الطبرانی نے صحیح کے افراد سے اور امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "رب تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تیرے اس مرغ کے بارے بیان کروں جس کی ٹانگیں زمین کے ساتھ ملی ہوئی ہیں اس کا سر عرش کے نیچے ہے۔ وہ کہتا ہے "سبحانك و ما اعظمك ربنا" اسے وہ چیز لوٹا دیتا ہے جو وہ جانتا ہے کہ اس نے جھوٹی قسم اٹھائی ہے۔

ابو شیخ نے ایوب بن سوید کی سند سے (امام احمد اور ایک جماعت نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ امام نسائی نے اسے ترک کیا ہے۔ امام ابو حاتم نے اسے لعین الحدیث کہا ہے حافظ نے تقریب میں لکھا ہے "یہ صدوق تھا مگر کبھی خطا کر جاتا تھا۔ اس کے بقیہ افراد ثقہ ہیں) حضرت ثوبان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ کا ایک مرغ ہے جس کی ٹانگیں نچلی زمین میں ہیں۔ اس کی گردن عرش الٰہی کے نیچے مڑی ہوئی ہے۔ اس کے پر ہوا میں ہیں وہ انہیں وقت سحر پھڑ پھڑاتا ہے وہ کہتا ہے "القدوس ربنا الرحمن لا اله غیرہ۔"

انہوں نے رشدین بن سعد کی روایت سے (حافظ نے اسے ضعیف لکھا ہے۔ ابن یونس نے لکھا ہے کہ یہ اپنے دین میں صالح تھا اسے صالحین کی غفلت نے آلیا تھا یہ روایات میں خلط ملط کر دیتا تھا) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک مرغ ہے جس کے پر زبرجد، موتی اور یاقوت کے بنے ہوئے ہیں۔ اس کا ایک پر مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے اس کے پاؤں زمین کے نیچے ہیں اس کا سر عرش کے نیچے ہے سحر اعلیٰ کے وقت وہ اپنے پر پھڑ پھڑاتا ہے وہ کہتا ہے "سبوح و قدوس ربنا الذی لا اله غیرہ" اس وقت دنیا کے مرغ اپنے پھر پھڑا پھڑاتے ہیں اور آذانیں دیتے ہیں۔ روز حشر اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا۔ "اپنے پر ملالو تو آواز پست کر دو۔" اہل آسمان اور اہل زمین جان لیں گے کہ قیامت قریب آگئی ہے۔

الطبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "رب تعالیٰ کی تخلیق میں سے ایک مرغ بھی ہے جس کی ٹانگیں ساتویں آسمان تک ہیں اس کی گردن مڑی ہوئی ہے وہ عرش کے نیچے ہے اس کے پروں کو دونوں افق نے گھیر رکھا ہے جب رات کا آخری ثلث باقی رہتا ہے تو وہ اپنے پر پھڑ پھڑاتا ہے اور کہتا ہے "سبوح سبّحو الملك القدوس سبّحوا ربنا الملك القدوس سبحان ربنا الملك القدوس لا اله لنا غیرہ" کائنات کی ہر چیز جن و انس کے علاوہ اسے سنتی ہے جب دوسرے مرغ اسے سنتے ہیں تو وہ اپنے پروں کو جھاڑتے ہیں اور آذانیں دیتے ہیں۔

ہمارے شیخ نے لکھا ہے کہ اس سے یہ روایت حسن صحیح ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کا قول صحیح نہیں جو اس روایت کو موضوع کہتا ہے۔ میں نے اپنی کتاب "الفوائد المجموعہ فی بیان الاحادیث الموضوعۃ" میں تفصیل سے اس موضوع پر

لکھا ہے۔

۵ مرغ سے آپ کی محبت

حارث بن ابی اسامہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، حارث عقیلی نے حضرت انس بن مالک سے، ابن حبان نے ضعفاء میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ابوبکر البرقی نے ابوزید انصاری سے، ابوشیخ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''کلغیوں والا سفید مرغ میرا دوست، میرے دوست کا دوست اور میرے دشمن کا دشمن ہے۔'' ابوزید انصاری نے لکھا ہے ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت اسے اپنے ساتھ رکھتے تھے'' یہ سارے طرق ضعیف ہیں جب انہیں ایک دوسرے سے ملایا جاتا ہے تو تقویت میں اضافہ ہوتا ہے ابن جوزی نے اس کے موضوع ہونے پر موافقت نہیں کی۔ جیسے کہ میں نے الفوائد میں بیان کیا ہے۔

تنبیہات

۱. ابوالقاسم نے علی بن محمد بن عبدوس العوفی سے اپنی ''فوائد'' میں حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''مجھے واقد نے بیان کیا ہے کہ ایک جن ایک لڑکی پر عاشق ہو گیا۔ شاید انہوں نے کہا ''وہ لڑکی شاید ان میں سے یا آل عمر رضی اللہ عنہ سے تھی۔'' ان کے گھر میں مرغ تھا جب وہ جن آتا تو مرغ آذان دینے لگتا۔ جن بھاگ جاتا وہ ایک انسانی شکل میں متشکل ہوا۔ وہ باہر نکلا کسی انسانی شیطان سے ملا۔ اس نے اسے کہا ''جاؤ اور بنو فلاں سے میرے لیے مرغ خرید کر لاؤ۔ اور اسے فلاں جگہ لے جاؤ'' وہ شخص گیا۔ اس نے اس مرغ کی بہت زیادہ قیمت لگائی۔ اہل خانہ نے اسے فروخت کر دیا۔ جب مرغ نے یہ دیکھا تو وہ چلانے لگا وہ بھاگ نکلا۔ اس شخص نے کہا۔ اس کا گلا گھونٹ کر دم نکال دو'' انہوں نے اس کا گلا دبوچا۔ مرغ مر گیا، اس نے اس کا سر کاٹ لیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد اس لڑکی کو بھی مرگی کا دورہ پڑ گیا۔

۲. انہوں نے عثمان بن الہیثم موذن سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ''میں وقت سحر مینارہ میں آذان دینے کے لیے اٹھا۔ میں نے ایک نوجوان دیکھا جس نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے اس نے مجھے کہا ''عثمان! مجھے ایک ضروری کام ہے۔ میں نے اس کے لیے تمہارے علاوہ کسی اور کو اہل نہیں پایا'' میں نے پوچھا ''کیا ضروری کام ہے؟ اس نے کہا ہمارا ایک مریض ہے۔ جس کے لیے سفید دو کلغیوں والے مرغ کو بطور علاج تجویز کیا گیا ہے۔ میں گھروں میں گھوما ہوں مگر مجھے اس طرح کا مرغ نہیں ملا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے پڑوسیوں کے پاس ایسا مرغ ہے۔ ان سے میرے لیے خرید دو'' میں نے کہا ''تو کون ہے؟ میں تمہیں کہاں پاؤں گا اس رات میں تمہارے پاس کہاں آؤں گا۔ حتیٰ کہ میں اس وقت تمہارے پاس ایک مرغ لے آؤں'' وقت صبح ان لوگوں کے

پاس گیا انہوں نے میرے آنے کا مدعا پوچھا۔ میں نے انہیں بتایا انہوں نے کہا کتنی عزت افزائی کی بات ہے میں نے ان سے مرغ لیا اور اسے اپنے گھر لے آیا میں نے اسے کھلایا پلایا۔ جب وہی وقت آیا جس میں میں نکلا تھا تو میں نے اسے پکڑا اور باہر نکل آیا جب مینارہ کے دروازے تک پہنچا تو وہی جوان اسی شکل میں میرے سامنے آیا۔ میں نے مرغ پکڑا اس کے حوالے کیا جب اس نے اسے پکڑا تو اس کا سر تھاما اور اسے جدا کر دیا۔ اسے پھینک دیا میں نے اس گھر میں بلند آواز سنی۔ جس میں سفید مرغ تھا۔ میں گھبرا کر مسجد میں داخل ہو گیا۔ میں نے نماز پڑھی تو باہر نکلا تو میں نے ان کی دیوار پر چٹائی دیکھی لوگ اس پر بیٹھے ہوئے تھے" میرے پاس آئے۔ انہوں نے کہا ہماری بچی مریض تھی وہ اس مرغ کی مالکہ تھی جب تمہاری آذان کا وقت ہوا تو وہ چل بسی۔

ابو الفرج نے کتاب العرائس میں لکھا ہے کہ ایک طالب علم نے سفر کیا راستہ میں اسے ایک شخص ملا جب وہ اس رستے کے قریب گیا جس کا اس نے قصد کیا تھا تو اس نے کہا "میرا تم پر حق اور ذمہ ثابت ہو گیا ہے۔ میرا تعلق جنات سے ہے۔ مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے" اس نے کہا وہ کیا؟ اس نے کہا "جب تم فلاں مکان میں داخل ہو گے تو تمہیں وہاں مرغ ملیں گے۔ ان میں سے ایک سفید مرغ ہوگا۔ اس کے مالک سے پوچھو اس سے خرید کر اسے ذبح کرو۔ وہ میرا ضروری کام ہے" میں نے کہا "وہ بھائی مجھے بھی تجھ سے ایک ضروری کام ہے" اس نے پوچھا وہ کیا؟ میں نے کہا "اگر کوئی سرکش شیطان ہو۔ تعویذات اس میں کام نہ کر رہے ہوں یہ کسی شخص سے چمٹ جائے تو اس کا علاج کیا ہے؟ اس نے کہا "جنگلی گدھے کی جلد کا وتر لو۔ اس سے مصیبت زدہ فرد کے انگوٹھے کو سختی سے باندھ دو۔ پھر سداب بری کا تیل لو۔ اس کے ناک کے دائیں طرف چار اور بائیں طرف تین قطرات ڈال لو۔ اس کا وہ شیطان مر جائے گا اور پھر کبھی بھی دوسرا شیطان حملہ نہ کرے گا" میں شہر میں داخل ہوا تو اس جگہ آیا میں نے پایا کہ وہ مرغ ایک بڑھیا کی ملکیت میں تھا میں نے اسے کہا کہ کیا وہ اسے فروخت کرے گی؟ اس نے انکار کر دیا مگر میں نے کئی گنا قیمت دے کر اسے خرید لیا میں نے اسے ذبح کر دیا اس وقت مرد اور عورتیں مجھے مارنے کے لیے نکلے۔ وہ کہنے لگے "اے جادوگر! میں نے کہا "میں جادوگر نہیں ہوں" انہوں نے کہا "جب تو نے مرغ ذبح کیا اس وقت ہماری ایک لڑکی کو جن پڑ گیا ہے میں نے ان سے جنگلی گدھے کی جلد کا وتر منگوایا سداب بری کا تیل منگوایا۔ جب میں نے یہ کیا تو وہ جن چیخ اٹھا۔ اس نے کہا "میں نے تمہیں اپنے خلاف ہی بتا دیا ہے میں نے وہ تیل اس لڑکی کی ناک میں ٹپکایا وہ جن اسی وقت گر کر مر گیا۔ رب تعالیٰ نے اس عورت کو اس وقت شفاء دے دی۔ بعد میں کبھی بھی شیطان اس کے پاس نہ آیا۔

آپ کا سفر اور واپسی

پہلا باب

آپ کس روز سفر پسند کرتے تھے جب سفر کا ارادہ فرماتے تو کیا فرماتے تھے

امام بخاری، امام الطبرانی، ابوداؤد اور خرائطی نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لیے جمعرات کے روز عازم سفر ہوئے۔ آپ جمعرات کے روز سفر فرمانا پسند فرماتے تھے، ایک اور روایت میں ہے "آپ جمعرات کے روز ہی سفر پر روانہ ہوتے" ابوطاہر المخلص نے ان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر جمعرات کے روز روانہ ہوتے تھے اور کسی کو مہم پر بھی جمعرات کے روز ہی بھیجتے تھے۔"

الطبرانی اور ابوشیخ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے روز سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔"

ابویعلی نے حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا کہ آپ سفر پر روانہ ہوں تو جمعرات کے روز عازم سفر ہوں" الطبرانی کے یہ الفاظ ہیں "جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کرنے کا ارادہ فرماتے تو جمعرات کے روز عازم سفر ہوتے۔"

امام احمد اور شیخین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب اپنے اونٹ پر بیٹھ جاتے اور عازم سفر ہونے لگتے تو رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے تین بار سبحان اللہ اور تین بار اللہ اکبر کہتے پھر یہ دعا مانگتے:

"سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَ مَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ اللھم انا نسئلك فی سفرنا ھذا البرّ والتقوی۔ و من العمل ما ترضی اللھم ھوّن علینا سفرنا ھذا و طوعنا بعد الارض اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفه فی الاھل والمال"

جب آپ واپس آتے تو یہ کلمات کہتے ان میں یہ اضافہ فرماتے:

"آیبون عابدون لربنا ساجدون"

امام ترمذی نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور آپ کا لشکر بلندی پر چڑھتا تو اللہ اکبر کہتے اور جب نشیبی علاقے میں جاتے تو سجدہ کرتے۔ نماز اسی طرح فرض کی گئی ہے۔

امام مالک نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب رکاب میں اپنا پاؤں مبارک رکھتے اور آپ کا ارادہ سفر کا ہوتا تو یہ دعا مانگتے:

"باسم اللہ اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفۃ فی الاھل اللھم اطولنا الارض و ھون علینا السفر اللھم اعوذبك من و عثاء السفر من کآبۃ المنقلب و من سوء المنظر فی الاھل و المال"

امام بزار اور امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سیاح لامکان ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا مانگتے:

"اللھم بك اصول و بك اجول و بك اسیر"

مسدد، ابن ابی شیبہ، امام احمد، الطبرانی اور بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب آپ سفر پر جانے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا مانگتے:

"اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفۃ فی الاھل اللھم انی اعوذبك الضبنۃ فی السفر اللھم انی اعوذبك من و عثاء السفر و کآبۃ المنقلب اللھم اقبض لنا الارض و ھون علینا السفر"

ابویعلیٰ نے ثقہ راویوں سے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب آپ سفر کے لیے جاتے تو یہ دعا مانگتے:

اللھم بلغ بلاغا یبلغ خیرا و مغفرۃ منك و رضوانا بیدك الخیر انك علی کل شیء قدیر اللھم انت الصاحب فی السفر و الخلیفۃ فی الاھل اللھم ھون علینا السفر واطولنا الارض اللھم انی اعوذبك من و عثاء السفر و کآبۃ المنقلب"

ابویعلیٰ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب بھی آپ نے سفر کا ارادہ کیا جب آپ اٹھے تو آپ نے یہ دعا مانگی:

اللھم بك انتشرت و الیك توجھت و بك اعتصمت اللھم انت رجائی اللھم

اکفنی ما اھمّنی ولا اھتم لھو وما انت اعلم بہ منی وزودنی التقوی واغفرلی
ذنبی وجھنی للخیر حیث ما توجھت

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنے پیچھے بٹھایا جب آپ سواری پر بیٹھ گئے تو آپ نے تین بار اللہ اکبر کہا تین بار الحمد للہ کہا تین بار سبحان اللہ۔ ایک بار لا الہ الا اللہ کہا پھر مسکراتے ہوئے اس پر لیٹ جاتے پھر سیدھے ہو جاتے۔ پھر فرمایا "جو بھی اپنی سواری پر سوار ہونے والا اس طرح کرے گا جس طرح میں نے کیا ہے تو اللہ تعالیٰ مسکراتے ہوئے اس کی طرف توجہ کرے گا۔"

❁❁❁❁

دوسرا باب

سفر کی شان اور کمزور پر شفقت

شیخین نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا"جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ سفر حجۃ الوداع میں آپ کے سفر کی شان کیا تھی؟ انہوں نے فرمایا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم العنق تیزی کے بغیر چلتے۔ کبھی کشادہ زمین آجاتی تو نص (العنق سے تیز) چلتے۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ٹیلے یا بلند جگہ پر چڑھتے تو یہ دعا مانگتے:

اللهم لك الشرف على كل شرف ولك الحمد على كل حال

ابوداؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں پیچھے رہتے تھے اگر کمزور شخص ملتا تو اسے اپنے پیچھے بٹھا لیتے اور اس کے لیے دعا فرماتے۔"

امام احمد، امام مسلم اور ابوداؤد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا"اسی اثناء میں کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ ایک شخص کے پاس اپنی سواری سے زائد سواری ہو تو وہ اسے دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو اور جس کے پاس زائد زاد راہ ہو وہ اسے دے دے جس کے پاس زادہ راہ نہ ہو" آپ نے مال کی اتنی اقسام بیان کیں حتیٰ کہ ہمیں معلوم ہوا کہ زائد مال کسی کا کوئی حق نہیں ہے۔"

الطبرانی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر میں نماز صبح ادا کر لیتے تو کچھ دیر پیدل چلتے"۔

امام نسائی نے حضرت عقبہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا"ان گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں میں آپ کی سواری کو ہانک رہا تھا۔آپ نے فرمایا"عقبہ! سوار نہیں ہو گے" میں نے آپ کی شان کو اس سے جلیل سمجھا کہ میں آپ کی سواری پر سوار ہوں۔آپ نے پھر فرمایا"عقبہ! کیا تم سوار نہیں ہو گے" میں ڈر گیا کہ کہیں یہ معصیت نہ ہو۔آپ نیچے اتر آئے۔ میں کچھ دیر کے لیے سوار ہوا۔پھر نیچے اتر آیا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہو گئے۔

❁❁❁❁

تیسرا باب

سفر میں رات کے وقت آپ کیا دعا فرماتے جب کسی جگہ فروکش ہوتے تو کیا کرتے

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

❶ جب سفر میں آپ کو رات آجاتی تو آپ کیا دعا کرتے

الخرائطی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر فرماتے اور آپ کو رات آ جاتی تو یہ دعا مانگتے:

یا ارض! رب و ربك الله اعوذبالله من شرك و نشر ما فيك و شر ما خلق فيك و شر ما دب عليك اعوذبالله من شر كل اسر وحيه و عقرب و من شر ساكن البلد و من والد و ما ولد

ابو یعلیٰ نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب آپ کسی بلند جگہ پر چڑھتے تو یہ دعا مانگتے:

اللهم لك الشرف على كل شرف ولك الحمد على كل حال

❷ جب کسی جگہ اترتے تو کیا کہتے اور کیا کرتے

امام احمد، ابوداؤد اور الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب آپ اس بستی کو دیکھتے جس میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو یہ دعا مانگتے:

اللهم بارك لنا فيها (آپ تین بار اس طرح کہتے) اللهم ارزقنا جناها و حببنا الى اهلها و حبب صالح اهلها الينا

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت ابولبابہ ابن عبدالمنذر سے، الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (ایک راوی کا نام نہیں لیا) ابومعتب بن عمرو سے، الطبرانی نے ثقہ راویوں سے کعب الاحبار سے اور وہ حضرت صہیب سے ابو یعلیٰ اور نسائی نے الکبریٰ میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی بستی میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو اس وقت تک داخل نہ ہوتے حتیٰ کہ یہ دعا مانگ لیتے: (ابومعتب کی روایت میں ہے کہ جب خیبر کو دیکھا تو اپنے صحابہ

کرام سے فرمایا۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا آپ نے فرمایا "آگے آجاؤ" جب سارے صحابا کھٹے ہو گئے تو آپ نے یہ دعا مانگی:

اللھم رب السموات السبع و ما اقلت (و ما اظلت) و رب الارضین السبع و اقلت (و ما اقللن) و رب الشیاطین و اما اضلت (و ما اضللن) و رب الریاح و ما ذرت (وما ذرین) انی اسئلك خیر ھذہ القریۃ و خیر اھلھا و اعوذبك من شرھا و شر ما فیھا

حضرت صہیب نے یہ اضافہ کیا ہے "اللہ تعالیٰ کا نام لے کر آگے بڑھو۔"

ابن ابی شیبہ، ابو یعلی، امام بیہقی نے الکبریٰ میں حاکم اور خرائطی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب کسی جگہ فروکش ہوتے تو اس سے عازم سفر نہ ہوتے حتیٰ کہ وہاں دو رکعتیں پڑھ لیتے۔

الطبرانی نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "آپ جب کسی جگہ فروکش ہوتے یا گھر تشریف لے جاتے تو دو رکعتیں پڑھے بغیر نہ بیٹھتے تھے۔"

امام احمد، ابو داؤد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ داخل نہ ہوتے تھے حتیٰ کہ ظہر پڑھ لیتے" ان سے عرض کی گئی "ابو حمزہ! اگرچہ دوپہر کا وقت ہوتا" انہوں نے فرمایا "اگرچہ دوپہر کا وقت ہوتا۔"

بزار، الطبرانی، امام احمد نے صحیح کے راویوں (سوائے محمد بن ربیعہ کے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے یہ دعا مانگی:

اللھم منایانا بھا تخرجنا منھا

آپ کو ناپسند تھا کہ آپ کا وصال مدینہ طیبہ سے باہر ہو۔

۳ سفر میں سونے کی کیفیت

امام مسلم نے حضرت ابو قتادہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب آپ سفر کرتے اور رات کو آرام کرتے تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔ جب صبح سے پہلے آرام فرماتے تو کہنیوں کو بلند فرما لیتے اور سر اقدس اپنی ہتھیلیوں پر رکھ لیتے۔"

۴ وقتِ سحر آپ کیا فرماتے تھے

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب سفر میں ہوتے اور سحر ہو جاتی تو آپ یہ دعا مانگتے:

سمع سامع بحمد اللہ و بنعمتہ و حسن بلائہ علینا اللھم ربنا صاحبنا و افضل علینا عائذا باللہ من النار

چوتھا باب

جب آپ سفر سے واپس آتے تو کیا فرماتے، کیا کرتے اور جب اپنے اہل خانہ کے پاس تشریف لے جاتے تو کیا فرماتے

امام احمد شیخین، امام مالک، ابوداؤد اور امام ترمذی نے (بعض سے ساجدون کی جگہ سائحون لکھا ہے) نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر، حج، عمرہ پر تشریف لے جاتے تو ہر بلند جگہ پر تین بار اللہ اکبر کہتے پھر اس طرح تعریف فرماتے

لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر آیبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدو نصدق اللّٰہ وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ

امام بزار نے ثقہ راویوں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "آپ باب الشجرہ سے عازم سفر ہوتے تھے اور المعرس کے راستے سے بھی عازم سفر ہوتے تھے۔"

شیخین نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "آپ رات کے وقت اپنے اہل خانہ کا دروازہ نہیں کھٹکھٹاتے تھے۔" امام احمد اور امام الطبرانی نے یہ اضافہ کیا ہے "آپ صبح یا شام کے وقت تشریف لاتے۔"

ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "جب آپ حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ مسجد نبوی کے سامنے اونٹ بٹھایا۔ اندر تشریف لے گئے۔ دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے۔

الطبرانی، البزار اور امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس ہونے کا ارادہ فرماتے تو فرماتے:

توبا توبا لربنا لا یغادر علینا حوبا

ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو المعرس رات بسر فرماتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی"

امام بخاری اور ابوداؤد نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر سے واپس آتے مدینہ طیبہ کے قریب آتے تو فرماتے:

آئبون عابدون لربنا حامدون اللهم انی اعوذبك من وعثاء السفر و كآبة المنقلب و سوء المنظر فی الاهل و المال۔

بزار اور الطبرانی نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو یوں فرماتے:

آئبون لربنا حامدون لربنا عابدون۔

❁❁❁❁

پانچواں باب

سفر کے متعلق متفرق آداب

اس میں کئی انواع ہیں۔

❶ سفر پر جانے والے کو الوداع کہنا

امام احمد اور ابویعلی نے جید سند سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب آپ نے مجھے یمن بھیجا تو حضور اکرم ﷺ ان کے ہمراہ انہیں نصیحت کرتے ہوئے نکلے۔ حضرت معاذ سواری پر تھے اور حضور اکرم ﷺ ان کی سواری کے ساتھ ساتھ تھے مسدد نے ایک انصاری شخص سے روایت کیا ہے۔ وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک شخص کو الوداع کیا اور فرمایا:

زوّدك الله التقوىٰ و غفرلك ويسر لك الخير حيث ما كنت

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) امام نسائی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ ہمیں الوداع کرتے تھے" ان سے ہی روایت ہے۔ انہوں نے کہا "حضور اکرم ﷺ نے مجھے ضروری کام کے لیے بھیجا۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا "میں تمہارا دین، امانت اور اعمال کا خاتمہ اللہ رب العزت کے سپرد کرتا ہوں۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب حضور اکرم ﷺ نے مجھے اپنی قوم پر عامل مقرر کیا تو میں نے آپ کا دستِ اقدس تھاما اور آپ کو الوداع کیا آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تقویٰ کو تیرا اوڑھنا بنائے تیرے گناہ معاف کرے اور تو جہاں بھی رخ کرے تیرا رخ بھلائی کی طرف کرے۔"

انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "ایک غلام حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اس نے عرض کی "میں اس وقت حج کے لیے جانا چاہتا ہوں" آپ اس کے ساتھ کچھ دیر چلے۔ سر اقدس اس کی طرف بلند فرمایا اور فرمایا "غلام! رب تعالیٰ تمہیں تقویٰ بطور زادِ راہ دے۔ تمہارا چہرہ بھلائی کی طرف کرے اور تمہارے غم و حزن کی کفایت کرے۔"

ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے الوداع کیا آپ نے فرمایا:

استودعك الله تضيع و دائعه

امام احمد، امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) اور امام نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی "آپ مجھے وصیت کریں" آپ نے فرمایا "خوف الٰہی کو لازم پکڑو ہر بلند جگہ پر تکبیر کہو" جب وہ شخص جانے لگا تو یہ دعا کی مولا! اس کے بُعد کو لپیٹ دے اور اس کا سفر اس پر آسان فرما۔"

امام ترمذی نے حسن روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا اس نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سفر کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے وصیت فرمائیں آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تقویٰ کو تجھے بطور زادہ راہ دے" اس نے عرض کی "مجھے اور وصیت کریں" آپ نے فرمایا "وہ تیرے گناہ معاف کرے" اس نے عرض کی "اور وصیت کریں" آپ نے فرمایا "تو جہاں بھی جائے وہ تیرے لیے خیر کو آسان کرے۔"

۲ سفر سے آنے والے کو سلام کرنا

امام ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سفر سے واپس تشریف لائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حجرے میں تھے حضرت زید حاضر خدمت ہوئے انہوں نے دستک دی۔ آپ عریاں پاؤں اٹھ کر ان کی طرف گئے آپ کا کپڑا گھسٹ رہا تھا۔ بخدا! میں نے اس سے پہلے یا اس کے بعد کبھی بھی آپ کو عریاں پاؤں نہ دیکھا تھا آپ نے انہیں گلے لگا لیا اور ان کا بوسہ لیا۔"

ابوداؤد نے امام شعبی سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ملے۔ انہیں اپنے ساتھ چمٹا لیا اور ان کی آنکھوں کے مابین بوسہ دیا۔

الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک غلام نے حج کیا۔ وہ واپس آیا تو آپ کو سلام عرض کرنے آیا۔ آپ نے اس کی طرف سر اقدس اٹھایا اور فرمایا "غلام! اللہ تعالیٰ تمہارا حج قبول کرے۔ تمہارے گناہ معاف کرے اور تمہارے مال کا بدل عطا کرے"

۳ بعض مسافروں سے دعا کے لیے فرمانا

امام احمد، ابوداؤد اور امام ترمذی نے (نہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) اور ابن ماجہ نے حضرت انس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بارگاہ سالت مآب میں حاضر ہوئے تاکہ آپ سے عمرہ کی اجازت لے

پس آپ نے انہیں اجازت دے دی اور فرمایا "ہمیں اپنی عمدہ دعاؤں میں یاد رکھنا اور ہمیں فراموش نہ کر دینا"

۴ سب سے آخر میں ملاقات کرنے والی ذات اقدس

امام احمد اور امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ثوبان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا "جب آپ سفر پر جاتے تو سب سے آخر میں سیدۃ نساء العالمین فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرتے۔ جب آپ سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے ان سے ملاقات کرتے۔"

۵ سفر میں حدی خواں اور راہ دان بنانے کے بارے

الطبرانی نے حسن بن خارجہ اشجعی سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا "میں سامان تجارت لے کر مدینہ طیبہ آیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا "میں تیرے لیے بیس صاع کھجوریں مقرر کرتا ہوں۔ بشرطیکہ تو میرے صحابہ کرام کو خیبر کے رستے پر لے جائے" میں نے اسی طرح کیا۔ جب آپ خیبر پہنچے اور اسے فتح فرمالیا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے بیس صاع کھجوریں عطا فرمادیں۔ پھر میں نے اسلام قبول کرلیا۔"

۶ سواری پر نفل ادا فرمانا

ابوداؤد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر میں نفل پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو اپنی سواری پر قبلہ رو ہو جاتے پھر تکبیر کہتے پھر نماز پڑھتے اور سواری کو چھوڑ دیتے۔"

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری پر تسبیح بیان فرماتے تھے (یعنی نماز پڑھتے تھے) خواہ آپ کا چہرہ انور جس طرف بھی ہوتا۔ آپ سر اقدس سے اشارہ فرماتے" "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کرتے تھے۔"

خاکپائے ملتِ بیضاء
ذوالفقار علی ساقی
دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

❁❁❁❁

تصنیف: حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: پروفیسر ذوالفقار علی ساقی
دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

فہرست (جلد ۸)

نماز کے لیے آپ کی طہارت

پہلا باب

وہ کنویں جن سے آپ نے غسل یا وضو فرمایا

۱ بئر بضاعۃ سے پاکیزگی حاصل کرنا

امام شافعی، امام احمد، ائمہ ثلاثہ (امام احمد نے اس کی تصحیح کی ہے) ابن منیع، ابن حزم، امام بغوی نے شرح السنہ میں حضرت ابو سعید خدری سے، قاسم بن اصبغ نے اپنی مصنف میں (انہوں نے اس کی تصحیح کی ہے) ابن القطان (انہوں نے بھی اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت سہل القطب الخیضری اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی گئی: "آپ کے لیے بضاعۃ کے کنویں سے پانی لایا جاتا ہے اس میں کتوں کے گوشت، حائضہ کے کپڑے اور خواتین کی گندگی پھینکی جاتی ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "پانی پاک ہوتا ہے۔ اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی۔"

ابن ماجہ نے حضرت ابو امامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی مگر جو چیز اس کے ذائقہ، بو اور رنگ پر غالب آجائے۔" دارقطنی کے یہ الفاظ ہیں: "مگر وہ چیز جو اس کی بو یا ذائقہ کو تبدیل کر دے۔" امام شافعی نے لکھا ہے: "اس روایت کی مثل کا محدثین اثبات نہیں کر سکے لیکن یہ عام علماء کا قول ہے۔ میں ان کے مابین اختلاف کو نہیں جانتا۔"

ابو حاتم الرازی نے لکھا ہے: "یہ راشد بن سعد پر مرسل ہے۔"

۲ درندوں کا جوٹھا پانی استعمال فرمانا

دارقطنی نے ضعیف سند کے ساتھ جس میں محمد بن علوان ہے، سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ عازم سفر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات بھر عازم سفر رہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو اپنے حوض کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس حوض والے سے پوچھا: "حوض والے! کیا اس رات تمہارے حوض پر درندے پانی پینے کے لیے آئے ہیں؟" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "حوض

والے! انہیں نہ بتانا۔ یہ تکلف کرنے والے ہیں۔ درندوں کے لیے وہی کچھ ہے۔ جو ان کے پیٹ میں ہے اور ہمارے لیے وہی ہے جو پانی اور پاکیزگی باقی رہے۔" دارقطنی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ سے ان حوضوں کے بارے پوچھا گیا جو مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے مابین تھے۔ آپ ﷺ سے عرض کی گئی: "ان پر درندے اور کتے آتے ہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "ان کے لیے وہی کچھ ہے جو انہوں نے اپنے پیٹ میں لے لیا جو پانی اور پاکیزگی باقی بچ گئی وہ ہمارے لیے ہے۔"

امام بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے ان حوضوں کے بارے پوچھا گیا جو مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے مابین تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "ان پر درندے، کتے اور گدھے آتے ہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "ان کے لیے وہی ہے جو انہوں نے اپنے پیٹ میں اٹھا لیا اور ہمارے لیے وہ کچھ ہے جو باقی بچ جائے۔"

دارقطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ضعیف روایت کی ہے کہ آپ ﷺ سے عرض کی گئی: "یا رسول اللہ! ﷺ کیا ہم اس پانی سے وضو کر لیں جسے گدھوں نے چھوڑا ہو؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں! اور اس سے بھی جسے درندوں نے چھوڑا ہو۔"

۳ بلی کے جوٹھے سے وضو

ابن ماجہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ اور میں ایک ہی برتن سے وضو کرتے تھے حالانکہ اس سے پہلے اس سے بلی پانی پی چکی ہوتی تھی۔" الطبرانی نے ثقہ راویوں سے اور دارقطنی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور رحمتِ عالم ﷺ کے پاس سے بلی گزرتی تو آپ ﷺ اس کے لیے برتن جھکا دیتے۔ وہ اس سے پی لیتی۔ آپ ﷺ اس کے جوٹھے پانی سے وضو کر لیتے۔"

امام احمد، ابن منیع، امام بخاری، ابوداؤد، ابن ماجہ نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، مسوّد، اصحاب السنن اور ابن حبان نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس برتن سے وضو فرمایا جس سے بلی نے پیا تھا۔" ابوداؤد اور دارقطنی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "بلی نجس نہیں ہوتی یہ طوافین (بار بار آنے والوں) میں سے ہے۔ میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا۔ آپ اس کے بچے ہوئے پانی سے وضو فرما رہے تھے۔"

۴ عورت کے پاکیزگی حاصل کرنے کے بعد بچے ہوئے پانی سے وضو

امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ کی کسی زوجہ کریمہ نے کسی بڑے لگن میں غسل جنابت کیا۔ حضور اکرم ﷺ وضو کرنے کے لیے تشریف لائے یا غسل کرنے کے لیے تشریف لائے تو اس زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: "میں حالت جنابت پر تھی۔" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "پانی ناپاک

نہیں ہوتا۔" امام احمد نے ان سے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے۔ "پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔"

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک بڑے لگن میں غسل فرمایا پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور غسل فرمایا۔ انہوں نے عرض کی: "میں جنبی تھی۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔"

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے بچے ہوئے پانی سے غسل فرما لیتے تھے۔

امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور ابویعلیٰ نے ثقہ راویوں سے حضرت ام صبیہ خولہ بنت قیس جہنیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستِ عطا اور میرا ہاتھ وضو کرتے وقت ایک برتن میں بار بار جاتے تھے۔"

تنبیہ: امام احمد نے ایک صحابئ رسول سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا: "مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے اور عورت مرد کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرلے۔"

۵ اس پانی سے وضو جس میں کھجوریں تھیں

امام ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیلۃ الجن کو فرمایا: "تمہارے اس مشکیزے یا ڈول میں کیا ہے؟" میں نے عرض کی: "نبیذ" آپ نے فرمایا: "عمدہ کھجوریں اور پاک پانی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے وضو کرلیا۔" ابوداؤد نے یہ الفاظ نہیں لکھے۔ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے وضو کرلیا۔"

۶ آبِ زمزم سے وضو

امام عبداللہ بن امام احمد نے اپنی زوائد المسند میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: "حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آبِ زمزم کا ایک ڈول پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے نوش بھی فرمایا اور اس سے وضو بھی فرمایا۔"

۷ مسواک کے بقیہ پانی سے وضو

البزار نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسواک کے بقیہ پانی سے وضو کرلیتے تھے۔

۸ پانی کی وہ مقدار جو ناپاک ہو جاتی ہے

امام شافعی، امام احمد اور ائمہ اربعہ، ابن خزیمہ، ابوداؤد، امام نسائی اور امام حاکم نے روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے اسے بخاری اور امام مسلم کی شرط پر کہا ہے۔ خطابی نے اسے صحیح کہا ہے۔ طحاوی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس پانی کے بارے

سوال کیا جارہا تھا جو چٹیل میدان میں ہو جہاں درندے اور جانور آتے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب دو قلے پانی ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوتا" یا "اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔" ابن عدی نے اس روایت کو ان الفاظ سے لکھا ہے: "جب ہجر کے مٹکوں میں سے دو مٹکوں کے برابر پانی ہو جائے تو کوئی چیز اسے ناپاک نہیں کر سکتی۔" امام شافعی کی روایت میں ہے کہ ابن جریج نے کہا: "میں نے ہجر کے مٹکے دیکھے ہیں ایک مٹکے میں نو مشکیزے یا نو مشکیزے اور کچھ پانی آجاتا تھا۔"

۹ دھوپ سے گرم ہوئے اور گرم کیے گئے پانی سے

دارقطنی نے خالد بن اسماعیل المخزومی کی سند سے (یہ متروک ہے) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا، میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئی میں نے دھوپ میں پانی گرم کر رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "حمراء! اس پانی سے غسل نہ کرو اس سے برص کے نشانات بن جاتے ہیں۔"

انہوں نے عمرو بن محمد (منکر الحدیث) کی سند سے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور طبیب روح و بدن ﷺ نے منع فرمایا کہ دھوپ کے گرم کیے گئے پانی سے وضو یا غسل کیا جائے آپ نے فرمایا: "اس سے برص پیدا ہوتا ہے۔"

دارقطنی نے روایت لکھی ہے محب الطبری نے اس کی تصحیح کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "دھوپ سے گرم کیے گئے پانی سے غسل نہ کیا کرو اس سے برص پیدا ہوتا ہے۔" صاحب الغرام نے لکھا ہے: "اس روایت کو صحیح کیسے کہا جا سکتا ہے کیونکہ اسے حضرت عمر سے متصل روایت کرنا جہالت ہے۔ حسان بن ازہر نے ان سے روایت کیا ہے۔ ابن حبان نے انہیں ثقہ راویوں میں شامل کیا ہے۔ الحافظ ابوالحجاج المزی نے کہا ہے جیسے کہ زرکشی نے ان سے روایت کیا ہے کہ یہ مجہول ہے اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا تھا۔

انہوں نے حضرت اسلم، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام سے روایت کیا ہے کہ "حضور اکرم ﷺ کے لیے پیتل کے برتن میں پانی گرم کیا جاتا آپ اس کے ساتھ غسل کر لیتے۔"

۱۰ مستعمل پانی اور چلو بھرنے کے بارے

شیخین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی کھڑے پانی میں غسل نہ کرے جبکہ وہ جنبی ہو" عرض کی گئی ابوہریرہ! وہ کیسے غسل کرے؟ انہوں نے فرمایا: "وہ چلو بھر کر استعمال کرے۔"

شیخین نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں مریض تھا۔ حضور اکرم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ مجھے ہوش نہ تھی۔ آپ نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا۔"

دوسرا باب

قضائے حاجت کے وقت آپ کے آداب

اس باب کی کئی انواع ہیں۔

➊ دور صحرا میں تشریف لے جانا

ابوداؤد، امام نسائی اور امام حاکم نے امام مسلم کی شرط پر صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ امام ذہبی نے اسے برقرار رکھا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو آپ دور تشریف لے جاتے تھے۔"

ابوداؤد، ابن ماجہ نے حضرت انس سے، ابن ماجہ نے یعلی بن مرہ سے، ابویعلی نے حضرت انس سے، ابن ماجہ نے حضرت بلال بن حارث سے اور الطبرانی نے حضرت ابن عباس سے، امام احمد، ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ سے، ابوداؤد اور امام نسائی نے عبدالرحمان بن ابی قراد سے روایت کیا ہے۔ ان سب نے فرمایا ہے:
"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو بہت دور جاتے حتیٰ کہ آپ کو کوئی نہ دیکھ سکتا۔"

ابویعلی اور الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تھے تو المغمس کی طرف تشریف لے جاتے" حضرت نافع نے کہا ہے کہ یہ مکہ مکرمہ سے دو میل کے فاصلے پر تھا۔

ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم کسی سفر میں آپ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو بہت دور چلے جاتے حتیٰ کہ آپ نظر نہ آتے تھے۔"

➋ پیشاب کے لیے جگہ بنانا

ابن سعد، حارث بن ابی اسامہ اور الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے یحییٰ بن عبید کے) یحییٰ بن عبید الجھضمی سے روایت کیا ہے۔ وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشاب کرنے کے لیے اسی طرح جگہ بناتے تھے جیسے فروکش ہونے کے لیے جگہ بناتے تھے۔ حارث بن ابی اسامۃ نے، ابوداؤد نے المراسیل میں حضرت طلحہ بن ابی قنان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ پیشاب کرنے لگتے تو سخت نشیبی زمین تلاش کرتے۔ لکڑی لیتے اس سے

زمین کریدتے حتیٰ کہ وہاں گڑھا بنا لیتے۔ پھر اس میں پیشاب کرتے۔"

امام احمد، ابوداؤد نے حضرت ابوموسیٰ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "ایک دن میں آپ کے ساتھ تھا۔ آپ نے پیشاب کرنے کا ارادہ کیا تو دیوار کی اصل میں نرم جگہ پر آئے۔ وہاں پیشاب کیا۔ پھر فرمایا: "جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنے کا ارادہ کرے تو وہ اس کے لیے نرم جگہ تلاش کرے۔"

۳ بیت الخلاء جاتے وقت نعلین پاک پہننا، سر اقدس ڈھانپنا اور انگوٹھی اتار لینا

ابن سعد نے حبیب بن صالح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو نعلین پاک پہن لیتے اور سر اقدس کو ڈھانپ لیتے۔"

ائمہ اربعہ، ابن حبان اور امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء میں جاتے تو مبارک انگوٹھی اتار لیتے تھے۔"

امام بیہقی نے ضعیف سند کے ساتھ اور امام ترمذی نے (انہوں نے اسے حسن صحیح غریب کہا ہے) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تھے تو سر اقدس کو ڈھانپ لیتے۔ جب آپ اہل خانہ کے پاس تشریف لاتے تو سر اقدس کو ڈھانپ لیتے تھے۔"

۴ آپ کا ستر اور پردہ پوشی

امام احمد، امام مسلم اور ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "وہ سب سے پسندیدہ چیز جس سے آپ ستر فرماتے تھے تاکہ اس کے پیچھے قضائے حاجت کریں وہ ہر بلند چیز اور نخلستان تھا۔"

ابوداؤد، امام نسائی، ابن حبان نے حضرت عبدالرحمان بن حسنہ سے روایت کیا ہے ابوداؤد اور نسائی نے عبدالرحمٰن بن ابی موسیٰ کا نام لکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ آپ کے پاس چمڑے کی ڈھال تھی۔ آپ نے اسی سے پردہ پوشی کی اور پیشاب کیا۔"

امام احمد نے جید سند کے ساتھ یعلی بن سیابہ (سیابہ ان کی والدہ کا نام تھا۔ والد گرامی کا نام مرہ بن وہب تھا۔) سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں کسی سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قضائے حاجت کرنے کا ارادہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کے دو پودوں کو حکم دیا۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے۔ پھر انہیں حکم دیا تو وہ اپنی جگہ چلے گئے۔ ابن ماجہ نے ان سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: "میں کسی سفر میں آپ کی معیت میں تھا۔ آپ نے قضائے حاجت کرنے کا ارادہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا: "ان دو کھجوروں کے پاس جاؤ انہیں کہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ تم دونوں مل جاؤ" وہ باہم مل گئیں آپ نے ان کے پیچھے قضائے حاجت فرمائی۔ پھر

فرمایا: ''ان کے پاس جاؤ اور انہیں حکم دو کہ وہ دونوں اپنی اپنی جگہ پر چلی جائیں''۔ میں نے انہیں اسی طرح کہا تو وہ اپنی اپنی جگہ پر چلی گئیں۔

⑤ جب آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے بیٹھنے کا ارادہ کرتے تو کیا فرماتے

ایک جماعت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب حضور اکرم ﷺ بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو یہ دعا مانگتے:

اللھم انی اعوذبک من الخبث و الخبائث۔

الطبرانی نے الاوسط میں حضرت جابر سے، اور امام ترمذی اور امام ابوداؤد نے حضرت انس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ ﷺ قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو اپنا کپڑا مبارک نہ اٹھاتے حتیٰ کہ آپ زمین کے قریب ہو جاتے''۔

⑥ عمارت کے اندر قبلہ کی طرف منہ اور کمر کرنے کے بارے

امام احمد، ابوداؤد اور امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) اور ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے ہمیں منع کیا کہ ہم قبلہ رو ہو کر پیشاب کریں۔ میں نے آپ کو آپ ﷺ کے وصال سے ایک سال پہلے دیکھا آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف رخ انور کیا ہوا تھا''۔

امام احمد اور امام ترمذی نے (امام ترمذی نے اسے ضعیف کہا ہے) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ قبلہ رو ہو کر پیشاب کر رہے تھے۔

شیخین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں اپنے کسی کام کے لیے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مقدسہ پر چڑھا۔ میں نے آپ کو دیکھا آپ قضائے حاجت فرما رہے تھے۔ آپ کا رخ انور شام کی طرف اور کمر مبارک قبلہ کی طرف تھی''۔ دوسری روایت میں ہے: ''میں نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ دو اینٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ کا رخ انور بیت المقدس کی طرف تھا''۔

امام احمد نے حضرت عبد اللہ بن حارث الزبیدی سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ نے قبلہ کی طرف رخ انور کیا ہوا تھا۔ میں نے سب سے پہلے لوگوں کو یہ بات بتائی''۔

امام احمد، ابن ماجہ اور دارقطنی نے کئی طرق سے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ایسی قوم کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: ''انہیں مجھے دکھایا گیا۔ وہ اس طرح کرتے تھے، میرے بیت الخلا کو قبلہ کی سمت سے تبدیل کر دو''۔

دار قطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت الخلاء میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبلہ کی طرف رخ انور کیے ہوئے تھے۔''

الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ قبلہ رو ہو کر پیشاب کر رہے تھے حالانکہ آپ نے ہمیں منع کیا تھا کہ ہم قبلہ کی طرف رخ کر کے پیشاب نہ کریں۔''

۷ بیٹھ کر پیشاب کرنا اور کسی عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

ابن سعد اور امام حاکم نے (صحیحین کی شرط پر) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن پاک کا نزول شروع ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔''

امام ترمذی نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جو تم سے یہ کہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے اس کی تصدیق نہ کرو۔ آپ صرف بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے تھے۔''

ایک گروہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قوم کے کوڑے کی جگہ پر تشریف لائے۔ آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ میں پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: ''قریب ہو جاؤ۔'' میں قریب ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔''

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ اس کی وجہ وہ زخم تھا جو آپ کے مبارک گھٹنے پر تھا۔''

الطبرانی نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کر رہے تھے۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قوم کے کوڑے کی جگہ پر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔''

مسدد نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بار کھڑے ہو کر ریت کے ٹیلے پر پیشاب کیا۔ اس امر نے مجھے حیرت میں ڈال دیا۔''

۸ برتن میں پیشاب کرنا

ابو داؤد، امام نسائی، ابن حبان اور حاکم نے حضرت حکیمہ بنت امیمہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لکڑی کا پیالہ آپ کی چارپائی کے نیچے ہوتا تھا جس میں آپ رات کے وقت پیشاب کرتے تھے۔''

شیخین اور امام نسائی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: ''لوگ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی۔ آپ نے طشت منگوایا تا کہ اس میں پیشاب کریں۔ آپ کا نفس مڑا لیکن مجھے احساس تک نہ ہوا پھر آپ نے کسے وصیت کی۔''

۹ قضائے حاجت کرتے وقت ٹانگیں مبارک کھولنا

ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھاٹی کی طرف تشریف لے گئے حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ آپ نے ٹانگیں مبارک بہت زیادہ کھولی ہوئی تھیں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشاب کر رہے تھے۔ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحم آیا۔''

الطبرانی نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر پیشاب کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مبارک رانیں کھول رکھی تھیں۔ زیادہ بیٹھنے کی وجہ سے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحم آنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ میں تریسٹھ پکڑے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا: ''بنو اسرائیل کا صاحب پیشاب پر تم سے زیادہ شدید تھا۔ اس کے پاس قینچی ہوتی تھی جب اس کے کپڑوں کو پیشاب لگ جاتا تو وہ حصہ کاٹ دیتا۔''

۱۰ بائیں دستِ اقدس سے استنجاء کرنا، اسے زمین پر رگڑنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس چیز سے استنجاء فرماتے تھے

امام احمد اور ابوداؤد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دایاں دستِ اقدس پاکیزگی اور کھانے کے لیے استعمال فرماتے جبکہ بایاں دستِ اقدس بیت الخلاء اور دیگر ایسے امور کے لیے ہوتا تھا۔

امام احمد اور امام ابوداؤد نے حضرت ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: ''حضور شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا دایاں دستِ اقدس کھانے، پینے، عطا کرنے اور لینے کے لیے استعمال کرتے تھے جبکہ بایاں دستِ اقدس دیگر امور کے لیے استعمال فرماتے تھے۔''

الطبرانی کے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ڈھیلوں سے استنجاء کرتے تو وتر (طاق) استعمال کرتے۔''

امام احمد، شیخین، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو میں اور ایک غلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے جاتے ہمارے پاس پانی کا برتن ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی کے ساتھ استنجاء فرماتے تھے۔'' دوسری روایت میں ہے: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے۔ میں نے اور غلام نے پانی کا برتن اور عصا اٹھایا ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی سے استنجاء کر لیتے۔''

ابو داؤد، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو میں پانی کا ایک برتن اور ڈول لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استنجاء فرماتے پھر زمین پر ہاتھ مارتے۔ میں دوسرا برتن پیش کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے وضو فرما لیتے۔"

امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت الخلاء تشریف لے گئے۔ قضائے حاجت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جریر! پانی لے آؤ۔" میں نے پانی پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استنجاء کیا اور دست ہدایت بخش کو زمین پر رگڑا۔ امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استنجاء فرما لینے کے بعد ہاتھوں کو زمین پر رگڑتے تھے۔ امام احمد اور ابن ماجہ نے بنو ثقیف میں سے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پیشاب کرتے تو وضو کرتے اور شرم گاہ پر پانی چھڑکتے۔"

امام احمد، ابو داؤد، امام نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت سفیان بن حکم یا حکم بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشاب کرتے تو وضو فرماتے اور اپنی شرم گاہ پر پانی چھڑکتے۔ دوسری روایت میں ہے: "جب وہ وضو کرتے تو پانی کا پیالہ لیتے تو شرم گاہ پر پانی چھڑکتے اور کہتے: "حضور رحمت دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح کرتے تھے۔"

شیخین، ترمذی، نسائی، حاکم اور دارقطنی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قضائے حاجت فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تین پتھر لے کر آؤں۔ میں نے دو پتھر تلاش کر لیے۔ مجھے تیسرا پتھر نہ ملا۔ میں لید اٹھا کر لے گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پتھر رکھ لیے اور لید پھینک دی۔ فرمایا: "یہ گندگی ہے۔" مجھے فرمایا: "ایک اور پتھر لے کر آؤ۔" امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائیں بائیں التفات نہ فرماتے تھے۔ میں آپ کے قریب گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے لیے پتھر لے کر آؤ تا کہ میں ان کے ساتھ استنجاء کروں۔ میرے پاس ہڈی یا لید نہ لے کر آنا۔" میں اپنے کپڑے کے دامن میں پتھر لے کر آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رکھ دیے اور خود دور ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قضائے حاجت کر لی تو ان کے ساتھ استنجاء فرما لیا۔"

امام نسائی اور امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) نے حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا انہوں نے فرمایا: "اپنے خاوندوں کو حکم دیا کرو کہ وہ پانی کے ساتھ اچھی طرح گندگی صاف کیا کریں۔ مجھے ان سے حیاء آتی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح کرتے تھے۔"

ابن ماجہ نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت الخلاء سے نکلے ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ نہ دھوئے ہوں۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی پشت مبارک کو تین بار دھوتے تھے۔"

⓫ فارغ ہو کر آپ ﷺ کون سی دعا مانگتے تھے؟

امام احمد، ابو داؤد اور امام ترمذی نے (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) اور ابن ماجہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوتے تھے تو یہ دعا مانگتے تھے "غفرانك۔"

ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ ﷺ بیت الخلاء سے باہر نکلتے تو یوں تعریف فرماتے: "الحمد للّٰہ الذی اذھب عنّی الاذی و عافانی۔"

⓬ قضائے حاجت کرتے وقت سلام کا جواب نہ دینا

طیالسی نے حضرت حنظلہ بن راہب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: "ایک شخص نے آپ ﷺ کو سلام دیا۔ آپ نے اسے جواب نہ دیا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے مسح فرمایا۔ پھر اسے جواب دیا۔"

امام شافعی، امام مسلم اور چاروں ائمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: "ایک شخص آپ ﷺ کے پاس سے گزرا۔ اس نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ اس وقت پیشاب کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اسے سلام کا جواب نہ دیا۔"

ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس سے گزرا۔ آپ ﷺ اس وقت پیشاب کر رہے تھے۔ اس نے آپ ﷺ کو سلام کیا مگر آپ ﷺ نے سلام کا جواب نہ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم اس حالت میں دیکھو تو مجھے سلام نہ کیا کرو۔ اگر تم نے اس حالت میں مجھے سلام کیا تو میں جواب نہ دوں گا۔" امام احمد، ابو داؤد، امام نسائی اور بیہقی نے مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ ﷺ پیشاب کر رہے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے انہیں سلام کا جواب نہ دیا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے وضو کیا پھر انہیں معذرت کرتے ہوئے کہا: "میں نے ناپسند کیا کہ میں طہارت کے بغیر رب تعالیٰ کا ذکر کروں۔"

تنبیہات

❶ زاد المعاد میں ہے: "جب آپ ﷺ سفر پر تشریف لے جاتے تو آپ ﷺ دور نکل جاتے حتیٰ کہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخفی ہو جاتے۔ اکثر اوقات دو میل دور چلے جاتے کسی بلند چیز سے ستر فرما لیتے۔ کبھی نخلستان سے اور کبھی وادی کے درخت سے ستر فرما لیتے۔ جب کسی سخت زمین پر پیشاب کرنے کا ارادہ فرماتے تو زمین سے لکڑی لیتے اسے کریدتے حتیٰ کہ گرد اٹھنے لگتی۔ پھر اس میں پیشاب کرتے۔ آپ ﷺ پیشاب کرنے کے لیے نرم جگہ تلاش کرتے تھے۔ اکثر اوقات بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے حتیٰ کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "جو تم سے یہ کہے

کہ آپ ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے اس کی تصدیق نہ کرو۔ آپ ﷺ بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے تھے، امام مسلم نے اپنی صحیح میں لکھا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ جواز کے بیان کے لیے تھا۔ یا اس لیے کہ آپ ﷺ کے گھٹنے میں درد تھا۔ یا حصول شفاء کے لیے اس طرح کیا۔ امام شافعی نے کہا ہے "اہل عرب سر کے درد کا علاج کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے کرتے تھے۔"

صاحب الہدیٰ نے لکھا ہے: "آپ ﷺ نے تنزیہ اور پیشاب سے دوری اختیار کرتے ہوئے اس طرح کیا تھا۔" لیکن اس میں اختلاف کی گنجائش ہے کہ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر سخت زمین پر پیشاب کیا ہو۔ جس سے چھینٹے پاؤں تک پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہو۔

پیشاب کر کے آپ ﷺ شرم گاہ کو تین بار جھاڑتے تھے۔ اگر پیشاب کرتے ہوئے کوئی آپ ﷺ کو سلام کرتا تھا تو آپ ﷺ اسے جواب نہ دیتے تھے۔ امام مسلم نے اس روایت کو اپنی صحیح میں حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے جبکہ امام بزار نے اپنی مسند میں اسی واقعہ کا تذکرہ کیا ہے۔ انہوں نے دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے اسے سلام کا جواب دیا تھا۔ پھر فرمایا: "میں نے تمہیں اس خدشہ کے پیش نظر جواب دے دیا ہے کہ تم کہو" میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا مگر آپ ﷺ نے سلام کا جواب نہ دیا۔ جب تم مجھے اس حالت میں دیکھو تو مجھے سلام نہ کیا کرو۔ میں تمہیں جواب نہ دوں گا۔"

- جب آپ ﷺ استنجاء فرما لیتے تو زمین پر دستِ اقدس رگڑتے اور جب قضائے حاجت کے لیے بیٹھتے تو کپڑا نہ اٹھاتے حتیٰ کہ زمین کے قریب ہو جاتے۔

◆ ۲ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "جو تم سے یہ بیان کرے کہ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا تو اس کی تصدیق نہ کرو۔" اس سے مراد یہ ہے کہ جو یہ اعتقاد رکھے کہ یہ آپ ﷺ کی عادت تھی۔ ورنہ آپ ﷺ نے ضرورت کی وجہ سے کئی بار اس طرح کیا۔ جب وفد اور لوگ کثرت سے آپ ﷺ کے پاس آتے اور اتنا صبر نہ ہو سکتا کہ آپ ﷺ حجرۂ مقدسہ تک پہنچیں یا روک نہ سکتے تھے۔"

◆ ۳ الطبرانی نے اوسط میں حسن سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن یزید سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا" گھر میں کسی برتن میں پیشاب زرد رنگ کا نہ ہونے پائے اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جہاں زرد پیشاب ہو۔"

❁❁❁❁

تیسرا باب

گندگی اور نجاست کو دور کرنا

اس میں کئی انواع ہیں:

❶ بچے کا پیشاب

امام احمد، امام مالک اور چھ ائمہ نے حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''وہ اپنا چھوٹا بچہ بارگاہ رسالت مآب میں لے کر آئیں جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا۔ آپ نے اسے اپنی آغوش مبارک میں بٹھالیا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منگوایا اسے کپڑوں پر چھڑکا۔ اسے نہ دھویا۔''

شیخین نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بچے لائے جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لیے برکت کی دعا کرتے اور انہیں گھٹی دیتے تھے۔ ایک بچہ آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیشاب کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منگوایا اسے پیشاب پر بہا دیا۔ اسے نہ دھویا۔'' امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضرت امام حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش مبارک میں تھے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ میں نے عرض کی 'یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ دوسرا کپڑا پہن لیں مجھے اپنا تہ بند دیں تاکہ میں اسے دھو دوں۔' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 'بچی کے پیشاب کی وجہ سے دھویا جائے گا اور بچے کے پیشاب کی وجہ سے چھڑکاؤ کیا جائے گا۔''

ابوداؤد، امام نسائی اور امام بیہقی نے حضرت ابو سمح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرنے کی سعادت حاصل کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت امام حسن یا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کو لایا گیا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ اقدس پر پیشاب کر دیا۔ میں اسے دھونے کے لیے حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 'بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا اور بچے کے پیشاب پر چھڑکاؤ کیا جائے گا۔''

امام احمد اور امام بیہقی نے ام کرز خزاعیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک بچہ پیش کیا گیا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیشاب کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر پانی چھڑکنے کا حکم دیا۔ پھر ایک بچی کو پیش کیا گیا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیشاب کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جگہ کو دھونے کا حکم دیا۔''

ابن ابی شیبہ اور ابویعلی نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں آرام فرما تھے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ اس وقت امام حسین رضی اللہ عنہ آہستہ آہستہ چلتے تھے۔ میں نے کہا: "گزر جائیں" وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بطن اقدس پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے پیشاب کر دیا۔ میں انہیں پکڑنے کے لیے گئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاگ گئے۔ فرمایا: "انہیں چھوڑ دو۔ میں نے انہیں چھوڑ دیا۔ حتیٰ کہ وہ فارغ ہو گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منگوایا اور فرمایا: "بچے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے گا اور بچی کے پیشاب کی وجہ سے دھویا جائے گا۔"

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا حضرت ام حبیبہ بنت عباس رضی اللہ عنہا کو لے کر آئیں اور انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش میں بٹھا دیا۔ انہوں نے پیشاب کر دیا۔ انہوں نے وہ بچی آپ سے لی اور اسے کندھوں کے مابین مارا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھے پانی کا پیالہ دو۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پیشاب کی جگہ پر بہا دیا۔"

۲ حیض کا خون

امام بخاری، ابوداؤد اور امام نسائی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی چادر میں رات گزارتے تھے۔ اگر میری کوئی چیز آپ کو لگ جاتی جبکہ میرے ماہواری کے ایام ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جگہ کو دھو لیتے پھر اس میں نماز ادا کر لیتے۔"

امام مسلم نے حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت نماز پڑھتے تھے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں تھی۔ میرے خصوصی ایام تھے۔ مجھ پر چادر تھی اور اس کا کچھ حصہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تھا۔"

ابوداؤد اور امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) اور امام نسائی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھی۔ ہم پر ایک کپڑا تھا۔ اس پر ہم نے چادر ڈال رکھی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ چادر لی اور اسے اوڑھ لیا۔ پھر نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ نماز صبح پڑھی اور تشریف فرما ہو گئے۔ ایک شخص نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ خون کا دھبہ ہے۔" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پکڑا اور اس کا ارد گرد لپیٹ کر اسے غلام کو دیا اور فرمایا: "اسے دھو دو۔ اسے خشک کر کے میرے پاس بھیج دو۔" میں نے پیالہ منگوایا اور اسے دھویا۔ اسے خشک کیا۔ پھر اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیج دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوپہر کے وقت تشریف لائے تو یہ چادر آپ کے اوپر تھی۔"

۳ منی کو دھونا

شیخین نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منی دھو

لیتے تھے پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے جاتے تھے میں دھونے کے اثرات دیکھ رہی ہوتی تھی۔"

امام احمد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الاذخر کی جڑ سے کپڑوں سے منی صاف کر لیتے تھے۔ پھر اس میں نماز پڑھ لیتے تھے اپنے کپڑے سے خشک منی رگڑ کر صاف کر لیتے تھے پھر اسی میں نماز پڑھ لیتے تھے۔"

امام مسلم نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے خود کو دیکھا میں خوب رگڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں سے منی صاف کر دیتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی کپڑے میں نماز ادا کر لیتے تھے۔"

۶ مخاط

مسدد نے مرسل اور موصول، ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ، ابو یعلی اور ابن حبان نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں سے کسی چیز کی تیاری کریں (شاید رینٹ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے انہیں چھینا اور وہ بھاگ گئے۔

✿✿✿✿

چوتھا باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسواک

اس میں کئی انواع ہیں۔

❶ اللہ تعالیٰ کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسواک کا حکم دینا

امام احمد نے ثقہ راویوں سے اور ابو یعلی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اتنا زیادہ مسواک کا حکم دیا گیا حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ اس کے بارے مجھ پر قرآن پاک نازل ہوگا۔'' یا ''وحی کا نزول ہوگا۔''

امام احمد نے حضرت ابو امامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت جبرائیل جب بھی میرے پاس آئے تو انہوں نے مجھے مسواک کا حکم دیا۔ حتیٰ کہ مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ میں اپنے منہ کے اگلے حصے کو اکھیڑ پھینکوں گا۔''

انہوں نے واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اتنی بار مسواک کا حکم دیا گیا حتیٰ کہ مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ اسے مجھ پر فرض کر دیا جائے گا۔''

الطبرانی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت جبرائیل امین نے مجھے اتنی بار مسواک کی وصیت کی کہ مجھے اپنی داڑھوں کے بارے خدشہ لاحق ہونے لگا۔''

❷ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس کی مسواک کرتے تھے

ابو یعلی اور ابن حبان نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اراک کی مسواک لے کر آتا تھا۔''

ابن سعد نے عکرمہ سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تر شاخ سے مسواک کرتے تھے حالانکہ آپ روزہ سے ہوتے تھے۔

الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''زیتون کی مسواک بہترین ہوتی ہے یہ ایک مبارک درخت ہے۔ یہ منہ کو صاف کرتی ہے۔ یہ دانتوں کی زردی کو ختم کرتی ہے۔ یہ میری اور مجھ سے پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کی مسواک ہے۔''

امام بخاری نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال میرے حجرۂ مقدسہ میں ہوا۔اس دن میری باری تھی۔آپ کا سر اقدس میرے سینے پر تھا۔حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر گزرے۔ان کے ہاتھ میں تر شاخ تھی۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا میں سمجھ گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسواک کی ضرورت ہے۔میں نے وہ شاخ لی۔اس کا سرا نرم کیا اسے چبایا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کر دی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت عمدہ طریقے سے مسواک کی۔پھر مجھے پکڑوا دی۔"

۳ سونے سے پہلے اور رات کو اٹھنے کے بعد مسواک کرنا

امام احمد، طیالسی، ابو یعلی، مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی آرام فرما ہونے لگتے تو مسواک آپ کے پاس ہوتی جب بیدار ہوتے تو مسواک سے آغاز کرتے۔"

ابن عدی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بستر پر جانے سے پہلے مسواک کرتے تھے۔"ابن ماجہ، بزار اور دار قطنی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تین برتن ڈھانپ کر رکھتی تھی۔(۱) آپ کی طہارت کے لیے برتن۔(۲) پینے والے پانی کا برتن اور (۳) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسواک کا برتن۔

ابوالحسن نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے"جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بستر پر لیٹنے لگتے تو اپنے لیے وضو کا پانی، مسواک اور کنگھی رکھ لیتے تھے۔جب رب تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نیند سے بیدار کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسواک کرتے وضو فرماتے اور کنگھی کرتے۔میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھی دانت کی کنگھی کر رہے تھے۔"

طیالسی، امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی سوتے تو مسواک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوتی تھی۔جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوتے تو مسواک سے ابتداء کرتے۔"

امام احمد، شیخین، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:"جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو بیدار ہوتے تو مسواک سے منہ مبارک صاف کرتے۔"

امام مسلم اور ابو داؤد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مسواک رکھی جاتی تھی جب رات کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوتے تو قضائے حاجت فرماتے۔پھر وضو کرنے سے پہلے مسواک کرتے۔"

امام مسلم، ابو داؤد اور امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں بسر کی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا۔مسواک کی۔پھر یہ آیت طیبہ پڑھی حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے فارغ ہو گئے:

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۰﴾ (آل عمران:۱۹۰)

ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں بڑی نشانیاں

ہیں، اہل عقل کے لیے۔
پھر آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں۔آپ ﷺ آئے اور سو گئے۔حتیٰ کہ میں آپ ﷺ کے خراٹوں کی آوازیں سننے لگا۔پھر آپ ﷺ اٹھے وضو کیا مسواک کی۔دو رکعتیں پڑھیں پھر اٹھے وضو کیا مسواک کی اور دو رکعتیں پڑھیں۔تیسری رکعت ساتھ ملا کر وتر بنا دیے۔"

امام نسائی اور ابن ماجہ نے صحیح سند سے ان سے روایت کیا ہے اور امام احمد نے ان سے روایت کیا ہے "حضور اکرم ﷺ رات کو دو رکعتیں پڑھتے تھے پھر واپس آتے اور مسواک کرتے۔"

امام احمد، ابو داؤد اور ابن سعد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ رات اور دن کے وقت جب بھی آرام فرما ہوتے جب بیدار ہوتے تو وضو کرنے سے پہلے مسواک کرتے۔"

محمد بن یحییٰ نے ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں کوئی حرج نہیں۔حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب رات کے وقت بیدار ہوتے تو اپنی خادمہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلاتے اور اسے مسواک لانے کا حکم دیتے۔"

ابو یعلی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب بھی رات کو جاگتے تو منہ مبارک کو مسواک ضرور کرتے، الطبرانی نے لکھا ہے کہ بعض اوقات آپ ایک رات میں چار بار مسواک کرتے تھے ابن عدی نے لکھا ہے کہ اگر آپ ﷺ رات کو دس بار اٹھتے تو دس بار مسواک کرتے۔"

مسعود اور الطبرانی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ رات کو کئی بار مسواک کرتے تھے۔

ابن سعد نے حضرت شداد بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ مسواک نے حضور اکرم ﷺ کے مسوڑھوں کو اکھیڑ دیا تھا۔الطبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ جب بھی سوتے یا جاگتے مسواک ضرور کرتے۔

④ کاشانہ اقدس میں داخل ہوتے وقت مسواک

امام احمد، مسلم، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ نے صحیح اسناد کے ساتھ شریح بن ہانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا: "میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ جب آپ گھر تشریف لاتے تھے تو کس چیز سے ابتداء فرماتے تھے؟" انہوں نے فرمایا: "مسواک کے ساتھ۔"

⑤ مسواک کرنے کی کیفیت، مسواک کس دستِ شفا بخش میں ہوتی تھی

شیخین نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا آپ ﷺ مسواک اپنے دست اقدس سے کر رہے تھے۔آپ ﷺ "أع أع" کر رہے تھے مسواک آپ ﷺ کے منہ

مبارک میں تھی'' دوسری روایت میں ہے کہ مسواک آپ ﷺ کی زبان پر تھی گویا کہ آپ ﷺ قئے کر رہے تھے۔''

امام احمد اور ابوداؤد نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں بارگاہ رسالت مآب میں داخل ہوا آپ ﷺ اس وقت مسواک کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اس وقت مسواک اپنی زبان کی سمت پر رکھی ہوئی تھی اور 'اِہ اِہ' فرما رہے تھے۔'' دوسرے الفاظ میں ہے: ''آپ اوپر کی طرف مسواک کر رہے تھے گویا کہ آپ طولاً مسواک کر رہے تھے۔''

ابونعیم نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، الطبرانی نے حضرت بہز سے، امام بیہقی نے ربیعہ بن اکثم سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ دانتوں کے عرضاً مسواک کرتے تھے یعنی دانتوں کے عرض اور منہ کے طول میں مسواک کرتے تھے۔''

۶ نماز کے لیے مسواک

حضرت زید بن خالد الجہنی سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ ﷺ نماز کے لیے تشریف نہ لے جاتے تھے حتیٰ کہ آپ ﷺ مسواک کر لیتے۔''

ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تھے تو مسواک کرتے تھے جب رات کو اٹھتے تھے تو مسواک کرتے تھے جب نماز صبح کے لیے تشریف لے جاتے تھے تو مسواک کرتے تھے۔

۷ مسواک بڑے کو عطا کرنا

شیخین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں۔ میرے پاس دو افراد آئے۔ ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا۔ میں نے چھوٹے کو مسواک عطا کر دی مجھے کہا گیا کہ بڑے کو عطا کروں میں نے ان میں سے بڑے کو مسواک دے دی۔''

ابوداؤد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ مسواک کر رہے تھے آپ ﷺ کے پاس دو افراد تھے ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا۔ آپ ﷺ پر مسواک کی فضیلت کے بارے وحی کی گئی کہ آپ ﷺ بڑے کو عطا فرما دیں۔ آپ ﷺ نے بڑے کو مسواک عطا کر دی۔''

۸ مسواک کے ساتھ سفر

ابن سعد نے حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ مسواک کے ساتھ سفر کرتے تھے۔''

⑨ مسواک دھونا اور وضو کے بقیہ پانی سے مسواک کرنا

ابو یعلی، دارقطنی اور بزار نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وضو کے بقیہ پانی سے مسواک کر لیتے تھے۔"

ابو داؤد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسواک کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے مسواک عطا فرماتے تاکہ میں اسے دھوؤں میں اس سے آغاز کرتی۔ میں خود مسواک کرتی، پھر اسے دھوتی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کرتی۔"

⑩ حالت روزہ میں مسواک، لوگوں کی موجودگی میں مسواک

امام احمد، ابو داؤد اور امام ترمذی نے (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) حضرت عامر بن ربیعہ العدوی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے بے شمار دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روزہ کی حالت میں مسواک کرتے دیکھا ہے۔"

ابن سعد نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "بخدا! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ کی حالت میں تر شاخ سے مسواک کی۔"

⑪ عمامہ مبارک کے اندر مسواک رکھنا

ابن عدی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کان مبارک میں اس طرح مسواک رکھتے تھے جیسے کاتب کے کان میں قلم ہوتا ہے۔

⑫ دیگر مقامات پر مسواک کرنا

ابو احمد بن عدی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے کے لیے بستر پر جاتے تو مسواک کرتے، جب سحری کے وقت اٹھتے تو مسواک کرتے جب نماز کے لیے جاتے تو مسواک کرتے۔"

امام احمد، ابو داؤد نے حضرت عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نماز کے وقت وضو کرنے کا حکم دیا۔ خواہ انسان پاک ہو یا ناپاک۔ جب یہ گراں گزرا تو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیا۔

تنبیہ

الحافظ الضیاء نے الاحکام میں لکھا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اور حضرت بہز رضی اللہ عنہما کی روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے حضرت ابو موسیٰ کی روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زبان اور حلق میں طولاً مسواک کرتے تھے اور حضرت بہز کی روایت میں ہے کہ زبان اقدس پر عرضاً مسواک کرتے تھے۔

پانچواں باب

وضو کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب

اس میں کئی انواع ہیں۔

❶ وہ برتن جن سے آپ نے وضو کیا یا جن برتنوں سے اعراض فرمایا

ابو یعلی اور الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا: "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے بیٹے! اس گھر والوں سے میرے لیے وضو کا پانی مانگو" میں نے کہا "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کے لیے پانی مانگ رہے ہیں، اہل خانہ نے کہا: "آپ سے عرض کرو کہ ہمارا ڈول مردار کی جلد ہے۔" آپ نے فرمایا: "ان سے پوچھو کیا انہوں نے چمڑے کو رنگا تھا؟ انہوں نے عرض کیا: "ہاں! آپ نے فرمایا: اسے رنگنا ہی اس کی پاکیزگی ہے۔"

شیخین، ابو داؤد اور امام حاکم نے (انہوں نے کہا ہے کہ یہ صحیحین کی شرط پر ہے امام ذہبی نے اسے برقرار رکھا ہے) حضرت عبداللہ زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے پیتل کے برتن میں پانی پیش کیا۔"

امام احمد، ابو داؤد، امام نسائی نے حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر کے صحن سے گزرے وہاں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا۔ آپ نے پانی طلب فرمایا، آپ سے عرض کی گئی "یہ مردار کا چمڑا ہے" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "چمڑے کی پاکیزگی اسے رنگنا ہے۔"

الطبرانی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ آپ کو ایسے پیالے سے وضو کراتے تھے جس پر تانبا چڑھا ہوا تھا اور اسی میں آپ کو پانی پلاتے تھے۔

مسعود نے حضرت ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک وصاف برتن کو پسند کرتے تھے۔

الطبرانی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ام کلثوم بنت عبداللہ بن زمعہ کو تانبے کا لگن دیا۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں غسل فرماتے تھے۔ وہ ایک صاع یا اس سے کم تھا۔"

الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہر کے

کنارے پر وضو کیا فارغ ہو کر زائد پانی نہر میں گرا دیا۔

امام احمد نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تانبے کے لگن سے وضو فرماتے تھے۔ ابن سعد کے الفاظ میں انہوں نے کہا: "آپ میرے تانبے کے لگن سے وضو کرنا پسند کرتے تھے۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طشت سے وضو کر لیتے تھے۔ ابن مخلد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک مگ تھا جس سے آپ وضو کرتے تھے۔"

ابو داؤد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میں پیتل کے طشت سے غسل کرتے تھے۔"

امام بخاری نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "نماز کا وقت ہو گیا۔ جن کے گھر قریب تھے وہ اپنے اہل خانہ کے پاس چلے گئے۔ بعض صحابہ کرام وہیں رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پتھر کا لگن لایا گیا۔ اس میں پانی تھا وہ برتن اس سے بھی تنگ تھا کہ اس میں آپ کا ہاتھ مبارک داخل ہو سکتا۔ اس سے سارے صحابہ کرام نے وضو کیا۔" ان سے عرض کی گئی "تمہاری تعداد کتنی تھی؟" انہوں نے فرمایا: "اسی سے زیادہ۔"

۴ وضو اور غسل کے لیے پانی کی مقدار

شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صاع سے لے کر پانچ مد پانی تک سے غسل فرما لیتے تھے ایک مد پانی سے وضو کر لیتے تھے۔" دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچ مکاکیک (ڈیڑھ صاع کا پیمانہ) سے غسل اور ایک مکوک سے وضو کر لیتے تھے۔"

امام احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ اور دار قطنی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صاع سے غسل اور ایک مد سے وضو فرما لیتے تھے۔"

امام مسلم اور امام ترمذی نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صاع پانی سے غسل اور ایک مد سے وضو کرتے تھے۔

ابو داؤد اور نسائی نے حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے برتن سے وضو کیا جس میں مد کے دو ثلث پانی تھا۔"

ابو یعلی اور الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو امامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصف مد سے وضو کر رہے تھے۔"

مسعود، ابو یعلی، ابن حبان، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن یزید سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

"میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ کے پاس مد کے دو ثلث پانی لایا گیا۔ میں نے آپ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ اس سے دونوں کہنیاں مل رہے تھے اور دونوں کانوں کو مل رہے تھے۔" یعنی جب آپ ﷺ نے ان کا مسح کیا۔

۳ وضو کرتے وقت کبھی مدد لینا اور کبھی انکار کر دینا

شیخین نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک سفر میں میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھا آپ ﷺ نے فرمایا: "مغیرہ! مشکیزہ پکڑو میں نے اسے پکڑا۔ آپ ﷺ آگے روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ مجھ سے چھپ گئے۔ آپ ﷺ نے قضائے حاجت فرمائی۔ آپ ﷺ نے شامی جبہ پہنا ہوا تھا۔ آپ ﷺ اس کی آستین سے دست اقدس نکالنے لگے۔ مگر وہ تنگ تھی۔ آپ ﷺ نے اس کے نیچے سے ہاتھ نکالا اور اس طرح وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے تھے۔

ابو یعلی اور بزار نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے وضو کے لیے پانی طلب کیا تھا۔ میں نے پانی لانے میں جلدی کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "عمر! ذرا آہستہ! مجھے ناپسند ہے کہ میرے وضو میں کوئی اور شرکت کرے۔"

ابن ماجہ نے حضرت ام عیاش رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے یہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کی خادمہ تھیں۔ انہوں نے فرمایا: "میں ایک دن آپ ﷺ کو وضو کرا رہی تھی۔ میں کھڑی تھی آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔" ابن ماجہ اور حاکم نے ربیع بنت مسعود رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضور اکرم ﷺ کو وضو کراتی تھی۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "پانی انڈیلو" میں نے پانی انڈیلا تو آپ ﷺ نے چہرۂ انور دھولیا۔"

الطبرانی نے ضعیف سند سے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو وضو کرایا۔ الطبرانی نے حضور اکرم ﷺ کی خادمہ حضرت امیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں آپ ﷺ کو وضو کراتی تھی۔" ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنی طہارت کا پانی کسی کے حوالے نہیں کرتے تھے اور نہ ہی صدقہ کسی کے سپرد کرتے تھے۔ بلکہ یہ دونوں امور بذاتِ خود سرانجام دیتے تھے۔" شیخین نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ ﷺ عرفہ سے لوٹے تو گھاٹی کی طرف تشریف لے گئے۔ قضائے حاجت کی۔ میں نے پانی انڈیلا اور آپ ﷺ نے وضو کیا۔"

۴ وضو کے لیے تیاری

احمد بن منیع نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے وضو کا پانی کسی اور کے سپرد کیا ہو وضو کی تیاری آپ ﷺ خود ہی کرتے تھے۔"

ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وضو کا پانی کسی کے سپرد نہیں کرتے تھے۔''

۵ وضو کرنے سے قبل بسم اللہ پڑھنا

دار قطنی اور ابو یعلی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وضو کے پانی کو مس کرتے تو بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھ لیتے۔''

دوسری روایت میں ہے: ''جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کے لیے اٹھتے تو بسم اللہ پڑھتے پھر اپنے ہاتھوں پر پانی انڈیلتے۔''

امام احمد، امام نسائی اور دار قطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضو کے لیے پانی تلاش کیا مگر انہیں پانی نہ ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ادھر پانی ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پانی لایا گیا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس برتن میں دستِ اقدس ڈالا جس میں پانی تھا۔ پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا نام مبارک لے کر وضو کرو۔'' میں نے دیکھا کہ پانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے نکل رہا تھا۔ صحابہ کرام وضو کرنے لگے حتیٰ کہ ان کے آخری شخص نے بھی وضو کر لیا۔''

۶ ہاتھوں کو برتن میں ڈالنے سے قبل انہیں دھو لینا

ابن ماجہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے پانی منگوایا۔ دست اقدس کو پانی میں ڈالنے سے قبل انہیں دھو لیا پھر فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح کیا تھا۔''

امام احمد، ابو داؤد نے حضرت اوس ثقفی سے روایت کیا ہے: ''انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار پانی بہایا۔'' راوی نے پوچھا: ''اس سے کیا مراد ہے؟'' انہوں نے فرمایا: ''تین بار اپنے دونوں ہاتھ دھوئے۔''

۷ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا، کبھی اکٹھا، کبھی جدا جدا

امام احمد، ابو داؤد نے حضرت عبد اللہ بن زید سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی دست اقدس سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار اسی طرح کیا۔

امام نسائی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے پانی منگوایا۔ اپنے بائیں دست اقدس سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح پاکیزگی حاصل کرتے تھے۔''

ابو داؤد نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت طلحہ بن مصرف سے وہ اپنے والد گرامی اور جد امجد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: ''میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کر رہے تھے پانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور

اور داڑھی مبارک سے آپ ﷺ کے سینۂ اقدس پر گر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے لیے علیحدہ علیحدہ پانی لیا۔

٨ مبارک داڑھی اور انگلیوں کا خلال

امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ اپنی ریش مبارک کا خلال کر رہے تھے۔" امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عثمان غنی سے، امام ترمذی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ وضو فرماتے تھے تو اپنی داڑھی مبارک کا خلال کرتے تھے۔"

الطبرانی نے حضرات ابن ابی اوفی، ابن عباس، ابن عمر، ابو امامۃ، ابو درداء اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے اسی طرح اور ابن عدی نے حضرات جابر، جریر، سعید بن منصور نے سنن میں حضرت جبیر بن نفیر کی مراسیل اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام احمد نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے: "جب آپ ﷺ وضو کرتے تھے تو آپ ﷺ اپنی داڑھی کا خلال کرتے تھے۔"

ابو داؤد نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ ﷺ وضو کرتے تھے تو اپنی ہتھیلی میں پانی لیتے اسے اپنی ٹھوڑی مبارک کے نیچے سے داخل کرتے۔ اس کے ساتھ مبارک داڑھی کا خلال کرتے اور فرماتے: "مجھے میرے رب تعالیٰ نے اسی طرح حکم دیا ہے۔"

ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت علی بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ جب وضو کرتے تھے تو اپنے رخسار مبارک تھوڑا سا ملتے تھے اور اپنی انگلیوں سے اپنی داڑھی کا نیچے سے خلال کرتے تھے۔ مسعود نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن شداد سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے وضو کیا اور اپنی مبارک ڈاڑھی کا خلال کیا۔"

٩ چشمان مقدس کی دیکھ بال

امام احمد، ابو داؤد اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ اپنی مبارک انگلیوں سے چشمان مقدس کی ان اطراف کو بھی مس کرتے تھے جو ناک کی سمت تھیں۔

١٠ سر اقدس کا ایک بار، دو بار اور تین بار مسح کرتے اور مسح کی کیفیت

ابن ابی شیبہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ وضو کرتے وقت اعضاء مبارکہ کو تین تین بار دھوتے تھے مگر مسح ایک بار کرتے تھے۔" ائمہ ثلاثہ نے ان سے روایت

کیا ہے۔انہوں نے برتن منگوایا جس میں پانی تھا۔ایک طشت منگوایا۔اس برتن سے اپنے دائیں دست اقدس پر پانی پھینکا۔ ہاتھوں کو تین بار دھویا۔ پھر تین بار کلی کی تین بار ناک میں پانی ڈالا، آپ ﷺ نے کلی کے لیے اور ناک کے لیے پانی اسی ہاتھ سے لیا جس سے لیتے تھے۔ پھر چہرہ تین بار دھویا۔ تین بار دایاں ہاتھ اور تین بار بایاں ہاتھ دھویا۔ پھر اپنا دست اقدس پانی میں ڈالا۔ سر اقدس کا صرف ایک بار مسح کیا پھر اپنا دایاں پاؤں تین بار پھر بایاں پاؤں تین بار دھویا۔ پھر فرمایا: ''جسے حضور اکرم ﷺ کے وضو کے بارے جاننے کی تمنا ہو تو آپ ﷺ اس طرح وضو کرتے تھے۔''

مسعود نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ضمضم سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔انہوں نے فرمایا: ''آپ ﷺ نے وضو کیا اور سر اقدس کا صرف ایک بار مسح کیا۔''

ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت ربیع بنت معوذ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''حضور نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور سر اقدس کا دو بار مسح کیا۔''

امام احمد اور امام نسائی نے صحیح کے راویوں سے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے (انہیں خواب میں اذان دکھائی گئی تھی) روایت ہے انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے وضو کیا چہرۂ انور تین بار دھویا۔ دست اقدس کو دو بار، پاؤں کو دو بار اور سر اقدس کا دو بار مسح کیا۔''

ابوداؤد نے دو اسناد سے روایت کیا ہے۔ان میں سے ایک سند کو ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے وضو کیا اور اپنے سر اقدس کا تین دفعہ مسح کیا۔''

دارقطنی نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: ''حضور اکرم ﷺ نے وضو کیا اور اپنے سر اقدس کا تین بار مسح کیا۔''

عبد بن حمید نے حضرت طلحہ سے وہ اپنے والد گرامی اور دادا جان سے روایت کرتے ہیں۔انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے وضو کیا۔ دستِ اقدس کو اپنے سر پر رکھا۔ اپنے آگے، پیچھے، کنپٹیوں پر اور کانوں پر ایک دفعہ مسح کیا۔

⑪ سر اقدس کے آگے، پیچھے اور عمامہ مبارک پر مسح

ابوداؤد نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے وضو کیا۔ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے اپنے سر اقدس کا دو بار مسح کیا سر اقدس کے آخری حصہ کا اور پھر پہلے حصے کا مسح کیا۔

امام مسلم نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی جبین اطہر اور عمامہ پر مسح کیا۔ الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: ''حضور اکرم ﷺ اپنے موزوں اور عمامہ

پر مسح کرتے تھے۔"

ابو داؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطریہ عمامہ پہن رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس عمامہ کے نیچے سے داخل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اقدس کے اگلے حصہ کا مسح کیا۔ عمامہ کو نہ کھولا۔"

امام بخاری نے حضرت عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمامہ پر مسح کر لیا۔" امام احمد اور امام مسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے موزوں اور عمامے پر مسح کیا۔"

امام احمد نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ موزوں، چادر اور پھر عمامہ مبارک پر مسح کر لیا۔"

◆ ۱۲ مبارک انگلی کو کانوں کے سوراخ میں داخل کرنا

ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور اپنی مبارک انگلی اپنے کانوں کے دونوں سوراخوں میں داخل کی۔" دار قطنی کے الفاظ یہ ہیں: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سبابہ انگلیاں داخل کیں اور کانوں کے اندر باہر مسح کیا۔"

امام ترمذی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کانوں کے ظاہر اور باطن کا مسح کیا۔ امام احمد اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک دفعہ مسح کیا۔

◆ ۱۳ رخسار اور گردن کا مسح کرنا

امام احمد نے حضرت طلحہ بن مصرف سے اور وہ اپنے والد گرامی اور جد امجد سے روایت کرتے ہیں: "انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسح کرتے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گدی تک دست اقدس لے گئے اور اس حصہ تک دست اقدس لے گئے جو گردن کے اگلے حصہ کے ساتھ ملا ہوا تھا۔"

◆ ۱۴ پاؤں کی انگلیوں کو دونوں خنصر انگلیوں سے ملنا

امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت مسعود بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے تھے تو اعضاء کو ملتے تھے۔" دوسرے الفاظ میں ہے: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خنصر انگلی سے اپنے پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرتے تھے۔" ابن ماجہ اور دار قطنی نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: "حضور

اکرم ﷺ جب وضو فرماتے تھے تو اپنی مبارک انگوٹھی کو حرکت دیتے تھے۔" دارقطنی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ وضو فرماتے وقت اپنی انگلیوں کا خلال کرتے تھے اور ایڑھیوں کو ملتے تھے۔"

ابو یعلی نے حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وضو فرمایا اپنے پاؤں کی انگلیوں کا خلال کیا پھر فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔"

⑮ وضو وغیرہ میں دائیں طرف سے آغاز

شیخین نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور نبی کریم ﷺ کو نعلین پاک پہننے، کنگھی کرنے اور پاکیزگی حاصل کرنے وغیرہ تمام امور میں دائیں سمت پسند تھی۔"

ابو داؤد نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ کا دایاں دستِ اقدس کھانے، پینے کے لیے اور بایاں دستِ اقدس بیت الخلاء اس جیسے دیگر امور کے لیے تھا۔"

⑯ مکمل وضو کرنا

شیخین نے نعیم بن عبداللہ المجمر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ انہوں نے وضو کیا۔ اپنا چہرہ دھویا۔ پوری طرح دھویا۔ دایاں ہاتھ دھویا حتیٰ کہ کہنی سمیت دھویا۔ پھر بایاں ہاتھ دھویا تو اسے بھی کہنی سمیت دھویا۔ پھر سر کا مسح کیا پھر دایاں پاؤں دھویا تو پنڈلی کے اوپر تک اور بایاں پاؤں دھویا تو پنڈلی کے اوپر تک دھویا۔ پھر فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا۔"

امام احمد نے حضرت عبیدہ بن عمرو الکلالی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ نے مکمل وضو کیا۔"

⑰ وضو کرتے وقت دعا

امام نسائی نے "الیوم واللیلۃ" میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ اس وقت وضو کر رہے تھے۔ میں نے سنا۔ آپ ﷺ یہ دعا مانگ رہے تھے: "اللھم اغفر لی ذنبي و وسع لی فی رزقی" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ میں نے آپ ﷺ کو اس اس طرح مانگتے سنا ہے کیا آپ نے کچھ چھوڑا ہے؟"

۱۸ وضو کرنے کی کیفیت

امام احمد، شیخین، ابو داؤد، نسائی اور دار قطنی نے حضرت حمران رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے برتن منگوایا۔ اپنے ہاتھوں پر تین بار پانی ڈالا۔ انہیں دھویا۔ پھر اپنا دایاں دست اقدس پانی میں ڈالا۔ کلی کی۔ ناک میں پانی ڈالا۔ تین بار چہرہ انور دھویا۔ تین بار ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئے حتیٰ کہ کہنیوں سے اگلے حصے کا مسح کیا۔ پھر سر کا مسح کیا۔ دار قطنی نے کہا ہے: ''پھر ہاتھ سے کانوں کے ظاہر اور باطن سے مسح کیا۔ انگلیوں اور داڑھی کا خلال کیا۔ پھر ٹخنوں تک پاؤں تین تین بار دھوئے۔ پھر فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح وضو فرمایا تھا۔'' پھر فرمایا: ''پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا۔ پھر دو رکعتیں ادا کیں۔ جس میں اپنے نفس سے بات نہ کی تو اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے گئے۔'' امام مسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے مقاعد (سیڑھی یا بینڈھا) پر وضو کیا انہوں نے فرمایا: ''کیا میں وہ وضو نہ دکھاؤں جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے۔'' انہوں نے اعضاء کو تین تین بار دھویا۔ انہوں نے ابو ملکیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ ان سے وضو کے بارے سوال کیا جا رہا تھا۔ انہوں نے پانی منگوایا۔ ان کے پاس ایک برتن میں پانی لایا گیا۔ انہوں نے اپنا دایاں ہاتھ دھویا۔ اسے پانی میں داخل کیا۔ تین بار کلی کی یا تین بار ناک میں پانی ڈالا اپنا چہرہ تین بار دھویا۔ تین بار دایاں ہاتھ اور تین بار بایاں ہاتھ دھویا۔ پھر اپنا ہاتھ داخل کیا۔ پانی لیا سر اور کانوں کا مسح کیا پھر کانوں کا اندر اور باہر سے مسح کیا۔ پھر پاؤں دھوئے پھر فرمایا: ''وضو کے بارے سوال کرنے والا کہاں ہے؟ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔''

ایک جماعت نے حضرت عبداللہ بن زید الانصاری سے روایت کیا ہے کہ ان سے عرض کی گئی، ہمارے لیے اس طرح وضو کریں جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کرتے تھے۔ انہوں نے برتن منگوایا۔ اس سے اپنے ہاتھوں پر پانی انڈیلا۔ انہیں تین بار دھویا۔ پھر برتن میں ہاتھ ڈالا اسے باہر نکالا، ایک ہتھیلی سے ہی کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار اس طرح کیا پھر ہاتھ ڈالا اسے باہر نکالا اپنا چہرہ تین بار دھویا۔ پھر ہاتھ برتن میں ڈالا، اسے باہر نکالا دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دو دو بار دھویا'' امام احمد اور امام مسلم نے تین تین بار کا تذکرہ کیا ہے۔ پھر اپنا ہاتھ داخل کیا۔ اسے نکالا۔ سر اقدس کا مسح کیا ہاتھوں کو آگے اور پیچھے لے گئے۔ پھر انہیں اپنی گدی تک لے گئے۔ پھر انہیں اسی جگہ لے آئے جہاں سے شروع کیا تھا'' دار قطنی کی روایت میں ہے: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو دو بار مسح کیا تھا'' ابو داؤد نے یہ اضافہ کیا ہے۔'' انہوں نے کانوں کے ظاہر و باطن کا مسح کیا اور اپنی انگلیاں اپنے کانوں کے سوراخوں میں داخل کیں'' ایک روایت میں ہے: ''سر اقدس کے اگلے حصے سے آغاز کیا'' ایک روایت میں ہے: ''اس پانی سے مسح کیا جو ہاتھوں کے بقیہ پانی کے علاوہ تھا۔ پھر

پاؤں کو ٹخنوں تک دو دو بار دھوئے۔ احمد اور مسلم نے یہ اضافہ کیا ہے: ''حتیٰ کہ اپنے پاؤں صاف کیے پھر فرمایا:'' حضور اکرم ﷺ اس طرح وضو کرتے تھے۔''

امام احمد، ائمہ ثلاثہ اور دار قطنی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے پانی منگوایا، پانی پیش کیا گیا۔ پانی اپنے دائیں ہاتھ پر انڈیلا۔ دونوں ہاتھوں کو تین تین بار دھویا۔ پھر کلی کی ناک میں پانی ڈالا۔ تین بار کلی کی۔ تین بار ناک میں پانی ڈالا۔ پھر برتن میں ہاتھ ڈالے۔ چلو بھر پانی لیا۔ دائیں اور بائیں ہاتھ کو دھویا۔ پھر برتن میں ہاتھ ڈالا۔ سر اقدس کا ایک بار مسح کیا۔'' امام احمد نے یہ روایت کیا ہے: ''پھر اپنے دونوں انگوٹھوں سے کانوں کے ظاہر کا مسح کیا۔ دوسری اور تیسری بار اسی طرح کیا۔ پھر دائیں ہاتھ سے پانی لیا۔ اسے اپنی پیشانی پر بہایا۔ اسے اپنے چہرے پر بہنے دیا۔ اپنے سر کے اگلے پچھلے حصے اور کانوں کے ظاہر کا مسح کیا۔''

دار قطنی نے یہ اضافہ کیا ہے: ''پھر انہوں نے اپنا دایاں ہاتھ برتن میں ڈالا۔ پھر اس میں پانی لیا۔ جتنا پانی آسکتا تھا اسے لیا اور اس کے ساتھ اپنے بائیں ہاتھ کا مسح کیا پھر دونوں ہاتھوں کے ساتھ سر اقدس کا مسح کیا پھر دایاں پاؤں تین بار دھویا۔ پھر بایاں پاؤں تین بار دھویا۔ وہ دونوں جوتوں میں تھے پھر فرمایا: ''جسے حضور اکرم ﷺ کا وضو دیکھنا پسند ہو وہ اسے دیکھ لے۔''

بزار نے محمد بن حجر کی سند سے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ کی خدمت میں پانی کا برتن لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ پر تین بار پانی ڈالا پھر دایاں دستِ اقدس پانی میں ڈالا، اس سے چلو بھر پانی لیا۔ تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈالا پھر برتن میں دست اقدس ڈالا۔ اسے چہرۂ انور کی طرف لے گئے۔ تین بار چہرۂ انور دھویا۔ کانوں کے باطن کو دھویا۔ ان کے باطن میں انگلی داخل کی۔ گردن کے ظاہر کا مسح کیا۔ داڑھی کے اندر سے تین بار خلال کیا پھر دایاں دست اقدس پانی میں ڈالا اس سے اپنی دائیں کہنی دھوئی حتیٰ کہ کہنی سے آگے تک دھویا تین بار دھویا۔ پھر بائیں ہاتھ کو دائیں دست اقدس کے ساتھ دھویا حتیٰ کہ کہنی سے آگے تک دھویا پھر سر اقدس کا تین بار مسح کیا کانوں کے ظاہر اور باطن داڑھی مبارک کے ظاہر اور باطن کا مسح کیا پھر اپنے دائیں ہاتھ سے دایاں پاؤں تین بار دھویا۔ انگلیوں کے مابین خلال کیا۔ پانی کو اوپر تک لے گئے حتیٰ کہ ٹخنوں سے آگے تک لے گئے۔ پھر پنڈلی تک لے گئے۔ پھر بائیں پاؤں کے ساتھ اسی طرح کیا۔ پھر چلو بھر پانی لیا اسے اپنے سر اقدس پر پھینکا حتیٰ کہ پانی آپ ﷺ کی اطراف سے گرنے لگا۔ پھر فرمایا: ''یہ مکمل وضو ہے۔'' میں نے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے کسی کپڑے کے ساتھ منہ صاف کیا ہو۔''

۱۹ بقیہ پانی کھڑے ہو کر پینا

امام نسائی نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد گرامی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے وضو کیا پھر کھڑے ہوئے فرمایا: ''مجھے برتن پکڑاؤ۔'' میں نے وہ برتن پکڑایا۔ جس میں بقیہ پانی تھا انہوں نے اسے کھڑے ہو کر پی لیا۔ یہ دیکھ کر مجھے تعجب ہوا۔ مجھے دیکھا تو فرمایا: ''تعجب نہ کرو۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے جس طرح میں نے کیا ہے۔ آپ نے بقیہ پانی کھڑے ہو کر پی لیا۔''

۲۰ مسجد میں وضو کرنا

امام احمد نے حضرت ابو عالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی صحابی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں تمہارے لیے یاد کرتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں وضو کیا تھا۔''

۲۱ وضو کے بعد اعضاء مبارکہ کو کپڑے سے صاف کیا کرو

امام ترمذی نے ضعیف سند کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک کپڑا مخصوص تھا۔ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعضائے وضو صاف کرتے تھے۔''

انہوں نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کر لیا تو اپنے کپڑے کی ایک طرف سے چہرۂ انور کو صاف کیا۔'' ابن سعد نے ابو جعفر حنفی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''مجھے بتایا گیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک کپڑا مخصوص تھا جس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعضاء وضو کو صاف کرتے تھے۔''

ابن ماجہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صوف کا جبہ پہن رکھا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ساتھ چہرۂ انور صاف کیا۔''

۲۲ ابتداء میں ہر نماز کے لیے وضو

امام بخاری، ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے۔''

امام احمد، ابوداؤد، حضرت ابن عامر الغسیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر نماز کے لیے وضو کا حکم دیا گیا۔ خواہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہلے وضو ہوتا یا نہ ہوتا۔'' جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ گراں گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر نماز کے لیے مسواک کرنے کا حکم دیا گیا۔ ہر نماز کے لیے وضو کو ختم کر دیا گیا الا یہ کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو نہ ہو۔''

نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی ایک کا بوسہ لیا پھر نماز کے لیے تشریف لے گئے اور وضو نہ کیا۔" میں نے عرض کی: "وہ زوجہ محترمہ آپ ہی ہوں گی؟" وہ مسکرانے لگیں۔

دارقطنی نے حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے (ابراہیم بن یزید التیمی کی ام المومنین سے سماعت نہیں) انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرما لینے کے بعد اپنی کسی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا کا بوسہ لیتے تھے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو نہیں کرتے تھے۔"

◆ قئے کرنے کے بعد وضو

امام احمد، امام ترمذی اور ابوداؤد نے حضرت ثوبان اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قئے فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ سے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا۔" حضرت ثوبان نے فرمایا: "میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرایا۔"

◆ خون نکلنے سے کبھی وضو کر لینا اور کبھی وضو نہ کرنا

دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضعیف روایت کی ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز کے دوران نکسیر آجاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تازہ وضو کر لیتے اور بقیہ نماز ادا کر لیتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے نماز پڑھ لی اور وضو نہ کیا صرف پچھنے لگنے الی جگہ کو دھویا۔"

◆ ایک ایک بار، دو دو بار اور تین تین بار وضو کرنا

طیالسی، امام احمد، ابویعلی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایک بار وضو کیا تو فرمایا: "یہ وضو کا وہ وظیفہ ہے جس کے بغیر نماز جائز نہیں ہوتی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو دو بار اعضاء مبارکہ دھوئے اور فرمایا: "یہ اس شخص کا وضو ہے جو چاہتا ہے کہ اس کا اجر دگنا ہو جائے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین تین بار اعضاء دھوئے اور فرمایا: یہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیائے کرام کا وضو ہے۔"

امام بخاری اور امام ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کرتے وقت ایک ایک بار اعضاء مبارکہ دھوئے" امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کرتے وقت دو دو بار اعضاء مبارکہ دھوئے" امام احمد، ابوداؤد اور امام ترمذی نے (انہوں نے اسے حسن کہا ہے یا دوسرے نسخہ میں صحیح کہا ہے) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کرتے وقت دو

دو بار اعضاء مبارکہ دھوئے۔"

امام احمد اور امام ترمذی نے (انہوں نے لکھا ہے اس موضوع پر یہ روایت احسن اور اصح ہے) حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کرتے وقت اعضاء کو تین تین بار دھویا"

انہوں نے شقیق بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں نے حضرات عثمان غنی اور علی المرتضی رضی اللہ عنہما کو دیکھا۔ انہوں نے وضو کرتے وقت اعضاء مبارکہ کو تین تین بار دھویا اور فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح وضو کرتے تھے۔"

۲۹ شرم گاہ کو ہاتھ لگانے کے بعد وضو

(بشرطیکہ روایت صحیح ہو) ابو یعلی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی پھر اٹھے وضو کیا اور نماز کا اعادہ کیا ہم نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا کوئی ایسی چیز رونما ہوئی ہے جس نے وضو کو واجب کیا ہو؟" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں نے اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگایا تھا۔"

۳۰ وضو پر مداومت

امام احمد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو وضو فرماتے۔"

۳۱ بعض خواتین کے ساتھ ایک ہی برتن سے وضو

امام احمد، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ام حبیبہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "وضو کرتے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست اقدس اور میرا ہاتھ بار بار ایک ہی برتن میں جاتے تھے۔"

۳۲ وضو کرنے کے بعد شرم گاہ پر پانی چھڑکنا

امام ترمذی (انہوں نے اسے غریب کہا ہے) اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "حضرت جبرائیل امین میرے پاس آئے اور کہا: "محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وضو کر لیں تو اپنی شرم گاہ پر کپڑوں کے اوپر سے چھینٹے مارا کریں۔"

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "حضرت جبرائیل امین نے مجھے وضو کرنا سکھایا اور مجھے کہا کہ میں اپنے کپڑوں کے نیچے پانی کے چھینٹے پھینکا کروں۔"

امام احمد، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، ابو نعیم نے حضرت حکم بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا دست اقدس میں پانی لیا اور اپنی شرم گاہ کی جگہ پر چھڑکا۔"

تنبیہات

❶ ابن القیم نے لکھا ہے: "صحیح موقف یہ ہے کہ آپ ﷺ نے سر اقدس کا مسح بار بار نہیں کیا۔ ابو داؤد کی اس روایت کی وجہ سے ان کی گرفت کی گئی ہے جسے انہوں نے دو اسناد سے روایت کیا ہے ایک سند کو ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تین بار اپنے سر کا مسح کیا۔" اسی طرح اس روایت کی بھی گرفت کی گئی ہے جسے ابو داؤد اور امام ترمذی نے حضرت ربیع بنت معوذ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے دو دو بار مسح کیا تھا۔ حسن روایات میں ایک بار مسح کرنے کا تذکرہ ہے ان کا جواب علماء کرام نے یہ دیا ہے کہ یہ جواز کے بیان کے لیے ہے۔ دو دو بار مسح کرنے کی روایت اس کی تائید کرتی ہے۔ ابن سمعانی نے لکھا ہے کہ راویوں کے اختلاف کو تعدد پر محمول کیا جائے گا مسح آپ نے کبھی ایک بار کبھی دو بار اور کبھی تین بار کیا ہوگا۔ ایک بار مسح کرنے کی روایت تعدد کی ممانعت پر حجت نہیں ہے تعدد کی قیاسی دلیل وہ اعضاء بھی ہیں جنہیں دھویا جاتا ہے کیونکہ وضو حکمیہ طہارت ہے۔ طہارت حکمیہ میں غسل اور مسح میں کوئی فرق نہیں ہے۔"

❷ روایات میں یہ تذکرہ نہیں کہ آپ نے تین بار سے زائد دفعہ دھویا ہو۔ بلکہ تین سے زائد بار دھونے پر نہی وارد ہے۔ ابو داؤد نے جید سند کے ساتھ عمرو بن شعیب سے وہ اپنے والد گرامی سے اور وہ ان کے جد امجد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے وضو کیا۔ اعضاء کو تین تین بار دھویا۔ پھر فرمایا: "جس نے اس سے زائد یا کم کیا اس نے برا کیا اور ظلم کیا۔ ظاہر ہے کہ اس میں تین سے کم بار دھونے والے کی مذمت ہے۔ ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ یہ ایک تابع امر ہے۔ برے کا تعلق کمی اور ظلم کا تعلق زیادتی کے ساتھ ہے۔"

ایک قول یہ ہے کہ اس میں عبارت محذوف ہے۔ یعنی "جس نے ایک بار سے کمی کی" کیونکہ ابو نعیم نے حضرت مطلب بن حنطب سے مرفوع روایت کیا ہے کہ وضو ایک بار، دو بار یا تین بار دھونا ہے جس نے ایک بار سے کم یا تین بار سے زیادہ دھویا اس نے غلطی کی۔" یہ مرسل روایت ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حدیث پاک کا ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ راویوں نے کمی کے ذکر پر اتفاق نہیں کیا بلکہ اکثر نے یہی روایت کیا ہے۔ "جس نے زیادہ بار دھویا" جیسے کہ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

❸ حضور اکرم ﷺ اسراف کو ناپسند فرماتے تھے۔ امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے۔ وہ وضو کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "سعد! یہ کیسا اسراف ہے؟" انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ ﷺ! وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا:
"ہاں! اگرچہ تم رواں نہر پر ہی ہو۔"

امام الطبرانی نے دو اسناد سے (دونوں ضعیف ہیں) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے نہر کے کنارے پر برتن سے وضو کیا جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو زائد پانی نہر میں پھینک دیا۔"

امام ترمذی نے حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "وضو کے لیے ایک شیطان ہے جسے ولہان کہا جاتا ہے تم پانی کے وسواس سے بچو۔"

◆ ابن حزم نے لکھا ہے کہ وضو مدینہ طیبہ میں ہی مشروع ہوا۔ اس کا رد اس روایت سے کیا گیا ہے جسے امام احمد نے ابن لھیعہ کی سند سے امام زہری، عن عروہ عن اسامہ بن زید عن ابیہ۔ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین نے آپ ﷺ کو نزولِ وحی کے وقت وضو سکھایا اسی روایت کو ابن ماجہ نے رشدین بن سعد کی سند سے روایت کیا ہے مگر اس میں حضرت زید کا ذکر نہیں۔ الطبرانی نے اوسط میں لیث بن عقیل کی سند سے موصولاً روایت کیا ہے۔ اس کی سند جید ہے۔

✿✿✿✿

چھٹا باب

موزوں پر اور پٹی پر مسح

اس باب میں کئی انواع ہیں:

❶ حضور ﷺ نے خفین پر مسح کیا

(بدعتیوں کا اس میں اختلاف ہے) امام مالک، امام شافعی امام احمد، امام بخاری، امام نسائی، ابن ماجہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے موزوں پر مسح کیا۔ امام احمد نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ اپنے موزوں اور عمامہ شریف پر مسح کر رہے تھے۔''

امام شافعی، امام احمد، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے موزوں اور عمامہ پر مسح کیا۔

امام حاکم (انہوں نے کہا ہے کہ یہ صحیحین کی شرط پر ہے امام ذہبی نے اسے برقرار رکھا ہے) حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ بازار گیا۔ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کو پانی پیش کیا۔ آپ ﷺ نے وضو کیا آپ ﷺ نے چاہا کہ آپ ﷺ اپنے دست اقدس جبہ سے باہر نکالیں۔ مگر دست اقدس نہ نکلے۔ آپ ﷺ نے جبہ کے نیچے سے دستِ اقدس نکالے۔ آپ ﷺ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔''

امام احمد اور امام بزار نے جید سند کے ساتھ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے وضو کیا موزوں پر مسح کیا پگڑی اور عمامہ شریف پر مسح کیا۔''

دار قطنی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب سے سورۃ المائدۃ کا نزول ہوا، آپ ﷺ موزوں پر مسح کرتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کا وصال ہوگیا۔'' حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''سورۃ المائدہ کے نزول کے بعد میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ موزوں پر مسح فرمارہے تھے۔''

ایک جماعت نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے پیشاب کیا۔ آپ ﷺ نے وضو کیا۔ موزوں پر مسح کیا۔'' امام ترمذی نے لکھا ہے: ''ان سے عرض کی گئی'' کیا المائدۃ کے نزول سے پہلے یا بعد میں؟'' انہوں نے فرمایا: ''میں نے سورۃ المائدۃ کے نزول کے بعد ہی اسلام قبول کیا تھا۔'' اعمش نے کہا ہے کہ ابراہیم نے کہا: ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ حدیث پاک تعجب میں ڈالتی تھی کیونکہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے سورۃ المائدہ کے نزول کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔''

شیخین نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ایک سفر میں میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں نیچے جھکا تاکہ آپ ﷺ کے موزے اتاروں آپ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں چھوڑ دو جب میں نے انہیں پہنا تھا تو یہ پاک تھے۔'' آپ ﷺ نے ان کے اوپر ہی مسح کر لیا۔'' امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے (انہوں نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے) اور ابن ماجہ نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے وضو کیا آپ ﷺ نے موزوں اور نعلین پر مسح کیا۔'' ابوداؤد نے کہا ہے کہ عبدالرحمان بن مہدی اس روایت کو بیان نہیں کرتے تھے کیونکہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے یہی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے موزوں پر مسح کیا تھا۔

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نجاشی نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں دو سیاہ سادے موزے پیش کیے۔ آپ ﷺ نے انہیں پہنا پھر وضو فرمایا تو انہی پر مسح کیا۔

ابوداؤد نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس روایت کی اسناد متصل نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا: ''آپ ﷺ نے جورابوں پر مسح کیا۔'' انہوں نے اوس بن ابی اوس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے وضو کیا نعلین پاک اور قدمین شریفین پر مسح کیا۔''

امام احمد اور امام بخاری نے حضرت عمرو بن امیہ الضمری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے اپنے عمامہ شریف اور موزوں پر مسح کیا۔

امام احمد، ابوداؤد نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''حضور اکرم ﷺ نے موزوں پر مسح کیا۔ میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! آپ بھول گئے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں! بلکہ تم بھولے ہو۔ میرے رب تعالیٰ نے مجھے اسی طرح حکم دیا ہے۔''

امام مسلم نے ان سے روایت کیا ہے کہ ہم غزوہ تبوک میں آپ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نخلستان کی طرف تشریف لے گئے۔ میں نے فجر سے قبل آپ ﷺ کے ساتھ پانی کا برتن اٹھا لیا۔ آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو میں اس برتن سے آپ ﷺ کے دست اقدس پر پانی انڈیلنے لگا۔ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ دھوئے۔ چہرۂ انور دھویا۔ آپ ﷺ نے صوف کا جبہ پہن رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کی آستینوں سے بازوں نکالنے چاہے مگر بازو نہ

نکل سکے۔آپ ﷺ نے جبہ کے نیچے سے انہیں اتارا۔کہنیوں کو دھویا۔سر اقدس کا مسح کیا۔میں نیچے جھکا تاکہ آپ ﷺ کے نعلین پاک اتاروں۔آپ ﷺ نے فرمایا:''انہیں چھوڑ دو۔میں نے انہیں پہنا تو یہ پاک تھے۔''آپ ﷺ نے ان پر ہی مسح کر لیا۔''

۲ مسح کی جگہ

ائمہ میں سے امام ترمذی،ابن ماجہ اور دار قطنی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ موزوں کے اوپر اور نیچے مسح کرتے تھے۔امام احمد،امام ترمذی نے ان سے حسن روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ ﷺ کو دیکھا۔آپ ﷺ نے موزوں کے ظاہر پر مسح فرمایا۔''

ابو داؤد،دار قطنی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''اگر دین حق رائے سے ہوتا تو موزوں کا نچلا حصہ اوپر کے حصے سے مسح کرنے کا زیادہ مستحق تھا۔لیکن میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ موزوں کے اوپر مسح فرما رہے تھے۔''

۳ سفر اور حضر میں مسح کی مدت

الطبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''حضور اکرم ﷺ موزوں پر اور عمامہ شریف پر سفر میں تین ایام اور حضر میں ایک دن اور ایک رات کے لیے مسح کرتے تھے۔''

۴ پٹی پر مسح

دار قطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ضعیف روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ پٹی پر مسح کر لیتے تھے۔الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو امامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''جب غزوۂ احد کے روز ابن قمئہ نے آپ ﷺ کو مارا تو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا۔جب آپ ﷺ نے وضو فرمایا اپنی پٹی کھولی اور پانی کے ساتھ اس پر مسح کیا۔''

✿✿✿✿

ساتواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تیمم

امام احمد، حارث اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی بہایا۔ مٹی سے مسح کیا۔ میں نے عرض کی: ''پانی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''شاید میں پانی تک نہ پہنچ سکوں۔''

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذات الجیش کے مقام پر رات کے آخری حصے میں قیام کیا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں۔ ان کا ظفار کے موتیوں کا ہار گم ہو گیا۔ اس ہار کی جستجو کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رک گئے۔ حتیٰ کہ فجر روشن ہو گئی۔ لوگوں کے پاس پانی نہ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ انہوں نے فرمایا: ''تم نے لوگوں کو روک دیا ہے ان کے پاس پانی نہیں ہے۔'' اس وقت رب تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تطہیر کی رخصت تیمم کی آیت طیبہ نازل کر دی۔ مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اٹھے۔ انہوں نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے ہاتھ اٹھائے۔ ہاتھوں سے مٹی پکڑی نہ تھی۔ انہوں نے ان کے ساتھ اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کر لیا۔''

ابوداؤد اور دارقطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ کی گلیوں میں سے ایک گلی میں سے گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قضائے حاجت کی تھی۔ یا پیشاب کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے ایک شخص گزرا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سلام کا جواب نہ دیا۔ قریب تھا کہ وہ شخص جھاؤ کے درخت میں مخفی ہو جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیوار پر دست اقدس مارے۔ ان سے چہرۂ انور پر مسح کیا۔ پھر دوسری دفعہ مارے۔ اپنے ہاتھوں کا کہنیوں تک مسح کیا پھر اس شخص کو سلام کا جواب دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے کسی چیز نے تمہیں سلام کا جواب دینے سے نہیں روکا مگر میں پاکیزگی پر نہ تھا۔''

امام بخاری نے ابوجہیم بن حارث بن صمہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بئر جمل کی طرف سے تشریف لا رہے تھے۔ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سلام کا جواب نہ دیا۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیوار کے پاس آئے چہرۂ انور اور ہاتھوں پر مسح کیا۔ پھر اسے سلام کا جواب دیا۔''

امام بغوی نے شرح السنۃ میں ان سے روایت کیا ہے۔اس روایت کو حسن کہا ہے۔دارقطنی نے بھی ان سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "میں حضور اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا۔اس وقت آپ ﷺ پیشاب کر رہے تھے۔میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔آپ ﷺ نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا۔حتیٰ کہ آپ ﷺ دیوار کی طرف تشریف لے گئے۔آپ ﷺ کے ساتھ عصا تھا اسی کے ساتھ اسے دیوار کے ساتھ رگڑا۔اس سے چہرۂ انور اور کہنیوں پر مسح کیا۔پھر مجھے سلام کا جواب دیا۔"

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن حنظلہ بن راہب رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو ایک شخص نے سلام کیا۔آپ ﷺ نے پیشاب کیا تھا۔آپ ﷺ نے اسے سلام کا جواب نہ دیا حتیٰ کہ آپ ﷺ دیوار کی طرف تشریف لے گئے اور تیمم کیا۔"

تنبیہ

امام بغوی نے شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ اس روایت کو اس امر پر محمول کیا جائے گا کہ وہ دیوار مباح تھی۔یا کسی ایسے شخص کی ملکیت میں تھی جس کی رضا کو آپ ﷺ جانتے تھے۔

آٹھواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غسل مبارک

اس میں کئی انواع ہیں۔

۱ غسل کرنے کا طریقہ

ائمہ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل جنابت کرنے کا ارادہ فرماتے تو حلاب (ایک برتن) منگواتے۔پہلے تین بار اپنے دست اقدس دھوتے۔اس برتن سے پانی اپنے ہاتھوں پر انڈیلتے۔پھر انہیں برتن میں داخل کرتے۔پھر اپنے دائیں دستِ اقدس سے پکڑتے اور بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے۔اس سے اپنی شرم گاہ دھوتے۔حتیٰ کہ اسے اچھی طرح صاف فرماتے۔پھر اسے دیوار پر رگڑتے۔پھر اسے اچھی طرح دھوتے پھر تین بار کلی کرتے۔تین بار ناک میں پانی ڈالتے۔تین بار چہرۂ انور دھوتے۔تین بار کہنیاں دھوتے۔پھر تین بار سر اقدس پر پانی ڈالتے پھر غسل فرماتے۔فارغ ہو کر قدمین شریفین دھوتے۔پھر اس برتن میں ہاتھ ڈالتے اپنے بالوں کا خلال کرتے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھتے کہ جلد تک پانی پہنچ گیا ہے یا جلد صاف ہوگئی ہے تو تین دفعہ سر اقدس پر پانی ڈالتے۔اگر پانی بچ جاتا تو اسے سر اقدس پر ڈال لیتے۔"

امام شافعی، شیخین، ابوداؤد اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنابت سے غسل فرماتے تو اپنے ہاتھوں کے دھونے سے آغاز کرتے۔پھر اس طرح وضو فرماتے جیسے نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے۔پھر اپنی انگلیاں مبارک پانی میں داخل کرتے۔اپنے بالوں کا خلال کرتے۔تین چلو بھر کر اپنے سر اقدس پر پھینکتے ساری جلد اطہر پر پانی بہاتے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ لیتے کہ ساری جلد تر ہوگئی ہے۔اس پر پانی ڈالتے۔"

امام احمد، شیخین، ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی، دارقطنی نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پانی رکھتی تھی۔جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل فرماتے تھے۔" ایک روایت میں ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل فرماتے تو میں پردہ کرتی تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالتے تھے انہیں دو یا تین بار دھوتے تھے۔" دوسری روایت میں ہے: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بائیں دستِ اقدس سے برتن نیچے کرتے اور دائیں دستِ اقدس پر پانی ڈالتے۔تین بار ہاتھ دھوتے پھر دائیں دست اقدس سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے۔اپنی شرم گاہ کو دھوتے پھر

بڑی شدت سے ہاتھ زمین پر مارتے۔'' ایک اور روایت میں ہے: ''آپ ﷺ اپنا چہرۂ انور دھوتے۔ زمین پر دست اقدس مارتے۔ اس سے مسح کر کے پھر اسے دھو لیتے۔''

ایک اور روایت میں ہے: ''پھر دست اقدس دیوار پر رگڑتے۔ پھر کلی کرتے۔ ناک میں پانی ڈالتے۔ چہرۂ انور اور ہاتھ دھوتے تین بار اپنا سر اقدس دھوتے اور یوں وضو کرتے جیسے کہ نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے۔'' ایک روایت میں ہے ''ٹانگوں کے علاوہ اپنی شرم گاہ دھوتے۔ اسے صاف کرتے۔ اس پر پانی بہاتے۔ پھر اپنے پاؤں دھو لیتے۔''

ایک روایت میں ہے ''پھر آپ ﷺ سارے جسم اطہر پر پانی بہاتے پھر اسی جگہ سے ہٹتے۔ قدمین شریفین دھو لیتے۔ میں آپ ﷺ کو کپڑا پیش کرتی۔ آپ ﷺ اپنے دستِ اقدس سے اشارہ کرتے ''اس طرح'' آپ ﷺ اس کا ارادہ نہ فرماتے۔ دستِ اقدس سے ہی پانی جھاڑنے لگتے۔''

امام احمد، شیخین، ابو داؤد، نسائی نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے غسل جنابت پر بحث کی۔ ایک شخص نے کہا: ''میں اپنے سر کو اس طرح دھوتا ہوں۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں تو تین چلو بھر کر پانی اپنے سر اقدس پر ڈالتا ہوں۔ اس کے بعد سارے جسم پر پانی بہاتا ہوں۔''

ابو داؤد نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ ﷺ جنابت سے غسل کرنے کا ارادہ فرماتے تو اپنے ہاتھوں سے شروع کرتے، انہیں دھوتے، ہاتھوں اور رانوں کی جڑوں کو دھوتے۔ ان پر پانی بہاتے جب وہ صاف ہو جاتیں تو دیوار کی طرف تشریف لے جاتے۔ پھر وضو کر لیتے اور سر اقدس پر پانی ڈالتے۔''

◆ کئی بار وظیفۂ زوجیت ادا کر کے صرف ایک بار غسل فرماتے

امام احمد، امام مسلم، ائمہ اربعہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ''حضور ﷺ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے وظیفۂ زوجیت ادا کرتے پھر ایک ہی غسل کر لیتے۔''

امام مسلم نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ شب و روز کی ایک ہی ساعت میں اپنی ازواج مطہرات سے وظیفۂ زوجیت ادا کرتے تھے۔ گیارہ ازواج مطہرات تھیں۔'' (ہشام دستوائی نے اسی طرح کہا ہے) جبکہ سعید بن ابی عروبہ نے کہا کہ اس وقت نو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں۔ میں نے حضرت انس سے پوچھا: ''کیا آپ میں اتنی طاقت تھی؟'' انہوں نے فرمایا: ''ہم کہتے تھے کہ آپ کو تیس مردوں کی قوت عطا کی گئی تھی۔''

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص اپنی اہلیہ سے مباشرت کرے پھر اسے سستی آ لے۔ (یعنی اسے انزال نہ ہو) اس وقت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وہیں تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں اور یہ اس طرح کرتے ہیں۔ پھر ہم غسل کر لیتے ہیں۔'' یہ صحابی کی تابعی سے اور پھر صحابی سے روایت ہے۔ کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا تابعی ہیں کیونکہ یہ اپنے والد گرامی کے بعد پیدا ہوئیں تھیں۔''

دارقطنی نے امام زہری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے اس شخص کے بارے حضرت عروہ سے پوچھا جو مباشرت کرے لیکن اسے انزال نہ ہو۔'' انہوں نے فرمایا: ''لوگ ہمیشہ آپ کے آخری امر پر عمل پیرا ہوتے تھے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح کرتے تھے مگر آپ غسل نہیں کرتے تھے۔ یہ فتح مکہ سے پہلے کا عمل تھا۔ فتح مکہ کے بعد آپ غسل فرما لیتے تھے اور لوگوں کو بھی غسل کرنے کا حکم دیتے تھے۔''

۳ غشی سے غسل

شیخین نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: ''کیا آپ ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرضِ وصال کے بارے نہیں بیان فرمائیں گی'' انہوں نے فرمایا: ''ضرور! جب آپ کی طبیعت بوجھل ہوئی تو فرمایا: ''کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟'' ہم نے عرض کی: ''نہیں! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''لگن میں میرے لیے پانی رکھو۔۔۔''

امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور حارث بن ابی اسامہ نے حضرت ابو رافع حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم سے روایت کیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن میں اپنی ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے وظیفۂ زوجیت ادا فرماتے۔ آپ اس کے ہاں اور اس کے ہاں بھی غسل فرماتے۔ آپ سے عرض کی گئی: ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاش کہ آپ ایک ہی غسل کر لیں!'' آپ نے فرمایا: ''یہ زیادہ پاک اور اطہر ہے۔''

۴ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پردہ کرنا

امام احمد، الطبرانی نے صحیح کے افراد سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے آپ کے لیے غسل کا پانی رکھا۔ پھر آپ نے انہیں کپڑا عطا فرمایا۔ فرمایا: ''مجھے پردہ کرو اور اپنی کمر میری طرف کر لو۔''

امام احمد نے صحیح کے افراد سے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے بالائی علاقے میں نزول اجلال فرمایا۔ آپ بیدار ہوئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ پانی کا لگن لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ میں اس میں آٹے کے اثرات دیکھ رہی تھی۔ حضرت ابوذر نے آپ کو پردہ کیا پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو پردہ کیا۔''

⑤ جو آپ ﷺ کے غسل خانے میں داخل ہو اس پر پانی پھینکنا

الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اس وقت وہ چھوٹی تھیں۔ آپ غسل فرما رہے تھے۔ آپ نے چلو بھر پانی لیا اور اسے میرے چہرے پہ پھینک دیا۔ اور فرمایا: "پیچھے چلو۔"

⑥ غسل کرنے کی جگہ

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ حجرات مقدسہ کے پیچھے غسل کرتے تھے۔ آپ کی شرم گاہ کبھی کسی نے نہ دیکھی تھی۔"

⑦ کن امور کی وجہ سے آپ ﷺ غسل کرتے تھے

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ چار امور کی وجہ سے غسل کرتے تھے۔ (۱) جنابت سے (۲) جمعۃ المبارک کے لیے (۳) حجامت کرا کر (۴) میت کو غسل دے کر۔"

⑧ حالت جنابت میں کھاتے، پیتے اور سوتے وقت وضو کر لینا

شیخین نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ جنابت کی حالت میں ہوتے۔ آپ کچھ کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو کر لیتے۔" دوسری روایت میں ہے: "اپنی شرم گاہ کو دھو لیتے اور اس طرح وضو کرتے جس طرح نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے۔"

الطبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ سونے کا ارادہ کرتے جبکہ آپ جنبی حالت پر ہوتے تو آپ وضو کر لیتے۔" انہوں نے حسن سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ حالتِ جنابت میں ہوتے آپ کچھ کھانے یا سونے کا ارادہ کرتے تو وضو کر لیتے۔"

امام مالک اور امام بخاری نے حضرت ابو سلمہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: "کیا حضور نبی کریم ﷺ حالت جنابت پر سو جاتے تھے؟" انہوں نے فرمایا: "ہاں! آپ وضو کر لیتے تھے۔"

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حالتِ جنابت میں سو جاتے تھے۔ پھر بیدار ہوتے۔ پھر سو جاتے تھے۔

الطبرانی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

"اگر آپ اپنی کسی اہلیہ سے وظیفۂ زوجیت ادا کرتے اگر آپ اٹھ نہ سکتے تو دیوار کے ساتھ دستِ اقدس مار کر تیمم کر لیتے، امام احمد نے ان سے روایت کیا ہے کہ جب آپ اپنی کسی اہلیہ محترمہ سے وظیفۂ زوجیت ادا کرنا چاہتے تو ادا کر لیتے پھر دوبارہ ادا کرتے تو پانی کو مس بھی نہ کرتے۔"

۹ بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ ایک برتن میں غسل

امام احمد، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک ہی برتن میں غسل کیا۔ اس لگن میں غسل کیا جس میں آٹے کے اثرات تھے۔"

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے "حضور داعی اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ایک ہی برتن میں غسل کر لیتے تھے۔"

شیخین نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے۔ ہمارے ہاتھ بار بار اس برتن میں داخل ہوتے تھے۔"

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کوئی زوجہ کریمہ ایک ہی برتن میں غسل کر لیتے تھے۔"

شیخین نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل جنابت کر لیتے تھے۔

۱۰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنے پانی سے غسل فرما لیتے تھے

شیخین نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ غسل جنابت اس برتن سے فرما لیتے تھے جس میں تین فرق پانی آتا تھا۔ سفیان نے کہا ہے: "فرق تین صاع کا ہوتا ہے" امام مسلم نے ان سے روایت کیا ہے کہ وہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسے برتن سے غسل کرتے تھے جس میں تقریباً تین امداد پانی آتا تھا۔"

امام نسائی نے موسیٰ جہنی سے روایت کیا ہے کہ حضرت مجاہد کے پاس ایسا برتن لایا گیا میرے اندازے کے مطابق جس میں آٹھ رطل پانی آتا تھا انہوں نے فرمایا: "مجھے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا ہے کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنے پانی سے غسل فرماتے تھے۔"

۱۱ کسی زوجہ محترمہ کے غسل سے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنا

امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بچے ہوئے پانی

سے غسل کر لیتے تھے۔

۱۲ غسل کے بعد کپڑا استعمال کرنا

حضرت امام مسلم نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ فتح مکہ کے روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اس وقت آپ مکہ مکرمہ کے بالائی حصہ میں تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل فرما رہے تھے۔ حضرت سیدہ نساء العالمین فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے آپ کو پردہ کیا ہوا تھا۔ آپ نے کپڑا لیا اور اپنے ارد گرد لپیٹ لیا۔

امام احمد، امام بیہقی اور ابو داؤد نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے۔ ہم نے آپ کے لیے پانی رکھا۔ آپ نے غسل فرمایا۔ ہم نے آپ کو ایسا کمبل پیش کیا جسے زعفران یا ورس سے رنگا گیا تھا۔ آپ نے وہ لپیٹ لیا۔ گویا کہ میں آپ کے کندھے پر ورس کے نشانات دیکھ رہا ہوں۔"

۱۳ خطمی اور اشنان کو سر اقدس میں استعمال کرنا

دار قطنی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احرام باندھنے کا ارادہ کرتے تو سر اقدس کو خطمی اور اشنان سے دھو لیتے اور تھوڑا سا زیتون کا تیل استعمال فرما لیتے۔" ان ہی سے روایت ہے کہ آپ حالت جنابت میں سر اقدس میں خطمی استعمال کرتے تھے۔ اسی کو اس کے قائم مقام سمجھتے اسی پر پانی نہ بہاتے تھے۔"

۱۴ پردہ فرما کر غسل کرنا

ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ نے حضرت ابو السمح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرنے کی سعادت حاصل کرتا تھا۔ جب آپ غسل کرنے کا ارادہ فرماتے تو فرماتے: "میری طرف اپنی کمر کر لو۔" میں اپنی کمر آپ کی طرف کر لیتا۔ کپڑا پھیلاتا اور آپ کو پردہ کرتا۔

ابن ابی شیبہ اور ابن ابی اسامہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کے ساتھ رمضان المبارک میں قیام کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ غسل کرنے لگے میں نے پردہ کیا ہوا تھا۔ برتن میں کچھ پانی بچ گیا۔ آپ نے فرمایا: "اگر چاہو تو اسے انڈیل دو۔ چاہو تو پھینک دو۔" میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بقیہ پانی مجھے بڑا پسندیدہ ہے۔ میں اسے گرانا نہیں چاہتا۔" میں نے اس کے ساتھ غسل کیا۔ آپ نے مجھے پردہ کیا میں نے عرض کی: "آپ پردہ نہ کریں۔" آپ نے فرمایا: "میں تمہیں اسی طرح پردہ کروں گا جس طرح تم نے پردہ کیا ہے۔"

امام مسلم نے حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کے لیے پانی رکھا۔ میں نے آپ کو پردہ کیا اور آپ نے غسل کیا۔"

۱۵ غسل کے بعد خشک جگہ نظر آتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کرتے تھے

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل جنابت کیا۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو دائیں کندھے پر خشک جگہ دیکھی جسے پانی نہیں پہنچا تھا۔ آپ نے بالوں کا نشان پکڑا اور اسے تر کیا پھر نماز کے لیے تشریف لے گئے۔"

۱۶ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے

امام احمد، امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) نسائی اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔"

۱۷ جنبی حالت میں قرآن پاک پڑھنے سے ممانعت

امام احمد، ائمہ اربعہ اور دارقطنی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت فرماتے پھر باہر تشریف لاتے تو قرآن پاک کی تلاوت فرماتے۔ آپ ہمارے ساتھ گوشت کھاتے اور یہ چیز بھی آپ کو تلاوتِ قرآن پاک سے نہ روکتی۔ آپ کو سوائے جنابت کے اور کوئی چیز تلاوت قرآن سے نہ روکتی تھی۔"

امام ترمذی نے ان سے روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر حال میں قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے جب تک کہ آپ حالتِ جنابت پر نہ ہوتے۔"

تنبیہات

۱. ابو عمر نے نقل کیا ہے کہ اہل سیر کا اتفاق ہے کہ آپ پر غسل جنابت مکہ مکرمہ میں ہی فرض کر دیا گیا تھا۔ جیسے کہ آپ پر نماز فرض ہوئی تھی۔ آپ نے کبھی بھی وضو کے بغیر نماز نہ پڑھی۔ عالم پر یہ بات مخفی نہیں ہے۔

۲. امام بخاری نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے "پھر آپ اس جگہ سے ہٹ گئے اور اپنے قدمین شریفین دھو لیے۔" اس میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ غسل میں وضو کے لیے پاؤں آخر میں دھوئیں جائیں۔ یہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے ظاہر کے مخالف ہے۔ ان دونوں روایتوں کو اس طرح جمع کیا جا سکتا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو مجاز پر یا کسی دوسری حالت پر محمول کیا جائے گا۔ ان دونوں حالتوں کی وجہ علماء میں اختلاف ہے۔ جمہور علماء کا موقف ہے کہ پاؤں بعد میں دھونا مستحب ہے۔ امام مالک نے

کہا ہے کہ اگر جگہ پاک نہ ہو تو انہیں بعد میں دھونا مستحب ہے ورنہ پہلے۔ امام شافعی نے دونوں اقوال کو افضل کہا ہے۔ امام نووی نے لکھا ہے کہ دو اقوال میں سے اصح اشہر اور مختار قول یہ ہے کہ انسان مکمل وضو کرے۔

- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''آپ اس طرح وضو کرتے تھے جیسے کہ نماز کے لیے وضو فرماتے تھے یعنی شرعی وضو مراد ہے نہ کہ لغوی وضو۔''
- آپ سوتے وقت تیمم نہ فرماتے تھے۔ احتمال ہے کہ اس جگہ تیمم اس لیے فرمایا ہو کہ پانی کم ہو۔ اس کے اور بھی جوابات دیے گئے ہیں۔

❁❁❁❁

نواں باب

ایام ماہواری میں زوجہ کریمہ سے لطف اندوز ہونا

دارقطنی کے علاوہ دیگر ائمہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے جب کوئی حائضہ ہوتی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ساتھ لطف اندوز ہونے کا ارادہ کرتے تو اسے فرماتے کہ وہ اپنے کرسف کے اوپر ازار باندھ لے۔'' دوسرے الفاظ میں ہے: ''پھر آپ اس کے ساتھ لطف اندوز ہوتے۔ تم میں کس کو اپنی آرزو پر اتنی گرفت ہے جتنی گرفت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوتی تھی۔'' امام احمد اور شیخین نے روایت کیا ہے حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لیے سر اقدس مسجد سے باہر نکالتے۔ آپ اعتکاف بیٹھے ہوئے ہوتے تھے۔ میں آپ کا سر اقدس دھو دیتی حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔''

احمد، شیخین، ابو داؤد اور نسائی نے حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ کسی زوجہ محترمہ سے لطف اندوز ہونا چاہتے جبکہ وہ حالتِ حیض میں ہوتی تو آپ اسے ازار باندھنے کا حکم دیتے۔ اس کی رانوں کے نصف تک یا گھٹنوں تک ازار ہوتا تو آپ اس تک ہی رہتے تھے۔''

امام احمد نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کسی حائضہ زوجہ محترمہ کے ساتھ سو جاتے آپ کے اور اس کے مابین صرف کپڑا ہوتا تھا جو گھٹنوں سے متجاوز نہ ہوتا تھا۔

امام احمد نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے کسی ایک زوجہ محترمہ کے پاس تشریف لاتے۔ ان زوجہ کریمہ کی گود میں سر رکھتے۔ قرآن پاک کی تلاوت کرتے۔ حالانکہ وہ حائضہ ہوتی۔'' مسدد نے ثقہ راویوں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''اسی اثناء میں کہ میں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چادر میں لیٹے ہوئے تھے۔ مجھے حیض آگیا۔ میں چپکے سے نکل گئی اور مخصوص کپڑے لے آئی۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تمہیں حیض آگیا ہے؟'' میں نے عرض کی: 'ہاں! آپ نے مجھے بلایا۔ میں آپ کے ساتھ اسی چادر میں لیٹ گئی۔''

شیخین نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں حائضہ ہوتی تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھ ٹیک لگا کر قرآن پاک پڑھتے تھے۔'' امام مسلم نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں پانی پیتی تھی جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔ پھر میں وہ پیالہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا منہ مبارک اسی جگہ رکھتے جہاں میرا منہ ہوتا تھا۔''

آپ کی نمازیں

پہلا باب

بعثت سے قبل آپ کس طرح عبادت کرتے تھے

علامہ ابن نفیس نے اس رسالہ میں لکھا ہے جس میں آپ کا ذکر خیر ہے۔ "ضروری ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کو آپ کے معاملہ کے آغاز میں آپ کو اپنی ملت کے علاوہ کسی ملت کی طرف منسوب نہ کیا جائے۔ آپ کو یہودی، نصرانی وغیرہ نہ کہا جائے کیونکہ اگر آپ اہل ملت میں سے ہوتے تو آپ اپنے دعویٰ نبوت کے وقت اس دین کی طرف دعوت دیتے جو اس ملت کے نزدیک کافر ہوتا۔ کیونکہ اس وقت آپ ان کے دین سے نکل چکے ہوتے اور ان کے ہاں بدعتی اور منکر ہوتے اور اسی ملت سے نفرت کرنے کی طرف دعوت دیتے۔ اگرچہ اس ملت کے دین کو محکم کرنے کے لیے ہی تشریف لائے جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہود کے ساتھ معاملہ ہوا تھا۔ اس وقت آپ کی حالت کیا ہوتی جب آپ اس ملت کے دین کو منسوخ کرتے اور اسے تبدیل فرماتے۔ لہٰذا لازم ہے کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کو اول امر میں کسی دوسری ملت کی طرف منسوب نہ کیا جائے۔"

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"آپ کے اس علم سے قبل کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وحی کے نزول سے قبل آپ کے حالات کے بارے اختلاف ہے کہ کیا آپ عبادت کرتے وقت کسی سابقہ نبی کی شریعت کی اتباع کرتے تھے یا نہیں۔" جمہور علماء کرام نے لکھا ہے کہ ابو الباقلانی وغیرہ محققین نے لکھا ہے: "آپ بعثت سے قبل سابقہ انبیاء کی شریعت کے مطابق عبادت نہیں کرتے تھے۔"

علماء کرام نے یہ دلیل دی ہے کہ آپ بعثت سے قبل کسی کی اتباع کرتے ہوئے اپنے رب تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اس کو جاننے کا ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ ہے کہ یہ طریقہ نقل کرنے والوں کی زبانوں سے ہم تک منتقل ہوتا اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر یہ امر واقع ہوتا تو نقل کر کے ہم تک ضرور پہنچایا جاتا۔ اگر یہ علم ہوتا تو ضرور نقل کیا جاتا کیونکہ عادۃً ایسی چیز کو چھپانا اور مخفی رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ اسے نقل کرنا اور ظاہر کرنا اہم امر تھا۔ اسی پر پوری توجہ دی جاتی کیونکہ یہ آپ کی سیرت طیبہ سے تھا۔ وہ شریعت والے بھی اس کے بارے باتیں کرتے۔ آپ کے خلاف دلیل لیتے۔ لیکن ان امور میں سے

کوئی امر بھی رونما نہیں ہوا۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی کو علم نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر آپ اپنے سے پہلے کسی شریعت کی اتباع کرتے تو وہ اہل شریعت اس پر فخر کرتے۔ وہ دلیل پکڑتے کہ پہلے آپ سابقہ نبی کی شریعت پر عمل کرتے رہے۔ پھر دعویٰ نبوت کر دیا لیکن ایسی کسی چیز کو بالکل روایت نہیں کیا گیا۔

ایک گروہ کا موقف ہے کہ یہ از روئے عقل محال ہے۔ کیونکہ یہ عقل کے حکم سے بعید ہے کہ آپ ازل کے علم مطابق تابع ہوں کیونکہ انبیائے کرام کو تو حکم دیا گیا تھا کہ وہ آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں جیسے کہ ارشاد ربانی ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ (آل عمران، آیت: ۸۱)

ترجمہ: اور جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس رسول آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمہیں ضرور ان پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اس کی مدد کرنی ہوگی۔

انہوں نے اس موقف کہ آپ نے بعثت سے قبل کسی نبی کی شریعت کی اتباع نہیں کی، کی بنیاد عقلی تحسین و تقبیح پر رکھی ہے لیکن یہ طریقہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ شرع ماخذ سے بہت دوری رکھتا ہے اور اس کی بنیادیں آگ کے گڑھے کے کنارے پر ہیں جو گرنے ہی والا ہے۔ پہلی علت کہ یہ امر کسی سے منقول نہیں ہے بہتر اور عمدہ ہے۔ ایک گروہ جس میں امام الحرمین، امام غزالی اور امام الآمدی شامل ہیں انہوں نے اس امر میں توقف کیا ہے۔ ان کا رجحان اس بات کی طرف ہے کہ اس پر قطعی حکم نہ لگایا جائے۔ انہوں نے اس کے بارے کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ کیونکہ عقل ان دونوں وجہوں میں سے کسی ایک کو جائز نہیں سمجھتی۔ کیونکہ اس کے نزدیک یہ دونوں امکان میں برابر ہیں۔ اس گروہ کے نزدیک جو وقف کا قول کرتے ہیں دو وجہوں میں سے کسی ایک کے غلبہ کے لیے نقل کا طریقہ یہی ہے۔ کیونکہ یہ امکان میں برابر نہ ہو سکیں۔ لیکن کسی ایک وجہ کو دوسری پر ترجیح نہیں دی جا سکتی۔

ایک گروہ کا موقف یہ ہے کہ بعثت سے قبل آپ کسی سابقہ شریعت کے مطابق ہی عبادت کرتے تھے کیونکہ یہ بعید ہے کہ آپ بغیر کسی شریعت کے عبادت کرتے ہوں۔ پھر اس گروہ کا باہم اختلاف ہے کہ کیا اس شریعت کو متعین کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ جس کے مطابق آپ بعثت سے قبل عبادت کرتے تھے۔ بعض نے اس کی تعیین سے وقف کیا ہے۔ اس کے ذہن نے تعیین سے انکار کر دیا ہے۔ وہ اس کے بارے یقینی قول کرنے سے ڈر گیا ہے کیونکہ ایسی چیز نہ تھی جس کی بنیاد پر وہ یہ جرأت کر سکتا۔ بعض نے تعیین کا قول کیا ہے اور انہوں نے اپنی رائے کو اٹل کہا ہے۔ اس تعیین کرنے والے گروہ میں پھر اختلاف ہے کہ بعثت سے قبل آپ کسی دین کی اتباع کرتے تھے اور اس کے مطابق عبادت کرتے تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ حضرت آدم کی شریعت کے مطابق۔ یہ ابن برھان کا قول ہے کسی نے حضرت نوح، کسی نے

حضرت موسیٰ، کسی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لیا ہے۔ یہ سارے مذاہب ہیں جنہیں اختیار کیا گیا ہے کہ آپ بعثت سے قبل کسی کی شریعت کے مطابق عبادت کرتے تھے۔ اظہر مؤقف وہی ہے جو حضرت علامہ قاضی اور ان کے پیروکاروں کا ہے کیونکہ اگر آپ کسی نبی کی شریعت کے مطابق عبادت کرتے تو ہمیں بتایا جاتا۔ ہمیں اس کی خبر ہوتی اور کسی سے مخفی نہ ہوتا۔

بعض علماء یہ کہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی نبی تھے۔ ان کے بعد آنے والوں کے لیے یہی لازمی شریعت تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت کی عمومیت ثابت نہیں ہے اور بعد میں آنے والوں کے لیے آپ کی شریعت لازم نہیں ہے کیونکہ انہیں اس کی اتباع کرنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ صحیح مؤقف یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کی دعوت ایسی نہ تھی جو سارے لوگوں کو شامل ہوتی یہ صرف اور صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت تھی جو سارے انسانوں کو شامل ہے۔

بعض علماء نے یہ قول کیا ہے کہ آپ شریعت ابراہیمی کے مطابق عبادت کرتے تھے کیونکہ اور کوئی شرع نہ تھی جس کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبادت کرتے۔ آپ کی بعثت کا مقصود بھی شریعت ابراہیمی کا احیاء تھا۔ انہوں نے اپنی بات کے ثبوت کے لیے یہ آیت بطور دلیل لکھی ہے:

ثُمَّ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ (سورۃ النحل، آیت: ۱۲۳)

ترجمہ: پھر ہم نے وحی فرمائی (اے حبیب! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کی طرف کہ پیروی کرو ملت ابراہیم کی جو یکسوئی سے حق کی طرف مائل تھا۔

لیکن یہ قول بھی ساقط اور مردود ہے۔ اس کا صدور صرف اسی شخص سے ہو سکتا ہے جس کی عقل کمزور اور طبیعت بوجھل ہو۔ کیونکہ اس آیت طیبہ سے مراد توحید میں اتباع کرنا ہے کیونکہ اس آیت طیبہ میں بتایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مشرک نہ تھے۔ اتباع سے یہی مراد ہے۔

جن علماء نے کہا ہے کہ آپ حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت کے مطابق عبادت کرتے تھے ان کا اس آیت طیبہ سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ ۔ (سورۃ الشوریٰ، آیت: ۱۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کر دیا ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا تھا اور جس کی ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے۔

ان دونوں آیتوں کو اس امر پر محمول کیا جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توحید میں ان کی اتباع کریں کیونکہ پہلی آیت طیبہ میں حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا یہ وصف بیان کیا گیا ہے کہ وہ مشرکین میں سے نہ تھے۔ تو اتباع سے مراد توحید میں اتباع ہے۔ اس کی شہادت یہ ہے کہ دوسری آیت طیبہ کی تفسیر اس آیت طیبہ میں کر دی جس میں یہ سارے رسل عظام شامل ہیں۔ ارشاد فرمایا:

اَنۡ اَقِیۡمُوا الدِّیۡنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوۡا فِیۡهِ ؕ (سورۃ الشوریٰ، آیت: ۱۳)

ترجمہ: کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔

یہ شرائع اس وقت تک ہدایت تھیں جب تک یہ منسوخ نہ ہوئی تھیں جب منسوخ ہوگئیں تو ان میں ہدایت نہ رہی لیکن دین حق کے بنیادی اصول ہمیشہ کے لیے ہدایت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام میں ان انبیائے کرام کا تذکرہ کیا ہے جنہیں مخصوص شریعت کے ساتھ مبعوث نہیں کیا گیا جیسے کہ حضرت یوسف علیہ السلام۔ یہ اس شخص کا قول ہے جو انہیں رسول نہیں کہتا۔

اس آیت طیبہ میں اقتدا کرنے سے مراد یہ ہے شرائع کے اصول کی اتباع کریں نہ کہ شرائع کی۔ ایک گروہ نے ایسے انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ کیا ہے جن کی شریعتیں مختلف تھیں۔ انہیں جمع کرنا ممکن ہی نہیں ان کے باہمی اختلاف نے اس چیز کو ثابت کر دیا کہ ان کی ہدایت سے مراد وہ امور ہیں جن پر ان کا اتفاق تھا جیسے توحید اور عبادت الٰہیہ۔

علامہ قاضی صاحب نے لکھا ہے:

"جس شخص نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ آپ کو اتباع کرنے سے ممانعت کرنے کا قول سارے انبیائے کرام میں مشترک ہے تو پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اور کوئی نبی نہ ہوگا جو بعثت سے قبل پہلی شریعت کی اتباع کرتا ہو۔ یا انبیائے کرام میں یہ امر مشترک نہ ہو۔ اس سے قبل کہ ان پر وحی کی جائے یا تو یہ اتباع نہ کرنا از روئے عقل ہوگا لیکن اس کا ردوہ اصل کرتی ہے جو عقلاً ممانعت ہے وہ یہ کہ ہر رسول میں بلا تفریق یہ ممانعت ہو۔"

جن علماء نے نقل کی طرف میلان رکھا ہے جیسے قاضی ابوبکر وغیرہ تو ان کے پاس کون سا تصور ہے جس کی انہوں نے اتباع کی ہے۔ جس نے اس میں توقف کا اظہار کیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کو تعیین کرنے نے یوں کرنے سے روکا ہے جس نے یہ قول کیا ہے کہ بعثت سے قبل سابقہ انبیاء کی اتباع آپ پر لازم تھی تو اسے اس کی حجت کا سیاق اور سارے انبیاء میں اس کا اجراء اسے لازم آجاتا ہے بعض نے قاضی صاحب کے کلام کی وضاحت کر دی ہے جو انہوں نے رب تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے لکھا ہے۔

اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ؕ (سورۃ النحل، آیت: ۱۲۳)

ترجمہ: کہ پیروی کرو ملت ابراہیم کی جو یکسوئی سے حق کی طرف مائل تھا۔

کہ اس آیت طیبہ میں اتباع سے مراد توحید میں اتباع ہے کیونکہ اس آیت میں رب تعالیٰ نے ان کا وصف یوں بیان فرمایا ہے: وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ۞ اتباع سے یہی مراد ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرک کی نفی اور توحید کا اثبات دلائل قطعیہ سے کیا اگر اس طرح ہے تو پھر آپ کسی کی پیروی کرنے والے نہ رہے تو اتباع کو اس معنی پر محمول کرنا ممتنع ہوگیا تو لازماً اس کو شرائع کی اتباع پر محمول کیا جائے

گا جن میں متابعت کا حصول صحیح ہو۔

امام فخرالدین رازی نے یہ جواب دیا ہے کہ ایک احتمال یہ ہے کہ شاید اتباع سے مراد توحید کی طرح کی کیفیت میں اتباع ہو۔ یعنی آپ نرمی، آسانی اور یکے بعد دیگرے دلائل قائم کر کے دعوت دیں جیسے کہ قرآن پاک کا یہ پسندیدہ طریقہ ہے۔

ثم اوحینا الیك کی تفسیر میں صاحب کشاف لکھتے ہیں:

"یہ آیت طیبہ حضور اکرم ﷺ کی تعلیم اور عظمت پر دلالت کرتی ہے۔ وہ یہ کہ جو سب سے بڑی کرامت اور عزت حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو دی گئی ہے وہ یہ کہ حضور اکرم ﷺ کو ان کی ملت کی اتباع کرنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ یہ لفظ مرتبہ میں وصف کے اس بعد کو بیان کرتا ہے جو ان ساری مدائح سے بالا ہے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح کی ہے۔"

مدائح مذکورہ سے مراد رب تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

إِنَّ إِبْرٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ حَنِيفًا ۗ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ ۚ اجْتَبٰهُ وَهَدٰهُ إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَإِنَّهُ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِينَ ﴿۱۲۲﴾

شیخ الاسلام ابوزرعہ العراقی نے اپنے والد کی "تقریب" کی شرح میں لکھا ہے۔ انہوں نے بدء الوحی کے باب میں لکھا ہے: کاش میں اس عبادت کو جان لیتا کہ آپ کی وہ عبادت کس طرح ہوتی تھی۔ آپ کس طرح عبادت کرتے تھے یہ نقل کا محتاج ہے جو اس وقت میرے پاس نہیں ہے۔"

شیخ الاسلام البلقینی نے شرح بخاری میں لکھا ہے:

"ایسی روایات نہیں جن سے ہمیں معلوم ہو سکے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی کیسے عبادت کرتے تھے۔"

لیکن ابن اسحاق وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ غار حراء کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔ آپ سال بھر میں ایک ماہ کے لیے تشریف لے جاتے تھے اور وہاں تنسک (عبادت) کرتے تھے۔ جاہلیت میں قریش کا تنسک یہ ہوتا تھا کہ وہ ہر اس شخص کو کھلاتے جو ان کے پاس آتا تھا جب وہ اپنی خلوت سے واپس آتے تو بیت اللہ کا طواف کیے بغیر اپنے گھر میں داخل نہ ہوتے تھے بعض نے عبادت کو تفکر پر محمول کیا ہے لیکن میرے نزدیک یہ عبادت کئی انواع پر مشتمل تھی مثلاً لوگوں سے خلوت۔ جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا تھا۔ رب تعالیٰ کی طرف انقطاع۔ آسائش کا انتظار کرنا عبادت ہے۔ اس روایت کو ابن ابی الدنیا نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دیگر اذکار کو بھی ملالو۔"

بعض نے لکھا ہے کہ غار حراء میں آپ کی عبادت تفکر تھا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ آخری قول سیدی ابوالسعود نے کیا ہے جیسے کہ الزھر میں ان روایت کیا گیا ہے۔ ان کے شاگرد الحافظ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

دوسرا باب

آپ کی فرض نمازیں اور ان کے اوقات

اس میں کئی انواع ہیں۔

۱ علی سبیل الاشتراک (اجتماعی طور پر) نمازوں کے اوقات

امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی، دارقطنی نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز کے اوقات کے بارے سوال کیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے نمازِ فجر کے لیے اس وقت اقامت کہی جب فجر طلوع ہوئی۔ قریب تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو پہچان بھی نہ سکتے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا جب سورج ڈھل گیا تو انہوں نے نماز ظہر کے لیے اقامت کہی۔ لوگ کہہ رہے تھے دن نصف ہے یا نہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا انہوں نے نماز عصر کے لیے اس وقت اقامت کہی جبکہ سورج بلند تھا۔ پھر حکم دیا تو انہوں نے نماز مغرب کے لیے اس وقت اقامت کہی جب سورج غروب ہوگیا۔ پھر انہیں حکم دیا انہوں نے نماز عشاء کے لیے اس وقت اقامت کہی جب شفق احمر غائب ہوگیا۔ پھر دوسرے روز نمازِ فجر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنی تاخیر سے پڑھی حتیٰ کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آئے تو کہنے والا کہہ رہا تھا کہ سورج طلوع ہو چکا ہے یا قریب ہے کہ طلوع ہو جائے۔ پھر نماز ظہر اتنی تاخیر سے پڑھی کہ قریب تھا کہ کل کا عصر کا وقت ہو جاتا۔ پھر نماز عصر اتنی تاخیر سے پڑھی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آئے تو کہنے والا کہہ رہا تھا کہ سورج سرخ ہو چکا ہے۔ پھر نماز مغرب شفق کے غائب ہونے کے قریب پڑھی۔ پھر نماز عشاء رات کے ثلث گزرنے کے بعد پڑھی۔ وقت صبح سائل کو بلایا اور فرمایا:

''ان دو وقتوں کے مابین نمازوں کے اوقات ہیں۔''

امام احمد، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز کے وقت کے بارے سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: ''ہمارے ساتھ ان دو ایام میں نماز پڑھو۔'' جب سورج زائل ہوگیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے اذان دی۔ پھر انہیں حکم دیا تو انہوں نے نماز ظہر کے لیے اقامت کہی۔ پھر انہیں حکم دیا تو انہوں نے نماز عصر کے لیے اس وقت اقامت کہی جبکہ

سورج بلند سفید اور صاف تھا۔ پھر انہیں حکم دیا انہوں نے نماز مغرب کے لیے اس وقت اقامت کہی جب سورج غروب ہوا۔ پھر انہیں حکم دیا انہوں نے عشاء کے لیے اقامت اس وقت کہی جب شفق غائب ہوگیا۔ پھر انہیں حکم دیا انہوں نے فجر کے لیے اقامت اس وقت کہی جب فجر طلوع ہوئی دوسرے روز انہیں حکم دیا کہ وہ ظہر کو ٹھنڈا کریں۔ انہوں نے ظہر کو ٹھنڈا کر کے اقامت کہی۔ پھر نماز عصر اس وقت پڑھی۔ جب سورج سرخ ہو چکا تھا۔ نماز مغرب شفق کے غائب ہونے سے پہلے پڑھی جب رات کا ثلث گزر گیا تو نماز عشاء پڑھی۔ نماز فجر کو روشن کر کے پڑھا۔ پھر فرمایا: ''نمازوں کے اوقات کے بارے سوال کرنے والا کہاں ہے؟'' ایک شخص نے عرض کی: ''میں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تمہاری نمازوں کے اوقات وہی ہیں جو تم نے دیکھے ہیں۔''

شیخین نے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر اس وقت ادا فرماتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر اس وقت پڑھتے تھے کہ اگر ہم میں سے کوئی مدینہ طیبہ سے دور اپنے ٹھکانے پر پہنچتا تو سورج ابھی غروب نہ ہوا ہوتا۔'' حضرت سیار بن سلامہ نے کہا ہے کہ میں مغرب کے بارے بھول گیا ہوں۔ نماز عشاء کو تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ اس سے پہلے سو جانا مکروہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز صبح اس وقت پڑھتے تھے جب ایک شخص اپنے ہم نشین کو پہچان لیتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت ساٹھ سے لے کر ایک سو تک آیات طیبات تلاوت فرماتے تھے۔''

امام احمد، شیخین، ابوداؤد، نسائی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر اس وقت ادا فرماتے جب سورج ڈھل جاتا۔ نماز عصر اس وقت ادا کرتے جب سورج صاف ہوتا۔ غروب آفتاب کے وقت نماز مغرب ادا فرماتے۔ نماز عشاء کے وقت مشاہدہ فرماتے اگر صحابہ کرام جلد جمع ہو جاتے تو جلد پڑھا دیتے ورنہ تاخیر سے پڑھاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز صبح اندھیرے میں پڑھاتے تھے۔''

امام احمد، امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر اس وقت ادا کرتے تھے جب سورج زائل ہو جاتا۔ تمہاری ان دو نمازوں کے مابین نماز عصر پڑھتے۔ غروب آفتاب کے وقت نماز مغرب پڑھتے۔ شفق غائب ہو جاتا تو نماز عشاء پڑھتے۔'' اس کے بعد فرمایا: ''نماز فجر اس وقت پڑھتے جب نگاہ رکاوٹ کے بغیر دور تک چلی جاتی تھی۔''

عبد بن حمید نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر اس وقت ادا کرتے جب سورج ڈھل جاتا جب سورج سفید اور صاف ہو جاتا تو نماز عصر ادا کرتے۔ جب سورج غروب ہو جاتا تو نماز مغرب ادا کرتے۔ عشاء کی نماز کے وقت فرماتے تھے: ''احتیاط کرو سو نہ جاؤ'' نماز فجر اس وقت ادا کرتے جب نور آسمان پر چھا جاتا تھا۔''

۲ انفرادی طور پر نمازوں کے اوقات اور ان میں تعجیل

اس میں کئی انواع ہیں۔

۱ نمازوں میں مطلق تعجیل (جلدی کرنا)

دارقطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانے یا کسی اور وجہ سے نماز کو مؤخر نہیں کرتے تھے۔''

انہوں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی کوئی نماز اس کے آخری وقت میں نہیں پڑھی تھی۔حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔'' امام احمد اور امام ترمذی نے ان سے روایت کیا ہے: ''سوائے دو بار کے۔''

امام ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حسن روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر کسی کو نماز ظہر جلدی پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔'' امام احمد، امام ترمذی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر تم سے جلدی پڑھ لیتے تھے اور تم نماز عصر آپ سے جلدی پڑھ لیتے ہو۔''

امام مسلم نے حضرت خباب بن الارت سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''ہم بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گرمی کی شدت کی شکایت کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری شکایت دور نہ کی۔'' زہیر کہتے ہیں: ''میں نے ابو اسحاق سے کہا: ''کیا نماز ظہر کے بارے؟'' انہوں نے فرمایا: ''ہاں!'' میں نے کہا: ''کیا اس کی جلدی کے بارے؟ انہوں نے کہا: ''ہاں!''

۲ نماز عصر میں

ایک جماعت نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عصر اس وقت پڑھی جب کہ سورج ان کے حجرہ مقدسہ پر تھا۔اس سے قبل کہ وہ ظاہر ہو۔'' ایک اور روایت میں ہے: ''سورج ان کے حجرہ مقدسہ پر تھا۔سایہ ظاہر نہیں ہوا تھا۔'' ایک روایت میں ہے: ''سایہ اس کے حجرہ میں ظاہر نہ ہوا تھا۔''

امام ترمذی کے علاوہ دیگر ائمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر اس وقت ادا فرماتے جبکہ سورج بلند اور صاف ہوتا تھا۔ایک جانے والے بالائی حصے کی طرف جا سکتا تھا۔'' دوسری روایت میں ہے کہ اگر جانے والا قباء جاتا تو سورج ابھی بلند ہوتا۔بلند بالائی حصے چار میل دور ہوتے تھے جبکہ دار قطنی نے لکھا

ہے کہ بعض بالائی علاقے چھ میل دور ہوتے تھے۔

ابوداؤد اور امام احمد نے ان الفاظ سے یہ روایت لکھی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے امام زہری رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر اس وقت ادا فرماتے جبکہ سورج بلند اور صاف ہوتا۔ ایک جانے والا بالائی علاقوں میں چلا جاتا تو سورج ابھی بلند ہوتا۔ بلند علاقے دو میل یا تین میل میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا یا چار میل دور تھے۔

امام احمد اور دار قطنی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ جلدی کوئی بھی نماز عصر نہ پڑھتا تھا۔ انصار میں سے دو صحابہ حضرات ابولبابہ اور ابوعبس رضی اللہ عنہما کے گھر مسجد نبوی سے سب سے زیادہ دور تھے۔ حضرت ابولبابہ کا گھر قباء میں اور ابوعبس کا گھر بنو حارثہ میں تھا۔ اگر وہ آپ کے ساتھ نماز عصر ادا کرتے پھر اپنی اپنی قوم کے پاس جاتے تو انہوں نے ابھی تک نماز عصر ادا نہ کی ہوتی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت جلد نماز عصر پڑھ لیتے تھے۔"

امام احمد، بزار اور الطبرانی نے حضرت ابواروی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نماز عصر مدینہ طیبہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھتا تھا۔ پھر میں ذوالحلیفہ آتا ابھی تک سورج غروب نہ ہوا ہوتا۔ یہ دو فرسخ کے مقام پر تھا۔"

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر تم سے پہلے اور تم نماز عصر آپ سے پہلے پڑھ لیتے ہو۔"

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز عصر پڑھائی جب آپ واپس تشریف لائے تو بنو سلمہ میں سے ایک شخص حاضر خدمت ہوا۔ اس نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم ارادہ کرتے ہیں کہ آپ تشریف لائیں ہم اپنا اونٹ ذبح کرنا چاہتے ہیں۔" آپ روانہ ہوئے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ ہی روانہ ہوئے۔ ہم نے دیکھا کہ ابھی تک اونٹ ذبح نہیں ہوا تھا۔ اسے ذبح کیا گیا۔ پھر اس کا گوشت بنایا گیا۔ پھر اس میں سے کچھ پکایا گیا۔ پھر ہم نے کھایا سورج ابھی تک غروب نہیں ہوا تھا۔"

امام احمد، شیخین اور دار قطنی نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم نماز عصر آپ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ پھر اونٹ ذبح کیا جاتا پھر اسے دس حصوں میں تقسیم کیا جاتا پھر اسے پکایا جاتا ہم غروبِ آفتاب سے پہلے پکا ہوا گوشت کھا لیتے۔"

دار قطنی نے حضرت ابوالسعود بدری انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت نماز عصر ادا فرماتے جب سورج بلند، سفید اور صاف ہوتا۔ ایک شخص چلتا حتیٰ کہ وہ غروب آفتاب سے پہلے ذوالحلیفہ پہنچ جاتا۔ یہ جگہ مدینہ طیبہ سے چھ میل دور تھی۔"

ابوداؤد نے حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "ہم بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت تک نماز عصر کو مؤخر کرتے حتیٰ کہ سورج صاف اور سفید ہو جاتا۔"

ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت ابواروی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں مدینہ طیبہ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا۔ پھر میں غروبِ آفتاب سے قبل ذوالحلیفہ آجاتا۔"

ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر ادا فرماتے تو اتنا وقت ہوتا تھا کہ ایک آدمی بنو حارثہ کے ہاں سے ہو کر گھر واپس آسکتا تھا اور ایک انسان اونٹ ذبح کر کے غروب آفتاب تک اس کا گوشت کروا سکتا تھا۔"

۳ نماز مغرب

امام احمد نے حضرت ابوطریف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ نے طائف کا محاصرہ کیا تو میں آپ کے ساتھ تھا تو آپ نماز مغرب اس وقت ادا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص تیر چلاتا تو وہ اس کے گرنے کی جگہ کو دیکھ سکتا تھا۔"

امام احمد، شیخین، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز مغرب اس وقت ادا کرتے تھے جب سورج غروب ہو جاتا اور وہ پس پردہ چلا جاتا۔" دوسری روایت میں ہے: "جس ساعت سورج غروب ہوتا۔" امام احمد، امام بزار اور ابو یعلی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز مغرب ادا کرتے پھر ہم اپنے گھر جاتے تو میں اپنے تیر کے گرنے کی جگہ کو دیکھ سکتا تھا۔"

شیخین، ابن ماجہ نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز مغرب ادا کرتے تھے۔ پھر ہم اپنے گھروں کو آتے تو ہم تیروں کے گرنے کی جگہ کو دیکھ سکتے تھے جو ایک میل دور تھے۔"

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "ہم نمازِ مغرب پڑھتے۔ پھر اپنے گھروں کو لوٹتے جو ایک میل دور ہوتا تھا۔ ہم تیروں کے گرنے کی جگہ کو دیکھ لیتے تھے۔"

امام احمد اور ابوداؤد نے یہی روایت حضرت انس سے روایت کی ہے۔

۴ نماز عشاء

ابن ابی شیبہ اور طیالسی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے نو راتوں تک عشاء کی نماز رات کے تہائی حصہ تک مؤخر کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر نماز عشاء جلد پڑھا دیں تو یہ رات کے ہمارے قیام کے لیے زیادہ بہتر ہے۔" اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشاء جلدی پڑھاتے تھے۔

ابن ابی شیبہ نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن عمر سے اور ابو یعلی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں

نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے ایک لشکر تیار فرمایا۔ حتیٰ کہ نصف رات گزر گئی۔ پھر نماز کے لیے تشریف لائے۔ آپ نے پوچھا: ''کیا لوگ نماز پڑھ کر چلے گئے ہیں۔ اور وہ واپس چلے گئے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ سو گئے ہیں۔ جبکہ تم نماز کا انتظار کر رہے ہو۔ ارے! تم اس وقت تک نماز میں ہی ہو جب تک تم نماز کا انتظار کرتے رہے ہو۔''

بزار نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے نماز عشاء میں تاخیر کی خواتین اور بچے سو گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی تو فرمایا: روئے زمین میں تمہارے علاوہ اور کوئی اس وقت نماز کا انتظار نہیں کر رہا۔''

نماز صبح

ائمہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم اہل ایمان خواتین حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نماز صبح میں شرکت کی سعادت حاصل کرتی تھیں۔ عفت مآب خواتین چادروں میں لپٹی ہوئی تھیں۔ نماز کی ادائیگی کے بعد وہ گھروں میں واپس آتیں اندھیرے کی وجہ سے کوئی بھی پہچانی نہیں جاتی تھی۔''

امام شافعی اور امام بخاری کی روایت میں ہے: ''آپ اندھیرے میں نماز صبح ادا کر لیتے تھے۔ خواتین واپس آتیں۔ وہ اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھیں۔'' امام بخاری نے یہ اضافہ کیا ہے۔ ''وہ ایک دوسرے کو پہچان نہیں سکتی تھیں۔''

امام شافعی نے حضرت ابو برزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''آپ نمازِ صبح ادا فرماتے پھر واپس آتے۔ ہم میں سے کوئی اپنے ہم نشین کو پہچان نہیں سکتا تھا۔ آپ ساٹھ سے لے کر ایک سو تک آیات طیبات پڑھتے تھے۔''

امام بزار نے ثقہ راویوں سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نماز فجر ادا کرتے تھے۔ پھر ہم جدا ہوتے تو ہم بعض کو پہچان نہیں سکتے تھے۔''

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت حرملہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں وفد الحی کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ہمیں نماز صبح پڑھائی جب آپ نے سلام پھیرا تو میں نے اس شخص کو دیکھا جو میرے پہلو میں تھا قریب تھا کہ میں اسے اندھیرے کی وجہ سے نہ پہچانتا۔''

ابن ماجہ نے مغیث بن سمی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اندھیرے میں نماز صبح ادا کی۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف توجہ کی اور کہا: ''یہ کیسی نماز ہے؟ انہوں نے فرمایا: ''ہم حضور اکرم ﷺ، حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ساتھ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔ جب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اسے اجالے میں پڑھنے لگے۔"

طیالسی نے صحیح سند کے ساتھ قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز فجر اس وقت پڑھاتے جب فجر طلوع ہوتی۔ ستارے گڈمڈ ہو رہے ہوتے ہم اندھیرے کی وجہ سے ایک دوسرے کو پہچان نہ سکتی تھیں۔ مرد بھی ایک دوسرے کو پہچان نہ سکتے تھے۔"

طیالسی نے ثقہ راویوں سے ضرغامہ بنت علیبہ بن حرملہ عنبری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "مجھے میرے باپ نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں الحی کے کارواں میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ہمیں نمازِ صبح پڑھائی۔ میں نے دیکھا کہ میرے پہلو میں کون ہے؟ میں اندھیرے کی وجہ سے اسے پہچان نہ سکتا تھا۔"

حارث بن ابی اسامہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز صبح اس وقت پڑھاتے تھے جب فجر روشن ہو جاتی تھی۔ ابو یعلی نے ثقہ راویوں کے ساتھ حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ صبح اس وقت پڑھاتے تھے جب آسمان پر نور چھا جاتا تھا۔"

ابو یعلی نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز صبح کے وقت کے بارے سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: "آج اور کل میرے ساتھ نمازِ صبح ادا کرو۔" جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقاع النمر ہ جعنہ کے مقام پر تھے تو نماز صبح اس وقت ادا کی جب فجر طلوع ہو گئی۔ جب ہم ذوطویٰ کے مقام پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ صبح اتنی تاخیر سے پڑھی کہ لوگ کہہ اٹھے "کیا آپ کا وصال ہو گیا ہے؟" انہوں نے کہا: "کاش! ہم نماز پڑھ لیتے۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ سورج نکلنے سے تھوڑی دیر قبل ان کو نماز پڑھائی۔ پھر صحابہ کرام کی طرف توجہ کی اور فرمایا: "تم نے ابھی کیا کہا ہے؟" انہوں نے کہا: "کاش! ہم نے نماز ادا کر لی ہوتی۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم اس طرح کرتے تو تمہیں عذاب ملتا۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سائل کو بلایا اور فرمایا: "ان دونوں اوقات کے مابین نماز کا وقت ہے۔"

۳ بعض نمازوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاخیر

اس میں کئی انواع ہیں۔

۱ نماز ظہر کو مؤخر کرنا

زیادہ گرمی کی وجہ سے اور اسے ٹھنڈا کرنے کی وجہ سے۔ امام بخاری اور امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب گرمی ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھتے۔ جب ٹھنڈک ہوتی تو نماز جلدی پڑھ لیتے۔"

امام احمد، ابن ماجہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم سورج ڈھلتے ہی نماز

ظہر ادا کر لیتے تھے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھا کرو۔ گرمی کی شدت جہنم کی شدت کی وجہ سے ہے۔"

امام احمد، شیخین، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک سفر میں ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ مؤذن نے نماز ظہر کے لیے اذان دینے کا ارادہ کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: "ٹھنڈا کرو۔" اس نے پھر اذان دینے کا ارادہ کیا تو اسے فرمایا: "ٹھنڈا کرو۔" حتیٰ کہ ہم نے ٹیلوں کے سائے دیکھے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "گرمی کی شدت جہنم کی شدت کی وجہ سے ہے۔ جب گرمی شدید ہو تو نماز ٹھنڈی کر کے پڑھا کرو۔"

۲ موسم سرما میں نماز ظہر کی تاخیر

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ موسم سرما میں نماز ظہر ادا فرماتے تو اس وقت ہم نہیں جانتے تھے کہ دن کا کثیر حصہ گزر گیا ہے یا باقی ہے۔"

ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ کی موسم گرما میں نماز کی مقدار تین اقدام اور موسم سرما میں پانچ سے سات اقدام ہوتی تھی۔"

۳ عشاء کو تاخیر سے پڑھنا

امام احمد اور ائمہ ثلاثہ ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نماز عشاء کے وقت کے بارے سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ آپ نماز عشاء اس وقت پڑھتے تھے جب چاند تیسری (منزل) کے لیے زوال پذیر ہو جاتا۔"

شیخین، نسائی، بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز نصف رات تک مؤخر فرمائی۔ پھر نماز پڑھی۔ آپ نے فرمایا: "لوگوں نے نماز پڑھی اور سو گئے۔ تم اس وقت تک نماز میں ہی ہو جب تک تم نماز کا انتظار کرتے رہو۔"

شیخین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم ایک رات عشاء کی نماز کے لیے آپ کا انتظار کرتے رہے جب رات کا ثلث حصہ یا اس سے زائد وقت گزر گیا تو آپ تشریف لائے۔ شاید آپ کسی کام میں مصروف تھے۔ آپ تشریف لائے تو فرمایا: "تم اس نماز کا انتظار کر رہے ہو تمہارے علاوہ کسی اور اہل دین نے اس کا انتظار نہیں کیا۔ اگر میری امت پر گراں نہ گزرتا تو میں اسے اسی وقت ہی نماز عشاء پڑھاتا۔"

۴ نماز کو اس کے وقت سے تبدیل کر کے پڑھنا

امام احمد اور شیخین نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے کبھی آپ کو نہیں

دیکھا کہ آپ نے وقت کے بغیر نماز پڑھی سوائے دو نمازوں کے۔ آپ نے نماز مغرب اور نماز عشاء کو ملا کر پڑھا اور نماز فجر کو اس کے وقت سے پہلے پڑھ لیا۔ امام مسلم نے روایت کیا ہے۔" آپ نے نماز فجر وقت سے پہلے اندھیرے میں پڑھی۔"

امام احمد اور امام بخاری نے حضرت عبدالرحمان بن یزید سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضرت عبداللہ کے ساتھ عازم سفر ہوا وہ آگے بڑھے۔ ہمیں دو نمازیں پڑھائیں ہر نماز کے لیے اذان اور اقامت کہی۔ ان کے درمیان کھانا کھایا۔ پھر فجر طلوع ہوئی تو نماز فجر پڑھائی۔ بعض لوگوں نے کہا: "فجر طلوع ہو گئی ہے۔" اور بعض نے کہا: "فجر طلوع نہیں ہوئی۔" انہوں نے فرمایا: "یہ دو نمازیں (ایک بار) اس جگہ اپنے وقت سے تبدیل کی گئیں یعنی نماز مغرب اور نماز عشاء۔ لوگ آگے نہ بڑھے حتیٰ کہ انہوں نے نماز عشاء ادا کر لی۔ نماز فجر اس وقت پڑھی۔"

❁❁❁❁

تیسرا باب

اوقات مکروہہ میں نماز پڑھنے کی ممانعت

امام احمد، اسحاق اور ابن ابی شیبہ نے حسن سند کے ساتھ حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر کرتا تھا۔ میں نے کبھی بھی آپ کو نہ دیکھا کہ آپ نے نماز عصر کے بعد یا نمازِ صبح کے بعد نماز پڑھی ہو۔"

❁❁❁❁

چوتھا باب

اذان، اقامت، کیا آپ نے اذان دی، مؤذنین کا تذکرہ اور اذان کے آداب

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

❶ آپ نے اذان دی

الحافظ اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں حضرت ابن ابی ملکیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے ایک بار اذان دی اور فرمایا ''حی علی الفلاح'' امام نووی نے شرح المہذب میں رقم کیا ہے کہ آپ نے ایک بار اذان دی۔ ابن الرفعہ اور امام سبکی نے ان کی اتباع کی ہے ہمارے شیخ نے شرح الترمذی میں لکھا ہے کہ جس نے یہ کہا: ''آپ نے یہ عبادت بنفس نفیس نہیں کی اسے معمہ بناتے ہوئے کہا: ''یہ ایک ایسی سنت ہے جس کا آپ نے حکم دیا اس پر عمل پیرا نہ ہوئے۔'' اس نے غفلت سے کام لیا۔

امام احمد اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور امام نووی نے شرح المہذب میں لکھا ہے اور اسے صحیح کہا ہے کہ حضرت یعلی بن مرہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ وہ کسی سفر میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ وہ کسی گھاٹی میں پہنچے۔ نماز کا وقت ہوگیا۔ اوپر سے بارش ہو رہی تھی اور نیچے سے زمین گیلی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے کجاوے پر ہی اذان دی۔ آپ ﷺ نے سواری پر ہی اقامت کہی اور اشاروں کے ساتھ صحابہ کرام کو نماز پڑھائی اور سجدہ کے لیے نیچے اشارہ فرماتے تھے۔

❷ آپ کے مؤذنین

زاد المعاد میں ہے کہ آپ کے چار مؤذن تھے۔ جو مدینہ طیبہ میں تھے (۱) حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ۔ انہوں نے سب سے پہلے آپ ﷺ کے لیے اذان دی۔ (۲) حضرت عمرو بن ام مکتوم القرشی رضی اللہ عنہ۔ (۳) قباء میں حضرت عمار بن یاسر کے غلام سعد القرظ رضی اللہ عنہ اذان دیتے تھے۔ (۴) مکہ مکرمہ میں اذان حضرت ابو محذورہ دیتے تھے۔ ان کا نام اوس بن مغیرہ الجمحی تھا۔ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اذان میں ترجیع کرتے تھے۔ اقامت دو دو بار کہتے تھے جبکہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ترجیع نہیں کرتے تھے۔ جبکہ اقامت ایک ایک بار کہتے تھے۔ امام شافعی اور اہل مکہ نے حضرت ابو محذورہ کی اذان اور حضرت بلال

رضی اللہ عنہ کی اقامت پر عمل کیا جبکہ امام ابوحنیفہ اور اہل عراق نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان اور حضرت ابومحذورہ کی اقامت پر عمل کیا۔ امام احمد، اہل الحدیث، اہل مدینہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان اور اقامت پر عمل کیا۔ جبکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے دو جگہ ان کی مخالفت کی ہے۔ (۱) اعادہ تکبیر اور (۲) اقامت دو بار کہنا وہ اسے بار بار نہیں کہتے۔"

امام احمد نے حضرت سائب بن یزید سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صرف ایک مؤذن تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری نمازوں اور جمعہ وغیرہ میں اذان دیتا اور اقامت کہتا تھا۔"

مسدد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو مؤذن تھے۔ حضرت بلال اور حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہما" امام مسلم اور امام ابوداؤد نے حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتوم کے نام لکھے ہیں۔

ابن ابی شیبہ نے ثقہ راویوں سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین مؤذن تھے۔ حضرت بلال، حضرت ابومحذورہ اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہم۔"

عبد بن حمید اور الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک روز حضرت بلال رضی اللہ عنہ دیر سے آئے۔ کسی اور شخص نے اذان دے دی۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آئے اور اقامت کہنے کا ارادہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وہی اقامت کہے جس نے اذان دی ہے۔" الحافظ ابوبکر الخطیب نے کہا ہے کہ یہ مبہم شخص حضرت زیاد بن حارث تھے۔

امام احمد نے حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت لکھی ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لیے اور ہمارے موالی کے لیے اذان مقرر فرما دی۔" امام بزار نے حضرت ابی اسید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب حضور فاتح اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے تو حضرت ابومحذورہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اذن مرحمت فرمائیں کہ میں اذان دوں۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اذان دو۔" پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے تھے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ واپس آگئے تو حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ پیچھے رہ گئے۔

امام احمد، امام بیہقی اور امام نسائی، ابوشیخ اور ابن حبان نے حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں ایک گروہ میں باہر نکلا ہم حنین کے رستے میں تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حنین سے واپس تشریف لائے۔ ہم نے رستے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کر لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مؤذن نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اذان دی۔ ہم نے مؤذن کی آواز سنی۔ ہم آپ سے کنارہ کش ہو رہے تھے۔ ہم باآواز بلند اذان کی نقل اتارنے لگے۔ اس کا مذاق اڑانے لگے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری آواز سن لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طرف پیغام بھیجا۔ حتیٰ کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے سب سے بلند آواز کس کی تھی جسے میں نے سنا ہے؟" قوم نے میری طرف اشارہ کیا انہوں نے سچ کہا تھا۔ آپ نے سب کو بھیج دیا اور صرف مجھے روک لیا۔ فرمایا: "اٹھو اور اذان دو۔" میں اٹھا۔ کوئی چیز مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ناپسندیدہ نہ تھی نہ ہی مجھے اس سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی چیز تھی جس کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے

کھڑا ہوگیا اور بامر مجبوری اذان دینے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یوں کہو

الله اکبر، الله اکبر، الله اکبر، الله اکبر، اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان محمد رسول الله، اشهد ان محمد رسول الله، حیّ علی الصلوٰۃ، حیّ علی الصلوٰۃ، حیّ علی الفلاح، حیّ علی الفلاح، الله اکبر، الله اکبر، لا اله الا الله۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تھیلی عنایت کی۔ جس میں چاندی تھی پھر میری پیشانی پر ہاتھ پھیرا میرے چہرے پر پھیرتے ہوئے دل تک آئے حتیٰ کہ آپ کا دستِ ہدایت بخش میری ناف تک آیا۔ پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تجھے بابرکت کرے۔ وہ تجھ میں برکت ڈالے۔'' میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے مکہ مکرمہ میں اذان دینے کا حکم دیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تمہیں حکم دے دیا ہے۔'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے ساری ناپسندیدگی ختم ہوگئی وہ ساری محبت میں تبدیل ہوگئی۔ میں حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آگیا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ مکرمہ میں عامل تھے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق ان کے ساتھ اذان دیتا رہا۔''

دار قطنی نے سعد بن عائذ سے جو سعد القرظ کے نام سے معروف تھے، سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سعد! اگر تم دیکھو کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ میرے ساتھ نہیں ہیں تو اذان دیا کرو۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سر کو مس کیا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تم میں برکت ڈالے۔ اگر تمہیں بلال نظر نہ آئیں تو اذان دیا کرو۔''

انہوں نے ضعیف سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''آپ کا ایک مؤذن تھا جو گا کر اذان دیتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اذان نرم اور آسان ہے۔ اگر تمہاری اذان نرم اور آسان ہے تو بہتر ورنہ اذان نہ دیا کرو۔''

۳ اذان اور اقامت سن کر آپ کیا کہتے تھے

امام احمد، ابن ماجہ اور امام حاکم نے (انہوں نے اسے صحیحین کی شرط پر کہا ہے) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب ان کی باری میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں جلوہ افروز ہوتے اور مؤذن کی اذان سنتے تو اسی طرح کہتے جس طرح مؤذن کہتا۔''

ابو داؤد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مؤذن کو سنتے تو فرماتے: ''اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد رسول الله۔''

امام احمد، احمد بن منیع نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنتے تو اسی طرح فرماتے جس طرح مؤذن کہتا۔ البتہ جب وہ حیّ علی الصلوٰۃ اور حیّ علی الفلاح کہتا تو آپ لا حول و لا قوۃ الا باللہ فرماتے۔'' امام الطبرانی نے حضرت عبد اللہ بن حارث سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

الطبرانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "جب آپ مؤذن کو سنتے تو یہ دعا مانگتے اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ و الصلاۃ القائمۃ صل علی محمد واعطہ سُؤلَہٗ یوم القیامۃ آپ یہ کلمات ان صحابہ کرام کو سناتے جو آپ کے ارد گرد ہوتے تھے۔ان پر لازم ہوتا کہ وہ بھی اسی طرح کہیں جب وہ مؤذن کو سنیں۔آپ نے فرمایا: "جس نے مؤذن کو سن کر اس طرح کہا اس کے لیے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت روز حشر واجب ہوگئی۔"

امام الطبرانی نے ان سے روایت کیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذان سن لیتے تو یہ دعا مانگتے۔

اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ و الصلوٰۃ القائمۃ صل علی عبدك و رسولك و اجعلنا فی شفاعتہ یوم القیامۃ۔

ابو داؤد نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے یا کسی اور صحابی سے روایت کیا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت شروع کی جب وہ قد قامت الصلوٰۃ تک پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "رب تعالیٰ اسے قائم فرمائے اور اسے ہمیشہ رکھے۔"

امام بیہقی نے موقوفاً اور امام حاکم نے مرفوعاً حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اذان سن لیتے تو یہ دعا مانگتے:

اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ المستجابۃ المستجاب لھا دعوۃ الحق و حکمۃ التقوی توفنی علیھا و احینی علیھا و اجعلنی من صالح اھلھا عملاً یوم القیامۃ۔

۴ قضاء نمازوں کے لیے اذان

ابو یعلی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود سے، البزار اور الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ مشرکین نے آپ کو نماز ظہر، عصر، مغرب اور عشاء سے مصروف رکھا۔حتیٰ کہ رات کا کچھ حصہ گزر گیا۔آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔انہوں نے اذان اور اقامت کہی۔آپ نے ظہر کی نماز پڑھی۔آپ نے انہیں حکم دیا۔انہوں نے اذان اور اقامت کہی۔آپ نے نماز عصر پڑھی۔آپ نے انہیں حکم دیا۔انہوں نے اذان اور اقامت کہی آپ نے نماز مغرب پڑھی۔پھر آپ نے انہیں حکم دیا انہوں نے اذان اور اقامت کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عشاء پڑھی۔پھر فرمایا: "اس وقت روئے زمین پر تمہارے علاوہ اور کوئی قوم نہیں جو رب تعالیٰ کا ذکر کر رہی ہو۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "جب آپ تبوک کے لیے تشریف لے گئے تو آپ ساری رات سفر کرتے رہے۔وقت سحر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو فروکش کیا اور فرمایا: "ہمارے لیے نماز کی نگرانی کرو۔" انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹھیک ہے۔" حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر نیند کا غلبہ ہو

گیا۔ وہ بھی سو گئے۔ صحابہ کرام بھی سو گئے۔ حتیٰ کہ دھوپ انہیں اذیت دینے لگی۔ حضور نبی اکرم ﷺ اٹھے آپ ﷺ نے تیمم کیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اذان دو اور اقامت کہو۔'' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''اسی وقت'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! انہوں نے چاشت کے بعد نماز پڑھی۔''

الطبرانی نے حضرت عبداللہ بن عدی سے اور الطبرانی نے حضرت جبیر بن مطعم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے لیے سفر میں اذان نہ دی جاتی تھی۔ مگر اقامت کے ساتھ۔ سوائے نماز صبح کے۔ اس کے لیے اذان اور اقامت کہی جاتی تھی۔''

۶ ایک اذان کے ساتھ دو نمازیں

شیخین نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ عرفہ سے واپس تشریف لائے۔ جب گھاٹی تک پہنچے تو آپ ﷺ نیچے تشریف لے آئے۔'' شیخین نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے دو نمازیں جمع کیں۔''

۷ اذان کے بعض آداب

عبداللہ بن امام احمد نے زوائد المسند میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے بلال! اذان اور اقامت میں اتنی دیر ٹھہرا کرو کہ ایک کھانا کھانے والا آرام سے کھانے سے فارغ ہو جائے اور ایک وضو کرنے والا آرام سے حاجت سے فارغ ہو جائے۔''

امام ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ضعیف روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بلال! جب اذان دو تو خوش الحانی سے دیا کرو اور جب اقامت کہو تو اسے جلدی کہا کرو۔ اپنی اذان اور اقامت میں اتنا وقفہ رکھا کرو کہ کھانے والا کھانے سے فارغ ہو جائے پینے والا پینے سے فارغ ہو جائے اور قضائے حاجت کرنے والا قضائے حاجت سے فارغ ہو جائے اور تم نہ اٹھا کرو حتیٰ کہ مجھے دیکھ لو۔''

دارقطنی نے ضعیف روایت لکھی ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ مرسل ہے حضرت انس سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فجر سے پہلے اذان دے دی۔ آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اوپر چڑھیں اور یہ صدا دیں کہ عبد سو گیا تھا۔ انہوں نے اسی طرح کہا: ابوداؤد، ترمذی اور دارقطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے طلوع فجر سے قبل اذان دی۔ دوسری روایت میں ہے انہوں نے رات کے وقت اذان دی۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ کہ اعلان کریں۔ ''بندہ سو گیا تھا'' وہ واپس آئے اور اعلان کیا۔ ''بندہ سو گیا تھا'' دارقطنی نے لکھا ہے کہ اس میں عامر بن مدرک نے وہم کیا ہے۔ صحیح روایت میں عبدالعزیز بن ابی داؤد نے حضرت نافع سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے ایک

موذن نے رات کے وقت اذان دی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے حکم دیا کہ وہ اذان لوٹائے۔ انہوں نے اس موضوع پر تفصیل سے لکھا ہے۔

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طلوع فجر کے وقت حملہ کرتے تھے۔ آپ اذان سماعت فرماتے تھے اگر اذان سن لیتے تو حملہ سے رک جاتے تھے ورنہ حملہ کر دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو سنا وہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''فطرت پر۔'' اس نے کہا: اشھد ان لا الہ الا اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''آگ سے نکل گیا۔'' صحابہ کرام نے دیکھا تو وہ بھیڑوں کا چرواہا تھا۔

تنبیہات

۱. حضرت ابن ام مکتوم کا نام عمرو تھا جیسے کہ صحیح بخاری میں ہے۔ الصیام اور فضائل القرآن میں ہے کہ ان کا نام الحصین تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ الحافظ نے لکھا ہے کہ اس میں کوئی رکاوٹ نہیں کہ ان کے یہ دونوں نام ہوں۔ یہ قرشی اور عامری ہیں۔ ابتداء میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ اپنے باپ کے نام سے معروف ہوئے۔ والد کا نام قیس بن زائدہ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی بہت زیادہ عزت کرتے تھے۔ مدینہ طیبہ پر انہیں اپنا نائب مقرر فرماتے تھے۔ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جنگ قادسیہ میں شرکت کی اور شہادت کا تاج ان کے سر کی زینت بنا۔ دوسرے قول کے مطابق یہ مدینہ طیبہ واپس آگئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ یہ وہی نابینا فرد تھے جن کا تذکرہ سورۃ عبس میں ہے۔ والدہ کا نام عاتکہ بنت عبداللہ المخزومیہ تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ نابینا ہی پیدا ہوئے تھے۔ ان کی والدہ کی کنیت ام مکتوم رکھی گئی کیونکہ ان کی بصارت کا نور مخفی تھا۔ الحافظ نے لکھا ہے: ''معروف قول یہ ہے کہ وہ غزوۂ بدر کے دو سال بعد نابینا ہوئے تھے۔'' لیکن میں اس قول کو نہیں سمجھ سکا کیونکہ سورۃ عبس مکیہ ہے جو ہجرت سے قبل نازل ہوئی تھی الحافظ نے یقین کے ساتھ لکھا ہے کہ اس میں مذکور نابینا حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ رب تعالیٰ نے وہاں اعمیٰ لکھا ہے۔ پھر وہ بدر کے دو سال بعد نابینا کیسے ہوئے۔ لیکن صحیح قول یہ ہے کہ وہ بعثت کے بعد نابینا ہوئے تھے۔ الحافظ کے خط سے اسی کے جواز کا علم ہوتا ہے۔

۲. حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ جو اذان اور اقامت کے مابین وضو کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے نکلا وہ گناہ گار ہوگا۔''

✿✿✿✿

پانچواں باب

مساجد کے متعلقہ آداب

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

❶ آپ مسجد میں داخل ہوتے یا باہر نکلتے ہوئے کون سی دعائیں مانگتے تھے

مسدد، امام احمد، ابن ماجہ، امام ترمذی، الطبرانی نے الدعاء میں حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد تشریف لے جاتے تو اپنی ذات بابرکات پر درود پاک پڑھتے اور یہ دعا مانگتے اللھم اغفرلی ذنوبی دوسرے الفاظ میں ہے اللھم اغفرلی ذنوبی و افتح لی ابواب رحمتك جب آپ مسجد سے باہر تشریف لاتے تو اپنی ذات پر درود شریف پڑھتے اور یہ دعا مانگتے اللھم اغفرلی ذنوبی و افتح لی ابواب فضلك۔

امام احمد، ابن ماجہ اور الطبرانی نے الکبیر میں حضرت سیدہ نساء العالمین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ مسجد تشریف لے جاتے تو یہ دعا مانگتے: "باسم اللہ و السلام علی رسول اللہ اللھم اغفرلی ذنوبی و افتح لی ابواب رحمتك۔" جب آپ باہر نکلتے تو یہ دعا مانگتے باسم اللہ و السلام علی رسول اللہ اللھم اغفرلی ذنوبی و افتح لی ابواب فضلك۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے دایاں پاؤں مبارک اندر رکھتے۔ ہر چیز کا دایاں آپ کو پسند تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لینے اور عطا کرنے میں دایاں ہاتھ پسند تھا۔ امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو یوں ذکر کرتے:

اعوذ باللہ العظیم و بوجھه الکریم و سلطانه القدیم من الشیطان الرجیم۔

❷ مسجد کی دیوار سے نجاست دور کرنا

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبلہ کی سمت نجاست دیکھی۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گراں گزرا۔ حتیٰ کہ ناگواری کے اثرات چہرۂ انور سے عیاں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور اسے دستِ اقدس سے کھرچ دیا۔۔۔ پھر

فرمایا: تم میں سے کوئی ایک اپنے قبلہ کی سمت نہ تھوکے بلکہ اپنے بائیں طرف تھوکے یا قدموں کے نیچے تھوکے۔" پھر آپ ﷺ نے اپنی چادر کا کنارہ لیا اس پر لعاب دہن پھینکا اور بعض حصے سے اسے رگڑ دیا۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مسجد نبوی کے قبلہ کی سمت بلغم دیکھی۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا:

"تم میں سے کوئی ایک پرواہ نہیں کرتا وہ اپنے رب تعالیٰ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جاتا ہے اور اس کے سامنے بلغم پھینک دیتا ہے۔ کیا وہ پسند کرتا ہے کہ اس کی طرف منہ کر کے اس کے سامنے تھوک پھینکی جائے تم میں سے جب کوئی تھوک پھینکے تو وہ اپنے بائیں طرف یا قدموں کے نیچے تھوک پھینکے۔ اگر کوئی چارۂ کار نہ ہو تو وہ اس طرح کرے۔ آپ ﷺ نے اپنے کپڑے پر لعاب دہن پھینکا پھر بعض حصے کو بعض پر رگڑ دیا۔"

حضرت عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ نماز پڑھی آپ ﷺ نے لعاب دہن پھینکا اور بائیں نعلین پاک سے اسے رگڑ دیا۔"

الطبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک دن آپ ﷺ نے نماز شروع فرمائی تو قبلہ کی سمت بلغم دیکھ لی۔ اپنے نعلین پاک اتارے۔ اس کی طرف گئے اسے رگڑ دیا۔" آپ ﷺ نے تین بار اسی طرح کیا۔ امام مالک، امام احمد، شیخین، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ نے قبلہ کی سمت دیوار پر بلغم دیکھی تو اسے کھرچ دیا پھر لوگوں کی طرف توجہ فرما ہوئے۔"

شیخین نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے قبلہ کی سمت دیوار پر تھوک یا بلغم دیکھی تو اسے کھرچ دیا۔"

شیخین نے ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ نے مسجد کے قبلہ کی سمت بلغم دیکھی تو اسے عصا مبارک سے کھرچ دیا۔ پھر منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے دائیں طرف یا سامنے نہ تھوکے بلکہ وہ اپنے بائیں طرف یا قدموں کے نیچے تھوک پھینکے۔"

ابن ابی شیبہ نے حضرت عباس بن عبدالرحمان اور امام شعبی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے مسجد کے قبلہ کی سمت بلغم دیکھی تو اسے اپنے ہاتھ سے کھرچ دیا پھر خوشبو منگوائی اور اس جگہ لگا دی۔"

انہوں نے یعقوب بن زید سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ مسجد کا غبار کھجور کی شاخ سے جھاڑتے تھے۔

ابوداؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ ہماری اس مسجد میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں شاخ تھی۔ آپ ﷺ کو قبلہ کی سمت بلغم نظر آئی۔ آپ ﷺ نے اسے شاخ سے صاف کیا۔ پھر ہماری

طرف توجہ کی اور فرمایا:

"تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے چہرہ پھیر لے۔ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو رب تعالیٰ کی ذات اس کے چہرہ کی طرف ہوتی ہے وہ نہ اپنے چہرے کی طرف اور نہ ہی اپنی دائیں سمت تھوک پھینکے۔ وہ اپنے بائیں سمت بائیں پاؤں کے نیچے تھوک پھینکے۔ اگر اسے جلدی آلے تو وہ اپنے کپڑے پر تھوک لے اسے اپنے منہ پر رکھے پھر اسے رگڑ دے۔"

ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کپڑے مبارک پر تھوک مبارک پھینکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت نماز میں تھے۔ پھر اسے رگڑ دیا۔" الطبرانی نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کپڑے میں لعاب دہن پھینکا۔ پھر اسے رگڑ دیا۔" مسدد نے ثقہ راویوں سے حضرت ابو العلاء سے اور اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعاب دہن پھینکا اور اسے بائیں پاؤں مبارک سے رگڑ دیا۔

۳ مسجد میں اونٹ داخل کرنا

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے روز اونٹ پر طواف کیا۔ عصا مبارک سے حجر اسود کو استلام کیا۔ شیخین نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی علالت کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں کے پیچھے سوار ہو کر طواف کرلو۔"

۴ آپ نے منبر کی بجائے کرسی پر بیٹھ کر علم سکھایا

ابن ابی شیبہ، امام بخاری نے الادب میں، امام مسلم، امام نسائی حارث بن ابی اسامہ، ابو بکر بن ابی خیثمہ نے حمید بن ہلال سے حضرت ابو رفاعۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ میں نے کہا: "ایک اجنبی شخص دین کے بارے سوال کرنا چاہتا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ اس کا دین کیا ہے۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیچے اترے۔ خطبہ چھوڑا۔ میری طرف تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرسی پیش کی گئی۔ میرا خیال ہے کہ اس کے پائے لوہے کے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر تشریف فرما ہوگئے۔ پھر مجھے اس علم میں سے سکھایا۔ جو رب تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دینے لگے اور آخر تک مکمل کیا۔

۵ مسجد میں وضو

امام احمد نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابو عالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ ایک صحابی نے انہیں فرمایا: "مجھے

تمہارے لیے یاد ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد میں وضو فرمایا تھا۔"

⑥ مسجد میں ایک ٹانگ مبارک پر دوسری ٹانگ مبارک رکھ کر لیٹنا

امام مالک، امام احمد اور ائمہ خمسہ نے حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ مسجد میں کمر کے بل لیٹے ہوئے تھے۔ آپ اپنی ایک ٹانگ مبارک دوسری ٹانگ مبارک پر رکھے ہوئے تھے۔"

⑦ مسجد میں کھانا اور پینا

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم نے حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ بھونا ہوا گوشت کھایا۔ ہم نے اپنے ہاتھ سنگریزوں میں مارے۔ پھر اٹھ کر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔"

الطبرانی نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم نے مسجد میں آپ ﷺ کے ساتھ بھونا ہوا گوشت کھایا۔ ہم مسجد میں تھے۔ نماز کا وقت ہو گیا۔ میں نے کنکریوں کو چھونے کے علاوہ اور کچھ نہ کیا۔" امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئے تاکہ اذان دیں۔ آپ اپنے گھر کی مسجد میں سحری کھا رہے تھے۔"

امام احمد اور ابویعلی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ کی خدمت میں مسجد فضیخ میں انگور کا رس پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے نوش فرمایا۔ اسی لیے اس مسجد کا نام مسجد فضیخ پڑ گیا۔

⑧ بعض صحابہ کرام کے گھروں میں مسجد کے لیے خطوط کھینچنا

ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک انصاری صحابی نے آپ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ آپ میرے گھر تشریف لائیں اور میرے گھر میں مسجد کے لیے خطوط کھینچیں تاکہ میں اس میں نماز پڑھوں۔" آپ نے اسی طرح کیا۔ انہوں نے نابینا ہونے کے بعد وہاں نمازیں پڑھیں۔"

الطبرانی نے حضرت جابر بن اسامہ جہنی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے بازار میں حضور اکرم ﷺ ملے آپ اس وقت صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے۔ میں نے کہا: "حضور اکرم ﷺ کہاں کا ارادہ کیے ہوئے ہیں؟" انہوں نے کہا: "آپ تمہاری قوم کے لیے مسجد کے خطوط کھینچنے جا رہے ہیں۔" جب میں واپس آیا تو آپ نے مسجد کے خطوط کھینچ دیے تھے۔ آپ نے ان کے قبلہ کی طرف لکڑی گاڑ دی تھی۔

تنبیہ

امام احمد نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مسجد میں پچھنے لگوائے۔ میں نے ابن عیینہ نے سے کہا: "کیا گھر کی مسجد میں؟" انہوں نے کہا: "نہیں! بلکہ حضور اکرم ﷺ کی مسجد میں" اس روایت کی سند میں عبداللہ بن لھیعہ ہے۔ امام مسلم نے کتاب التمییز میں لکھا ہے کہ اس روایت میں ابن لھیعہ نے خطا کی ہے۔ اس نے اِحْتَجَمَ کہا ہے حالانکہ وہ لفظ اِحْتَجَرَ ہے۔ یعنی پتھر لگانا۔

❁❁❁❁

چھٹا باب

کعبہ مقدسہ کے اندر، بکریوں کے باڑا اور نخلستان میں نماز پڑھنے سے محبت

ابن ابی شیبہ، امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ ابو شعثاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حج کے ارادہ سے نکلا میں بیت اللہ میں داخل ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر آئے وہ بھی بیت اللہ میں داخل ہو گئے دو ستونوں کے مابین چلے حتیٰ کہ وہ دیوار کے ساتھ لگ گئے۔ انہوں نے چار رکعتیں پڑھیں میں بھی آیا اور ان کے پہلو میں نماز ادا کی۔ جب وہ واپس آئے تو میں نے ان سے عرض کی: "لوگ یہاں نماز پڑھتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی تھی؟" انہوں نے فرمایا: "یہاں! مجھے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بتایا ہے کہ انہوں نے کہا کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی تھی۔ میں نے پوچھا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنی رکعتیں پڑھیں تھیں؟" انہوں نے فرمایا: "اس بات پر میں خود اپنے نفس کو ساری زندگی ملامت کرتا رہا کہ میں ساری زندگی ان کے ساتھ رہا لیکن میں ان سے یہ سوال نہ کر سکا۔" دوسرے سال میں پھر حج کے لیے نکلا۔ میں بیت اللہ میں داخل ہو گیا اور اسی جگہ قیام کرنے لگا۔ حضرت ابن زبیر آئے۔ وہ میرے پہلو میں کھڑے ہو گئے۔ وہ میرے ساتھ مزاحمت کرتے رہے۔ حتیٰ کہ انہوں نے مجھے اس جگہ سے نکال دیا۔ انہوں نے چار رکعتیں پڑھیں۔"

ابو داؤد طیالسی نے حضرت سماک سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھی۔ عنقریب ایسے افراد آئیں گے جو تمہیں اس سے منع کریں گے لیکن تم ان کی اطاعت نہ کرنا۔" ابن ابی عمر نے اس طرح روایت کیا ہے۔ ان کے راوی ثقہ ہیں۔

شیخین اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مسجد تعمیر کرنے سے قبل آپ بکریوں کے باڑوں میں نماز ادا کرتے رہے۔"

امام احمد، امام الطبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکریوں کے باڑوں میں تو نماز ادا کر لیتے تھے لیکن اونٹوں اور گائیں کے باڑوں میں نماز ادا نہ کرتے تھے۔"

امام ترمذی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ضعیف روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نخلستان میں نماز ادا کرنا پسند کرتے تھے۔

❁❁❁❁

ساتواں باب

نماز شروع کرنے سے قبل آپ کے آداب

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

❶ کبھی ایک اور کبھی زیادہ کپڑوں میں نماز ادا کرنا

ابن ابی شیبہ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے اپنے والد گرامی کو دیکھا۔ آپ ایک کپڑے میں نماز ادا کر رہے تھے۔ کپڑے پاس رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے فرمایا: لخت جگر! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے پیچھے جو آخری نماز پڑھی تھی وہ ایک کپڑے میں پڑھی تھی۔"

انہوں نے اور اسحاق نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میرے والد گرامی نے مجھے بتایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں ایک کپڑے میں امامت کراتے تھے۔ اسے اپنے ارد گرد لپیٹ لیتے تھے۔"

ابن ابی شیبہ، ابو یعلی اور امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی۔ اس کی دونوں اطراف کو گردن سے لٹکا کر گرہ لگا رکھی تھی اور اس سے زائد کپڑے سے زمین کی گرمی اور سردی سے بچتے تھے۔

ابو یعلی، ابن ابی شیبہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ کھڑے ہو کر ایک کپڑے میں نماز ادا کر رہے تھے۔ میں نے عرض کی: "ام حبیبہ! کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہیں؟" انہوں نے فرمایا: "ہاں! اسی میں ہوتا جو ہوتا تھا۔"

امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اپنے کاشانہ اقدس میں ایک کپڑے میں نماز پڑھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے۔"

ابو یعلی اور بزار نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے گردن کے ارد گرد کر کے گرہ لگا رکھی تھی۔"

بزار نے صحیح کے راویوں سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مرض میں باہر تشریف لائے جس میں آپ کا وصال ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسامۃ رضی اللہ عنہ سے ٹیک لگا رکھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قطن کا کپڑا لپیٹ رکھا تھا۔

آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔"

۲ صفیں درست کرنا اور جو آگے کا مستحق تھا اسے آگے کرنا

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی نے حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نماز میں ہمارے کندھوں کو مس کرتے۔ آپ فرماتے: "صفیں سیدھی کرو۔ اختلاف نہ کیا کرو ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔ تم میں سے دانا اور عقلمند افراد میرے ساتھ کھڑے ہوا کریں۔ پھر دوسرے ان کے ساتھ پھر دوسرے ان کے ساتھ کھڑے ہوں۔"

الطبرانی نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نماز میں ہمارے کندھوں کو سیدھا کرتے تھے۔"

ائمہ کی ایک جماعت نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ ہماری صفیں درست فرماتے تھے۔ گویا کہ آپ ان سے خالی جگہ برابر فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ نے دیکھا کہ ہمیں آپ کی وجہ سے روک دیا گیا ہے پھر آپ ایک دن تشریف لائے۔ قریب تھا کہ آپ تکبیر کہتے۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے بندو! اپنی صفیں سیدھی کرلو۔ ورنہ رب تعالیٰ تمہارے مابین مخالفت پیدا کر دے گا۔" انہوں نے کہا: "میں نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے کے ساتھ ملا رہا تھا۔ اپنا گھٹنا اس کے گھٹنے کے ساتھ اور اپنا ٹخنا اس کے ٹخنے کے ساتھ ملا رہا تھا۔ جب ہم نے صفیں بنالیں تو آپ ﷺ نے تکبیر کہی۔"

دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو فرماتے: "اس طرح اپنے دائیں طرف۔ اس طرح اپنے بائیں طرف۔" پھر فرماتے: "صفیں برابر کرو صفیں برابر کرو۔ برابر ہو جاؤ۔"

مسعود، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے محمد بن مسلم بن حبان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ انہوں نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیسا عصا ہے، ہم نے عرض کی۔ "نہیں!" انہوں نے فرمایا: "جب حضور اکرم ﷺ نماز کے لیے اٹھتے تو اسے اپنے دست اقدس میں پکڑ لیتے۔" پھر فرماتے: "برابر ہو جاؤ۔ صفیں سیدھی کر لو۔" پھر اسے اپنے بائیں دستِ اقدس میں پکڑ لیتے اور فرماتے: "برابر ہو جاؤ۔ اپنی صفیں درست کرلو۔" جب مسجد نبوی گرادی گئی تو یہ عصا مبارک گم ہو گیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے تلاش کیا۔ انہوں نے پایا کہ اسے بنو عمرو بن عوف لے گئے تھے۔ انہوں نے اسے اپنی مسجد میں رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے ان سے اسے لیا اور واپس مسجد نبوی میں رکھ دیا۔"

ابن ابی شیبہ اور ترمذی نے حضرت یعلی بن مرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ جب نماز کے لیے اٹھتے تو تکبیر کہنے سے قبل صحابہ کرام کے چہروں کو مس کرتے۔ انہوں نے فرمایا: "میں ایک بار حاضر خدمت ہوا۔

میں نے کوئی خوشبو لگا رکھی تھی۔ میں نماز کے لیے حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کے چہروں کو مس کیا اور مجھے چھوڑ دیا۔ میں واپس گیا اور غسل کیا۔ پھر نماز کے لیے حاضر ہوا جب آپ نے مجھے دیکھا تو میرے چہرے کو بھی مس کیا اور فرمایا: "یہ گناہ کے بغیر لوٹ آیا ہے۔"

امام احمد، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفوں میں سے گزر جاتے تھے۔"

۳ نماز شروع کرنے سے قبل مسواک کرنا

الطبرانی نے الکبیر میں ثقہ راویوں سے نقل کیا ہے کہ حضرت زید بن خالد الجہنی نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی نماز کے لیے تشریف لے جاتے پہلے مسواک ضرور کرتے۔"

❁❁❁❁

آٹھواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس کس چیز پر نماز پڑھ لیتے تھے

❶ چٹائی

امام مالک اور ائمہ خمسہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''حضرت ملکیہ نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا تناول فرمایا اور فرمایا:''اٹھو میں تمہیں نماز پڑھاؤں۔''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:''میں وہ چٹائی لے آیا جو زیادہ استعمال کی وجہ سے سیاہ ہو چکی تھی۔میں نے اس پر پانی چھڑکا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر کھڑے ہو گئے۔میں اور ایک یتیم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے صف باندھ لی۔بڑھیا ہمارے پیچھے تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔''

امام احمد، امام بخاری اور امام ابوداؤد نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی۔وہ شخص موٹا تھا۔''میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز میں شرکت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔''اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا اور اپنے گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے چٹائی کی ایک طرف پانی چھڑکا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر دو رکعتیں پڑھیں۔''

امام مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا:''میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ چٹائی پر نماز ادا کر رہے تھے اور اسی پر سجدہ کر رہے تھے۔''

امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چٹائی پر نماز پڑھی۔

❷ چمڑا

ابوداؤد، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے۔امام ذہبی نے اسے برقرار رکھا ہے۔) نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چٹائی اور رنگے ہوئے چمڑے پر نماز ادا کر لیتے تھے۔''اسی روایت کو حارث ابی اسامۃ نے بھی روایت کیا ہے۔انہوں نے ''الفروۃ المدبوغۃ'' کے الفاظ لکھے ہیں۔

❸ کھجور کی دھاری دار چٹائی

امام احمد، امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ام المومنین حضرت میمونہ

سے، امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، امام احمد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے، ابویعلی، الطبرانی، ابن ابی شیبہ نے حضرت ام سلمہ سے، ابویعلی اور ابن حبان نے حضرت ام حبیبہ سے، مسعود نے حضرت ام کلثوم بنت ابی سلمہ سے، طبرانی نے حضرت انس سے، بزار نے حضرت جابر سے، امام احمد نے حضرت ابن عمرو سے، ابویعلی اور الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کی دھاری دار چٹائی پر نماز ادا کرتے تھے۔

۶ دری

ابن ابی شیبہ، امام اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دری پر نماز ادا کی۔ ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دری پر نماز ادا کر رہے تھے۔"

امام ترمذی نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دری پر نماز ادا کر لیتے تھے۔ عراقی نے کہا ہے کہ سنن ابی داؤد میں اس دری کی تفسیر چٹائی سے کی گئی ہے۔

تنبیہات

◆ ۱ ابن ابی شیبہ نے ثقہ راویوں سے حضرت مقدام بن شریح سے، وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: "کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چٹائی پر نماز ادا فرما لیتے تھے حالانکہ میں نے کتاب الٰہی میں آپ کی زبان اقدس سے سنا ہے۔

وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝ (الاسراء، آیت: ۸)

ترجمہ: اور ہم نے بنا دیا جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ۔

◆ ۲ حافظ العراقی نے الخمرہ (دری) کی حقیقت اور اس کے مادہ اشتقاق کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ نے کہا ہے کہ یہ کھجور کے سوکھے پتوں سے اتنا بڑا مصلی ہوتا تھا جس پر نمازی سجدہ کر سکتا تھا کیونکہ اس کے دھاگے کھجور کے پتوں سے مخفی ہوتے تھے اس لیے اسے یہ نام دیا گیا۔ اگر یہ مصلی اتنا بڑا ہوا جو نماز میں نمازی کے سارے جسم کے لیے کافی ہو سکتا یا وہ اس پر لیٹ سکتا تو اسے چٹائی کہا جاتا تھا۔ اسے خُمرہ نہیں کہتے تھے۔"

علامہ جوہری نے لکھا ہے: "چھوٹے مصلے کو خمرہ کہا جاتا تھا۔ اسے کھجور کے پتوں سے بنایا جاتا تھا۔ اسے تسموں کے ساتھ بنا جاتا تھا۔ یہ صرف اتنی مقدار میں ہوتا تھا جس پر انسان اپنا چہرہ اور ناک رکھ سکتا تھا۔ اگر یہ بڑا ہوتا تو اسے حصیر کہا جاتا تھا۔ اس کو خمرہ اس لیے کہتے تھے کیونکہ یہ صرف چہرے اور ہتھیلیوں کو زمین سے چھپاتا تھا۔"

صاحب النہایۃ نے لکھا ہے: ''یہ چٹائی وغیرہ کا صرف اتنا حصہ ہوتا تھا جسے کھجور کے پتوں یا کسی اور جڑی بوٹی سے بنایا جاتا تھا۔ صرف اسی مقدار کی چٹائی کو خمرہ کہا جاتا تھا۔ سنن ابی داؤد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''چوہیا آئی اور وہ بتی کو لے کر چل پڑی۔ وہ اسے لے آئی اور اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے خمرہ پر پھینک دیا۔ آپ اسی پر تشریف فرما تھے۔ اس میں سے درہم کی مقدار کے برابر جل گیا۔'' اس سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ خمرہ کا اطلاق اس سے بڑی چٹائی پر بھی ہوتا تھا۔''

❁❁❁❁

نواں باب

نماز پڑھتے وقت قبلہ رو ہونا

اس میں کئی انواع ہیں۔

❶ آپ کے اور قبلہ کے مابین کسی زوجہ کریمہ رضی اللہ عنہا کا لیٹے ہوئے ہونا

ائمہ میں سے شیخین، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت نماز پڑھتے تھے۔میں آپ کے اور قبلہ کے مابین لیٹی ہوتی تھی۔جیسے جنازہ پڑا ہوتا ہے۔'' ایک روایت میں ہے۔''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کی اپنی ساری نماز پڑھتے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی رہتی۔'' ایک اور روایت میں ہے: ''میری ٹانگیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبلہ کی سمت ہوتی تھیں۔جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ ریز ہونے لگتے تو مجھے اشارہ کرتے۔میں اپنی ٹانگیں سمیٹ لیتی۔جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوجاتے تو میں ٹانگیں بچھادیتی۔ان دنوں میں گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔'' سعید راوی نے کہا ہے ''میرا خیال ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔''

ابن ماجہ نے حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرماتے جبکہ میں آپ کے سامنے ہوتی تھی۔بعض اوقات آپ سجدہ ریز ہوتے تو مجھے آپ کا کپڑا لگتا تھا۔''

الطبرانی نے محمد بن عمرو بن علقمہ کی سند سے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے روک دیا گیا ہے کہ میں گفتگو کرنے والوں اور سونے والوں کے پیچھے نماز پڑھوں۔''

امام احمد، ابویعلی نے صحیح کے راویوں سے، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کے سامنے میرے لیے چٹائی بچھائی جاتی تھی۔آپ نماز پڑھتے جبکہ میں آپ کے سامنے ہوتی تھی۔''

امام احمد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت نماز پڑھتے تھے جبکہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور قبلہ کے مابین لیٹی ہوتی تھیں۔''

۲ آگے سے گزرنے والے کو روکنا اور اس کے لیے بددعا کرنا

ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اذاخر کی گھاٹی میں اترے۔ نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیوار کی طرف رخ انور کر کے نماز پڑھی۔ اسے قبلہ کی سمت رکھا۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے جانور گزرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے ہٹاتے رہے حتیٰ کہ اس کا پیٹ دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ وہ پیچھے سے گزرا۔"

ابن ماجہ، ابوداؤد، احمد بن منیع اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک روز آپ نماز ادا کر رہے تھے۔ بکری آپ کے سامنے آ گئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلدی سے اس کی طرف گئے۔" الطبرانی کی روایت میں ہے کہ اسے اتنا ہٹایا کہ اس کا پیٹ دیوار کے ساتھ لگ گیا۔"

الطبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جلدی کی کہ نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے بلی گزر جائے۔" ابن ماجہ نے حضرت ام سلمہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے حجرہ مقدسہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے عمر بن ابی سلمہ یا عبداللہ بن ابی سلمہ گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے اشارہ کیا کہ اس طرح۔ وہ واپس آ گئے۔ پھر زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کے سامنے سے گزریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے اشارہ کیا۔ مگر وہ گزر گئیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھ لی تو فرمایا: "یہ عورتیں غالب ہیں۔"

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن زید سے اور حضرت ابوبشیر الانصاری رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نماز پڑھائی۔ بطحاء کے مقام پر عورت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے رکنے کا اشارہ کیا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا کر لی۔ پھر وہ گزری۔

امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اسی اثناء میں کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وادی کے بلند حصے میں تھے۔ ہم نماز ادا کرنا چاہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے تھے۔ ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ شعب ابی دب یا شعب ابی موسیٰ سے ایک گدھا سامنے آیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رک گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر نہ کہی۔ حضرت یعقوب بن زمعہ جلدی سے اس کی طرف گئے اور اسے واپس لوٹا دیا۔"

الطبرانی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم نے آپ کے ساتھ فرض نماز ادا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں دست اقدس ملائے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھ لی تو ہم نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا نماز میں کچھ رونما ہوا ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "نہیں! مگر شیطان نے میرے سامنے سے گزرنے کا ارادہ کیا میں نے

اس کا گلا گھونٹ دیا حتیٰ کہ میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ پر محسوس کی بخدا! اگر میرے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام اس کی طرف مجھ سے سبقت نہ لے گئے ہوتے تو اسے مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ لٹکا دیا جاتا۔ حتیٰ کہ اہل مدینہ طیبہ کے بچے اس کے اردگرد گھومتے۔"

ابوداؤد نے حضرت سعید بن غزوان سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حج کے ارادہ سے نکلے۔ وہ تبوک فروکش ہوئے۔ انہوں نے ایک اپاہج شخص دیکھا۔ اسے اس کے معاملہ کے بارے پوچھا" اس نے کہا: "میں اس شرط پر تمہیں اپنا واقعہ سناتا ہوں کہ تم اسے اس وقت تک بیان نہ کرنا جب تک میں زندہ ہوں۔ حضور اکرم ﷺ تبوک میں کھجور کے ایک درخت کے پاس فروکش ہوئے۔ فرمایا: "یہ ہمارا قبلہ ہے" پھر اس کی طرف رخ انور کر کے نماز پڑھی۔ میں آیا۔ میں اس وقت دوڑنے والا نوجوان تھا۔ میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان سے گزر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس نے ہماری نماز کاٹی ہے۔ رب تعالیٰ اس کی پشت کو کاٹ دے۔" اس کے بعد آج تک میں اس پر کھڑا نہیں ہو سکا۔"

اس طرح یزید بن غزوان سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: "میں نے تبوک میں ایک شخص کو دیکھا۔ اس نے کہا: "میں حضور اکرم ﷺ کے سامنے سے گزرا۔ اس وقت آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں گدھے پر سوار تھا۔ آپ ﷺ نے یہ دعا مانگی: اس کی پشت کو کاٹ کر رکھ دے۔" اس کے بعد میں اس پر نہ چل سکا۔"

◆ نماز پڑھتے وقت سترہ قائم کرنا

شیخین نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ کے مصلی اور دیوار کے مابین بکریوں کی گزرگاہ تھی۔"

امام بخاری نے حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "مسجد نبوی کی دیوار منبر پاک کے پاس تھی۔ بکریاں اسے پار نہیں کرتی تھیں۔" امام مسلم کے الفاظ میں ہے: "منبر اور قبلہ کے مابین بکری کی گزرگاہ جتنی جگہ تھی۔"

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور ﷺ کو کسی لکڑی، ستون یا درخت کی طرف رخ انور کر کے نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ مگر آپ ﷺ اسے اپنے دائیں ابرو یا بائیں ابرو کے سامنے سترہ رکھتے۔ اس کا قصد نہیں کیا جاتا تھا۔"

ابویعلی نے حضرت ابومحذورۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ باب بنی شیبہ سے مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ خانہ کعبہ کے سامنے آئے۔ خانہ کعبہ کی طرف رخ انور کیا۔ آپ ﷺ کے سامنے عرض میں ایک خط کھینچا پھر تکبیر کہی اور نماز پڑھی۔ لوگ خانہ کعبہ اور خط کے مابین نماز پڑھ رہے تھے۔"

مسعود نے حضرت ابوادریس خولانی سے مرسل روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک روز اونٹ کی طرف رخ انور کر

کے نماز پڑھی۔اس روایت کو ابو بکر ابن ابی شیبہ اور الطبرانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"نماز قائم ہوگئی۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کی کوہان کی طرف رخ انور کیا اور نماز ادا فرمائی۔"

الطبرانی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عصا مبارک گاڑا جاتا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف رخِ مبارک کر کے نماز پڑھتے تھے۔پالکیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزرتی تھیں۔"

الطبرانی نے حضرت سعد القرظ سے روایت کیا ہے کہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تین عصا بھیجے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اپنے لیے رکھ لیا۔ایک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اور ایک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیا۔عیدین کے موقعہ پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ اسے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چلتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔"

شیخین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کی سواری پیش کی جاتی۔آپ اس کی طرف رخِ انور کر کے نماز پڑھ لیتے تھے۔راوی کہتے ہیں"میں نے حضرت ابن عمر سے کہا"تمہارا کیا خیال ہے کہ جب سواری کا جانور چلا جاتا تو؟انہوں نے فرمایا:"ایک شخص اسے پکڑتا۔اسے سیدھا کرتا۔آپ اس کے آخری حصے کی طرف رخ انور کر کے نماز پڑھ لیتے تھے۔

الطبرانی نے حضرت عصمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک نیزہ تھا۔جسے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چلا جاتا تھا۔جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرماتے تو اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گاڑ دیا جاتا تھا۔"الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت حبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نیزہ گاڑتا تھا۔"

شیخین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کے لیے تشریف لے جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیزے کا حکم دیتے۔اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گاڑ دیا جاتا تھا۔لوگ اس سے پرے ہوتے تھے۔آپ سفر میں بھی اسی طرح کرتے تھے۔اسی لیے خلفاء بھی اسی طرح کرتے ہیں۔"

شیخین نے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بطحاء کے مقام پر نماز پڑھائی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چھوٹا نیزہ تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر اور نماز عصر کی دو دو رکعتیں پڑھائیں۔عورتیں اور گدھے اس کے پرے سے گزر رہے تھے۔"

شیخین نے حضرت یزید بن ابی عبید سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں اور میرے والد محترم حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ہم اس ستون کے پاس نماز پڑھ رہے تھے جہاں مصحف تھا۔میں نے عرض کی:"ابوالقاسم! میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بڑی کوشش سے اس ستون کے پاس نماز پڑھ رہے ہیں۔"انہوں نے فرمایا:"میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس ستون کے پاس نماز پڑھنے کی سعی فرماتے تھے۔"

۴ سترہ کے بغیر نماز پڑھنا

امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی نے حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو باب بنی سہم کے پاس نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ لوگ آپ ﷺ کے سامنے سے گزر رہے تھے۔ آپ ﷺ کے سامنے سترہ نہ تھا۔

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ ﷺ نے کھلے میدان میں نماز پڑھی۔ آپ ﷺ کے سامنے کچھ بھی نہ تھا۔'' دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ کے سامنے سے گدھے گزرے۔ حضرت عیاش بن ربیعہ نے کہا: ''سبحان اللہ! سبحان اللہ!'' جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ''ابھی ابھی سبحان اللہ کس نے کہا ہے۔ انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ! ﷺ میں نے۔ میں نے سنا کہ گدھے آپ ﷺ کی نماز کو منقطع کر رہے تھے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی چیز نماز کو منقطع نہیں کر سکتی۔''

ابویعلی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں اور بنو ہاشم کا ایک جوان گدھے پر تھے۔ ہم آپ ﷺ کے سامنے سے گزرے۔ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم نیچے اترے ہم نے گدھا چھوڑا۔ وہ زمین کی نباتات کھانے لگا۔ ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے لگے۔'' ایک شخص نے عرض کی: ''کیا آپ ﷺ کے سامنے نیزہ تھا؟'' انہوں نے کہا: ''نہیں۔''

امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور دارقطنی نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ ہمارے ہاں صحراء میں تشریف لائے۔ ہمارے کتی اور گدھی آپ کے سامنے کھا رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے نماز عصر پڑھی۔ وہ صحراء میں آپ ﷺ کے سامنے تھیں۔ آپ ﷺ کے سامنے سترہ نہ تھا۔ ایک اور روایت میں ہے: ''ہماری کتیا اور گدھی آپ ﷺ کے سامنے کھیل رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کی پرواہ نہ کی۔ نہ جھڑکا۔ نہ انہیں پیچھے کیا۔''

۵ سواری پر نفلی نماز

ابوداؤد، الطیالسی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ سفر میں ہوتے نفلی نماز ادا کرنا چاہتے قبلہ رو ہو کر تکبیر کہتے پھر نماز پڑھنے لگتے خواہ سواری کا رخ جس طرف بھی ہوتا۔

مسدد نے حضرت قزعہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ چل رہا تھا۔ ایک رات انہوں نے اپنا اونٹ آگے کیا وہ اس پر قرأت، رکوع اور سجود کرنے لگے۔ خواہ اس کا رخ جس طرف بھی ہو جاتا۔ وقت صبح میں نے انہیں کہا: ''میں نے آج رات تمہیں وہ عمل کرتے دیکھا جو اس سے قبل آپ ﷺ نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے پوچھا: ''وہ کیا؟'' میں نے کہا: ''میں نے تمہیں دیکھا تم نے اپنی سواری آگے کی۔ تم قرأت اور سجدہ کرنے لگے۔ خواہ تمہارا رخ جس طرف بھی ہو جاتا۔'' انہوں نے کہا۔ ''میں نے حضور ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔''

دسواں باب

حضور اکرم ﷺ کی نماز کی کیفیت

اس باب کی کئی انواع ہیں۔

❶ باآواز بلند تکبیر کہنا، مبارک ہاتھوں کو بلند کرنا اور انہیں اپنے سینۂ اقدس پر رکھنا

ابن ماجہ نے حضرت ابوحمید الساعدی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”جب حضور اکرم ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو قبلہ کی طرف رخ انور کرتے۔ ہاتھوں کو بلند کرتے اور اللہ اکبر کہتے۔“

ائمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”جب آپ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو ہاتھوں کو بلند کرتے حتیٰ کہ آپ ﷺ انہیں کندھوں کے برابر لے جاتے۔ پھر تکبیر فرماتے۔ جب آپ ﷺ رکوع کا ارادہ کرتے تو اسی طرح کرتے۔ جب رکوع سے سر اقدس اٹھاتے تو اسی طرح کرتے۔ پھر یوں نہ کرتے حتیٰ کہ سر اقدس سجدہ سے اٹھا لیتے۔

امام احمد، ابوداؤد، دارقطنی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ”جب آپ ﷺ نماز شروع کرتے تو ہاتھوں کو بلند کرتے۔ حتیٰ کہ انگوٹھے کانوں کے برابر ہو جاتے۔“

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے نماز شروع کرتے وقت اپنے ہاتھ بلند کیے۔ اسی طرح رکوع اور سجود کرتے وقت بھی اسی طرح کرتے۔“

الطبرانی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”آپ رکوع اور سجود کی تکبیر کے وقت ہاتھ بلند کرتے تھے حتیٰ کہ آپ سجدہ ریز ہو جاتے۔“[1]

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”نمازی نماز میں اپنی انگلیوں کے ساتھ جو بھی اشارے کرتا ہے اس کے بدلے میں اس کے لیے ایک نیکی یا درجہ لکھ دیا جاتا ہے۔“

[1] رفع یدین کے بارے تفصیلی بحث جاء الحق میں ملاحظہ فرمائیں۔

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جھکتے یا اٹھتے وقت ہر بار تکبیر

کہتے تھے۔"

شیخین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو کبیر کہتے۔ رکوع کے وقت تکبیر کہتے۔ رکوع سے اٹھنے کے بعد سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے پھر کھڑے ہو کر رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہتے۔ پھر تکبیر کہتے اور سجدہ میں چلے جاتے۔ سجدہ سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر سجدہ میں جاتے وقت تکبیر کہتے جب سر اقدس اٹھاتے تو تکبیر کہتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری نماز میں اسی طرح کرتے۔ حتیٰ کہ اسے مکمل کر لیتے۔ قعدہ کے بعد جب اٹھتے تو پھر تکبیر کہتے۔"

شیخین نے حضرت مطرف سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں نے اور حضرت عمران بن حصین نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی وہ جب سجدہ کرتے یا سجدہ سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے۔ جب دو رکعتوں کے بعد اٹھتے تو تکبیر کہی جب ہم نماز سے واپس آئے تو حضرت عمران نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: "انہوں نے ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کی طرح کی نماز پڑھائی ہے۔" یا "اس سے مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز یاد آگئی ہے۔"

امام احمد، امام نسائی اور امام ترمذی نے (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر بار اٹھتے، جھکتے، قیام کرتے اور قعدہ کرتے وقت تکبیر کہتے تھے۔"

امام بیہقی نے جید سند کے ساتھ حضرت سعید بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے امام کی حیثیت سے نماز پڑھی۔ انہوں نے نماز کے آغاز میں بآواز بلند تکبیر کہی پھر رکوع میں جاتے وقت تکبیر کہی۔ رکوع سے اٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ کہا۔ سجدہ کرتے وقت اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہی۔ دو رکعتوں کے بعد اٹھتے وقت تکبیر کہی۔ حتیٰ کہ انہوں نے اپنی نماز مکمل کر لی۔ جب وہ واپس آئے تو لوگوں نے کہا: "لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے بارے اختلاف کیا ہے۔" وہ باہر نکلے منبر کے پاس کھڑے ہو گئے اور کہا: "اے لوگو! بخدا! مجھے کوئی پرواہ نہیں تمہاری نماز میں اختلاف ہو یا نہ ہو۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح ہی نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔"

دارقطنی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑتے تھے۔" ابوداؤد نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ جب وہ نماز ادا فرماتے تھے تو اپنا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر رکھتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ان کا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا۔"

امام احمد، ابن ابی شیبہ اور الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت غطیف بن حارث یا حارث بن غطیف سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں اشیاء کو بھولا تو نہیں ہوں۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ نے نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا ہوا تھا۔" اس روایت کو بزار اور الطبرانی نے شداد بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ اور دارقطنی نے ابوقبیصہ یزید بن قنافہ سے روایت کیا ہے۔ انہیں الھلب بھی کہا

جاتا تھا۔انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا۔آپ نے اپنے سینۂ اقدس پر اپنے بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھا ہوا تھا۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے، امام احمد اور دارقطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے۔وہ نماز ادا کر رہا تھا۔اس نے بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر رکھا ہوا تھا۔آپ نے اسے ہٹایا اور دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ دیا۔"

ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم ﷺ جب نماز کا آغاز کرتے تھے تو اپنے ہاتھ مبارک کانوں پر اٹھا لیتے تھے۔" دوسری روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ نماز کے لیے تکبیر کہتے تو مبارک انگلیاں کھولتے۔" ابوداؤد نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا:"حضور اکرم ﷺ جب تکبیر کہتے تو ہاتھوں کو کندھوں کے برابر لے جاتے۔رکوع کرتے وقت بھی اسی طرح اور سجدہ کرتے وقت بھی اسی طرح کرتے۔" جب آپ دو رکعتوں کے بعد اٹھتے تو اسی طرح کرتے تھے۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔آپ ﷺ نے فرمایا:"ہم گروہ انبیائے کرام علیہم السلام کو جلد افطاری کرنے تاخیر سے سحری کھانے اور نماز میں اپنے دائیں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

الطبرانی نے مرفوعاً اور موقوفاً (موقوفاً روایت صحیح ہے) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:"تین امور کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔(۱) روزہ جلد افطار کرنا (۲) سحری دیر سے کھانا (۳) نماز میں ایک ہاتھ کو دوسرے پر رکھنا۔"

امام مسلم اور ابن خزیمہ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں دستِ اقدس پر رکھا ہوا تھا۔

امام احمد اور امام ترمذی (حسن سند کے ساتھ) اور امام بیہقی نے ھلب الطائی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم ﷺ ہمیں امامت کراتے تھے اور دائیں دستِ اقدس سے بایاں ہاتھ مبارک پکڑ لیتے تھے۔" امام احمد کی روایت میں ہے:"آپ ﷺ اسے اپنے سینۂ اقدس پر رکھتے۔" حضرت یحییٰ بن سعید دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر جوڑ کے اوپر رکھتے تھے۔"

۲ نماز شروع کرنے کی دعا

امام احمد، شیخین، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"جب حضور اکرم ﷺ نماز کے لیے تکبیر کہتے تو قرأت کرنے سے پہلے خاموش رہتے میں نے عرض کی:"یا رسول اللہ!

آپ ﷺ کیا پڑھتے ہیں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "میں یہ دعا مانگتا ہوں: میرے والدین آپ پر فدا! میں دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ تکبیر اور قرأت کے مابین سکوت فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کیا

اللهم باعد بینی و بین خطایای کما باعدت بین المشرق و المغرب اللهم نقنی من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس اللهم اغسلنی من خطایای بالماء و البرد۔

الطیالسی اور ابو داؤد نے ثقہ راویوں سے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "تین ایسے امور تھے جن پر حضور اکرم ﷺ عمل پیرا ہوتے تھے۔ لوگ انہیں چھوڑ دیتے تھے۔ جب آپ ﷺ نماز کا آغاز کرتے تو اپنے ہاتھ کافی بلند فرماتے۔ آپ ﷺ قرأت شروع کرنے سے کچھ دیر قبل ٹھہر جاتے۔ رب تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرتے تھے۔ آپ ﷺ جب بھی سر اٹھاتے، رکوع کرتے یا سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے۔"

امام احمد، امام شافعی اور امام مسلم، ائمہ ثلاثہ اور دار قطنی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے، امام نسائی نے حضرت محمد بن مسلمہ سے، الطبرانی نے حضرت ابو رافع سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے (حضرت جابر اور حضرت ابن مسلمہ نے کہا ہے کہ جب آپ ﷺ تکبیر کہتے) تو آپ ﷺ یوں حمد و ثناء بیان کرتے وجهت وجهی للذی فطر السموات و الارض حنیفا دار قطنی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ اضافہ نقل کیا ہے (مسلماً و ما انا من المشرکین) پھر انہوں نے اتفاق کیا کہ اس کے بعد آپ ﷺ یہ کہتے تھے:

ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب العالمین لا شریك و بذلك امرت

حضرت جابر نے و انا اول المسلمین کا اضافہ کیا ہے۔ جب دیگر دونوں راویوں نے کہا ہے و انا من المسلمین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: اللهم انت الملك الحق لا اله الا انت حضرت ابو رافع کی روایت میں یہ اضافہ ہے: سبحانك و بحمدك انت ربی و انا عبدك ابو رافع نے یہ اضافہ کیا ہے لا شریك لك ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی جمیعا فانه لا یغفر الذنوب الا انت پھر راویوں نے اتفاق سے کہا ہے اللهم اهدنی لاحسن الاخلاق حضرات جابر اور ابن مسلمہ نے یہ اضافہ کیا ہے و احسن الاعمال لا یهدی لا حسنها الا انت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ اضافہ کیا ہے و اصرف عنی سیئها ان دونوں راویوں نے یہ اضافہ کیا ہے وقنی سیئی الاعمال و سیئی الاخلاق لا یقی ایک راوی نے یہ اضافہ کیا ہے لا یصرف سیئها الا انت حضرات علی اور ابو رافع رضی اللہ عنہما نے یہ اضافہ کیا ہے: لبیك و سعدیك و الخیر كله فی یدیك و الشر لیس الیك امام شافعی نے یہ اضافہ کیا ہے الهدی من هدیت پھر انہوں نے اس پر اتفاق کیا ہے فانا بك و الیك ابو رافع اور امام شافعی نے یہ اضافہ کیا ہے: لا منجی الا الیك تبارکت و تعالیت

استغفرك و اتوب اليك۔
ابو داؤد، ترمذی اور دارقطنی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے، الطبرانی نے حضرت واثلہ بن الاسقع سے، ثقہ راویوں سے حضرت انس سے، امام احمد نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کا آغاز کرتے تھے تو یوں کہتے تھے: سبحانك اللهم و بحمدك و تبارك اسمك و تعالٰی جدك و لا اله غيرك الله اكبر كبيراً۔

امام احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ اور امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے، امام ذہبی نے اسے برقرار رکھا ہے) حضرت نافع بن جبیر بن مطعم سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز شروع کی تو فرمایا: ''الله اكبر كبيرا و الحمد لله كثيرا سبحان الله بكرة و اصيلا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار اسی طرح فرمایا۔

امام احمد نے حضرت ابو امامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تین بار تکبیر کہتے پھر فرماتے: لا اله الا انت (تین بار فرماتے) سبحان الله و بحمده (تین بار فرماتے)

الطبرانی نے ثقہ راویوں کے ذریعے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ایک دن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور اٹھ کر نماز پڑھی۔ میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے دایاں طرف کھڑا کیا اور اس طرح رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ سبحان الله ذی الملك و الملكوت و الكبرياء و العظمة۔

امام ترمذی، ابو داؤد اور امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے۔ امام ذہبی نے اسے برقرار رکھا ہے) نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کا آغاز فرماتے تو یوں تسبیح خوانی فرماتے: سبحانك اللهم و بحمدك و تبارك اسمك و تعالٰی جدك و لا اله غيرك۔''

۳ قرأت سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنا

امام احمد، ابو داؤد، دارقطنی نے حضرت جبیر بن مطعم سے، امام احمد نے حضرت ابن مسعود سے، امام احمد نے حضرت ابو امامہ سے، مسدد نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں یوں تعوذ پڑھتے تھے: اعوذ بالله من الشيطن الرجيم من نفخه و نفثه و همزه حضرت ابن مسعود کی روایت میں ہے: همزه و نفخه و نفثه۔ انہوں نے یہ اضافہ بھی کیا ہے: همزة الموتة و نفثه الشعر و نفخه الكبر۔

۴ نماز میں سورۃ الفاتحہ کی قرأت

اس میں کئی انواع ہیں۔

۱ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کی قرأت اور باآواز بلند بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا

امام بخاری نے کتاب القراۃ المفرد میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ پڑھتے تھے۔" دارقطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کی ابتداء کرتے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ابتداء کرتے۔

بزار نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں باآواز بلند بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے۔"

دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کو امامت کرا رہے ہوتے اور قرأت فرماتے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع فرماتے۔" دارقطنی نے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "حضور سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے کرتے تھے۔" دارقطنی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھتے تھے۔"

ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور دارقطنی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرأت فرماتے تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۳ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۴ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۵ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷ (سورۃ الفاتحہ)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایک آیت کو جدا جدا کر کے پڑھتے تھے۔ اعرابیوں کی مانند انہیں گنتے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بھی شمار کرتے۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے پیچھے نمازیں پڑھیں وہ باآواز بلند بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے۔" حضرت عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باآواز بلند بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے سنا۔"

حضرت حکم بن عمیر رضی اللہ عنہ (یہ بدری صحابی تھے) نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی آپ ﷺ نے رات، صبح اور جمعۃ المبارک کی نماز میں باآواز بلند بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھی۔'' ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ باآواز بلند بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے۔ ان روایات کو دار قطنی نے نقل کیا ہے۔

۲ کبھی کبھی بسم اللہ الرحمن الرحیم باآواز بلند نہ پڑھنا

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے تو مشرکین مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ''محمد عربی ﷺ یمامہ کے معبود کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ مسیلمہ کو الرحمٰن الرحیم کہا جاتا تھا۔ جب یہ آیت طیبہ نازل ہوئی تو آپ نے حکم دیا کہ اسے باآواز بلند نہ پڑھا جائے۔''

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ، سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما آہستہ سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے۔''

۳ ابتداء میں سورت سے قبل سورۃ الفاتحہ پڑھنا

امام مسلم، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ قرأت کا آغاز الحمد للہ رب العالمین سے کرتے تھے۔

الطبرانی نے ثقہ راویوں کے ذریعے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنی نماز کا آغاز بسم اللہ الرحمان الرحیم سے کرتے تھے۔ امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ دوسری رکعت کے لیے اٹھتے تھے تو قرأت کا آغاز الحمد للہ رب العالمین سے کرتے تھے۔ سکوت نہ فرماتے تھے۔''

۴ الحمد للہ رب العالمین کے بعد تھوڑا سا سکوت

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ ﷺ نماز کا آغاز کرتے تو الحمد للہ رب العالمین پڑھتے۔ پھر تھوڑا سا سکوت کرتے۔''

۵ نماز میں سورۃ الفاتحہ کے بعد آپ ﷺ کا آمین کہنا

ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ ﷺ سورۃ الفاتحہ پوری کر لیتے تو ولا الضالین کے بعد آمین کہتے حتیٰ کہ وہ شخص سن لیتا جو پہلی صف میں آپ کے قریب ہوتا'' ابو داؤد اور ابن ماجہ نے کہا ہے ''اس سے مسجد لرز اٹھتی تھی۔'' دار قطنی نے حسن روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب قرأت سے فارغ ہوتے تو باآواز

بلند آمین کہتے۔

امام ترمذی نے حسن روایت کی ہے۔ ابن ابی شیبہ، امام احمد، ائمہ اربعہ اور امام حاکم نے حضرت وائل بن حجر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم ﷺ کو سنا۔ آپ ﷺ نے غیر المغضوب علیھم و لا الضالین پڑھا اور باآواز بلند آمین کہا۔'' دوسری روایت میں ہے: ''جب آپ ﷺ نے ولا الضالین کہا تو پھر باآواز بلند ''آمین'' کہا۔ شعبہ کی روایت میں ہے کہ آہستہ سے آمین کہا۔ امام بخاری نے اس روایت میں خطاء کی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب آپ ولا الضالین پڑھتے تو آمین کہتے۔ آپ ﷺ سے ہم اسے سنا کرتے تھے۔''

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے: ''جب آپ ﷺ سورۃ الفاتحہ سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے تین بار آمین کہا۔ الحافظ نے لکھا ہے کہ ظاہر ہے کہ تین بار کا تعلق اس کے ساتھ ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو تین بار دیکھا تین نمازوں میں دیکھا نہ کہ تین بار آمین کہا۔''

ابوداؤد، دارقطنی اور امام ترمذی نے وغیرہ نے اور ابن ماجہ نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ جب ولا الضالین پڑھتے تو باآواز بلند ''آمین'' کہتے۔ ابن ماجہ اور دارقطنی وغیرہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''جب آپ غیر المغضوب علیھم و لا الضالین پڑھتے تو آمین کہتے۔ پہلی صف والے اس سن لیتے اور مسجد اس سے گونج اٹھتی۔''

ابن ماجہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم ﷺ کو سنا جب آپ ﷺ نے ولا الضالین پڑھا تو آمین کہا۔'' الطبرانی نے جید سند کے ساتھ ان سے اور امام بیہقی نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو سنا جب آپ ﷺ نے غیر المغضوب علیھم و لا الضالین پڑھا تو کہا رب اغفرلی آمین۔[1]

❻ سورۃ الفاتحہ کے بعد سورت ملانا

امام بیہقی نے اپنی سنن میں، الطبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''مفصل سورتوں میں سے کوئی چھوٹی یا بڑی سورت نہیں مگر میں نے اسے آپ سے سنا۔ آپ ﷺ فرض نمازوں میں ان کے ساتھ صحابہ کرام کو امامت کراتے تھے۔''

امام بیہقی نے عبدالعزیز بن قیس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضرت انس سے حضور اکرم ﷺ کی نماز کی مقدار کے بارے سوال کیا۔ انہوں نے اپنے کسی فرزند سے کہا۔ انہوں نے ہمیں نماز ظہر یا عصر پڑھائی اور اس میں والمرسلات وعم یتساءلون سورتیں پڑھیں۔''

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت اغر سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے حضور اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔آپ ﷺ نے سورۃ الروم تلاوت فرمائی۔"

ابن سعد نے حضرت منصور بن ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کی قرأت کو ریش مبارک کی حرکت سے جان لیا جاتا تھا۔

نماز صبح میں سورۃ الفاتحہ کے بعد قرأت

شیخین،نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا:"حضور اکرم ﷺ نمازِ صبح کی دونوں یا ایک رکعت میں ساٹھ سے لے کر ایک سو تک آیات بینات پڑھتے تھے۔"

امام شافعی،مسلم،ابوداؤد،ابن ماجہ اور نسائی نے حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کو نمازِ فجر میں اذا الشمس کورت تلاوت کرتے ہوئے سنا۔

ل آمین کی بحث کے لیے جاء الحق کا مطالعہ فرمائیں۔

امام شافعی،شیخین،بخاری نے تاریخ میں،ابوداؤد،ترمذی،نسائی،ابن ماجہ نے موصولاً روایت کیا ہے امام بخاری نے صحیح میں اس کی تعلیق کی ہے حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم ﷺ نے ہمیں مکہ مکرمہ میں نماز صبح پڑھائی۔آپ ﷺ نے سورۃ المؤمنین تلاوت کی۔جب حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام یا حضرت عیسیٰ کا ذکر آیا (راوی کو شک ہے) تو آپ ﷺ کو غم نے آلیا۔آپ ﷺ نے رکوع کر لیا۔

امام احمد،امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نمازِ فجر میں ق و القرآن المجید وغیرہ پڑھتے تھے۔آپ ﷺ کی نماز تخفیف کی طرف ہوتی تھی۔

سعید بن منصور،مسلم اور ابن ماجہ نے قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم ﷺ نماز فجر کی پہلی رکعت میں ق و القرآن المجید پڑھتے تھے۔

امام شافعی نے حضرت زیاد بن علاقہ سے،انہوں نے اپنے چچا جان سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے آپ ﷺ کو نمازِ صبح میں و النحل باسقات کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔امام شافعی نے کہا ہے یعنی سورۃ ق کی۔

امام نسائی نے حضرت ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے ق و القرآن المجید حضور اکرم ﷺ کے منہ مبارک سے یاد کی ہے۔آپ ﷺ صبح کی نماز میں اسے تلاوت کرتے تھے۔"

ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر بن سمرہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"آپ ﷺ نمازِ صبح میں ق و القرآن المجید وغیرہا پڑھتے تھے۔"حارث نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے نماز صبح میں

سورۃ الملک تلاوت کی۔ الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ صبح میں سورت یٰسین پڑھتے تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ صبح میں سورۃ الواقعہ وغیرہا پڑھتے تھے۔

بزار نے اس اغر المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ صبح میں سورۃ الروم پڑھی۔ امام احمد نے شریک بن عبدالملک کی سند سے ایک صحابی سے اور عبداللہ بن عمیر نے کہا ہے: "میں نے ذوالکلاع میں سے ابوروح شبیب سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ صبح میں سورۃ الروم پڑھی۔ ایک آیت طیبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تردد ہوگیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قرآن ہم پر متلبس ہوجاتا ہے۔ تم میں سے کچھ لوگ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ مگر وہ اچھی طرح وضو نہیں کرتے۔ جو ہمارے ساتھ نماز میں شرکت کرے۔ وہ اچھی طرح وضو کرے۔"

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت سماک بن حرب سے وہ مدینہ طیبہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ فجر میں ق و القرآن المجید اور یٰسین کی تلاوت کی۔

ابوداؤد نے جھینہ کے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی دونوں رکعتوں میں سورۃ اذا زلزلت الارض پڑھی۔ انہوں نے کہا: "میں نہیں جانتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھول گئے تھے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جان بوجھ کر اس طرح پڑھا تھا۔"

عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ صبح میں سورۃ الفتح پڑھی۔ الطبرانی نے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ صبح میں سورۃ الحاقہ وغیرہا پڑھتے تھے۔ ابن مردویہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں کسی سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ صبح پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھی۔ پھر فرمایا: "معاذ! کیا سنا ہے؟" میں نے عرض کی: "ہاں!" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں نے ان کی مثل سورتیں نہیں پڑھیں۔"

ابن ابی شیبہ، ابن ضریس اور حاکم نے حضرت عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ صبح میں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھی۔ ابن قاسم، ابن سکن اور شیرازی نے القاب میں زرعہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں یمامہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اسلام پیش کیا۔ ہم نے اسلام قبول کرلیا۔ ہم نے آپ کے ساتھ نمازِ صبح پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ التین اور سورۃ القدر پڑھیں، سعید بن منصور نے حضرت سعید بن میسب سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو نمازِ فجر پڑھائی۔ پہلی رکعت میں سورت اذا زلزلت الارض پڑھی دوسری میں بھی یہی سورت تلاوت فرمائی۔

ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نمازِ صبح

پڑھائی۔ آپ ﷺ نے ایک سورت تلاوت کی۔ دوسری رکعت میں بھی وہی سورت تلاوت کی۔ لیکن اسے مختصر پڑھا جب آپ ﷺ نے نماز ادا کر لی تو حضرت ابوسعید یا حضرت معاذ رضی اللہ عنہما نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! ﷺ میں نے دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے آج اس طرح نماز پڑھی ہے کہ اس طرح نماز پہلے کبھی نہیں پڑھی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے میرے پیچھے عورتوں کی صف میں بچے کے رونے کی آواز نہیں سنی۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس کی ماں اس کے لیے فارغ ہو جائے۔''

ابویعلی نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے نمازِ صبح میں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھی۔ الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو نمازِ صبح پڑھائی۔ پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھی۔ پھر فرمایا: ''میں نے تمہیں قرآن پاک کے ثلث اور ربع سنایا ہے۔''

امام احمد، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں آپ ﷺ کی اونٹنی کو ہانکا کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا میں تمہیں دو ایسی سورتیں نہ بتاؤں جن کی مثل تم نے کبھی نہ پڑھا ہو۔'' دوسری روایت میں ہے: ''کیا میں تمہیں دو بہترین سورتیں نہ بتاؤں جو کبھی پڑھی گئیں ہوں۔'' میں نے عرض کی ''ضرور! آپ ﷺ نے مجھے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس سکھائیں آپ نے مجھے تعجب کرتے نہ دیکھا۔ جب آپ اترے اور نمازِ صبح پڑھائی تو یہی سورتیں تلاوت کیں مجھے فرمایا: ''عقیب! تم نے کیسے دیکھا؟''

۸ روز جمعۃ المبارک کی صبح کی نماز میں قرأت

امام احمد، امام مسلم اور ائمہ اربعہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ روز جمعۃ المبارک کی نماز صبح میں الم تنزیل سجدہ اور ھل اتی علی الانسان حین من الدھر کی تلاوت کرتے تھے۔ الطبرانی کی روایت میں ہر جمعۃ المبارک کو۔

امام شیخین، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ روز جمعۃ کی نمازِ صبح میں الم تنزیل اور ھل اتی کی تلاوت کرتے تھے۔ عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نمازِ صبح میں سورۃ الم تنزیل اور سورۃ الملک تلاوت کرتے تھے۔''

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ روز جمعۃ کو نمازِ صبح میں الم تنزیل سجدہ اور سورۃ ھل اتی کی تلاوت کرتے تھے۔ الطبرانی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے نماز صبح میں تنزیل السجدہ کی تلاوت کی۔

ابن ابی داؤد نے کتاب الشریعۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے روز جمعۃ المبارک کو نماز فجر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شرکت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں ایک سورت پڑھی اس میں سجدہ کیا۔

۹ نماز ظہر اور نماز عصر

امام احمد، شیخین، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو قتادہ حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ اور دو سورتیں اور آخری دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ پڑھتے تھے۔ ہم کبھی کبھی آیت سن لیتے تھے۔ نماز ظہر کی پہلی رکعت کو دوسری رکعت سے طویل فرماتے تھے۔ ابو داؤد نے یہ اضافہ کیا ہے۔ ''نماز عصر میں بھی یہی کیفیت تھی۔'' ہمارا گمان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ ہوتا تھا کہ لوگ پہلی رکعت کو پالیں صحیح میں اسی طرح ہے۔

امام احمد، ابو داؤد اور شیخین نے عبد اللہ بن سنجرہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم نے حضرت جناب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر اور نماز عصر میں قرأت کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ''ہاں!'' ہم نے پوچھا: ''تم آپ کی قرأت کو کیسے جانتے تھے۔'' انہوں نے فرمایا: ''مبارک داڑھی کی حرکات سے۔''

امام احمد نے ابو عالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ تیس صحابہ کرام نے اتفاق کیا ہے انہوں نے کہا ہے جن نمازوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باآواز بلند قرأت کرتے تھے انہیں ہم جانتے تھے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باآواز بلند قرأت نہ کرتے تھے تو ہم ان کو جہری نمازوں پر قیاس نہیں کرتے۔'' انہوں نے اتفاق کیا اوروں نے بھی اختلاف نہ کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر میں پہلی دو رکعتوں میں ہر ہر رکعت میں تقریباً تیس آیات طیبات پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں اس کا نصف تلاوت کرتے تھے۔ نماز عصر کی پہلی دو رکعتوں میں نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں کی قرأت سے نصف قرأت فرماتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں اس سے بھی نصف قرأت کرتے تھے۔''

ابن ماجہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام احمد، مسلم اور دار قطنی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم نماز ظہر اور نماز عصر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام کا اندازہ لگاتے تھے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم اندازہ لگاتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں الم تنزیل سجدہ کی تقریباً تیس آیات طیبات کے برابر پڑھتے تھے۔ تو آخری دو رکعتوں میں قیام اس سے نصف ہوتا تھا۔ نماز عصر کی پہلی دو رکعتوں میں قیام نماز ظہر کی آخری دو رکعتوں کے برابر ہوتا تھا اور آخری دو رکعتوں میں اس سے نصف قیام ہوتا تھا۔''

امام مسلم نے ان سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر میں اس قدر قیام فرماتے تھے کہ کوئی ہم میں سے بقیع کی طرف جاتا قضائے حاجت کرتا اہل خانہ کے پاس جاتا وضو کرتا پھر مسجد کی طرف آتا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی پہلی رکعت میں ہوتے تھے۔''

امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے فلاں کی نماز کے علاوہ کسی اور کی نماز کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے زیادہ مشابہ نہیں پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں کو لمبا کرتے تھے۔ آخری دو رکعتوں کو اتنا طویل نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح نماز عصر میں بھی طوالت نہ فرماتے تھے۔ ائمہ ثلاثہ نے اور امام ترمذی نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر اور نماز عصر میں سورت و السماء ذات البروج اور والسماء و الطارق جیسی سورتیں پڑھتے تھے۔"

امام مسلم، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ظہر پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ الاعلی اور سورۃ الغاشیہ تلاوت فرمائیں۔"

ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ظہر میں سجدہ کیا پھر اٹھے اور رکوع کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ الم تنزیل سجدہ کو تلاوت کیا تھا۔"

ابن خزیمہ، الرویانی، ضیاء نے مختارہ میں، امام احمد، ائمہ ثلاثہ اور ابن حبان نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر میں اذا السماء انشقت و غیرھا، نماز عصر میں و السماء و الطارق اور و السماء ذات البروج تلاوت کرتے تھے۔

امام مسلم، امام بیہقی نے السنن میں حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر اور نماز عصر میں و اللیل اذ یغشی و غیرھا کی تلاوت کرتے تھے۔"

الطبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز ظہر پڑھائی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز بلند فرمائی اور و الشمس وضحاھا اور و اللیل اذا یغشی سورتیں تلاوت فرمائیں۔ حضرت ابی بن کعب نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اس نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "نہیں! بلکہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ تمہارے لیے وقت مقرر کر دوں۔" بزار نے صحیح کے راویوں سے حضرت انس سے، ابن ابی شیبہ اور امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ سے روایت کیا ہے کہ حضور امام المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر اور نماز عصر میں سورۃ سبح اسم ربک الاعلی پڑھتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ اضافہ کیا ہے: اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۃ ھل اتاک حدیث الغاشیۃ بھی پڑھتے تھے۔"

ابویعلی نے حضرت براء سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم نے نماز ظہر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سجدہ کیا۔ ہمارا گمان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورت تنزیل سجدہ کی تلاوت کی تھی۔" ابن ماجہ اور امام نسائی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں نماز ظہر پڑھاتے تھے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سورۃ لقمان اور الذاریات کی آیات کے بعض آیات سنتے تھے۔"

ابو یعلی نے اور الطبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز ظہر اور نماز عصر پڑھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ المرسلات، النازعات اور عم یتساءلون جیسی سورتیں پڑھیں۔" الطبرانی نے جید سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ظہر اور نماز عصر کی نمازوں میں تلاوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کی حرکت سے جانی جاتی تھی۔"

ابو داؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر میں سجدہ کیا۔ پھر اٹھے اور رکوع کیا۔ ہمارا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنزیل السجدۃ کی تلاوت کی تھی۔"

امام احمد، ابو داؤد نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی رکعت سے اٹھتے تھے حتیٰ کہ قدم مبارک کے لگنے کی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔"

⑩ نماز مغرب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت

ائمہ خمسہ سوائے دارقطنی کے سب نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب میں وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا تلاوت فرمائی۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ نماز نہ پڑھائی حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

امام احمد، امام بخاری، ابو داؤد اور امام نسائی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم الطولیین میں سے ایک سورت (المص) یا (الاعراف) کی تلاوت فرمائی۔

امام بخاری اور الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب میں دو طویل سورتوں میں ایک سورت کی تلاوت کی۔" ان سے عرض کی گئی کہ الطولیان سے کون سی سورتیں مراد ہیں؟ انہوں نے فرمایا: "اعراف اور یونس" امام احمد نے صحیح کے راویوں سے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی دونوں رکعتوں میں سورۃ الاعراف سے تلاوت کی۔" اسے ابو ایوب نے صحیح کے راویوں سے روایت کیا ہے۔"

امام نسائی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب میں سورۃ الاعراف پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں رکعتوں میں متفرق مقامات سے پڑھی۔"

امام ترمذی کے علاوہ دیگر ائمہ نے، دارقطنی، اسماعیلی، سعید بن منصور نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب میں سورۃ الطور میں سے تلاوت فرمائی۔ وہ بدر کے قیدیوں میں آئے تھے۔ شیخین نے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "یہ پہلی بار تھی کہ ایمان میرے دل میں بیٹھا۔"

ابن ماجہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ جب آپ ﷺ اس آیت طیبہ تک پہنچے۔

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ (الطور، آیت: ۳۵،۳۶،۳۷)

ترجمہ: کیا وہ پیدا ہو گئے بغیر کسی (خالق) کے یا وہ خود ہی (اپنے) خالق ہیں۔

تو قریب تھا کہ میرا دل اڑ جاتا۔

امام نسائی نے عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے نماز مغرب میں حم الدخان کی تلاوت کی۔ ابو یعلی نے یہ روایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نماز مغرب میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت فرماتے تھے۔

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ ان میں صرف سورۃ الفاتحہ تلاوت کی۔ الطبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نماز مغرب میں:

اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۱﴾ (سورۃ محمد، آیت ۱)

کی تلاوت فرماتے تھے۔

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور الطبرانی نے حضرت عبداللہ بن زید سے اور خطیب نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے نماز مغرب میں سورۃ والتین والزیتون تلاوت کی۔

ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نماز مغرب میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت فرماتے تھے۔ ابن ابی شیبہ نے ان سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی آخری مغرب کی نماز میں سورۃ التین تلاوت فرمائی۔

الطبرانی نے حجاج بن نصیر کی سند سے حضرت عبداللہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ نے اپنی آخری نماز مغرب میں پہلی رکعت میں سَبِّح اسم ربك الاعلی اور دوسری میں قل یا ایھا الکافرون سورت تلاوت فرمائی۔

⑪ نمازِ عشاء میں آپ ﷺ کی قرأت

امام شافعی کے علاوہ دیگر ائمہ نے اور دارقطنی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کسی سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے نماز عشاء پڑھی۔ آپ ﷺ نے اس کی ایک رکعت میں والتین و الزیتون سورت تلاوت

فرمائی۔ میں نے آپ ﷺ کی آواز سے خوبصورت آواز اور آپ ﷺ کی قرأت سے خوبصورت قرأت نہ سنی تھی۔

امام احمد، امام ترمذی نے (انہوں نے اس روایت کو حسن کہا ہے) اور امام نسائی نے حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نماز عشاء میں والشمس و ضحاھا جیسی سورتیں پڑھتے تھے۔

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نماز عشاء میں والسماء ذات البروج اور والسماء والطارق تلاوت فرماتے تھے۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ اور ائمہ ستہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور ﷺ کسی سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے نماز عشاء پڑھی۔ آپ ﷺ نے ایک رکعت میں سورۃ والتین والزیتون تلاوت کی۔ میں نے آج تک اتنی دلکش کسی کی آواز نہ سنی تھی نہ ہی اتنی عمدہ قرأت سنی تھی۔''

۵ متفرق احادیث

امام مالک اور ابو داؤد نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''مفصل سورتوں میں سے کوئی چھوٹی یا بڑی سورت نہیں مگر میں نے آپ ﷺ سے سننے کی سعادت حاصل کی۔ آپ ﷺ ان کے ساتھ صحابہ کرام کو نماز پڑھاتے تھے۔''

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ ہمیں تخفیف کا حکم دیتے تھے۔ آپ ﷺ ہمیں سورۃ الصافات پڑھ کر امامت کراتے تھے۔''

امام نسائی، ابن ماجہ نے حضرت سلیمان بن یسار سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جس کی نماز حضور اکرم ﷺ کی نماز سے زیادہ مشابہت رکھتی ہو مگر فلاں کے پیچھے۔'' حضرت سلیمان نے کہا: ''آپ ﷺ نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں طوالت فرماتے۔ دوسری دو رکعتوں میں کمی فرماتے۔ نماز عصر تخفیف سے پڑھاتے۔ نماز مغرب میں قصار مفصل، نماز عشاء میں وسط مفصل اور نماز صبح میں طوال مفصل تلاوت کرتے تھے۔''

۶ جمعۃ المبارک میں ایک رکعت میں دو سورتیں تلاوت فرمانا

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن شقیق سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: ''کیا آپ ﷺ ایک رکعت میں دو سورتیں تلاوت فرماتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ''ہاں! مفصل سورتوں میں سے۔''

امام احمد اور ائمہ خمسہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں ان نظائر کو جانتا ہوں جن میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سورتوں کو ایک رکعت میں جمع کرتے تھے۔'' ان سے نظائر کے بارے عرض کی گئی تو انہوں نے فرمایا: ''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تالیف کے مطابق اول مفصل میں سے بیس سورتیں، حوامیم میں سے حم الدخان اور عم یتساءلون۔ ابوداؤد کے الفاظ میں سے ہے: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظائر سورتوں میں سے دو سورتیں ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔''

۷ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت کی آیت یا عذاب کی آیت سے گذرتے تو کیا فرماتے

امام احمد اور ائمہ اربعہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے تھے۔ جب وہ آیت طیبہ پڑھتے جس میں تسبیح ہوتی تو رب تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے جب ایسی آیت سے گزرتے جس میں سوال ہوتا تو رب تعالیٰ سے التجاء کرتے۔'' دوسرے الفاظ میں ہے: ''جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت کی آیت سے گزرتے تو وہاں رک جاتے۔ التجاء کرتے۔ جب عذاب کی آیت تلاوت کرتے تو اس سے پناہ طلب کرتے۔''

امام احمد، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت عوف بن مالک اشجعی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ایک رات میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قیام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ البقرۃ تلاوت کی۔ جب رحمت کی آیت سے گزرتے تو رک جاتے رب تعالیٰ کی رحمت کا سوال کرتے جب عذاب کی آیت سے گزرتے تو ٹھہر جاتے اور پناہ طلب کرتے۔''

امام احمد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں ماہ تمام کی شب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قیام کرتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۃ البقرۃ، آل عمران اور النساء پڑھتے تھے جب خوف والی آیت طیبہ سے گزرتے تو رب تعالیٰ سے دعا مانگتے اور پناہ طلب کرتے۔ جب بشارت والی آیت سے گزرتے تو رب تعالیٰ سے دعا مانگتے اور اس کی طرف رغبت کرتے۔''

امام احمد نے ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس نماز میں سنا جو فرض نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان آیات کی تلاوت کی جن میں جنت اور آگ کا تذکرہ تھا تو فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ کی آگ سے پناہ مانگتا ہوں۔ ہلاکت ہے اہل آتش کے لیے۔''

۸ نماز میں آیات شمار کرنا

الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ نماز میں آیات شمار کر رہے تھے۔''

۹ نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سکتات

امام احمد، دار قطنی، امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) ابن ماجہ نے حضرت سمرہ بن جندب اور حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سکتے فرماتے تھے۔ (۱) نماز کے آغاز میں سکتہ (۲) جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورت سے فارغ ہوتے اور رکوع کا ارادہ فرماتے۔

ابن قیم نے لکھا ہے: ''پہلا سکتہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آغاز کی مقدار کے برابر کرتے تھے۔ جبکہ دوسرا سکتہ مقتدی کی قرأت فاتحہ کے لیے کرتے تھے۔ لہٰذا اسے اس کی طوالت کے برابر طویل ہونا چاہیے۔''

۱۰ صرف سورۃ الفاتحہ تلاوت کرنا

مسعود اور امام احمد نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے۔ دو رکعتیں پڑھیں ان میں صرف سورۃ الفاتحہ پڑھی۔ اس سے زائد کچھ نہ پڑھا۔''

۱۱ باآواز بلند اور آہستگی سے تلاوت

امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی بلند آواز سے قرأت کرتے تھے کہ وہ اسے سن لیتا تھا جو گھر میں کمرہ میں ہوتا تھا۔''

امام احمد، ابو داؤد اور امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جو نمازیں بھی پڑھیں گئیں ان میں سے جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں باآواز بلند سنایا۔ ہم نے تمہیں باآواز بلند سنا دیا اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آہستہ سنایا۔ ہم نے تمہیں آہستہ سنا دیا۔''

۱۲ اس جگہ قرأت فرمانا جہاں سیدنا صدیق اکبر کھڑے تھے

ابو یعلی، ابن حبان اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض وصال میں فرمایا: ''ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سکون محسوس ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا کہ اسی جگہ ٹھہر جاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ وہیں ان کے پہلو میں قرأت کی۔''

۱۳ نماز میں تردد اور پیچھے سے لقمے کا انتظار

البزار اور حارث نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نماز فجر میں کسی آیت میں آپ ﷺ کو تردد گزرا۔ نماز ادا کر لینے کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غور سے دیکھا۔ فرمایا: ''کیا تمہارے ساتھ ابی بن کعب نے نماز پڑھی ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: ''نہیں۔'' صحابہ کرام نے سمجھا کہ آپ ﷺ نے انہیں اس لیے تلاش کیا تا کہ اس کو دور کریں۔''

ابن ابی یحییٰ بن ابی عمرو اور ابن ابی شیبہ نے حضرت جارود عبدی سے روایت کیا ہے کہ ایک دن آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ ایک آیت طیبہ چھوڑ گئے۔ جب نماز ادا کر لی تو فرمایا: ''تم میں سے کس نے میری قرأت میں سے کوئی چیز لی ہے۔'' حضرت ابی نے عرض کی: ''میں نے۔ یا رسول اللہ! ﷺ آپ فلاں آیت طیبہ چھوڑ گئے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں جانتا تھا کہ اگر اس قوم میں کوئی ایسا شخص ہے تو وہ ابی ہے۔'' اس روایت کو عبد بن حمید نے جارود بن ابی سبرہ کی سند سے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

ابن حبان نے مسعود بن یزید سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ قرأت فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے کوئی آیت چھوڑ دی یا قرأت ملتبس ہوگئی۔ ایک شخص نے عرض کی: ''آپ ﷺ نے ایک آیت چھوڑ دی ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے مجھے یاد کیوں نہ کرادی۔'' انہوں نے فرمایا: ''میرا گمان تھا کہ یہ منسوخ ہوگئی ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ منسوخ نہیں ہوئی۔''

ابوداؤد اور الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے نماز پڑھائی آپ ﷺ پر ایک آیت طیبہ ملتبس ہوگئی۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو حضرت ابی سے فرمایا: ''کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز میں شرکت کی ہے؟ انہوں نے عرض کی: ''ہاں!'' آپ نے فرمایا: ''تمہیں کس چیز نے مجھے لقمہ دینے سے روکا؟''

امام احمد اور دارقطنی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے ہمارے ساتھ نمازِ فجر ادا کی۔ آپ ﷺ ایک آیت طیبہ چھوڑ گئے۔ حضرت ابی آئے۔ ان کی کچھ نماز رہ گئی تھی۔ جب وہ فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! ﷺ کیا فلاں فلاں آیت طیبہ منسوخ ہوگئی ہے۔ یا آپ بھول گئے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں! میں بھول گیا تھا۔'' میں نے عرض کی: ''اگر اسے آپ ﷺ نہ پڑھیں تو، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے مجھے اسے یاد کیوں نہ کرادیا۔''

امام احمد اور امام الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت عبدالرحمان بن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے نماز فجر پڑھائی تو آپ ﷺ نے ایک آیت طیبہ ترک کر دی۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میں حضرت ابی بن کعب ہیں؟ انہوں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! ﷺ فلاں آیت طیبہ منسوخ ہوگئی ہے

یا آپ ﷺ بھول گئے ہیں؟ آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: "میں بھول گیا تھا۔"

دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حضور اکرم ﷺ کے عہد ہمایوں میں ائمہ کو لقمے دیتے تھے۔" امام احمد نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے نماز پڑھائی تو ایک آیت طیبہ چھوڑ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کس نے میری قرأت میں سے کوئی چیز پکڑی ہے؟ حضرت ابی نے عرض کی: "میں نے یارسول اللہ! ﷺ آپ ﷺ نے فلاں فلاں آیت طیبہ چھوڑ دی ہے۔" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "مجھے معلوم تھا کہ اگر کسی کو اس کا علم ہونا ہے تو وہ تم ہی ہو۔"

ابوداؤد، امام ترمذی اور دارقطنی نے حسن روایت کی ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہم نماز فجر آپ ﷺ کے پیچھے ادا کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے قرأت فرمائی۔ آپ ﷺ پر قرأت ثقیل ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "شاید تم اپنے امام کے پیچھے قرأت کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کی: "ہاں! یارسول اللہ! ﷺ ہم اس طرح کر رہے ہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: سورۃ الفاتحہ کے علاوہ اس طرح نہ کیا کرو۔"[1]

۱۵ رکوع کی کیفیت اور مقدار

دارمی اور ابوداؤد نے حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب حضور اکرم ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دستِ اقدس اپنے کندھوں تک اٹھاتے۔۔۔ آپ ﷺ تکبیر کہتے۔ ہاتھوں کو اٹھا کر کندھوں تک لے جاتے۔ پھر رکوع فرماتے۔ اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھ لیتے۔ پھر سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ سر اقدس نہ زیادہ نیچے جھکاتے نہ زیادہ اوپر اٹھاتے۔"

ابوداؤد نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے فرمایا: "میں نے اس نوجوان (حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا جس کی نماز حضور اکرم ﷺ کی نماز سے زیادہ مشابہت رکھتی ہو۔ ہم نے اندازہ لگایا آپ ﷺ کا رکوع بھی دس تسبیحات اور سجود بھی دس تسبیحات

[1] قرأت خلف الامام کی مکمل تفصیلات جاء الحق میں ملاحظہ فرمائیں۔

کے برابر ہوتا تھا۔"

شیخین نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ کا سجدہ، دو سجدوں کے مابین بیٹھنا اور رکوع سے اٹھنا، قیام اور قعدہ کے علاوہ تقریباً برابر ہوتا تھا۔"

امام مسلم اور ابن ماجہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ جب رکوع فرماتے تو آپ ﷺ کا سر اقدس نہ زیادہ جھکا ہوتا نہ اوپر اٹھا ہوتا تھا بلکہ ان کے مابین ہوتا تھا۔"

امام احمد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب حضور سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع فرماتے اگر پانی کا پیالہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمر انور پر رکھ دیا جاتا تو وہ گرتا نہ تھا۔''

ابن ماجہ نے حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع فرماتے تو کمر انور بالکل برابر ہوتی تھی اگر اس پر پانی گرایا جاتا تو وہ ٹھہر جاتا۔''

الطبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع فرماتے۔ اپنے دست اقدس گھٹنوں پر رکھ لیتے تھے اور کلائیوں کو دور رکھتے۔''

امام احمد، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت سالم البرّاد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے ان سے عرض کی: ''ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کی کیفیت بیان کریں۔'' وہ ہمارے سامنے کھڑے ہو گئے۔ تکبیر کہی۔ رکوع کیا۔ اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھیں۔ مبارک انگلیاں اس سے نیچے کیں۔ ان کے مابین فاصلہ رکھا۔ کہنیوں کے مابین بھی فاصلہ رکھا۔ حتیٰ کہ ان کی ہر چیز برابر ہوگئی۔'' الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ رکوع کرتے تو مبارک انگلیوں کو کھول لیتے۔ جب سجدہ کرتے تو انگلیاں ملا لیتے۔''

شیخین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سند روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تو ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے۔ اسی طرح جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے۔ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو یوں ہی کرتے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد جب دو رکعتوں کے بعد اٹھتے تو ہاتھوں کو بلند فرماتے۔ جب آپ سجدہ کرتے یا سجدہ سے سر اٹھاتے تو اس طرح نہ کرتے تھے۔''

شیخین نے حضرت مالک بن حویرث سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھنے لگتے تو تکبیر کہتے۔ اپنے دست اقدس اٹھا کر کانوں تک لے جاتے۔'' ابوداؤد، امام احمد، امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) اور ابن ماجہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے۔ ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرأت ختم کر کے رکوع کرنے لگتے تو اسی طرح کرتے جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح کرتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھتے تو سر نہ اٹھاتے جب دونوں سجدوں کے بعد اٹھتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے اور تکبیر کہتے۔''

۱۶ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع میں کیا کہتے تھے

ابوداؤد نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع کرتے تو تین

بار یوں کہتے: سبحان ربی العظیم و بحمدہ۔

دار قطنی، الطبرانی اور البزار نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع میں سبحان ربی العظیم" کہتے تھے: اس روایت کو انہوں نے حضرت عبد اللہ بن حزام رضی اللہ عنہ سے ابو داؤد نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے، ابن ماجہ اور دار قطنی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے دار قطنی نے العظیم کے بعد و بحمدہ کا اضافہ کیا ہے۔

امام احمد، ابو داؤد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورۃ النصر نازل ہوئی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے پڑھتے اور رکوع میں جاتے تو یہ کلمات فرماتے: سبحانک اللھم و بحمدك اللھم اغفرلی انك انت التواب الرحیم العدنی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین بار یوں کہتے: انك انت التواب الغفور۔

دار قطنی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع میں یوں کہتے تھے۔ سبوح قدوس، رب الملائکۃ و الروح ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رکوع اور سجود میں اسی طرح کہتے تھے۔

امام شافعی نے حضرت علی المرتضیٰ سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور امام نسائی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع کرتے تو ان کلمات سے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے: اللھم لك رکعت و بك آمنت و لك اسلمت و علیك توکلت انت ربّی خشع لك سمعی و بصری و لحمی و دمی و مخی و عصبی و عظامی و شعری و بشری و ما استقلت بہ قدمی للہ رب العالمین۔

امام احمد، شیخین، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع میں اکثر یہ کلمات کہتے تھے: سبحانك اللھم و بحمدك اللھم اغفرلی۔ امام مسلم نے ان سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا آپ رکوع میں اس طرح کہہ رہے تھے: سبحانك اللھم و بحمدك لا الہ الا انت۔

۱۷ رکوع سے اٹھتے وقت آپ کیا فرماتے تھے

شیخین نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت انس رضی اللہ عنہ ہمارے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کی کیفیت بیان کرتے تھے۔ وہ نماز پڑھتے۔ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کھڑے ہو جاتے۔ حتیٰ کہ کہنے والا کہتا کہ وہ بھول گئے ہیں۔"

امام مسلم اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع سے سر اقدس اٹھاتے تو سجدہ نہ فرماتے حتیٰ کہ سیدھے کھڑے ہو جاتے۔"

امام احمد، امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن الاوفی سے، امام احمد، امام مسلم اور نسائی

نے حضرت ابن عباس سے، ابن ماجہ نے حضرت ابو جحیفہ سے، الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے سر اقدس اٹھاتے تو یوں حمد و ثناء بیان کرتے: سمع الله لمن حمده اللهم ربنا لك الحمد ملء السموات والارض و ملء ما شئت من شئي بعد۔ حضرت عبداللہ نے یہ اضافہ کیا ہے: اللهم طهرني۔ بعض روایات میں یہ اضافہ ہے: برد قلبي بالثلج و البردوا لماء البارد اللهم طهرني من الذنوب و الخطايا كما ينقى الثوب الابيض من الدنس۔ باقی راویوں نے یہ اضافہ کیا ہے اهل الثناء و المجد احق ما قال العبد و كلنا لك عبد اللهم لا مانع لما اعطيت و لا معطي لما منعت و لا ينفع ذا الجد منك الجد۔

ابن ابی شیبہ، احمد بن منیع، ابو یعلی، الطبرانی نے دعا میں، ابن ماجہ نے حضرت ابو جحیفہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رزق اور غنی کا تذکرہ کیا گیا۔ ایک شخص نے کہا: فلاں گھوڑوں میں غنی ہو گیا ہے۔ دوسرے نے کہا: "فلاں اونٹوں میں غنی ہو گیا ہے۔ کسی نے کہا: "فلاں بکریوں میں غنی ہو گیا ہے کسی نے کہا: "فلاں غلاموں میں غنی ہو گیا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کر لی تو آخری رکعت سے سر اقدس اٹھایا اور یہ دعا مانگی: اللهم ربنا لك الحمد مل السموات و مل الارض و مل ما شئت من شئي بعد۔ لا مانع لما اعطيت و لا معطي لما منعت و لا ينفع ذالجد منك الجد۔ آمین۔ آخری کلمہ بلند آواز سے ادا فرمایا۔ ابن ماجہ کے الفاظ ہیں: "آپ نے الجد کو لمبا کر کے فرمایا تا کہ صحابہ کرام جان لیں کہ حقیقت اس طرح نہیں جیسے وہ کہہ رہے ہیں۔"

۱۸ دعائے قنوت

اس کے بارے تین انواع ہیں۔

◆ امام احمد اور دار قطنی نے جید سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں قنوت (قیام اور دعا کو لمبا کرتے رہے) حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔" ان سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم دعاء قنوت پڑھتے۔" انہوں نے گمان کیا ہے کہ انہوں نے چوتھے خلیفہ کا بھی ذکر کیا تھا حتیٰ کہ وہ ان سے جدا ہو گئے۔

انہوں نے ابو طفیل کی سند سے حضرات علی اور عمار رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر دعائے قنوت پڑھتے رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے جدا ہو گئے۔" بزار نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا قنوت پڑھتے رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا حتیٰ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دعائے قنوت پڑھتے رہے حتیٰ کہ ان کا بھی وصال ہو گیا۔"

محمد بن نصر نے اپنی کتاب قیام اللیل میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز صبح میں اور رات کے وتروں میں ان کلمات کے ساتھ دعائے مانگتے تھے: اللھم اھدنی فیمن ھدیت امام حاکم نے (انہوں نے اس روایت کو صحیح کہا ہے مگر ان کا تعاقب کیا گیا ہے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ صبح کی دوسری رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تو ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگتے تھے: اللھم اھدنی فیمن ھدیت۔''

◆ رمضان المبارک کے آخری نصف میں اور مطلق وتروں میں دعائے قنوت۔

ابن ماجہ نے حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر ادا فرماتے اور رکوع سے قبل دعائے قنوت پڑھتے تھے۔''

امام احمد نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایسی دعا سکھائی تھی جسے میں وتروں میں پڑھتا تھا۔ وہ دعا یہ تھی: اللھم اھدنی فیمن ھدیت و عافنی فیمن عافیت و تولنی فیمن تولیت و بارک لی فیما اعطیت وقنی شر ما قضیت فانك تقضی و لا یقضی علیك و انه لا یذل من والیت و لا یعز من عادیت سبحانك ربنا تبارکت و تعالیت'' ''سبحانك ربنا'' کا اضافہ ابن ماجہ نے کیا ہے۔

طیالسی اور ائمہ اربعہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتروں میں یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم انی اعوذ برضاك من سخطك و بمعافاتك من عقوبتك و اعوذبك منك لا احصی نعمتك و لا ثناء علیك انك کما اثنیت علی نفسك۔

ائمہ اربعہ نے لا احصی کے الفاظ نہیں لکھے۔ اس روایت کو الطبرانی نے بھی لکھا ہے مگر علقمہ سے صرف ابو حفص عمر نے روایت کیا ہے۔

◆ ساری فرض نمازوں میں دعائے (قنوت)

امام احمد، ابو داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لگاتار ایک ماہ تک نماز عصر، نماز مغرب، نماز عشاء اور نماز صبح میں ہر نماز کے بعد بد دعا فرماتے رہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری رکعت میں سمع اللہ لمن حمدہ فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو سلیم میں سے رعل، ذکوان اور عصیہ کے لیے بد دعا فرماتے ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے آمین کہتے تھے۔

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو بھی فرض نماز پڑھتے اس میں (ان قبائل کے لیے) بد دعا فرماتے تھے۔

شیخین، ابو داؤد اور امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھیجے۔ جنہیں قراء کہا جاتا تھا۔ مگر کفار نے انہیں قتل کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ایک ماہ نماز فجر کے بعد ان کے لیے بددعا کرتے رہے۔ یہی قنوت کی ابتداء تھی۔ ہم یہ بددعا نہیں کرتے تھے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی: "رکوع کے بعد یا قرأت سے فارغ ہونے کے بعد" دوسری روایت میں ہے: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ماہ تک عرب کے ان قبائل کے لیے بددعا کرتے رہے" ایک اور روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ایک ماہ نماز صبح میں رعل اور ذکوان کے لیے بددعا کرتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عصیۃ! تو نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔"

شیخین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا سر اقدس نماز فجر کی آخری رکعت میں اٹھاتے تو یوں کہتے: اللهم العن فلانا و فلانا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بددعا سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد کے بعد فرماتے: اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ﴿١٢٨﴾

(آل عمران، آیت: ۱۲۸)

ترجمہ: نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِس معاملہ میں کوئی دخل چاہے تو اللہ اُن کی توبہ قبول فرمالے اور چاہے تو عذاب دے انہیں پس بے شک وہ ظالم ہیں۔

امام بخاری نے حضرت انس سے اور امام مسلم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر اور نماز مغرب میں ان کے لیے بددعا کرتے تھے۔"

۲۰ سجدہ کی کیفیت

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں۔ پیشانی، دستِ اقدس سے ناک مبارک کی طرف اشارہ کیا۔ دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے قدمین شریفین کے اطراف پر سجدہ کروں کپڑے اور بالوں کو ملا کر یکجا نہیں کیا جائے گا۔"

ائمہ اربعہ اور امام ترمذی نے حسن روایت کیا ہے جبکہ دارقطنی نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ کرتے تھے تو گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے رکھتے تھے۔"

ابوداؤد کی روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھٹنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلیوں سے پہلے زمین پر لگتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ ریز ہوتے تو اپنی جبین اطہر دو ہتھیلیوں کے درمیان رکھتے انہیں بغلوں سے دور رکھتے۔"

دارقطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ ریز ہوتے تو ہاتھوں کو گھٹنوں سے

پہلے زمین پر رکھتے۔" ابن خزیمہ نے ان سے روایت کیا ہے کہ وہ سجدہ کرتے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ اسی طرح کرتے تھے۔"

ابوداؤد اور امام ترمذی نے (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔) حضرت ابوحمید الساعدی سے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ سجدہ کرتے تو اپنی بینی مبارک اور جبین اطہر زمین پر لگاتے اور اپنے ہاتھ اپنے پہلوؤں سے جدا رکھتے۔ ہتھیلیوں کو کندھوں کے برابر رکھتے۔"

امام ترمذی نے حضرت ابواسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے عرض کی: "حضور اکرم ﷺ سجدہ ریز ہوتے وقت کہاں چہرہ انور رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: "اپنی دونوں مبارک ہتھیلیوں کے مابین۔"

امام احمد، امام مسلم اور ائمہ ثلاثہ نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے آپ ﷺ کے سجدہ کی کیفیت بیان کی۔ انہوں نے اپنے ہاتھ زمین پر لگائے۔ اپنے گھٹنوں پر سہارا لیا اور پشت اوپر اٹھائی۔" امام احمد نے یہ اضافہ کیا ہے۔ "انہوں نے پیٹ کو زمین سے اوپر پہلو کو علیحدہ رکھا۔" پھر فرمایا: "حضور اکرم ﷺ اس طرح سجدہ کرتے تھے۔"

امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور سید المرسلین ﷺ جب سجدہ فرماتے تو پہلے پہلو کو پیٹ سے دور رکھتے تھے حتیٰ کہ مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی اور اگر کوئی جانور دونوں ہاتھوں کے درمیان سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔"

امام احمد اور امام ابوداؤد نے حضرت احمر بن جزیٔ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تھے تو اپنے بازوؤں کو اپنے پہلو سے علیحدہ رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ ہمیں کہنیوں سے پہلوؤں کی اتنی دوری کی وجہ سے آپ ﷺ پر رحم آتا تھا۔"

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں ذوحلیفہ کے مقام پر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ آپ ﷺ سجدہ کی حالت میں تھے آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو کھول رکھا تھا۔"

شیخین اور ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ ﷺ سجدہ ریز ہوتے تو اپنے سجدہ میں بہت زیادہ جھکتے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی۔"

دارقطنی نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب حضور اکرم ﷺ سجدہ ریز ہوتے تو آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں کا رخ قبلہ کی سمت ہوتا تھا۔" امام نسائی نے حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت

کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا جب آپ ﷺ زمین پر سجدہ ریز ہوتے تو اپنے بازوؤں کو مبارک بغلوں سے دور رکھتے اور پاؤں کی انگلیاں کھول لیتے۔"

امام ترمذی نے ان سے صحیح روایت نقل کی ہے کہ جب آپ ﷺ سجدہ ریز ہوتے تو بینی مبارک اور جبین اطہر زمین پر رکھتے۔ بازوؤں کو پہلوں سے دور رکھتے۔ ہتھیلیوں کو کندھوں کے برابر رکھتے۔"

امام احمد نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے اپنی بینی مبارک کے ساتھ جبین اطہر پر سجدہ کیا۔"

دارقطنی اور طبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے جبین اطہر کے اگلے حصہ سے گیسوئے پاک پر سجدہ کیا۔"

امام نسائی اور ابوداؤد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کی جبین اطہر اور بینی مبارک پر پانی اور مٹی کے اثرات دیکھے گئے یہ اس نماز کی وجہ سے تھے جو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو پڑھائی تھی۔"

دوسرے الفاظ میں ہے کہ انہوں نے کہا: "میری آنکھوں نے آپ ﷺ کی زیارت کی۔ لیلۃ القدر کی صبح تھی آپ ﷺ کی جبین اطہر اور بینی مبارک پر پانی اور مٹی کے نشانات تھے۔" امام احمد نے صحیح کے راویوں سے، اور الطبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ جب سجدہ ریز ہوتے تھے تو بازوؤں کو پہلوؤں سے دور رکھتے تھے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔"

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ ہتھیلیوں کے ابھرے ہوئے گوشت پر سجدہ کرتے تھے۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت عدی بن عمیرہ الحضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تھے تو آپ ﷺ کی مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔ جب آپ ﷺ سلام پھیرتے اور چہرے انور دائیں طرف کرتے تو رخسار مبارک کی سفیدی دائیں طرف سے نظر آتی تھی۔"

امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے حدیث پاک بیان کی: "جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو وہ دونوں کلائیوں کو رانوں پر پھیلا دے۔ جھک جائے دونوں ہتھیلیوں کو جوڑے۔ گویا کہ میں اب بھی حضور اکرم ﷺ کی مبارک انگلیوں کے اختلاف کو دیکھ رہا ہوں۔" انہوں نے لوگوں کو اسی طرح دکھایا۔

۲۱ بارش اور سردی میں آپ ﷺ کے سجدہ کی کیفیت

امام احمد نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے بارش

والے دن میں آپ ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ مٹی سے بچ رہے تھے۔ آپ ﷺ پر چادر تھی۔ آپ ﷺ سجدہ کرتے وقت اپنی چادر کو اپنے ہاتھوں کے نیچے رکھ لیتے تھے۔ امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ثابت بن صامت رضی اللہ عنہم سے وہ اپنے والد گرامی اور وہ اپنے پدر بزرگوار سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے بنو عبدالاشہل میں نماز ادا کی۔ آپ ﷺ نے چادر لپیٹ رکھی تھی۔ آپ ﷺ سردی سے بچنے کے لیے اسی پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتے تھے۔"

۲۲ بعض سجدے کسی عذر کی وجہ سے طویل کرنا

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن شداد بن الهاد سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ ﷺ نے ہمیں نماز ظہر یا نماز عصر پڑھانے کے لیے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے حضرت امام حسن یا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اٹھایا ہوا تھا۔ حضور اکرم ﷺ آگے تشریف لائے۔ شہزادے کو نیچے اتارا۔ نماز کے لیے تکبیر کہی۔ نماز کے لیے سجدہ کیا۔ سجدہ بہت طویل کیا۔ میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہ شہزادہ آپ ﷺ کی کمر انور پر تھا۔ آپ ﷺ سجدہ ریز تھے میں پھر سجدہ میں چلا گیا۔ جب آپ ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! ﷺ آپ ﷺ نے اپنے سامنے سجدہ کیا۔ سجدہ بہت طویل کیا۔ ہم نے سمجھا کہ کوئی امر واقع ہو گیا ہے یا آپ ﷺ پر وحی آ گئی ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان میں سے کچھ بھی نہیں ہوا۔ لیکن میرا نور نظر مجھ پر سوار ہو گیا تھا۔ میں نے ناپسند کیا کہ سر سجدہ سے اٹھالوں حتیٰ کہ وہ اپنی تمنا پوری کر لے۔''

۲۳ آپ ﷺ اپنے سجدہ میں کیا کہتے تھے

امام احمد، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی اور دار قطنی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنے سجدہ میں یہ کلمات کہتے تھے: ''سبوح قدوس رب الملائكة و الروح۔''

امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ ﷺ سجدہ ریز ہوتے تو تین بار یہ تسبیح بیان فرماتے تھے: ''سبحان ربی الاعلی و بحمدہٖ۔''

امام احمد، شیخین، ابوداؤد، امام نسائی اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ ﷺ اکثر یہ ذکر فرماتے تھے: ''سبحانك اللهم و بحمدك اللهم اغفرلی و ارحمنی۔ آپ ﷺ قرآن پاک کی وضاحت فرماتے۔''

دار قطنی اور ابن ماجہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے، امام شافعی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، امام نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے، اور امام نسائی نے حضرت ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ میں جاتے تھے تو یہ

تسبیح بیان کرتے تھے: اللھم لك سجدت و لك آمنت و لك اسمت انت ربّی سجد وجھی للذی خلقه و صورہ و شق سمعه و بصرہ تبارك الله احسن الخالقین۔

امام مسلم اور ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لکھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سجدہ میں یہ تسبیح بیان کرتے تھے: اللھم اغفرلی ذنبی کلّه دقّه وجلّه و اوّله و آخرہ و سرّہ و علانیته۔

طیالسی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا: ''ایک رات میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بستر پر نہ پایا۔میں نے سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اور زوجہ محترمہ کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ ریز تھے اور یوں تسبیح خواں تھے: سبوح قدوس رب الملائکة و الروح سبقت رحمة ربنا غضبهٗ۔

امام احمد، امام مالک، ائمہ ثلاثہ اور ابویعلی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''ایک شب میری نوبت تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چپکے سے اٹھ کر چلے گئے۔میں نے سمجھا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اور زوجہ کریمہ کے پاس چلے گئے ہیں۔میں باہر نکلی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کیا میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کے اندرونی حصے کو لگا۔وہ کھڑے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں سجدہ ریز تھے جیسے پھینکا گیا کپڑا ہو۔میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں حمد و ثناء بیان کر رہے تھے:

> سبحانك اللھم و بحمدك لا اله الا انت العلیم انی اعوذ برضاك من سخطك و بمعافاتك من عقوبتك و اعوذبك منك لا احصی ثناء الیك انت كما اثنیت علی نفسك اللھم اغفرلی ما اسررت و ما اعلنت سجدلك سوادی و خیالی و آمن بك فؤادی رب ھذہ یدی و ما جنیت علی نفسی یا عظیما ترجی لكل عظیم فاغفرلی الذنب العظیم۔

میں نے عرض کی: ''میرے والدین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا! میں کسی تصور میں ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس عالم میں ہیں۔''
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر اقدس اٹھایا اور فرمایا: ''تمہیں کون سی چیز نکال کر لائی ہے؟ میں نے عرض کی: ''مجھے کچھ گمان ہوا تھا؟
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بعض گمان گناہ ہیں۔رب تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو۔'' ابویعلی نے یہ اضافہ کیا ہے: ''حضرت جبرائیل امین نے مجھے کہا ہے کہ میں یہ کلمات کہوں۔جنہیں تم نے سنا ہے۔تم بھی اپنے سجدہ میں یہی کلمات کہا کرو۔جس نے یہ کلمات کہے اس کے سر اٹھانے سے پہلے اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

امام احمد نے ثقہ راویوں سے ان سے روایت کیا ہے۔حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ کی حالت میں تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا مانگ رہے تھے: رب اعطِ نفسی تقواھا انت خیر من زکاھا انت ولیھا و مولاھا۔

بزار نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ کرتے تو سجدہ میں یوں کہتے: سجد لك سوادی و خیالی و آمن بك فؤادی ابوء بنعمتك علیّ هذه یدای و ما جنیت علی نفسی۔

۲۴ سجدہ کی مقدار

ابوداؤد، امام نسائی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''میں نے اس جوان (حضرت عمر بن عبدالعزیز) کے علاوہ کسی اور ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جس کی نماز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہ ہو۔'' ہم آپ کے رکوع اور سجود کا اندازہ لگاتے تھے جو دس دس تسبیحات کی مقدار پر مشتمل ہوتا تھا۔''

امام احمد، ابوداؤد جریری سے وہ سعدی سے وہ اپنے والد یا چچا سے روایت کرتے ہیں:''انہوں نے کہا: میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کا اندازہ لگاتا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اطمینان سے رکوع اور سجود کرتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین بار سبحان الله و بحمده کی مقدار رکوع اور سجود کرتے تھے۔''

۲۵ سجدہ سے اٹھنا اور دو سجدوں کے مابین بیٹھنا

امام مسلم اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ سے سر اٹھاتے تو دوسرا سجدہ نہ کرتے حتیٰ کہ سیدھے ہو کر بیٹھ جاتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا بایاں پاؤں نیچے بچھاتے تھے۔''

شیخین اور ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سجدوں کے مابین بیٹھتے تھے حتیٰ کہ کہنے والا کہتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہم ہو گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھول گئے ہیں۔''

ابوداؤد اور دارمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سجدوں کے مابین یہ دعا مانگتے تھے: اللهم اغفرلی و ارحمنی و اجبرنی واهدنی و عافنی و ارزقنی و ارفعنی۔

ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سجدوں کے مابین دو بار اس طرح کہتے تھے: رب اغفرلی رب اغفرلی۔

۲۶ رکوع، رکوع سے اٹھنے، سجدہ اور سجدہ سے اٹھنے کے مابین برابر وقت

امام مسلم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کا رکوع، رکوع سے سر اٹھانا، سجدہ اور سجدہ سے سر اٹھانا تقریباً برابر ہوتا تھا۔'' امام بخاری کے الفاظ یہ ہیں:''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رکوع،

سجود، رکوع سے سر اٹھانے اور دونوں سجدوں کے مابین قریباً برابر وقت ہوتا تھا۔ قیام اور قعدہ کے علاوہ۔"

دوسری رکعت کے لیے اٹھنے کی کیفیت

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، امام احمد اور ابو داؤد نے، امام ترمذی نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے اور ابن ماجہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جبکہ ابو داؤد نے حضرت ابو حمید الساعدی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دو رکعتوں سے اٹھتے تو ہاتھ بلند فرماتے اور تکبیر کہتے حتیٰ کہ ہاتھوں کو کانوں تک لے جاتے۔"

ابو داؤد نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ سے اٹھتے تو اپنے گھٹنوں پر اٹھتے تھے اور اپنی رانوں کا سہارا لیتے تھے۔"

ابو داؤد اور امام ترمذی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں قدمین شریفین کے اگلے حصے کے بل پر اٹھتے تھے۔" امام بخاری نے حضرت سعید بن حارث سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت سعید خدری نے ہمارے لیے نماز پڑھی انہوں نے باآواز بلند تکبیر کہی۔ اسی طرح سجدہ کرتے وقت اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت اور جب دو رکعتوں سے اٹھتے تو انہوں نے اسی طرح کیا۔ انہوں نے کہا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔"

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسری رکعت کے لیے اٹھتے تو الحمد للہ رب العالمین سے قرأت شروع کرتے اور وقفہ نہ فرماتے۔"

تشہد کے لیے بیٹھنے کی کیفیت اور تشہد

ائمہ ثلاثہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں بیٹھتے تھے تو دائیں ہتھیلی دائیں ران پر رکھتے تھے۔ ساری انگلیاں بند کرتے تھے اور ایک انگلی سے اشارہ فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مبارک انگلی سے اشارہ فرماتے انگوٹھے کے ساتھ ملی ہوتی تھی۔ جو قبلہ رو ہوتی۔ اپنی بائیں ہتھیلی بائیں ران پر رکھتے ہتھیلی کو اس پر پھیلا دیتے۔ دائیں پاؤں کو کھڑا کرتے اور بائیں پاؤں کو بچھا لیتے تھے۔"

امام احمد، امام مسلم، ابو داؤد، نسائی اور دار قطنی نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز میں قعدہ فرماتے تو دایاں پاؤں ران مبارک اور پنڈلی کے مابین رکھتے بایاں قدم مبارک نیچے بچھا دیتے۔ بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے۔ سبابہ انگلی سے اشارہ کرتے۔ اپنا انگوٹھا اپنی وسطی انگلی پر رکھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ پاک آپ کے اشارہ سے متجاوز نہ ہوتی تھی۔"

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت شہاب بن مجنون رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ

رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھا ہوا تھا۔ انگلیاں بند تھیں صرف سبابہ انگلی کھلی تھی۔ آپ ﷺ یہ دعا مانگ رہے تھے "یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینك۔"

امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ابو مالک بن نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نماز میں بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے دائیں کہنی دائیں ران پر رکھی ہوئی تھی۔ سبابہ انگلی اٹھائی ہوئی تھی۔ اسے کسی چیز سے رنگا ہوا تھا۔" ابویعلی نے اس روایت کو مالک بن نمیر خزاعی سے اہل بصرہ میں سے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد نے بیان کیا۔

امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ اپنی آخری رکعت میں بائیں پاؤں کو نیچے بچھا رکھا تھا۔ اس کے ایک حصے پر جلوہ فرما تھے پھر آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا۔"

امام مسلم نے حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ ﷺ قعدہ فرماتے تو دائیں ران پر اطمینان کے ساتھ تشریف رکھتے۔"

امام احمد اور الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت خفاف بن ایماء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ اپنی سبابہ انگلی کو بلند فرماتے تھے۔ مشرکین کہتے تھے کہ محمد عربی ﷺ اپنی اس انگلی کو اس لیے اٹھاتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ اس سے جادو کرتے ہیں۔" انہوں نے آپ ﷺ کی تکذیب کی۔ انہوں نے جھوٹ بولا۔ آپ ﷺ تو اس سے اپنے رب تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرتے تھے۔" ان سے ہی روایت ہے کہ جب حضور شفیع معظم ﷺ نماز میں بیٹھتے تو اپنے دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھتے اور انگلی سے اشارہ فرماتے۔"

امام شافعی اور امام احمد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ پہلی دو رکعتوں میں گویا کہ آپ گرم پتھر پر ہوتے تھے حتیٰ کہ آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے۔

امام بیہقی اور ابوبکر الشافعی نے جید سند کے ساتھ قاسم بن محمد رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجھے حضور اکرم ﷺ کا یہ تشہد سکھایا تھا التحیات للہ و الصلوات و الطیبات السلام علیك ایھا النبی و رحمۃ و برکاتہ السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ۔"

الطبرانی نے الکبیر اور الاوسط میں "الناعمات السابغات" کا اضافہ کیا ہے۔ الکبیر کے راوی ثقہ ہیں انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اس طرح تشہد پڑھتے تھے: التحیات للہ و الصلوات و الطیبات و الغادیات الرائحات الزاکیات المبارکات الطاھرات للہ۔

البزار، الطبرانی نے ابن لھیعہ کی سند سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تشہد پڑھتے تھے: بسم اللہ و باللہ خیر الاسماء۔ التحیات للہ و الطیبات الصلوات للہ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریك له و اشھد ان محمد عبدہ و رسوله ارسله بالحق بشیرا و نذیرا و ان الساعة آیة لا ریب فیھا السلام علیك ایھا النبی و رحمة اللہ و برکاتهٗ السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین۔ اللھم اغفرلی و اھدنی۔

ابوداؤد طیالسی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں اپنی انگلی سے اشارہ فرما رہے تھے: سلام پھیرنے کے بعد میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں فرما رہے تھے: اللھم انی اسئلك من الخیر کله ما علمت منه و ما لم اعلم و اعوذبك من الشر کله ما علمت منه و ما لم اعلم۔

ابو یعلی نے عاصم بن کلیب سے وہ اپنے والد گرامی اور وہ اپنے پدر بزرگوار سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: ''میں مسجد میں داخل ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دایاں ہاتھ مبارک دائیں ران مبارک پر رکھے ہوئے تھے۔ سبابہ انگلی سے اشارہ فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے: یا مثبت القلوب ثبت قلبی علی دینك۔

۴۹ تشہد کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا

عبد بن حمید نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے بعد چار بار تعوذ پڑھتے تھے۔ پھر یہ دعا مانگتے تھے اللھم انی اعوذبك من عذاب القبر و اعوذ باللہ من عذاب النار اعوذ باللہ من الفتن ما ظھر منھا و ما باطن اعوذ باللہ من الاعور الکذاب۔

عبد بن حمید کی روایت میں ہے: ''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر نماز کے بعد فرماتے ہوئے سنا۔ معلوم نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام کے بعد یا سلام سے پہلے فرما رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے کئی بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے واپس آتے وقت یہ آیات طیبات پڑھ رہے ہوتے تھے۔

سبحان ربك رب العزۃ عما یصفون و سلام علی المرسلین و الحمد للہ رب العالمین۔

الطبرانی نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرض نماز کے تشہد کے بعد یہ دعا مانگتے تھے:

اللہ انا نسئلك من الخیر کله عاجله و آجله ما علمنا منه و ما لم نعلم اللھم انا نسئلك ما سئلك عبادك الصالحون و نستعیذبك مما استعاذ منه عبادك الصالحون ربنا آتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرۃِ حسنة و قنا عذاب النار ربنا

اتنا آمنا فاغفرلنا ذنوبنا و کفّر عنا سیّآتنا و توفنا مع الابرار ربنا و آتنا ما وعدتنا علی رسلك ولا تحزنا یوم القیامۃ انك لا تخلف المیعاد۔

پھر آپ ﷺ دائیں اور بائیں سلام پھیرتے۔

۞ نماز میں مطلق دعا مانگنا

امام احمد، امام نسائی نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ اپنی نماز میں یہ دعا مانگتے تھے۔

اللھم بعملك الغیب و قدرتك علی خلقك احینی ما علمت ان الحیاۃ خیر لی و توفنی اذ کانت الوفاۃ خیر لی انی اسئلك خشیتك فی الغیب و الشھادۃ و کلمۃ الحق فی الغضب و الرضا و القصد فی الفقر و الغناء و لذۃ النظر الی وجھك و الشوق الی لقائك و اعوذبك من ضراء مضرۃ و من فتنہ مضلّۃ اللھم زیّنّا بزینۃ الایمان و اجعلنا ھداۃ مھتدین۔

امام احمد نے عبید بن قعقاع سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ایک شخص نے آپ ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ اس وقت نماز میں تھے آپ نماز میں یہ دعا مانگ رہے تھے۔ اللھم اغفرلی ذنبی و وسع لی فی داری و بارك لی فیما رزقتنی۔ امام مسلم اور امام نسائی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نماز میں یہ دعا مانگتے تھے: اللھم انی اعوذبك من شر ما عملت و من شر ما لم اعمل۔ شیخین نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''اس آیت طیبہ اذا جاء نصر اللہ و الفتح کے نزول کے بعد آپ ﷺ یہ دعا ضرور مانگتے تھے۔ سبحانك اللھم ربنا و بحمدك اللھم اغفرلی۔

امام احمد نے ثقہ راویوں سے ایک کنانی شخص سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''میں نے حضور اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ فتح مکہ کا سال تھا۔ میں نے آپ ﷺ کو سنا۔ آپ ﷺ یہ دعا مانگ رہے تھے: اللھم لا تحزنی یوم القیامۃ۔ امام احمد نے صحیح کے راویوں سے ایک انصاری شخص سے روایت کیا ہے کہ اس نے آپ ﷺ کو سنا۔ آپ ﷺ اپنی نماز میں فرما رہے تھے: اللھم اغفرلی و تب علی انك انت التواب الغفور۔ آپ ﷺ نے ایک سو بار یہ دعا مانگی۔ امام احمد اور امام الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں وضو کا پانی پیش کیا۔ آپ ﷺ نے وضو کیا۔ نماز پڑھی۔ پھر یہ دعا مانگی: اللھم اصلح لی دینی و وسع علیّ فی ذاتی و بارك لی و رزقی۔

بزار نے ابو ملیح بن اسامہ سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا: رب جبرائیل و میکائیل و محمد اجرنی من النار۔

◆ ۳۱ نماز کے بعد سلام پھیرنا

امام شافعی، امام احمد، امام مسلم، امام نسائی، ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر پہلے دائیں طرف سلام پھیرتے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے مبارک رخسار کی سفیدی نظر آتی۔ پھر بائیں طرف سلام پھیرتے حتیٰ کہ رخسار مبارک کی سفیدی نظر آتی۔''

امام احمد، ائمہ اربعہ، دارقطنی اور امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ اپنے دائیں اور بائیں سلام پھیرتے تھے۔ حتیٰ کہ اِدھر اور اُدھر سے آپ ﷺ کے روئے تاباں کی سفیدی نظر آتی تھی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ!

ابن ابی شیبہ اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ ﷺ اپنے دائیں بائیں سلام پھیرتے تھے۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کے رخسار مبارک کی سفیدی نظر آتی تھی۔''

تنبیہات

◆ ۱ امام عبداللہ بن امام احمد نے زوائد المسند میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا سنن میں سے ہے۔'' اس روایت کی سند میں ابو شیبہ عبدالرحمان بن اسحاق الواسطی ہے۔ امام احمد نے اس کے بارے لکھا ہے کہ یہ منکر الحدیث ہے۔ ابن معین نے اسے متروک کیا ہے۔ دوسری روایت میں انہوں نے اور امام نسائی نے اسے ضعیف کہا ہے۔

امام احمد اور امام ابو داؤد حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے سید المرسلین ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے صرف نماز کے آغاز میں ہاتھوں کو بلند کیا پھر انہیں بلند نہ کیا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے نماز ختم کر لی۔'' ابو داؤد نے کہا ہے: ''یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے۔ اس کی دوسری سند میں محمد بن ابی لیلیٰ ہے۔ یہ دونوں ضعیف ہیں۔''

دارقطنی نے حضرت جریر کی سند سے حضرت حصین بن عبدالرحمان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم حضرت ابراہیم کے پاس گئے۔ انہوں نے حضرت عمرو بن مرہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''ہم نے حضرمیون کی مسجد میں نماز پڑھی۔ علقمہ بن وائل نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا۔

آپ ﷺ نے نماز کے آغاز میں ہاتھ بلند فرمائے اسی طرح آپ ﷺ رکوع اور سجدہ کرتے وقت ہاتھوں کو بلند کرتے تھے۔'' ابراہیم نے کہا: ''میرا خیال ہے کہ تمہارے والد گرامی نے آپ ﷺ کو صرف اسی روز دیکھا اور یہ امر یاد کر لیا۔ عبداللہ اسے یاد نہ کر سکے آپ ﷺ نے تو صرف نماز کے آغاز میں ہاتھ بلند کیے تھے۔'' ابو بکر محمد بن اسحاق نے لکھا ہے: ''یہ علت اس کے سماع کے برابر نہیں ہے کہ ہاتھوں کو بلند کرنا حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام، خلفائے راشدین اور تابعین سے ثابت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود کے رفع یدین کو بھول جانے میں ایسی کوئی چیز نہیں جس سے یہ لازم آتا ہو کہ ان صحابہ کرام نے حضور اکرم ﷺ سے رفع یدین کے بارے کچھ بھی روایت نہیں کیا۔''

◆ آپ ﷺ کی نماز مغرب میں طویل قرأت کے بارے الحافظ نے لکھا ہے کہ یا تو یہ جواز کے بیان کے لیے تھی یا اس لیے کہ آپ ﷺ جانتے تھے یہ اہل ایمان پر گراں نہ گزرے گا۔ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ نہیں کہ آپ ﷺ نے بار بار اس طرح کیا ہو۔''

◆ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا سے مروی روایت کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آخری نماز مغرب پڑھائی اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو آخری نماز، نماز ظہر پڑھائی تھی۔ ان دونوں روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کیونکہ جس نماز کا تذکرہ ام المومنین نے کیا ہے وہ مسجد میں تھی اور جس روایت کا تذکرہ حضرت ام الفضل نے کیا ہے وہ آپ ﷺ کے کاشانہ اقدس میں تھی۔ جیسے کہ امام نسائی نے روایت کیا ہے۔ اسحاق کی اس روایت کی طرف توجہ نہیں دی جائے گی۔'' آپ ﷺ ہماری طرف تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے سر اقدس پر پٹی باندھ رکھی تھی۔ یہ آپ ﷺ کا مرض وصال تھا۔ آپ ﷺ نے نماز مغرب پڑھائی۔'' کیونکہ ان کے قول آپ ﷺ ہماری طرف تشریف لائے۔'' کو اس جگہ پر محمول کیا جا سکتا ہے جہاں آپ ﷺ جلوہ افروز ہوں۔ آپ ﷺ ان افراد کی طرف تشریف لے گئے ہوں جو آپ ﷺ کے کاشانہ اقدس میں موجود ہوں۔ آپ ﷺ نے انہیں نماز پڑھائی ہو۔''

◆ امام نووی نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کی اس روایت کہ آپ ﷺ کا سجدہ، دونوں سجدوں کے مابین بیٹھنا اور رکوع سے سر اٹھانا تقریباً برابر ہوتا تھا کے بارے میں فرمایا ہے کہ اسے بعض احوال پر محمول کیا جائے گا۔ ورنہ حدیث پاک سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کا قیام طویل ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نماز صبح میں ساٹھ سے لے کر ایک سو آیات تک پڑھتے تھے۔ نماز ظہر میں الم سجدہ کی تلاوت کرتے تھے۔ آپ ﷺ نماز کے لیے قیام فرماتے۔ ایک شخص بقیع کی طرف جاتا قضائے حاجت کرتا۔ پھر اپنے گھر جاتا۔ وضو کرتا۔ مسجد میں آتا تو وہ آپ کو پہلی رکعت میں پالیتا نیز یہ کہ آپ ﷺ نے سورۃ المومنین کی قرأت کی حتیٰ کہ حضرات موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے تذکرہ تک پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے نماز مغرب میں الطور اور مرسلات کی تلاوت کی۔ امام بخاری نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے سورہ الاعراف کی تلاوت کی۔ ان

سب روایات سے عیاں ہوتا ہے کہ آپ ﷺ حسب اوقات بعض احوال میں قیام طویل فرماتے تھے۔ لہٰذا اس روایت کو بعض اوقات پر ہی محمول کیا جائے گا۔"

ابن القیم نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی نماز معتدل ہوتی تھی۔ جب آپ ﷺ قیام طویل فرماتے تو رکوع اور سجود کو بھی طویل فرماتے تھے۔ جب قیام تھوڑا فرماتے تو رکوع اور سجود میں بھی تخفیف کرتے تھے۔ بعض اوقات رکوع اور سجود کو قیام سے کم رکھتے تھے۔ لیکن اکثر آپ ﷺ کی نماز میں تناسب اور تعدیل ہوتا تھا۔"

◆ امام نووی نے لکھا ہے "جب آپ ﷺ رکوع سے اٹھتے سیدھے کھڑے ہو جاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو پھر ربنا لک الحمد کہتے۔" انہوں نے لکھا ہے کہ اسی روایت میں امام شافعی اور ایک گروہ کے لیے دلیل ہے کہ امام اور مقتدی دونوں کے لیے اس طرح کہنا مستحب ہے۔ آپ ﷺ نے رکوع سے سر اقدس اٹھاتے اور سیدھے ہوتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا لک الحمد کو جمع کیا تھا۔ کیونکہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ان دونوں کو جمع کیا تھا۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا: اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ (بخاری) ابن قیم نے لکھا ہے: "حضور اکرم ﷺ جب سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے تو فرماتے ربنا ولک الحمد بعض اوقات ربنا لک الحمد کہتے بعض اوقات اللھم ربنا لک الحمد کہتے یہ ساری روایات آپ ﷺ سے صحیح ہیں۔ البتہ اللھم اور واؤ کو جمع کرنا صحیح مروی نہیں ہے صحیح کی وہ روایت جسے الاصیلی نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو یوں کہو: اللھم ربنا و لک الحمد اس روایت کی گرفت کی گئی ہے۔

◆ ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں ایسے آٹھ مقامات ہیں جہاں آپ ﷺ دعا مانگتے تھے۔ (۱) تکبیر تحریمہ کے بعد۔ جیسے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: اللھم باعد بینی و بین خطایا۔ (۲) رکوع سے اعتدال کے وقت (۳) رکوع میں (۴) سجدہ میں (۵) دونوں سجدوں کے مابین (۶) تشہد میں (۷) قنوت میں (۸) کسی آیت رحمت یا آیت عذاب کو پڑھتے۔

◆ ابن ماجہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: آپ ﷺ نے اپنے چہرۂ انور کے سامنے ایک دفعہ ہی سلام کیا۔" اس سند کی روایت میں عبدالھیمن بن عباس ہے۔ امام بکاری نے اس کے بارے لکھا ہے کہ یہ منکر الحدیث تھا۔ امام نسائی نے اسے متروک کہا ہے۔ اسی طرح سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے ایک سلام پھیرا۔" اس روایت کی سند میں یحییٰ بن راشد بصری ہے۔ ابن معین نے لکھا ہے: "یہ کچھ بھی نہ تھا۔" امام نسائی نے اسے ضعیف کہا ہے۔

اس طرح امام ترمذی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ چہرۂ انور کے سامنے صرف

ایک سلام کرتے تھے۔انہوں نے اس کی سند میں کلام کیا ہے۔

◆ امام نووی نے آپ ﷺ کے تشہد السلام علیك ایها النبی، و اشهد ان محمدا عبده و رسوله کے بارے لکھا ہے کہ اس میں عمدہ فائدہ ہے کہ آپ ﷺ نے لفظ تشہدت سے تشہد پڑھا۔الحافظ نے لکھا ہے کہ انہوں نے امام رافعی کے اس قول کا رد کیا ہے کہ آپ ﷺ تشہد میں۔و اشهد انی رسول الله پڑھتے تھے۔ ان کی گرفت یوں ہی کی گئی ہے کہ یہ صراحت سے روایت نہیں کیا گیا۔

◆ امام سبکی، ابن کثیر اور ابن قیم نے اور اسی طرح ابن حزم نے ان کی اتباع میں کہا ہے کہ آپ ﷺ سے یہ منقول نہیں کہ آپ ﷺ نے نماز کی نیت سے یوں کیا ہو نہ امام نے کہا ہے نہ ہی مقتدی نے نہ ہی اس کا حکم دیا گیا ہے نہ ہی اسے برقرار رکھا گیا۔اسی طرح صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین نے اس طرح کیا ہے نہ کسی سے یہ منقول ہے کہ اس نے اس طرح کیا ہو نہ ہی اس نے اس کا حکم دیا۔

✿✿✿✿

گیارھواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے اعمال کے اوصاف کے بارے احادیث

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

❶ نماز میں طمانیت

امام بخاری نے ابوحمید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکبیر کہتے تو دونوں ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھتے۔ کمر مبارک کو جھکا لیتے۔ جب سر اقدس کو بلند فرماتے تو سیدھا کھڑا ہو جاتے۔ حتیٰ کہ ہر ہر عضو اپنی جگہ پر آجاتا۔ جب سجدہ ریز ہوتے تو دونوں کو پھیلائے اور بند کیے بغیر زمین پر رکھتے۔ پاؤں کی مبارک انگلیوں کو قبلہ کی سمت کرتے جب قعدہ میں بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دائیں پاؤں کو سیدھا کھڑا کرتے۔ جب آخری رکعت میں بیٹھتے بائیں پاؤں کو آگے کر لیتے۔ دوسرے پاؤں کو کھڑا کرتے اور پشت مبارک پر بیٹھ جاتے تھے۔''

❷ نماز کی طوالت اور تخفیف کے بارے

امام احمد، شیخین، ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لمبا قیام کیا حتیٰ کہ میں نے برا ارادہ کر لیا۔'' ان سے عرض کی گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ارادہ کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: ''میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں بیٹھ جاؤں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دوں۔''

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں الصافات سورۃ کے ساتھ تخفیف کا حکم دیتے تھے۔

امام احمد نے حضرت ابو واقف اللیثی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صحابہ کرام کو امامت کراتے تو مختصر کراتے اور جب اکیلے نماز پڑھتے تو طویل نماز ادا فرماتے۔''

امام احمد نے حضرت مالک بن عبداللہ الخثعمی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے کسی غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شرکت کی سعادت حاصل کی۔ میں نے کسی امام کی امامت میں نماز نہیں پڑھی جس کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز سے مختصر ہو جبکہ رکوع اور سجدے مکمل تھے۔''

امام احمد نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاروں رکعتوں میں قیام اور قرأت برابر فرماتے تھے لیکن پہلی رکعت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طویل فرماتے تھے تاکہ لوگ اس میں شامل ہو جائیں۔"

ابن ماجہ نے حضرت ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور امام انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں نماز پڑھاتے تھے۔پہلی رکعت کو طویل فرماتے تھے۔دوسری رکعت اس سے کم طویل فرماتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ صبح میں بھی اسی طرح کرتے تھے۔"

حارث نے حضرت ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاروں رکعتوں کو قیام اور قرأت کے اعتبار سے برابر رکھتے تھے۔پہلی رکعت کو طویل کرتے تھے۔تاکہ صحابہ کرام اس میں شامل ہو جائیں۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے ان سے ہی روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ان میں سے کسی ایک کی نماز بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ تخفیف والی نہیں ہوتی تھی۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کی دو رکعتیں تمہاری نماز کی ایک رکعت سے تخفیف والی ہوتی تھیں۔"

امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز تکمیل کے اعتبار سے سب سے زیادہ تخفیف کی حامل ہوتی تھی۔"الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز سے زیادہ تخفیف والی ہو۔"

امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو نماز پڑھتے تھے اگر وہ تم میں سے کوئی آج پڑھے تو تم اس پر اس کی وجہ سے عیب لگاؤ۔"

انہوں نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"جو ہمیں امامت کرائے تو وہ رکوع اور سجود مکمل کرے۔ہم میں ضعیف، بوڑھے، عمر رسیدہ، مریض اور مسافر ہوتے ہیں، ضرورتمند بھی ہوتے ہیں ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔"

۳ قضاء شدہ نمازوں کے بارے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ خیبر سے تشریف لائے تو ساری رات چلتے رہے جب نیند نے آلیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما ہو گئے۔حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:"ہمیں نماز کے لیے جگا

دینا۔" حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز ادا کی جتنی رب تعالیٰ نے چاہا۔ پھر وہ بھی سو گئے۔ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام بھی سو گئے جب فجر قریب ہوئی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنے کجاوے کے ساتھ ٹیک لگائی۔ مشرق کی طرف منہ کیا۔ ان کی آنکھ لگ گئی وہ اپنے کجاوے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے نہ تو حضور اکرم ﷺ نہ ہی حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور نہ ہی کوئی صحابی بیدار ہوئے حتیٰ کہ انہیں دھوپ نے آلیا۔ سب سے پہلے آپ ﷺ جاگے۔ آپ ﷺ گھبرا گئے۔ فرمایا: "بلال! انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! ﷺ مجھے بھی اسی چیز نے آلیا تھا جس نے آپ ﷺ کو آلیا تھا۔" آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: "آگے عازم سفر ہو جاؤ۔ اس جگہ سے کوچ کرو جہاں تمہیں غفلت نے آلیا تھا۔" صحابہ کرام کچھ دور آ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔ حضرت بلال کو حکم دیا۔ انہوں نے نماز کے لیے اقامت کہی آپ ﷺ نے انہیں نمازِ صبح پڑھائی۔ آپ ﷺ نے نماز قضاء کر لی تو فرمایا: "جسے نماز بھول جائے تو وہ اسے اس وقت پڑھ لے جب اسے یاد آ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿۱۴﴾ (طٰہٰ، آیت: ۱۴)

ترجمہ: ادا کیا کر نماز مجھے یاد کرنے کے لیے۔

امام احمد، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم رات کے وقت آپ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ سے واپس آ رہے تھے۔ ہم نرم زمین پر اترے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہمیں نماز کے لیے کون جگائے گا؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر تم بھی سو جاؤ گے۔" انہوں نے عرض کی: "نہیں" وہ بھی سو گئے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا۔ فلاں فلاں صحابی جاگ گئے۔ ان میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ باتیں کرنے لگے۔ حضور اکرم ﷺ بھی جاگ اٹھے۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: "اسی طرح کرو جس طرح پہلے کرتے ہو۔" جب انہوں نے اسی طرح کیا تو فرمایا: "جو سو جائے یا بھول جائے اس کے لیے اسی طرح کرو۔"

امام احمد نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک رات ہم آپ ﷺ کے ساتھ چلتے رہے۔ ہم نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ کاش! آپ ﷺ ہمیں کچھ دیر زمین پر آرام کرنے دیں۔ ہم سو جائیں اور ہماری سواریاں چر لیں۔" آپ ﷺ نے اسی طرح کیا۔ فرمایا: "کوئی ہماری نگہبانی کرے۔" حضرت عبداللہ نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "میں نگہبانی کروں گا۔" مجھے بھی نیند نے آلیا۔ میں سو گیا۔ جب جاگا تو سورج طلوع ہو چکا تھا حضور اکرم ﷺ ہماری گفتگو کی وجہ سے بیدار ہوئے۔ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے اذان دی۔ پھر اقامت کہی آپ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔"

امام احمد نے حضرت ذی مخمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حبشہ کا ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت کرتا تھا۔ ہم ایک سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے واپسی پر سرعت کے ساتھ سفر کیا۔ آپ ﷺ نے سامانِ سفر قلیل ہونے کی وجہ سے اس طرح کیا۔ ایک صحابی نے آپ ﷺ سے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ صحابہ کرام پیچھے رہ گئے ہیں۔ آپ ﷺ رک گئے۔ لوگ بھی رک گئے حتیٰ کہ سارے صحابہ کرام آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ ﷺ

نے ان سے فرمایا: ''کیا ہم کچھ دیر سونہ جائیں۔'' یا کسی اور صحابی نے یہ آپ ﷺ سے عرض کی۔ آپ ﷺ نیچے اترے صحابہ کرام بھی نیچے اترے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج ہماری نگہبانی کون کرے گا؟'' میں نے عرض کی: ''رب تعالیٰ مجھے آپ ﷺ پر فدا کرے۔ میں! آپ ﷺ نے مجھے اپنی اونٹنی کی نکیل تھمائی اور فرمایا: ''لو! غافل نہ ہو جانا'' میں نے آپ ﷺ کی اونٹنی اور اپنی اونٹنی کی لگام تھامی اور ذرا ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے انہیں چرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ میں ان کی طرف دیکھتا رہا حتیٰ کہ مجھے نیند نے آلیا۔ مجھے کسی چیز کا علم نہ ہو سکا۔ حتیٰ کہ میں نے سورج کی گرمی کو پالیا میں جاگا میں نے دائیں بائیں دیکھا۔ سواریاں میرے قریب ہی چر رہی تھیں۔ میں نے آپ ﷺ کی ناقہ مبارکہ اور اپنی اونٹنی کی نکیل پکڑی۔ صحابہ کرام کے قریب آیا۔ میں نے انہیں جگایا اور پوچھا: ''کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟'' انہوں نے کہا: ''نہیں!'' صحابہ کرام ایک دوسرے کو جگانے لگے حتیٰ کہ آپ ﷺ بیدار ہو گئے۔

شیخین نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق میں غروبِ آفتاب کے بعد بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ وہ کفار قریش کو برا بھلا کہنے لگے۔ انہوں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! ﷺ میں نے ابھی تک نماز عصر نہیں پڑھی۔ قریب ہے کہ سورج غروب ہو جائے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''بخدا! میں نے بھی ابھی تک نماز عصر نہیں پڑھی۔'' ہم بطحان کی طرف گئے۔ آپ ﷺ نے وضو کیا۔ ہم نے بھی وضو کیا۔ آپ ﷺ نے غروب آفتاب کے بعد نماز عصر پڑھی۔ اس کے بعد نماز مغرب پڑھی۔''

امام احمد اور امام ابوداؤد نے عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ امام احمد اور امام نسائی نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کسی سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آج رات ہماری نگہبانی کون کرے گا جو نمازِ صبح سے سو نہ جائے؟ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''میں۔''

بارھواں باب

سلام کے بعد آپ ﷺ کے آداب

اس میں کئی انواع ہیں۔

① آپ ﷺ کا دائیں طرف لوگوں کو اور بائیں طرف قبلہ کو رکھنا اور حالتِ دعا میں ان کی طرف رخ انور کرنا

امام مسلم، ابوداؤد نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب ہم آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم پسند کرتے تھے کہ آپ ﷺ کے دایاں طرف ہوں تاکہ آپ ﷺ کا رخ انور ہماری طرف ہو۔"

امام احمد نے حضرت یزید بن اسود سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں نماز صبح پڑھی پھر آپ ﷺ بیٹھ کر ہی مڑ گئے۔ چہرۂ انور صحابہ کرام کی طرف کیا۔ صحابہ کرام جلدی سے اٹھے۔ آپ ﷺ کا دست اقدس تھاما۔ اسے اپنے چہروں پر پھیرنے لگے۔ میں نے آپ ﷺ کا دستِ اقدس تھاما۔ اپنے چہرے پر ملا۔ میں نے اسے پایا وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبو آور تھا۔"

محمد بن یحییٰ نے، ابویعلی نے اور ابن حبان نے یزید بن الاسود السوائی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کیا۔ آپ ﷺ نے نمازِ صبح پڑھی۔ آپ ﷺ پیچھے مڑے اور چہرہ انور صحابہ کرام کی طرف کیا آپ ﷺ نے لوگوں کے پیچھے دو افراد دیکھے۔۔۔

شیخین نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ ﷺ نمازِ صبح ادا کر لیتے تھے۔ تو چہرۂ انور ہماری طرف کر لیتے تھے۔"

شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک رات کو آپ ﷺ نے نماز عشاء نصف رات تک مؤخر کی۔ پھر آپ ﷺ تشریف لائے نماز پڑھی اور چہرۂ انور ہماری طرف کر لیا۔"

شیخین نے حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے ہمیں حدیبیہ کے مقام پر نماز صبح پڑھائی۔ رات کو بارش برسی تھی۔ زمین گیلی تھی۔ جب آپ ﷺ نے نماز پڑھ لی تو چہرہ انور صحابہ کرام کی طرف کر لیا۔"

◆ نماز کے بعد باآواز بلند ذکر کرنا

امام شافعی، شیخین، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد ہمایوں میں نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا معمول تھا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: "جب میں نماز کے بعد ذکر کو سنتا تو میں جان لیتا تھا کہ صحابہ کرام نماز سے فارغ ہو چکے ہیں۔" دوسری روایت میں ہے: "میں تکبیر کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کا اختتام جان لیا تھا۔"

چودھویں باب میں اس حدیث پاک کا بھی تذکرہ ہوگا جسے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی کیا گیا ہے۔

◆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی جگہ تشریف فرما رہتے حتیٰ کہ صحابہ کرام چلے جاتے اور سورج طلوع ہو جاتا

امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر ادا کر لیتے تو بیٹھ جاتے حتیٰ کہ سورج اچھی طرح طلوع ہو جاتا۔"

امام احمد نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "نماز صبح سے لے کر سورج کے چمکنے تک مسجد میں بیٹھنا مجھے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے اور نماز عصر سے لے کر غروب آفتاب تک مسجد میں بیٹھنا مجھے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔"

◆ سلام کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنی دیر بیٹھتے تھے؟

امام مسلم نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام پھیر لیتے تو اتنی دیر بیٹھتے تھے جتنی دیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا پڑھتے:

اللھم انت السلام و منك السلام تبارکت ذا الجلال و الا کرام۔

ظاہر ہے کہ یہ بیٹھنا وہ تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں بیٹھتے تھے۔ پھر صحابہ کرام کی طرف رخ انور کر لیتے اور قبلہ کی طرف کمر کر لیتے تھے تاکہ ساری روایات کو جمع کیا جا سکے۔

❁❁❁❁

تیرھواں باب

عذر کی وجہ سے فرض نماز بیٹھ کر پڑھنا اور نفل اشارے سے پڑھنا

ابو یعلی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرض نماز زمین پر بیٹھ کر ادا کی۔ زمین پر بیٹھ کر قعدہ کیا اور اشاروں سے نماز پڑھی۔"

ائمہ اور دار قطنی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑے سے گر پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائیں طرف کی جلد زخمی ہو گئی۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عیادت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔" امام احمد کے یہ الفاظ ہیں: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیرا تو فرمایا: "امام کو اس لیے مقرر کیا جاتا ہے تاکہ اس کی اقتداء کی جائے۔"

امام بخاری نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھوڑے سے گر پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پنڈلی مبارک یا شانہ مبارک زخمی ہوا۔ صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔" امام احمد، نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قدم مبارک زخمی ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کمرہ میں تشریف فرما ہو گئے جس کی سیڑھیاں کھجور کے درخت کی بنائی ہوئیں تھیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عیادت کے لیے حاضر خدمت ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔"

امام احمد، امام مسلم، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ سے ایک گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھجور کے تنے پر گرا دیا قدم مبارک زخمی ہو گیا۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عیادت کے لیے حاضر خدمت ہوئے۔ ہم نے دیکھا آپ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھانے لگے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ہم بیٹھ گئے۔ جب نماز ادا کر لی تو فرمایا: "جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو بیٹھ کر نماز پڑھو جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ اس طرح نہ کرو جس طرح اہل فارس اپنے سرداروں کے ساتھ کرتے ہیں۔"

ائمہ، امام نسائی اور دار قطنی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے حجرہ مقدسہ میں بیٹھ کر نماز ادا کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہو گئے تو فرمایا: ''امام کو اس لیے مقرر کیا جاتا ہے تاکہ تم اس کی اقتداء کرو۔ جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔ جب وہ اٹھے تو تم بھی اٹھو۔ جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز ادا کرو۔''

اس روایت کے اور بھی کئی طرق ہیں ان میں سے اکثر کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے ابواب میں آئے گا۔

✿✿✿✿

چودھواں باب

نماز کے بعداذ کاراور دعائیں

امام احمد، امام مسلم اور ائمہ اربعہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام پھیر کر تین بار استغفر اللہ پڑھتے تھے۔ پھر یہ دعا مانگتے: اللھم انت السلام و منك السلام تبارکت یا ذالجلال و الا کرام۔

امام اوزاعی سے عرض کی گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استغفار کیسے پڑھتے تھے تو انہوں نے کہا: آپ استغفر الله کہتے تھے۔

امام احمد، امام مسلم، امام نسائی، ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ ہر نماز کا سلام پھیرنے کے بعد یہ کلمات پڑھتے تھے: لا اله الا الله وحدهٗ لا شریك له. له الملك و له الحمد و هو علی كل شیء قدیر لا حول و لا قوة الا بالله مخلصین له الدین و كره الكافرون۔ وہ فرماتے: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے بعد باآواز بلند یہ کلمات پڑھتے تھے۔ دوسری روایت میں ہے: انہوں نے فرمایا: ''جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے سلام پھیرتے تھے تو باآواز بلند ان کا ذکر کرتے تھے۔''

امام احمد، شیخین، ابوداؤد، نسائی اور الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ ذکر کرتے تھے: لا اله الا الله وحدهٗ لا شریك له. له الملك و له الحمد یحیی و یمیت و هو علی كل شی قدیر. اللهم لا مانع لما اعطیت و لا معطی لما منعت و لا ینفع ذالجد منك الجد۔

ابو یعلی اور ابن حبان نے حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہمیں رب ذوالجلال کی قسم جس نے سمندر کو حضرت موسیٰ کے لیے شق کیا کہ ہم تورات میں پاتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نماز سے فارغ ہو کر ان کلمات کے ساتھ رب تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے: اللھم اصلح لی دینی الذی جعلته عصمة امری و اصلح لی دنیای التی جعل فیها معاشی اللھم انی اعوذ برضاك من سخطك و بعفوك من نقمتك و اعوذبك منك اللھم لا مانع لما اعطیت و لا معطی لما منعت و لا ینفع ذالجد منك الجد۔

حضرت کعب نے فرمایا: ''مجھے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے بعد یہ کلمات پڑھتے تھے۔''

امام نسائی اور امام ترمذی نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم انی اعوذبك من الکفر و الفقر و عذاب القبر۔
ابن ابی شیبہ اور امام نسائی نے "عمل الیوم و اللیلة" میں ایک انصاری شخص سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ ہر نماز کے بعد ایک سو بار یہ دعا مانگتے تھے: اللھم اغفرلی و تب علیّ انك انت التواب الغفور۔
الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ اپنی نماز سے سلام پھیرتے تو اس کے بعد یہ دعا مانگتے: اللھم انت السلام و منك السلام تبارکت یا ذاالجلال و الاکرام۔ البزار نے جید سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے، البزار اور الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عباس سے، الطبرانی نے حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو یہ ذکر کرتے: لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریك له. له الملك و له الحمد یحییٖ و یمیت بیدہ الخیر و ھو علی کل شیٔ قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت و لا معطی لما منعت و لا ینفع ذاالجد منك الجد۔
الطبرانی نے ضعیف سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ ﷺ یہ ذکر کرتے تھے تو ہم سمجھ جاتے تھے کہ آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو چکے ہیں۔ سبحان ربك رب العزۃ عما یصفون و سلام علی المرسلین و الحمد للہ رب العالمین۔
الطبرانی نے جید سند کے ساتھ اور امام نسائی نے (ہر نماز کے بعد کے الفاظ کے علاوہ) حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگتے تھے: اللھم رب جبریل و میکائیل و اسرافیل اعذنی من حر النار و من عذاب القبر۔
البزار اور الطبرانی نے زید العمی کی سند سے جبکہ بقیہ افراد ثقہ ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تھے تو اپنا دایاں دستِ اقدس اپنے سر اقدس پر پھیرتے تھے۔" ایک اور روایت میں ہے: "دستِ اقدس جبین اطہر پر پھیرتے اور یہ دعا کرتے: باسم اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الرحمان الرحیم اللھم اذھب عنی الھم و الحزن۔ دوسری روایت میں الغم و الحزن کے الفاظ ہیں۔ البزار اور ابو یعلی نے ضعیف سند کے ساتھ ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ نے جب بھی فرض نماز ادا کی اور رخ انور ہماری طرف کیا اور یہ دعا مانگی:

اللھم انی اعوذبك من کل عمل یخزینی و اعوذبك من کل صاحب یردینی و اعوذبك من کل امل یلھینی و اعوذبك من کل فقر ینسینی و اعوذبك من کل غنی یطغینی۔

ابو یعلی نے ثقہ راویوں کے ساتھ، سوائے ابوہارون کے، ابوہارون سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم نے

حضرت ابوسعید سے عرض کی: "کیا تمہیں کچھ ایسے کلمات یاد ہیں جو آپ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد پڑھتے تھے۔" انہوں نے کہا: "ہاں! انہوں نے کہا: "ہاں!" آپ ﷺ پر نماز کے بعد یہ آیت طیبہ پڑھتے تھے: سبحان ربك رب العزة عما يصفون و سلام على المرسلين و الحمد لله رب العالمين۔

الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضور اکرم ﷺ کے دونوں شانوں کے مابین کھڑا ہوتا تھا۔ جب آپ ﷺ سلام پھیرتے تھے تو یہ دعا مانگتے تھے اللهم اجعل خير عمری آخره اللهم اجعل خواتيم عملی رضوانك اللهم اجعل خير (ايامی يوم لقائك)

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے جب بھی آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے کی سعادت حاصل کی میں سنا کہ آپ ﷺ نماز کے بعد یہ دعا مانگ رہے تھے:

اللهم اغفرلی خطایای و ذنوبی کلها و اجرنی و اهدنی لصالح الاعمال و الاخلاق لا يهدی لصالحها و لا يصرف سيئها الا انت۔

بزار نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے جب بھی تمہارے نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی۔ میں نے سنا آپ ﷺ نماز کے بعد یہ دعا مانگ رہے تھے:

اللهم اغفرلی خطایای و عمدی اللهم اهدنی لصالح الاعمال و الاخلاق انه لا يهدی لصالحها الا انت و لا يصرف سيئها الا انت۔

تنبیہ

ابن القیم نے الھدیٰ میں لکھا ہے: نماز سے فراغت کے بعد دعا قبلہ رو ہو کر یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف رخ انور کر کے دعا مانگنا آپ ﷺ کی عادت مبارکہ نہ تھی نہ ہی اسے کسی صحیح یا حسن سند سے روایت کیا گیا ہے آپ ﷺ نے اسے نماز فجر اور نماز عصر کے ساتھ بھی مختص نہیں کیا۔ نہ ہی یہ خلفاء کی سنت ہے۔ نہ ہی آپ ﷺ نے اپنی امت کی اس طرف راہ نمائی کی ہے یہ ایک پسندیدہ فعل ہے جس نے اسے دیکھا ہے اس نے اسے سنت کا عوض سمجھا ہے۔" انہوں نے کہا ہے: "آپ ﷺ کی عام وہ دعائیں جن کا تعلق نماز کے ساتھ ہے آپ ﷺ نے وہ نماز میں ہی مانگیں تھی اور نماز میں ہی انہیں مانگنے کا حکم دیا تھا۔ نمازی کی حالت کے مناسب بھی یہی ہے کیونکہ وہ نماز میں رب تعالیٰ سے مناجات کر رہا ہوتا ہے جب سلام پھیر دیتا ہے تو یہ مناجات منقطع ہو جاتیں ہیں۔ رب تعالیٰ کا وہ قرب اور سامنا ختم ہو جاتا ہے۔ اس شخص کی کیفیت کیا ہوتی ہے تو رب تعالیٰ سے مناجات کرتے وقت اور اس کے قرب کے وقت اور اس وقت جب وہ اس کی طرف پوری طرح متوجہ ہو اس سے سوال نہ کرے۔ جب اس سے فارغ ہو جائے تو پھر اس سے التجاء کرے۔

الحافظ نے لکھا ہے: ''ابن القیم نے جو مطلق دعا کی نفی کی ہے وہ مردود ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: معاذ! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ اپنی ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگنا کبھی نہ بھولنا۔

اللھم اعنی علی ذکرك و شُکرك و حسن عبادتك۔

اس روایت کو ابو داؤد، امام نسائی نے روایت کیا ہے اور ابن حبان اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے۔ ابوبکرہ نے اس دعا کے بارے لکھا ہے: اللھم انی اعوذبك من الکفر و الفقر و عذاب القبر کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگتے تھے۔ اس روایت کو امام احمد، امام ترمذی اور امام نسائی نے روایت کیا ہے اور امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ حضرت سعد کی روایت بخل سے تعوذ کے بارے میں آرہی ہے وہ بعض طرق میں مطلوب ہے۔ اسی طرح حضرت زید بن ارقم اور اس سے بعد کی روایات کو بھی پیش کیا جاسکتا ہے۔'' اگر یہ کہا جائے کہ ہر نماز سے بعد سے مراد یہ ہے کہ اس کے اختتام کے قریب یعنی تشہد میں دعا مانگتے تھے تو ہم کہیں گے۔ ''ہر نماز کے بعد ذکر کا حکم وارد ہے۔ اجماعاً اس سے مراد بعد از سلام ہے۔ حتیٰ کہ یہ اپنے سے مخالف کو ثابت کر دیتا ہے۔'' امام ترمذی سے حضرت ابوامامۃ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی گئی: ''یارسول اللہ! کون سی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد'' انہوں نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔'' الطبرانی نے امام جعفر صادق سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''فرض نماز کے بعد دعا مانگنا نفل نماز کے بعد دعا مانگنے سے افضل ہے جیسے کہ فرض نماز نفل نماز سے افضل ہے۔''

پندرھواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز صبح، نماز عصر اور نماز مغرب کے بعد کیا پڑھتے اور کیا کرتے تھے

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے فضل بن موفق کے۔ ابن حبان سے اسے ثقہ اور ابو حاتم رازی نے اسے ضعیف کہا ہے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ صبح ادا کر لیتے تو اپنی جگہ سے نہ اٹھتے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نماز کی گنجائش ہو جاتی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے: "جس نے نماز صبح ادا کی پھر بیٹھ گیا حتیٰ کہ اس کے لیے نماز کی گنجائش ہو گئی تو اسے ایک مقبول حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز صبح ادا کر لیتے تو بیٹھ کر رب تعالیٰ کا شکر ادا کرتے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتے۔"

ابو یعلی نے ثقہ راویوں سے (سوائے ابو عابد محتسب کے۔ اسے ابو عائذ بھی کہا جاتا ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقہ کہا ہے دیگر محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے۔) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "نماز فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک مجھے ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنا جو رب تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں بنو اسماعیل میں چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے جن میں سے ہر ایک کی دیت بارہ ہزار ہو اور نمازِ عصر سے لے کر نمازِ مغرب تک مجھے ان لوگوں میں بیٹھنا جو رب تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں بنو اسماعیل کے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے جن میں سے ہر ایک کی دیت بارہ ہزار ہو۔"

ابو یعلی نے اور الطبرانی نے الدعاء میں روایت کیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز صبح پڑھا لیتے تو صحابہ کرام کی طرف توجہ کرتے تو یہ دعا مانگتے:

> اللهم انی اعوذبك من عمل يخزينی اللهم انی اعوذبك من غنی يطغينی اللهم انی اعوذبك من صاحب يؤذينی، اللهم انی اعوذبك من امل يلهينی اللهم انی اعوذبك من فقر ينسينی و اعوذبك من كل غنی يطغينی۔

حضرت زمیل الجہنی سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: "جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز صبح ادا کر لیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو زانو ہو کر بیٹھ جاتے تو ستر بار یہ ورد کرتے: سبحان الله و بحمده و استغفر الله انه توابا۔ پھر فرماتے: "ستر کو سات سو کے ساتھ۔ اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جس کے گناہ ایک دن میں سات سو سے زیادہ ہوں۔" پھر چہرۂ انور صحابہ کرام کی طرف کر لیتے۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ صبح کے

بعد یہ دعا مانگتے تھے: اللھم انی اسئلك رزقا طیبا و علما نافعا و عملا متقبلاً۔

الطبرانی نے حضرت ابوموسیٰ سے، اور حضرت ابوبرزہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "جب آپ ﷺ نماز صبح ادا کر لیتے تو آواز مبارک بلند فرماتے اور یہ دعا مانگتے: اللھم اصلح لی دینی الذی جعلته عصمة امری۔ آپ ﷺ یہ تین بار فرماتے۔" حضرت ابوموسیٰ نے یہ اضافہ کیا ہے: اللھم اصلح لی آخرتی التی جعلت الیھا مرجعی (تین بار) اللھم اصلح لی دنیای التی جعلت فیھا معاشی (تین بار) اللھم انی اعوذ برضاك من سخطك و اعوذبك منك (تین بار) اللھم لا مانع لما اعطیت و لا معطی لما منعت و لا ینفع ذالجد منك الجد۔

❁❁❁❁

سولھواں باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے دیگر آداب

امام شافعی، امام احمد، شیخین، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، ابوداؤد، امام ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت ہلب سے، امام شافعی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور طیالسی نے حضرت اوس ثقفی سے روایت کیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو کبھی اپنے دائیں طرف سے اور کبھی بائیں طرف سے پیچھے ہوتے تھے۔''

امام مسلم، اور امام نسائی نے اسماعیل بن عبدالرحمان السدی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کی ادائیگی کے بعد دائیں طرف سے یا بائیں طرف سے پھرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثر اپنی دائیں سمت سے پھرتے ہوئے دیکھا ہے۔''

امام ترمذی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے حسن روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مسلمانوں کے امور کے بارے مشاورت کرتے تھے۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوتا تھا۔''

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''نماز صبح قائم ہوگئی تو ایک شخص اٹھا اور دو رکعتیں اور پڑھنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اس کے کپڑے سے کھینچا اور فرمایا: ''کیا تم نمازِ صبح چار رکعتیں پڑھ رہے ہو؟''

ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح تک ہمیں بنو اسرائیل کے حالات بتاتے رہے پھر عظیم نماز کی طرف تشریف لے گئے۔''

امام احمد نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشاء سے قبل نہ سوتے تھے اور عشاء کے بعد جاگتے نہ تھے۔''

امام احمد، ابوداؤد، امام نسائی اور ابن حبان نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ''کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کپڑے میں نماز پڑھ لیتے تھے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وظیفہ زوجیت ادا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ''ہاں! جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں کوئی نشان وغیرہ نہ دیکھتے۔''

مسدد اور ابن ابی شیبہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی

کپڑے میں نماز پڑھ لیتے تھے جس میں آپ ﷺ وظیفۂ زوجیت ادا کرتے تھے۔"

امام احمد، امام ترمذی، امام مسلم نے حضرت انس سے، امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت اوس سے، ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود سے، امام احمد اور امام نسائی نے عمرو بن حریث سے، امام احمد نے عبد اللہ بن ابی حبیبہ سے، البزار اور الطبرانی نے حضرت ابن عباس سے، امام احمد نے مجمع بن جاریہ سے، الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت فیروز دیلمی سے، انہوں نے ثقیف کے وفد سے، الطبرانی نے ہرماس بن زیاد سے، الطبرانی نے حضرت ابن عمر سے، امام احمد نے حضرت ابوہریرہ سے، ابویعلی اور بزار نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو نعلین پاک میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔"

حارث نے سلیمان بن حمید نے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک اعرابی کو کہتے ہوئے سنا۔ انہوں نے کہا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے گائے کے چمڑے کے جوتے پہنے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے بائیں سمت لعاب دہن پھینکا اور اسے اپنے نعلین پاک سے کھرچ دیا۔"

ابویعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنے موزوں میں نماز پڑھ لیتے تھے۔ الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نصف ماہ تک آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر رہا۔ میں نے دیکھا آپ ﷺ اپنے نعلین پاک میں نماز ادا کی۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ ﷺ کو عریاں پاؤں اور نعلین پاک میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ نے نماز میں صرف ایک بار جوتے اتارے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی جوتے اتار دیے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا: "تم نے اپنے جوتے کیوں اتار دیے ہیں۔" انہوں نے فرمایا: "ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے جوتے اتارے تو ہم نے بھی اتار دیے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے حضرت جبرائیل امین نے بتایا ہے کہ ان میں گندگی لگی ہوئی ہے۔"

امام احمد، ابوداؤد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اسی اثناء میں کہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھا رہے تھے کہ آپ ﷺ نے اپنے نعلین پاک اتار دیا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے جوتے اتار دیے۔ جب آپ ﷺ نے نماز ادا کرلی تو فرمایا: "تمہیں کس چیز نے ابھارا ہے کہ تم اپنے جوتے اتارو۔" انہوں نے کہا: "ہم نے دیکھا آپ ﷺ نے جوتے اتار دیے تو ہم نے بھی جوتے اتار دیے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے پاس تو حضرت جبرائیل امین آئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ان میں گندگی لگی ہوئی تھی۔"

دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "حضرت جبرائیل امین

میرے پاس آئے اور کہا: ''ان میں چھری کا خون لگا ہوا تھا۔'' اس روایت کی سند ضعیف ہے۔''

امام احمد، ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موزوں اور جوتوں میں نماز ادا کر لیتے تھے۔''

ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا کر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین پاک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں سمت پڑے تھے۔

امام مالک، امام احمد، شیخین اور ابوداؤد نے حضرت جابر سے، امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت عبدالرحمان بن کیسان سے، وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی کپڑے میں نماز ادا کر رہے تھے۔'' حضرت جابر نے فرمایا: '' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے لپیٹ رکھا تھا۔'' حضرت عمرو بن ابی سلمہ نے کہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے دونوں کناروں کو گرہ لگا رکھی تھی۔'' دوسرے الفاظ میں ہے: '' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر لپیٹ رکھی تھی اور اس کی دونوں اطراف اپنے شانوں پر ڈال رکھی تھیں۔''

ابن ماجہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چادر میں نماز پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی گرہ لگا رکھی تھی۔'' امام احمد، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: '' آخری نماز جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو پڑھائی تھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کپڑے میں پڑھی تھی۔'' دوسرے الفاظ میں ہے: وہ جرہ کی چادر تھی۔ جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لپیٹ رکھا تھا۔''

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رات کے وقت دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حضرمی چادر میں نماز ادا کر رہے تھے۔ اس کے اوپر ایک اور کپڑا اوڑھ رکھا تھا۔''

امام مالک، امام احمد، شیخین، ابوداؤد اور امام نسائی اور ابن ماجہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی چادر میں نماز پڑھی جس پر نقش بنے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے نقش و نگار کو دیکھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لائے تو فرمایا: ''میری یہ چادر ابوجہم کو بھیج دو۔ ان کی انبجانیہ چادر میرے پاس لے آؤ اس نے ابھی میری توجہ نماز سے ہٹا دی تھی۔''

امام احمد اور شیخین نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''بارگاہ رسالت مآب میں ریشم کی قباء پیش کی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پہنا پھر اس میں نماز پڑھی۔ واپس تشریف لائے تو اسے شدت سے اتار دیا۔ گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے ناپسند فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''متقین کو یہ نہیں چاہیے۔''

الطبرانی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: '' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بطور ازار باندھا ہوا تھا۔''

الطبرانی نے حضرت ابو امامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک چادر میں نماز پڑھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی دونوں اطراف کو گرہ لگا رکھی تھی۔''

ابن ماجہ نے عبدالرحمان بن کیسان سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ظہر اور نماز عصر ایک ہی کپڑے میں ادا کی۔''

ابوداؤد حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے ہمیں قمیص میں نماز پڑھائی۔ ان پر چادر نہ تھی۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قمیص میں نماز پڑھی۔''

ابوداؤد نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے کپڑے میں نماز پڑھی جس کا بعض حصہ مجھ پر تھا۔'' امام شافعی اور ابوداؤد نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی چادر میں نماز ادا کی جس کا کچھ حصہ مجھ پر تھا۔ جبکہ میرے خصوصی ایام تھے۔''

ابویعلی نے حسن سند کے ساتھ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ٹھنڈک لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عائشہ! اپنی چادر مجھ پر اوڑھ دو۔'' انہوں نے عرض کی: ''میں حیض سے ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بیماری اور بخل تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں تو نہیں۔''

امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں رات بسر کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھنے لگے۔ لحاف کی ایک طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تھی۔ اس کی دوسری طرف ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تھی۔ ان کے ماہواری کے ایام تھے۔ وہ نماز نہیں پڑھ رہیں تھیں۔''

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے، ابن ابی شیبہ، ابویعلی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے کناروں کو گرہ لگا رکھی تھی۔ اسے لپیٹ رکھا تھا۔ اس کے بقیہ حصے سے زمین کی حرارت اور ٹھنڈک سے بچاؤ کر رہے تھے۔''

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کپڑے پر نماز ادا کر رہے تھے۔''

امام احمد نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''میں نے بارش والے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چادر تھی۔ جب سجدہ فرماتے تو گیلی مٹی سے بچنے کے لیے چادر پر سجدہ کرتے۔ جب سجدہ کرنے لگتے تو اپنے ہاتھوں سے چادر کو قریب کر لیتے۔''

ابن ماجہ نے حضرت عبدالرحمان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے

پاس مسجد بنو عبد اللہ اشہل میں تشریف لائے۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ سجدہ کرتے وقت اپنی چادر کو ہاتھوں کے نیچے کر لیتے تھے تاکہ آپ ﷺ سنگریزوں کی سردی سے بچ سکیں۔"

امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:
"حضور اکرم ﷺ کو کپڑوں میں سے سب سے پسندیدہ کپڑا قمیص تھی۔"

امام احمد، امام شافعی اور امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے)، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ بنو عروہ بن عوف کی مسجد میں تشریف لے گئے۔ وہاں نماز پڑھی۔ کچھ انصاری صحابی حاضر خدمت ہوئے۔ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرنے آئے تھے۔" میں نے حضرت صہیب سے پوچھا: "جب صحابہ کرام آپ ﷺ کو سلام کرتے تھے تو آپ ﷺ سلام کا جواب کیسے دیتے تھے؟ انہوں نے کہا: "اس طرح۔" انہوں نے اپنی ہتھیلی کو بچھایا اس کا اندرونی حصہ نیچے اور ظاہر حصہ اوپر رکھا۔

امام احمد اور ائمہ ثلاثہ نے (امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے) حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں حضور اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا۔ آپ ﷺ نماز میں تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے انگلی کے اشارے سے جواب دیا۔"

امام احمد اور دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نماز میں اشارہ فرما لیتے تھے۔"

امام احمد نے ابو بشیر عبد اللہ بن زید انصاری مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن آپ ﷺ نے انہیں نماز پڑھائی۔ مقام بطحاء پر ایک عورت تھی۔ آپ ﷺ نے اسے پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا۔ وہ واپس آگئی حتیٰ کہ آپ ﷺ نے نماز پڑھ لی۔ پھر وہ گزر گئی۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضور اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے اشارہ سے جواب دیا۔"

ابوداؤد نے حضرت سہل ابن حنظلیہ (یہ ان کی والدہ تھی والد کا نام عمرو تھا) سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:
"نماز صبح کے لیے اذان دی گئی۔ حضور اکرم ﷺ نماز پڑھنے لگے۔ آپ ﷺ گھاٹی کی طرف توجہ فرما تھے۔" ابوداؤد نے لکھا ہے کہ رات کے وقت آپ ﷺ نے نگرانی کے لیے ایک سوار بھیجا تھا۔

امام احمد، نسائی اور امام ترمذی نے (انہوں نے اسے غریب کہا ہے حضرت عکرمہ سے مرسل روایت کیا گیا ہے اسے دارقطنی نے موصول اور مرسل روایت کیا ہے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نماز میں دائیں بائیں توجہ فرماتے تھے گردن مبارک کو بل نہ دیتے تھے۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے حبرہ بن نجم الاسکندرانی کے) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔
انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دائیں اور بائیں توجہ فرمالیتے تھے پھر یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ① الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ② (المؤمنون، آیت: ۱،۲)

ترجمہ: بے شک دونوں جہان میں بامراد ہو گئے ایمان والے۔ وہ ایمان والے جو اپنی نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں۔

آپ انتہائی خشوع کے ساتھ نماز پڑھنے لگے۔ آپ دائیں یا بائیں توجہ نہیں فرماتے تھے۔

مسدد، امام احمد، ابن ماجہ، ابویعلی، ابن حبان اور امام بیہقی نے حضرت علی بن شیبان حنفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چشمان مقدس کے آخری کنارے سے دیکھا جو رکوع اور سجود میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں کر رہا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز مکمل کر لی تو فرمایا: "اے مسلمانوں کے گروہ! اس شخص کی نماز نہیں جو رکوع اور سجود میں اپنی پشت کو سیدھا نہ کرے۔"

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیل ہو گئے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکبیر سنا رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طرف توجہ کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں کھڑے دیکھا تو ہمیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ہم بیٹھ گئے اور بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔"

امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اذن طلب کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسبیح کہتے۔" ابویعلی نے حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اذن طلب کرتا تھا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں ہوتے تو تسبیح فرما دیتے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا نہ کر رہے ہوتے تو مجھے اذن عطا کر دیتے۔"

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعاب دھن پھینکا تو اسے اپنے بائیں نعل پاک سے رگڑ دیا۔" امام نسائی کی روایت کے یہ الفاظ ہیں: "میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بائیں قدم مبارک کے نیچے لعاب دہن پھینکا پھر اسے اپنے نعل مبارک سے رگڑ دیا۔

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس نقش و نگار والا پردہ تھا۔ انہوں نے اسے اپنے حجرہ مقدسہ کی ایک طرف لٹکا رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: "اپنا پردہ ہم سے ہٹا لو۔ اس کی تصاویر نماز میں میرے ساتھ تعرض کرتی رہتی ہیں۔"

امام احمد، ائمہ ثلاثہ، امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) اور دارقطنی نے جید سند کے ساتھ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں ایک دن باہر نکلی حضور اکرم ﷺ حجرہ مقدسہ میں نفلی نماز ادا کر رہے تھے۔ دروازہ بند تھا۔ دروازہ قبلہ کی سمت تھا۔ میں نے دروازے پر دستک دی۔ آپ ﷺ دائیں یا بائیں چلے۔ میرے لیے دروازہ کھولا پھر پیچھے کی طرف چلتے ہوئے نماز کی طرف گئے اور اپنی نماز مکمل کر لی۔''

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ایک دن میں کہیں سے آئی۔ آپ ﷺ مسجد میں کھڑے نماز ادا کر رہے تھے۔ دروازہ بند تھا۔ وہ قبلہ کی طرف مسجد کے ایک کونے میں تھا۔ میں نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ جب آپ ﷺ نے میری آواز سنی تو دستِ اقدس بڑھایا دروازہ کھولا۔ پھر اپنی نماز کی طرف تشریف لے گئے۔''

میں کہتا ہوں: ''ظاہر یہی ہے جیسے الحافظ ابوالہیثمی نے کیا ہے کہ یہ واقعہ دوسرے واقعہ سے جدا ہے۔ کیونکہ اس میں ہے کہ آپ ﷺ گھر میں نماز پڑھ رہے تھے اور اس میں ہے کہ آپ ﷺ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔'' ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے نماز میں بچھو کو مارا۔''

بزار نے ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''اسی اثناء میں کہ حضور اکرم ﷺ نماز میں تھے۔ آپ ﷺ نے نماز میں ہی کسی چیز کو مارا۔ یہ بچھو تھا۔ آپ ﷺ نے اسے مار ڈالا تھا۔''

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن حارث بن عبدالمطلب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نماز پڑھتے تھے حضرت امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ آپ ﷺ کے کندھے پر ہوتی تھیں۔ آپ ﷺ رکوع کرتے تو انہیں نیچے رکھ دیتے اور قیام فرماتے تو انہیں اٹھا لیتے۔''

شیخین نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ ﷺ حضرت امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کو اٹھائے ہوئے تھے۔ جب آپ ﷺ قیام فرماتے تو انہیں اٹھا لیتے۔ جب سجدہ میں جاتے تو انہیں نیچے رکھ دیتے۔''

مسدد نے ثقہ راویوں سے بنو زریق کے ایک شخص سے روایت کیا ہے۔ اس نے کہا: ''آپ ﷺ ہماری طرف باہر نکلے۔ آپ ﷺ حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے۔ جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو انہیں رکھ دیتے۔ جب سر سجدہ سے اٹھاتے تو انہیں اٹھا لیتے۔''

ابن ابی شیبہ نے عطیۃ العوفی کی سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ ﷺ سجدہ ریز تھے۔ وہ آپ ﷺ کی کمر پر سوار ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان کا ہاتھ تھام لیا۔ جب آپ ﷺ اٹھے تو وہ آپ ﷺ کی کمر پر ہی تھے جب آپ ﷺ نے رکوع کیا تو انہیں چھوڑا۔ وہ

چلے گئے۔

امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں جاتے تو حضرات حسنین کریمین اچھل کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمر پر سوار ہو جاتے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر اقدس کو اٹھاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں پیچھے سے پکڑتے اور انہیں آہستہ سے زمین پر رکھ دیتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوبارہ سجدہ ریز ہوتے تو شہزادے بھی واپس آجاتے۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نماز مکمل کر لی۔ پھر ان میں سے ایک کو اپنی ران پر بٹھا لیا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں انہیں واپس لے جاؤں''۔ بجلی چمکی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''انہیں ان کی والدہ محترمہ کے پاس لے جاؤ۔'' اس کی روشنی رک گئی حتیٰ کہ یہ شہزادے اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔''

شیخین نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سوئی ہوئی تھی کہ میری ٹانگیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبلہ کی سمت تھیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ ریز ہونے لگتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اشارہ کرتے میں اپنی ٹانگیں سمیٹ لیتی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام فرما ہو جاتے تو میں انہیں پھیلا لیتی۔ ان ایام میں گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔''

شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کو مختصر مگر مکمل پڑھتے تھے۔''

شیخین نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کی طرف پیغام بھیجا۔ اسے حکم دیا: ''اپنے بڑھئی غلام کو حکم دو کہ وہ میرے لیے لکڑیاں جمع کر کے منبر بنا دے۔ میں اس پر بیٹھ کر صحابہ کرام کو وعظ و نصیحت کروں گا۔'' اس نے تین سیڑھیوں والا منبر بنا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تو اسی جگہ رکھ دیا گیا۔ میں نے امام المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر رونق افروز تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی۔ صحابہ کرام نے بھی تکبیر کہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے منبر پر جلوہ افروز تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیچھے ہٹتے ہوئے نیچے اترے۔ منبر کے ساتھ سجدہ کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس گئے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا: ''اے لوگو! منبر اس لیے بنایا گیا ہے تاکہ تم میری اقتداء کرو اور تم میری نماز کے بارے جان لو۔''

امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عریاں پاؤں اور نعلین شریفین پہن کر نماز پڑھتے تھے۔''

ابو داؤد اور امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعلین (اور خفین) میں نماز پڑھ رہے تھے۔'' شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعلین مبارک میں نماز ادا کر لیتے تھے۔''

امام احمد، ابو داؤد اور نسائی نے حضرت مطرف بن عبد اللہ بن شخیر رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینۂ اقدس سے رونے کی وجہ سے اس طرح آواز آرہی تھی جیسے ہنڈیا کے ابلنے کی آواز ہوتی ہے۔''

ابو یعلی نے صحیح کے راویوں سے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات بسر فرماتے۔ حضرتِ بلال اذان دیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل فرماتے میں دیکھ رہی ہوتی کہ پانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار مبارک اور بالوں پر سے گر رہا ہوتا۔ باہر تشریف لے جاتے۔ نماز ادا فرماتے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رونے کی آواز سنتی رہتی۔''

امام احمد، ابن منیع اور ابو یعلی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''اسی اثناء میں کہ غزوۂ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ عصر پڑھ رہے تھے۔ نماز میں تبسم فرمایا۔ جب نماز مکمل فرمائی تو صحابہ کرام نے عرض کی: ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت میکائیل میرے پاس سے گزرے وہ مشرک قوم کے تعاقب سے واپس آرہے تھے ان کے پروں پر گرد وغبار تھا۔ وہ میری طرف دیکھ کر ہنسے۔ میں ان کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔'' اس روایت کی صحت پر غور کرو۔

انہوں نے ثقہ راویوں سے حضرت ابو ہریرہ سے، امام مسلم نے حضرت ابو درداء سے، امام احمد نے حسن سند کے ساتھ ابن ابی شیبہ سے، ابو داؤد نے حضرت ابو سعید خدری سے اور جابر رضی اللہ عنہما سے، امام نسائی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ صبح ادا فرما رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرأت کی۔ قرأت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ملتبس ہوگئی۔'' حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے۔ اعوذ بك منك پھر فرمایا: العنك بلعنة الله۔ تین بار یونہی فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست اقدس آگے بڑھایا۔ گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی چیز پکڑنا چاہتے ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز میں وہ کچھ سنا ہے جو پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی نہ سنا تھا۔ ہم نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا دستِ اقدس آگے بڑھا رہے تھے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دشمن خدا ابلیس آگ کا انگارہ لے کر آیا تا کہ اسے میرے رُخِ زیبا پر مارے۔'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: ''وہ میرے سامنے آیا تا کہ میری نماز کو منقطع کر دے۔ میں نے اسے کہا: میں تجھ سے رب تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔'' میں نے تین بار اسی طرح کہا پھر کہا: میں رب تعالیٰ کی مکمل لعنت تجھ پر بھیجتا ہوں۔'' مگر وہ پیچھے نہ ہٹا۔ رب تعالیٰ نے مجھے اس پر تسلط عطا کر دیا۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔'' حضرت ابو سعید خدری کی روایت میں ہے: ''جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کاش! تم مجھے اور ابلیس کو دیکھ لیتے۔ میں نے اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔ میں اس کا گلا گھونٹتا رہا۔ حتیٰ کہ میں نے اس کے تھوک کی ٹھنڈک اپنی دو انگلیوں (انگوٹھا اور اس کے ساتھ متصل انگلی) میں محسوس کی۔ میں نے ارادہ کیا کہ اسے ستون کے ساتھ باندھ دوں۔ حتیٰ کہ تم صبح کے وقت اسے یہاں دیکھو۔ پھر مجھے

میرے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ قول یاد آگیا۔

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ ۚ (ص: ۳۵)

ترجمہ: میرے رب مجھے معاف فرمادے اور عطا فرما مجھے ایسی حکومت جو کسی کو میسر نہ ہو میرے بعد۔

رب تعالیٰ نے اسے خائب و خاسر واپس لوٹا دیا۔ اگر میرے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا نہ ہوتی تو اسے مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ باندھ دیا جاتا۔ مدینہ طیبہ کے بچے اس کے ساتھ کھیلتے۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز فجر پڑھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں اپنا دستِ اقدس آگے بڑھانے لگے۔ صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "شیطان مجھ پر آگ کے شرارے پھینکنے لگا تھا تاکہ مجھے نماز سے فتنے میں مبتلا کر دے۔ میں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اگر میں اسے پکڑ لیتا تو وہ مجھ سے خود کو چھڑا نہ سکتا حتیٰ کہ اسے مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ باندھ دیا جاتا۔ مدینہ طیبہ کے بچے اس کی طرف دیکھ رہے ہوں۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں آئے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برزخ، جنت اور دوزخ کے احوال سے آگاہ ہو گئے تھے۔"

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دستِ اقدس سے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ہم بیٹھ گئے۔"

ابویعلی اور محمد بن عمر نے ثقہ راویوں سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشاء سے پہلے سوئے ہوں اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشاء کے بعد گفتگو میں مصروف ہوتے تھے یا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصروفِ ذکر ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فائدہ اٹھاتے یا پھر سو جاتے اور سلامتی پا لیتے۔" ابویعلی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں اپنے بستر اقدس کو ہاتھ لگا لیتے تھے۔" ابویعلی، حاکم اور بیہقی نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نماز میں سر اقدس اور داڑھی مبارک کو ہاتھ لگا لیتے تھے۔"

ابویعلی، حاکم اور بیہقی نے حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی نماز میں اپنی ریش مبارک کو چھو لیتے تھے۔" البزار نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں عبث کے بغیر ریش مبارک کو ہاتھ لگا لیتے تھے۔" ذرا اس کی صحت کو دیکھو۔

ابویعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مابین شکر رنجی ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں منع فرمانے لگتے نماز سے لیٹ ہو گئے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم ان کے چہروں کی طرف مٹی پھینکیں اور نماز کے لیے تشریف لائیں۔"

الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ ﷺ نماز میں چہرۂ انور سے پسینہ صاف کر لیتے تھے۔'' الطبرانی نے ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں کوئی حرج نہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''آپ ﷺ نے نماز میں بھول کر گفتگو فرمادی۔ جو نماز پڑھی تھی اسی پر بناء کر دی۔''

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نماز میں اشارہ فرما لیتے تھے امام مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے مجھے کسی ضروری کام کے لیے بھیجا۔ میں واپس آیا تو آپ ﷺ نماز ادا کر رہے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے میری طرف اشارہ کیا۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو مجھے یاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابھی ابھی تم نے مجھ سلام دیا ہے میں نماز پڑھ رہا تھا۔'' اس وقت آپ ﷺ کا رخ انور مشرق کی طرف تھا۔

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں حضور اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا۔ آپ ﷺ اس وقت نماز ادا کر رہے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے اشارہ سے مجھے جواب دیا۔''

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب میں حبشہ سے واپس آیا تو میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نماز ادا کر رہے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا تو آپ ﷺ نے سر اقدس کے ساتھ اشارہ کیا۔

ابوداؤد نے حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب حضور اکرم ﷺ عمر رسیدہ ہو گئے اور گوشت آ گیا تو آپ ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ لکڑی گاڑھ دی گئی۔ آپ ﷺ اس کا سہارا لے کر نماز پڑھتے تھے۔''

حکیم ترمذی نے حضرت جعفر بن کثیر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''مجھے میرے والد گرامی نے بیان کیا ہے کہ جب آپ ﷺ نمازِ فرض ادا کر لیتے تو بائیں طرف ہو جاتے۔ پھر بقیہ نماز پڑھتے۔ آپ ﷺ صحابہ کرام کو بھی حکم دیتے کہ وہ دائیں طرف ہو جائیں بائیں طرف نہ ہوں۔''

امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے کسی مریض کی عیادت کی۔ اسے دیکھا کہ وہ تکیے پر نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے پکڑا اور اسے پھینک دیا۔ اس نے لکڑی لی تاکہ اس پر نماز پڑھے۔ آپ ﷺ نے اسے بھی لیا اور اسے پھینک دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر طاقت ہے تو زمین پر نماز پڑھو ورنہ اشارے سے نماز پڑھو۔ سجدہ کا اشارہ رکوع کے اشارہ سے نیچے کرو۔''

امام بخاری نے حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز عصر پڑھی۔ جب سلام پھیرا تو جلدی سے اٹھے اور ایک زوجہ کریمہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ پھر باہر تشریف لائے۔

جب صحابہ کرام کے چہروں پر تعجب کے اثرات دیکھے تو فرمایا: مجھے نماز میں یاد آیا کہ ہمارے پاس سونے کی ڈلی تھی۔ میں نے ناپسند کیا کہ وہ شام یا رات تک ہمارے پاس رہے۔ میں نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دیا۔

امام احمد، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے ایک وقت اپنے لیے مختص کر رکھا تھا جس میں میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتا تھا۔ جب میں حاضر ہوتا اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پاتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانسی فرماتے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوتے تو مجھے اذن عطا فرما دیتے۔"

امام احمد، ابو داؤد اور امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کسوف میں پھونک مار لیتے تھے۔"

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت کعب بن عجرہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں ایک شخص کو دیکھا۔ اس نے نماز میں انگلیوں کو آپس میں پھنسا رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی انگلیاں جدا جدا کر دیں۔

تنبیہ

دار قطنی نے حضرت ابو ہریرہ، انس اور جابر وغیرہم رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس نے نماز میں ایسا اشارہ کیا جو اس کی طرف سے سمجھ لیا گیا تو وہ نماز کو لوٹائے۔" اس کی سند میں ابو غطفان ہے۔ ابن ابی داؤد نے اسے بھول کہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں اشارہ فرما لیتے تھے۔

✿✿✿✿

سترھواں باب

باجماعت نماز کے بارے آپ ﷺ کا مبارک طریقہ

اس میں کئی انواع ہیں۔

① جماعت پر آپ ﷺ کی مداومت

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ مدینہ طیبہ کی اطراف سے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ صحابہ کرام نماز پڑھ چکے تھے۔ آپ ﷺ کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے اہل خانہ کو جمع کیا اور انہیں نماز پڑھائی۔

امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ایک شخص آیا۔ حضور اکرم ﷺ اس وقت نماز پڑھا چکے تھے۔ آپ ﷺ نے کہا: ''تم میں سے کون اس پر تجارت کرے گا۔'' ایک شخص اٹھا اور اس کے ساتھ نماز پڑھی۔

دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص آیا۔ حضور اکرم ﷺ جماعت کرا چکے تھے وہ تنہا نماز پڑھنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر کون تجارت کرے گا اور اس کے ساتھ نماز پڑھے گا؟

② قمیض سیدھی فرمانا

امام احمد، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ صفوں میں گھس جاتے تھے۔ آپ ﷺ ایک کونے سے دوسرے کونے تک جاتے۔ آپ ﷺ ہمارے سینوں اور کندھوں کو چھوتے، فرماتے: ''اختلاف نہ کرو ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں۔''

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''نماز قائم ہونے لگی تو آپ ﷺ نے روئے زیبا ہماری طرف کیا اور فرمایا: ''اپنی صفیں درست کرلو اور متحد ہو جاؤ۔''

ابوداؤد نے محمد بن مسلم بن سائب صاحب المقصورہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''میں نے ایک دن

حضرت انس کی ایک طرف نماز پڑھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ یہ لکڑی کیوں بنائی گئی؟ میں نے کہا: ''نہیں! بخدا! انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھانے کے لیے تشریف لاتے تو اسے اپنے دائیں دست اقدس میں پکڑ لیتے۔ پھر ہماری طرف توجہ کرتے اور فرماتے'' برابر ہو جاؤ اور اپنی صفیں درست کرلو'' پھر اسے اپنے بائیں دست اقدس میں پکڑتے اور فرماتے: ''سیدھے ہو جاؤ اپنی صفیں درست کرلو''

امام مسلم نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفیں درست فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خالی مقامات کو اس طرح پر کرتے تھے کہ گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمیں وہاں روک دیا گیا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ قریب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس کا سینہ باہر نکلا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے بندو! اپنی صفیں درست کرلو ورنہ رب تعالیٰ تمہارے مابین مخالفت پیدا کر دے گا''

ابو داؤد نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفیں درست فرماتے تھے۔ جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ جب ہم بالکل سیدھے ہو جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے۔''

۳ مدینہ طیبہ سے عازم سفر ہوتے وقت کسی کو اپنا نائب بنانا

امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: '' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا جو لوگوں کو امامت کراتے تھے۔''

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: '' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ پر اپنا نائب حضرت ابن ام مکتوم کو بنایا جو لوگوں کو امامت کراتے تھے۔'' انہوں نے حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر تشریف لے جاتے تو حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ پر اپنا نائب مقرر کرتے وہ اذان دیتے، اقامت کہتے اور انہیں نماز پڑھاتے۔''

۴ بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز مختصر کر دینا

امام احمد، امام بخاری، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نماز کا آغاز کرتا ہوں۔ میں اسے لمبا کرنا چاہتا ہوں۔ میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس کے رونے کی وجہ سے اس کی ماں کو شدید تکلیف ہوگی۔'' ابو قتادہ کے یہ الفاظ ہیں: '' مجھے یہ امر ناپسند ہے کہ میں اس کی والدہ کے لیے مشکل پیدا کروں۔''

دارقطنی نے ابن سابط سے مرسل روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز صبح پڑھائی۔ ایک رکعت میں ساٹھ آیات پڑھیں۔ بچے کے رونے کی آواز سنی تو رکوع کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری رکعت میں صرف دو آیتیں پڑھیں پھر رکوع کر دیا۔''

امام بخاری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے کسی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جس کی نماز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز سے زیادہ مختصر اور زیادہ مکمل ہو۔اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز مختصر کر دیتے تاکہ اس کی ماں کسی مشکل میں مبتلاء نہ ہو جائے۔"

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں کسی بچے کے رونے کی آواز سنی تو نماز کو مختصر کر دیا۔" البزار نے ثقہ راویوں سے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں۔میں نماز میں ہوتا ہوں۔میں کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اس اندیشہ سے نماز میں تخفیف کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں کسی آزمائش میں مبتلاء نہ ہو جائے۔"

۵ مسجد میں عفت مآب خواتین کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنا

الطبرانی نے حضرت سلیمان بن ابی حثمہ سے، وہ اپنی والدہ محترمہ سے اور حضرت ام سلیم بنت ابی حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔انہوں نے کہا:"ہم نے عمر رسیدہ خواتین کو دیکھو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فرض نماز ادا کرتی تھیں۔"

الطبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"عفت مآب خواتین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نمازِ صبح پڑھتی تھیں۔پھر اپنی چادریں اوڑھ کر گھروں کو تشریف لے جاتی تھیں۔"

۶ نماز کے لیے جاتے وقت چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر چلنا

الطبرانی نے مرفوعاً اور موقوفاً روایت کیا ہے۔موقوف روایت کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا: میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ہم نماز کا ارادہ کیے ہوئے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر چل رہے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"تم جانتے ہو کہ میں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر کیوں چل رہا ہوں؟ میں نے کہا:"اللہ و رسولہ اعلم۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"جب تک آدمی نماز کے لیے چلتا ہے وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔" دوسری روایت میں ہے:"میں نے یہ اس لیے کیا ہے تاکہ نماز کے لیے چلتے ہوئے میرے زیادہ قدم لکھے جائیں۔"

۷ نمازِ ظہر کی پہلی رکعت کو طویل کرنا

امام احمد، ابو داؤد نے حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا:"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی پہلی رکعت میں قیام فرماتے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدموں کی آواز نہ سنتے تھے۔"

۸ کثیر صحابہ کرام کا انتظار کرنا

ابوداؤد نے ابونضیر سالم بن ابی امیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں نماز پڑھانے کے لیے تشریف لے جاتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کو کم دیکھتے تو ان کا انتظار فرماتے۔ جب ان کی تعداد زیادہ ہو جاتی تو انہیں نماز پڑھاتے۔"

۹ اگر نماز میں خیال آتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو وغیرہ نہیں ہے

شیخین، ابن ماجہ اور دار قطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھانے کے لیے تشریف لائے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی پھر واپس تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ کیا کہ وہ اسی طرح رہیں پھر باہر نکلے پھر تشریف لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس سے پانی کے قطرات گر رہے تھے۔" دوسرے الفاظ میں ہے: "نماز کے لیے اقامت ہوگئی تھی صحابہ کرام نے اپنی صفیں درست کر لیں تھیں۔" ایک اور روایت میں ہے: "جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مصلی پر تشریف فرما ہو گئے ہم اسی انتظار میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکبیر کہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لے گئے۔" واپس آئے تو فرمایا: "میں حالت جنابت میں تمہارے پاس آگیا تھا۔ میں غسل کرنا بھول گیا تھا۔ حتیٰ کہ میں نماز کے لیے کھڑا ہوگیا۔" دار قطنی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کو نماز پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نماز مکمل کرنے کے لیے کہا اور خود واپس آگئے۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز شروع فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی۔ ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تکبیر کہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو اشارہ فرمایا کہ تم اسی طرح ٹھہرے رہو۔ ہم کھڑے رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل کر رکھا تھا۔ سر اقدس سے پانی کے قطرات گر رہے تھے۔"

امام احمد اور الطبرانی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس چلے گئے۔ ہم قیام میں ہی تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس سے پانی کے قطرات گر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا: "میں حالت جنابت میں تمہیں نماز پڑھانے لگا تھا۔ جسے وہ چیز پہنچے جو ابھی مجھے پہنچی ہے یا وہ اپنے پیٹ میں کوئی مصیبت پائے تو وہ اسی طرح کرے جس طرح میں نے کیا ہے۔" دوسرے الفاظ میں ہے: "وہ واپس جائے غسل کرے پھر آئے اور اپنی نماز پڑھ لے۔"

الطبرانی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز صبح میں تکبیر کہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو اشارہ کیا پھر کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے پھر آئے تو سر اقدس سے پانی کے قطرات گر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

صحابہ کرام کو نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا: ''میں تمہاری مثل بشر (کامل) ہوں میں حالت جنابت پر تھا لیکن میں بھول گیا تھا۔''

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کا آغاز فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی پھر اشارہ فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر گئے باہر تشریف لائے تو سر اقدس سے پانی کے قطرات گر رہے تھے۔ جب نماز مکمل کر لی تو فرمایا: ''میں بشر (کامل) ہوں میں حالت جنابت پر تھا۔''

۱۰ بعض صحابہ کرام کے پیچھے نماز پڑھنا

امام مالک، امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک کے لیے تشریف لے گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ میں نے پانی کا برتن اٹھایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہو گیا۔۔۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس وقت واپس آیا جب صحابہ کرام سجدہ میں تھے۔ انہوں نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو امام بنایا ہوا تھا۔ انہوں نے انہیں ایک رکعت پڑھا دی تھی۔ جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محسوس کیا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ کیا۔ انہوں نے انہیں نماز پڑھائی۔''

۱۱ بائیں طرف نماز پڑھنے والے کو دائیں طرف کرنا

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیچھے سے میرے سر کو پکڑا اور مجھے اپنے دائیں طرف کھڑا کر دیا۔''

امام مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''کسی سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی۔ میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بائیں سمت کھڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھما کر اپنا دائیں طرف کھڑا کر دیا۔ پھر حضرت جابر بن صخر آئے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں طرف کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑے اور ہمیں اپنے پیچھے کھڑا کر دیا۔

امام احمد اور امام الطبرانی نے حضرت جابر بن صخر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ کے رستہ پر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''پانی کا برتن لے کر میرے پیچھے آؤ۔'' میں نے پانی لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور عمدہ وضو کیا۔ میں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وضو کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھنے لگے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے دائیں طرف کھڑا کر دیا۔ ہم نے نماز پڑھی۔''

البزار نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کر دیا۔''

البزار نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے

ہو کر ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ میں آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے گھما کر اپنے دائیں طرف کھڑا کر دیا۔"

۱۲ صف بندی کی کیفیت

امام احمد، ابوداؤد نے حضرت ابو مالک الاشعری سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو پہلے مردوں کی صف بنواتے۔ ان کے پیچھے بچوں کی صف بنواتے اور ان کے پیچھے خواتین کی صف ہوتی تھی۔

۱۳ صحابہ کرام سے بلند مقام پر امامت کرانا

امام احمد، شیخین، ابوداؤد، نسائی، بیہقی نے حضرت سہل بن سعد الساعدی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں نے پہلے روز آپ ﷺ کی زیارت کی جبکہ آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ نے تکبیر کہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے پیچھے تکبیر کہی اس وقت آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے۔"

۱۴ یہ اعلان کرنا کہ اپنے اپنے کجاوؤں میں نماز پڑھ لو

امام مالک، امام شافعی، امام احمد، شیخین، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب ٹھنڈی رات یا بارش والی رات ہوتی تو آپ ﷺ مؤذن کو حکم دیتے کہ وہ یوں کہے: "ارے! اپنے اپنے کجاوؤں میں نماز پڑھ لو۔"

۱۵ کسی اور کی اقتداء میں نماز ادا کرنا

امام مالک، امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کسی غزوہ میں آپ ﷺ کے ساتھ شرکت کی۔ حضور سپہ سالار اعظم ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ میں نے پانی کا برتن لیا۔۔۔ اس روایت میں ہے: "میں آپ ﷺ کے ساتھ واپس آیا تو لوگ سجدہ کر چکے تھے۔ انہوں نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو مصلی امامت پر کھڑا کر دیا تھا۔ انہوں نے انہیں ایک رکعت پڑھا دی تھی۔ جب انہوں نے آپ ﷺ کو محسوس کیا تو پیچھے ہٹنے لگے۔ آپ ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ وہ انہیں نماز پڑھائیں۔ آپ ﷺ نے دو رکعتوں میں سے ایک رکعت کو پالیا۔ دوسری رکعت صحابہ کرام کے ساتھ پڑھی۔ جب حضرت عبدالرحمان نے سلام پھیرا تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر اپنی نماز مکمل کی۔ مسلمان اس کی وجہ سے گھبرا گئے۔ انہوں نے بہت زیادہ تسبیح کی۔ جب آپ ﷺ نے اپنی نماز مکمل کی تو ان کی طرف توجہ کی اور فرمایا: "تم نے اچھا کیا اور عمدہ فیصلہ کیا" آپ ﷺ نے انہیں اچھا سمجھا کہ انہوں نے نماز کو اس کے وقت پر ادا کر لیا۔"

ابن سعد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت کیا ہے۔ان سے پوچھا گیا:''کیا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علاوہ اس امت کے کسی فرد نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امامت کرائی؟ انہوں نے فرمایا:''ہاں! ہم کسی سفر میں تھے سحر کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہوئے۔ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم لوگوں سے دور چلے گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری سے نیچے اترے۔آگے تشریف لے گئے۔حتیٰ کہ مجھے بھی نظر نہ آئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں کافی دیر ٹھہرے رہے پھر تشریف لائے۔میں نے پانی انڈیلا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا۔موزوں پر مسح کیا۔پھر ہم سوار ہوئے۔صحابہ کرام کو جالیا۔نماز کے لیے اقامت ہو چکی تھی۔صحابہ کرام نے حضرت عبدالرحمان بن عوف کو مصلیٰ امامت پر کھڑا کر دیا تھا۔انہوں نے انہیں ایک رکعت پڑھادی تھی۔وہ دوسری رکعت میں تھے۔میں انہیں بتانے کے لیے جانے لگا۔مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے منع کر دیا۔ہم نے جو رکعت پائی اسے پڑھ لیا۔دوسری رکعت مکمل کی۔جب حضرت عبدالرحمان بن عوف نے نماز پڑھائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''کسی نبی کا وصال اس وقت تک نہیں ہوتا حتیٰ کہ وہ اپنی امت میں سے کسی صالح شخص کے پیچھے نماز پڑھ لے۔''

۲ سیدنا صدیق اکبر کے پیچھے نماز پڑھنا

امام احمد اور امام ترمذی نے (انہوں نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے) ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرضِ وصال میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔''امام نسائی اور امام ترمذی نے صحیح حسن روایت کی ہے۔انہوں نے کہا:''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز ادا کی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کپڑا لپیٹ رکھا تھا۔''

امام بیہقی نے المعرفہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر کے پیچھے ایک چادر میں نماز پڑھی جس کے کناروں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گرہ لگا رکھی تھی۔جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو فرمایا: ''میرے لیے اسامہ بن زید کو بلاؤ۔''وہ حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کمر مبارک کو ان کے سینے سے لگایا یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری نماز تھی۔''

امام نسائی نے ان سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''آخری وہ نماز جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کے ساتھ پڑھا تھا وہ تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف ایک چادر اوڑھ رکھی تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نماز سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھی تھی۔''

ابن حبان نے اپنی صحیح میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کو نماز پڑھائی۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صف میں ان کے پیچھے تھے۔''

تنبیہ

بظاہر ان احادیث اور اس حدیث میں تعارض نظر آتا ہے جسے صحیح میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرض وصال میں تھے تو نماز کا وقت ہو گیا۔ اذان ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ابو بکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھانے لگے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ آرام محسوس کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو آدمیوں کا سہارا لے کر باہر تشریف لائے۔ گویا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک ٹانگوں کو اب بھی دیکھ رہی ہوں۔ درد کی وجہ سے مبارک ٹانگیں زمین پر رگڑتی ہوئی جا رہی تھیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر ٹھہر جاؤ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ ان کے پہلو میں بیٹھ گئے۔'' اعمش سے کہا گیا۔ ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا کر رہے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے اور دیگر صحابہ کرام ان کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔'' انہوں نے کہا: ''ہاں! حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ماموم تھے۔ اس میں ہے ''سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکبیر سنا رہے تھے۔''

اس کا جواب یہ ہے کہ ان مختلف احادیث کو ابن حبان، ابن حزم اور امام بیہقی نے جمع کیا ہے۔ ابن حبان نے لکھا ہے: ''ہم اللہ تعالیٰ کی مشیت اور توفیق سے کہتے ہیں کہ یہ ساری روایات صحیح ہیں۔ ایک روایت دوسری کے معارض نہیں ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مرض کے عالم میں مسجد میں دو نمازیں پڑھیں تھیں۔ ایک نماز نہیں پڑھی تھی۔ ان میں سے ایک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماموم اور دوسری میں امام تھے۔''

انہوں نے کہا: ''اس کی دلیل کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو نمازیں پڑھیں تھیں۔ ایک وہ روایت ہے جسے عبید اللہ بن عبد اللہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو افراد کا سہارا لے کر باہر تشریف لائے۔ ان میں سے ایک حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ جبکہ حضرت مسروق نے ام المومنین سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو آدمیوں کے مابین باہر نکلے۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو نمازیں تھیں۔ ایک نماز نہ تھی۔''

امام بیہقی نے المعرفۃ میں لکھا ہے کہ ساری روایات سے استدلال کر کے جو نتیجہ ہم نکال سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ جو نماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھی تھی۔ وہ پیر کے دن کی نماز صبح تھی۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری نماز تھی حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ یہ اس نماز کے علاوہ ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پڑھی تھی۔ یہ موقف اس روایت کے مخالف نہیں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اس میں ہے ''پیر کے روز صحابہ کرام نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجرہ مقدسہ کا پردہ اٹھایا اور صحابہ کرام کو دیکھا انہوں نے نماز میں صفیں بنا رکھی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نماز مکمل کرنے کا حکم دیا۔ پردہ نیچے لٹکا دیا۔ یہ پہلی رکعت کی بات ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذرا سکون محسوس کیا اور دوسری رکعت میں

نماز میں شرکت فرمالی۔اس مؤقف پر دلالت وہ روایت بھی کرتی ہے جسے موسیٰ بن عقبہ نے المغازی میں اور ابوالاسود نے حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ پیر کی رات کو بخار کی اذیت کم ہوئی تو آپ ﷺ نمازِ صبح کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ حضرت فضل بن عباس اور ان کے غلام کا سہارا لیے ہوئے تھے۔صحابہ کرام نمازِ صبح کی پہلی رکعت پڑھ چکے تھے۔ دوسری میں کھڑے تھے۔حضور اکرم ﷺ تشریف لائے حتیٰ کہ آپ ﷺ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں کھڑے ہو گئے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹے۔آپ ﷺ نے انہیں پکڑا اور مصلی پر کھڑا کر دیا۔دونوں نے صف بنالی۔حضور اکرم ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر قرآن پاک پڑھ رہے تھے۔جب انہوں نے اپنی قرأت مکمل کی تو آپ ﷺ اٹھے۔دوسری رکعت ان کے ساتھ پڑھی۔پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشہد کے لیے بیٹھے۔صحابہ کرام بھی بیٹھ گئے۔جب انہوں نے سلام پھیرا تو حضور اکرم ﷺ نے دوسری رکعت مکمل کی۔مسجد کے ایک ستون کی طرف تشریف لائے۔۔۔انہوں نے ذکر کیا کہ آپ ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے لیے دعا کی اور جس مہم کے لیے انہیں بھیج رہے تھے اس کے بارے عہد لیا۔پھر انہوں نے آپ ﷺ کے وصال کا تذکرہ کیا ہے۔

امام بیہقی نے لکھا ہے:"جس نماز میں آپ ﷺ ماموم تھے وہ نماز ظہر تھی۔اسی نماز میں آپ ﷺ حضرت فضل اور ان کے غلام کا سہارا لے کر باہر تشریف لائے تھے۔اسی طرح ان سب روایات کو جمع کیا جا سکتا ہے جو اس ضمن میں مروی ہیں۔"

ابن حزم نے لکھا ہے:"بلاشبہ یہ دو جداگانہ نمازیں تھیں۔ایک کو الاسود نے ام المؤمنین سے روایت کیا ہے حضرت عبداللہ نے ان سے اور حضرت ابن عباس نے روایت کیا ہے۔اس کی کیفیت یہ تھی کہ آپ ﷺ نے لوگوں کو امامت کرائی۔ لوگ آپ ﷺ کے پیچھے تھے۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ماموم کی حیثیت سے آپ ﷺ کے دائیں طرف تھے وہ صحابہ کرام کو آپ ﷺ کی تکبیر سنا رہے تھے۔

دوسری نماز جسے مسروق اور عبیداللہ نے ام المؤمنین سے روایت کیا ہے اور حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ آپ ﷺ سیدنا صدیق اکبر کے پیچھے صف میں صحابہ کرام کے ساتھ تھے۔اس طرح سارا اشکال ختم ہو گیا۔صرف ایک نماز تو نہ تھی کہ اسے تعارض پر محمول کیا جائے۔بلکہ ہر روز پانچ نمازیں ہوتی ہیں۔آپ ﷺ کا مرض وصال بارہ روز کو محیط تھا۔اس میں ساٹھ نمازیں تھیں۔" واللہ اعلم۔

❁❁❁❁

وہ سجدے جو رکن نہیں ہیں

پہلا باب

سجدۂ سہو

اس میں کئی انواع ہیں۔

❶ سلام سے پہلے سجدہ کرنا

ائمہ، شیخین، ترمذی، ابن خزیمہ نے حضرت عبداللہ بن مالک ابن بحینہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نماز ظہر میں دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے مابین قعدہ نہ کیا۔ صحابہ کرام نے تسبیح کہی۔ آپ ﷺ کھڑے رہے۔ صحابہ کرام بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے نماز مکمل کی۔ ہم آپ ﷺ کے سلام کے منتظر تھے۔ آپ ﷺ نے سلام سے پہلے تکبیر کہی دو سجدے کیے۔ ہر سجدہ میں تکبیر کہی۔ آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، صحابہ کرام نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا۔ پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا۔ امام ترمذی نے (اسے حسن غریب روایت کیا ہے) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ نے دو سجدے کیے۔ پھر تشہد پڑھا اور سلام پھیر دیا۔

دار قطنی نے حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور داعیٔ اعظم ﷺ نے سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کیے۔

❷ سلام کے بعد سجدہ کرنا

امام احمد، امام نسائی، ابو داؤد، امام بیہقی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں حضرت معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک روز نماز پڑھی۔ آپ ﷺ تشریف لے گئے جبکہ نماز کی ایک رکعت باقی تھی۔ آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے۔ حضرت بلال کو حکم دیا۔ انہوں نے اقامت کہی آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو ایک رکعت پڑھائی۔ لوگوں نے

اس کے بارے آپ ﷺ کو بتایا۔ صحابہ کرام نے کہا: ''کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟'' میں نے کہا: ''نہیں! مگر جبکہ میں اسے دیکھ لوں۔'' ایک شخص میرے پاس سے گزرا میں نے کہا: ''اسی نے ہی آپ ﷺ کو بتایا تھا۔'' انہوں نے کہا: ''وہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔'' ابن خزیمہ نے کہا ہے کہ وہ مغرب کی نماز تھی انہوں نے کہا ہے کہ یہ قصہ اور ہے اور ذوالیدین کا قصہ اور ہے کیونکہ اس واقعہ میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے آپ ﷺ کو بتایا تھا جبکہ دوسرے قصہ میں حضرت ذوالیدین نے آپ ﷺ کو بتایا تھا اور اس قصہ میں نماز ظہر یا نماز عصر میں سجدہ سہو کیا تھا جبکہ مذکور بالا واقعہ میں یہ نماز مغرب تھی نہ کہ نماز ظہر یا نماز عصر۔''

ائمہ کی ایک جماعت، امام مالک اور امام بزار نے ثقہ راویوں سے حضرت محمد بن سیرین سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے ہمیں نماز ظہر یا نماز عصر میں سے ایک نماز پڑھائی (ابن سیرین نے کہا ہے کہ میرے گمان کے مطابق وہ نماز عصر تھی جبکہ جزم کی روایت میں ہے کہ وہ نماز ظہر تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ نماز عصر تھی) آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر سلام پھیر دیا۔ پھر آپ ﷺ آگے لکڑی کی طرف یا قبلہ کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے دایاں رخسار مبارک بائیں ہتھیلی کے اندرونی حصہ پر رکھا۔ چہرۂ انور سے غصے کے اثرات عیاں تھے۔ لوگ جلدی جلدی سے باہر نکلے وہ کہہ رہے تھے: ''نماز قصر ہوگئی'' ان صحابہ کرام میں سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ وہ آپ ﷺ سے گفتگو کرنے کے بارے خوفزدہ تھے۔ ایک شخص نے عرض کی: اس کے ہاتھ لمبے تھے آپ اسے ذوالیدین کہتے تھے اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ! ﷺ آپ ﷺ بھول گئے ہیں یا نماز مختصر ہوگئی ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان میں سے کچھ بھی نہیں ہوا (دوسری روایت میں ہے کہ اس کا کچھ ہوا ہے) آپ ﷺ نے قوم کی طرف توجہ کی۔ (دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے دائیں بائیں توجہ کی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کی) اور فرمایا: ''کیا ذوالیدین نے سچ کہا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: ''ہاں! یارسول اللہ! ﷺ۔ ہم نے صرف دو رکعتیں پڑھیں ہیں۔'' حضور اکرم ﷺ مصلی پر تشریف لائے بقیہ دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر سلام پھیرا۔ پھر تکبیر کہی۔ پھر پہلے سجدہ کی طرح سجدہ کیا۔ یا اس سے طویل سجدہ کیا۔ پھر سر اقدس اٹھایا۔ تکبیر کہی۔ پہلے سجدہ کی مانند یا اس سے طویل سجدہ کیا۔ پھر سر اقدس اٹھایا اور تکبیر کہی۔''

حضرت ابن سیرین سے عرض کی گئی ''کیا آپ ﷺ نے سجدۂ سہو میں سلام پھیرا؟'' انہوں نے فرمایا: ''مجھے یہ بات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یاد نہیں رہی لیکن مجھے حضرت عمران بن حصین سے بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے نماز عصر پڑھی۔ تین رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا۔ کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے۔ ایک طویل ہاتھوں والا شخص اٹھ کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ جسے خرباق کہا جاتا تھا۔ انہوں نے آپ ﷺ سے یہ عرض کیا۔ آپ ﷺ غصے کی حالت میں باہر تشریف لائے چادر گھسیٹ رہے تھے۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے۔ فرمایا: ''کیا ذوالیدین ٹھیک کہہ رہا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ''ہاں! آپ ﷺ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی اور سلام پھیر دیا۔''

۳ زیادہ رکعتوں کی وجہ سے سجدہ سہو کرنا

ائمہ شیخین نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیرا تو ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا نماز میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یوں نہیں ہوا۔'' صحابہ کرام نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ رکعتیں پڑھیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ٹانگیں دوہری کیں قبلہ کی طرف رخ انور کیا اور دو سجدے کیے۔ پھر سلام پھیرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمہاری طرح بشر (کامل) ہوں۔ جیسے تمہیں یاد آتا ہے مجھے اسی طرح یاد آتا ہے۔ جیسے تم بھولتے ہو اسی طرح میں بھول جاتا ہوں۔ جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد کرا دیا کرو۔ جب تم میں سے کسی کو اس کی نماز میں شک پڑے تو وہ صحیح کے لیے غور و فکر کرے۔ اسی پر بناء کرلے۔ پھر دو سجدے کرلے۔''

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عصر کی پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سجدے سہو کیے۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔

❁❁❁❁

دوسرا باب

تلاوت کے سجدے (اجمال کے ساتھ)

ابوداؤد، ابن ماجہ، دارقطنی نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن پاک میں پندرہ سجدے پڑھائے۔ ان میں تین مفصل میں ہیں جبکہ سورۃ الحج میں دو سجدے ہیں۔''

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اسے غریب کہا ہے) اور ابوداؤد (انہوں نے اسے ضعیف کہا ہے) نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گیارہ سجدے کیے۔ ان میں سے ایک سجدہ سورۃ النجم میں ہے۔ ابن ماجہ کے الفاظ یہ ہیں: ''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گیارہ سجدے کیے۔ ان میں مفصل میں کوئی چیز نہیں۔ وہ الاعراف، الرعد، النحل، بنی اسرائیل، مریم، حج، الفرقان، سلیمان، سورۃ النمل، سجدہ ص اور حوامیم کا سجدہ ہے۔''

شیخین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ سورت پڑھتے جس میں سجدہ ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ فرماتے ہم بھی سجدہ کرتے حتیٰ کہ ہم میں سے کسی ایک کو اس پیشانی کے لیے جگہ نہ ملتی۔''

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور امام نسائی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں قرآن پاک پڑھ کر سناتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں سجدہ کا حکم دیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکبیر کہتے۔ سجدہ کرتے۔ ہم بھی سجدہ کرتے۔''

❁❁❁❁

تیسرا باب

تلاوت کے سجدے (تفصیل کے ساتھ)

ابو داؤد اور دارقطنی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ ص پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ کی آیت تک پہنچے تو نیچے اترے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا۔ صحابہ کرام نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سجدہ کیا۔ ایک اور دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی سورت پڑھی۔"

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدۂ تلاوت تک پہنچ تو صحابہ کرام سجدہ کے لیے تیار ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہ تو ایک نبی کی توبہ ہے لیکن میں نے تمہیں دیکھا کہ تم سجدہ کے لیے تیار ہو۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیچے اترے سجدہ کیا۔ صحابہ کرام نے بھی سجدہ کیا۔" امام احمد نے صحیح کے راویوں سے ان سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ سورۃ ص لکھ رہے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے سجدہ تک پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ دوات اور قلم اور ہر چیز اس کے حضور سجدہ ریز ہو گئی ہے۔ انہوں نے یہ خواب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت پر ضرور سجدہ کرتے تھے۔"

ابو یعلیٰ نے ثقہ راویوں سے اور دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورت "ص" میں سجدہ کیا۔

ابو یعلیٰ اور الطبرانی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے اس طرح دیکھا جس طرح کہ خواب دیکھنے والا دیکھتا ہے گویا کہ میں کسی درخت کے نیچے ہوں۔ گویا کہ درخت سورۃ ص پڑھ رہا ہے۔ جب وہ آیت سجدہ پر پہنچا تو اس نے سجدہ کیا۔ اس نے سجدہ میں کہا:

اللهم اغفرلی بها ذنبا. اللهم حط عنی بها وزرا و اورث لی بها شکرا و تقبلها منی کما تقبلت من عبدك داؤد سجدته.

میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ابوسعید! کیا تم نے سجدہ کیا؟ میں نے عرض کی: "نہیں" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم درخت سے زیادہ سجدہ کرنے کے مستحق تھے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ "ص" پڑھی۔ آیت سجدہ تک پہنچے تو اپنے سجدہ میں وہی کچھ کہا جو اس درخت نے کہا تھا۔" امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ص، سجود کی رخصتوں میں سے نہیں ہے۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔

آپ ﷺ اس سورت میں سجدہ تلاوت فرما رہے تھے۔"

النجم

امام احمد، شیخین، ابوداؤد اور امام نسائی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، بخاری، ترمذی اور دارقطنی نے حضرت ابن عباس سے، امام احمد اور نسائی نے مطلب بن وداعہ سے، شافعی اور احمد نے اور دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں سورۃ النجم پڑھی۔ اس میں سجدہ کیا۔ آپ ﷺ کے ہمراہ جو لوگ تھے ان سب نے سجدہ کیا۔" حضرات ابن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کے الفاظ میں ہے: "آپ ﷺ کے ہمراہ مسلمانوں، مشرکین اور جن و انس نے سجدہ کیا۔" حضرت ابوہریرہ نے درختوں کا اضافہ کیا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ قریش کے ایک بوڑھے نے مٹھی بھر مٹی یا سنگریزے لیے اور انہیں اپنے چہرے کی طرف لے گیا اور کہا: "مجھے یہی کافی ہے۔" اس کے بعد اسے حالتِ کفر میں قتل کر دیا گیا۔ وہ امیہ بن خلف تھا۔" مطلب نے کہا: "میں نے اپنا سر اٹھایا اور سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔" مطلب نے اس وقت اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ بعد میں جس سے بھی یہ آیت طیبہ سنتے ضرور سجدہ کرتے۔"

بزار نے ثقہ راویوں سے، (مسلم بن ابی مسلم کے علاوہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہ رسالت مآب میں سورۃ النجم لکھ رہا تھا۔ جب آپ ﷺ آیت سجدہ تک پہنچے تو ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا۔ دوات اور قلم نے بھی سجدہ کیا۔"

امام بخاری نے (ابومسعود دمشقی نے اپنی اطراف میں لکھا ہے کہ حمیدی نے کہا ہے: "میں نے اس روایت کو اس نسخہ میں نہیں دیکھا جو ہمارے پاس ہے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے سورۃ النجم پڑھی اور اس میں سجدہ کیا۔

امام احمد، امام شافعی، شیخین اور ائمہ ثلاثہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ ﷺ کو سورۃ النجم سنائی۔ مگر آپ ﷺ نے سجدہ نہ کیا۔" امام احمد نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ ﷺ کے ساتھ گیارہ مقامات پر سجدے کیے۔ ان میں سے ایک سورۃ النجم بھی ہے۔

اذا السماء انشقت

امام مالک، امام شافعی، احمد، شیخین اور امام نسائی نے حضرت ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے سورت اذا السماء انشقت پڑھی۔ اس میں سجدہ کیا۔ میں نے عرض کی: ابوہریرہ! کیا آپ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو اس میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا؟" انہوں نے فرمایا: "اگر میں حضور اکرم ﷺ کو سجدہ کرتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں کبھی بھی سجدہ نہ کرتا۔" شیخین، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت ابورافع الصائغ سے

روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز عشاء پڑھی۔ انہوں نے اذا السماء انشقت سورت پڑھی اور سجدہ کیا۔ میں نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس سورت طیبہ میں سجدہ کیا تھا۔''

مسدد نے صحیح میں حضرت ابو رافع سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، انہوں نے سورت اذا السماء انشقت پڑھی اور اس میں سجدہ کیا۔

تنبیہ

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور داعیٔ اعظم ﷺ مکہ مکرمہ میں سورۃ النجم میں سجدہ کرتے تھے۔ جب مدینہ طیبہ ہجرت فرما ہوئے تو اسے ترک کر دیا۔''

ابو داؤد نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو مفصل سورتوں میں سجدہ نہ کیا۔'' امام شافعی، امام احمد، شیخین اور ثلاثہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ ﷺ کو سورۃ النجم سنائی مگر اس میں سجدہ نہ کیا۔''

مسدد سے ثقہ راویوں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مفصل سورتوں میں سجدے نہیں۔''

❁❁❁❁

چوتھا باب

دوسرے کی قرأت سن کر ناسجدہ کرنا، فرائض نماز میں سجدۂ تلاوت

سعید بن منصور نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''حضور اکرم ﷺ کی موجودگی میں ایک شخص نے قرأت کی۔ مگر اس نے سجدہ نہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اسے پڑھا ہے۔ اگر تم سجدہ کرتے تو ہم بھی تمہارے ساتھ سجدہ کرتے۔''

امام شافعی اور امام بیہقی نے حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص نے قرآن پاک کی آیت پڑھی۔ جس میں سجدہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ بھی وہاں موجود تھے۔ اس شخص نے سجدہ کیا۔ آپ ﷺ نے بھی اس کے ساتھ سجدہ کیا۔ پھر اس نے دوسری آیت طیبہ پڑھی جس میں سجدہ تھا۔ وہ بارگاہ رسالت مآب میں تھا۔ اس نے انتظار کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ سجدہ کریں۔ مگر آپ ﷺ نے سجدہ نہ کیا۔ اس شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ! ﷺ میں نے آیۂ سجدہ پڑھی، مگر آپ ﷺ نے سجدہ نہ کیا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ہمارے امام تھے۔ اگر تم سجدہ کرتے تو ہم بھی تمہارے ساتھ سجدہ کرتے۔''

امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے صحیح سند سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ رات کے وقت سجدۂ تلاوت میں بار بار یہ تسبیح بیان کرتے تھے: ''سجد وجھی للذی خلقه و شق سمعه و بصره بحوله و قوته تبارك الله احسن الخالقین۔''

امام ترمذی اور امام الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی: ''میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ گویا کہ میں درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں۔ میں نے آیت سجدہ پڑھی۔ (امام بیہقی کی روایت میں ہے میں نے سورۂ ص پڑھی) میں نے سجدہ کیا۔ میرے سجدے کی وجہ سے درخت نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے اسے سنا وہ کہہ رہا تھا:

اللھم اکتب لی بھا عنك اجرا احطط عنی بھا وزرا و اجعلھا لی عندك ذخرا و تقبلھا کما تقبلتھا من عبدك داؤد۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کیا پھر اس طرح دعا مانگی جس طرح اس درخت نے دعا مانگی تھی اور خواب بیان کرنے والے نے بیان کیا تھا امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ ﷺ کے پیچھے تین بار نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے فرض نماز میں آیت سجدہ پڑھی۔''

پانچواں باب

سجدۂ شکر اور اس کے لیے دو رکعتیں

امام احمد نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشارت دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لشکر دشمن پر غالب آگیا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر اقدس ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مقدسہ میں تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور فوراً سجدہ ریز ہو گئے۔پھر اس بشارت لانے والے سے مختلف سوالات کرنے لگے۔اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا کہ انہوں نے ایک عورت کو اقتدار سونپا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''مرد ہلاک ہو گئے جب کہ وہ عورتوں کی اطاعت کرنے لگے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار اسی طرح فرمایا۔اس روایت کو امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔امام ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کسی خوش کن معاملہ کی خبر ملتی تو رب تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو جاتے۔''

ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ضروری امر کی خوشخبری دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں گر پڑے۔

امام بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور سارے قبیلہ ہمدان نے اسلام قبول کر لیا انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ان کے اسلام کے بارے لکھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خط پڑھنا تو فوراً سجدہ ریز ہو گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو بار فرمایا: ہمدان پر سلام ہو۔ہمدان پر سلام ہو۔''

ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابوجہل کے سر کی بشارت دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعتیں ادا کیں۔

ابوداؤد نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''ہم مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں روانہ ہوئے۔جب ہم عزورا کے قریب پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دستِ اقدس بلند کر لیے ایک ساعت بھر کے لیے دعا مانگی۔پھر سجدہ ریز ہو گئے۔کافی دیر سجدہ ریز رہے۔پھر اٹھے۔دست اقدس اٹھائے۔کچھ دیر رب تعالیٰ سے دعا مانگی پھر سجدہ ریز ہو گئے۔کافی دیر سر بسجود رہے پھر اٹھے۔دستِ اقدس اٹھائے دعا مانگی۔پھر سجدہ ریز ہو گئے (احمد نے تین بار کا تذکرہ کیا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''میں نے اپنے رب تعالیٰ سے التجاء کی۔اپنی امت کے لیے

شفاعت کی۔ رب تعالیٰ نے مجھے ایک تہائی امت عطا کر دی۔ میں رب تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ ریز ہو گیا۔ پھر میں نے اپنا سر اٹھایا میں نے رب تعالیٰ سے التجاء کی۔ اس نے مجھے میری امت کا ایک تہائی حصہ عطا فرما دیا۔ میں اپنے رب تعالیٰ کے لیے سجدہ ریز ہو گیا۔ پھر میں نے سر اٹھایا اپنے رب تعالیٰ سے التجاء کی اس نے آخری تہائی بھی مجھے عطا کر دیا۔ میں اپنے رب تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ ریز ہو گیا۔"

دار قطنی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن جعفر رضوان اللہ علیہ وعلی آبائہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے ایک پست قد شخص دیکھا تو فوراً سجدہ ریز ہو گئے۔" ابن ابی شیبہ نے ان سے مرسل روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: " آپ ﷺ کے پاس سے ایک پست قد شخص گزرا آپ ﷺ نے رب تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر ادا کیا اور کہا: "ساری تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے ہیں جس نے مجھے اس طرح نہ بنایا۔"

الطبرانی نے حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے ایک اپاہج شخص دیکھا تو فوراً سجدہ ریز ہو گئے۔ انہوں نے حضرت ابن عمر سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

الطبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ جب متغیر الخلق شخص دیکھتے تو سجدہ ریز ہو جاتے۔ جب بندر دیکھتے تو سجدہ ریز ہو جاتے۔ جب اپنی جگہ سے اٹھتے تو اس میں سجدہ کرتے۔"

امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ باہر تشریف لے گئے۔ پھر اس باغ میں تشریف لے گئے۔ جہاں سے پانی نوش فرماتے تھے۔ رخ زیبا قبلہ کی طرف کیا سجدہ ریز ہو گئے۔ سجدہ کو طویل کیا حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ شاید اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح پرفتوح کو قبض فرما لیا ہے۔ میں آپ ﷺ کے قریب ہوا۔ سر اقدس بلند فرمایا پوچھا: "کون ہو؟" میں نے عرض کی: "عبد الرحمان" آپ ﷺ نے پوچھا: "تمہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی: " آپ ﷺ نے اتنا طویل سجدہ کیا کہ میں سمجھا کہ شاید اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح مبارک کو قبض فرما لیا ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے پاس حضرت جبرائیل امین آئے۔ انہوں نے کہا کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے آپ ﷺ پر درود شریف پڑھا میں اس پر رحمت کروں گا۔ جس نے آپ ﷺ پر سلام بھیجا میں اس پر سلام بھیجوں گا۔" میں نے رب تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ کیا۔" اسی مفہوم کی دیگر احادیث درود شریف کے باب میں آئیں گی۔ رب تعالیٰ اپنے ہاں آپ ﷺ کے فضل و شرف میں اضافہ کرے۔

✿✿✿✿

جمعۃ المبارک کے دن اور رات کے معمولات

پہلا باب

نماز جمعہ سے قبل کے آداب

اس میں کئی انواع ہیں۔

❶ غسل

عبداللہ بن امام احمد اور ابن ماجہ نے الفاکہ بن سعد انصاری سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جمعۃ المبارک کے روز غسل کرتے تھے۔

❷ مونچھیں اور ناخن تراشنا

بزار، الطبرانی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جمعۃ المبارک کو نماز جمعۃ کے لیے جانے سے قبل اپنے ناخن اور مونچھیں کاٹتے تھے۔" امام بیہقی نے امام ابوجعفر الباقر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ پسند فرماتے تھے کہ اپنے ناخن اور مونچھیں روزِ جمعۃ المبارک کو کاٹیں۔"

زیب وزینت

ابن عدی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ جمعۃ المبارک کے روز عمامہ شریف پہنتے تھے۔ آپ ﷺ روز جمعۃ المبارک کو منبر پر جلوہ افروز ہوتے۔ لوگوں کی طرف رخ انور کرتے۔ انہیں سلام کرتے آپ ﷺ عصا مبارک اٹھاتے تھے اور منبر سے ٹیک لگاتے تھے۔"

امام احمد، امام مسلم، ابن ماجہ نے حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو خطبہ ارشاد فرمایا، آپ ﷺ نے سیاہ عمامہ شریف باندھ رکھا تھا۔

امام نسائی نے حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "گویا کہ میں اب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کر رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیاہ عمامہ شریف پہن رکھا ہے اور اس کی طرف کو مبارک شانوں کے مابین لٹکا رکھا ہے۔"

حمیدی نے صحیح سند سے حضرت ام الحصین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر مبارک اوڑھ رکھی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے ہوئے رک گئے تھے۔

حارث نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو کپڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں روزِ جمعۃ المبارک کو استعمال فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعۃ المبارک سے واپس آ کر انہیں لپیٹتے اور اوپر رکھ دیتے تھے۔"

حضرت ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی جمعۃ المبارک کے روز تشریف لاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمامہ مبارک پہنا ہوتا۔ اگر عمامہ نہ ہوتا تو کپڑے کو لپیٹ کر اسے بطور عمامہ باندھ لیتے۔"

۳ جمعۃ المبارک کی مغرب اور عشاء کی نمازوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا پڑھتے تھے؟

ابن حبان اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعۃ المبارک کی رات کو سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھتے تھے اور اس روز عشاء کی نماز میں سورۃ الجمعۃ اور سورۃ المنافقین پڑھتے تھے۔"

۴ جمعہ سے قبل اور بعد میں نماز طویل کرنا

ابو داؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جمعہ سے قبل نماز کو طویل کرتے تھے۔ اس کے بعد اپنے گھر میں دو رکعتیں ادا فرماتے تھے وہ گفتگو فرماتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح کرتے تھے۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جمعہ سے قبل چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان میں کسی چیز سے فاصلہ نہیں کرتے تھے۔"

✿✿✿✿

دوسرا باب

نماز جمعہ کا وقت اذان

امام احمد، امام بخاری، ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب شدید سردی ہوتی تو نماز جمعہ جلد ادا فرما لیتے جب گرمی شدید ہوتی اور نماز جمعہ کو ٹھنڈا کر کے پڑھتے۔"

امام احمد، شیخین، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز جمعۃ المبارک ادا کرتے تھے۔ پھر ہم واپس آتے تو دیواروں کا سایہ نہ ہوتا تھا جن سے ہم سایہ حاصل کرتے۔"

شیخین اور امام نسائی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سورج ڈھلتے ہی نماز جمعہ ادا کر لیتے تھے۔ پھر ہم واپس آتے۔ ہم سایہ کی تلاش میں ہوتے تھے۔"

امام مسلم اور امام نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرتے ہم واپس آتے تو ہم اپنی سواریوں کو آرام کراتے تھے۔ علی نے پوچھا: "یہ کون سی ساعت ہوتی تھی؟" انہوں نے فرمایا: "سورج کے ڈھلنے کا وقت۔"

حارث نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت نماز جمعہ ادا فرماتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔" امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت نماز جمعہ ادا کرتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔"

ابن ماجہ نے حضرت سعد مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد ہمایوں میں اس وقت اذانِ جمعہ دیتے تھے جب سایہ تسمے کی مانند ہوتا تھا۔"

امام شافعی نے مطلب بن حنطب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جمعہ اس وقت ادا کرتے تھے جب ایک ذراع کے برابر سایہ مائل ہو جاتا تھا۔" امام شافعی، امام احمد اور امام بخاری نے حضرت سائب بن یزید سے روایت کیا ہے کہ جمعۃ المبارک کی پہلی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد ہمایوں کی بات ہے دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اذان دی جاتی تھی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر رونق افروز ہوتے تھے۔ حضرات ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں اسی طرح ہوتا تھا۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا

لوگ زیادہ ہو گئے تو تیسری نداء کو دور کے لوگوں کے لیے زائد کیا گیا۔ اسی پر امر ثابت ہو گیا۔"

امام احمد نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صرف ایک مؤذن ہوتا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری نمازوں اور جمعۃ المبارک کے روز اذان دیتا تھا اور اقامت کہتا تھا۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اس وقت اذان دیتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز جمعہ کو منبر پر رونق افروز ہو جاتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیچے اترتے تو اقامت کہتے تھے۔ حضرات ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں اسی طرح ہوتا تھا حتیٰ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آ گیا۔

تیسرا باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ کے مقامات

اس باب کی کئی انواع ہیں۔

❶ زمین پر اپنی سواری کے ساتھ ٹیک لگا کر

امام نسائی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''تبوک کے سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کمر انور اپنی سواری کے ساتھ لگائے ہوئے تھے۔'' امام احمد نے جید سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔کمر انور کو ملتزم کے ساتھ لگایا ہوا تھا۔''

❷ خچر اور اونٹنی پر خطبہ

زاد المعاد میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین پر، منبر پر، اونٹ پر اور اپنی اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرمایا۔میں کہتا ہوں۔ ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خچر پر بھی خطبہ ارشاد فرمایا۔''

امام احمد، ابو داؤد نے حضرت ہلال بن عامر المزنی سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔انہوں نے فرمایا: ''میں نے منیٰ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی خچر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سرخ چادر تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ باآواز بلند آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین دہرا رہے تھے۔''

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔) نسائی اور بیہقی نے حضرت عمرو بن خارجہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منیٰ میں ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری پر تھے۔اونٹنی جگالی کر رہی تھی۔ اس کا لعاب اس کے کندھے کے درمیان بہہ رہا تھا۔

الطبرانی نے حضرت ہرماس بن زیاد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''خیانت سے بچو۔یہ برا ہمراز ہے۔ظلم سے بچو یہ روز حشر کی تاریکیاں ہیں۔بخل سے بچو تم سے پہلے کی اقوام کو بخل نے ہی ہلاک کیا ہے۔حتیٰ کہ انہوں نے اپنے خون بہائے اور قطع رحمی کی۔''

۳ منبر بنانا

ابن اسحاق اور بزار نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں منبر بنالوں تو میرے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے منبر بنوایا تھا۔ اگر میں عصا پکڑوں تو میرے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عصا تھاما تھا۔''

طیالسی نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چھوٹے سے منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا اور ہمیں صدقہ پر ابھارا۔ الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعۃ المبارک، عیدالفطر، عیدالاضحیٰ کو منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے تھے جب روز جمعہ کو مؤذن خاموش ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے اور خطبہ ارشاد فرماتے۔''

امام احمد نے حضرت ابن عمر سے، عبداللہ بن امام احمد نے حضرت ابی بن کعب سے، ابویعلی نے ابوسعید سے، بزار نے ایک اور سند سے انہی سے، عبد بن حمید نے ایک سند سے انہی سے، ابویعلی نے ثقہ راویوں سے، الطبرانی نے حضرت جابر سے، حضرات ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعۃ المبارک کے روز کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے (دوسرے الفاظ میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم روز جمعۃ المبارک کو لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے یا کوئی واقعہ رونما ہو جاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے محو گفتگو ہوتے) صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: ''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مسلمان زیادہ ہو گئے ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا پسند کرتے ہیں کاش کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر بنالیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہوں اور صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ٹھیک ہے۔'' فرمایا: ''ہمارے لیے یہ منبر کون بنائے گا؟ ایک شخص اٹھا۔ اس نے کہا: ''میں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم منبر بنالو گے؟'' اس نے عرض کی: ''ہاں!'' اس نے ان شاء اللہ نہ کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کی: ''فلاں'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ۔'' وہ بیٹھ گیا۔ پھر فرمایا: ''ہمارے لیے یہ منبر کون بنائے گا؟'' ایک شخص نے عرض کی: ''میں'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم منبر بنالو گے؟'' اس نے عرض کی: ''ہاں! اس نے بھی ان شاء اللہ نہ کہا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' اس نے عرض کی: ''فلاں!'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ۔'' وہ بیٹھ گیا۔ پھر پوچھا: ''ہمارے لیے منبر کون بنائے گا؟'' ایک اور شخص اٹھا۔ اس نے عرض کی: ''میں'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''تم منبر بنالو گے؟'' اس نے عرض کی: ''ہاں! ان شاء اللہ!'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' اس نے عرض کی: ''ابراہیم'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منبر بنادو'' اس نے منبر کی تین سیڑھیاں بنائیں جب جمعۃ المبارک آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہو گئے۔ قبلہ کی طرف رخ ... کیا کھجور کا تنا رونے لگا حتیٰ کہ میں نے بھی اس کا رونا سن لیا حالانکہ میں مسجد کے آخر میں بیٹھا ہوا تھا۔''

وہ آپ ﷺ کے فراق پر اس طرح آواز نکالنے لگا جیسے گائے آواز نکالتی ہے۔" دوسرے الفاظ میں ہے:" وہ اس طرح آپ ﷺ کا مشتاق ہوا جیسے اونٹنی اپنے بچے کے لیے مشتاق ہوتی ہے۔ آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اسے گلے لگایا۔ گلے لگائے رکھا۔ حتیٰ کہ وہ پرسکون ہوگیا۔" دوسرے الفاظ میں ہے:" آپ ﷺ نے اسے فرمایا پرسکون ہو جا۔ اگر تو چاہتا ہے تو میں تجھے جنت میں لگا دیتا ہوں۔ صالح لوگ تیرا پھل کھائیں گے۔ اگر تو پسند کرتا ہے تو میں تجھے اسی طرح شاداب کر دیتا ہوں جیسے کہ تو پہلے تھا۔ اس نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی۔ جب آپ ﷺ کا وصال ہوگیا تو اس تنے کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ وہ ان کے پاس ہی رہا حتیٰ کہ زمین اسے کھا گئی۔"

پھر آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا:" یہ کھجور کا تنا حضور اکرم ﷺ کے عشق میں رویا۔ آپ نے فرمایا: بخدا! اگر میں نیچے اتر کر اس کی طرف نہ جاتا اور اسے گلے نہ لگاتا تو یہ روزِ حشر تک روتا رہتا۔" دوسرے روز میں نے اسے دیکھا کہ اسے وہاں سے ہٹا دیا گیا تھا۔ ہم نے پوچھا:" اسے کیا ہوا؟" انہوں نے کہا:" حضرات ابوبکر صدیق اور عمر فاروق آئے اور انہوں نے اسے ہٹا دیا۔"

شیخین نے حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت کیا ہے کہ مسجد نبوی کی دیوار منبر کے پاس تھی بکری بھی وہاں سے گزر نہ سکتی تھی۔"

✿✿✿✿

چوتھا باب

خطبہ دینے کے انداز

اس میں کئی انواع ہیں۔

❶ خطبہ کے وقت صحابہ کرام کی طرف رخ انور کرنا

امام ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب منبر پر رونق افروز ہوتے تو صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہوتے تھے۔" ابن ماجہ نے عدی بن ثابت انصاری سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر رونق افروز ہوتے تو صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہوتے تھے۔

❷ منبر پر جلوہ فرما ہوتے وقت یا اس سے پہلے صحابہ کرام کو سلام کرنا

زاد المعاد میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب منبر پر رونق افروز ہوتے تھے تو چہرہ انور صحابہ کرام کی طرف کرتے پھر فرماتے: **السلام علیکم**۔

امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوتے تو سلام کرتے تھے۔ الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز جمعہ کو مسجد نبوی میں جلوہ افروز ہوتے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منبر کے پاس ہوتے انہیں سلام کرتے جب منبر پر جلوہ افروز ہوتے تو سارے صحابہ کرام کو سلام کرتے۔"

❸ کھڑے ہو کر پھر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرماتے، مبارک انگلیوں سے اشارہ اور آواز بلند کرنا

زاد المعاد میں ہے: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے تو چشمان مقدس سرخ ہو جاتی تھیں۔ آواز مبارک بلند ہوتی تھی۔ غضب شدید ہو جاتا تھا گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی لشکر کو ڈرا رہے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے: "اللہ تعالیٰ تمہاری صبح اور شام کو بہتر کرے۔" فرماتے: "مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سبابہ اور وسطی انگلیوں کو ملاتے۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے: "امابعد! بہترین بات کتاب الٰہی ہے اور بہترین ہدایت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت ہے۔ امور میں سے بدترین اختراع کی گئی اشیاء ہیں۔ ہر بدعت ضلالت ہیں۔"

ابن سعد نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے تو چشمان مقدس سرخ ہو جاتیں، آواز مبارک بلند ہوتی غصہ شدید ہوتا گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی لشکر سے ڈرا رہے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے: میں تمہاری صبح یا تمہاری شام کی بہتری کے لیے دعا کرتا ہوں۔ پھر فرماتے: ''مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبابہ اور وسطی سے اشارہ فرمایا پھر فرماتے: ''احسن ہدایت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت ہے۔ شریر امور محدثات ہیں۔ ہر بدعت ضلالت ہے۔'' جو اس حالت میں مرا اور اس نے مال چھوڑا تو وہ اس کے اہل خانہ کے لیے ہے۔ جس نے قرض چھوڑا یا کوئی اس طرح مرا اس کی کسی کو پرواہ نہ تھی وہ میری طرف اور مجھ پر ہے۔''

امام احمد نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبارک ٹانگوں پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔'' امام احمد، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے۔ پھر بیٹھ جاتے۔ پھر کھڑے ہو جاتے اور کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے قرآن پاک پڑھتے لوگوں کو نصیحت کرتے۔ جو تجھے یہ بتائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے اس نے جھوٹ بولا ہے۔ بخدا! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دو ہزار سے زائد نمازیں پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔''

امام احمد، الطبرانی (ان کے راوی ثقہ ہیں) اور بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''روز جمعۃ المبارک کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے پھر بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے'' بزار کے الفاظ یہ ہیں: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز جمعۃ المبارک کو دو خطبے دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں کے مابین بیٹھتے تھے۔'' شیخین۔ ابو داؤد اور نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو خطبے دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہو کر بیٹھ جاتے۔ حتیٰ کہ مؤذن فارغ ہو جاتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو جاتے۔ پھر بیٹھ جاتے۔ گفتگو نہ فرماتے پھر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے۔''

امام نسائی اور ابن ماجہ نے ان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ پھر بیٹھ جاتے۔ پھر کھڑے ہو جاتے۔'' ابن ماجہ نے یہ اضافہ کیا ہے'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیات طیبات پڑھتے۔ رب تعالیٰ کو یاد کرتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ بھی مختصر اور نماز بھی مختصر ہوتی تھی۔''

سمویہ نے اپنے فوائد میں، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے یا انہیں تعلیم دیتے تو اس آیت طیبہ کو کبھی ترک نہیں کرتے تھے'' دوسری روایت میں ہے: ''جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر رونق افروز ہوتے تو یہ آیت طیبہ ضرور پڑھتے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧١﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور ہمیشہ سچی (درست) بات کہا کرو اللہ پاک تمہارے اعمال کو درست کر دے گا۔ تمہارے گناہوں کو بھی بخش دے گا اور جو شخص اطاعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول (مکرم ﷺ) کی تو اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔

ابن ابی الدنیا نے کتاب التقویٰ میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب بھی آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے میں نے آپ ﷺ کو یہ آیت طیبہ پڑھتے ہوئے ضرور سنا۔"

امام احمد اور ائمہ ثلاثہ نے حضرت عمارہ بن رویبہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے مروان کو منبر پر ہاتھ بلند کرتے ہوئے دیکھا تو کہا: "اللہ تعالیٰ ان ہاتھوں کو تباہ کرے۔ میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس سے اس سے زائد کچھ نہ کہا تھا۔ انہوں نے اپنی سبابہ انگلی سے اشارہ کیا۔

ابو داؤد، ابن حبان اور حاکم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے کبھی بھی آپ ﷺ کو منبر اور اس کے علاوہ ہاتھوں کو بلند کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ میں نے تو آپ ﷺ کو یوں کہتے ہوئے سنا ہے: "انہوں نے سبابہ سے اشارہ کیا اور وسطی کو انگوٹھے کے ساتھ ملا دیا۔"

امام احمد، ابویعلی، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔ حتیٰ کہ پردہ نشین خواتین نے اسے اپنے گھروں میں سنا" یا کہا: "اپنے پردوں میں سنا" آپ ﷺ نے فرمایا: "اے وہ گروہ جو زبان سے ایمان لایا ہے۔ مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو۔ نہ ہی ان کے قابل ستر اعضاء کی ٹوہ میں نہ لگا کرو۔ جو اپنے بھائی کے کسی ایک عضو کی ٹوہ میں لگا جسے چھپانا ضروری ہے تو رب تعالیٰ اس کے اس عضو کی کھوج میں لگ جائے گا جس کے عضو کے کھوج میں رب تعالیٰ لگ جاتا ہے تو اسے اس کے گھر کے اندر ہی رسوا کر دیتا ہے۔"

دورانِ خطبہ کمان یا عصا پر سہارا لینا

زاد المعاد میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو عصا کا سہارا لیتے۔ آپ ﷺ اس وقت منبر پر جلوہ افروز ہوتے۔" ابو داؤد نے اضافہ کیا ہے "کبھی آپ ﷺ کمان پر بھی ٹیک لگا لیتے تھے۔ لیکن آپ ﷺ سے یہ مروی نہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی تلوار کے ساتھ سہارا لیا ہو۔

ابو داؤد نے حکم بن حزن الکلفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز جمعہ میں شرکت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ ﷺ کمان یا عصا کا سہارا لے کر کھڑے ہو گئے۔ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ آپ ﷺ نے خفیہ، مبارک اور پاکیزہ کلمات کے ساتھ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔

امام شافعی نے ابن جریج سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں نے حضرت عطا سے پوچھا: "کیا آپ ﷺ

عصا کا سہارا لے کر کھڑے ہوتے تھے؟ انہوں نے کہا: ''ہاں! آپ ﷺ اس کے ساتھ پوری طرح ٹیک لگاتے تھے۔''

امام احمد، ابن ماجہ نے حضرت سعد بن عائذ القرظ مؤذن رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ ﷺ میدان جنگ میں خطبہ ارشاد فرماتے تو کمان کے ساتھ خطبہ ارشاد فرماتے۔ جب نماز جمعہ کے لیے خطبہ ارشاد فرماتے تو عصا کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے۔''

الطبرانی نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ عصا کا سہارا لے کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سفر میں انہیں خطبہ ارشاد فرماتے تو کمان کے ساتھ ٹیک لگا کر ارشاد فرماتے۔''

۵ کسی امر کے لیے خطبہ روک دینا اور نیچے تشریف لانا

زاد المعاد میں ہے کہ دوران خطبہ اگر آپ ﷺ کو کسی اہم معاملہ کا سامنا کرنا پڑتا آپ ﷺ اس کے لیے تشریف لے جاتے۔ پھر اپنے خطبہ کے لیے تشریف لے آتے۔ آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما تشریف لے آئے۔ وہ لڑکھڑا کر چل رہے تھے۔ انہوں نے سرخ قمیصیں پہن رکھی تھیں۔ آپ ﷺ نے خطبہ روکا۔ نیچے اترے۔ انہیں اٹھایا۔ پھر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا رب تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

اِنَّمَاۤ اَمۡوَالُکُمۡ وَ اَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ ؕ (سورۃ التغابن، آیت: ۱۵)

ترجمہ: بے شک تمہارا مال اور تمہاری اولاد فتنہ (آزمائش) ہیں۔

میں نے انہیں دیکھا۔ یہ اپنی قمیصوں میں لڑکھڑا کر چل رہے تھے۔ میں نے صبر نہ کیا۔ حتیٰ کہ میں نے خطبہ منقطع کیا اور انہیں اٹھایا۔''

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) الضیاء اور حاکم نے احکام میں (انہوں نے کہا ہے کہ اس کی سند امام مسلم کی شرط پر ہے) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔ اتنے میں حضرات حسنین کریمین آئے۔ انہوں نے سرخ قمیصیں پہن رکھی تھیں۔ وہ لڑکھڑا کر چل رہے تھے۔ آپ ﷺ نیچے اترے۔ ان میں سے ایک کو اٹھایا یا دونوں کو اٹھایا۔ انہیں اپنے سامنے بٹھایا۔ پھر انہیں لے کر منبر پر رونق افروز ہوئے پھر فرمایا: ''رب تعالیٰ کا یہ فرمان سچ ہے:

اِنَّمَاۤ اَمۡوَالُکُمۡ وَ اَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ ؕ (سورۃ التغابن، آیت: ۱۵)

میں نے ان دونوں شہزادوں کو دیکھا۔ میں نے صبر نہ کیا۔ میں نے خطبہ روکا اور ان دونوں کو اٹھا لیا۔''

امام احمد، امام مسلم اور امام نسائی نے ابو رفاعۃ تمیم بن اسید العدوی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں

بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مسافر شخص ہے جو اپنے دین کے بارے سوال کرنے آیا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ اس کا دین کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف توجہ کی۔ اپنا خطبہ چھوڑا۔ حتیٰ کہ میرے پاس تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کرسی پیش کی گئی۔ میرا گمان ہے کہ اس کے پائے لوہے کے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر جلوہ فرما ہو گئے۔ مجھے وہ علوم سکھانے لگے جو رب ذوالجلال نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ کی طرف تشریف لائے اور اسے مکمل کیا۔" امام احمد نے یہ اضافہ کیا ہے۔ "انہوں نے سیاہ لکڑی دیکھی اور اسے لوہا سمجھا۔" امام نسائی کے الفاظ میں ہے "اس کرسی کو کھجور کے پتوں سے بنایا گیا تھا اس کے پائے لوہے کے تھے۔"

۶ خطبہ کی حالت میں بعض صحابہ کرام کو شرعی امر کا حکم دینا

ائمہ کی ایک جماعت سوائے امام مالک کے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: سلیک الغطفانی روز جمعۃ المبارک کو مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ وہ نماز پڑھے بغیر بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: "کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟" انہوں نے عرض کی: "نہیں!" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "دو رکعتیں پڑھو۔"

دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ضعیف روایت نقل کی ہے کہ بنو قیس میں سے ایک شخص مسجد نبوی میں داخل ہوا۔ اس وقت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: "اٹھو اور دو رکعتیں پڑھو" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ روک دیا حتیٰ کہ وہ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔"

امام شافعی، امام احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ایک شخص آیا اور مسجد میں داخل ہو گیا۔ اسی کی حالت پراگندہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پوچھا: "کیا تم نے نماز ادا کر لی ہے؟" اس نے عرض کی: "نہیں!" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "دو رکعتیں پڑھو" اس نے دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو صدقہ کی ترغیب دی۔ انہوں نے اپنے کپڑے پھینک دیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے دو کپڑے اس شخص کو دے دیے۔ دوسرے جمعۃ المبارک وہی شخص آیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا: "کیا تو نے نماز پڑھ لی ہے؟" اس نے عرض کی: "نہیں!" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "دو رکعتیں پڑھو" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ پر ابھارا۔ اس نے اپنے دو کپڑوں میں سے ایک کو پھینکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باآواز بلند فرمایا: "اسے لے لو۔ اسے لے لو" پھر فرمایا: "اس شخص کو دیکھو۔ یہ گزشتہ جمعۃ المبارک کو شکستہ حالت میں آیا میں نے لوگوں کو صدقہ کا حکم دیا۔ انہوں نے کپڑے پھینکے۔ میں ان میں سے اسے دو کپڑے

دیے۔ دوسرے جمعۃ المبارک کو میں نے لوگوں کو صدقہ کا حکم دیا۔ اس نے دو کپڑوں میں سے ایک پھینک دیا۔" اس کے راوی ثقہ ہیں۔"

الطبرانی نے الکبیر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت نعمان بن قوقل بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: "مختصری دو رکعتیں پڑھ لو۔"

ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص مسجد نبوی میں داخل ہوا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ وہ لوگوں کی گردنیں پھلانگنے لگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: "بیٹھ جا۔ تو نے تکلیف دی ہے تو نے تاخیر کر دی ہے۔"

امام احمد، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حاضر خدمت ہوا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: "بیٹھ جا تو نے اذیت دی ہے۔ تو نے تاخیر کی ہے۔"

ابوداؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ فرما ہو گئے تو فرمایا: "بیٹھ جاؤ" یہ حکم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سنا وہ مسجد کے دروازے پر بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا تو فرمایا: "عبداللہ بن مسعود آگے آ جائیں۔"

امام احمد نے حضرت قیس بن ابی حازم سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ میں دھوپ میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا۔ میں دھوپ سے اٹھ کر چھاؤں میں آ گیا۔"

۷ منبر پر پانی نوش فرمانا

ابن ابی شیبہ اور احمد بن منیع نے حضرت جنادہ الازدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں ازد کے سات افراد کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں ان میں سے ایک تھا۔ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا تناول فرما رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں کھانے کی دعوت دی۔ ہم نے کہا: "ہم نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے پوچھا: "کیا کل تم نے روزہ رکھا تھا؟" ہم نے عرض کی "نہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم کل روزہ رکھو گے؟ ہم نے عرض کی: "نہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "روزہ توڑ دو۔" ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ فرما ہوئے۔ پانی منگوایا اور اسے نوش کر لیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر ہی تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو دکھایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعۃ المبارک کو روزہ نہیں رکھتے۔"

۸ منبر سے اترنے اور نماز جمعۃ سے قبل گفتگو کرنے والے کے لیے ٹھہر جانا

امام احمد اور ائمہ اربعہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعۃ المبارک کے

روز منبر سے نیچے تشریف لائے۔ایک شخص نے اپنی ضرورت کے لیے آپ ﷺ سے گفتگو کی۔ پھر آپ ﷺ مصلی پر تشریف لے گئے۔

ابوداؤد نے لکھا ہے کہ یہ روایت متصل نہیں ہے۔اس میں جریر بن حازم منفرد ہیں،امام ترمذی نے لکھا ہے:"میں نے امام بخاری کو فرماتے ہوئے سنا۔انہوں نے کہا:"جریر کو اس روایت میں وہم ہوا ہے۔حضرت ثابت نے حضرت انس سے صحیح روایت اس طرح روایت کی ہے۔انہوں نے فرمایا:"نماز قائم ہوگئی۔ایک شخص نے آپ ﷺ کا دستِ اقدس تھاما۔ وہ آپ ﷺ کے ساتھ کلام کرتا رہا۔حتیٰ کہ بعض لوگ اونگھنے لگے۔"

❁❁❁❁

پانچواں باب

آپ ﷺ کے خطبہ کی کیفیت اور آپ ﷺ کے بعض خطبات

زاد المعاد میں ہے: ''آپ ﷺ کا خطبہ رب تعالیٰ کی حمد، اس کی نعمتوں پر اس کے شکر، اس کی صفات کمال اور محامد اسلام کے بنیادی امور کی تعلیم، جنت، دوزخ، قیامت، تقویٰ، اس کے غضب کے مقامات اور اس کی رضا کی جگہوں کے اظہار پر مشتمل ہوتا تھا۔''

آپ ﷺ اپنے خطبہ میں فرماتے تھے: ''اے لوگو! تم میں ہر وہ کام کرنے کی طاقت نہیں جو میں تمہیں حکم دیتا ہوں لیکن سیدھے رستہ پر چلو اور بشارت دو۔'' آپ ﷺ مخاطبین کی ضرورت اور ان کی مصلحت کے تقاضا کے مطابق خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کا ہر خطبہ رب تعالیٰ کی حمد وثناء اور دو شہادتوں سے شروع ہوتا تھا۔'' آپ ﷺ کبھی خطبہ طویل اور کبھی مختصر ارشاد فرماتے تھے۔ آپ ﷺ لوگوں کی ضرورت کا خیال رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کا فی البدیہہ خطبہ مرتب خطبہ سے طویل ہوتا تھا۔ آپ ﷺ خواتین کو الگ خطبہ ارشاد فرماتے تھے اور انہیں صدقہ پر ابھارتے تھے۔''

جب آپ ﷺ حجرہ سے باہر تشریف لاتے تو بے چینیوں کا اظہار نہ فرماتے تھے۔ آپ ﷺ ایسے کپڑے نہ پہنتے تھے جیسے آج کل کے خطباء پہنتے ہیں۔ آپ ﷺ چادر وغیرہ بھی نہ ڈالتے تھے۔ آپ ﷺ زمین پر، منبر پر، اونٹ پر اور اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔''

جب آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو چشمان مقدس سرخ ہو جاتی تھیں۔ آواز مبارک بلند ہو جاتی تھی گویا کہ لشکر کو ڈرا رہے ہوں۔ آپ ﷺ خطبہ میں زیادہ قرآن پاک پڑھتے تھے۔ کبھی کمان کے ساتھ ٹیک لگا لیتے تھے۔ مگر تلوار کے ساتھ کبھی سہارا نہیں لیا۔''

آپ ﷺ کے منبر کی تین سیڑھیاں تھیں جب آپ ﷺ ان پر جلوہ افروز ہو جاتے لوگوں کی طرف رخ انور کر لیتے تو مؤذن اذان دیتا۔ آپ ﷺ اس کے بعد یا پہلے کچھ نہ فرماتے۔ جب خطبہ شروع فرماتے تو غصہ شدید ہو جاتا۔ آپ ﷺ کی آواز سے کسی کی آواز بلند نہ ہوتی تھی نہ مؤذن کی نہ کسی اور کی۔

ابو داؤد نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تو فرماتے: ''ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ ہم اسی سے مدد طلب کرتے ہیں اور اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ ہم اپنے نفوس کے

شروں سے رب تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے رب تعالیٰ ہدایت دے دے اسے گمراہ کرنے والا کوئی نہیں اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد عربی ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اس نے انہیں قیامت سے قبل مبشر اور نذیر بنا کر حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کی اطاعت کی وہ ہدایت پا گیا جس نے ان کی نافرمانی کی تو اس نے اپنا نقصان ہی کیا۔ وہ رب تعالیٰ کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکے گا۔ ہم رب تعالیٰ سے التجاء کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں میں سے کرے جو اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اس کے رسول محترم ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔ جو اس کی رضا کی جستجو کرتے ہیں۔ اس کے غصے سے بچتے ہیں ہم اس کے ساتھ اور اس کے لیے ہیں۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور اما بعد کہا۔" الطبرانی نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "اے لوگو! دنیا موجود سامان ہے جس سے پاکباز اور فاجر کھاتا ہے آخرت سچا وعدہ ہے۔ جس میں قادر شہنشاہ فیصلہ کرے گا۔ وہ حق کو ثابت کرے گا۔ باطل کو بطلان کرے گا۔ اے لوگو! آخرت والے بن جاؤ۔ دنیا والے نہ بنو ہر ماں کی اتباع اس کا بچہ کرتا ہے۔"

امام شافعی، امام احمد، مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک روز خطبہ ارشاد فرمایا۔ فرمایا: "ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ ہم اس سے مدد طلب کرتے ہیں اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ اسی سے ہدایت کی التجاء کرتے ہیں۔ اسی سے نصرت چاہتے ہیں۔ ہم اپنے نفوس کے شرور سے اسی سے پناہ مانگتے ہیں۔ اپنے اعمال کی برائیوں سے اسی سے پناہ طلب کرتے ہیں۔ جسے رب تعالیٰ ہدایت دیتا ہے۔ اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا جسے وہ گمراہ کرتا ہے اسے ہدایت کوئی نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد عربی ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کی اطاعت کی وہ ہدایت پا گیا جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی نافرمانی کی تو وہ گمراہ ہو گیا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے امر کی طرف لوٹ آئے۔"

ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے الشعب میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ ﷺ کے خطبہ جمعۃ کی جستجو کی۔ مگر اس نے مجھے تھکا دیا۔ میں نے حضور اکرم ﷺ کے ایک صحابی کو لازم پکڑا اور ان سے اس کے بارے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ جمعۃ المبارک کے دن اپنے خطبہ میں یہ فرماتے تھے: "اے لوگو! تمہارا ایک علم ہے۔ اسی علم پر رک جاؤ۔ تمہاری ایک انتہاء ہے۔ اپنی انتہاء پر رک جاؤ۔ مؤمن دو خوفوں کے مابین ہوتا ہے وہ اس مدت، جو گذر چکی ہے وہ نہیں جانتا کہ رب تعالیٰ اس میں اس کے ساتھ کیا کیا اور اس مدت کے مابین ہے جو باقی

ہے۔اسے علم نہیں کہ رب تعالیٰ اس میں اس کے ساتھ کیا کرے گا؟ مؤمن کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس سے اپنے نفس کے لیے زادِراہ لے لے۔ دنیا کے بعد کوئی گھر نہیں سوائے جنت یا آگ کے۔ میرے لیے اور اپنے لیے رب تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو۔"

امام بیہقی نے "الاسماء والصفات" میں ابن شہاب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہمیں حضور اکرم ﷺ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ جب آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تو فرماتے: "ہر وہ چیز جو آنے والی ہے وہ قریب ہے جو آنے والی ہے اس کے لیے کوئی دوری نہیں رب تعالیٰ کسی کی عجلت کی وجہ سے جلدی نہیں کرتا۔ وہ لوگوں کے معاملہ کی وجہ سے ہلکا نہیں ہوتا۔ جو وہ چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ خواہ لوگوں کو ناپسند ہو۔ جسے رب تعالیٰ قریب کر دے اسے دور کرنے والا کوئی نہیں اور جسے وہ دور کر دے اسے قریب کرنے والا کوئی نہیں۔ رب تعالیٰ کے حق کے ساتھ اذن کے ساتھ ہی ہر چیز رونما ہوتی ہے۔"

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے سنا۔ آپ ﷺ فرمارہے تھے: "میں تمہیں آگ سے ڈراتا ہوں۔ میں تمہیں آگ سے ڈراتا ہوں۔" حتیٰ کہ اگر کوئی شخص بازار میں ہوتا تو وہ اس جگہ سے آپ ﷺ کی آواز سن سکتا تھا۔ انہوں نے کہا: "حتیٰ کہ ان کی وہ چادر گر پڑی جو ان کے کندھے پر تھے۔ وہ ان کے پاؤں پر آگری۔" دوسری روایت میں ہے: "اہلِ بازار آپ ﷺ کی آواز سن لیتے تھے حالانکہ آپ ﷺ منبر پر رونق افروز ہوتے تھے۔"

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں خطبہ دیا اور فرمایا۔ امابعد!

امام احمد، امام نسائی، مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ قیامت کا تذکرہ کرتے تو آپ ﷺ کی چشمان مقدس سرخ ہوجاتیں۔ آواز مبارک بلند ہوجاتی۔ غصہ شدید ہوجاتا گویا کہ آپ ﷺ لشکر کو ڈرا رہے ہیں آپ ﷺ فرماتے "اللہ تعالیٰ تمہاری صبح عمدہ کرے۔" ایک اور روایت میں ہے: "روز جمعۃ المبارک آپ ﷺ خطبہ دیتے وقت رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرتے جس کا وہ مستحق ہے۔ پھر اس کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے۔ آپ ﷺ آواز بہت بلند ہوتی تھی۔ آپ ﷺ فرماتے: "امابعد! بہترین بات کتاب اللہ ہے۔ بہترین ہدایت محمد عربی ﷺ کی ہدایت ہے امور میں سے شریر نئی گھڑی ہوئی باتیں (محدثات) ہیں۔ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے۔" پھر فرماتے: "جسے اللہ تعالیٰ ہدایت سے نواز دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی شاہراہ ہدایت پر گامزن نہیں کرسکتا۔" پھر فرماتے: "مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے۔" پھر فرماتے: "جس نے مال چھوڑا تو وہ اس کے اہل خانہ کے لیے ہے جس نے اپنے اہل وعیال غریب چھوڑے تو وہ میرے لیے مجھ پر ہیں۔ میں اہل ایمان کے سب سے زیادہ قریب ہوں۔"

امام احمد، الطبرانی، البزار نے صحیح کے راویوں سے حضرت علی المرتضیٰ یا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (راوی کو شک ہے) انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ ہمیں خطبہ دیتے تھے۔ ہمیں رب تعالیٰ کے ایام کو یاد کراتے تھے۔ حتیٰ کہ اس کے اثرات آپ ﷺ کے چہرۂ انور سے عیاں تھے۔ گویا کہ آپ ﷺ قوم کو خبردار کرنے والے تھے جب آپ ﷺ کی ملاقات حضرت جبرائیل امین سے ہوتی تو آپ ﷺ تبسم نہ فرماتے حتیٰ کہ وہ بلند ہو جاتے۔"

امام شافعی نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے روز جمعۃ المبارک کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا: "ارے! دنیا ایک موجود سامان ہے جس سے پاکباز اور فاجر کھاتا ہے۔ ارے! آخرت ایک سچا وعدہ ہے جس میں شہنشاہِ قادر فیصلہ کرے گا۔ ارے! تمام کی تمام خیر اپنے گوشوں اور کناروں سمیت جنت میں ہے اور تمام کا تمام شر اپنے گوشوں اور کناروں سمیت آگ میں ہے۔ ارے! جان لو! تم اللہ تعالیٰ کے بارے خوف پر ہو جان لو! تمہیں تمہارے اعمال پر پیش کیا جائے گا۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝

ترجمہ: پس جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔

امام شافعی، امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، احمد بن منیع نے حضرت ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے سورۃ ق و القرآن المجید حضور اکرم ﷺ سے یاد کی ہے۔ آپ ﷺ اسے ہر روز منبر پر صحابہ کرام کو خطبہ ارشاد فرماتے وقت پڑھتے تھے۔

ابن سعد نے ام حبیبہ سے روایت کیا ہے۔ ان کا نام حضرت خولہ بنت قیس الجھنیہ ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں روز جمعۃ المبارک کو آپ ﷺ کا خطبہ سن لیتی تھی حالانکہ میں خواتین میں سے سب سے آخر میں ہوتی تھی۔ میں آپ ﷺ کو سورۃ ق والقرآن المجید کی قرأت کرتے ہوئے سنتی تھی۔ آپ ﷺ منبر پر رونق افروز ہوتے تھے اور میں مسجد کے آخر میں ہوتی تھی۔"

شیخین، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ ﷺ کو سنا۔ آپ ﷺ منبر پر اس آیت طیبہ کی تلاوت فرما رہے تھے:

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ (الزخرف، آیت: ۷۷)

ترجمہ: اور وہ پکاریں گے اے مالک۔

امام احمد، مسلم اور ائمہ ثلاثہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھتا تھا۔ آپ ﷺ کی نماز بھی مختصر ہوتی تھی اور خطبہ بھی مختصر ہوتا تھا۔" ابوداؤد نے روایت کیا ہے: "آپ ﷺ قرآن پاک کی آیات پڑھتے تھے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے" ابوداؤد نے ان سے روایت کیا ہے

کہ آپ ﷺ روز جمعۃ کو زیادہ طویل وعظ نہ فرماتے تھے وہ چند کلمات ہی ہوتے تھے۔"

امام احمد، ابوداؤد اور ابونعیم نے حکم بن حزوم الکلفی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے روز جمعۃ آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ ﷺ کھڑے ہوئے۔ رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی ہلکے مبارک اور پاکیزہ کلمات کے ساتھ اس کی تعریف فرمائی پھر فرمایا: "اے لوگو! تم ہر اس امر کی طاقت نہیں رکھتے یا نہیں کر سکتے جس کا میں تمہیں حکم دیتا ہوں لیکن صراطِ مستقیم اپناؤ اور بشارت دو۔" امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن الاوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "حضور اکرم ﷺ اکثر ذکر کرتے تھے لغویات بالکل نہ کرتے تھے۔ نماز طویل فرماتے۔ خطبہ مختصر فرماتے۔ آپ ﷺ کسی بیوہ یا مسکین کے ساتھ اس کی ضرورت کے لیے جانے میں عار نہ سمجھتے تھے۔"

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جمعۃ المبارک کے روز تبارك الذی سورت پڑھی۔ آپ ﷺ کھڑے تھے اور ایام اللہ کا ذکر فرما رہے تھے۔ عبداللہ بن امام احمد نے صحیح کے راویوں سے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے روز جمعۃ المبارک کو سورت برات پڑھی۔ آپ ﷺ کھڑے ہو کر ایام اللہ کا تذکرہ فرما رہے تھے۔"

عبد بن حمید نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے خطبہ میں سورۃ المائدۃ اور سورۃ التوبۃ پڑھی۔ پھر فرمایا: "ان دونوں سورتوں میں رب تعالیٰ نے جسے حرام کیا ہے اسے حرام سمجھو جسے حلال کیا ہے اسے حلال سمجھو۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے اسحاق بن زریق کے) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ منبر پر سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھتے تھے۔"

الطبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ خطبہ میں سورۃ الزمر پڑھی۔ منبر نے دوبارہ حرکت کی۔

البزار اور الطبرانی نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ ہر جمعۃ المبارک کو مؤمنین مؤمنات، مسلمین اور مسلمات کے لیے مغفرت طلب کرتے تھے۔

امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "ہمیں حضور اکرم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو! مرنے سے پہلے توبہ کر لو۔ مصروفیت سے قبل صالحہ اعمال کرنے کے لیے جلدی کرو۔ اس تعلق کو جوڑو جو تمہارے اور تمہارے رب تعالیٰ کے مابین ہے۔ اس کی رحمت کے لیے دعا مانگا کرو۔"

چھٹا باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جمعہ کی کیفیت

اس میں دو انواع ہیں۔

❶ نماز جمعہ سے قبل نماز

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جمعہ سے قبل چار رکعتیں پڑھتے ان میں کسی چیز سے فاصلہ نہ کرتے تھے۔

❷ نماز جمعہ میں قرأت

امام احمد، امام شافعی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ترمذی نے حضرت عبیداللہ بن ابو رافع سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روز جمعہ کو الحمد شریف کے بعد پہلی رکعت میں سورۃ الجمعہ اور دوسری رکعت میں سورۃ المنافقین پڑھی۔ میں نے عرض کی: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ دو سورتیں پڑھیں جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کوفہ میں پڑھتے تھے۔" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہی دو سورتوں کی تلاوت کرتے تھے۔"

امام احمد، امام شافعی، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جمعہ میں سورت سبح اسم ربك الاعلى اور سورت هل اتاك حديث الغاشية پڑھتے تھے۔ امام مالک، امام احمد، امام مسلم نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز جمعۃ کو اور عیدین میں سورت سبح اسم ربك الاعلى اور سورت هل اتاك حديث الغاشية پڑھتے تھے۔ جب جمعہ اور عید ایک ہی دن ہوتے تو دونوں میں یہی سورتیں پڑھتے تھے۔"

عبدالرزاق نے مصنف میں اور سعید بن منصور نے حضرت طاؤس سے مرسل روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعۃ کی نماز میں سورۃ الجمعہ اور سورت يا ايها النبى اذا طلقتم النساء پڑھتے تھے۔

البزار اور الطبرانی نے حضرت ابی عنبہ خولانی سے، مسلم اور ائمہ اربعہ نے ابن عباس سے، الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ابن مردویہ نے ان سے اور حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

روز جمعۃ کو سورۃ الجمعۃ پڑھتے تھے۔ اہل ایمان کو ترغیب دلاتے تھے۔ دوسری رکعت میں سورۃ المنافقین پڑھتے تھے۔ جس سے منافقین کو ڈراتے تھے۔"

۳ آپ ﷺ کی نماز

آپ ﷺ نماز جمعہ کے بعد کچھ نہ پڑھتے واپس تشریف لاتے تو دو طویل رکعتیں پڑھتے۔ الطبرانی نے حجاج بن ارطاۃ اور عطیہ العوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نماز جمعہ سے پہلے چار اور بعد میں بھی چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان کے مابین کسی چیز سے فاصلہ نہ کرتے تھے۔

❁❁❁❁

ساتواں باب

نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد عادت مبارکہ

ائمہ ستہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جمعہ کے بعد کچھ نہ پڑھتے تھے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آجاتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو طویل رکعتیں ادا فرماتے تھے۔''

الطبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سند سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جمعہ سے پہلے چار رکعتیں اور بعد میں بھی چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان کے مابین کسی چیز سے فاصلہ نہ کرتے تھے۔''

ابوعبید، ابن منذر، الطبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن بسر الحیرانی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''میں نے حضرت عبداللہ بن بسر المازنی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جب وہ نماز جمعہ ادا کر لیتے تو باہر نکل جاتے بازار جاتے۔ پھر مسجد واپس آجاتے۔ اتنی نماز پڑھتے جتنی رب تعالیٰ چاہتا۔ ان سے عرض کی گئی: ''آپ اس طرح کیوں کرتے ہیں؟'' انہوں نے فرمایا: ''میں نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح کرتے تھے۔'' پھر انہوں نے یہ آیت طیبہ پڑھی:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (الجمعہ، آیت: ۱۰)

ترجمہ: پھر جب پوری ہو چکے نماز تو پھیل جاؤ زمین میں اور تلاش کرو اللہ کے فضل سے۔

❁❁❁❁

سفر میں فرض نمازیں

پہلا باب

قصر مباح ہونا اور یہ رخصت ہے

امام احمد، امام شافعی، ابوداؤد، ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے مابین امن سے سفر کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رب تعالیٰ کے علاوہ کسی کا خوف نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز قصر (دو رکعتیں) پڑھی۔''

امام مالک، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن خالد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: ''قصر نماز کیسے ہوگی۔'' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ

ترجمہ: تو نہیں مجھے تم پر کوئی حرج اگر تم قصر کرو نماز میں اگر ڈر و تم۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''اے میرے بھتیجے! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہ تعلیم دی تھی جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سکھایا وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم سفر میں دو رکعتیں ادا کریں۔'' دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف مبعوث کیے گئے ہم کچھ بھی نہ جانتے تھے۔ ہم اسی طرح کرتے ہیں جس طرح ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

امام شافعی، شیخین اور ائمہ ثلاثہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے مدینہ طیبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ کے لیے عازم سفر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذوالحلیفہ کے مقام پر دو رکعتیں پڑھائیں۔''

شیخین نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا:''ہم مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ کے لیے آپ ﷺ کی معیت میں روانہ ہوئے، آپ ﷺ دو دو رکعتیں پڑھتے رہے حتیٰ کہ ہم مدینہ طیبہ واپس آ گئے۔''ان سے عرض کی گئی:''تم مکہ مکرمہ میں کتنے روز ٹھہرے تھے؟''انہوں نے فرمایا:''ہم وہاں دس روز ٹھہرے تھے۔''

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے وہاں انیس روز قیام فرمایا۔ آپ ﷺ قصر نماز پڑھتے رہے۔ہم جب بھی سفر کریں اور انیس روز قیام کریں تو ہم قصر پڑھتے ہیں۔اگر زیادہ قیام کریں تو ہم پوری نمازیں پڑھتے ہیں۔''ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں سترہ روز قیام کیا تھا۔آپ ﷺ قصر نماز پڑھتے رہے۔''

ابوداؤد نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''میں نے آپ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شرکت کی۔فتح مکہ میں شرکت کی۔آپ ﷺ مکہ مکرمہ اٹھارہ روز قیام فرما رہے۔آپ ﷺ صرف دو رکعتیں پڑھتے رہے۔''

ابوداؤد نے امام زہری کی سند سے حضرت عبید اللہ سے (اس کے راوی ثقہ ہیں۔ابن اسحاق اس میں منفرد نہیں ہیں) امام نسائی نے عراک بن مالک کی سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''حضور اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں پندرہ روز قیام کیا اور نماز قصر پڑھتے رہے۔''

تنبیہ

اس اختلاف کو اس طرح جمع کیا جا سکتا ہے کہ جس نے ۱۹ روز کا قول کیا ہے اس نے آپ ﷺ کے دخول اور خروج کے ایام کو شامل کیا ہے جس نے سترہ روز کا قول کیا ہے اس نے ان کو حذف کر دیا ہے۔الحافظ نے لکھا ہے:''پندرہ روز کی روایت یہ احتمال رکھتی ہے کہ اصل روایت میں سترہ روز کا تذکرہ ہے راوی نے آپ ﷺ کے دخول اور خروج کے ایام کو خارج کر کے پندرہ روز کاذکر کر دیا ہے۔''

ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''جب آپ ﷺ مدینہ طیبہ سے عازم سفر ہوتے تو دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے حتیٰ کہ آپ ﷺ واپس تشریف لے آتے۔''امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ سفر میں دو رکعتیں اور حضر میں چار رکعتیں ادا کرتے تھے۔''

امام احمد اور ائمہ خمسہ نے حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''آپ ﷺ نے ہمیں نماز ظہر اور نماز عصر دو دو رکعتیں پڑھائیں حالانکہ ہماری تعداد بہت زیادہ تھی اور ہم بہت زیادہ امن سے تھے۔''

طیالسی (اس کے راوی ثقہ ہیں) مسدد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب بھی سفر کے لیے کاشانہ اقدس سے روانہ ہوتے تو دو دو رکعتیں پڑھتے حتیٰ کہ آپ ﷺ واپس آ جاتے۔''ابن ابی شیبہ نے حضرت

انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے دور خلافت کی ابتداء میں ان کے ہمراہ منیٰ میں دو دو رکعتیں پڑھتا تھا۔''

حارث، مسدد، البزار نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ سب امور پر عمل کرتے تھے۔ آپ ﷺ روزے بھی رکھتے تھے۔ افطار بھی کرتے تھے۔ مکمل نماز بھی پڑھتے تھے نماز میں قصر بھی کرتے تھے۔''

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب بھی آپ ﷺ نے سفر فرمایا آپ ﷺ دو دو رکعتیں ادا کرتے حتیٰ کہ آپ ﷺ واپس آجاتے۔''

امام احمد، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ ﷺ کسی جگہ فروکش ہوتے تو وہاں سے روانہ ہوتے حتیٰ کہ آپ ﷺ نماز ظہر ادا کر لیتے۔''

امام مسلم نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ ﷺ کسی سفر میں ہوتے اور رات کو کسی مقام پر قیام فرماتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے جب آپ ﷺ صبح سے تھوڑی دیر پہلے آرام کرتے تو اپنی مبارک کہنیوں کو بلند کرتے اور اپنا سر اقدس اپنی ہتھیلی پر رکھ دیتے۔''

❁❁❁❁

دوسرا باب

قصر کی مسافت اور اس کی ابتداء

امام مسلم اور ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب حضور سیاح لامکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین میل یا تین فرسخ فاصلہ طے کر لیتے (شعبہ کو شک گزرا ہے) تو دو رکعتیں ادا کرتے۔" امام احمد، امام مسلم اور امام نسائی نے حضرت جبیر بن نفیر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں حضرت شرحبیل بن سمیط کے ساتھ اس بستی کی طرف گیا جو تقریباً سترہ میل دور تھی۔ انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں۔ میں نے انہیں عرض کی تو انہوں نے کہا: "میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے ذوالحلیفہ کے مقام پر دو رکعتیں پڑھیں۔ میں نے ان سے عرض کی تو انہوں نے فرمایا: "میں اسی طرح کرتا ہوں جس طرح میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا۔"

مسدد، ابن ابی شیبہ، احمد بن منیع اور عبد بن حمید نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ سے سفر فرماتے تو ایک فرسخ سفر کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصر نماز پڑھتے تھے۔" شیخین، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو دو رکعتیں پڑھتے تھے حتیٰ کہ ہم مدینہ طیبہ آ گئے۔" ان سے عرض کی گئی: "کیا تم نے مکہ مکرمہ میں قیام کیا تھا؟" انہوں نے فرمایا: "ہم نے وہاں دس روز تک قیام کیا تاہم قصر نماز پڑھتے تھے۔"

امام احمد، امام بخاری، ائمہ اربعہ اور دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں انیس روز قیام کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصر نماز پڑھتے رہے۔"

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بھی سفر کیا اس میں دو دو رکعتیں پڑھیں۔ سوائے نماز مغرب کے۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے وقت مکہ مکرمہ میں اٹھارہ روز تک قیام فرما رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو دو دو رکعتیں پڑھاتے رہے سوائے نمازِ مغرب کے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے: "اہل مکہ! اٹھو۔ بقیہ دو رکعتیں مکمل کر لو۔ ہم مسافر قوم ہیں۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف اور حنین تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو دو رکعتیں ادا کرتے رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جعرانہ تشریف لائے اور ذوالقعدہ میں وہاں سے عمرہ کیا۔"

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک میں بیس روز تک قیام کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصر نماز ادا کرتے رہے۔"

❁❁❁❁

تیسرا باب

دونمازیں جمع کرنا

اس باب میں کئی انواع ہیں۔

❶ جمع کرنا مباح ہونا اور اس کی رخصت ہونا

ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ سفر میں نماز مغرب اور نماز عشاء کو جمع کرتے رہے حالانکہ آپ ﷺ کو کوئی جلدی نہ تھی نہ دشمن آپ ﷺ کے تعاقب میں تھا نہ ہی کسی چیز کا خوف تھا۔"

❷ سفر میں دونمازیں جمع کرنا

امام احمد، شیخین اور ابو داؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ ﷺ سفر میں دونمازیں جمع کرنے کا ارادہ فرماتے۔" دوسری روایت ہے کہ جب آپ ﷺ کو جلدی ہوتی تو نماز ظہر کو تاخیر سے پڑھتے۔ ایک اور روایت میں ہے: "جب آپ ﷺ سورج کے ڈھل جانے سے پہلے عازم سفر ہوتے تو نماز ظہر کو نماز عصر تک مؤخر کرتے پھر آپ ﷺ نیچے تشریف لاتے اور دونوں نمازوں کو ملا کر پڑھتے۔ جب سورج روانگی سے قبل ڈھل جاتا تو نماز ظہر ادا کرتے پھر سوار ہو جاتے۔ نمازِ مغرب کو مؤخر کرتے حتیٰ کہ نماز میں مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھتے جبکہ شفق غائب ہو جاتا۔"

امام احمد نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نماز ظہر اور نمازِ عصر کو اور نمازِ مغرب اور نماز عشاء کو جمع فرماتے تھے۔"

امام احمد، امام شافعی، شیخین، ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب سورج زائل ہو جاتا اور آپ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں ہوتے تو آپ ﷺ اس وقت ظہر اور عصر کی نمازوں کو جمع کرتے۔ جب آپ ﷺ زوال سے قبل عازم سفر ہوتے تو نماز ظہر کو مؤخر کرتے حتیٰ کہ انہیں عصر کے وقت جمع فرما لیتے جب نماز مغرب کا وقت ہوتا۔ آپ ﷺ کاشانہ اقدس میں ہوتے تو نماز مغرب اور نماز عشاء کو ملا کر پڑھتے۔ اگر روانگی کے وقت مغرب کا وقت نہ ہوتا تو آپ ﷺ سوار ہو جاتے جب عشاء کا وقت ہو جاتا تو نیچے اترتے اور دونوں نمازیں جمع فرما لیتے۔"

امام احمد اور ابن ابی عمر نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "آپ ﷺ

نے نمازِ ظہر کو مؤخر کیا، عصر کو جلدی پڑھا۔ مغرب کو مؤخر کیا اور عشاء کو جلدی پڑھا۔ آپ ﷺ سفر میں اس طرح کرتے تھے۔"

دار قطنی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب سورج کے ڈھل جانے کے وقت آپ ﷺ عازمِ سفر ہوتے تو آپ ﷺ نماز ظہر اور نماز عصر کو جمع فرما لیتے جب جلدی ہوتی تو نمازِ ظہر کو مؤخر کرتے اور عصر کو جلدی پڑھتے اور ان دونوں کو جمع کر لیتے تھے۔"

الطبرانی نے حفص بن عمر الجدی کی سند سے روایت کیا ہے (امام ذہبی نے اسے منکر الحدیث کہا ہے) کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے خیبر میں چھ ماہ قیام کیا آپ ﷺ نماز ظہر اور نماز عصر ملا کر پڑھتے رہے۔"

امام مسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ غزوۂ تبوک میں نماز ظہر اور نماز عصر، نماز مغرب اور نماز عشاء کو ملا کر پڑھتے رہے۔"

امام احمد، ابو داؤد، ترمذی حسن سند کے ذریعہ ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "غزوۂ تبوک میں جب روانگی سے قبل سورج ڈھل جاتے تو آپ ﷺ نماز ظہر اور نماز عصر کو جمع کر لیتے جب آپ ﷺ سورج ڈھلنے سے پہلے روانہ ہوتے تو نماز ظہر کو مؤخر کرتے حتیٰ کہ آپ ﷺ عصر کے نیچے تشریف لے آتے۔ نماز مغرب میں بھی آپ ﷺ اسی طرح کرتے۔ اگر روانگی سے قبل سورج غروب ہو جاتا تو مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھتے اور اگر غروب آفتاب سے پہلے روانہ ہو جاتے تو مغرب کو مؤخر کرتے حتیٰ کہ نماز عشاء کے لیے نیچے اترتے پھر دونوں نمازوں کو ملا کر پڑھ لیتے۔"

۳ مزدلفہ میں دو نمازیں جمع کرنا

دار قطنی کے علاوہ دیگر ائمہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر نے فرمایا: "آپ ﷺ نے مزدلفہ میں نماز مغرب اور نماز عشاء ملا کر پڑھیں۔ ہر ایک کے لیے علیحدہ اقامت کہی۔ ان کے مابین تسبیح نہ کہی۔

امام احمد، شیخین، ابو داؤد اور امام نسائی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے وقت کے بغیر نماز پڑھی ہو۔ سوائے دو نمازوں کے۔ آپ ﷺ نے نماز مغرب اور نماز عشاء کو اکٹھا پڑھا۔ اس روز نماز فجر کو وقت سے پہلے پڑھا۔"

ابو داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے عرفہ میں ایک اذان کے ساتھ نماز ظہر اور عصر پڑھی۔ ان کے مابین تسبیح نہ پڑھی۔ آپ ﷺ نے دو اقامتیں کہیں۔ آپ ﷺ نے نماز مغرب اور نماز عشاء پڑھی ایک اذان اور دو اقامتیں کہیں۔ ان کے مابین تسبیح نہ کہی۔

امام احمد نے حضرت ابن عمرو اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے نماز ظہر اور نماز عصر، نماز مغرب اور نماز عشاء کو جمع کیا۔"

حضر میں دو نمازیں جمع کرنا

ایک جماعت نے سوائے ابن ماجہ کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ طیبہ میں سات آٹھ نمازیں اس طرح پڑھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی خوف اور سفر کے بغیر نماز ظہر اور نماز عصر کو، نماز مغرب اور نماز عشاء کو ملا کر پڑھا۔" دوسری روایت میں ہے کہ بغیر خوف اور بارش کے۔" عمرو نے کہا: "ابوالشعثاء! میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ظہر کو مؤخر کیا۔ نماز عصر کو جلدی پڑھا۔ نماز مغرب کو تاخیر سے اور نماز عشاء کو جلدی پڑھا۔" انہوں نے کہا: "میرا بھی یہی گمان ہے۔" امام مسلم نے حضرت ابن عباس سے یہ اضافہ کیا ہے: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ کیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر حرج نہ ہو۔"

امام نسائی کے نزدیک تعجیل اور تاخیر کے الفاظ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہیں۔" الطبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ظہر اور نماز عصر کو اور نماز مغرب اور نماز عشاء کو ملا کر پڑھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے بارے عرض کی گئی تو فرمایا: "میں نے یہ اس لیے کیا ہے تاکہ میری امت پر کوئی حرج نہ ہو۔"

البزار نے حضرت ابوہریرہ سے عثمان بن خالد اموی کی سند سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں خوف کے بغیر دو نمازیں جمع کیں۔"

امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے: "اس حدیث کے بارے علماء کے کئی اقوال ہیں بعض نے یہ تاویل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارش کی وجہ سے انہیں جمع کیا۔ عظیم متقدمین کی ایک جماعت کا یہی مؤقف ہے لیکن یہ مؤقف اس روایت کے خلاف ہے جس میں ہے کہ خوف اور بارش کے بغیر دو نمازیں جمع کیں۔ انہوں نے اس روایت کا ارادہ کیا ہے جو انہوں نے نقل کی ہے۔ امام مالک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ظہر اور نماز عصر کو اور نماز مغرب اور نماز عشاء کو ملا کر پڑھا حالانکہ نہ خوف تھا نہ بارش تھی۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارش کی وجہ سے اس طرح کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ظہر ادا کی۔ پھر بادل چھٹ گیا۔ یہ امر عیاں ہو گیا کہ عصر کا وقت داخل ہو گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عصر پڑھ لی۔ یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ اگر نماز ظہر اور نماز عصر میں تھوڑا سا احتمال بھی ہو۔ لیکن نماز مغرب اور نماز عشاء میں احتمال نہیں ہے۔"

بعض علماء نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی نماز تاخیر سے پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اس کے وقت میں پڑھا۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو دوسری نماز کا وقت ہو گیا تو اسے پڑھا تو یہ دو نمازیں جمع کرنے کی صورت بن گئی۔ یہ مؤقف بھی باطل اور ضعیف ہے۔" انہوں نے اس کے دلائل لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ ان میں سے بعض نے کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی عذر مثلاً مرض وغیرہ کی وجہ سے انہیں جمع کیا۔ یہ حضرت احمد بن حنبل، ہمارے ساتھیوں میں سے قاضی حسین، اسی طرح خطابی،

متولی اور رویانی نے اسے اختیار کیا ہے۔ حدیث کے ظاہر کی تاویل کے مطابق یہی پسندیدہ موقف ہے حضرت ابن عباس کا فعل اور حضرت ابوہریرہ کی موافقت بھی اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کیونکہ اس میں بارش سے زیادہ مشقت ہے۔

ائمہ کی ایک جماعت نے حضر میں اس شخص کے لیے جمع کرنے کے جواز کا قول کیا ہے جو اسے اپنی عادت نہ بنا لے۔ یہ ابن سیرین، اصحاب مالک میں سے اشہب کا ہے۔ اسی طرح خطابی نے قفال سے اور الشاشی الکبیر کا موقف لکھا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس کے فرمان کا ظاہر اسی پر دلالت کرتا ہے انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ آپ ﷺ کی امت کو حرج نہ ہو" انہوں نے مرض وغیرہ کو اس کی علت نہ بنایا۔

۵ کسی عذر کی وجہ سے فرض نماز سواری پر ادا کرنا

الطبرانی، ابوداؤد، یعلیٰ بن مرہ کی روایت سے (الطبرانی کی سند ثقہ ہے) حضرت یعلیٰ بن امیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ کسی سفر میں تھے۔ ہمیں بارش کا سامنا کرنا پڑا۔ نیچے گیلی مٹی اور اوپر بارش تھی۔ آپ ﷺ گھاٹی میں تھے نماز کا وقت ہوگیا۔ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے اذان دی۔ اقامت کہی حضور ﷺ آگے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اپنی سواری پر نماز پڑھائی۔ صحابہ کرام اپنی اپنی سواریوں پر تھے۔ آپ ﷺ نے اشارے سے نماز پڑھی۔ سجدہ کا اشارہ رکوع کے اشارے سے نیچے تھا۔"

بزار نے عمرو بن یعلیٰ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "فرض نماز کا وقت ہوگیا۔ ہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ ہمارے آگے تشریف لے گئے۔ ہمیں امامت کرائی۔ ہم نے اپنی سواریوں پر نماز پڑھی۔"

چوتھا باب

سفر میں نوافل ادا کرنا

اس میں دو انواع ہیں۔

❶ نفلی نماز کی کیفیت

امام احمد اور ابو داؤد (انہوں نے اسے غریب کہا ہے) نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تیرہ یا اٹھارہ سفر کیے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز سے قبل بھی دو رکعتیں چھوڑی ہوں۔"

امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے سفر و حضر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں نے حضر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نماز ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں۔ اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔ سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ دو رکعتیں پڑھیں اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔"

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضر کی نماز اور سفر کی نماز فرض کی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضر میں اس سے پہلے اور اس کے بعد اور سفر میں اس سے پہلے اور اس کے بعد نماز پڑھتے تھے۔"

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت مسروق سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفلی نماز کے بارے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔" دار قطنی کے علاوہ دیگر ائمہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "میں نے سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت اختیار کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعتوں سے زائد نہ پڑھی حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔"

❷ سفر میں سواری پر نفلی نماز

ابو داؤد اور امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ سواری پر نفلی نماز ادا کرنے کا ارادہ فرماتے تو قبلہ رو ہو جاتے نماز کے لیے تکبیر کہتے پھر نماز پڑھنے لگتے خواہ سواری کا رخ جس طرف بھی ہوتا۔"

شیخین نے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ سواری پر نماز پڑھ رہے تھے خواہ اس کا رخ جدھر بھی ہو جاتا۔" ایک روایت میں ہے: "آپ ﷺ اپنے چہرۂ انور سے اشارہ فرماتے خواہ آپ ﷺ کا رخ جدھر بھی ہوتا لیکن فرض نمازوں میں آپ ﷺ اس طرح نہیں کرتے تھے۔"

امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں غزوۂ انمار میں آپ ﷺ کی زیارت سے بہرہ یاب ہوا۔ آپ ﷺ سواری پر نماز پڑھ رہے تھے۔ اس کا چہرہ مشرق کی طرف تھا۔" ان سے ہی روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نفلی نماز اپنی سواری پر ادا فرما لیتے تھے۔ خواہ اس کا رخ جدھر بھی ہوتا۔ لیکن جب فرض نماز ادا کرنے کا ارادہ فرماتے تو نیچے تشریف لاتے اور قبلہ رو ہو جاتے۔"

امام احمد، ایک جماعت اور دارقطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ اپنی سواری پر نفلی نماز پڑھ لیتے تھے خواہ اس کا رخ جس طرف بھی ہوتا۔ آپ ﷺ اپنے سر اقدس سے اشارہ فرماتے تھے۔" ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نفلی نماز اپنی اونٹنی پر ادا فرما لیتے تھے۔ خواہ اونٹنی کا رخ جدھر بھی ہوتا۔" ایک اور روایت میں ہے: "میں نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ گدھے پر نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ ﷺ کا رخ انور خیبر کی طرف تھا۔" ایک اور روایت میں ہے: "آپ ﷺ اونٹ پر وتر ادا کر لیتے تھے۔"

ابو داؤد اور امام ترمذی نے یعلی بن مرہ سے وہ اپنے والد گرامی اور وہ ان کے جد امجد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کسی سفر میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے وہ کسی گھاٹی میں پہنچے نماز کا وقت ہو گیا۔ آسمان سے بارش برسنے لگی اوپر سے بارش تھی نیچے تر زمین تھی۔ آپ ﷺ نے اپنی سواری پر ہی اذان دی صحابہ کرام کو اشارہ سے نماز پڑھائی سجدہ کا اشارہ رکوع کے اشارے سے نیچے کیا۔" الطبرانی یہ روایت یعلی بن امیہ سے روایت کی ہے۔

امام مالک، ابن ماجہ اور دارقطنی نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ اونٹ پر وتر ادا کر لیتے تھے۔ ائمہ مالک، احمد، مسلم اور ابو داؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے گدھے پر نماز پڑھی آپ ﷺ کا رخ انور خیبر کی طرف تھا۔" ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنی سواری پر وتر ادا فرما لیتے تھے۔ امام احمد نے آپ ﷺ کے خادم حضرت شقران رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ خیبر کی طرف رخ انور کر کے نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ اشارے سے نماز ادا کر رہے تھے۔"

امام احمد نے حضرت ہرماس بن زیاد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ اپنے اونٹ پر شام کی طرف رخ انور کر کے نماز پڑھ رہے تھے۔"

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ اپنی سواری پر مشرق کی طرف

رخ انور کر کے نماز پڑھ لیتے تھے جب فرض نماز ادا کرنے کا ارادہ فرماتے تو نیچے تشریف لاتے اور قبلہ رو ہو جاتے۔"

امام احمد نے ان سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ اپنی سواری پر ہر طرف رخ انور کر کے نفلی نماز پڑھ لیتے تھے آپ ﷺ اشارہ فرماتے تھے۔سجدہ کا اشارہ رکوع کے اشارہ سے نیچے ہوتا تھا۔"

امام احمد، ترمذی اور دارقطنی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنی سواری پر جس طرف رخ انور ہوتا۔نفلی نماز پڑھ لیتے تھے۔آپ ﷺ نماز اشارے سے پڑھتے تھے۔

تنبیہات

1. ابن قیم نے لکھا ہے۔"آپ ﷺ سے یہ محفوظ نہیں کہ آپ ﷺ نے سفر میں نماز سے قبل یا بعد میں سنتیں ادا کیں ہوں۔سوائے فجر کی سنتوں کے۔" الحافظ نے لکھا ہے: "ان کا رد وہ روایت کرتی ہے جسے امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور وہ روایت بھی اس کا رد کرتی ہے جسے ابو داؤد نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

2. حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے گدھے پر نماز پڑھی دارقطنی وغیرہ نے لکھا ہے یہ عمرو بن یحییٰ المازنی کی لغزش ہے۔معروف یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی سواری یا اونٹ پر نماز ادا کی صحیح موقف یہ ہے کہ گدھے پر نماز ادا کرنا حضرت انس رضی اللہ عنہ کا فعل ہے جیسے کہ امام مسلم نے اس کے بعد ذکر کیا ہے۔امام نووی نے لکھا ہے کہ عمرو کی لغزش میں بھی اعتراض کی گنجائش ہے کہ وہ ثقہ ہیں انہوں نے اس چیز کا ذکر کیا ہے جس کا احتمال ہے۔شاید آپ ﷺ نے ایک بار گدھے پر، ایک بار اونٹ پر یا کئی بار اونٹ پر نماز پڑھی لیکن کہا جائے گا کہ یہ جمہور کی اس روایت کے مخالف ہے جس میں اونٹ یا سواری کا تذکرہ ہے۔شاذ مردود ہے۔"

میں کہتا ہوں: "امام الطبرانی نے مسلم بن خالد الزنجی کی سند سے (امام شافعی نے انہیں ثقہ کہا ہے) ابن حبان اور ابن عدی وغیرہم نے یہ بھی روایت لکھی ہے۔ایک جماعت نے انہیں ضعیف کہا ہے۔امام ذہبی نے معنی میں لکھا ہے کہ یہ صدوق تھے ان پر تہمت لگائی گئی۔

الحافظ نے تقریب میں حضرت شقران رضی اللہ عنہ خادم رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی۔آپ ﷺ خیبر کی طرف رخ انور کر کے گدھے پر نفلی نماز ادا کر رہے تھے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلوٰۃ الخوف

پہلا باب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنی بار صلوٰۃ الخوف پڑھی اور اس کی کیفیات (اختصار کے ساتھ)

امام حافظ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف ایام میں صلوٰۃ الخوف پڑھی۔ اس کی مختلف صورتیں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غور و فکر فرما لیتے تھے کہ کون سی صورت نماز کے لیے زیادہ محتاط ہے۔ نگرانی کے لیے زیادہ عمدہ ہے۔ یہ صورتوں کے اختلاف کے باوجود معنی میں متفق ہیں۔"

ابن قصار المالکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس بار صلوٰۃ الخوف پڑھی جبکہ قاضی ابو بکر بن عربی نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چوبیس بار صلوٰۃ الخوف پڑھی۔

امام ترمذی نے امام احمد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: "صلوٰۃ الخوف کے بارے چھ یا سات روایات ثابت ہیں۔ ان میں سے جس پر بھی آدمی عمل پیرا ہوگا اس کے لیے جائز ہوگا۔ ان کا میلان حضرت سہل بن ابی خثمہ کی روایت کی طرف ہے۔ امام شافعی نے بھی اسے ترجیح دی ہے۔ جبکہ امام ابن راہویہ نے کسی چیز کو کسی چیز پر کوئی ترجیح نہیں دی۔ اسی طرح ابن جریر اور ابن منذر نے کہا ہے انہوں نے آٹھ وجوہات لکھی ہیں۔ اسی طرح ابن حبان نے اپنی صحیح میں لکھا ہے اور انہوں نے نویں وجہ کا اضافہ کیا ہے۔ ابن حزم نے کہا ہے: "اس کے بارے چودہ وجوہات درست ہیں" انہوں نے جزء مفرد میں انہیں بیان کیا ہے۔ قاضی ابو بکر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: "صلوٰۃ الخوف کے بارے بہت سی روایات ہیں۔ ان میں سے سولہ مختلف روایات صحیح ہیں۔" امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اسی طرح لکھا ہے لیکن انہوں نے انہیں تفصیل سے نہیں لکھا۔ ابو فضل عراقی نے شرح الترمذی میں انہیں تفصیل سے لکھا ہے۔ انہوں نے ان کی ایک اور وجہ بھی لکھی ہے۔ اس طرح یہ سترہ وجوہات بن گئیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ انہیں ایک دوسرے میں داخل کرنا ممکن ہے۔"

زاد المعاد میں ہے: "اس کے اصول چھ صفات ہیں۔ بعض نے اکثر کو بیان کیا ہے۔ انہوں نے اس قصہ کو علیحدہ وجہ شمار کیا ہے جو مختلف راویوں نے ایک ہی واقعہ میں آپ ﷺ کے بارے اختلاف سے روایت کیا۔ یہ راویوں کا اختلاف ہے۔" الحافظ نے لکھا ہے: "یہی موقف معتمد ہے ہمارے عراقی شیخ نے اسی طرف اشارہ کیا ہے جو انہوں نے کہا ہے کہ ان وجوہات کو ایک دوسرے میں داخل کرنا ممکن ہے۔" میں کہتا ہوں: "امام احمد کے کلام میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ چھ وجوہات ہیں جو حضرت سہل، ابن عمر، ابو عیاش الزرقی، ابو بکرہ، جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی روایات میں بیان کی گئی ہیں۔

✿✿✿✿

دوسرا باب

صلوٰۃ الخوف کی کیفیات (تفصیل کے ساتھ)

امام، حافظ شیخ الاسلام ابوالفضل عبدالرحیم بن حسین العراقی الشافعی نے لکھا ہے: ''میں نے ان احادیث کو جمع کر دیا ہے جو صلوٰۃ الخوف کے بارے وارد ہیں۔ میں نے شمار کیا وہ سترہ وجوہات تھیں۔ بعض روایات میں دشمن آپ ﷺ کے اور قبلہ کے مابین تھا۔ باب کی اکثر روایات یہی ہیں۔

بعض روایات میں ہے کہ دشمن قبلہ کی علاوہ کسی اور سمت میں تھا۔ یہ پانچ احادیث ہیں۔ یہ روایات حضرت ابن عمر، حضرت سہل بن ابی حثمہ، حضرت جابر (حسن نے ان سے روایت کیا ہے)، حضرت ابوہریرہ (ان سے مروان بن حکم نے روایت کیا ہے) اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت ہیں۔ میں انہیں نکھار کر یہاں ذکر کرتا ہوں۔''

پہلی وجہ

ائمہ خمسہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں آپ ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف غزوہ میں شامل کیا۔ ہم نے دشمن کا سامنا کیا۔ ہم نے ان کے لیے صف بندی کر لی۔ حضور اکرم ﷺ ہمیں امامت کراتے کے لیے اٹھے۔ ایک گروہ آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے لگا۔ دوسرا گروہ دشمن کے سامنے آ گیا۔ آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے ساتھ پہلے گروہ نے ایک رکعت اور دو سجدے کیے پھر وہ واپس چلے گئے۔ وہ اس گروہ کی جگہ پر چلے گئے جنہوں نے نماز نہ پڑھی تھی۔ پھر وہ گروہ آ گیا جس نے نماز نہ پڑھی۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک رکعت اور دو سجدے کیے پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا۔ پھر ہر شخص اٹھا۔ اس نے خود ایک رکعت اور دو سجدے کیے۔''

العراقی نے لکھا ہے: ''حضرت ابوموسیٰ کی روایت میں اسی طرح ہے لیکن نہ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما اور نہ ہی حضرت ابوموسیٰ کی روایت میں دونوں گروہوں کی رکعت کی ادائیگی کی کیفیت ہے کہ کیا ہر گروہ نے امام کے سلام کے بعد رکعت کو مکمل کیا یا اس کی قضاء کو مقدم کیا دوسرے گروہ نے نگرانی کی پھر دوسرے گروہ نے نماز پڑھی اور دوسروں نے نگرانی کی۔''

اس کے بارے میں امام نووی نے اختلاف نقل کیا ہے انہوں نے شرح مسلم میں لکھا ہے: ''پھر دونوں گروہوں نے اپنی بقیہ رکعت کو مکمل کیا۔ ایک قول یہ ہے کہ جدا جدا پڑھا۔ یہی صحیح مؤقف ہے۔'' عراقی نے لکھا ہے کہ یہ اختلاف روایت میں نہیں بلکہ علماء کا اختلاف ہے۔ گویا کہ امام نووی نے یہ بات حضرت قاضی سے اخذ کی ہے۔ انہوں نے اسے الاکمال میں لکھا ہے۔ اس کی تاویل میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ انہوں نے دونوں نے اکٹھی ہی نماز پڑھی۔ یہ ابوسہل بن حبیب کی

تاویل ہے۔اشہب کے قول کو بھی اسی پر محمول کیا جاتا ہے۔ایک قول یہ ہے کہ انہوں نے بقیہ رکعت اکٹھی پڑھی۔ایک قول یہ ہے کہ بقیہ رکعت جدا جدا پڑھی۔یہی صحیح مؤقف ہے جیسے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔اشہب کی طرف یہی قول منسوب ہے۔" پھر عراقی نے لکھا ہے:"البتہ جو کچھ الرافعی وغیرہ کتب الفقہ میں ہے۔

دوسری وجہ

امام شافعی اور ائمہ خمسہ نے مالک بن یزید سے حضرت صالح بن خوات سے روایت کیا ہے۔یہ ان صحابہ کرام میں شامل تھے۔جنہوں نے ذات الرقاع کے دن آپ ﷺ کے ساتھ صلوٰۃ الخوف پڑھی تھی۔انہوں نے فرمایا:"ایک گروہ نے آپ ﷺ کے ساتھ صف بندی کر لی۔دوسرا گروہ دشمن کے سامنے تھا۔آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھی جو آپ ﷺ کے ساتھ تھے پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے۔انہوں نے اپنی نماز مکمل کی۔پھر وہ چلے گئے۔انہوں نے دشمن کے سامنے صف بندی کر لی۔دوسرا گروہ آ گیا آپ ﷺ نے ان کے ہمراہ بقیہ رکعت پڑھی پھر آپ ﷺ بیٹھ گئے۔انہوں نے اپنی رکعت مکمل کی۔پھر آپ ﷺ نے ان کے ساتھ سلام پھیر دیا۔"

شیخین نے حضرت سہل بن ابی حثمہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو صلوٰۃ الخوف پڑھائی۔انہوں نے آپ ﷺ کے پیچھے دو صفیں بنا لیں جو آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔آپ ﷺ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی۔پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے۔آپ ﷺ کھڑے ہی رہے حتیٰ کہ ان صحابہ کرام نے ایک رکعت پڑھ لی جو آپ ﷺ کے ہمراہ تھے پھر وہ دشمن کے سامنے چلے گئے۔وہ گروہ آ گیا جو دشمن کے سامنے تھا۔آپ ﷺ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی پھر آپ ﷺ بیٹھ گئے۔حتیٰ کہ ان صحابہ کرام نے ایک رکعت پڑھ لی جو دشمن کے سامنے تھا پھر آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا۔

تیسری وجہ

شعبہ نے عبدالرحمان سے، انہوں نے صالح بن خوات سے انہوں نے سہل بن ابی حثمہ سے، یزید بن رومان کی روایت میں ہے حضرت صالح سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا:"مگر جب پہلے طائفہ نے اپنی رکعت مکمل کر لی تو انہوں نے سلام پھیر دیا۔پھر وہ چلے گئے۔امام المرسلین ﷺ دوسرے گروہ کو ایک رکعت پڑھا کر سلام پھیر دیا۔انہوں نے اپنی دوسری رکعت مکمل کی۔پھر سلام پھیر دیا۔قاضی نے لکھا ہے:"امام مالک، امام شافعی اور ابو داؤد نے یہی مؤقف اختیار کیا ہے۔"

چوتھی وجہ

امام مسلم اور ابو داؤد نے حضرت سہل بن ابی حثمہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے پیچھے صحابہ کرام کی دو صفیں بنا لیں۔اپنے ساتھ ملے ہوئے گروہ کو ایک رکعت پڑھائی پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے آپ ﷺ کھڑے ہی رہے

حتیٰ ان صحابہ نے ایک رکعت پڑھ لی جو آپ ﷺ کے پیچھے تھے پھر وہ صحابہ کرام آ گئے جو دشمن کے سامنے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی پھر آپ ﷺ بیٹھ گئے۔ پھر ان صحابہ کرام نے ایک رکعت پڑھی جو پیچھے رہ گئے تھے پھر سب نے سلام پھیر دیا۔ ابوداؤد نے یہ اضافہ کیا ہے: ''یہ روایت اولیٰ ہے جبکہ ایک گروہ نے نماز پڑھ لی وہ آگے چلے گئے اور انہوں نے سلام نہ پھیرا۔''

پانچویں وجہ

شیخین وغیرہما نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم غزوہ ذات الرقاع میں آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ نماز قائم ہوگئی۔ ایک طائفہ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر وہ پیچھے ہٹ گئے۔ پھر دوسری طائفہ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر وہ پیچھے ہٹ گئے۔ پھر دوسری طائفہ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ آپ ﷺ نے چار رکعتیں اور صحابہ کرام نے دو رکعتیں پڑھیں''۔ عراقی نے لکھا ہے: ''انہوں نے یہ نہیں کہا کہ آپ ﷺ نے پہلی دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرا ہو۔''

چھٹی وجہ

امام احمد، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت حسن سے اور انہوں نے حضرت ابوبکرہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: '' آپ ﷺ نے نماز ظہر صلوٰۃ الخوف کی طرح پڑھی۔ بعض صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بنالی۔ بعض دشمن کے سامنے چلے گئے۔ آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر سلام پھیر دیا۔ جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی وہ چلے گئے۔ وہ دیگر صحابہ کرام کی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ پھر وہ صحابہ کرام آئے انہوں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے انہیں دو رکعتیں پڑھائیں۔ پھر سلام پھیر دیا۔ آپ ﷺ نے چار اور صحابہ کرام نے دو دو رکعتیں پڑھیں تھیں''۔

ساتویں وجہ

امام مسلم، امام نسائی نے حضرت عطاء سے، مسلم نے ابوزبیر سے اور انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ ﷺ کے ساتھ صلوٰۃ الخوف پڑھنے کی سعادت حاصل کی آپ ﷺ نے ہماری دو صفیں بنوالیں ایک صف آپ ﷺ کے پیچھے تھی۔ دشمن ہمارے اور قبلہ کے مابین تھا۔ آپ ﷺ نے تکبیر کہی۔ ہم سب نے بھی تکبیر کہی۔ آپ ﷺ نے رکوع کیا تو ہم سب نے بھی رکوع کیا۔ آپ ﷺ نے رکوع سے سر اقدس اٹھایا ہم نے بھی اپنے سر اٹھائے۔ پھر آپ ﷺ سجدہ میں چلے گئے۔ وہ صف جو آپ ﷺ کے ساتھ تھی وہ بھی سجدہ ریز ہوگئی۔ پچھلی صف دشمن کے سامنے چلی گئی۔ جب آپ ﷺ نے سجدہ کرلیا تو آپ ﷺ کے ساتھ ملی ہوئی صف اٹھی دوسری صف سجدہ میں چلی گئی پھر وہ اٹھی۔ پھر پچھلی صف آگے اور اگلی صف پیچھے چلی گئی۔ وہ وہیں ٹھہر گئی۔ آپ ﷺ نے تکبیر کہی۔ ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ تکبیر کہی۔

آپ ﷺ نے رکوع کیا۔ ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ رکوع کیا۔ آپ ﷺ نے سر اقدس اٹھایا تو ہم نے بھی سر اٹھائے۔ پھر آپ ﷺ سجدہ ریز ہوئے اس صف نے بھی سجدہ کیا جو رکعت اولیٰ میں مؤخر تھی۔ یہ صف اٹھی اور دشمن کے سامنے چلی گئی جب آپ ﷺ نے سجدہ مکمل کر لیا اور مؤخر صف جو آپ ﷺ کے ساتھ متصل تھی اس نے سجدہ کر لیا تو آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا ہم نے بھی سلام پھیر دیا۔" واللہ اعلم۔

آٹھویں وجہ

ابن حبان نے اپنی صحیح میں شرحبیل بن سعد کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے حدیث پاک بیان کی۔ اس میں فرمایا: آپ ﷺ نے تکبیر کہی۔ دو گروہوں نے تکبیر کہی۔ آپ ﷺ نے رکوع کیا اس گروہ نے بھی رکوع کیا جو آپ ﷺ کے پیچھے تھا دوسرا گروہ بیٹھا رہا۔ جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو انہوں نے سجدہ کیا دوسرا گروہ بیٹھا رہا جب آپ ﷺ اٹھے تو یہ گروہ بھی اٹھا۔ یہ پیچھے ہٹ گیا حتیٰ کہ یہ اپنے ساتھیوں کی جگہ پر بیٹھ گئے دوسرا گروہ آیا۔ آپ ﷺ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی۔ دو سجدے کیے پھر سلام پھیر دیا۔ پھر دونوں گروہ اٹھے انہوں نے ایک رکعت اور دو سجدے کیے۔"

نویں وجہ

امام نسائی اور ابن حبان نے یزید الفقیر کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں صلوٰۃ الخوف پڑھائی۔ ایک صف آپ ﷺ کے سامنے اور دوسری آپ ﷺ کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ جو آپ ﷺ کے پیچھے تھی اس نے ایک رکعت اور دو سجدے کیے۔ پھر یہ صف آگے چلی گئی حتیٰ کہ اپنے ساتھیوں کی جگہ کھڑے ہو گئے۔ وہ ان کی جگہ پر آ گئے۔ انہیں ایک رکعت پڑھائی دو سجدے کیے پھر آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا آپ ﷺ نے دو رکعتیں اور صحابہ کرام نے ایک رکعت پڑھی۔

اس طرح اسود بن ہلال نے ثعلبہ بن زہدم الحنظلی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "ہم طبرستان میں حضرت سعید بن عاصی کے پاس تھے۔ انہوں نے کہا: "تم میں سے کسی نے حضور سید المرسلین ﷺ کے پیچھے صلوٰۃ الخوف پڑھی ہے؟ حضرت حذیفہ نے عرض کی: "میں نے اور لوگوں نے صف بنالی۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ نے اس گروہ کو ایک رکعت پڑھائی جنہوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بنا رکھی تھی۔ دوسرا گروہ آپ ﷺ کے اور دشمن کے مابین تھا۔ آپ ﷺ نے اس گروہ کو ایک رکعت پڑھائی جو آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ پھر یہ گروہ دوسرے گروہ کی جگہ لوٹ گیا۔ پھر دوسرا گروہ آیا آپ ﷺ نے انہیں بھی ایک رکعت پڑھائی۔ انہوں نے نماز قضا نہ کی۔" حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اٹھے۔ لوگوں نے ان کے پیچھے صفیں بنالیں۔ انہوں نے ایک گروہ کو ایک رکعت اور دوسرے گروہ کو ایک رکعت پڑھائی۔ انہوں نے نماز قضا نہ کی۔"

امام نسائی نے حضرت حذیفہ کے فرمان: "میں" کے بعد لکھا ہے: "انہوں نے صف بنوائی اور فرمایا: "آپ ﷺ نے

ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی جس نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بنا رکھی تھی۔ دوسرا گروہ آپ ﷺ کے اور دشمن کے مابین تھا۔ آپ ﷺ نے اس گروہ کو ایک رکعت پڑھائی۔ پھر یہ دوسرے گروہ کی جگہ پر چلا گیا۔ وہ گروہ آیا۔ آپ ﷺ نے انہیں بھی ایک رکعت پڑھائی۔" حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اٹھے۔ لوگوں نے ان کے پیچھے صفیں بنالیں اور انہیں صلوٰۃ الخوف پڑھائی۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اصبھان میں اپنے گھر میں تھے انہیں اس روز کوئی بڑا خوف نہ تھا لیکن انہوں نے چاہا کہ وہ انہیں ان کا دین اور ان کے نبی کریم ﷺ کی سنت مطہرہ سکھائیں۔ انہوں نے ان کی دو صفیں بنالیں۔ ایک گروہ کے پاس اسلحہ تھا جو دشمن کے سامنے رہا۔ دوسرا گروہ پیچھے تھا۔ انہوں نے انہیں ایک رکعت پڑھائی۔ پھر یہ گروہ پیچھے چلا گیا۔ دوسرے گروہ کی جگہ کھڑا ہو گیا۔ وہ ایک دوسرے کے درمیان سے نکلنے لگے حتیٰ کہ وہ ان کے پیچھے کھڑے ہو گئے انہوں نے انہیں ایک رکعت پڑھائی۔ پھر سلام پھیر دیا۔ پھر وہ گروہ اور دوسرا گروہ اٹھا انہوں نے ایک ایک رکعت پڑھی۔ انہوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔ امام کے لیے دو رکعتیں اور لوگوں کے لیے ایک ایک رکعت بنی۔"

دسویں وجہ

امام نسائی اور ابن حبان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جبکہ ابوبکر بن ابی جہم نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ذوقرد کے مقام پر صلوٰۃ الخوف پڑھائی۔ صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے پیچھے دو صفیں بنالیں۔ ایک صف آپ ﷺ کے پیچھے اور دوسری دشمن کے سامنے تھی۔ آپ ﷺ نے اسے ایک رکعت پڑھائی جو آپ ﷺ کے پیچھے تھی۔ پھر یہ دوسرے صحابہ کرام کی جگہ چلے گئے وہ آئے تو آپ ﷺ نے انہیں بھی ایک رکعت پڑھادی پھر انہوں نے قضا نہ کی۔

حضرت زید بن ثابت سے اسی طرح روایت ہے کہ ایک صف آپ ﷺ کے پیچھے اور دوسری دشمن کے سامنے تھی۔ آپ ﷺ نے دو رکعتیں اور ہر ہر گروہ نے ایک ایک رکعت پڑھی تھی۔ اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ہر گروہ نے ایک ایک رکعت پڑھی۔"

الطبرانی اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے صلوٰۃ الخوف میں ایک گروہ کو ایک رکعت اور دوسرے کو ایک رکعت پڑھائی۔

گیارھویں وجہ

شیخین اور نسائی نے امام زہری سے، وہ عبیداللہ بن عبداللہ سے، وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ کھڑے ہوئے۔ لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے تکبیر کہی تو

انہوں نے بھی تکبیر کہی۔ آپ ﷺ نے رکوع کیا تو انہوں نے بھی رکوع کیا۔ آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو انہوں نے بھی سجدہ کیا۔ پھر آپ ﷺ نے دوسرے گروہ کے لیے قیام فرمایا۔ سجدہ کر لینے والا گروہ اٹھا اور اپنے بھائیوں کی نگرانی کرنے لگا۔ دوسرا گروہ آیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ رکوع اور سجدہ کیا۔ سارے صحابہ کرام نماز میں تھے۔ لیکن بعض ان کی نگرانی کر رہے تھے۔"

امام بزار نے ذرا تفصیل سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے۔ مشرکین سے عسفان کے مقام پر ملاقات ہو گئی۔ جب آپ ﷺ نے نماز ظہر ادا کی اور رکوع اور سجود کیے تو دشمن نے ایک دوسرے سے کہا: "کاش تم ان پر حملہ کر دیتے وہ تمہیں جان نہ سکتے حتیٰ کہ تم انہیں شکست دے سکتے۔" ان میں سے ایک شخص نے کہا: "ان کی ایک اور نماز ہے جو انہیں اپنے اہل اور اموال سے پیاری ہے صبر کرو حتیٰ کہ اس نماز کا وقت آ جائے۔ ہم یکبار ان پر حملہ کر دیں گے۔" اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ (النساء، آیت: ۱۰۲)

ترجمہ: جب آپ ان میں تشریف فرما ہوں پس ان کے لیے نماز قائم کریں۔

آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو صلوٰۃ الخوف پڑھائی آپ ﷺ نے تکبیر کہی۔ سارے صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے ساتھ تکبیر کہی۔ آپ ﷺ نے رکوع کیا تو سارے صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے ساتھ رکوع کیا جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو پھر اس صف نے آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کر لیا جو آپ ﷺ کے ساتھ متصل تھی پچھلی صف والے دشمن کی طرف رخ کیے ہوئے تھے جب آپ ﷺ سجدہ سے فارغ ہوئے اور اٹھے تو دوسری صف نے سجدہ کیا۔ پھر وہ اٹھے متصل صف پیچھے چلی گئی تو دوسری صف آگے آ گئی۔ وہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ہو گئے۔ جب آپ ﷺ نے رکوع کیا تو انہوں نے بھی رکوع کیا۔ جب آپ ﷺ رکوع سے اٹھے تو وہ بھی رکوع سے اٹھے۔ پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو اس صف نے سجدہ کیا۔ جو آپ ﷺ کے ساتھ تھی۔ دوسری صف نے دشمن کی طرف رخ کیا جب آپ ﷺ سجدہ سے فارغ ہوئے قعدہ کیا تو اس صف نے قعدہ کیا جو آپ ﷺ کے ساتھ تھی۔ دوسری صف نے سجدہ کر لیا پھر انہوں نے قعدہ کیا۔ آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو سب کو سلام کیا۔ جب مشرکین نے دیکھا کہ بعض صحابہ کرام نے سجدہ کیا اور بعض نے قیام کیا تو انہوں نے کہا: "ہمارے ارادہ کے بارے انہیں بتا دیا گیا ہے۔"

مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کریم ﷺ کی زبان اقدس سے تم پر حضر میں چار رکعتیں، سفر میں دو رکعتیں اور صلوٰۃ الخوف میں ایک رکعت فرض کی۔" ابو عمر بن بکیر اس روایت میں منفرد ہیں۔ ایسی روایت جس میں وہ منفرد ہوں وہ حجت نہیں ہوتی۔ بلکہ مردود ہوتی ہے لیکن ابن معین، ابو زرعہ اور ابو حاتم اور نسائی وغیرہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

بارھویں وجہ

ابوداؤد نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صلوٰۃ الخوف پڑھی۔ یہ غزوہ نجد کا زمانہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر کے لیے تشریف لے گئے۔

تیرھویں وجہ

ابوداؤد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صلوٰۃ الخوف پڑھائی صحابہ کرام صف بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔''

عبدالرزاق نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے ہم نے ایک صف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بنالی جبکہ دوسری صف دشمن کے سامنے تھی۔ وہ سارے نماز میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی تو سب نے تکبیر کہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صف کو ایک رکعت پڑھائی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھی۔ پھر یہ چلے گئے۔ دوسری صف آ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک رکعت پڑھائی۔ پھر یہ صحابہ کرام اٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دوسری رکعت پڑھائی۔ انہوں نے صف باندھ لی۔ پھر یہ دشمن کے سامنے چلے گئے۔ دوسرا گروہ آیا اور ایک رکعت پڑھ لی۔''

چودھویں وجہ

امام نسائی نے حضرت ابوعیاش الزرقی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم عسفان کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہم نے نماز ظہر پڑھی۔ مشرکین کے امیر خالد بن ولید تھے۔ مشرکین نے کہا: ''کاش ہم انہیں دھوکہ دے سکیں۔ اس وقت مسلمان غافل ہیں۔ یہ نماز میں ہیں۔ کاش کہ ہم ان پر حملہ کر سکیں۔'' مشرکین نے کہا: ''اس نماز کے بعد ایک اور نماز ہے جو انہیں ان کے اموال اور بیٹوں سے زیادہ پیاری ہے۔ نماز ظہر اور نماز عصر کے مابین صلوٰۃ الخوف کی آیت طیبہ اتری۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نمازِ عصر پڑھائی۔ ہمیں دو گروہوں میں تقسیم کیا۔ ایک گروہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی دوسرے نے حفاظت کی۔ اِس گروہ اور اس گروہ نے تکبیر کہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع کیا تو سب نے رکوع کیا۔ پھر جو صف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ متصل تھی اس نے سجدہ کیا دوسری صف پیچھے ہو گئی۔ دوسرے آگے بڑھے انہوں نے سجدہ کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے۔ ان سب کو دوسری رکعت پڑھائی انہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور انہیں بھی جو نگرانی کر رہے تھے پھر انہوں نے سجدہ کیا جو ساتھ تھے پھر وہ اٹھ کر دشمن کے سامنے چلے گئے دوسرے آگے آئے اور سجدہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سلام کیا اس طرح ہر ہر گروہ نے اپنے امام کے ساتھ دو دو رکعتیں پڑھ لیں۔'' اسی طرح ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ متاخر صف نے آگے بڑھنے سے پہلے ہر رکعت میں سجدہ کیا۔ دوسری رکعت میں وہ آگے نہیں بڑھے تھے۔ عراقی نے لکھا ہے کہ مشہور یہی ہے جیسے کہ ابن زبیر اور عطاء نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ امام مسلم نے ان سے روایت کیا ہے۔ اس کی سند صحیح ہے حدیث

شریف کی صراحت کی وجہ سے ابن اسحاق کی تہمت بھی زائل ہوگئی لیکن اس میں یہ اختلاف برقرار ہے کہ عروہ نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا یا ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ عراقی نے لکھا ہے: "شاید ابن اسحاق نے محمد بن جعفر بن زبیر سے دونوں اسناد سے سنا ہو۔"

پندرھویں وجہ

البزار نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلوٰۃ الخوف کا حکم دیا۔ انہوں نے اسلحہ لیا۔ ایک گروہ ان کے پیچھے دشمن کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ دوسرا گروہ آیا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک رکعت پڑھائی۔ پھر وہ اس گروہ کی طرف گئے جنہوں نے ابھی تک نماز نہ پڑھی تھی۔ پھر وہ گروہ آیا جس نے ابھی تک نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دوسجدوں کے ساتھ ایک رکعت پڑھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیر دیا۔ پھر وہ گروہ بھی کھڑا ہوگیا جو دشمن کے سامنے تھا۔ انہوں نے تکبیر کہی اور ایک رکوع اور دوسجدے کیے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے سلام پھیر دیا تھا۔"

عراقی نے لکھا ہے: "ظاہر ہے کہ ہر گروہ نے ایک رکعت پڑھی جبکہ دوسرے گروہ نے دوسری رکعت پڑھی" لیکن یہ روا نہیں کہ یہ نماز مغرب ہو۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا حالانکہ نماز مغرب میں قصر نہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صلوٰۃ الخوف پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو دو رکعتیں پڑھیں۔ سوائے مغرب کے۔ اس کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین رکعتیں پڑھیں۔"

سولھویں وجہ

حاکم نے الاکلیل میں خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صلوٰۃ الخوف پڑھی۔ ایک گروہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے سامنے تھا۔ جو گروہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تھا اس نے ایک رکوع اور دوسجدے کیے۔ پھر سلام پھیر دیا۔ پھر دوسرا گروہ آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک رکوع اور دوسجدوں کے ساتھ نماز پڑھائی۔ جبکہ ایک گروہ دشمن کے سامنے تھا جب اس گروہ نے ایک رکعت پڑھ لی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ گئے حتیٰ کہ اس نے دوسرا رکوع اور دوسجدے مکمل کیے پھر سلام پھیر دیا۔

یہ آخری وجہ ہے جسے الحافظ ابوالفضل عراقی نے تحریر کیا ہے نسخہ میں چوتھی وجہ کا ذکر ساقط ہے۔ حضرت ابن مسعود کی روایت کی سند منقطع ہے۔ ابوبکر بن جہم نے جو روایت حضرت ابن عباس سے نقل کی ہے اس کے بارے امام شافعی نے گفتگو کی ہے۔ زید بن ثابت کی روایت کو امام بخاری نے ضعیف کہا ہے۔ یہ قاسم بن حسان کی روایت ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت بھی ضعیف ہے یہ حارث کی روایت ہے۔ حضرت خوات کی روایت بھی ضعیف ہے وہ واقدی کی روایت سے ہے۔"

تیسرا باب

سابقہ احادیث کے بعض فوائد

امام احمد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''صلوٰۃ الخوف سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ غزوات پر تشریف لے جاچکے تھے۔ صلوٰۃ الخوف کی آیت طیبہ ساتویں سال اتری تھی۔'' ایک قول یہ ہے کہ یہ غزوۂ خندق سے پہلے مشروع نہ تھی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کے روز نماز کو مؤخر کیا۔ حتیٰ کہ خوف ختم ہوگیا۔ وقت نکل جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی۔ جمہور علماء جن میں امام مالک، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ شامل ہیں کا مؤقف یہ ہے کہ غزوۂ خندق کے بعد یہ نماز مشروع ہوئی۔ مکحول، ابو یوسف، حسن اللؤلؤی، محمد بن حسن اور بعض علماء شافعیہ نے کہا ہے کہ صلوٰۃ الخوف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص تھی۔ انہوں نے رب تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال کیا ہے:

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ (النساء، آیت: ۱۰۲)

ترجمہ: اور اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں موجود ہوں۔

کیونکہ یہ خطاب، خطاب مواجہہ ہے یہ ایسا خطاب نہیں جو حکم کے ساتھ مختص ہو لیکن اصح مؤقف یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس مواقع پر صلوٰۃ الخوف پڑھی۔ ان میں ذات الرقاع اور بطن نخل بھی شامل ہیں ایک قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھبیس مواقع پر صلوٰۃ الخوف پڑھی۔

اس امر میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا اس کیفیت میں پڑھنا رخصت ہے یا سنت ہے؟ کیا یہ مسافر کے ساتھ خاص ہے یا مقیم بھی اس میں شامل ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے اس کی عمومیت پر تمام مذاہب کے ارباب کا اتفاق ہے۔ بعض شافعیہ نے امام مالک سے روایت کیا ہے کہ مقیم اسے نہیں پڑھ سکتا۔ لیکن یہ ان کا غیر معروف قول ہے۔ یہ ان کے ساتھیوں میں سے عبدالملک بن ماجشون کا قول ہے۔ اس کی مشروعیت میں حکمت یہ ہے اہل ایمان کی نگہبانی اور تحفظ کے ساتھ نماز پر محافظت ہو۔

❁❁❁❁

نفلی نمازیں جن کے لیے جماعت مشروع نہیں

پہلا باب

وہ نوافل جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرائض کے ساتھ پڑھتے تھے

اس میں کئی انواع ہیں۔

۱ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر کھڑے ہو کر نوافل ادا کرتے تھے جبکہ بیٹھ کر نفل کم ہی ادا کرتے تھے

امام مسلم نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم اطہر کمزور اور بھاری ہو گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر بیٹھ کر نماز ادا کرتے تھے۔'' عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ''میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: ''کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھ لیتے تھے؟'' انہوں نے فرمایا: ''ہاں! جبکہ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تھکا دیا ہوتا۔''

انہوں نے ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفلی نماز بیٹھ کر پڑھی ہو لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال سے ایک سال قبل نفلی نماز بیٹھ کر پڑھنا شروع کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر نفلی نماز ادا کر لیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں ترتیل کے ساتھ قرأت فرماتے حتیٰ کہ وہ طویل سورتوں سے بھی طویل ہو جاتی۔'' انہوں نے حضرت جابر بن سمرہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال نہ ہوا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھ لی۔''

شیخین اور ابن سعد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے نوافل بیٹھ کر پڑھے ہوں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر زیادہ ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر قرأت کرتے جب سورت طیبہ کی تیس یا چالیس آیات باقی رہ جاتیں تو انہیں کھڑا ہو کر پڑھ لیتے۔ پھر رکوع اور سجود کرتے۔ دوسری رکعت میں قعدہ فرماتے جب نماز ادا فرما لیتے تو دیکھتے اگر میں بیدار ہوتی تو مجھ سے گفتگو فرما لیتے۔ اگر میں سو رہی ہوتی تو

آپ ﷺ لیٹ جاتے۔"

شیخین نے حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ انہوں نے کبھی آپ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے رات کے نوافل میں بیٹھ کر قرات کی ہو۔ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک زیادہ ہوگئی تو آپ ﷺ بیٹھ کر قرات فرماتے جب رکوع کرنے کا ارادہ فرماتے تو آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے۔ پھر تیس یا چالیس آیات طیبات پڑھتے پھر رکوع فرماتے۔"

امام احمد نے حضرت عروہ سے اور وہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ بیٹھ کر قرات فرماتے تھے۔ جب رکوع کرنے کا ارادہ فرماتے تو اتنی دیر قیام فرمالیتے جس میں انسان چالیس آیات پڑھ سکتا ہو۔"

امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن شقیق سے اور وہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ طویل رات کھڑے ہو کر اور طویل رات بیٹھ کر نماز ادا فرماتے تھے جب آپ ﷺ کھڑے ہو کر قرات فرماتے تو کھڑے ہو کر ہی رکوع فرماتے جب آپ ﷺ بیٹھ کر قرات فرماتے۔" دوسری روایت میں ہے: "جب نماز کا آغاز کھڑے ہو کر کرتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے۔ جب بیٹھ کر قرات کرتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے۔"

امام مسلم نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ کا وصال نہ ہوا حتیٰ کہ آپ ﷺ اکثر (نفلی) نماز بیٹھ کر پڑھتے تھے۔" ان سے ہی روایت ہے کہ جب آپ ﷺ کا جسم اطہر کمزور اور بھاری ہوگیا تو آپ ﷺ اکثر نماز بیٹھ کر ادا کرتے تھے۔ امام احمد، نسائی اور بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ کا وصال نہ ہوا مگر آپ ﷺ اپنی اکثر نماز بیٹھ کر ادا کرتے تھے سوائے فرض نماز کے۔ آپ ﷺ کے نزدیک پسندیدہ عمل وہ ہوتا تھا جو دائمی ہوتا خواہ وہ قلیل ہوتا۔"

امام نسائی اور امام ترمذی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے سید المرسلین ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ چار زانو بیٹھ کر نماز ادا کر رہے تھے۔"

امام مالک نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ بیٹھ کر نماز ادا کرتے تھے آپ ﷺ بیٹھ کر قرات کرتے تھے جب قرات میں سے تیس یا چالیس آیات باقی رہ جاتیں تو کھڑے ہو کر قرات کرتے۔ پھر رکوع اور سجود کرتے پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے۔"

۲ صبح کی سنتیں، ان پر مداومت، ان کی تخفیف، ان میں کیا پڑھتے تھے، ان کے بعد لیٹ جانا اور ان کی قضاء کرنا

امام احمد اور ائمہ خمسہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "نوافل میں

سے کوئی ایسے نفل نہیں جن پر پابندی سے عمل کرتے جتنی پابندی سے فجر کی سنتیں پڑھتے تھے۔" دوسری روایت میں ہے: "میں نے آپ ﷺ کو اتنی جلدی نوافل پڑھتے نہ دیکھا جتنی جلدی آپ ﷺ فجر کی دو رکعتیں پڑھتے تھے۔"

ابوداؤد نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ آپ ﷺ کو نماز صبح کے لیے عرض کریں۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مصروف کر دیا ان سے کچھ پوچھا حتیٰ کہ صبح ظاہر ہوگئی۔ صبح بہت زیادہ روشن ہوگئی۔ حضرت بلال نے آپ ﷺ کو نماز کے لیے عرض کی وہ لگاتار عرض کرتے رہے۔ آپ ﷺ باہر تشریف نہ لائے۔ جب تشریف لائے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ ام المؤمنین نے انہیں مصروف رکھا اور آپ ﷺ نے بھی آنے میں دیر لگا دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں فجر کی دو رکعتیں پڑھ رہا تھا" انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! ﷺ آپ ﷺ نے بہت زیادہ صبح روشن کر دی ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "اگرچہ اس سے بھی زیادہ صبح روشن ہو جائے۔ میں یہ دو رکعتیں ضرور پڑھتا۔ انہیں عمدہ اور اچھے طریقے سے پڑھتا۔"

شیخین نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور ﷺ فجر کی دو سنتیں ادا فرماتے۔ آپ ﷺ ان میں تخفیف فرماتے حتیٰ کہ میں کہتی کہ آپ ﷺ نے سورۃ الفاتحہ بھی پڑھی ہے یا کہ نہیں۔" امام بخاری اور امام نسائی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب مؤذن اذان فجر سے فارغ ہو جاتا تو آپ ﷺ نماز فجر سے قبل ہلکی سی دو رکعتیں پڑھتے۔ جبکہ صبح روشن ہوتی تھی۔ پھر آپ ﷺ اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے حتیٰ کہ مؤذن اقامت کے لیے حاضر ہو جاتا۔"

امام مالک، شیخین اور امام نسائی نے ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب مؤذن صبح کی اذان دیتا۔ صبح روشن ہو جاتی تو نماز کے لیے تشریف لے جانے سے قبل آپ ﷺ دو ہلکی سی رکعتیں پڑھتے تھے۔" امام مسلم نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب فجر طلوع ہو جاتی تو آپ ﷺ خفیف سی دو رکعتیں پڑھتے تھے۔" انہوں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ نے نماز ظہر سے قبل چار رکعتیں اور نماز فجر سے قبل دو رکعتیں کبھی نہ چھوڑی تھیں۔"

امام احمد، مسلم، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ فجر کی دو سنتوں میں پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا۔ (البقرۃ) اور دوسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ (آل عمران) پڑھتے تھے۔"

ابوداؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو سنا آپ ﷺ نماز فجر کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا اور دوسری رکعت میں یہ آیت طیبہ پڑھی: ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین پڑھتے تھے۔

امام نسائی اور ابن ماجہ نے ان سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو سنا۔ آپ ﷺ نے نماز فجر کی دو سنتوں میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھی۔"

امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، ابن ضریس اور حاکم نے الکنی میں اور ابن مردویہ نے (ان دونوں نے چالیس صبحوں کا ذکر کیا ہے" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:" میں ایک ماہ تک آپ ﷺ کی زیارت کی (دوسری روایت میں پچیس بار کا تذکرہ کیا ہے) آپ ﷺ فجر کی دو سنتوں میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھتے تھے۔"

ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ، ابن حبان اور بیہقی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ نماز فجر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:" یہ بہترین سورتیں ہیں جن سے فجر کی دو سنتوں میں قرأت کی جائے۔" وہ سورتیں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص ہیں۔"

ائمہ کی ایک جماعت نے، سوائے ترمذی کے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:" میں شمار نہیں کر سکتا کہ میں نے مغرب کے بعد دو رکعتوں میں اور فجر سے پہلے دو رکعتوں میں آپ ﷺ سے سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کتنی بار سنی ہے۔"

امام مسلم اور بیہقی نے السنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نماز فجر کی دو سنتوں میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے" امام بیہقی نے حضرت انس سے، الطبرانی نے حضرت اسامہ بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کے قریب ہی یہ رکعتیں پڑھیں۔ آپ ﷺ نے دو ہلکی سی رکعتیں پڑھیں۔ میں نے آپ ﷺ کو سنا آپ ﷺ یہ دعا مانگ رہے تھے: رب جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و محمد اعوذبك من النار۔

امام احمد، شیخین، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:" جب آپ ﷺ فجر کی دو سنتیں پڑھ لیتے تو لیٹ جاتے۔ اگر میں جاگ رہی ہوتی تو مجھ سے گفتگو فرما لیتے اگر میں سو رہی ہوتی تو آپ ﷺ اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے حتیٰ کہ مؤذن آتا اور آپ ﷺ نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔"

امام بخاری نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:" آپ ﷺ فجر کی سنتیں پڑھ کر دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔ امام احمد نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ فجر کی دو سنتیں ادا کر کے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔ ابن ماجہ اور دارقطنی نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کی فجر کی دو سنتیں رہ گئیں۔ آپ ﷺ نے طلوعِ آفتاب کے بعد انہیں قضاء کیا۔

دارقطنی نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:" کسی سفر میں ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ سو گئے حتیٰ کہ آفتاب طلوع ہو گیا۔ آپ ﷺ نے حضرت بلال کو حکم دیا۔ انہوں نے اذان دی۔ آپ ﷺ نے

وضو کیا پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر نماز صبح ادا کی۔"

انہوں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"کسی سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام سو گئے۔انہیں سورج کی دھوپ نے جگایا۔وہ تھوڑے اوپر گئے حتیٰ کہ سورج چڑھ آیا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موذن کو حکم دیا۔اس نے اذان دی۔فجر کی نماز سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں۔پھر مؤذن نے اقامت کہی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر پڑھائی۔"

امام بخاری اور ابوبکر البرقانی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر سے قبل دو رکعتیں کبھی نہ چھوڑتے تھے۔"

✿✿✿✿

دوسرا باب

نماز ظہر اور نماز عصر سے پہلے اور بعد میں نماز

امام بخاری اور ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ظہر سے پہلے دو رکعتیں اور بعد میں بھی دو رکعتیں پڑھیں۔"

امام ترمذی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے حسن روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر سے قبل چار اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔" امام احمد اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر سے قبل چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان میں طویل قیام فرماتے تھے۔ ان میں رکوع اور سجود احسن انداز میں کرتے تھے۔"

امام ترمذی نے ان سے روایت کیا ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر سے پہلے چار رکعتیں نہ پڑھ سکتے تو انہیں بعد میں پڑھ لیتے۔" امام بخاری اور ابوبکر برقانی نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر سے پہلے گھر میں چار رکعتیں پڑھتے تھے پھر صحابہ کرام کو نماز پڑھانے کے لیے تشریف لے جاتے۔ پھر کاشانہ اقدس میں داخل ہوتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔"

الطبرانی نے حضرت ابوہریرہ سے صالح بن نبہان کی سند سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر اور نماز عصر کے مابین نماز پڑھ لیتے تھے۔"

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے حسن روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر سے قبل چار رکعتیں پڑھ لیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے مابین ملائکہ اور ان مسلمانوں اور اہل ایمان پر سلام بھیجتے جو ان کی اتباع کرتے ہیں۔"

ابوداؤد نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر سے قبل دو رکعتیں پڑھتے تھے۔"

شیخین نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میری باری کے روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی میرے حجرہ مبارکہ میں عصر کے بعد آتے تو دو رکعتیں ضرور ادا کرتے۔" امام نسائی، امام احمد اور شیخین نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ہاں عصر کے بعد دو رکعتیں کبھی بھی ترک نہ کیں۔"

ابوداؤد نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے پھر ان

سے منع فرماتے تھے۔" امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حسن روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے روک دیا۔"

حضرت کریب نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس، عبدالرحمٰن بن ازہر اور مسعود بن مخرمہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے انہیں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے کہا: "انہیں ہماری طرف سے سلام پیش کرنا اور ان سے نماز عصر کے بعد دو رکعتوں کے بارے پوچھنا۔"

ابو یعلی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "کیا تم میں سے کوئی ایک اس طرح نہیں کر سکتا کہ وہ نماز عصر کے بعد چار رکعتیں پڑھے اور ان میں وہ دعا مانگے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مانگتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا مانگتے تھے:

فلك الحمد عظم حلمك فعفوت فلك الحمد بسطت يدك فاعطيت فلك الحمد ربنا وجهك اكرم الوجوه و جاهك اعظم الجاه و عطيتك افضل العطية و اهنأها تطاع ربّنا فتشكر و تعصى ربنا فتغفر تجيب المضطر و تكشف الضرر و تشفي السقيم و تغفر الذنب و تقبل التوبة و لا يجزى بآلائك احد و لا يبلغ مدحتك قول قائل۔

✿✿✿✿

تیسرا باب

مغرب اور عشاء کے بعد نماز

امام مسلم اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز مغرب ادا فرماتے پھر میرے کاشانہ اقدس میں تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔“

ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز مغرب کے بعد دو رکعتوں میں اتنی طویل قرأت کرتے تھے کہ اہل مسجد بکھر جاتے تھے۔“

امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”میں شمار نہیں کر سکتا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتنی بار نماز مغرب کے بعد دو رکعتوں میں سورۃ الکافرون اور سورۃ اخلاص پڑھتے ہوئے سنا“ اس روایت کو امام بیہقی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔

الطبرانی نے تین کتابوں میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص نماز مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے گا اس کے سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے خواہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں۔“

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز مغرب کے بعد دو طویل رکعتیں پڑھتے تھے حتیٰ کہ اہل مسجد بکھر جاتے۔“

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد گرامی نے انہیں بارگاہِ رسالت مآب میں کسی ضروری کام کے لیے بھیجا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گفتگو نہ کر سکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز مغرب پڑھی۔ پھر نماز پڑھنے لگے۔ حتیٰ کہ مؤذن نے نماز عشاء کے لیے اذان دے دی۔“

امام احمد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشاء پڑھ کر گھر تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار یا چھ رکعتیں ضرور ادا کیں۔“ امام احمد نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشاء پڑھ لیتے تو چار رکعتیں پڑھتے۔ پھر ایک سجدہ سے وتر پڑھتے۔ پھر آرام فرما ہو جاتے۔ پھر بعد

میں رات کے نوافل ادا کر لیتے۔"

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے اپنی خالہ جان حضرت ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں رات بسر کی۔اس رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے حجرہ میں جلوہ افروز تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عشاء پڑھائی۔پھر گھر تشریف لائے۔چار رکعتیں پڑھیں۔پھر سو گئے۔۔۔"

❁❁❁❁

چوتھا باب

نماز استخارہ

الطبرانی نے ثلاثہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کام کے لیے استخارہ کرتے جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنا چاہتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا مانگتے:

اللهم انی استخيرك بعلمك و استقدرك بقدرتك و أَسْئلُكَ من فضلك العظيم فانك تقدر و لا اقدر و تعلم و لا اعلم و انت علام الغيوب اللهم ان كان هذا الامر خيرًا لی فی دينی و دنیای و خير الی فی معيشتی و خير الی فيما ابتغی به الخير فخر لی فی عافية ويسره لی ثم بارك لی فيه و ان كان غير ذالك خير الی فاقدر لی الخير حيث كان و اصرف عنی الشر حيث كان و رضنی بقضائك۔

❁❁❁❁

پانچواں باب

سنن مؤکدہ کے بارے احادیث

امام احمد اور ائمہ اربعہ نے حضرت عبداللہ بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفل کیسے پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر سے قبل کاشانۂ اقدس میں چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر باہر تشریف لاتے لوگوں کو نماز پڑھاتے۔ پھر اندر تشریف لاتے اور دو رکعتیں ادا فرماتے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو نمازِ مغرب پڑھاتے۔ پھر کاشانۂ اقدس میں تشریف لاتے۔ دو رکعتیں حجرہ مقدسہ میں ادا فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کو نماز عشاء پڑھاتے۔ حجرہ مقدسہ میں تشریف لاتے۔ دو رکعتیں ادا فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت نو رکعتیں پڑھتے تھے۔ جن میں وتر بھی ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طویل رات کھڑے ہو کر اور طویل رات بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر قرأت کرتے تو کھڑے ہو کر ہی رکوع اور سجود فرماتے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر قرأت کرتے تو بیٹھ کر ہی رکوع اور سجود کرتے۔ جب فجر طلوع ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو رکعتیں پڑھتے۔ پھر باہر تشریف لاتے اور صحابہ کرام کو نماز صبح پڑھاتے۔''

امام احمد، ترمذی، نسائی نے حضرت عاصم بن ضمرہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دن کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے بارے پوچھا۔ انہوں نے کہا: ''تم میں یہ استطاعت نہیں ہے۔'' ہم نے عرض کی: ''یہ طاقت کون رکھتا ہے؟'' انہوں نے فرمایا: ''جب سورج عصر کے وقت پر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو رکعتیں ادا کرتے۔ جب سورج نماز ظہر کے وقت پر ہوتا تو نماز ظہر سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار رکعتیں پڑھتے۔ اس کے بعد دو رکعتیں پڑھتے۔ عصر سے قبل چار رکعتیں پڑھتے۔ دونوں رکعتوں کے مابین ملائکہ مقربین، انبیاء، مرسلین ایمان والوں اور مسلمانوں پر سلام بھیجتے۔''

ابو یعلی نے صحیح کے راویوں سے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ وہ ثقہ ہیں وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت آٹھ رکعتیں پڑھتے تھے۔ دن کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔'' امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ سوائے فجر اور عصر کے۔''

امام احمد، امام مالک اور ائمہ خمسہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے

آپ ﷺ کے ہمراہ نماز ظہر سے قبل دو رکعتیں، دو رکعتیں اس کے بعد، نماز جمعہ کے بعد دو رکعتیں اور نماز مغرب کے بعد دو رکعتیں اور نماز عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔ مغرب اور عشاء کے بعد کی دو رکعتیں آپ ﷺ نے کاشانہ اقدس میں پڑھیں۔"

شیخین نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے آپ ﷺ سے دس رکعتیں یاد ہیں، نماز ظہر سے پہلے کی دو رکعتیں دو رکعتیں اس کے بعد، دو رکعتیں نماز مغرب کے بعد اپنے گھر میں دو رکعتیں نماز عشاء کے بعد اپنے گھر میں نماز صبح سے پہلے دو رکعتیں۔ اس وقت آپ ﷺ کی خدمت میں کسی کو حاضر ہونے کی اجازت نہ تھی۔" مجھے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "جب مؤذن اذان دیتا اور فجر طلوع ہوتی تو آپ ﷺ دو رکعتیں پڑھتے۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے (سوائے فضالہ بن حصین کے) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ ﷺ کے پیچھے دس سال نمازیں پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ ﷺ ہر دن کو دس رکعتیں پڑھتے تھے۔ نماز فجر سے پہلے دو رکعتیں، نماز ظہر سے پہلے دو رکعتیں، دو رکعتیں اس کے بعد، نماز مغرب کے بعد دو رکعتیں اور نماز عشاء کے بعد دو رکعتیں۔"

انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ ہر نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے سوائے فجر کے۔ آپ ﷺ نماز فجر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔"

ابن ضحاک نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ دن کے وقت دس رکعتیں پڑھتے تھے۔ نماز فجر سے پہلے دو رکعتیں، نماز ظہر سے پہلے دو رکعتیں دو رکعتیں اس کے بعد، نماز مغرب کے بعد دو رکعتیں اور نماز عشاء سے پہلے دو رکعتیں۔"

❁❁❁❁

چھٹا باب

نماز وتر

اس میں کئی انواع ہیں۔

❶ وتروں کی تعداد

ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن ابی قیس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے التجاء کی۔"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنی رکعتوں میں وتر پڑھتے تھے؟"انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار اور تین، چھ اور تین، آٹھ اور تین، دس اور تین رکعتوں کے ساتھ وتر ادا فرماتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سات رکعتوں سے کم اور تیرہ رکعتوں سے زائد میں وتر ادا نہ کرتے تھے۔"

امام مسلم، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت سعد بن ہشام سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا:"میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔میں نے عرض کی:"ام المؤمنین! مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وتروں کے بارے بتائیں۔" انہوں نے فرمایا:"ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسواک اور پانی تیار رکھتے تھے۔رب تعالیٰ جب چاہتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رات کے وقت بیدار کر دیتا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسواک کرتے وضو کرتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نو رکعتیں پڑھتے صرف آٹھویں رکعت کے وقت ہی بیٹھتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب تعالیٰ سے دعا مانگتے۔اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اپنی ذات والا پر) درود شریف پڑھتے۔ پھر سلام پھیرتے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام ہمیں سناتے۔سلام کے بعد دو رکعتیں پڑھتے۔یہ گیارہ رکعتیں ہو جاتیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک زیادہ ہوگئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم اطہر بھاری ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سات رکعتوں سے وتر پڑھتے ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے اور سلام کے بعد دو رکعتیں پڑھتے۔"

برقانی نے اپنی صحیح میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنا طویل سجدہ فرماتے جتنی دیر میں انسان پچاس آیتیں پڑھ سکتا ہو۔پھر نماز فجر سے پہلے ہلکی سی دو رکعتیں ادا کرتے پھر دائیں پہلو پر لیٹ جاتے حتیٰ کہ مؤذن نماز صبح کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لینے آجاتا۔"

امام احمد اور امام نسائی نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نو رکعتیں پڑھتے تو آٹھویں رکعت میں بیٹھتے حتیٰ کہ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے، ان کا ذکر کرتے۔دعا مانگتے پھر اٹھ جاتے سلام نہ پھیرتے پھر نویں

رکعت ادا کرتے۔ پھر السلام علیکم کہہ کر سلام پھیرتے۔ سلام بآواز بلند کہتے۔ پھر بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھ لیتے۔"

امام احمد، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرہ رکعتوں سے وتر پڑھتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک زیادہ ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سات یا پانچ رکعتوں کے ساتھ وتر ادا کر لیتے تھے۔"

امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے آخری حصہ میں پانچ رکعتوں کے ساتھ وتر ادا فرماتے تھے۔" شیخین نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیتے تھے اور ایک رکعت کے ساتھ وتر پڑھتے تھے۔"

امام احمد اور ابو یعلی نے حضرت ابو امامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نو رکعتوں کے ساتھ وتر ادا کرتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک زیادہ اور جسم اطہر (بَدَّنَ) بھاری ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سات رکعتوں کے ساتھ وتر ادا فرماتے تھے پھر بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے۔ ان میں سورۃ اذا زلزلت اور سورۃ الکافرون پڑھتے۔" ابو الحسن الہیثمی نے لکھا ہے کہ اس روایت کے راوی ثقہ ہیں۔

ابو الفرج نے لکھا ہے: "اس کی سند میں ابو غالب ہے۔ اس کا نام حزور ہے۔ اس نے اس طرح روایت کیا ہے جسے روایت بالمعنی گمان کرتا تھا۔ کیونکہ بَدَّنَ کا معنی ہے کَبُرَ اسے تخفیف کے ساتھ پڑھنا خطاء ہے کیونکہ اس کا معنی ہے گوشت زیادہ ہو جانا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف نہیں۔ میں کہتا ہوں "سعد بن ہشام میں ہے کہ ام المومنین نے فرمایا: فلما اسنّ رسول اللہ و اخذہ اللحم۔ ابو غالب کی روایت سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔"

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سات رکعتوں سے وتر ادا فرماتے تھے۔" انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سات رکعتوں اور پانچ رکعتوں سے وتر ادا کرتے تھے۔ ان میں سلام نہ پھیرتے تھے۔ البزار نے زبیر بن حارث سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت تین رکعتیں پڑھتے تھے۔"

البزار، الطبرانی نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے، البزار نے حضرت جابر سے، الطبرانی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رکعت کے ساتھ وتر ادا کرتے تھے۔ امام احمد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین رکعتوں کے ساتھ وتر ادا کرتے تھے۔"

حجاج بن ابی ارطاۃ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین رکعتوں کے ساتھ وتر ادا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلى دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری میں سورۃ الاخلاص پڑھتے تھے۔"

ابن ابی شیبہ اور ابویعلی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حدیبیہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کو پکڑا۔انہوں نے فرمایا: "میں نے اسے بٹھایا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے تشریف لے گئے۔عشاء کی نماز پڑھی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں طرف تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرہ رکعتیں ادا کیں۔"

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں رات بسر کی۔جب فجر اول طلوع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے تین رکعتیں وتر پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ، دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھی۔" سلام پھیر کر یوں ذکر کیا: سبحان الملك القدوس۔یہ ذکر باآواز بلند کیا۔

امام بخاری نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ان سے رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام کے بارے عرض کی گئی تو انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک یا اس کے علاوہ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔"

تنبیہات

◆ ۱ امام ترمذی نے کہا ہے: "روایت کیا گیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرہ، گیارہ، نو، سات، پانچ، تین اور ایک رکعت کے ساتھ وتر ادا کیے۔ابن اسحاق کی روایت میں اس مفہوم کو اس طرح واضح کیا گیا ہے۔" آپ تیرہ رکعتوں کے ساتھ وتر ادا کر لیتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت وتر کے ساتھ تیرہ رکعتیں ادا کرتے تھے۔نماز کو وتر کی طرف منسوب کر دیا گیا۔"

◆ ۲ ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک میں بیس رکعتیں ادا کرتے تھے۔رمضان المبارک میں وتر پڑھتے تھے۔اس روایت کو امام احمد، ابن منیع، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی وغیرہم نے ضعیف کہا ہے۔شعبہ نے اس کی تکذیب کی ہے۔ابن معین نے لکھا ہے کہ وہ ثقہ نہ تھا۔انہوں نے اس روایت کو اس کی منکرات میں شمار کیا ہے۔امام اوزاعی نے التوسط میں لکھا ہے۔"وہ روایت جس میں تذکرہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان راتوں میں بیس رکعتیں پڑھیں تھیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لاتے تھے۔وہ منکر ہے۔"[۱]

---

[۱] نماز تراویح کی رکعتوں کے بارے غزالی زمان رحمۃ اللہ علیہ سید احمد سعید شاہ صاحب کے مقالات کا مطالعہ فرمائیں۔

علامہ زرکشی نے لکھا ہے کہ یہ دعویٰ درست نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رات بیس رکعتیں پڑھیں تھیں صحیح کی روایت میں تعداد کا ذکر نہیں۔حضرت جابر کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آٹھ رکعتیں پڑھائیں پھر وتر پڑھائے صحابہ کرام اگلی رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کرتے رہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف نہ لائے۔"اس روایت کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں

لکھا ہے۔"

❷ آپ ﷺ وتروں میں کون سی سورت پڑھتے تھے؟

امام احمد، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ تین رکعتیں وتر ادا کرتے تھے۔ آپ ﷺ ان میں مفصل نو سورتوں میں سے پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ ہر رکعت میں تین سورتیں پڑھتے تھے۔ اسود نے کہا ہے کہ آپ ﷺ پہلی رکعت میں "سورۃ الھاکم التکاثر، سورۃ القدر اور اذا زلزلت الارض پڑھتے تھے۔ دوسری میں سورہ والعصر سورۃ نصر اور سورۃ الکوثر، تیسری رکعت میں سورۃ الکافرون، سورت تبت یدا اور سورت اوراخلاص پڑھتے تھے۔ ابوداؤد اور امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے انہیں کہا: "میں ہر رکعت میں مفصل سورتوں میں سے پڑھتا ہوں۔" انہوں نے فرمایا: "شعر کی طرح کاٹنا اور خراب کھجور کی طرح بکھیرنا" لیکن آپ ﷺ تو نظائر سورتوں میں سے پڑھتے تھے۔ ایک رکعت میں دو سورتیں الرحمٰن اور النجم ایک رکعت میں اقترب اور الحاقۃ اور ایک رکعت میں الطور اور الذاریات، ایک رکعت میں اذا وقعت اور نون ایک رکعت میں عم و المرسلات ایک رکعت میں الدخان و اذا الشمس کورت، ایک رکعت میں سأل اور النازعات اور ایک رکعت میں ویل للمطففین اور عبس پڑھتے تھے۔"

ابو یعلی اور البزار نے عبدالملک بن ولید کی سند سے ان سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ وتروں کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلی، دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری میں سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھتے تھے۔"

امام احمد، ترمذی اور نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ وتروں میں سورۃ الاعلی سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھتے تھے۔" عراقی نے لکھا ہے کہ حضرت ابی تینوں سورتوں کو ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔"

امام احمد، امام نسائی حضرت عبدالرحمان بن ابزی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ وتروں میں سورۃ الاعلی سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھتے تھے۔"

امام احمد، ترمذی اور نسائی، دارقطنی اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ وتروں کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلی دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری میں سورۃ الاخلاص اور سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھتے تھے۔"

امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ تین رکعتیں وتر پڑھتے تھے۔ پہلی میں سورۃ الاعلی، دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھتے تھے۔"

امام حاکم نے تاریخ میں اور امام بیہقی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نو رکعتوں کے ساتھ وتر ادا فرماتے تھے۔ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک زیادہ ہوگئی تو آپ ﷺ سات رکعتوں کے ساتھ نماز وتر پڑھنے لگے۔ پھر

آپ ﷺ بیٹھ کر دو رکعتیں ادا کرتے ان میں سورۃ الواقعہ اور سورۃ الرحمان پڑھتے۔"

امام احمد اور مسلم نے حضرت عبداللہ بن ابی قیس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: "کیا آپ ﷺ وتروں میں باآواز بلند یا آہستہ قرأت کرتے تھے۔" انہوں نے فرمایا: " آپ ﷺ بعض اوقات باآواز بلند اور بعض اوقات آہستہ سے قرأت کرتے تھے۔" میں نے کہا: "اللہ اکبر! ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اس معاملہ میں آسائش پیدا کی ہے۔"

۳ سفر میں سواری پر وتر ادا کرنا

شیخین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "سفر میں آپ ﷺ رات کی نماز کو اپنی سواری پر ہی ادا کر لیتے تھے۔ خواہ اس کا رخ جس طرف بھی ہوتا۔ سوائے فرض نماز کے۔ آپ ﷺ اپنی سواری پر وتر ادا کر لیتے تھے۔"

۴ وتروں میں دعائے قنوت رکوع کے بعد

امام بیہقی نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ وتر ادا فرماتے تھے اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ محمد بن ابی عمر، احمد بن منیع اور دارقطنی نے ابان کی سند سے (انہوں نے اسے متروک کہا ہے) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے محبوب کریم ﷺ کے ہاں رات بسر کی تاکہ دیکھوں کہ آپ ﷺ وتروں میں دعائے قنوت کیسے پڑھتے ہیں آپ ﷺ نے رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھی۔ پھر میں نے اپنی والدہ محترمہ ام عبداللہ رضی اللہ عنہا کو بھیجا۔ میں نے انہیں کہا: "آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ہاں رات بسر کریں اور دیکھیں کہ آپ ﷺ وتروں میں دعائے قنوت کہاں پڑھتے ہیں؟ وہ میرے پاس آئیں انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھی۔"

دارقطنی نے عمرو بن شمر کی سند سے روایت کیا ہے (انہوں نے اسے متروک کہا ہے) اس نے حضرت سوید بن غفلہ سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: "میں نے حضرات ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کو سنا وہ سب فرماتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ وتروں کے آخر میں دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ وہ سب بھی اسی طرح کرتے تھے۔"

امام احمد اور ابویعلی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابوجوزاء سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "مجھے حضور اکرم ﷺ نے ایسے کلمات سکھائے ہیں جنہیں میں وتروں میں دعائے قنوت میں پڑھتا ہوں۔

رب اهدنى فيمن هديت و عافنى فيمن عافيت و تولنى فيمن توليت و بارك لى فيما اعطيت وقنى شر ما قضيت فانك تقضى و لا يقضى عليك و انه لا يذل من

والیت تبارکت ربنا و تعالیت۔

امام احمد، ائمہ ثلاثہ اور امام ترمذی (انہوں نے اس روایت کو حسن کہا ہے) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وتروں کے آخر میں یہ دعا کرتے تھے:

اللھم انی اعوذ برضاك من سخطك و اعوذ بمعافاتك من عقوبتك و اعوذبك منك لا احصی ثناء علیك انت کما اثنیت علی نفسك۔

انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے ارادہ کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے بارے جانوں۔ میں نے اپنی خالہ حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات بسر کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بستر پر تشریف لائے۔ رات کے نصف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے۔ باہر تشریف لائے۔ آسمان کے افق میں دیکھا۔ پھر یہ ذکر کیا: نامت العیون و غارت النجوم واللہ حی قیوم۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشکیزہ کے پاس تشریف لائے۔ اس کا تسمہ کھولا۔ وضو کیا۔ اچھی طرح وضو کیا۔ پھر مصلیٰ پر تشریف لے گئے۔ تکبیر کہی۔ قیام فرمایا۔ میں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع نہیں فرمائیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع کیا۔ حتیٰ کہ میں نے کہا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمر انور کو سیدھا نہیں کریں گے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا۔ میں نے کہا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ سے سر نہیں اٹھائیں گے۔ پھر بیٹھ گئے۔ میں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام نہیں فرمائیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ ہر رکعت پہلی رکعت سے چھوٹی ہوتی تھی۔ ہر دو رکعتوں کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیر دیا۔ پھر نماز پڑھی۔ جب وتر پڑھے تو دو رکعتوں کے بعد قعدہ کیا۔ تیسری کے لیے اٹھے۔ جب آخری رکوع کیا تو رکوع سے سیدھے کھڑے ہو گئے۔ پھر یہ دعا مانگی: اللھم انی اسئلك رحمۃ من عندك تھدی بھا قلبی و تجمع بھا امری۔

⑤ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وتروں کا وقت

امام احمد، الطبرانی نے الکبیر اور الاوسط میں ثقہ راویوں سے حضرت ابو مسعود البدری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے ابتدائی، وسطی اور آخری حصے میں وتر پڑھ لیتے تھے۔"

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے ہر حصے کی ابتداء، وسط اور آخری حصے میں وتر پڑھ لیتے تھے۔ سحری کے وقت بھی وتر پڑھ لیتے تھے۔"

البزار نے ان سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے ابتدائی، وسطی اور آخری حصے میں نمازِ وتر پڑھ لیتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے آخری حصے میں وتر پڑھنے لگے۔"

امام مالک اور دارقطنی کے علاوہ دیگر ائمہ نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں

نے فرمایا: "رات کے ہر حصے ابتدائی، وسطی اور آخری حصے میں آپ ﷺ وتر پڑھ لیتے تھے جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو وتروں کو سحری تک مؤخر کیا۔"

امام احمد اور الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ رات کے ہر حصے اول، وسط اور آخر میں وتر پڑھ لیتے تھے۔ امام نسائی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ رات کے ابتدائی حصے میں سو جاتے تھے۔ پھر آپ ﷺ قیام فرماتے۔ وقتِ سحر وتر ادا کرتے۔ پھر اپنے بستر پر تشریف لے آتے۔ اگر آپ ﷺ کو ضرورت ہوتی تو اہلیہ محترمہ کے پاس تشریف لے جاتے۔ جب اذان سنتے تو جلدی سے اٹھتے اگر حالتِ جنابت میں ہوتے تو غسل فرمالیتے ورنہ وضو کر لیتے۔"

۶ ملا کر اور جداگانہ وتر پڑھنا

امام احمد، امام نسائی دارقطنی اور امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ وتر کی دو رکعتوں میں سلام نہ پھیرتے تھے۔"

امام نسائی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ تین رکعتوں سے وتر ادا کرتے تھے اور سلام نہ پھیرتے تھے۔" امام احمد نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی سند سے (اگرچہ انہوں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نہیں پایا) حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ حجرہ میں نماز ادا کرتے تھے میں گھر میں ہوتی تھی۔ آپ ﷺ شفع (دو رکعتوں) اور وتر میں سلام پھیرتے تھے۔ ہم آپ ﷺ کا سلام سنتے تھے۔"

امام احمد اور الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ شفع اور وتر میں سلام پھیرتے تھے۔ ہم آپ ﷺ کا سلام سنتے تھے۔ امام مالک اور امام بخاری نے ان سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ وتروں کی دو رکعتوں میں سلام پھیرتے تھے حتیٰ کہ کسی ضروری کام کے لیے حکم بھی فرما دیتے تھے۔"

۷ وتروں کے بعد بیٹھ کر دو ہلکی سی رکعتیں پڑھنا

امام مسلم نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ترمذی، ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ﷺ وتروں کے بعد بیٹھ کر دو ہلکی سی رکعتیں ادا کرتے تھے۔"

محمد بن نصر، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت انس سے، امام احمد، ابن نصر، الطبرانی اور البیہقی نے حضرت ابوامامہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ وتروں کے بعد بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت میں سورت اذا زلزلت الارض اور دوسری میں سورۃ الکافرون پڑھتے تھے۔"

۸ وتروں کے بعد آپ ﷺ کیا فرماتے تھے؟

امام احمد، ابو داؤد، امام نسائی، ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ اپنے وتروں سے فارغ ہوتے تو تین بار باآواز بلند یوں فرماتے: سبحان الملك القدوس دوسری روایت میں ہے کہ ان کے آخر کو طویل کر کے پڑھتے۔

۹ لوگوں کی موجودگی میں نماز کو مختصر کر دینا

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت خالد خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ نماز ادا کرتے اور لوگ آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہوتے تو آپ ﷺ نماز مختصر کر دیتے مگر اس کے رکوع اور سجود کو مکمل فرماتے۔

۱۰ آپ ﷺ کا نماز میں پاؤں مبارک بدل لینا

البزار نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ ﷺ نماز میں پاؤں مبارک بدل لیتے تھے۔ آپ ﷺ ہر ٹانگ مبارک پر کھڑے ہو جاتے تھے حتیٰ کہ یہ آیت طیبہ نازل ہوگئی:

مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝۲ (طٰہٰ، آیت:۲)

ترجمہ: نہیں اتارا ہم نے آپ ﷺ پر یہ قرآن کہ آپ ﷺ مشقت میں پڑیں۔

❁❁❁❁

رات کے نوافل

پہلا باب

عبادت میں انتہائی کوشش فرمانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ (الاسراء، آیت:۷۹)

ترجمہ: اور رات کے وقت آپ نماز تہجد ادا کریں یہ نماز آپ پر زائد ہے۔

امام احمد، شیخین، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ سے، ابن منذر، ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، ابن عساکر، ابویعلی، البزار اور الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے، بغوی نے حضرت انس سے، الطبرانی، خلعی اور ابن عساکر نے نعمان بن بشیر سے، الطبرانی، ابن عساکر اور خطیب نے ابوجحیفہ سے، الطبرانی نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے، ابن ماجہ اور ترمذی نے شمائل میں، بزار نے صحیح کے راویوں سے، ابن مردویہ اور البیہقی نے الاسماء اور الشعب میں، ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ سے، ابن عساکر نے نبیط بن شریط الاشجعی سے، ابن عساکر امام احمد نے الزھد میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔

• اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (الفتح، آیت:۱، ۲)

ترجمہ: یقیناً ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے تاکہ دور فرمادے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنے روزے رکھتے اور راتنی نمازیں پڑھتے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین شریفین اور مبارک پنڈلیاں سوجھ جاتیں ایک اور روایت میں ہے: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی عبادت فرماتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوسیدہ مشکیزے کی طرح لگتے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی گئی: ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی جدوجہد کیوں فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نفس کو اتنی تکلیف میں کیوں مبتلا کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ نے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اگلے پچھلے الزامات کو مٹا دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں اپنے رب تعالیٰ کا بہت زیادہ شکرگزار بندہ نہ بنوں۔'' جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک زیادہ ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔

جب آپ ﷺ رکوع کرنے لگتے تو آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے اور تیس یا چالیس آیات پڑھتے پھر رکوع فرماتے۔"

امام احمد، الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے (سوائے علی بن زید بن جدعان کے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "مجھے حضرت جبرائیل نے کہا: "آپ ﷺ کے نزدیک نماز کو محبوب بنا دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ اس میں سے جس قدر چاہتے ہیں لے لیں۔"

عبداللہ بن امام احمد نے زوائد المسند میں اور محمد بن نصر نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ رات کے قیام کو ترک نہ فرماتے تھے جب آپ ﷺ علیل ہوتے یا طبیعت ٹھیک نہ ہوتی تو آپ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھ لیتے۔"

ابوداؤد اور حاکم، (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے اسے برقرار رکھا ہے) نے حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک زیادہ ہو گئی اور جسم اطہر بھاری ہو گیا تو آپ ﷺ نے مصلیٰ کے ساتھ لکڑی گاڑھ لی جس کا سہارا آپ ﷺ لیتے تھے۔"

ابن ضحاک اور امام نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ اتنی زیادہ نماز پڑھتے تھے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے قدمین شریفین پھٹ جاتے تھے۔"

ابویعلی نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے کوئی چیز پائی وقت صبح آپ ﷺ سے عرض کی گئی: "یا رسول اللہ ﷺ! درد کا اثر آپ ﷺ پر عیاں ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "جو کچھ تم دیکھ رہے ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے آج رات السبع الطوال کی قرأت کی تھی۔"

ابوطاہر المخلص، الدینوری اور ابن عساکر نے حضرت شعبہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے بہت زیادہ عبادت کی۔ آپ ﷺ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے خلوت اختیار کر لی۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ بوسیدہ مشکیزے کی طرح ہو گئے۔"

امام مسلم نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ ﷺ نماز ادا فرماتے تو آپ ﷺ کو پسند ہوتا کہ آپ ﷺ اس پر مداومت اختیار کریں۔ اگر آپ ﷺ پر نیند کا غلبہ ہو جاتا یا درد ہوتا اور آپ ﷺ رات کا قیام نہ کر سکتے تو آپ ﷺ دن کو بارہ رکعتیں پڑھ لیتے۔ میں نہیں جانتی کہ نبی کریم ﷺ نے ایک رات میں سارا قرآن پاک پڑھا ہو۔ ساری رات تا صبح نماز پڑھی ہو۔ نہ ہی آپ ﷺ نے پورا ماہ روزے رکھے۔ سوائے رمضان المبارک کے۔"

ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نماز ادا فرماتے۔ پھر اتنی دیر سو جاتے۔ جتنی آپ ﷺ نماز پڑھتے۔ پھر جتنی دیر سوتے اتنی دیر نماز پڑھتے۔ پھر اتنی دیر سوتے جتنی دیر نماز پڑھتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی۔"

دوسرا باب

اپنے اہل خانہ کو نماز تہجد کے لیے جگانا

ابن ماجہ نے یوسف بن محمد بن منکدر کی سند سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی والدہ ماجدہ نے حضرت سلیمان سے کہا: ''لخت جگر! رات کو زیادہ نہ سویا کرو۔ زیادہ سونا آدمی کو روز حشر فقیر کر دے گا۔''

امام احمد، شیخین اور نسائی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت میرے اور سیدہ نساء العالمین فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اٹھو اور نماز قائم کرو۔'' میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ میں اپنی آنکھیں مل رہا تھا۔ میں کہہ رہا تھا: ''بخدا! ہم وہی نماز پڑھیں گے جو رب تعالیٰ نے ہمارے مقدر میں لکھ دی ہے۔ ہمارے نفوس اللہ تعالیٰ کے دست تصرف میں ہیں اگر وہ ہمیں اٹھانا چاہے تو وہ ہمیں بیدار کر دے گا۔'' انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رخ انور پھیرا۔ مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دست اقدس اپنی ران پر مار رہے تھے۔ یا ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا: ''ہم وہی نماز پڑھیں گے جسے رب تعالیٰ نے ہمارے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ ہم وہی نماز پڑھیں گے جسے رب تعالیٰ نے ہمارے مقدر میں لکھ دیا ہے۔''

وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾

ترجمہ: اور انسان ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔

امام احمد، امام مالک، بخاری، ترمذی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھبرا کر اٹھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ رہے تھے: ''سبحان اللہ! اور دوسری روایت میں ہے: لا الہ الا اللہ رب تعالیٰ نے کتنے فتنے نازل کیے ہیں۔ اس نے کتنے خزانے نازل کیے ہیں۔'' دوسرے الفاظ میں ہے: '' کتنے خزانے فتح ہوئے ہیں ان حجرات مقدسہ والیوں کو کون جگائے گا (یعنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) تاکہ وہ نماز پڑھیں دنیا میں کتنی ہی لباس پہننے والیاں روز حشر عریاں ہوں گی۔''

✿✿✿✿

تیسرا باب

آپ ﷺ کا رات کے وقت قیام، قیام کی مقدار، نیند کی مقدار اور قرأت کی کیفیت

الطبرانی نے ابوبکر المدینی کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ ﷺ رات کے وقت دو یا تین بار مسواک کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ سوتے اور بیدار ہوتے تو مسواک کرتے اور وضو کرتے آپ ﷺ دو یا ایک رکعت پڑھتے۔''

شیخین نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ ﷺ جب بھی رات کے وقت بیدار ہوتے تو مسواک فرماتے۔''

امام مسلم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ سعد بن ہشام نے ان سے حضور اکرم ﷺ کے وتروں کے بارے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم آپ ﷺ کے لیے مسواک اور پانی تیار رکھتے تھے۔ رب تعالیٰ جب چاہتا رات کے وقت آپ ﷺ کو بیدار کر دیتا اور آپ ﷺ مسواک کرتے اور وضو کر لیتے۔''

الطبرانی نے صحیح سند کے ساتھ حجاج بن غزیہ اور الطبرانی نے حجاج بن عمرو المازنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی یہ گمان کرتا ہے کہ جب وہ رات کے وقت قیام کرے اور صبح تک نماز پڑھے تو اس نے تہجد ادا کر لی ہے۔ تہجد تو اس شخص کی ہے جو سونے کے بعد نماز پڑھتا ہے پھر سونے کے بعد نماز پڑھے۔ حضور اکرم ﷺ کی نماز اسی طرح ہوتی تھی۔'' دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سونے کے بعد نماز تہجد ادا کرتے تھے اور نماز تہجد سے قبل آپ ﷺ مسواک کرتے تھے۔''

ابوداؤد نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے محبوب کریم ﷺ کو رات کے وقت بیدار فرما دیتا۔ سحری سے قبل آپ ﷺ اپنے وتروں سے فارغ ہو چکے ہوتے تھے۔''

شیخین، ابوداؤد اور امام نسائی نے مسروق سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ کون سا عمل آپ ﷺ کو پسندیدہ تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ عمل جس پر مداومت اختیار کی جائے۔'' میں نے عرض کی: ''آپ ﷺ رات کو کس وقت اٹھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ''جب مرغ کی اذان سنتے تھے۔''

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے اپنی خالہ حضرت ام

المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات بسر کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عشاء پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے چار رکعتیں ادا کیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما ہو گئے۔ پھر قیام فرمایا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں طرف کھڑا ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانچ رکعتیں پڑھیں۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر آرام فرما ہو گئے حتیٰ کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خراٹوں کی آواز سنی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لیے تشریف لائے۔"

ابو داؤد نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے جب ان سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات کی نماز کے بارے سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بھی نماز عشاء پڑھی اور اپنے اہل خانہ کے پاس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار یا چھ رکعتیں پڑھیں۔ ایک بار رات کو بارش ہوئی۔ ہم نے چمڑے کی چٹائی پھیلا دی۔ گویا کہ میں اب بھی اس کے ان سوراخوں کو دیکھ رہی ہوں جن سے پانی نکلتا تھا میں نے نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی چیز کے ساتھ زمین کی مٹی سے کپڑے بچانے کی کوشش کی ہو۔"

امام احمد، شیخین، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت الاسود سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات کی نماز کے بارے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول رات کو سو جاتے تھے اور رات کے آخری حصہ میں قیام فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے۔ پھر بستر پر تشریف لے جاتے جب مؤذن اذان دیتا تو جلدی سے اٹھتے ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ وضو فرما کر تشریف لے جاتے۔"

امام احمد، ائمہ ثلاثہ، ابوالحسن ابن ضحاک نے حضرت یحییٰ بن مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت اور نماز کے بارے سوال کیا۔ انہوں نے کہا: "تمہارا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز اور قرأت کا کیا واسطہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشاء پڑھتے۔ پھر تسبیح بیان کرتے۔ پھر رات کو اتنی نماز پڑھتے جتنا اللہ تعالیٰ چاہتا۔ پھر آرام فرما ہو جاتے۔" دوسری روایت میں ہے: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے۔ پھر سو جاتے۔ اتنی دیر سوتے جتنی دیر نماز پڑھی ہوتی۔ پھر صبح کرتے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت سنتی تھی۔ یہ واضح قرأت ہوتی تھی۔ جس کا حرف حرف عیاں ہوتا تھا۔"

ابن ماجہ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں اپنے عریش میں بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت سنتی تھی۔" ابو داؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت کبھی بلند اور کبھی آہستہ ہوتی تھی۔"

امام نسائی نے حضرت عوف بن مالک سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قیام کیا آپ نے سورۃ البقرۃ کے برابر رکوع کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع میں یہ ذکر کیا: سبحان ذی الجبروت و الملکوت و الکبریاء و العظمۃ۔

امام عبدالرزاق نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں قیام فرمایا۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہو گیا میرا خیال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم نہیں ہوا۔

آپ ﷺ نے سورۃ البقرہ سے آغاز کیا۔ میں نے سوچا کہ آپ ﷺ ایک سو آیات پڑھ کر رکوع کر لیں گے۔ آپ ﷺ نے ایک سو آیات پڑھیں مگر رکوع نہ کیا۔ میں نے سوچا کہ آپ ﷺ دو سو آیات پڑھ کر رکوع کر لیں گے۔ آپ ﷺ نے دو سو آیات پڑھیں مگر آپ ﷺ نے رکوع نہ کیا۔ میں نے کہا: "آپ ﷺ سورۃ البقرۃ کو ختم کر کے رکوع کر لیں گے۔" آپ ﷺ نے اسے ختم کیا مگر رکوع نہ کیا۔ سورۃ البقرہ ختم کیا اور کہا: اللهم لك الحمد۔ پھر سورۃ آل عمران شروع کر دی۔ اسے بھی ختم کر دیا مگر رکوع نہ کیا بلکہ کہا: اللهم لك الحمد سورۃ النساء کا آغاز کیا۔ میں نے کہا کہ آپ ﷺ اسے ختم کر کے رکوع کر لیں گے مگر آپ ﷺ نے رکوع نہ کیا بلکہ اللهم لك الحمد کہا پھر سورۃ المائدہ کا آغاز کیا میں نے کہا کہ آپ ﷺ اسے ختم کر کے رکوع کر لیں گے۔ آپ ﷺ نے اسے ختم کیا۔ رکوع کیا۔ آپ ﷺ نے رکوع میں سبحان ربی العظیم کہا۔ لب مبارک ہلائے میں جان گیا کہ آپ ﷺ اس کے علاوہ بھی کچھ ذکر کر رہے ہیں۔ مگر میں اسے سمجھ نہ سکا۔ پھر آپ ﷺ نے سورۃ الانعام کا آغاز کیا میں آپ ﷺ کو چھوڑ کر چلا گیا۔"

ابن ابی شیبہ نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک رات میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا تا کہ آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھوں۔ آپ ﷺ نے نماز کا آغاز فرمایا۔ ایسی آواز سے قرات فرمائی جو نہ آہستہ تھی نہ بلند۔ عمدہ قرأت تھی۔ آپ ﷺ ترتیل سے پڑھ رہے تھے۔ ہم آپ ﷺ کو سن رہے تھے۔ پھر سورت کی مقدار کے برابر آپ ﷺ نے رکوع کیا۔ پھر سر اقدس بلند کیا اور کہا: سمع الله لمن حمده ذو الجبروت و الملكوت و الكبرياء و العظمة پھر سورت کی مقدار کے برابر قیام کیا۔ پھر اسی مقدار کے برابر سجدہ کیا حتیٰ کہ آپ ﷺ طویل وقت کے بعد فارغ ہوئے لیکن ابھی رات کی تاریکی باقی تھی۔"

ابو یعلی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "کیا تم میں سے کوئی ایک قیام نہیں کر سکتا اور عصر سے قبل چار رکعتیں نہیں پڑھ سکتا اور ان میں وہ کلمات پڑھے جنہیں آپ ﷺ پڑھتے تھے وہ یوں کہے:

تم نورك فهديت فلك الحمد عظم حلمك فعفوت فلك الحمد بسطت يدك فاعطيت فلك الحمد ربنا وجهك اكرم الوجوه و جاهك اعظم الجاه و عطيتك افضل العطية و اهنؤها تطاع ربنا تشكر و تُعطى ربنا فتغفر و تجيب المضطرّ و تكشف الضرّ و تشفى السقيم و تغفر الذنب و تقبل التوبة و لا يجزى بآلائك احد و لا يبلغ مدحتك قول قائل۔

ابن منیع، ابو یعلی نے مسلم بن مخراق سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: "ہمارے پاس ایک ایسی قوم ہے جو رات میں ایک بار اور تین بار قرآن پاک ختم کر دیتی ہے۔" انہوں نے فرمایا: "انہوں نے اسے پڑھا ہے مگر اس کی قرات نہیں کی۔ میں ساری رات حضور اکرم ﷺ کے ساتھ قیام کرتی تھی۔

آپ ﷺ سورۃ البقرہ، آل عمران اور النساء تلاوت فرماتے۔ جب بھی کسی امید افزاء آیات طیبہ سے گزرتے تو آپ ﷺ رب تعالیٰ سے التجاء اور سوال کرتے۔ جب آیت تخویف سے گزرتے تو اس سے دعا مانگتے اور پناہ طلب کرتے۔''

حارث بن اسامہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے عشاء کی نماز کے بعد آپ ﷺ سے ملاقات کرنے کا شرف حاصل کیا۔ میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ! ﷺ مجھے اپنے ساتھ نماز پڑھنے کی سعادت عطا فرمائیں۔ آپ ﷺ ایک کنوئیں کی طرف تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہی تھا میں نے آپ ﷺ کا کپڑا لیا اور آپ ﷺ کو پردہ کیا۔ میں کمر پھیر کر کھڑا ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے کپڑا لیا اور مجھے پردہ کیا حتیٰ کہ میں نے غسل کیا۔ پھر آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ قبلہ کی طرف رخ انور کیا۔ مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کر لیا۔ سورۃ الفاتحہ کی قرأت کی۔ پھر سورۃ البقرہ سے آغاز کیا جب آیت رحمت سے گزرتے تو رب تعالیٰ سے سوال کرتے۔ جب آیت عذاب سے گزرتے تو رب تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے۔ ہر مثال میں غور و فکر کرتے۔ حتیٰ کہ اسے ختم کر لیا۔ پھر تکبیر کہی اور رکوع میں چلے گئے۔ آپ ﷺ نے رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھا۔ آپ ﷺ نے اس میں اپنے لب لعلین کو حرکت دی۔ میرا گمان ہے کہ آپ ﷺ نے وبحمدہ فرمایا۔ رکوع میں اتنی دیر رہے جتنی دیر قیام فرمایا تھا۔ پھر سر اقدس اٹھایا۔ تکبیر کہی اور سجدہ ریز ہو گئے۔ آپ ﷺ نے سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کہا۔ آپ ﷺ نے لب مبارک ہلائے۔ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے وبحمدہ کہا۔ آپ ﷺ قیام کی مقدار کے برابر ہی سجدہ میں رہے۔ پھر اٹھے سورۃ الفاتحہ پڑھی۔ پھر سورۃ آل عمران پڑھی۔ جب کسی آیت رحمت سے گزرتے تو سوال کرتے۔ کسی مثال کے پاس سے گزرتے تو غور و فکر کرتے، حتیٰ کہ اسے ختم کر لیا۔ پھر پہلے کی طرح رکوع اور سجود کیے۔ پھر میں نے فجر کی اذان سن لی۔ میں نے کبھی اتنی عبادت نہیں کی تھی جو مجھ پر اتنی شدید ہو۔''

ابن مالک، ابن ضحاک اور ابونعیم نے انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''انہوں نے رات کے وقت آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ ﷺ نے نماز کا آغاز کیا تو کہا: اللہ اکبر سبحان ذی الملك و الجبروت و الکبریا و العظمۃ۔ پھر آپ ﷺ نے سورۃ البقرۃ پڑھی۔ قرأت نہ بلند اور نہ آہستہ تھی۔ بہت عمدہ قرأت تھی جس میں ترتیل سے آپ ﷺ ہمیں قرأت سناتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا جو آپ ﷺ کے قیام کے برابر تھا۔ آپ ﷺ نے رکوع میں سبحان ربی العظیم کہا۔ پھر سر اقدس کو اٹھایا آپ ﷺ رکوع کے برابر ٹھہرے آپ ﷺ نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر یہ ذکر کیا: الحمد للہ ذی الملکوت و الجبروت و الکبریاء و العظمۃ۔ آپ ﷺ کا سجدہ آپ ﷺ کے قیام کے برابر تھا۔ آپ ﷺ نے سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کہا پھر سر اقدس کو اٹھایا دو سجدوں کے مابین ایک سجدہ کے برابر ٹھہرے آپ ﷺ یہ دعا مانگتے رہے: رب اغفرلی۔ رب اغفرلی۔ آپ ﷺ نے البقرۃ، آل عمران، الانعام، النساء اور المائدہ سورتیں پڑھیں۔'' شعبہ نے کہا ہے: ''میں نہیں جانتا کہ انہوں نے المائدہ کا ذکر کیا یا الانعام کا۔''

❁❁❁❁

چوتھا باب

نماز تہجد کا آغاز اور دعا

بزار نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''جب آپ رات کے وقت قیام کا ارادہ فرماتے تو استنجاء فرماتے۔وضو کرتے اور مسواک کرتے۔پھر کسی کو حجرات مقدسہ میں سے خوشبو لانے کے لیے بھیجتے۔''

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی سوتے تو مسواک آپ کے پاس ہوتی تھی۔جب آپ بیدار ہوتے تو آغاز مسواک سے کرتے۔

دارقطنی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رمضان المبارک کی ایک رات میں آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔انہوں نے آپ کو تکبیر کے وقت سنا آپ یوں فرما رہے تھے: اللہ اکبر ذی الملکوت و الجبروت و الکبریاء و العظمۃ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ وہ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے جس وقت رات کو آپ قیام فرماتے تھے جب آپ نے نماز کا آغاز کیا تو فرمایا: اللہ اکبر ذی الملکوت و الجبروت و الکبریاء و العظمۃ۔

امام شافعی کے علاوہ دیگر ائمہ نے اور دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا ''آپ جب بھی رات کے وقت اٹھتے نماز تہجد ادا فرماتے'' دوسری روایت میں ہے:''جب نصف رات کے وقت آپ نماز کے لیے اٹھتے تو یہ دعا مانگتے:

اللهم لك الحمد انت قيم السموات و الارض و من فيهن و لك الحمد لك ملك السماوات و الارض و من فيهن ولك الحمد انت نور السموات و الارض ولك الحمد انت ملك السموات و الارض ولك الحمد انت الحق و عدك الحق و لقاء حق و قولك حق و الجنة حق و النار حق و النبيون حق و محمد (صلى الله عليه وسلم) حق و الساعة حق اللهم لك اسلمت و بك آمنت و عليك توكلت و اليك انبت و بك خاصمت و اليك حاكمت فاغفرلى ما قدمت و ما اخرتُ و ما اسررت و ما اعلنت انت المقدم و انت المؤخر لا اله الا انت ولا اله غيرك و لا حول و لا قوة الا بالله۔

امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''میں

نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: "جب آپ رات۔۔۔ کے وقت قیام فرماتے تھے تو آغاز کس چیز سے کرتے تھے؟"
انہوں نے فرمایا: "جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت قیام فرماتے تو آغاز اس دعا سے کرتے:

اللهم رب جبريل و ميكائيل و اسرافيل، فاطر السموات و الارض عالم الغيب و الشهادة انت تحكم بين عبادك فيما كانوا فيه يختلفون اهدني لما اختلف فيه من الحق باذنك انك انت تهدى من تشاء الى صراط مستقيم۔

امام احمد نے ثقہ راویوں سے، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ربیعہ جرشی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ جب آپ رات کے وقت قیام فرماتے تھے تو کیا کہتے تھے؟ نماز کا آغاز کیسے کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: "جب آپ رات کے وقت اٹھتے تو دس بار اللہ اکبر، دس بار الحمد للہ دس بار لا الہ الا اللہ اور دس بار استغفر اللہ کہتے تھے پھر دس بار یہ فرماتے: اللهم اغفرلي و اهدني و ارزقني پھر دس بار یہ کہتے: اللهم انى اعوذبك من الضيق يوم الحساب و ضيق الدنيا و ضيق القيامة پھر نماز کا آغاز کرتے۔

"ابوداؤد اور امام نسائی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت قیام کرتے نماز کے آغاز میں تکبیر کہتے پھر سبحانك اللهم و بحمدك و تبارك اسمك و تعالىٰ جدك و لا اله غيرك کہتے پھر لا اله الا الله تین بار پڑھتے۔ الطبرانی نے یہ اضافہ کیا ہے الله اكبر كبيراً پھر یہ پڑھتے: اعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم من همزه و نفخه و نفشه پھر قرأت فرماتے۔"

امام احمد نے حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ نماز کا آغاز کرتے تو تین بار الله اكبر تین بار سبحان الله تین بار لا اله الا الله پڑھتے پھر یہ دعا مانگتے: اللهم انى اعوذبك من الشيطان الرجيم من همزه و نفخه و شركه۔

امام احمد، امام بخاری اور ائمہ اربعہ نے (امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے) حضرت عروہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں آپ کے حجرہ مقدسہ کے پاس ہی رات بسر کرتا تھا۔ میں آپ کو وضو کا پانی پیش کرتا تھا۔ میں آپ کو سنتا تھا۔ جب آپ رات کے وقت قیام کے لیے اٹھتے تھے تو آپ یہ ذکر کرتے تھے سبحان الله رب العالمين الهوىّٰ پھر یہ ذکر فرماتے: سبحان الله و بحمده الهوىّٰ۔ ابن مبارک نے کہا ہے: الھویٰ کے معنی ہیں الطویل۔

امام احمد اور امام مسلم نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ رات کے وقت اپنی نماز کا آغاز کرتے تو دو ہلکی سی رکعتیں پڑھتے تھے۔" ابن قانع نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ نفلی نماز پڑھنے کے لیے قیام فرمانے لگتے تو یہ ذکر کرتے: وجهت وجهى للذى فطر

السموات و الارض حنیفا و ما انا من المشرکین۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور امام بیہقی نے حضرت عاصم بن حمید سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: "آپ رات کے قیام کا آغاز کیسے کرتے تھے؟" انہوں نے فرمایا: "آپ دس بار اللہ اکبر دس بار الحمدللہ دس بار سبحان اللہ کہتے تھے پھر یہ دعا مانگتے: اللھم اغفرلی و اھدنی و ارزقنی و عافنی۔ آپ روز حشر مقام کی تنگی سے پناہ مانگتے تھے۔

❁❁❁❁

پانچواں باب

رات کے وقت آپ کی نماز کی کیفیت

امام احمد اور حارث بن اسامۃ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی۔ آپ نے طویل قیام کیا حتیٰ کہ میں نے پختہ ارادہ کر لیا تھا۔ آپ نے فرمایا: 'بیٹھ جاؤ اور اسے چھوڑ دو۔''

ابو بکر بن ابی خثیمہ نے حضرت ابو واقد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ صحابہ کرام کو مختصر نماز پڑھاتے تھے مگر جب آپ اکیلے نماز پڑھتے تو بڑی طویل نماز ادا فرماتے تھے۔''

امام مسلم، امام احمد اور امام نسائی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک رات نماز پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے سورۃ البقرہ کا آغاز کیا۔ میں نے سوچا'' آپ ایک سو آیات پڑھ کر رکوع کریں گے'' مگر آپ نے قرأت جاری رکھی۔ میں نے کہا: ''آپ ایک رکعت میں سورۃ البقرۃ پڑھ لیں گے۔'' مگر آپ نے قرأت جاری رکھی۔'' میں نے سوچا کہ آپ اس کے ساتھ رکوع فرمائیں گے مگر آپ نے آل عمران کا آغاز کر دیا۔ آپ نے اسے پڑھا۔ پھر سورۃ النساء کا آغاز کیا۔ آپ نے اسے ترتیل سے پڑھا۔ جب آیت تسبیح تلاوت فرماتے تو تسبیح بیان فرماتے۔ جب ایسی آیت کو تلاوت فرماتے جس میں التجاء ہوتی تو سوال کرتے۔ جب تعوذ تلاوت کرتے تو پناہ مانگتے۔ پھر آپ نے رکوع کیا آپ نے رکوع میں 'سبحان ربی العظیم پڑھا۔ آپ کا رکوع بھی قیام کی مانند طویل تھا۔ پھر آپ نے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لك الحمد کہا۔ پھر طویل دیر تک کھڑے رہے۔ پھر رکوع کیا۔ پھر سجدہ کیا۔ سجدہ میں سبحان ربی الاعلی کہا۔ آپ کا سجدہ بھی آپ کے قیام کے برابر تھا۔''

امام احمد اور ابو داؤد نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: 'ایک رات میں نے آپ کے ساتھ قیام کیا آپ نے شروع میں تین بار اللہ اکبر کہا۔ پھر الحمد للہ ذی الملکوت و الجبروت و العظمۃ پڑھا۔ پھر قرأت کا آغاز کیا۔ سات رکعتوں میں سبع طوال پڑھیں۔ جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ فرماتے۔ آپ کا قیام بھی آپ کے رکوع کی طرح تھا۔ آپ رکوع میں سبحان ربی العظیم کہتے۔ آپ دونوں سجدوں کے مابین اتنی دیر بیٹھتے جتنی دیر سجدہ فرماتے۔ آپ اس دوران رب اغفرلی پڑھتے۔

ابن ماجہ نے ان سے روایت کیا ہے کہ آپ جب آیہ رحمت پڑھتے تو رب تعالیٰ سے التجاء کرتے۔ جب آیہ عذاب کی تلاوت کرتے تو پناہ طلب کرتے۔ جب کسی ایسی آیت کے پاس سے گزرتے جس میں تنزیہ ہوتی تو رب تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے۔"

شیخین نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے ایک رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی۔ آپ نے قیام کو طویل فرمایا حتیٰ کہ میں نے برا ارادہ کر لیا۔" ہم نے عرض کی: "آپ نے کیا برا ارادہ کیا تھا؟" انہوں نے فرمایا: "میں نے ارادہ کیا تھا کہ آپ کو چھوڑ کر بیٹھ جاؤں۔"

امام نسائی نے ان سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رمضان مبارک میں آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ نے رکوع کیا۔ رکوع میں اتنی دیر سبحان ربی العظیم کہا جتنی دیر قیام فرمایا تھا۔ پھر آپ بیٹھ گئے۔ یہ دعا مانگتے رہے: رب اغفرلی رب اغفرلی پھر سجدہ کی مقدار کھڑے رہے۔ پھر اسی قیام کے برابر سجدہ کیا۔ سجدہ میں سبحان ربی العظیم کہتے رہے۔ آپ نے صرف چار رکعتیں پڑھیں تھیں کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نماز صبح کے لیے آ گئے۔"

ابو داؤد اور امام نسائی نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "ایک رات میں نے آپ کے ساتھ قیام کیا۔ آپ کھڑے ہوئے آپ نے سورۃ البقرۃ پڑھی۔ آپ جس بھی آیہ رحمت کے پاس سے گزرتے آپ ٹھہر جاتے سوال کرتے۔ جب آیہ عذاب پڑھتے تو ٹھہر جاتے اور پناہ مانگتے پھر آپ نے قیام کے برابر رکوع کیا۔ رکوع میں یہ ذکر کیا: سبحان ذی الجبروت و الملکوت و الکبریاء و العظمۃ پھر آپ نے قیام کے برابر سجدہ کیا۔ پھر سجدہ میں بھی اسی طرح ذکر کیا۔ پھر آپ نے قیام کیا۔ پھر سورت آل عمران پڑھی۔ پھر ایک ایک سورت تلاوت کی۔"

امام احمد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے چودھویں کی شب آپ کے ساتھ قیام کیا۔ آپ نے سورۃ البقرۃ، سورہ آل عمران اور سورۃ النساء کی تلاوت کی۔ آپ جب خوف کی آیت سے گزرتے تو دعا مانگتے۔ پناہ طلب کرتے جب بشارت کی آیت گزرتے تو رب تعالیٰ سے التجاء کرتے اور اس کی طرف رغبت کرتے۔"

امام نسائی اور بقی بن مخلد نے بنو غفار کے ایک شخص سے روایت کیا ہے۔ اسے صحابیٔ رسول بننے کا شرف ملا تھا۔ انہوں نے کہا: "ہم آپ کی معیت میں مکہ مکرمہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔ وہاں پہنچ کر ہم ایک جگہ فروکش ہوئے۔ میں نے کہا: "میں آپ کی نماز کو ضرور غور سے دیکھوں گا۔ میں آپ کے افعال مبارکہ کو دیکھوں گا۔ آپ رات کے ابتدائی حصہ میں آرام فرما ہو گئے۔ میں آپ کے قریب ہی لیٹ گیا۔ آپ اس طرح سانس لینے لگے جیسے سونے والا سانس لیتا ہے پھر آپ بیدار ہوئے۔ آسمان کے افق کی طرف دیکھا۔ آپ نے سورۃ آل عمران کی یہ آیت طیبہ پڑھی:

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾
الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٩١﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿١٩٢﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿١٩٣﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰي رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿١٩٤﴾

آپ بستر مبارک سے اٹھے۔ بستر کے نیچے سے مسواک لی اور اس کے ساتھ مسواک کی۔ مشکیزہ سے پانی برتن میں ڈالا اور وضو کیا۔ بہت عمدہ وضو کیا پھر آپ نے قیام فرمایا۔ چار رکعتیں پڑھیں۔ میں نہیں جانتا کہ ان کا رکوع طویل تھا یا قیام یا سجود" حتیٰ میں نے کہا کہ آپ نے اتنی دیر نماز پڑھ لی ہے جتنی دیر آپ سوئے تھے پھر آپ بستر پر تشریف لے آئے اور سو گئے۔ پھر بیدار ہوئے۔ مذکورہ بالا آیت طیبہ پڑھی۔ پھر مسواک کی۔ وضو فرمایا۔ چار رکعتیں پڑھیں۔ پھر ہم پر نیند کا غلبہ رہا حتیٰ کہ سحر ہو گئی۔

امام ترمذی نے حضرت اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا: "میں حضور اکرم ﷺ کی نماز کو ضرور غور سے دیکھوں گا۔" آپ نے نمازِ عشاء پڑھی۔ پھر آپ کچھ دیر کے لیے لیٹ گئے۔ پھر آپ اٹھے اور قضائے حاجت سے فارغ ہوئے۔ پھر کجاوے کے آخری کنارے پر تشریف لائے۔ وہاں سے مسواک لی۔ مسواک کی اور وضو کیا مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے آپ نے رکوع نہ کیا حتیٰ کہ مجھے پتہ نہ چل سکا کہ رات کا اکثر حصہ گزر گیا ہے یا باقی ہے۔ حتیٰ کہ مجھے پہاڑوں کی طرح نیند نے آلیا۔"

ابو یعلی نے ثقہ راویوں سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ نے سورۃ البقرہ کو دو رکعتوں میں منقسم فرمایا۔

❁❁❁❁

چھٹا باب

رات کے وقت نماز کی رکعتوں کی تعداد

اس ضمن میں آپ سے متفرق روایات مروی ہیں۔

❶ چار رکعتیں

عبد بن حمید اور امام احمد نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ رات کو دو یا تین بار مسواک کرتے تھے۔ جب رات کے وقت قیام فرماتے تو چار رکعتیں پڑھتے۔ آپ نہ تو ان میں کلام کرتے نہ ہی کسی چیز کا حکم دیتے اور ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیتے تھے۔

❷ سات رکعتیں

امام بخاری نے حضرت مسروق سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی رات کی نماز کے بارے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: "آپ سات رکعتیں پڑھتے تھے۔"

❸ آٹھ رکعتیں

الطبرانی نے ضعیف سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت آٹھ رکعتوں سے قیام فرماتے تھے۔ ان کے رکوع ان کی قرأت کی طرح اور ان کے سجود ان کی قرأت کی مانند ہوتے تھے۔ آپ ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے تھے۔"

ابو یعلی نے ثقہ راویوں سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ رات کے وقت نفلی نماز کی آٹھ رکعتیں اور دن کے وقت بارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔"

❹ نو رکعتیں

امام بخاری نے حضرت مسروق نے مذکورہ بالا روایت میں سات کی بجائے نو رکعتوں کا ذکر کیا ہے۔ امام مسلم نے حضرت سعد بن ہشام بن عامر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وتروں کے بارے

سوال کیا۔۔۔اس روایت میں ہے کہ جب آپ کی عمر مبارک سے زیادہ ہوگئی اور جسم اطہر بھاری ہوگیا۔تو آپ سات رکعتوں کے ساتھ وتر ادا کرتے تھے۔آپ دو رکعتوں میں پہلے کی طرح ہی کرتے تھے۔لخت جگر! یہ نو رکعتیں ہیں۔"

ابو داؤد نے حضرت زرارہ بن اوفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رات کے وقت آپ کی نماز کے بارے سوال کیا گیا۔انہوں نے فرمایا: "آپ باجماعت نماز عشاء ادا کرتے۔پھر اپنے اہل خانہ کے پاس تشریف لے جاتے۔آپ چار رکعتیں پڑھتے۔بستر مبارک پر تشریف لے آتے اور آرام فرما ہو جاتے۔آپ آٹھ رکعتیں پڑھتے۔آپ ان میں سورۃ الحمد اور قرآن پاک کی کوئی سورت پڑھتے۔آپ ان میں قعدہ نہ کرتے حتیٰ کہ آپ آٹھویں رکعت میں قعدہ کرتے۔سلام نہ پھیرتے آپ نویں رکعت میں قرأت کرتے۔پھر بیٹھ جاتے۔رب تعالیٰ سے سوال کرتے۔جو وہ چاہتا۔اس سے التجاء کرتے۔اس کی طرف رغبت رکھتے۔باآواز بلند ایک سلام کرتے۔قریب ہوتا کہ اس کی آواز سے آپ کے اہلِ خانہ جاگ جاتے۔پھر بیٹھ کر سورۃ الفاتحہ پڑھتے۔پھر بیٹھ کر ہی رکوع کرتے۔پھر دوسری رکعت کے لیے قرأت کرتے۔بیٹھ کر سجدہ کرتے۔پھر رب تعالیٰ سے دعا مانگتے جو رب تعالیٰ چاہتا۔پھر سلام پھیر دیتے۔پھر واپس آجاتے۔آپ کی یہی نماز رہی۔حتیٰ کہ آپ کی عمر مبارک زیادہ ہوگئی۔آپ نے نو میں سے دو رکعتوں کی کمی کر دی۔آپ نے انہیں چھ یا سات رکعتیں بنا دیں۔پھر آپ بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھ لیتے حتیٰ کہ آپ کا وصال ہوگیا۔

۵ چھ رکعتیں اور آپ ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے اور پھر تین رکعتیں وتر پڑھ لیتے

امام مسلم، ابو داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ کے ہاں رات بسر کی۔آپ رات کے وقت بیدار ہوئے مسواک کی اور وضو کیا۔آپ یہ آیت طیبہ پڑھ رہے تھے۔

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۰﴾

(آل عمران، آیت: ۱۹۰)

ترجمہ: بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور شب و روز کے اختلاف میں دانشمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

آپ نے انہیں پڑھا حتیٰ کہ سورت کو ختم کر دیا۔پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ان میں طویل قیام، رکوع اور سجدہ کیا۔پھر واپس آئے۔آپ آرام فرما ہو گئے حتیٰ کہ خراٹے لینے لگے۔پھر آپ نے اسی طرح کیا۔تین بار آپ نے چھ رکعتیں پڑھیں۔ہر بار مسواک کی اور وضو کیا اور مذکورہ بالا آیات طیبات پڑھیں۔پھر تین رکعتوں سے وتر پڑھے پھر مؤذن نے اذان دی۔آپ نماز کے لیے تشریف لے گئے۔آپ یہ دعا مانگ رہے تھے:

اللھم اجعل فی قلبی نورا و فی لسانی نورا و اجعل فی سمعی نورا و اجعل فی بصری نورا و اجعل من خلفی نورا و من امامی نورا و اجعل من فوقی نورا و من تحتی

نورا اللھم اعطنی نورا۔

⑥ گیارہ رکعتیں

یہ روایات حضرت فضل بن عباس، صفوان بن معطل اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے بھی اکثر روایات اسی کے بارے منقول ہیں۔

ابوداؤد نے حضرت فضل بن عباس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ کے ہاں رات بسر کی تاکہ دیکھوں کہ آپ رات کے وقت کیسے قیام فرماتے ہیں؟ آپ اٹھے۔ وضو کیا۔ دو رکعتیں پڑھیں ان کا قیام ان کے رکوع کی طرح اور ان کا رکوع ان کے سجود کی طرح تھا۔ پھر آپ سو گئے۔ پھر بیدار ہوئے۔ آپ نے وضو کیا۔ مسواک کی۔ پھر آل عمران کی پانچ آیات پڑھیں: اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ آپ اسی طرح کرتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ نے دس رکعتیں پڑھیں۔ پھر قیام فرمایا۔ ایک رکعت سے نماز کو وتر بنا دیا۔ اس وقت موذن نے اذان دی۔ مؤذن کے خاموش ہونے کے بعد آپ اٹھے۔ دو ہلکی سے رکعتیں پڑھیں۔ پھر بیٹھ گئے۔ پھر نماز صبح ادا کی۔''

عبداللہ بن امام احمد اور الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت صفوان بن معطل السلمی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں کسی سفر میں آپ کے ساتھ تھا۔ میں نے رات کے وقت آپ کی نماز کی نگرانی کی۔ آپ نے نمازِ عشاء پڑھی۔ پھر آپ سو گئے۔ نصف رات گزر گئی تو آپ اٹھے۔ سورت آل عمران کی آخری دس آیات پڑھیں۔ پھر مسواک کی۔ وضو کیا پھر قیام کیا دو رکعتیں پڑھیں۔ مجھے علم نہ ہو سکا کہ آپ کا قیام یا رکوع یا سجدہ طویل تھا۔ پھر آپ بستر پر تشریف لے گئے اور سو گئے۔ پھر بیدار ہوئے۔ مذکورہ بالا آیات کی تلاوت کی۔ پھر مسواک کی۔ وضو کیا۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ میں نہیں جانتا کہ ان کا قیام یا رکوع یا سجود زیادہ طویل تھا۔ پھر آپ اسی طرح کرتے رہے۔ جیسے پہلی دفعہ کیا تھا۔ حتیٰ کہ آپ نے گیارہ رکعتیں پڑھ لیں۔''

شیخین، امام مالک اور برقانی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ انہیں ایک رکعت کے ساتھ وتر بنا دیتے تھے۔ یہی آپ کی رات کی نماز تھی۔ اتنا طویل سجدہ فرماتے کہ جتنی دیر میں کوئی شخص پچاس آیات پڑھ لیتا ہو۔ پھر سر اقدس اٹھاتے۔ پھر دو ہلکی سی رکعتیں پڑھتے۔ پھر دائیں پہلو پر لیٹ جاتے حتیٰ کہ مؤذن آپ کے لیے نماز کے لیے حاضر ہو جاتے۔''

امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات بسر کی۔ وہ ان کی خالہ تھیں۔ انہوں نے فرمایا: ''میں تکیہ کے عرض پر لیٹ گیا۔ آپ اور آپ کے اہل خانہ تکیہ کے طول پر لیٹ گئے۔ آپ آرام فرما ہو گئے۔ جب نصف رات ہو گئی یا اس سے کچھ وقت قبل یا بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے۔ چہرۂ انور سے دستِ اقدس سے نیند ہٹانے لگے۔ پھر سورت آل عمران کے آخر سے دس آیات طیبات پڑھیں پھر لٹکے ہوئے مشکیزے کے پاس

گئے۔اس سے اچھی طرح وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "میں بھی اٹھا۔میں نے اسی طرح کیا جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تھا۔میں گیا اور آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔" دوسری روایت میں ہے: "میں آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔آپ نے اپنا دایاں دستِ اقدس میرے سر پر رکھا۔میرا دایاں کان پکڑا اور اسے مروڑنے لگے۔آپ نے دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں اور پھر دو رکعتیں پڑھیں۔پھر وتر پڑھے۔پھر لیٹ گئے۔پھر مؤذن آیا۔آپ اٹھے اور دو ہلکی سی رکعتیں ادا کیں۔پھر نماز صبح کے لیے تشریف لے گئے۔"

شیخین نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "آپ نے رمضان المبارک اور اس کے علاوہ کبھی گیارہ رکعتوں سے زائد نہ پڑھیں۔آپ چار رکعتیں پڑھتے۔ان کے حسن اور طول کے بارے نہ پوچھو۔پھر چار رکعتیں پڑھتے ان کے حسن اور طول کے بارے نہ پوچھو۔پھر تین رکعتیں پڑھتے۔میں نے عرض کی: "آپ وتر پڑھنے سے قبل ہی سو جاتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "عائشہ! میری آنکھیں سو جاتی ہیں۔میرا دل نہیں سوتا" امام بخاری نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی رات کی نماز کے بارے پوچھا۔انہوں نے فرمایا: "آپ سات رکعتیں یا نو رکعتیں یا گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔فجر کی دو رکعتیں اس کے علاوہ ہیں۔"

امام بخاری نے ان سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "آپ نے نماز عشاء پڑھی۔پھر آپ نے آٹھ رکعتیں پڑھیں۔پھر دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھیں۔دو رکعتیں دونوں نداؤں کے مابین پڑھیں۔آپ نے انہیں کبھی نہ چھوڑا تھا۔"

امام مسلم نے حضرت سعد بن ہشام بن عامر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا: "میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: "آپ ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وتروں کے بارے بتائیں۔" انہوں نے فرمایا: "ہم آپ کے لیے آپ کی مسواک اور پانی تیار رکھتے تھے۔رات کے وقت رب العزت جب چاہتا آپ کو بیدار کر دیتا تھا۔آپ مسواک کرتے۔وضو کرتے آپ نو رکعتیں پڑھتے۔صرف آٹھویں رکعت کے بعد آپ بیٹھتے تھے۔اس میں ذکر کرتے۔رب تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے اس سے دعا مانگتے۔پھر اٹھتے۔سلام نہ پھیرتے۔نویں رکعت ادا کرتے۔پھر بیٹھ جاتے۔رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے اس سے دعا مانگتے۔پھر سلام پھیرتے۔آپ یہ سلام ہمیں سناتے۔پھر بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھیں۔لخت جگر! یہ گیارہ رکعتیں ہو گئیں۔جب آپ کی عمر مبارک زیادہ ہو گئی۔۔۔الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکرہ کی طرف ہدیہ بھیجا۔میرے والد گرامی نے اسے کم سمجھا اور مجھے فرمایا: "اسے بارگاہ رسالت مآب میں لے جاؤ اور عرض کرو کہ ہم کام کرنے والے لوگ ہیں۔اگر آپ کے پاس اس سے زیادہ عمر والا جانور ہو تو آپ اسے بھیج دیں۔" آپ نے فرمایا: "چچازاد! اسے صدقہ کے اونٹوں میں لے جاؤ" میں اسے وہاں لے گیا پھر مسجد میں آپ کے پاس آگیا۔آپ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی آپ نے فرمایا: "کیا تمہارا ارادہ ہے کہ آج کی رات اپنی خالہ کے ہاں بسر کرلو۔تم نے رات کر دی ہے۔" میں نے وہ رات آپ کے ہاں بسر کی۔میں خالہ جان کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔انہوں نے مجھے رات کا

کھانا کھلایا انہوں نے میرے لیے چادر بچھائی۔ انہوں نے اسے بستر کے طور پر بچھایا۔ میں نے کہا: ''آج رات میں ضرور جانوں گا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو کیسے عبادت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میمونہ! انہوں نے عرض کی: لبیک یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے فرمایا: تمہارے پاس تمہارا بھانجا آیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں! وہ یہ ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر تمہارے پاس کھانا تھا تو اسے کھانا کیوں نہ دیا۔ انہوں نے عرض کی: میں نے اسے کھانا کھلا دیا ہے۔ آپ نے پوچھا: اس کے لیے بستر بھی بچھا دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں! آپ اپنے بستر پر تشریف لے گئے آپ اس پر نہ لیٹے۔ اس کے گرد لیٹ گئے۔ سر اقدس کو بستر پر رکھا۔ پھر کچھ دیر ٹھہر گئے۔ میں نے سنا آپ خراٹے لے رہے تھے۔'' میں نے کہا: آپ تو سو گئے ہیں۔ اب آپ نہ جاگیں گے نہ ہی آج رات قیام کریں گے۔ جب رات کا چوتھا حصہ یا ثلث گزر گیا تو آپ اپنی مسواک اور پانی کے برتن کے پاس آئے مسواک کی حتیٰ کہ میں نے آپ کی مسواک کے نیچے دانتوں کی آواز سنی۔ پھر آپ مشکیزہ کے پاس تشریف لے گئے۔ اس کا تسمہ کھولا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں اٹھوں اور آپ پر پانی انڈیلوں۔ مجھے خدشہ لگا کہ آپ اپنے کسی عمل کو ترک نہ کر دیں۔ جب وضو کر لیا تو نماز پڑھنے کی جگہ پر تشریف لے گئے۔ آپ نے چار رکعتیں پڑھیں۔ ہر رکعت میں پچاس آیات پڑھیں۔ ان میں رکوع اور سجود طویل کیے۔ پھر اپنے بستر پر تشریف لے آئے۔ کچھ دیر آرام کیا۔ آپ سو گئے۔ خراٹوں کی آواز آنے لگی۔ میں نے کہا: ''اب آپ قیام نہیں فرمائیں گے حتیٰ کہ صبح ہو جائے۔ جب رات کا نصف یا ثلث گزر گیا تو آپ اٹھے۔ اسی طرح کیا جیسے پہلی بار کیا تھا۔ پھر آپ نماز پڑھنے کی جگہ تشریف لے گئے۔ اسی طرح چار رکعتیں پڑھیں۔ پھر اپنے بستر پر تشریف لے آئے۔ اس پر لیٹ گئے اور خراٹے لینے لگے میں نے کہا: ''آپ پر نیند کا غلبہ ہو گیا ہے۔ اب آپ تا دم صبح قیام نہ کریں گے۔ جب رات کا چھٹا حصہ یا اس سے کم رات رہ گئی تو آپ نے مسواک کی۔ پھر وضو کیا۔ پھر سورۃ الفاتحہ پڑھی۔ پھر سورۃ الاعلیٰ تلاوت کی پھر رکوع کیا۔ سجدہ کیا پھر قیام کیا سورۃ الفاتحہ پڑھی اور سورۃ الاخلاص ساتھ ملائی۔ پھر دعائے قنوت پڑھی۔ پھر رکوع اور سجدہ کیا۔ فارغ ہو کر قعدہ کیا جب فجر طلوع ہو گئی تو مجھے آواز دی میں نے عرض کی: لبیک یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے فرمایا: اٹھو!! بخدا! میں تو سویا تھا ہی نہیں'' میں اٹھا میں نے وضو کیا آپ کے پیچھے نماز ادا کی۔ آپ نے سورۃ الفاتحہ پڑھی۔ اس کے ساتھ سورۃ الاخلاص ملائی۔ پھر رکوع اور سجود کیا۔ پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آپ نے سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الکافرون پڑھی۔۔۔

الطبرانی نے عبید بن اسحاق کی سند سے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے اپنی خالہ جان حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات بسر کی۔ آپ جلدی سے اٹھے۔ پانی لیا۔ وضو کیا۔ پھر یہ آیت طیبہ پڑھی: ان فی خلق السموات و الارض۔۔۔ پھر سورۃ البقرہ کا آغاز کیا۔ اسے حرف بحرف پڑھا حتیٰ کہ اسے ختم کر دیا۔ پھر رکوع کیا۔ رکوع میں سبحان ربی العظیم کہا پھر سجدہ کیا۔ سجدہ میں سبحان ربی الاعلی کہا۔ پھر سر اقدس اٹھایا دو سجدوں کے مابین یہ دعا مانگی: رب اغفرلی و ارحمنی و ارفعنی و ارزقنی و اھدنی پھر آپ اٹھے۔ دوسری رکعت میں سورۃ آل عمران

پڑھی۔ پھر رکوع اور سجود کیا۔ پھر اسی طرح کیا جیسے پہلے کیا تھا۔ پھر آپ لیٹ گئے۔ پھر جلدی سے اٹھے۔ پھر اسی طرح کیا جیسے پہلے کیا تھا۔ حرف بحرف قرأت کی۔ حتیٰ کہ آٹھ رکعتیں پڑھ لیں۔ آپ ہر دو رکعتوں کے مابین بیٹھ جاتے اور تین رکعتوں کے ساتھ وتر پڑھے پھر نماز فجر کی دو سنتیں پڑھیں۔''

◆ تیرہ رکعتیں

تیرہ رکعتوں کی روایات ان سے حضرت زید بن خالد الجہنی، حضرت ابن عباس، ابن عمر، ام المومنین عائشہ صدیقہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے نقل کی ہیں۔

◆ حضرت زید سے مروی روایت۔ امام مسلم اور ابوداؤد نے حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''میں نے کہا کہ میں آج شب آپ کی نماز کو ضرور غور سے دیکھوں گا۔ میں نے سامان کے تھیلے یا آپ کے خیمہ کے ساتھ ٹیک لگا لی۔ آپ نے دو ہلکی سی رکعتیں پڑھیں۔ پھر دو بہت طویل، طویل اور طویل رکعتیں ادا کیں پھر دو رکعتیں ادا کیں جو طوالت میں ان سے کم تھیں۔ پھر دو رکعتیں ادا کیں جو طوالت میں ان سے کم تھیں۔ پھر دو رکعتیں ادا کیں جو طوالت میں ان سے کم تھیں۔ پھر دو رکعتیں ادا کیں جو طوالت میں ان سے کم تھیں۔ پھر دو رکعتیں ادا کیں جو طوالت میں ان سے کم تھیں۔ پھر وتر پڑھے۔ تین تیرہ رکعتیں ہو گئیں۔

◆ حضرت جابر سے مروی روایت۔ امام احمد اور ابو یعلی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم حدیبیہ کے سال آپ کے ساتھ آرہے تھے۔ ہم نے السقیا کے مقام پر قیام کیا۔ حضرت معاذ نے فرمایا: ''ہمیں کون ہمارے مشکیزوں میں پانی پلائے گا؟'' حضرت جابر نے کہا: ''میں'' وہ فرماتے ہیں: ''میں انصار کے چند جوانوں کے ساتھ نکلا حتیٰ کہ ہم اثایہ کے چشمے تک پہنچے۔ ان کے مابین تقریباً تیرہ میل کا فاصلہ تھا۔ ہم نے اپنے مشکیزوں سے پانی پیا۔ عشاء کے بعد ایک شخص اپنا اونٹ حوض پر لے کر جا رہا تھا۔ اس نے اسے کہا: ''پانی پی لو'' وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ آپ نے اونٹ کو پانی پلایا۔ میں نے آپ کی اونٹنی کی لگام پکڑی۔ اسے بٹھایا۔ آپ نے نماز عشاء پڑھی۔ پھر اس کے بعد تیرہ رکعتیں پڑھیں۔''

◆ حضرت ابن عباس سے مروی روایت۔ ان سے حضرت کریب، سعید بن جبیر، علی بن عبداللہ بن عباس، عطاء، طاؤس، شعبی، طلحہ بن نافع، یحییٰ بن جزار، ابوحمزہ وغیرہم نے طویل اور مختصر روایات نقل کیں ہیں۔ ہر ایک روایت میں وہ اضافہ ہے جو دوسری میں نہیں۔ دارقطنی کے علاوہ دیگر ائمہ نے ابن خزیمہ، ابوعوانہ، محمد بن نصر مروزی، ابن ابی شیبہ، حارث بن اسامہ وغیرہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''مجھے میرے والد گرامی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب میں بھیجا۔ ان کا آپ سے ضروری کام تھا۔ میں نے دیکھا کہ

آپ مسجد میں جلوہ افروز تھے۔ میں آپ سے ہم کلام ہونے کی طاقت نہ پا سکا۔ نماز مغرب کے بعد آپ نے قیام کیا اور نماز پڑھی۔ حتیٰ کہ مؤذن نے نماز عشاء کے لیے اذان دے دی۔" دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عباس نے انہیں عشاء کے بعد بھیجا۔ آپ نے فرمایا: "نور نظر! ہمارے ہاں ہی رات بسر کر لو۔ میں نے اپنی خالہ حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات بسر کی۔ آپ نے نماز عشاء پڑھائی۔ پھر اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے آئے۔ چار رکعتیں ادا کیں" دوسری روایت میں ہے: "آپ رات کے وقت تشریف لائے اور فرمایا: "کیا بچے نے نماز ادا کر لی ہے" انہوں نے کہا: "ہاں!" میں نے کہا: "آج رات میں سوؤں گا نہیں۔ حتیٰ کہ میں دیکھ لوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کرتے ہیں؟ یا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کو ضرور دیکھوں گا۔ میں نے اپنی خالہ جان سے کہا: "جب آپ قیام فرمانے لگیں تو مجھے بیدار کر دینا۔ انہوں نے آپ کو تکیہ پیش کیا۔ آپ نے کچھ دیر کے لیے اپنے اہل خانہ کے ساتھ بات کی۔ پھر سو گئے۔ پھر مشکیزہ کے پاس تشریف لائے۔ اس کا تسمہ کھولا۔ اس سے پیالے میں پانی انڈیلا۔ پھر چہرۂ انور اور ہاتھوں کو دھویا۔ پھر آرام فرما ہو گئے۔ میں تکیے کے عرض کی جانب آپ اور اہل خانہ اس کے طول کی طرف لیٹے ہوئے تھے۔ آپ بستر میں اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ لیٹ گئے۔ اس وقت ان کے خصوصی ایام تھے۔ آپ سو گئے حتیٰ کہ آپ کے خراٹوں کی آواز آنے لگی۔ میں نے کہا: "آپ سو گئے ہیں اب آپ نہ جاگیں گے نہ ہی رات کا قیام فرمائیں گے۔ آپ بیدار ہوئے۔ جب آپ رات کے وقت بیدار ہوئے تو نگاہ مبارک اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر سورت آل عمران کی آخری آیات تلاوت فرمائیں حتیٰ کہ آپ نے پانچ آیات تلاوت کیں۔ پھر بستر پر آرام فرما ہو گئے۔ پھر اٹھے نظر مبارک اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا پھر وہی آیات تلاوت کیں۔ پھر بستر پر لیٹ گئے۔ کچھ دیر آرام فرما رہے۔ پھر جاگ اٹھے۔ لٹکے ہوئے مشکیزے کی طرف تشریف لے گئے۔۔۔ حتیٰ کہ نصف رات یا اس سے کم یا زیادہ رات بسر ہو گئی۔ (یا رات کا آخری ثلث گزر گیا) دوسری روایت میں ہے: "جب میں نے سمجھا کہ رات کا چوتھا یا تیسرا حصہ گزر گیا ہو گا تو آپ مسواک اور برتن کے پاس تشریف لائے۔ مسواک کی حتیٰ کہ میں نے مسواک کے نیچے آپ کے مبارک دندان کی آواز سنی۔" ایک روایت میں ہے: "آپ رات کے وقت اٹھے۔ قضائے حاجت فرمائی۔ چہرہ انور اور دستِ اقدس دھوئے۔ آپ نے دیکھا تو ابھی رات باقی تھی۔ پھر آپ آرام فرما ہو گئے۔ آپ اٹھے تکبیر و تسبیح کہی اور فرمایا: "خواہشات والا سو گیا" آپ بیٹھ گئے۔ دست اقدس سے چہرہ انور سے نیند دھونے لگے۔ پھر مسواک کی۔ پھر باہر تشریف لائے۔ آسمان کی طرف دیکھا اور کہا: سبحان الملك القدوس۔ آپ نے تین بار اسی طرح کہا۔ پھر قرأت کی۔ ایک روایت میں ہے: جب آخری ثلث گزر جاتا تو آپ بیٹھ جاتے اور آسمان کی طرف دیکھتے یہ آیت طیبہ پڑھتے:

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ۝۱۹۰

(آل عمران، آیت: ۱۹۰)

ترجمہ: بے شک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں (بڑی) نشانیاں ہیں اہل عقل کے لیے۔

پھر قضائے حاجت فرمائی۔ پھر اس مشکیزہ کی طرف تشریف لے گئے۔ جس میں پانی تھا۔ آپ نے اس مشکیزہ سے پانی لیا۔ تین بار کلی کی۔ تین بار ناک مبارک میں پانی ڈالا۔ تین بار چہرہ انور دھویا۔ تین بار کہنیاں دھوئیں سر اقدس اور کانوں کا مسح کیا۔ قدمین شریفین دھوئے۔ پھر مصلی پر تشریف لے گئے۔" دوسرے الفاظ میں ہے کہ آپ لٹکے ہوئے مشکیزے کے پاس تشریف لے گئے اور اس کا تسمہ کھولا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں اٹھوں اور آپ پر پانی انڈیلوں پھر مجھے یہ خدشہ دامن گیر ہوا کہ آپ اپنا کوئی عمل ترک نہ کر دیں" پھر آپ نے خفیف سا وضو کیا۔" دوسرے الفاظ میں ہے:"عمدہ وضو کیا" ایک روایت میں ہے:" آپ نے بہت عمدہ وضو کیا۔ نہ زیادہ اور نہ ہی کم پانی استعمال کیا۔ آپ نے پانی (اعضاء مبارکہ تک) پہنچایا۔ ایک روایت میں ہے:" آپ نے اچھی طرح وضو کیا۔ پانی کو تھوڑا مس کیا۔ مسواک کی۔ پھر چادر مبارک لی۔ اسے لپیٹا پھر کمرہ میں تشریف لے گئے۔ پھر آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ میں نے اس خدشہ کے پیش نظر انگڑائی لی کہ آپ دیکھ نہ لیں کہ میں آپ کو دیکھ رہا ہوں۔ میں نے بھی اسی طرح کیا جس طرح آپ نے کیا تھا۔ میں آپ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا آپ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا۔ میرا بایاں کان پکڑا۔ میں سمجھ گیا کہ آپ اس طرح اس لیے کر رہے ہیں تا کہ اس کے ساتھ رات میں میرے ساتھ انس پیدا کریں۔" دوسری روایت میں ہے:" آپ نے مجھے کان کی لو سے پکڑا اور اسے مروڑنے لگے۔ آپ نے مجھے پھیر کر اپنی دائیں طرف کھڑا کر دیا۔ دوسری روایت میں ہے:" آپ نے اپنے پیچھے سے مجھے بازو سے پکڑا اور مجھے گھما کر دائیں طرف کھڑا کر دیا آپ نے دو ہلکی سی رکعتیں پڑھیں۔ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ پڑھی پھر سلام پھیر دیا۔ پھر دو اور دو اور دو اور دو اور دو اور دو رکعتیں پڑھیں۔ آپ نے ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرا۔ آپ نے مسواک کی۔ میں نے اندازہ لگایا آپ نے ہر رکعت، سورۃ یاایھا المزمل کی مقدار قیام کیا۔ پھر آپ نے وتر پڑھے آپ کی نماز تیرہ رکعتیں بن گئیں۔"

ایک اور روایت میں ہے: آپ نے تیرہ رکعتیں نماز پڑھی۔ دوسری روایت میں ہے: گیارہ رکعتیں ادا کیں۔ آپ نے دیکھا کہ آپ پر دو رکعتیں ہیں۔ آپ نے انہیں پڑھا۔ جب دیکھا کہ فجر طلوع ہونے کے قریب ہے تو آپ اٹھے۔ سات رکعتیں پڑھیں۔ ساتویں رکعت کے ساتھ انہیں وتر بنا دیا۔" ایک روایت میں ہے:" آپ نے وتروں کے ساتھ گیارہ رکعتیں پڑھیں۔" ایک روایت میں ہے:" آپ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ ان میں قیام، رکوع اور سجدہ طویل کیا۔ پھر سجدہ پر تشریف لائے۔ سو گئے حتیٰ کہ خراٹوں کی آوازیں آنے لگیں۔ آپ نے تین بار اسی طرح کیا۔ اس طرح آپ نے چھ رکعتیں پڑھیں۔ آپ نے مسواک کی۔ وضو کیا۔ مندرجہ بالا آیات طیبات پڑھیں۔ پھر تین رکعتوں کے ساتھ انہیں وتر بنا دیا۔ پھر بستر پر لیٹ گئے۔ سو

گئے حتیٰ کہ خراٹوں کی آواز آنے لگی۔" ایک اور روایت میں ہے: "حتیٰ کہ آپ سو گئے۔ میں نے دیکھا آپ خراٹے لے رہے تھے۔ مؤذن آیا اور نماز صبح کے لیے عرض کی۔ آپ اٹھے۔ دو ہلکی سی رکعتیں پڑھیں۔ وضو نہ کیا۔ پھر نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ فرما رہے تھے۔" دوسری روایت میں ہے: "جب آپ نے نماز ادا کر لی تو میں نے آپ کو سنا آپ اپنی نماز یا دعا میں کہہ رہے تھے۔" ایک اور روایت میں ہے: "آپ اپنی نماز یا سجدہ میں عرض کرنے لگے"۔

امام شعبی کے الفاظ میں ہے: انہوں نے کہا: "میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے آپ کی نماز کے بارے پوچھا۔ انہوں نے کہا: "آپ تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ آٹھ رکعتیں نوافل اور تین رکعتیں وتر اور دو رکعتیں فجر کی نماز سے پہلے پڑھتے تھے۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ اس رات آپ نے انیس کلمات کے ساتھ دعا مانگی۔ سلمہ نے کہا: "مجھے کریب نے یہ کلمات بتائے۔ مگر مجھے صرف بارہ کلمات یاد رہے باقی بھول گئے۔ آپ نے یہ دعا مانگی: اللھم اجعل لی فی قلبی نورا و فی بصری نورا و فی سمعی نورا و فی لسانی نورا و فی عصبی نورا و فی لحمی نورا و فی بدنی نورا و فی شعری نورا و فی بشری نورا و فی نفسی نورا و عن یمینی نورا و عن یساری نورا و فوقی نورا و تحتی نورا و امامی نورا و خلفی نورا و اجعل لی نورا۔ ایک روایت میں ہے: واجعل لی یوم القیامۃ نورا۔ ایک روایت میں ہے: واجعل فی نفسی نورا و اعظم لی نورا۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے روایت۔ الطبرانی نے اوسط میں ابن لھیعہ کی سند سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نمازِ عشاء پڑھتے پھر گھر میں آنے سے قبل مسجد میں سات رکعتیں پڑھتے۔ چار رکعتوں میں دو کے بعد سلام پھیر دیتے۔ تین رکعتوں کے ساتھ وتر پڑھتے۔ پہلے دو وتروں میں تشہد بیٹھتے جیسے کہ آپ سلام پھیرنے کے لیے تشہد بیٹھتے تھے۔ آپ معوذات سورتوں کے ساتھ وتر پڑھتے تھے۔ کاشانہ اقدس میں تشریف لا کر دو رکعتیں پڑھتے۔ پھر سو جاتے جب نیند سے بیدار ہوتے تو یوں حمد سرا ہوتے: الحمد للہ الذی انا منی فی عافیۃ و ایقظنی فی عافیۃ۔ پھر سر اقدس کو آسمان کی طرف بلند فرماتے پھر یہ آیت طیبہ پڑھتے:

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰي رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾ (آل عمران، آیت: ۱۹۱ تا ۱۹۴)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا۔ پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں ادا کیں۔ ان میں قرأت، رکوع اور سجود لمبا کیا ان میں کثیر دعا

مانگی۔ حتیٰ کہ میں سوگئی پھر جاگی پھر آپ واپس آئے اور لیٹ گئے۔ ہلکی سی نیند کی۔ پھر واپس تشریف لائے اسی طرح گفتگو کی جیسے کہ پہلے کی تھی۔ پھر قیام فرمایا۔ دو رکعتیں پڑھیں جو پہلی دو رکعتوں سے طویل تھیں اس میں آہ و زاری اور استغفار میں شدت اختیار کی۔ حتیٰ کہ میں نے کہا کہ آپ واپس آئیں گے بھی؟ آج رات کے آخری حصے تک اسی طرح ہوا۔ پھر آپ واپس تشریف لائے تھوڑی سی نیند کی میں نے کہا: ''یہ نیند ہے یا کہ نہیں۔ حتیٰ کہ آپ کے پاس مؤذن آگیا۔ پھر آپ نے اسی طرح کہا جیسے کہ پہلے کہا تھا۔ پھر تشریف فرما ہو گئے۔ مسواک منگوائی، مسواک کی، وضو کیا دو ہلکی سی رکعتیں پڑھیں۔ پھر نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ کی یہ نماز تیرہ رکعتیں تھیں۔'' امام مسلم نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ رات کو تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ پانچ رکعتوں کے ساتھ آپ انہیں وتر بنا دیتے تھے۔ آپ صرف آخر میں بیٹھتے تھے۔

امام بخاری نے حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے ہی روایت کیا ہے کہ آپ رات کو تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ جن میں وتر شامل ہوتے تھے۔ جب آپ صبح کی اذان سماعت فرمالیتے تھے تو دو ہلکی سی رکعتیں پڑھتے تھے۔''

◆۸ سولہ رکعتیں

امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ رات کو فرض نماز کے علاوہ سولہ رکعتیں پڑھتے تھے۔

◆۹ سترہ رکعتیں

ابن ضحاک نے حضرت طاؤس سے مرسل روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ رات کے وقت سترہ رکعتیں پڑھتے تھے۔''

❁❁❁❁

ساتواں باب

رات کے قیام میں ایک ہی آیت طیبہ بار بار پڑھنا اور قیام رہ جانے پر اس کی قضاء

امام احمد، مسدد، ابن ماجہ، نسائی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ نے قیام فرمایا۔ حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ آپ اسی آیت طیبہ کو بار بار پڑھتے رہے:

اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ ۚ وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝۱۱۸

(المائدہ۔ آیت: ۱۱۸)

ترجمہ: اگر تو عذاب دے انہیں تو وہ بندے ہیں تیرے اور اگر تو بخش دے ان کو تو بلاشبہ تو ہی سب پر غالب ہے اور بڑا دانا ہے۔

آپ اسی کے ساتھ رکوع فرماتے اور اسی کے ساتھ سجدہ فرماتے۔ صبح کے وقت میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صبح تک اسی آیت طیبہ کی تلاوت کرتے رہے ہیں۔ اسی کے ساتھ آپ نے رکوع اور اسی کے ساتھ سجود کیا۔'' آپ نے فرمایا: ''میں نے اپنے رب تعالیٰ سے اپنی امت کے لیے شفاعت کا سوال کیا۔ اس نے وہ مجھے عطا فرمادی ہے۔ ان شاء اللہ! یہ ہر اس شخص کو ملے گی جو رب تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گا۔''

امام احمد، امام بزار نے ثقہ راویوں سے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ایک رات آپ نے صحابہ کرام کو نماز پڑھائی۔ پھر صحابہ کرام پیچھے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ جب آپ نے ان کا قیام اور پیچھے ہٹنا ملاحظہ فرمایا تو اپنے کجاوے کی طرف تشریف لے آئے۔ جب ملاحظہ فرمایا کہ وہ جگہ خالی کر چکے ہیں تو آپ اپنی جگہ پہ تشریف لائے۔ میں آیا اور آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے مجھے اپنے دائیں طرف کھڑا ہونے کے لیے اشارہ کیا۔ میں آپ کی دائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آئے۔ وہ آپ کے اور میرے پیچھے کھڑے ہو گئے آپ نے انہیں اپنے بائیں طرف اشارہ کیا۔ وہ بائیں طرف کھڑے ہو گئے۔ ہم تینوں نے قیام کیا۔ ہم میں سے ہر ایک علیحدہ علیحدہ قیام کر رہا تھا اور وہ اتنا قرآن مجید پڑھ رہا تھا جتنا رب تعالیٰ چاہتا تھا۔ آپ نے صرف ایک آیت طیبہ کے ساتھ قیام فرمایا آپ نماز صبح تک اسے ہی بار بار پڑھتے رہے۔ صبح کے بعد میں نے حضرت ابن مسعود کی طرف اشارہ کیا کہ وہ آپ سے سوال کریں کہ جو کچھ آپ نے کیا تھا اس سے آپ کا ارادہ کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: ''میں آپ سے کوئی سوال نہ کروں گا حتیٰ کہ آپ خود ہی مجھے بیان فرمادیں۔'' میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے والدین آپ پر فدا! آپ نے ایک آیت طیبہ کے ساتھ قیام فرمایا حالانکہ آپ کے

پاس پورا قرآن پاک تھا۔ اگر ہم میں سے کوئی اس طرح کرتا تو ہم اس سے غصے کا اظہار کرتے۔'' آپ نے فرمایا: ''میں نے اپنی امت کے لیے دعا کی۔ انہوں نے عرض کی: آپ کو کیا جواب دیا گیا؟ آپ نے فرمایا: مجھے ایسا جواب دیا گیا ہے کہ اگر اکثر لوگ اس سے آگاہ ہو جائیں تو وہ نماز کو چھوڑ دیں۔'' انہوں نے عرض کی: ''کیا میں لوگوں کو بشارت نہ دے دوں؟'' آپ نے فرمایا: ''ضرور! میں بشارت سنانے کے لیے اتنی دور تک تیزی سے گیا جتنی دور پتھر کو پھینکا جا سکتا ہو تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ نے لوگوں کی طرف اس طرح کا پیغام بھیجا تو وہ اسی پر اعتماد کر کے عبادت چھوڑ دیں گے۔'' آپ نے مجھے پکارا: ''واپس آجاؤ۔'' وہ واپس آگئے۔ وہ آیت طیبہ یہ تھی:

اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ ۚ وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۱۱۸﴾

(المائدہ، آیت: ۱۱۸)

ترجمہ: اگر تو عذاب دے انہیں تو وہ بندے ہیں تیرے اور اگر تو بخش دے ان کو تو بلاشبہ تو ہی سب پر غالب ہے اور بڑا دانا ہے۔

امام ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ نے رات بھر ایک آیت طیبہ کے ساتھ قیام فرمایا۔'' امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ تا صبح ایک ہی آیت طیبہ کو پڑھتے رہے۔''

امام احمد، امام ترمذی، نسائی اور ابن ضحاک نے حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ایک رات میں نے آپ کی اس نماز کو غور سے دیکھا جسے آپ نے پڑھا۔ طلوعِ فجر کے وقت آپ نے سلام پھیرا۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے۔ عرض کی: ''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج رات آپ نے وہ نماز پڑھی ہے کہ میں نے پہلے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے اس طرح نماز پڑھی ہو۔'' آپ نے فرمایا: ''ہاں! یہ رغبت اور خوف کی نماز تھی۔ میں نے اس میں اپنے رب تعالیٰ سے تین امور کا سوال کیا۔ اس نے مجھے دو عطا کر دیے اور ایک سے روک دیا۔ میں نے عرض کی کہ وہ ہمیں اس عذاب سے ہلاک نہ کرے جس سے اس نے سابقہ اقوام کو ہلاک کیا تھا اس نے میری التجاء کو قبول کر لیا۔ میں نے اس سے التجاء کی کہ ہم پر ہمارے علاوہ کوئی دشمن غالب نہ آئے اس نے یہ التجاء قبول کر لی۔ میں نے اپنے رب تعالیٰ سے التجاء کی کہ وہ ہمیں مختلف گروہوں میں تقسیم نہ کرے، مگر اس نے مجھے اس سے روک دیا۔''

ابن ضحاک نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری رات ایک آیت طیبہ کو پڑھتے ہوئے ہی گزار دی حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ آپ نے اس کے ساتھ قیام فرمایا۔ اسی کے ساتھ رکوع کیا اور اسی کے ساتھ ہی سجدہ کیا۔ لوگوں نے پوچھا: ''ابوذر! وہ کون سی آیت طیبہ ہے۔'' انہوں نے فرمایا: ''وہ یہ آیت طیبہ ہے:

اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ ۚ وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۱۱۸﴾ (المائدہ، آیت: ۱۱۸)

ترجمہ: اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بلاشبہ تو عزیز (اور) حکیم ہے۔

ابن ضحاک نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ رات کو قیام فرماتے تھے۔ آپ سورۃ البقرۃ، سورت آل عمران اور سورۃ النساء پڑھتے تھے۔ جب بھی بشارت کی آیت سے گزرتے تو رب تعالیٰ سے اس کی التجاء کرتے۔ اس میں رغبت کرتے۔ جب بھی خوف والی آیت پڑھتے تو رب تعالیٰ سے دعا مانگتے اور پناہ طلب کرتے۔"

ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ کسی قوم کی وجہ سے رات کا قیام نہ کر سکتے یا درد کی وجہ سے قیام نہ کر سکتے تو آپ دن کے وقت بارہ رکعتیں پڑھ لیتے۔"

امام مسلم نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ کوئی عمل کرتے تو اسے محکم فرماتے۔ جب آپ رات کے وقت سو جاتے یا آپ علیل ہوتے تو دن کے وقت بارہ رکعتیں پڑھ لیتے۔"

✿✿✿✿

آٹھواں باب

رمضان المبارک میں قیام کرنا پھر اسے ترک کر دینا

امام مسلم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"آپ رمضان المبارک میں اتنی کوشش فرماتے تھے کہ کسی اور مہینہ میں اتنی جدو جہد نہ فرماتے تھے۔آخری عشرہ میں اتنی کوشش فرماتے تھے کہ دیگر ایام میں اتنی کوشش نہ فرماتے تھے۔"

ائمہ خمسہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آتا تو شب بیداری فرماتے۔اہل خانہ کو جگاتے۔کوشش فرماتے اور رتہ بند مضبوطی سے باندھ لیتے۔"

ائمہ خمسہ نے ان سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"آپ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اتنی کوشش کرتے تھے کہ اتنی کوشش اور ایام میں نہ کرتے تھے"امام بخاری نے ان سے روایت کیا ہے کہ ان سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رمضان المبارک کے قیام کے بارے التجاء کی گئی تو انہوں نے فرمایا:"آپ رمضان المبارک یا اسی کے علاوہ کسی اور مہینے میں گیارہ رکعتوں سے زائد نہ پڑھتے تھے۔"

شیخین اور ابو داؤد نے ان سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"آپ نصف رات کے وقت باہر تشریف لائے مسجد میں نماز پڑھی۔یہ رمضان المبارک کی بات ہے۔صحابہ کرام نے آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھی۔وقتِ صبح لوگ اس کے بارے باتیں کرنے لگے۔دوسری رات بھی آپ نے اسی طرح نماز پڑھائی۔صحابہ کرام کثیر ہو گئے تیسری رات صحابہ کرام جمع ہوئے مگر آپ حجرہ مقدسہ سے باہر تشریف نہ لائے۔"شیخین کی روایت ہے:"آپ باہر تشریف لائے۔چوتھی رات مسجد نبوی صحابہ کرام سے بھر گئی۔مگر آپ ان کے پاس تشریف نہ لائے وقتِ صبح لوگوں نے اس کا تذکرہ کیا۔آپ نے فرمایا:"مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ تم پر رات کی نماز فرض نہ کر دی جائے۔"

امام بخاری نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجرہ بنایا (انہوں نے فرمایا:"میرا گمان ہے کہ وہ کھجور کے پتوں کا تھا) رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔کئی راتیں آپ نے اس میں نماز پڑھی۔صحابہ کرام میں سے بعض لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔جب آپ کو ان کے بارے علم ہوا تو آپ باہر تشریف نہ لائے۔پھر باہر آئے تو فرمایا:"تم نے جو کچھ کیا تھا میں نے اسے جان لیا تھا۔اے لوگو! اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھا کرو۔انسان کی افضل نماز وہ ہوتی ہے جسے وہ گھر میں پڑھتا ہے سوائے فرض نماز کے۔"

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں قیام کرتے تھے۔ میں آیا اور آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ اسی طرح ایک اور شخص آیا اور آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ حتیٰ کہ ہم ایک گروہ بن گئے۔ جب آپ نے محسوس کیا کہ ہم آپ کے پیچھے ہیں تو آپ نماز کو مختصر کرنے لگے۔ پھر کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے۔ ایسی نماز پڑھی جسے ہمارے پاس نہ پڑھا تھا۔ صبح کے وقت ہم نے آپ سے عرض کی: "کیا آپ رات کو ہمیں سمجھ گئے تھے؟" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہاں! اسی چیز نے مجھے اس عمل پر ابھارا تھا جو میں نے کیا تھا۔"

ابو یعلی اور ابن حبان نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "رمضان المبارک میں آپ نے ہمیں آٹھ رکعتیں پڑھائیں اور وتر بھی پڑھائے۔ آئندہ شب ہم مسجد نبوی میں جمع ہوئے۔ ہم نے امید کی کہ آپ ہمارے پاس تشریف لے آئیں گے۔ ہم صبح تک وہیں رہے ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم مسجد میں جمع ہیں۔ ہم امید کرتے تھے کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں گے" آپ نے فرمایا: "مجھے خطرہ دامن گیر ہوا کہ یہ نماز تم پر فرض کر دی جائے گی۔"

البزار اور ابو یعلی نے صحیح کے راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ اپنے حجرہ میں نماز ادا کر رہے تھے۔ صحابہ کرام آئے اور آپ کے پیچھے نماز پڑھنے لگے۔ آپ کاشانہ اقدس میں داخل ہوئے۔ پھر باہر تشریف لائے۔ پھر کئی بار واپس آئے۔ اسی دوران آپ نماز پڑھتے رہے۔ وقت صبح صحابہ کرام نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کے ہمراہ نماز پڑھی ہم پسند کرتے تھے کہ آپ نماز کو طویل کریں۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہارے بارے جانتا تھا۔ میں نے جان بوجھ کر اس طرح کیا ہے۔"

امام احمد نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں چاہتا ہوں کہ آپ کے ہمراہ رات بسر کروں اور اس طرح نماز پڑھوں جس طرح آپ نماز پڑھتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "تم میری طرح کی نماز پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے۔ آپ غسل فرمانے لگے۔ میں نے کپڑے کے ساتھ آپ کو پردہ کیا۔ میں آپ کو کمر کیے ہوئے تھا۔ پھر اسی طرح کیا۔ پھر آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ میں نے بھی آپ کے ساتھ قیام کیا۔ حتیٰ کہ آپ کی طویل نماز کی وجہ سے میں سر دیواروں پر مارنے لگا۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نماز کے لیے آگئے۔ آپ نے پوچھا: "کیا تم نے اس طرح کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: "ہاں! آپ نے فرمایا: "بلال! تم نے اس وقت اذان دی ہے جبکہ صبح آسمان پر اجنبی تھی۔ یہ صبح (صادق) نہیں ہے۔ صبح صادق اس طرح عرضاً ہوتی ہے۔" پھر آپ نے سحری کا کھانا منگوایا اور تناول فرمایا۔"

امام مالک، امام احمد، شیخین، ابو داؤد اور امام نسائی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ امام احمد، شیخین، ابو داؤد اور نسائی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک میں مسجد

میں چمڑے یا چٹائی سے آڑ بنا لیتے۔ آپ اس میں نماز پڑھتے تھے۔"

تنبیہ

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور الطبرانی نے ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان سے، وہ حکم سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھتے تھے۔" اس ابراہیم کو امام احمد نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اسی طرح ابن معین، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی وغیرہم نے اسے ضعیف کہا ہے۔ شعبہ نے اس کی تکذیب کی ہے۔۔۔ ابن معین نے اسے غیر ثقہ کہا ہے۔ اس روایت کو انہوں نے ان کی منکرات میں شمار کیا ہے الاذرعی نے التوسط میں لکھا ہے کہ وہ روایت منکر ہے جس میں ہے کہ آپ رمضان المبارک کی ان دو راتوں کو بیس رکعتیں پڑھی تھیں جب آپ باہر تشریف لائے تھے۔"

الزرکشی نے" خادم" میں لکھا ہے کہ یہ دعویٰ صحیح نہیں کہ آپ نے اس رات کو صحابہ کرام کو بیس رکعتیں پڑھائی تھیں۔ بلکہ صحیح میں اس کے علاوہ اور تعداد بیان کی گئی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے انہیں آٹھ رکعتیں اور وتر پڑھائے تھے پھر آئندہ شب انہوں نے آپ کا انتظار کیا۔ مگر آپ ان کے پاس تشریف نہ لائے۔" اس روایت کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں لکھا ہے۔"

❁❁❁❁

نماز چاشت اور صلوۃ الزوال کے بارے

پہلا باب

قرآن پاک سے استدلال اور اس کی فضیلت

اس کی فضیلت میں راویوں کا اختلاف ہے کہ کیا آپ نے یہ نماز پڑھی یا نہیں۔ بعض نے اسے ثابت کیا ہے اور بعض نے اس کی نفی کی ہے۔ بعض علماء نے مثبت کی روایت کو نفی کرنے والے کی روایت پر ترجیح دی ہے۔ کیونکہ معروف قاعدہ یہی ہے کیونکہ یہ زیادہ علم کو شامل ہے۔ لہٰذا نفی کرنے والوں پر مقدم ہوگی۔ انہوں نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ کثیر لوگوں کے پاس اس کے بارے علم نہ ہو اور قلیل لوگوں کو ہو۔" بعض علماء نے نفی کرنے والے کی روایت کو کسی قرینہ کی وجہ سے راجح کہا ہے۔ انہوں نے ثابت کرنے والے کی روایت پر توجہ نہیں دی یا تو اس کے ضعف کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ اسے نماز چاشت کے علاوہ کسی اور نماز پر محمول کیا جا سکتا ہو۔"

امام احمد اور امام مسلم اور ابن ماجہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نماز چاشت کی چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ جو چاہتے اضافہ کر لیتے۔"

سعید بن منصور نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے نماز چاشت کی قرآن پاک میں جستجو کی۔ میں نے یہ اس آیت طیبہ میں پائی:

يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ (ص، آیت: ۱۸)

ترجمہ: وہ ان کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے عشاء اور اشراق کے وقت۔

الطبرانی نے حجاج بن نصیر کی سند سے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو پڑھ رہا تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ اس کا مفہوم کیا ہے۔ حتیٰ کہ مجھے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے یہ روایت بیان کی: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ پیالے میں وضو کے لیے پانی منگوایا۔ گویا کہ میں اب بھی اس میں آٹے کے نشانات دیکھ رہی

ہوں۔آپ نے وضو کیا۔پھر نماز چاشت پڑھی۔پھر فرمایا: ام ہانی! یہ صلوٰۃ الاشراق ہے۔"

احمد بن منیع نے ان سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "ایک زمانہ ایسا بھی تھا کہ ہم اس آیت کا مفہوم نہ سمجھتے تھے۔ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ (ص، آیت: ۱۸) حتیٰ کہ ہم نے لوگوں کو نماز چاشت پڑھتے ہوئے دیکھ لیا۔"

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور امام بیہقی نے الشعب میں ان سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "نماز چاشت کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے۔جس سے کوئی غواص ہی آگاہ ہو سکتا ہے۔اس کا تذکرہ رب تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے:

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾

(النور، آیت: ۳۶)

ترجمہ: ان گھروں میں (جن کے متعلق حکم دیا ہے۔اللہ نے کہ بلند کیے جائیں اور لیا جائے۔ان میں اللہ تعالیٰ کا نام اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں ان گھروں میں صبح و شام۔

علامہ اصبہانی نے الترغیب میں عون العقیلی سے روایت کیا ہے کہ رب تعالیٰ کے اس فرمان فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ (بنی اسرائیل، آیت: ۲۵) (بے شک اللہ تعالیٰ بکثرت توبہ کرنے والوں کے لیے بہت بخشنے والا ہے) سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز چاشت پڑھتے ہیں۔

❁❁❁❁

دوسرا باب

آپ کی نمازِ چاشت

اس میں دو انواع ہیں۔

۱ وہ روایت جن میں تذکرہ ہے کہ آپ نماز چاشت پڑھتے تھے

امام احمد، امام مسلم، ابن ماجہ اور حارث بن ابی اسامۃ نے حضرت قتادہ سے اور حضرت معاذہ سے اور انہوں نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز چاشت چار رکعتیں پڑھتے تھے اور جو چاہتے اضافہ فرما لیتے تھے۔"

ابونعیم نے حنظلہ الثقفی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سورج بلند ہوتا اور ہر ایک چلا جاتا۔ لوگ مسجد سے چلے جاتے تو دو رکعتیں پڑھتے۔"

امام احمد نے ثقہ راویوں سے، الطیالسی اور نسائی نے الکبریٰ میں ثقہ راویوں سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز چاشت پڑھتے تھے۔" یہ روایت ابو یعلی نے بھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے مگر اس میں ہے کہ آپ چاشت میں سے نماز ادا کرتے تھے۔"

امام نسائی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سورج بلند ہو جاتا تو دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ دوپہر سے قبل آپ چار رکعتیں ادا کرتے تھے۔ آپ ان کے آخر میں سلام پھیرتے تھے۔" مسدد نے حضرت رمیثہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا انہوں نے نماز چاشت آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ ان کی روایت میں ہے: "حضرت ام المؤمنین نماز چاشت پڑھتی تھیں اور اسے طویل کرتی تھیں۔"

ابن حبان نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ میرے حجرہ مقدسہ میں جلوہ افروز ہوئے اور نماز چاشت آٹھ رکعتیں ادا کیں۔"

مسدد اور نسائی نے الیوم و اللیلۃ میں زاذان ابو عمر سے اور انہوں نے ایک انصاری صحابی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کو دیکھا۔ آپ نماز چاشت ادا کر رہے تھے جب آپ فارغ ہوئے تو آپ نے یہ دعا مانگی: اللھم اغفرلی و تب علیّ انك انت التواب الغفور۔ آپ نے اسے ایک (سو) یا ایک سو سے زائد کہا۔"

ابن ابی شیبہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ حرۃ بنی معاویہ میں نماز چاشت آٹھ رکعتیں پڑھتے تھے۔ احمد بن منیع نے حضرات امامین حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز چاشت پڑھتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''جس نے یہ نماز پڑھی۔ اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔'' میرا گمان ہے کہ آپ نے فرمایا: ''دن کی گھڑیوں میں اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ان کے گھر چاشت کے نوافل ادا کیے۔ الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ کو نمازِ چاشت پڑھتے ہوئے دیکھا۔

امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے سفر میں نماز چاشت آٹھ رکعتیں ادا کیں۔ البزار نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ نے فتح مکہ کے روز آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ ان میں قرأت اور رکوع طویل کیے۔''

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ کو مکہ مکرمہ میں نماز چاشت چھ رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھا۔

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو آپ نے پانی منگوایا۔ حضرات ام ہانی، ام انس اور ام سلیم نے کمبل سے آپ کو پردہ کیا۔ آپ حضرت ام ہانی کے گھر تشریف لے گئے اور نماز چاشت چار رکعتیں ادا کی۔

الطبرانی نے ان سے حسن سند سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ کے فتح کے دن ان کے ہاں تشریف لے گئے اور نماز چاشت کی چھ رکعتیں ادا کیں۔

بزار نے یوسف بن خالد السمتی کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر وغیرہ میں نمازِ چاشت ترک نہ کرتے تھے۔ الطبرانی نے حضرت سعید بن مسلمہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم نے آپ کو دیکھا۔ آپ نے نماز چاشت کی چھ رکعتیں ادا کیں۔ اس کے بعد آپ نے انہیں ترک نہ کیا۔''

امام مالک، شیخین نے حضرت عقیل کے غلام ابو مرہ سے اور دوسری روایت میں حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے غلام سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام ہانی نے انہیں بتایا کہ آپ نے فتح مکہ کے روز ایک کپڑے میں آٹھ رکعتیں ادا کیں۔

حارث بن ابی امامہ نے اللیث بن سعد کی سند سے حضرت ابو مرہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے اپنا کپڑا لیا۔ اسے لپیٹا پھر نماز چاشت کی آٹھ رکعتیں ادا کیں۔

ابو الحسن الضحاک نے حضرت ابن عباس کے غلام حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فتح مکہ کے

روز آٹھ رکعتیں نماز چاشت ادا کی۔ آپ نے ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرا۔"

امام مسلم، ابوبکر البرقانی نے ابن ابی لیلی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہمیں حضرت ام ہانی کے علاوہ کسی اور نے نہیں بتایا کہ آپ نے نماز چاشت ادا کی ہو۔ انہوں نے روایت کیا ہے کہ مکہ مکرمہ کی فتح کے روز آپ نے ان کے گھر میں غسل کیا۔ آپ نے ہلکی سی آٹھ رکعتیں ادا کیں۔ انہوں نے کہا: "میں نے آپ کو اس کی مثل نماز ادا کرتے ہوئے نہ دیکھا تھا آپ صرف رکوع اور سجود مکمل کر رہے تھے۔"

امام مسلم اور ابن ضحاک نے حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے اشتیاق تھا کہ میں کسی ایسے شخص سے سوال کروں جو مجھے آپ کی نمازِ چاشت کے بارے بتائے۔" مجھے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی اور نے یہ نہ بتایا۔ انہوں نے مجھے بتایا "جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو آپ سورج کے بلند ہو جانے کے بعد تشریف لائے۔ آپ کے پاس کپڑا لایا گیا۔ آپ پر پردہ کیا گیا۔ آپ نے غسل کیا۔ پھر اٹھے اور آٹھ رکعتیں ادا کیں مجھے علم نہیں کہ ان کا قیام طویل تھا۔ یا رکوع یا سجود۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے قریب تھا۔"

ابن ضحاک نے لکھا ہے: "یہ روایت غریب ہے۔" اس وجہ سے یہ حضرت رمیثہ کی سند سے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات بسر کی۔ صبح کے وقت انہوں نے غسل کیا۔ کمرہ میں داخل ہوئیں۔ مجھے باہر رکھ کر دروازہ بند کر دیا۔ میں نے عرض کی: "ام المومنین! میں اس ساعت کے لیے آپ کے ہاں ٹھہری تھی۔" انہوں نے کہا: "اندر داخل ہو جاؤ۔" وہ اٹھیں اور آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ میں نہیں جانتی کہ ان کا قیام طویل تھا یا رکوع یا سجود۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو فرمایا: "رمیثہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ یہ رکعتیں ادا کر رہے تھے اگر میرے والدین بھی مجھے واسطہ دیں کہ میں انہیں چھوڑ دوں تو میں انہیں نہ چھوڑوں گی۔"

۲ وہ روایات جن میں تذکرہ ہے کہ آپ نے یہ نماز نہ پڑھی تھی

امام احمد، ابو یعلی حضرت عبداللہ بن رواحہ کی سند سے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کبھی بھی آپ کو نماز چاشت پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ مگر جبکہ آپ سفر پر روانہ ہوتے یا سفر سے واپس تشریف لاتے۔"

امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے صرف ایک بار آپ کو نماز چاشت پڑھتے ہوئے دیکھا تھا، الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابو امامۃ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جس نے سب سے پہلے نماز چاشت پڑھی وہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے ان کی کنیت ابو زوائد تھی۔"

البزار نے ثقہ راویوں سے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے (ان میں سے بعض راویوں میں ایسا کلام ہے جو انہیں نقصان نہیں دیتا) انہوں نے فرمایا: "آپ نے فتح مکہ کے روز ہی نماز چاشت پڑھی تھی۔"

تیسرا باب

ان روایات کا جواب جن میں ہے کہ آپ نے نماز چاشت نہ پڑھی تھی

ابن عبد البر نے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے اس فرمان کے بارے میں لکھا: ''میں نے کبھی بھی آپ کو نماز ِچاشت پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا'' ہر صحابی سے کچھ ایسی روایات رہ گئی ہیں جو اس کے علاوہ دوسرے نے روایت کیں ہیں۔ احاطہ ممتنع ہے۔ یہ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ آپ نے نماز ِچاشت ادا کی تھی۔ امام بخاری نے اثبات کی روایات کو حضر پر اور نفی کی احادیث کو سفر پر محمول کیا ہے۔ حضرت ابن عمر سے یہ روایت بھی اسی کی تائید کرتی ہے کہ وہ سفر میں نفل نہ پڑھتے تھے اور وہ فرماتے ''اگر میں سفر میں نفل پڑھتا تو انہیں مکمل کرتا'' ایک احتمال یہ ہے کہ اس کو نماز چاشت کی نفی پر محمول کیا جائے جیسے کہ آپ کی سفر میں معروف عادت تھی۔'' الہدی میں ہے ''ان احادیث میں لوگوں کا مسلک پر اختلاف ہے۔ بعض مثبت کی روایت کو منفی کی روایت پر ترجیح دیتے ہیں۔ کیونکہ مثبت علم کی زیادتی کو متضمن ہے جو نافی پر مخفی رہی۔ انہوں نے کہا: ''ممکن ہے کہ یہ علم کثیر لوگوں کے پاس نہ آیا ہو اور قلیل لوگوں کے پاس ہو'' انہوں نے کہا: ''حضرت ام المومنین عائشہ، انس، جابر، ام ہانی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آپ نے یہ نماز پڑھی تھی۔ یہ صحیح احادیث اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ اس کی وصیت کی جائے۔ اس پر مداومت اختیار کی جائے۔ اسے پڑھنے والے کی تعریف اور ستائش کی جائے۔''

حاکم نے لکھا ہے: ''اس باب میں حضرت ابوسعید خدری، ابوذر غفاری، زید بن ارقم، ابوہریرۃ، بریدہ اسلمی، ابودرداء، عبداللہ بن ابی اوفی، عتبان بن مالک، انس، عتبہ بن عبد السلمی، نعیم بن حمار، ابوامامہ، باہلی، عفت مآب خواتین میں سے حضرات عائشہ صدیقہ، ام ہانی، ام سلمہ رضی اللہ عنہم اجمعین سب نے یہ دیکھا کہ آپ نے نماز چاشت ادا کی۔

الطبرانی نے حضرات علی المرتضیٰ، انس، عائشہ اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز چاشت کی چھ رکعتیں پڑھتے تھے۔

دوسرا گروہ وہ ہے جو ترک کی احادیث کی طرف گیا ہے۔ انہوں نے ان کی صحت کی جہت کی طرف سے انہیں ترجیح دی ہے۔ انہوں نے صحابہ کرام کے اس کے موجب پر عمل کرنے کی وجہ سے اسے ترجیح دی ہے۔ تیسرے گروہ کا موقف یہ ہے کہ کبھی کبھی اس نماز کو پڑھنا مستحب ہے۔ اسے بعض ایام کو چھوڑ کر بعض ایام میں پڑھا جائے۔ ایک گروہ کا موقف یہ ہے کہ آپ نے اسے کسی سبب کی وجہ سے پڑھا۔ آپ نے فتح مکہ کے روز اسے پڑھا تھا۔''

چوتھا باب

نماز چاشت کے بارے بعض فوائد

الباجی نے کہا ہے: ''نماز چاشت ایسی نماز نہیں جس کی مخصوص رکعتیں ہوں۔ جن میں کمی وبیشی نہ ہوسکتی ہو۔ بلکہ یہ ان مرغوب امور میں سے ہے۔ جن میں سے انسان اتنا کرلیتا ہے جو اس کے لیے ممکن ہو۔''

الشیخ نے لکھا ہے: ''انہوں نے جو کچھ انہوں نے لکھا ہے۔ وہ صحیح ہے کیونکہ روایات میں ایسی کوئی چیز نہیں جو اس کی مخصوص رکعتوں پر دلالت کرتی ہو۔ سعید بن منصور نے اپنی سنن میں حضرت الاسود سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ان سے روایت کیا کہ میں نماز چاشت کی کتنی رکعتیں پڑھوں۔'' انہوں فرمایا: ''جتنی رکعتوں چاہو پڑھ لو۔''

انہوں نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے کہ ان سے روایت کیا گیا کہ کیا صحابہ کرام نماز چاشت پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا: ''ہاں! ان میں سے بعض دو رکعتیں، بعض چار رکعتیں اور بعض دو پہر تک پڑھتے رہتے تھے۔''

امام احمد نے الزھد میں حضرت حسن سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ عبادت کے سب سے زیادہ متمنی تھے۔ وہ نماز چاشت عام پڑھتے تھے۔''

ابونعیم نے الحلیۃ میں حضرت عبداللہ بن غالب سے روایت کیا ہے کہ وہ نماز چاشت کی ایک سو رکعتیں پڑھتے تھے۔

الحافظ زین الدین العراقی نے شرح الترمذی میں لکھا ہے کہ کسی صحابی سے کوئی روایت منقول نہیں کہ انہوں نے اس نماز کو بارہ رکعتوں میں محدود کیا۔ نہ ہی کسی امام مثلاً امام احمد اور امام شافعی سے یہ منقول ہے اس کا تذکرہ صرف الرویانی نے کیا ہے امام رافعی پھر امام نووی نے ان کی اتباع کی ہے۔''

✿✿✿✿

پانچواں باب

زوال سے کچھ دیر قبل کی نماز

امام احمد نے مطول، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے مختصر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ زوالِ آفتاب سے قبل چار رکعتیں پڑھتے تھے میں نے عرض کی ''یارسول اللہ! ﷺ یہ کیسی رکعتیں ہیں جنہیں آپ ہمیشہ پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''زوال کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں وہ بند نہیں ہوتے حتیٰ کہ نماز ظہر پڑھ لی جائے مجھے پسند ہے کہ اس وقت میرے لیے بھلائی اوپر چڑھے۔'' میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ! ﷺ کیا آپ ان تمام رکعتوں میں قرأت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! میں نے عرض کی: ''کیا ان میں سلام پھیرنا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں''

امام احمد، امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ظہر سے پہلے اور زوال کے بعد چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ آپ فرماتے تھے: ''زوال آفتاب کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ میں پسند کرتا ہوں کہ میں اس وقت عمل صالح پیش کروں۔'' دوسری روایت میں ہے: ''اس میں میرے لیے عمل صالح بلند ہو۔''

امام احمد اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ نماز ظہر سے قبل چار رکعتیں پڑھتے تھے اس میں آپ طویل قیام فرماتے تھے عمدہ رکوع اور سجود فرماتے تھے۔''

امام نسائی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ جب سورج بلند ہو جاتا تو دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ دوپہر سے قبل آپ چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ آپ ان کے آخر میں سلام پھیرتے تھے۔''

امام احمد نے جید سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں جب بھی دوپہر کے وقت (زوال سے قبل) آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو نماز پڑھتے ہی پایا۔''

الطبرانی نے ضعیف کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب سورج بلند ہوتا تو حضور اکرم ﷺ مدینہ طیبہ کے باغ کی طرف تشریف لے جاتے۔ اس میں آپ کے لیے پانی رکھ دیا جاتا تھا اگر آپ نے قضائے حاجت کرنی ہوتی تو کر لیتے۔ ورنہ وضو فرما لیتے۔ جب سورج آسمان سے تسمے کی مانند زوال سے ڈھل جاتا تو آپ چار رکعتیں پڑھتے ان کے مابین تشہد نہ بیٹھتے تھے۔ آخر میں سلام پھیرتے تھے پھر مسجد میں تشریف لے آتے۔۔۔

بزار نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ پسند فرماتے تھے کہ دوپہر کے بعد نماز پڑھیں۔ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی "یارسول اللہ! میں دیکھتی ہوں کہ آپ کو اس وقت کی نماز بہت پسند ہے۔" آپ نے فرمایا: "آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ مخلوق کو نظر رحمت کے ساتھ دیکھتا ہے۔"

ابن عساکر، ابوداؤد نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔جب سورج ڈھل جاتا۔اگر آپ کوئی دنیاوی عمل سرانجام دے رہے ہوتے تو اسے ترک کر دیتے۔اگر آپ سوئے ہوتے تو آپ کو بیدار کر دیا جاتا۔آپ اٹھتے۔وضو یا غسل کرتے۔پھر آپ بڑے سکون اور اطمینان کے ساتھ نماز پڑھتے۔جب آپ نے جانے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کی: "میں دیکھتا ہوں کہ جب سورج ڈھل جاتا ہے اگر آپ کسی دنیاوی عمل میں مصروف ہوں تو آپ اسے ترک کر دیتے ہیں۔اگر آپ سوئے ہوں تو آپ کو بیدار کر دیا جاتا ہے۔آپ غسل یا وضو کرتے ہیں۔پھر بڑے اطمینان کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "اس ساعت میں آسمانوں اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔انہیں بند نہیں کیا جاتا حتیٰ کہ یہ نماز پڑھ لی جائے۔میں چاہتا ہوں کہ اس وقت میرے لیے بھلائی ہی اوپر بلند ہو" دوسری روایت میں ہے "میں چاہتا ہوں کہ عابدین کے عمل کی ابتداء میں میرا عمل اوپر بلند ہو۔"

❀❀❀❀

عیدین کے بارے آپ کی سنن مطہرہ

پہلا باب

نمازِ عید سے قبل کے آداب

اس میں کئی انواع ہیں۔

۱ عید کے روز غسل کرنا

ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ''آپ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روز غسل کرتے تھے۔''

عبداللہ بن امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت الفاکہ بن سعد الانصاری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روز غسل کرتے تھے۔'' البزار نے محمد بن عبید اللہ ابن ابی رافع سے وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین کے روز غسل کرتے تھے۔

۲ زیب وزینت

مسدد، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں، الحاکم اور امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کے روز اپنی سرخ چادر زیب تن فرماتے تھے۔''

قاسم بن اصبغ نے ان سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ عیدین کے روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامہ شریف باندھتے تھے اور اپنی سرخ چادر مبارک زیب تن فرماتے تھے۔''

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ عید کے روز سرخ چادر زیب بدن فرماتے تھے۔'' ابن سعد نے حضرت ابو جعفر محمد بن علی رضوان اللہ علیہ وعلی آبائہ سے روایت کیا ہے کہ حضور شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین کے روز سرخ چادر اور عمامہ شریف باندھتے تھے۔''

امام شافعی اور ابن سعد نے ان سے وہ اپنے والد گرامی اور وہ اپنے پدر بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ہر عید کے دن سرخ چادر زیب بدن فرماتے تھے اور ہر عید پر عمامہ باندھتے تھے۔"

ابوسعد نیشاپوری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ عیدین کے موقع پر سرخ چادر زیبِ بدن فرماتے تھے۔"

ابن ضحاک نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ کی وہ روایت مبارک جس میں آپ عیدین کے موقع پر باہر تشریف لاتے تھے۔ وہ حضرمی کپڑا تھا۔ جس کا طول چار ذراع اور عرض دو ذراع اور ایک شبر تھا۔"

۳ عید الفطر کے لیے جانے کے قبل کچھ کھالینا اور عید الاضحیٰ کے لیے جاتے وقت کچھ تناول نہ فرمانا

امام احمد، امام بخاری، الاسماعیلی، الحاکم، دارقطنی، بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ عید الفطر کے لیے تشریف نہ لاتے تھے حتیٰ کہ آپ کچھ کھجوریں تناول فرمالیتے۔" اسماعیلی، حاکم اور بیہقی نے لکھا ہے کہ حتیٰ کہ آپ تین یا پانچ یا سات یا اس سے کم یا زائد طاق کھجوریں تناول فرمالیتے۔

ترمذی، حاکم اور بیہقی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عید الفطر کے روز آپ باہر تشریف نہ لاتے حتیٰ کہ آپ کچھ کھالیتے اور عید الاضحیٰ کے روز آپ کچھ نہ کھاتے حتیٰ کہ عید پڑھا کر واپس تشریف لے آتے۔ جب آپ واپس آتے تو اپنی قربانی کا کلیجہ تناول فرماتے تھے۔"

ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ عید الفطر کے لیے تشریف نہ لاتے تھے حتیٰ کہ اپنے صحابہ کرام کو صدقۃ الفطر سے کچھ کھلا لیتے۔"

الطبرانی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ عید الفطر کے لیے جانے سے قبل کچھ تناول فرمالیتے تھے اور لوگوں کو اس کا حکم دیتے تھے۔"

امام احمد اور الطبرانی نے حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ عید الفطر کے لیے تشریف نہ لے جاتے تھے حتیٰ کہ کچھ تناول فرمالیتے جبکہ عید الاضحیٰ کے روز آپ کچھ تناول نہ فرماتے تھے حتیٰ کہ عید پڑھا کر واپس تشریف لے آتے۔ آپ اپنی قربانی کا گوشت تناول فرماتے تھے۔"

۴ عید گاہ کی طرف پیدل جانا

الطبرانی نے حضرت ابورافع سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ عید گاہ کی طرف پیدل تشریف لے جاتے تھے۔ آپ اذان اور اقامت کے بغیر ہی نماز عید پڑھاتے تھے۔"

ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدل ہی عیدگاہ کی طرف جاتے اور پیدل ہی واپس تشریف لاتے تھے" ابن اسحاق اور الطبرانی نے تخریج کی: عبدالرحمان بن حاطب سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ عیدگاہ کی طرف پیدل تشریف لے جاتے تھے" ابن ماجہ نے حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ پیدل ہی عیدگاہ کی طرف جاتے اور پیدل ہی واپس آجاتے تھے۔"

۵ عید الفطر کی رات کو تکبیر کہنا، حتیٰ کہ آپ عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے

دار قطنی اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "عید الفطر کے روز آپ کاشانہ اقدس سے نکلتے وقت تکبیریں کہنا شروع کرتے حتیٰ کہ عیدگاہ آجاتی۔"

الطبرانی نے شرقی بن قطامی کی سند سے حضرت شریح بن ابرہہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کو دیکھا یوم النحر کو ایام تشریق میں نماز ظہر سے تکبیریں کہنا شروع کیں حتیٰ کہ آپ منیٰ سے تشریف لے گئے۔ آپ ہر نماز کے بعد تکبیر کہتے تھے۔" شاذکونی نے لکھا ہے "اہل مدینہ اسی طرح تکبیریں کہتے ہیں۔"

۶ اپنے اہل بیت کے ساتھ عیدگاہ کی طرف تشریف لے جانا، ذکر کرتے وقت آواز بلند کرنا حتیٰ کہ عیدگاہ آجائے

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ حضرت فضل بن عباس، عبداللہ بن عباس علی المرتضیٰ، جعفر طیار، حسن، حسین، اسامہ بن زید، زید بن حارثہ اور ایمن بن ام ایمن رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے تھے آپ باآواز بلند لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہہ رہے ہوتے تھے حتیٰ کہ عیدگاہ آجاتی۔"

ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کے روز اپنی نوران نظر اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو ساتھ لے جاتے تھے۔"

امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین کے لیے تشریف لے جاتے تو اپنے ساتھ اپنے اہل خانہ کو لے جاتے تھے۔"

۷ عیدگاہ کی طرف جاتے ہوئے آپ کے سامنے نیزہ اٹھایا جاتا اور اس کی طرف روئے انور کر کے نماز پڑھنا

شیخین، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے نیزہ آپ کے سامنے اٹھایا ہوتا تھا اسے آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا تھا۔ آپ اس کی طرف رخ انور

کر کے نماز عید پڑھتے تھے کیونکہ عیدگاہ کھلی جگہ تھا وہاں کوئی ایسی چیز نہ تھی جسے بطور سترہ استعمال کیا جا سکتا ہو۔"

ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے عیدگاہ میں نماز پڑھی آپ کے لیے نیزہ بطور سترہ گاڑا گیا تھا" امام بیہقی اور امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے عیدگاہ میں نماز ادا کی اور نیزہ کو بطور سترہ گاڑا ہوا تھا۔"

امام بزار نے اس سند سے جس میں کوئی حرج نہیں حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "عیدین کے روز آپ کے سامنے نیزہ لے کر چلا جاتا تھا حتیٰ کہ آپ اسی کی طرف رخ انور کر کے نماز پڑھاتے تھے" الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ عیدین کی طرف تشریف لے جاتے آپ کے پاس نیزہ اور ڈھال ہوتی تھی۔"

۸ آپ عید سے پہلے یا بعد میں کوئی نماز نہ پڑھتے تھے

امام شافعی، شیخین، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس سے، مالک، شافعی اور ترمذی نے حضرت ابن عمر سے، ابن ماجہ نے ابن عمرو سے امام بیہقی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے عید الفطر کی نماز دو رکعتیں پڑھیں۔ ان سے قبل یا بعد میں کوئی نماز نہ پڑھی۔"

تنبیہات

۱. مہلب نے کہا ہے "آپ عید الفطر کے روز عیدگاہ کی طرف تشریف لے جانے سے قبل کچھ اس لیے تناول فرما لیتے تھے تاکہ گمان کرنے والا یہ گمان نہ کرے کہ عید الفطر کے روز بھی روزہ رکھنا ضروری ہے حتیٰ کہ نماز عید ادا ہو جائے جبکہ عید الاضحیٰ میں یہ مفہوم مفقود ہے۔"
شیخ موفق الدین بن قدامہ نے لکھا ہے "اس میں حکمت یہ ہے کہ عید الفطر کے روز اللہ تعالیٰ نے روزہ فرض کرنے کے بعد روزہ نہ رکھنے کا حکم دیا ہے روزہ جلدی کھولنا مستحب ہے تاکہ اس امر کا اظہار ہو سکے کہ بندہ افطار کے بارے رب تعالیٰ کے حکم پر عمل پیرا ہے اور اس کی اطاعت کر رہا ہے لیکن عید الاضحیٰ کے روز معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ اس میں قربانی کے گوشت کے ساتھ روزہ کھولنے کا استحباب نہیں ہے۔"

۲. علامہ بلاذری نے عبدالرحمان بن سعد سے اور وہ اپنے آباء و اجداد سے روایت کرتے ہیں کہ نجاشی نے آپ کی طرف تین نیزے بھیجے تھے۔ آپ نے ایک اپنے پاس رکھ لیا۔ ایک حضرت عمر فاروق کو اور ایک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیا۔ علامہ بلاذری نے حضرت ابراہیم بن محمد بن عمار سے وہ اپنے والد گرامی اور وہ اپنے پدر بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ نماز عید اور نماز استسقاء کے لیے حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے نیزہ اٹھا کر چلتے تھے۔"

دوسرا باب

نماز عیدین کے بارے میں آپ کے آداب

اس میں کئی انواع ہیں۔

❶ وہ وقت اور جگہ جس میں آپ نماز عید پڑھتے تھے

امام شافعی نے حضرت ابو الحویرث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم کی طرف خط لکھوایا جبکہ وہ نجران کے مقام پر تھے کہ وہ عید الاضحی جلدی پڑھائیں اور عید الفطر دیر سے پڑھائیں اور لوگوں کو وعظ کریں۔"

امام احمد اور ائمہ خمسہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ عید الفطر اور عید الاضحی کے روز عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے اور سب سے پہلے نماز سے ابتداء کرتے۔"

ابو داؤد، ابن ماجہ اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "عید الفطر کے روز بارش ہوئی۔ آپ نے ہمیں عید کی نماز مسجد نبوی میں پڑھائی۔"

ابن قیم نے لکھا ہے "آپ نے صرف ایک بار مسجد نبوی میں نماز پڑھائی۔ صحابہ کرام کو بارش نے آلیا تھا تو آپ نے انہیں مسجد میں نماز پڑھائی۔ اگر یہ حدیث پاک ثابت ہو۔ یہ حدیث پاک سنن ابی داؤد اور ابن ماجہ میں ہے۔"

❷ خطبہ سے قبل نماز عید پڑھانا اذان اور اقامت کے بغیر

امام مالک کے علاوہ تمام ائمہ اور ابو داؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:
"حضرات ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما خطبہ سے پہلے نماز عیدین پڑھتے تھے۔"

امام احمد نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز عید پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے اذان اور اقامت کے بغیر نماز پڑھی۔ پھر میں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ انہوں نے بھی اذان اور اقامت کے بغیر نماز عید پڑھائی۔ پھر میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ انہوں نے بھی اذان اور اقامت کے بغیر نماز عید پڑھائی۔ پھر میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز عید پڑھی۔ انہوں نے بھی اذان اور اقامت کے بغیر نماز عید پڑھائی۔"

امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے ایک دو بار نہیں۔ بلکہ کئی بار آپ کے پیچھے اذان اور اقامت کے بغیر نماز پڑھی۔"

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرات ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز عید پڑھی ان سب نے خطبہ سے پہلے اذان اور اقامت کے بغیر نماز پڑھی۔"

امام نسائی نے حضرت عطاء کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ سے قبل اذان اور اقامت کے بغیر نماز عید پڑھائی۔"

امام شافعی نے عبداللہ بن یزید الخطمی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرات ابو بکر، عمر، اور عثمان رضی اللہ عنہم خطبہ سے پہلے نماز پڑھاتے تھے حتیٰ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور حکومت آ گیا انہوں نے خطبہ کو نماز سے پہلے کر دیا۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرات ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نماز عید کو خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے۔"

شیخین نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے روز عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے تھے سب سے پہلے آپ نماز سے ابتداء کرتے جب آپ نماز مکمل کر لیتے اور سلام پھیر لیتے تو کھڑے ہو جاتے۔ صحابہ کرام کی طرف رخ انور کرتے۔ وہ عید گاہ میں یا صفوں میں بیٹھتے رہتے۔ آپ انہیں وعظ و نصیحت کرتے اور انہیں حکم دیتے۔"

۳ نماز عید دو رکعتیں

امام احمد اور ائمہ خمسہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ عید کے روز تشریف لائے دو رکعتیں پڑھائیں۔ ان سے پہلے یا بعد میں اور کوئی نماز نہ پڑھی۔"

۴ عید کی نماز میں تکبیروں کی تعداد

امام احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ اور دارقطنی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ عیدین کی نماز میں قرأت سے پہلے سات بار تکبیر کہتے تھے۔ آپ یہ تکبیریں پہلی رکعت میں کہتے اور یہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ ہوتیں۔ یا یہ رکوع کی تکبیر کے علاوہ ہوتیں۔ دوسری رکعت میں آپ تکبیر رکوع کے علاوہ پانچ تکبیریں کہتے۔"

امام احمد اور دارقطنی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عیدین کی نماز میں بارہ تکبیریں کہیں سات تکبیریں پہلی رکعت میں اور پانچ تکبیریں دوسری رکعت میں۔"

ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) ابن ماجہ اور دار قطنی نے حضرت عمرو بن عوف المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے نماز عیدین کی پہلی رکعت میں قرأت سے قبل سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت سے قبل پانچ تکبیریں کہیں۔"

ابن ماجہ اور دار قطنی نے حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں قرأت سے قبل سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے تھے۔"

۵ نمازِ عیدین میں آپ کی قرأت

امام بخاری کے علاوہ دیگر ائمہ نے حضرت ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نماز عیدین میں "قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ① اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ①" کی تلاوت فرماتے تھے۔" حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح روایت ہے۔" امام مالک، امام احمد، امام مسلم اور ائمہ اربعہ نے حضرت نعمان بن بشیر سے۔ ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس سے، امام احمد اور الطبرانی نے حضرت سمرہ بن جندب سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین کے روز سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ پڑھتے تھے" حضرت نعمان نے یہ اضافہ کیا ہے اگر یہ عید اور جمعہ ایک ہی دن ہوتا تو آپ دوسری بار بھی یہی سورتین پڑھتے تھے۔"

امام مالک اور ائمہ خمسہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے عید الفطر کے روز دو رکعتیں پڑھیں۔ آپ نے ان میں صرف سورۃ الفاتحہ پڑھی۔ اس پر کوئی اضافہ نہ کیا۔"

بزار نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نماز عیدین میں "عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ① اور وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ①" سورتیں پڑھتے تھے۔"

❁❁❁❁

تیسرا باب

عیدین کے خطبہ میں آپ کی سنن مطہرہ

اس میں کئی انواع ہیں۔

❶ عیدین کے روز آپ کس چیز پر خطبہ دیتے تھے؟

امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوکاہل قیس بن عائذ الاحمسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عید کے روز آپ کو دیکھا آپ اپنی اونٹنی خرماء (جس کا کان پھٹا ہوا تھا) یا حسناء اونٹنی پر خطبہ دے رہے تھے۔ ایک حبشی اس کی نکیل تھامے ہوئے تھا۔"

ابن ماجہ نے حضرت عبیط الاشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حج کیا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنے اونٹ پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔"

امام شافعی نے حضرت ابن سیرین سے مرسل روایت کی ہے کہ آپ عیدین کی نماز کے بعد اپنی سواری پر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ ابویعلیٰ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے عید کے روز اپنی سواری پر خطبہ ارشاد فرمایا۔

امام احمد نے ہرماس بن زیاد الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے میرے والد گرامی اپنے گدھے کے پیچھے بٹھائے ہوئے تھے۔ میں چھوٹا تھا۔ میں نے آپ کو دیکھا آپ منیٰ میں اپنی اونٹنی عضباء پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

❷ دوران خطبہ کمان یا نیزے کا سہارا لینا

ابوداؤد نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ کو روز عید کمان پیش کی گئی۔ آپ نے اس کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ الطبرانی نے حضرت سعد بن عثمان مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جب آپ عیدین کے روز خطبہ ارشاد فرماتے تو کمان کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے۔ امام شافعی نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے مرسل روایت کیا ہے کہ جب آپ خطبہ ارشاد فرماتے تو نیزے کی ٹیک لگا کر ارشاد فرماتے۔"

۳ عیدین کے خطبوں میں تکبیریں کہنا اوران کے مابین بیٹھنا

ابن ماجہ نے حضرت سعد القرظ مؤذن رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ خطبہ کے دوران تکبیر کہتے تھے۔عیدین کے خطبوں میں آپ بہت زیادہ تکبیریں کہتے تھے۔

امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''آپ عید الفطر کے روز یا عیدالاضحیٰ کے روز تشریف لائے۔کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا پھر بیٹھ گئے پھر کھڑے ہو گئے۔''

امام احمد اور ائمہ خمسہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''آپ عید الفطر یا عیدالاضحیٰ کے روز عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے سب سے پہلے آپ نماز پڑھتے۔پھر لوگوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے جبکہ وہ عیدگاہ میں بیٹھے ہوتے تھے۔آپ انہیں وعظ و نصیحت کرتے۔انہیں حکم دیتے۔اگر کوئی مہم ارسال کرنا چاہتے تو اسے بھیجتے۔اگر کسی چیز کا حکم دینا چاہتے تو اس کے بارے حکم دیتے۔پھر آپ واپس آتے آپ فرمارہے تھے''صدقہ کرو۔صدقہ کرو صدقہ کرو'' اکثر خواتین نے بالیاں، انگوٹھیاں اور دیگر اشیاء بطور صدقہ دے دیں۔'' دوسری روایت میں ہے کہ آپ خواتین کے پاس سے گزرے تو فرمایا:''اے خواتین کے گروہ! صدقہ کیا کرو۔میں نے جہنم میں تمہاری اکثریت دیکھی ہے۔'' انہوں نے عرض کی''یارسول اللہ! ﷺ اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:''تم اکثر لعنت کرتی ہو۔شوہروں کی نافرمانی کرتی ہو۔میں نے کتنا ہی دیکھا ہے کہ یہ ناقص عقل و دین والیاں محتاط شخص کی عقل و دانش کو ختم کر دیتی ہیں۔'' انہوں نے عرض کی:''یارسول اللہ! ﷺ ہمارے دین اور عقل کا نقصان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:''کیا تم میں سے کسی ایک عورت کی شہادت مرد کی گواہی کے نصف نہیں ہے۔'' انہوں نے عرض کی:''ہاں! آپ نے فرمایا:''یہ عورت کی عقل کی کمی ہے۔'' پھر فرمایا:''کیا جب عورت کو ماہواری آتی ہے تو وہ نہ نماز پڑھتی ہے۔نہ ہی روزہ رکھتی ہے؟ انہوں نے عرض کی:''ہاں! یارسول اللہ! ﷺ۔'' آپ نے فرمایا:''یہ اس کے دین کا نقصان ہے۔''

پھر آپ واپس تشریف لائے۔جب کاشانۂ اقدس پہنچے تو حضرت ابن مسعود کی بیوی حضرت زینب نے حاضر خدمت ہونے کے لیے اجازت طلب کی۔آپ سے عرض کی گئی:''یارسول اللہ! ﷺ یہ زینب ہے۔آپ نے فرمایا:''کون سی زینب؟'' آپ سے عرض کی گئی:''ابن مسعود کی زوجہ۔'' آپ نے فرمایا:''ہاں! اسے اجازت دے دو۔'' انہوں نے عرض کی: ''اے اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم ﷺ آپ نے آج صدقہ کا حکم دیا ہے میرے پاس زیورات ہیں۔میں انہیں صدقہ کرنا چاہتی ہوں۔ابن مسعود اوران کے بیٹے کا گمان ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔جنہیں آپ صدقہ دیں۔'' آپ نے فرمایا:''ابن مسعود نے سچ کہا ہے۔وہ اوران کا نور نظر ان لوگوں میں سے سب سے زیادہ مستحق ہیں جنہیں تم صدقہ دو۔''

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:''معاملہ اسی طرح رہا۔حتیٰ کہ مروان کا زمانہ آگیا۔اس نے مجھے پیغام بھیجا۔ایک اور

شخص کو بھی بلایا ہمیں لے کر عید گاہ چلا گیا۔ وہ اس منبر تک پہنچا جسے کثیر بن صلت نے بنایا تھا۔ مروان اس کی طرف بڑھا۔ میں نے اسے کھینچا۔ اس نے اپنا ہاتھ مجھے مارا اور منبر پر چڑھ گیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے کہا: ''تم نے بھلائی پیدا کی ہے۔'' دوسری روایت میں ہے: ''تم نے تبدیل کر دیا ہے۔'' پھر اس نے نماز سے ابتداء کی۔ اس نے کہا: ''ابو سعید! جو کچھ تم جانتے تھے اسے چھوڑ دیا گیا ہے۔'' میں نے کہا: ''ہرگز نہیں۔ مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے۔ جس کو میں جانتا ہوں اس سے تم کسی خیر تک نہیں آسکتے۔'' انہوں نے تین بار اسی طرح کیا۔ دوسری روایت میں ہے: ''میں نے کہا: ''بخدا! جو میں جانتا ہوں وہ اس سے بہتر ہے جسے میں نہیں جانتا۔'' اس نے کہا: ''لوگ ہمارے لیے نماز کے بعد نہیں بیٹھتے تھے تم نے اسے نماز سے پہلے کر دیا ہے۔''

امام احمد اور ائمہ خمسہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''عید الاضحیٰ کے روز ہم عید گاہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ لوگوں کو سلام کیا۔ پھر فرمایا: ''آج تمہاری پہلی عبادت یہ نماز ہے۔ آپ آگے تشریف لائے۔ دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر سلام پھیرا۔ چہرہ انور صحابہ کرام کی طرف کیا کمان یا عصا آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اس کے ساتھ ٹیک لگا لی۔ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ صحابہ کرام کو کچھ امور کا حکم دیا اور کچھ امور سے روکا۔ آپ نے فرمایا: ''تم میں سے جس نے قربانی نماز سے پہلے کر لی ہے تو یہ صرف ایک ذبیحہ ہے جو وہ اپنے اہل خانہ کو کھلائے گا۔'' دوسری روایت میں ہے: ''آج سب سے پہلے ہم جس سے ابتداء کریں گے وہ یہ کہ ہم نماز پڑھیں گے پھر واپس جائیں گے اور قربانیاں کریں گے جس نے اس طرح کیا اس نے ہماری سنت مطہرہ کو پالیا جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی تو وہ صرف گوشت ہے جو وہ اپنے اہل خانہ کو کھلائے گا۔ اس میں نسک میں سے کچھ بھی نہیں ذبح (قربانی) تو نماز کے بعد ہوتی ہے۔''

میرے ماموں حضرت بردہ بن نیار اٹھ کر آپ کی خدمت میں گئے اور عرض کی: ''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اپنی بکری کو ذبح کرنے میں جلدی کی ہے تاکہ ہمارے لیے کھانا تیار ہو سکے اور ہم واپس جا کر اکٹھے ہو کر اسے کھائیں اب میرے پاس جذعہ (آٹھ یا نو ماہ کا بکری کا بچہ) ہے۔ جو اس بکری کے حق کو پورا کر سکتا ہے جسے میں نے ذبح کیا ہے کیا یہ میرے لیے کافی ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! لیکن یہ تمہارے بعد کسی اور کے لیے کافی نہ ہوگا۔'' پھر فرمایا: ''بلال! وہ آپ کے آگے چلے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پیچھے پیچھے تھے۔ آپ خواتین کے پاس تشریف لائے۔ پھر فرمایا: ''اے خواتین کے گروہ! تم صدقہ کیا کرو۔ تمہارے لیے یہی بہتر ہے۔'' انہوں نے کہا: ''میں نے اس قدر مقطوعہ پازیبیں اور بالیاں نہ دیکھیں تھیں جتنی اس روز دیکھی تھیں۔''

امام احمد، شیخین، ابو داؤد، نسائی اور دار قطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ کے ساتھ نمازِ عید میں شرکت کی اور آپ نے پہلے نماز پڑھی پھر خطبہ دیا۔ یہ نماز اذان اور اقامت کے بغیر ہی پڑھی گئی۔ پھر آپ حضرت بلال سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے۔ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ لوگوں کو وعظ کیا۔ انہیں نصیحت کی۔ رب

تعالیٰ کی اطاعت پر انہیں ابھارا جب آپ فارغ ہوئے تو نیچے تشریف لائے۔خواتین کے پاس تشریف لے گئے۔انہیں وعظ ونصیحت کی۔انہیں فرمایا:''خواتین! صدقہ کیا کرو۔تم میں سے اکثریت جہنم کا ایندھن ہے۔'' درمیان سے ایک خاتون نے عرض کی: دوسری روایت میں ہے کہ اس عورت کے رخساروں پر داغ تھے۔اس نے عرض کی:''یارسول اللہ! ﷺ ہم میں اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا:''کیونکہ تم کثیر شکوے کرتی ہو۔خاوندوں کی نافرمانی کرتی ہو۔''عفت مآب خواتین اپنے زیورات صدقہ کرنے لگیں وہ انہیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے پر پھینکنے لگیں وہ اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں پھینکنے لگیں۔''ایک عورت نے اپنی بڑی سی انگوٹھی پھینک دی۔''

ابن ماجہ نے ان سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''حضور ﷺ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے روز باہر تشریف لائے۔کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔پھر بیٹھے۔پھر کھڑے ہو گئے۔''

❁❁❁❁

چوتھا باب

عیدگاہ سے واپس آنے کے آداب

امام احمد اور الطبرانی نے حضرت عبدالرحمان بن عثمان التیمی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب آپ نماز عیدین سے فارغ ہوئے تو عیدگاہ کے وسط میں آئے۔ آپ کھڑے ہو کر لوگوں کی طرف دیکھنے لگے کہ وہ کیسے واپس جاتے ہیں۔ وہ کون سا رستہ اختیار کرتے ہیں۔ پھر ساعت بھر آپ کھڑے رہتے پھر واپس تشریف لے آتے۔''

ابو یعلیٰ کے الفاظ یہ ہیں: ''میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ عید کے روز آپ بازار میں کھڑے لوگوں کو دیکھ رہے تھے اور لوگ گزر رہے تھے۔''

امام بخاری اور امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''جب آپ عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے تو واپسی پر دوسرے رستے سے تشریف لاتے۔''

شیخین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رستہ سے جاتے تھے اور دوسرے رستہ سے واپس تشریف لاتے تھے۔ آپ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے تو ثنیہ علیا سے داخل ہوتے اور ثنیہ سفلی سے باہر تشریف لاتے۔''

امام شافعی نے حضرت معاذ بن عبدالرحمان التیمی سے انہوں نے اپنے والد گرامی اور جد امجد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ عید کے روز عیدگاہ سے باہر نکلے۔ آپ بازار کے نچلے حصے سے تمارین پر چلے۔ جب آپ مسجد الاعرج تک پہنچے جو بازار میں البرکۃ کے مقام پر تھی تو کھڑے ہو گئے۔ فج اسلم کی طرف رخ انور کیا پھر دعا مانگی اور آگے تشریف لے گئے۔''

ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ عید کے روز پیدل عیدگاہ تشریف لے جاتے تھے اور اس رستہ کے علاوہ دوسرے رستے سے آتے تھے جس سے تشریف لے جاتے تھے۔''

امام شافعی نے حضرت مطلب بن عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کے روز بڑی شاہراہ سے عیدگاہ جاتے تھے۔ جب واپس آتے تو دوسرے رستے سے واپس آتے تھے جو رستہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے

گھر کی طرف تھا۔

الطبرانی اور بیہقی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''عیدین کے روز الجبانہ کے رستے نکلنا سنت ہے۔'' البزار نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدگاہ سے لوٹتے وقت اس رستہ کے علیحدہ رستہ اختیار فرماتے تھے جسے جاتی دفعہ اختیار فرماتے۔''

الطبرانی نے حضرت عبدالرحمٰن بن خاطب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ عیدگاہ میں تشریف لاتے۔ آپ وہاں جاتے ایک رستے سے تھے۔ جبکہ واپس دوسرے رستے سے تشریف لاتے تھے۔

امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''عید کے روز آپ مختلف رستے اپناتے تھے۔

امام بخاری نے تعلیقاً اور موصولاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عید کے روز آپ جاتی اور آتی دفعہ مختلف رستے اختیار فرماتے تھے۔''

ابوداؤد اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کے روز عیدگاہ ایک رستے سے تشریف لے جاتے لیکن واپس دوسرے رستے سے آتے تھے۔''

امام رافعی نے شرح المسند میں لکھا ہے: ''کہا جاتا ہے کہ آپ پسند فرماتے تھے کہ جاتی دفعہ طویل رستہ اختیار کریں اور واپسی پر مختصر رستہ اختیار کریں۔ یا آپ چاہتے تھے کہ دونوں رستوں والوں کو اپنی برکات سے نوازیں یا دونوں رستوں میں شرعی مسائل بیان کریں اور دونوں رستوں میں فقراء پر صدقہ کریں یا آپ زیادہ صلہ رحمی کریں یا یہ سارے امور پیش نظر ہوتے تھے۔ پہلا مقصد زیادہ عیاں ہے۔''

✿✿✿✿

پانچواں باب

متفرق آداب

اس میں کئی انواع ہیں۔

❶ روزِ عید کی دعا

الطبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ عیدین کے روز یہ دعا مانگتے تھے:
اللھم انا نسئلك عیشة تقیة و میتة سویّة و مردا غیر مخزولا فاضح اللھم لا تھلکنا فجأةً وَلا تاخذنا بغتة و لا تعجلنا عن حق و لا وصیة اللھم انا نسئلك العفاف و الغنی و التقی و الھدٰی و حسن عاقبة الآخرة و الدنیا نعوذبك من الشك والشقاق و الریاء و السمعة فی دینك یا مقلب القلوب لا تزع قلوبنا بعد اذھدیتنا و ھب لنا من لدنك رحمة انك انت الوھاب۔

❷ آپ نے منع فرمایا کہ عیدین کے روز اسلامی شہر میں اسلحہ پہنا جائے

ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ اسلامی شہروں میں عیدین کے روز اسلحہ پہنا جائے الا یہ کہ دشمن مقابلہ میں ہو۔

❸ عید کے روز کھیل

شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میرے پاس دو لونڈیاں تھیں جو یوم بعاث کے بارے اشعار گا رہی تھیں۔ آپ بستر پر لیٹ گئے اور چہرۂ انور پھیر لیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر آئے تو انہوں نے مجھے جھڑکا اور کہا: ''بارگاہ رسالت میں موسیقی کے آلات'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف توجہ کی اور فرمایا: ''انہیں چھوڑ دو'' جب آپ کی توجہ دوسری طرف ہوئی تو میں نے ان لونڈیوں کو اشارہ کیا تو وہ چلی گئیں۔''

سوڈانی عید کے روز نیزوں اور ڈھالوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ یا تو میں نے آپ سے سوال کیا یا آپ نے خود

فرمایا: ''کیا تم دیکھنا چاہتی ہو؟'' میں نے عرض کی: ''ہاں!'' آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ میرا رخسار آپ کے رخسار پر تھا۔ آپ فرما رہے تھے: ''بنوارفدہ! پکڑو لو'' جب میں نے جی بھر کر دیکھ لیا تو آپ نے فرمایا: ''کیا کافی ہے؟'' میں نے عرض کی: ''ہاں!'' آپ نے فرمایا: ''چلی جاؤ۔''

امام احمد اور ابن ماجہ (انہوں نے حضرت جابر کا قول ذکر نہیں کیا) نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''عہد رسالت مآب کی ہر چیز کا میں نے مشاہدہ کر لیا ہے سوائے ایک چیز کے۔ وہ یہ کہ آپ کے لیے عید الفطر کے دن کھیلا جاتا تھا۔'' حضرت جابر نے اس کی تشریح ''اللعب'' سے کی ہے۔ ابن ماجہ نے حضرت عیاض الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عید کے روز نیزہ بازی دیکھی انہوں نے فرمایا: ''مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں اس طرح کھیلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھیلا جاتا تھا۔''

الطبرانی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''عید کے روز ہمارے ہاں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی لونڈی آئی۔ اس نے اپنے بال بکھیر رکھے تھے۔ اس کے پاس دف تھا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اسے جھڑکا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: ''ام سلمہ! اسے چھوڑ دو ہر قوم کی عید ہوتی ہے یہ ہماری عید ہے۔''

۴ نماز عید کی قضاء

الطبرانی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''صحابہ کرام میں سے کسی ایک کی لونڈی ہمارے پاس آئی۔ اس نے کہا: ''بارگاہ رسالت مآب میں ایک کارواں حاضر ہوا ہے۔ انہوں نے گواہی دی ہے کہ انہوں نے کل عید الفطر کا چاند دیکھا تھا۔ آپ نے صحابہ کرام کو روزہ افطار کرنے کا حکم دیا۔ وقت صبح وہ عید گاہ کی طرف گئے۔''

۵ عید کے روز تکبیریں کہنا

دارقطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم عرفہ کی نمازِ فجر سے لے کر ایام تشریق کی نماز عصر تک ہر فرض سلام میں نماز پھیرنے کے بعد تکبیریں کہتے تھے۔''

دوسری روایت میں ہے ''جب آپ عرفہ کی صبح کو نماز صبح ادا کر لیتے تو اپنے صحابہ کرام کی طرف رخِ انور کرتے اور فرماتے ''اپنی جگہ ٹھہر جاؤ۔'' آپ فرماتے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ آپ یوم عرفہ کی صبح سے لے کر ایامِ تشریق کے آخری عصر تک تکبیریں کہتے تھے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت ہے۔''

۶ جمعہ کے روز عید ہو جانے کی صورت میں دور کے صحابہ کرام کو ٹھہرنے یا چلے جانے کا اختیار دینا

ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک

میں عید اور جمعہ مبارک اکٹھے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائی پھر فرمایا: "تم میں سے جو جمعہ کے لیے آنا چاہے تو آجائے اور جو پیچھے رہنا چاہے وہ پیچھے رہ جائے۔"

امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی نے حضرت ایاس بن رملہ الشامی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں اس وقت موجود تھا جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھ رہے تھے "کیا تم نے کبھی آپ کی خدمت میں اکٹھی دو عیدیں (عید اور جمعہ) کا مشاہدہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: "ہاں! آپ نے دن کے ابتدائی حصہ میں نماز عید پڑھائی پھر نماز جمعہ کے لیے رخصت دے دی۔ فرمایا "جو نماز جمعہ پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ نماز جمعہ پڑھ لے۔"

❁❁❁❁

نمازِ کسوف

پہلا باب

متفرق آداب

امام بیہقی نے حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''جس روز حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو اس روز سورج گرہن لگ گیا۔لوگوں نے کہا:''حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وصال کی وجہ سے سورج کو گرہن لگ گیا ہے۔'' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔انہیں کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔جب تم یہ دیکھو تو نماز اور ذکر الٰہی کی طرف آہ وزاری کرو۔''

امام بخاری اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''آپ کے عہد ہمایوں میں سورج کو گرہن لگ گیا۔آپ نے ایک منادی بھیجا جو یہ اعلان کر رہا تھا الصلاۃ جامعۃ۔

امام بخاری اور امام بیہقی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:''آپ کے عہد مبارک میں سورج کو گرہن لگ گیا۔آپ نے ایک منادی کو بھیجا جو یہ اعلان کر رہا تھا الصلاۃ جامعۃ صحابہ کرام جمع ہو گئے۔آپ نے انہیں چار رکوعوں اور چار سجدوں کے ساتھ دو رکعتیں پڑھائیں۔''

امام مسلم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''جس روز سورج کو گرہن لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوفزدہ ہو گئے۔آپ نے زرہ لی حتیٰ کہ آپ کی چادر کے ساتھ آپ کو پالیا گیا۔''

امام مسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''سورج کو گرہن لگ گیا۔آپ گھبرا کر اٹھے۔آپ کو خدشہ لاحق ہوا کہ یہ کہیں قیامت ہی نہ ہو۔آپ مسجد میں تشریف لائے۔''

امام احمد، امام بیہقی، نسائی اور ابوداؤد نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''آپ کے عہد ہمایوں میں سورج کو گرہن لگ گیا۔آپ جلدی سے چادر گھسیٹتے ہوئے باہر تشریف لائے۔آپ گھبراتے ہوئے تھے۔

آپ مسجد میں تشریف لائے۔آپ نماز پڑھتے رہے حتیٰ کہ سورج روشن ہوگیا۔جب سورج روشن ہوگیا تو فرمایا:''اہل جاہلیت میں سے لوگ گمان کرتے تھے کہ سورج گرہن کسی عظیم سردار کی موت کی وجہ سے لگتا ہے لیکن حقیقت اس طرح نہیں ہے۔سورج اور چاند کو گرہن کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے نہیں لگتا۔بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں یا اس کی مخلوق میں سے دو اشیاء ہیں جب رب تعالیٰ کسی چیز کے لیے تجلی فرماتا ہے تو وہ خشوع کا اظہار کرتی ہے جب تم یہ دیکھو تو اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے فرض نمازوں میں سے سب سے پہلی نماز پڑھی ہو۔''

✿✿✿✿

دوسرا باب

نماز کسوف کی کیفیت

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں سورج گرہن لگ گیا۔ آپ نے نماز پڑھی صحابہ کرام آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے طویل قیام کیا تقریباً سورۃ البقرۃ کے برابر قیام کیا۔ پھر طویل رکوع فرمایا پھر سر اقدس اٹھایا اور طویل قیام فرمایا جو پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم طویل تھا پھر آپ نے سجدہ کیا پھر طویل قیام کیا جو پہلے قیام سے کم طویل تھا۔ پھر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم طویل تھا۔ پھر قیام فرمایا جو پہلے قیام سے کم طویل تھا۔ پھر رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم طویل تھا پھر سجدہ کیا پھر واپس تشریف لائے تو سورج روشن ہو چکا تھا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے کئی طرق سے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ کے عہد میں سورج گرہن لگ گیا ہے (یا آپ کی حیات طیبہ میں سورج گرہن لگ گیا) آپ مسجد کی طرف تشریف لائے۔ لوگوں نے آپ کے پیچھے صفیں بنالیں۔ آپ نے قیام فرمایا۔ طویل قیام فرمایا (یا آپ نے لمبی قرأت کی) یا آپ نے نماز کسوف کے لیے بآواز بلند قرأت کی۔ پھر تکبیر کہی۔ طویل رکوع کیا۔ پھر سر اقدس کو اٹھایا پھر کہا: سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لك الحمد ایک روایت میں ہے: پھر قیام کیا۔ لمبا قیام کیا، جو پہلے قیام سے کم تھا۔ ایک روایت میں ہے: پھر آپ اٹھے۔ طویل قرأت کی، جو پہلی قرأت سے کم تھی۔ پھر تکبیر کہی۔ پھر طویل رکوع کیا، جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر کہا: سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لك الحمد پھر سجدہ کیا۔ سجدہ طویل کیا۔ پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا جیسے پہلی رکعت میں کیا تھا۔ آپ نے چار رکوع اور چار سجدے کیے پھر واپس تشریف لائے تو سورج روشن ہو چکا تھا۔ آپ اٹھے لوگوں کو خطبہ دیا۔ رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی۔ پھر فرمایا: شمس وقمر اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں انہیں کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ جب تم یہ دیکھو تو نماز میں مصروف ہو جاؤ حتیٰ کہ یہ ختم ہو جائے۔

ایک روایت میں ہے: ''اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو، تکبیر کہو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔'' پھر فرمایا: ''اے امت محمد علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کوئی اس امر میں رب تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند نہیں کہ اس کا بندہ بدکاری کرے یا اس کی بندی بدکاری کرے۔ اے امت محمد! اگر تم وہ کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ۔ میں اپنی اس جگہ سے ہر اس چیز کو دیکھ رہا ہوں جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے میں نے خود کو دیکھا کہ اگر میں ارادہ کروں کہ میں جنت میں انگور کا خوشہ پکڑوں تم نے

مجھے دیکھا کہ میں آگے بڑھ رہا تھا" دوسری روایت میں ہے: "میں آگے بڑھا۔ میں نے جہنم کو دیکھا۔ اس کا بعض حصہ بعض کو دھکے دے رہا تھا۔ جب تم نے مجھے دیکھا کہ میں پیچھے ہٹا۔ میں نے جہنم میں ابن لحی کو دیکھا اس نے ہی جانوروں کو سائبہ بنایا تھا۔"

ایک اور روایت میں ہے: "آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ عذاب قبر سے پناہ طلب کریں" ایک روایت میں ہے: "میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں قبر میں اس طرح آزمایا جائے گا جیسے دجال کے بارے آزمائش ہوگی۔" ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "اس کے بعد میں آپ کو عذابِ قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنا کرتی تھی۔"

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ کے عہد ہمایوں میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ نے نماز پڑھی۔ طویل قیام فرمایا۔ تقریباً سورۃ البقرۃ کے برابر قیام فرمایا۔ پھر طویل رکوع کیا پھر سر اقدس اٹھایا اور طویل قیام فرمایا جو پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم طویل تھا۔ پھر سر اقدس اٹھایا اور سجدہ کیا۔ پھر طویل قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سر اقدس اٹھایا۔ طویل قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سجدہ کیا جب آپ فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا۔ آپ نے فرمایا "شمس و قمر اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں انہیں کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ جب تم یہ دیکھو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔" صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ کو دیکھا آپ اس جگہ کھڑے ہو کر کچھ پکڑ رہے تھے۔ پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے ہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں نے جنت کو دیکھا۔ میں نے اس کا گچھا پکڑنا چاہا۔ اگر میں اسے لے آتا تو تم اسے اس وقت تک کھاتے رہتے جب تک دنیا باقی ہے تو یہ ختم نہ ہوتا۔ میں نے آگ دیکھی۔ میں نے ایسا خوفناک منظر کبھی نہ دیکھا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اکثر اہل جہنم عورتیں تھیں" صحابہ کرام نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ان کے کفر (ناشکری) کی وجہ سے۔" انہوں نے عرض کی: "کیا وہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری (کفر) کرتی ہیں؟" آپ نے فرمایا: "وہ اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں۔ وہ احسان کی ناشکری کرتی ہیں اگر تم کسی عورت پر سارا زمانہ احسان کرتے رہو پھر اسے تمہاری طرف سے کسی ناپسندیدہ امر کا سامنا کرنا پڑے تو وہ کہے گی: "میں نے تو تمہاری طرف سے کبھی بھی بھلائی نہیں دیکھی۔"

شیخین نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئی جب سورج کو گرہن لگا۔ لوگ کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے۔ وہ بھی کھڑی ہو کر نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے کہا: "لوگوں کو کیا ہوا ہے؟" انہوں نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا: "سبحان اللہ!" میں نے کہا: "نشانی؟ انہوں نے مجھے "ہاں" کا اشارہ کیا۔ میں نے بھی قیام کیا حتیٰ کہ مجھ پر غشی طاری ہونے لگی۔ میں اپنے سر پر پانی انڈیلنے لگی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو آپ نے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر فرمایا: "میں نے جس چیز کو بھی پہلے نہیں دیکھا تھا اسے اس مقام سے دیکھ لیا۔ حتیٰ کہ میں نے جنت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا۔ آپ نے فرمایا: "تمہیں قبور میں بھی

فتنہ دجال کی مانند آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا۔ تمہارے پاس ایک شخص کو لایا جائے گا اور اسے کہا جائے گا"اس شخص کے بارے تم کیا جانتے ہو؟ مومن یا موقن کہے گا یہ (جان عالم، روح کائنات) محمد رسول اللہ ﷺ ہیں یہ واضح نشانیاں اور ہدایت لے کر آئے ہیں۔ ہم نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا اور ایمان لے آئے اور آپ کی اتباع کی۔" اسے کہا جائے گا:" اچھے طریقے سے سو جاؤ ہم جانتے تھے کہ تمہارا ایقان یہی ہے" لیکن منافق یا شک کرنے والا کہے گا" میں نہیں جانتا۔ میں لوگوں کو سنتا تھا وہ کچھ کہتے تھے میں بھی اسی طرح کہتا تھا۔"

دوسری کیفیت، ہر رکعت میں تین رکوع

امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے عہد ہمایوں میں گرہن لگ گیا۔
امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے نماز کسوف پڑھی۔

تیسری کیفیت، ہر رکعت میں چار رکوع

ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سورج کو گرہن لگ گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور سورت یٰسین پڑھائی۔ پھر سورت کے برابر رکوع کیا۔ پھر سر اقدس اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا۔ پھر اس سورت کے برابر قیام کیا۔ پھر اسی کے برابر رکوع کیا حتیٰ کہ انہوں نے چار رکوع کیے پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر سجدہ کیا۔ پھر دوسری رکعت میں قیام کیا اسی طرح عمل کیا جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا۔ پھر بیٹھ کر دعا کرنے لگے۔ پھر رغبت کی حتیٰ کہ گرہن ختم ہو گیا۔ پھر لوگوں کو حدیث پاک سنائی کہ حضور اکرم ﷺ اسی طرح کرتے تھے۔"
امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے نماز کسوف پڑھی۔

چوتھی کیفیت، ایک رکعت میں پانچ رکوع

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس روز حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اسی روز آپ نے نماز کسوف پڑھی پھر انہوں نے اس کیفیت کا تذکرہ کیا۔

پانچویں کیفیت، دو رکعتیں نماز

امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابویعلیٰ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت سمرہ بن جندب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:" آپ کے عہد ہمایوں میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ وہ دیکھنے والے کی نظر میں دو یا تین نیزوں کے برابر تھا۔ سورج سیاہ ہو گیا وہ درخت تنومہ کی طرح ہو گیا۔ آپ باہر تشریف لائے اور نماز پڑھی۔ دوسری روایت میں ہے:" جب آپ باہر تشریف لائے تو ہم نے بھی آپ کو جا لیا۔ آپ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ آپ نے اتنا طویل قیام فرمایا کہ پہلے ہمارے ساتھ اتنا لمبا قیام

نہیں کیا تھا۔ ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے۔ پھر آپ نے ہمیں اتنا طویل رکوع کیا کہ ہمیں اتنا طویل رکوع بھی نہ کرایا تھا۔ ہم آپ کی آواز مبارک نہیں سن رہے تھے۔ پھر اتنا طویل سجدہ کرایا کہ اس سے قبل اتنا طویل سجدہ کبھی نہ کرایا تھا۔ ہم آپ کی صدا نہیں سن رہے تھے۔ پھر آپ نے دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا جیسے کہ پہلے کیا تھا آپ دوسری رکعت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمارے ساتھ سورج روشن ہو گیا۔" پھر آپ نے سلام پھیر دیا۔ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی یہ گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور یہ گواہی دی کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول (مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں پھر فرمایا: "اے لوگو! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں۔" یا فرمایا: "اے لوگو! میں بشر (کامل) ہوں۔ میں رسول (مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں اگر تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے رب تعالیٰ کے پیغامات تم تک پہنچانے میں کوئی کوتاہی کی ہے تو تم مجھے اس کے بارے بتاؤ۔" بعض صحابہ کرام کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے آپ سے عرض کی: "ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے اپنے رب تعالیٰ کے پیغامات پہنچا دیے ہیں۔ آپ نے اپنی امت کے لیے خیر خواہی کا اظہار کر دیا ہے۔ اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔" پھر فرمایا: "امابعد! بعض افراد یہ گمان کرتے ہیں کہ اس سورج کو گرہن لگنا یا چاند کو گرہن لگنا اور ستاروں کا اپنے مطلع سے زوال پذیر ہونا اہل زمین میں سے کسی سردار کی موت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ انہوں نے جھوٹ بولا ہے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نشانی ہیں جن کے ذریعے وہ اپنے بندوں کو آزماتا ہے اور دیکھتا ہے کہ ان میں سے کون توبہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! جب میں نے قیام کیا تو میں اس امر کو دیکھ رہا تھا جو تمہاری دنیا یا آخرت کے بارے تم سے مل رہا تھا۔ اللہ کی قسم! قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی حتیٰ کہ تیس کذاب آجائیں۔ ان کے آخر میں کانا دجال ہو گا۔ اس کی بائیں آنکھ دھنسی ہوئی ہو گی گویا کہ وہ ابوتحیاۃ کی آنکھ ہو۔ (یہ انصار کا بزرگ تھا جو آپ کے اور حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مابین تھا) جب دجال کا ظہور ہو گا۔ وہ گمان کرے گا کہ وہ اللہ ہے جو اس پر ایمان لایا۔ جس نے اس کی اتباع کی اور اس کی تصدیق کی تو اس کا گزشتہ عمل اسے کوئی فائدہ نہ دے سکے گا۔ جس نے اس کا انکار کیا۔ اس کی تکذیب کی تو وہ اسی کے گزشتہ اعمال کی وجہ سے اسے کوئی سزا نہ دے سکے گا۔ وہ عنقریب ساری زمین پر غالب آجائے گا سوائے حرم کعبہ اور بیت المقدس کے۔"

اسود بن قیس نے کہا ہے: "وہ اہل ایمان کو محصور کر دے گا" دوسری روایت میں ہے کہ وہ مسلمانوں کو ہانک کر بیت المقدس لے جائے گا۔ بیت المقدس میں ان کا شدید محاصرہ کیا جائے گا۔ انہیں شدت سے ہلایا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ دجال اور اس کے لشکر کو ہلاک کر دے گا۔ حتیٰ کہ باغ کی جڑوں یا درخت کی جڑ سے آواز آئے گی۔ "اے مؤمن یا اے مسلم! یہ یہودی ہے یا کافر ہے۔ آؤ اسے قتل کرو۔" آپ نے فرمایا: "یہ امر اس وقت تک رونما نہ ہو گا حتیٰ کہ تم بڑے بڑے امور دیکھ لو۔ جن کی کیفیت تمہارے نفوس کو شدید محسوس ہو گی تم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے التجاء کرو گے کہ کیا تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے کسی کا تذکرہ کیا ہے؟ حتیٰ کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے۔ اس کے بعد قبض ہو گا۔" آپ نے اپنی انگلیوں کو بند فرمایا۔

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت قبیصہ ہلالی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "سورج کو گرہن لگ گیا۔"

تیسرا باب

نماز کسوف میں آپ کی قرأت کی کیفیت

اس میں دو انواع ہیں۔

❶ روایت ہے کہ آپ نے آہستہ قرأت کی

امام بیہقی نے ابولھیعہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ کے پیچھے نماز کسوف پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ میں نے اس میں آپ سے ایک حرف بھی نہ سنا۔''

ابویعلی نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا: ''آپ نے ہمیں نمازِ کسوف پڑھائی آپ نے اتنا طویل قیام فرمایا تھا کہ پہلے اتنا طویل قیام کبھی نہ کیا تھا۔آپ کی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔

❁❁❁❁

چوتھا باب

چاند گرہن کے لیے نماز

دارقطنی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''آپ نے سورج گرہن اور چاند گرہن کے لیے نماز پڑھی۔آپ نے چار رکوع اور چار سجدے کیے۔آپ نے پہلی رکعت میں سورۃ العنکبوت یا روم اور دوسری رکعت میں ''یٰسین'' تلاوت کی۔انہوں نے حبیب اور طاؤوس کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے سورج گرہن اور چاند گرہن میں آٹھ رکعتیں پڑھیں۔آپ نے چار سجدے کیے ہر رکعت میں قرأت کی۔''

الحافظ لکھتے ہیں ''اس کی سند میں نظر ہے مسلم شریف میں چاند کے ذکر کے بغیر ہے۔'' میں کہتا ہوں ''الحافظ العراقی نے شرح الترمذی میں لکھا ہے کہ ان دونوں روایتوں کے افراد ثقہ ہیں۔''

الطبرانی نے الکبیر میں حضرت زیاد بن ضمر سے اور وہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: ''جب رات کو شدید آندھی آتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر مسجد تشریف لے آتے حتیٰ کہ ہوا پرسکون ہو جاتی جب آسمان پر سورج گرہن یا چاند گرہن لگ جاتا تو آپ نماز پڑھنے لگتے حتیٰ کہ وہ روشن ہو جاتے۔'' عراقی اور ہیثمی نے لکھا ہے: ''اس روایت کے راوی ثقہ ہیں سوائے زیاد بن ضمر کے۔اس کے حالات کی پہچان کی ضرورت ہے۔میں نے نہیں دیکھا کہ تقریب التہذیب یا لسان المیزان میں اس کا ذکر ہو۔'' یہ دونوں تصانیف حافظ کی ہیں۔

انہوں نے دوسرے کے آخر میں کہا ''الطبرانی نے الکبیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چاند کو گرہن لگ گیا۔''

تنبیہ

ابو حاتم نے اپنی کتاب السیرۃ میں لکھا ہے: ''ہجرت کے پانچویں سال چاند کو گرہن لگا۔آپ نے صحابہ کرام کو نماز کسوف پڑھائی۔یہ اسلام میں پہلی نماز کسوف تھی'' علامہ مغلطای نے اشارہ میں اور العراقی نے الدرر میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔اس میں اس شخص کا رد ہے جو یہ کہتا ہے کہ آپ سے کوئی روایت مروی نہیں جس میں یہ تذکرہ ہو کہ آپ نے چاند گرہن کے لیے باجماعت نماز پڑھائی ہو جیسے ابن قیم اور اس شخص کے خلاف دلیل ہے جو یہ گمان کرتا ہے کہ آپ نے چاند گرہن کے لیے نماز نہ پڑھی جیسے ابن رشد۔

استسقاء، بارش، آندھی، رعد، بجلیوں کے بارے آپ کی سنن مطہرہ

پہلا باب

نماز سے پہلے کے آداب

اس میں کئی انواع ہیں۔

❶ آہ وزاری اور عاجزی کرتے ہوئے عیدگاہ کی طرف جانا

امام شافعی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عیدگاہ میں نماز استسقاء پڑھی۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں امام مالک کے علاوہ ائمہ نے اور شیخین نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آہ وزاری اور خشوع وخضوع کرتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ حتیٰ کہ عیدگاہ آ گئی۔"

❷ احجار الزیت کے پاس نماز استسقاء ادا کرنا

(یہ جگہ الزوراء کے قریب ہے۔ یہ مسجد نبوی کے اس دروازہ کے پاس ہے جسے آج کل باب السلام کہا جاتا ہے۔ مسجد سے باہر دائیں طرف تقریباً پتھر پھینکنے کی دوری میں یہ نماز ادا کی جاتی تھی) امام احمد اور ائمہ ثلاثہ نے حضرت عمیر مولی آبی اللحم رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ الزوراء کے قریب احجار الزیت کے پاس کھڑے ہو کر بارش کے لیے دعا مانگ رہے تھے۔ آپ ہاتھوں کو بلند کیے ہوئے تھے لیکن آپ نے انہیں سر سے بلند نہ کیا تھا۔ ہتھیلیوں کی سفیدی آپ کے چہرۂ انور کی طرف تھی۔"

محمد بن ابراہیم نے کہا ہے "مجھے اُس شخص نے بتایا ہے جس نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی تھی کہ آپ احجار الزیت کے پاس دست اقدس پھیلا کر دعا مانگ رہے تھے۔"

❸ چادر مبارک کو الٹ کرنا

امام بخاری نے حضرت عباد بن تمیم سے اور وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا "حضور نبی کریم ﷺ نماز استسقاء کے لیے باہر تشریف لائے اور چادر مبارک کو الٹا کیا۔" اسی طرح انہوں نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے نماز استسقاء پڑھی اور چادر مبارک کو الٹا کر دیا۔"

❁❁❁❁

محمد بن ابراہیم نے کہا ہے "مجھے اس شخص نے بتایا ہے جس نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی تھی کہ آپ احجار الزیت کے پاس دست اقدس پھیلا کر دعا مانگ رہے تھے۔"

۳ چادر مبارک کو الٹ کرنا

امام بخاری نے حضرت عباد بن تمیم سے اور وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا "حضور نبی کریم ﷺ نماز استسقاء کے لیے باہر تشریف لائے اور چادر مبارک کو الٹا کیا۔" اسی طرح انہوں نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے نماز استسقاء پڑھی اور چادر مبارک کو الٹا کر دیا۔"

❁❁❁❁

دوسرا باب

دو خطبوں کے ساتھ اور منبر پر اور اذان اور اقامت کے بغیر دو رکعتیں ادا کرنا

امام شافعی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آہ و زاری اور خشوع و خضوع کرتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ آپ عیدگاہ تشریف لائے۔ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ نے پہلے کی طرح خطبہ ارشاد نہ فرمایا بلکہ آپ دعا، تکبیر اور آہ و زاری میں مشغول ہو گئے۔ پھر آپ نے دو رکعتیں اس طرح ادا کیں جیسے عید کی ادا کرتے تھے۔''

ائمہ نے حضرت عبداللہ بن زید المازنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے بارش کے لیے دعا مانگی۔ بہت طویل دعا مانگی۔ بہت زیادہ التجاء کی بارش کے لیے دعا کی پھر قبلہ رو ہو کر چادر اوڑھ رکھی تھی۔ آپ نے ارادہ کیا کہ اس کا نچلا حصہ پکڑ کر اوپر کریں۔ یہ امر گراں گزرا تو دائیں کو بائیں اور بائیں کو دائیں طرف کر دیا۔'' ایک روایت میں ہے سعودی نے کہا: ''میں نے ابو بکر محمد بن عمرو سے سوال کیا کہ کیا آپ نے اس کا اوپر والا حصہ نیچے کیا یا دائیں طرف کو بائیں طرف کر دیا۔'' انہوں نے فرمایا: ''دائیں طرف بائیں طرف کر دی۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں۔'' ابو داؤد اور ابن حبان نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''لوگوں نے آپ کے ہاں بارش نہ ہونے کی شکایت کی۔ آپ نے منبر بچھانے کا حکم دیا۔ عیدگاہ میں منبر رکھ دیا گیا۔ لوگوں کے لیے ایک دن متعین کیا۔ جس میں وہ باہر نکلیں۔ جب سورج کی شعاعیں ظاہر ہوئیں تو آپ باہر تشریف لائے۔ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ تکبیر کہی۔ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر فرمایا: ''تم نے اپنے شہروں کی قحط سالی کا شکوہ کیا ہے اور بارش کے موسم میں تم پر بارش نہیں ہو رہی۔ رب تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اس سے دعا مانگو۔ اس نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ تمہاری التجاء کو قبول کرے گا۔'' پھر آپ نے یہ حمد و ثناء بیان کی الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالك یوم الدین لا الہ الا اللہ یفعل اللہ ما یرید اللھم انت اللہ لا الہ الا انت، انت الغنی و نحن الفقراء انزل علینا الغیث و اجعل ما انزلت لنا قوۃ و بلاغا الی حین۔ پھر آپ نے اپنے دستِ اقدس بلند کیے۔ آپ انہیں بلند فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ پھر آپ نے صحابہ کرام کی طرف کمر انور کی چادر مبارک کو الٹ کر دیا۔ آپ نے اپنے دست اقدس بلند رکھے۔ پھر لوگوں کی طرف توجہ کی۔ پھر نیچے تشریف لائے اور دو رکعتیں ادا کیں۔ پھر رب تعالیٰ نے بادل پیدا کیے۔ گرج چمک ہوئی۔ پھر اذنِ الٰہی سے بارش برسنے لگی۔ آپ مسجد میں تشریف نہ لائے حتیٰ کہ

وادیاں بہنے لگیں۔ جب آپ نے صحابہ کرام کی گھروں کی طرف جلدی دیکھی تو آپ مسکرانے لگے حتیٰ کہ آپ کے دندانِ مبارک ظاہر ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور میں اس کا بندہ اور رسول ہوں۔"

۲ خطبہ سے قبل نماز

دارقطنی اور ابو داؤد نے حضرت طلحہ بن عبد اللہ بن عوف سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں نے حضرت ابن عباس سے سوال کیا۔" یا مروان نے مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا تا کہ میں ان سے نماز استسقاء کے سنت طریقے کے بارے پوچھوں" انہوں نے فرمایا: "نماز استسقاء کا سنت طریقہ نماز عید کی طرح ہی ہے۔ مگر اس میں آپ نے اپنی چادر مبارک کو الٹا کیا تھا۔ دائیں کو بائیں طرف اور بائیں کو دائیں طرف کیا تھا۔ اذان اور اقامت کے بغیر دو رکعتیں پڑھی تھیں۔ اس میں آپ نے بارہ تکبیریں کہی تھیں پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیر کہی تھیں بآواز بلند قرأت کی تھی۔ پھر آپ فارغ ہوئے تو خطبہ ارشاد فرمایا۔ صحابہ کرام قبلہ رو ہو گئے آپ نے اپنی چادر مبارک کو الٹا کر دیا۔"

امام احمد، ابن ماجہ اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز استسقاء کے لیے تشریف لے گئے۔ اذان اور اقامت کے بغیر دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔ رب تعالیٰ سے دعا مانگی۔ چہرۂ انور قبلہ کی طرف پھیرا۔ دستِ اقدس بلند تھے۔ پھر اپنی چادر کو الٹ کر دیا۔ دائیں طرف بائیں اور بائیں طرف دائیں کر دی۔"

ابن تیمیہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نماز استسقاء کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ مصلیٰ امامت پر کھڑے ہوئے۔ صحابہ کرام کو دو رکعتیں پڑھائیں۔ بآواز بلند قرأت کی۔ آپ عیدین اور نماز استسقاء میں پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الغاشیہ پڑھتے تھے۔ نماز کے بعد آپ نے چہرۂ انور صحابہ کرام کی طرف کیا۔ چادر کو الٹا کیا۔ گھٹنوں کے بل جھک گئے۔ دست اقدس بلند کیے۔ دعا سے قبل ایک بار تکبیر کہی پھر یہ دعا مانگی:

اللھم اسقنا غیثا مغیثا رحبار بیعاً وجدا غدقاً طبقا مغدقا ھنیئا مریعا مربعا سریعا و ابلاشا ملا مسیلا مجلا دائما درًّا نافعا غیر ضار عاجلا غیر رائث اللھم تحیی بہ البلاد و تغیث بہ العباد و تجعلہ بلاغا للحاضر منا الباد اللھم انزل علینا فی ارضنا بنتھا و انزل فی ارضنا سکنھا اللھم انزل علینا من السماء ماء طھورا فاحی بہ بلدۃ میتۃ و اسقہ مما خلقت انعاما و اناسی کثیرا۔

ابن مصری نے ''امالیہ'' میں حضرت جعفر بن عمرو بن حریث سے وہ اپنے والد گرامی اور وہ اپنے پدر بزرگوار سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم نماز استسقاء کے لیے آپ کے ہمراہ نکلے۔ آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں۔ پھر چادر مبارک کو الٹا کیا دست اقدس بلند کیے پھر یہ دعا مانگی:

اللھم ضاحت جبالنا و اغبرت ارضنا و ھامت دوابنا معطی الخیر من اماکنھا و منزل الرحمۃ من معادنھا و مجری البرکات علی اھلھا بالغیث المغیث انت المستغفر الغفار فنستغفرك للحامات من ذنوبنا و نتوب الیك من عوام خطایانا اللھم فارسل السماء علینا مدرارا وصل بالغیث و اکف من تحت عرشك حیث یسعفنا و یعود علینا غیثا مغیثا عاما طبقا مجللا غدقا خصیبا رائقا ممرع النبات۔

❸ کھڑے ہو کر، دست اقدس بلند کر کے کوشش سے دعا مانگنا

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنے دست اقدس اوپر اٹھا رہے تھے۔ حتیٰ کہ میں نے آپ کی مبارک بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔'' یعنی نماز استسقاء میں شیخین، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ ابر کرم کے لیے دعا مانگتے تو ہتھیلیوں کے ظاہری حصے سے آسمان کی طرف اشارہ فرماتے۔''

ابو داؤد نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابر رحمت کے لیے یوں دعا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے اور ان کے باطنی حصے کو زمین کی طرف کیا حتیٰ کہ میں نے آپ کی مبارک بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔''

الطبرانی اور البزار نے حسن یا صحیح سند کے ساتھ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ نماز استسقاء کے لیے یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم انزل فی ارضنا برکتھا و زینتھا و سکنھا و ارزقنا و انت خیر الرازقین۔

ابو داؤد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ابر کرم کے لیے یہ دعا مانگتے تھے: اللھم اسق عبادك و بھائمك و انشر رحمتك و احی بلدك المیت۔

الطبرانی نے حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ بارش کے لیے یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم اسقنا سقیا و ادعۃ نافعۃ تشبع بھا الانفس غیثا ھنیئا مریئا طبقا

مجللا يشبع به بادينا و حاضرنا تنزل به من بركات السماء و تخرج لنا به من بركات الارض و تجعلنا عنده من الشاكرين انك سميع الدعاء۔

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ نے ابر رحمت کے لیے یہ دعا مانگی: اللهم اسقنا غيثا مغيثا مريعا طبقا عاجلا غير رائث نافعا غير ضار۔ تھوڑی دیر بعد ہم پر بارش ہونے لگی۔ حتیٰ کہ وادیاں بہہ پڑیں۔ صحابہ کرام آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ عرض کی: ''ہم غرق ہو گئے ہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''مولا! ہمارے اردگرد بارش نازل فرما۔ ہم پر نازل نہ فرما۔''

❁❁❁❁

تیسرا باب

جمعۃ المبارک کے خطبہ میں نماز کے بغیر بارش کی دعا

ابن اسحاق، امام احمد اور شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہدِ ہمایوں میں لوگوں کو قحط سالی نے آلیا۔ اسی اثناء میں کہ آپ جمعۃ المبارک کے روز خطبہ ارشاد فرمارہے تھے ایک اعرابی اٹھا (دوسری روایت میں ہے کہ جمعۃ المبارک کے دن ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ وہ اس دروازے سے آیا جو دارالقضاء کی طرف ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمارہے تھے) اس نے عرض کی: "اموال (یا مال) یا جانور یا اہل وعیال اور لوگ یا جانور اور خواتین) ہلاک ہو گئے۔ (ایک اور روایت میں ہے کہ صحابہ کرام کھڑے ہو گئے انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارش نہیں ہو رہی۔ درخت خشک ہو گئے ہیں۔ جانور ہلاک ہو گئے ہیں۔ رب تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ ہمیں سیراب کرے۔ وہ ہم پر ابر کرم نازل کرے۔" آپ نے اپنے دستِ اقدس بلند فرمائے (اپنے دستِ اقدس اتنے بلند فرمائے کہ مجھے آپ کی مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آئی۔ دوبارہ فرمایا: "ہم پر بارش نازل کر یا تین دفعہ یوں فرمایا۔" حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "بخدا! ہم نے آسمان پر نہ بادل دیکھا۔ نہ بادل کا ٹکڑا دیکھا تھا۔ ہمارے اور کوہ سلع کے مابین کوئی گھر بھی نہ تھا۔ مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے۔ آپ نے دست اقدس نیچے نہ کیے تھے حتیٰ کہ بادل جمع ہو کر آیا وہ پہاڑوں کی طرح تھا (اس کے پیچھے سے بادل ڈھال کی طرح اٹھا) آسمان کے وسط میں پہنچ کر پھیل گیا (رب تعالیٰ نے مختلف بادلوں کو جمع کیا) ہم ٹھہر گئے حتیٰ کہ ایک شخص کی شدید تمنا تھی کہ وہ اپنے اہل خانہ کے پاس پہنچ جائے۔ پھر بادل برسے۔ بخدا! ہم نے ایک ہفتہ تک سورج نہ دیکھا (ہم پر دوسرے جمعۃ المبارک تک ابر کرم برستا رہا) پھر ایک شخص آیا (وہ پہلا شخص ہی تھا یا کوئی اور تھا) وہ آئندہ جمعۃ المبارک کو آیا۔ آپ اس وقت کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمارہے تھے۔ وہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اس نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اموال ہلاک ہو گئے۔ رستے منقطع ہو گئے۔ رب تعالیٰ سے التجاء کریں کہ وہ اس بارش کو روک دے۔" آپ نے اپنے دستِ اقدس اٹھائے۔ پھر یہ دعا مانگی: "مولا ہمارے اردگرد بادل نازل فرما۔ ہم پر نازل نہ فرما۔ ٹیلوں، پہاڑیوں پر، وادیوں کے دامنوں میں اور درختوں کے اگنے کی جگہوں پر بارش نازل فرما۔" وہ بادل مدینہ طیبہ کے اوپر سے پھٹ گیا اور اس کے اردگرد بارش ہونے لگی۔ مدینہ طیبہ پر بارش نہیں ہو رہی تھی۔ میں نے مدینہ طیبہ کو دیکھا وہ تاج کی مانند تھا۔ میں نے بادل دیکھا گویا کہ وہ کپڑا تھا جب

کہ اسے لپیٹ دیا جائے۔ (آپ نے جس سمت میں دست اقدس سے اشارہ کیا اسی طرف سے بادل پھٹ گیا۔) میں نے مدینہ طیبہ کو وسیع گول گڑھے کی مانند دیکھا۔ وادی قناۃ ایک ماہ تک بہتی رہی۔ اطراف سے جو شخص بھی آتا وہ بارش کی بات کرتا۔ ہم دھوپ میں چلتے ہوئے باہر نکل آئے۔" شریک نے کہا: میں نے حضرت انس سے سوال کیا: "کیا دوبارہ عرض کرنے والا وہی شخص تھا؟" انہوں نے فرمایا: "میں نہیں جانتا۔"

ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں حضرت عائشہ بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد گرامی نے ان سے روایت بیان کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بھری بھری وادی میں تشریف لے گئے جس میں پانی نہ تھا۔ آپ سے پہلے مشرکین کنوؤں تک پہنچ چکے تھے اور ان پر اتر چکے تھے مسلمانوں کو پیاس نے آلیا۔ انہوں نے اس کا شکوہ بارگاہ رسالت مآب میں کیا۔ نفاق ظاہر ہوگیا۔ بعض لوگوں نے کہا: "اگر یہ نبی ہیں جیسے کہ یہ گمان کرتے ہیں تو پھر ان کی امت کو اسی طرح سیراب کر دیا جائے گا جیسے حضرت موسیٰ کی قوم پر بارش نازل ہوئی۔" یہ بات آپ تک پہنچ گئی۔ آپ نے فرمایا: "کاش! وہ یوں کہتے "عنقریب تمہارا رب تمہیں سیراب کر دے گا۔" پھر آپ نے اپنے دستِ اقدس پھیلا دیے اور یہ دعا مانگی:

اللھم جللنا سحابا کثیفا قصیفا دلوقا حلوقا ضحوکا زبرجا تمطرنا منہ اذاذا قطقطا سجلا بغاقا یاذا الجلال و الاکرام۔

آپ نے دعا سے ہاتھ نیچے نہ کیے تھے حتیٰ کہ اس طرح کا بادل آگیا جیسے کہ آپ نے اوصاف بیان کیے تھے۔ ہم پر بارش نازل ہوئی۔ یہ بارش انہی صفات پر مشتمل تھی جس طرح کی بارش کا آپ نے سوال کیا تھا۔ سیلاب نے وادی کو بھر دیا۔ لوگوں نے سیر ہو کر پانی پیا۔"

ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابر کرم کے لیے دعا کی۔ حضرت ابولبابہ نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجوریں سوکھنے والی جگہ پر ہیں۔" آپ نے فرمایا: "مولا! ہم پر ابر کرم نازل فرما۔" حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ ننگے پاؤں دوڑ پڑے تاکہ اپنے ازار سے مربد کا منہ بند کریں۔ انہوں نے کہا: "ہم نے آسمان پر بادل نہ دیکھے۔ خوب بارش برسی" صحابہ کرام حضرت ابولبابہ کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا: "یہ بارش نہ رکے گی حتیٰ کہ آپ عریاں پاؤں اٹھیں اور اپنے مربد کا منہ اپنے ازار بند سے بند کر دیں جیسے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا انہوں نے اسی طرح کیا تو بارش رک گئی۔

چوتھا باب

دوسرے علاقے کے لوگوں کے لیے نماز کے بغیر ابر کرم کے لیے دعا

ابوداؤد، حاکم اور بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بواکی آئے۔ حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے کہ وہ بنو ہوازن تھے۔ آپ نے ان کے لیے یہ دعا مانگی:

اللھم اسقنا غیثا مغیثا مریعا مریئا نافعا غیر ضار عاجلا غیر آجل۔

راوی کہتے ہیں "ان پر موسلا دھار بارش برسی" امام بیہقی نے کہا ہے کہ بواکی آپ کی خدمت میں آئے۔ ابوداؤد کی کتاب کے نسخہ میں اسی طرح ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ وہ بنو ہوازن تھے۔ الحافظ ابن منذر نے کہا ہے ہماری روایت میں یہ الباء کے ساتھ ہے جبکہ خطابی نے یواکی ذکر کیا ہے کہا جاتا ہے کہ اس کا معنیٰ "انصاف نہ کرنا" ہے۔

ابن عوانہ اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "ایک اعرابی بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں ایسی قوم کے پاس سے آیا ہوں جنہیں چرواہا کوئی زادِ راہ نہیں دیتا۔ طاقتور جانور ان کے لیے روکا نہیں جاتا" آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی۔ پھر یہ دعا مانگی: اللھم اسقنا غیثا یغیثنا ھنیئا مریئا مریعا طبقا غدقا غیر رائث۔ پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ جو بھی اس طرف سے آتا وہ یہی کہتا "ہمیں تو حیاتِ نو نصیب ہوئی ہے۔"

امام احمد اور ابن ماجہ نے مرہ بن کعب یا کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی: "رب تعالیٰ کے لیے مضر کے لیے ابر کرم کی دعا مانگیں" حضرت مغیرہ نے کہا: "کیا تم مضر کے وکیل ہو؟" اس نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اگر آپ رب تعالیٰ سے مدد طلب کریں تو وہ آپ کی مدد کرتا ہے۔ اگر آپ رب تعالیٰ سے دعا مانگیں تو وہ آپ کی دعا کو شرفِ قبولیت عطا کرتا ہے۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس بلند کیے۔ پھر یہ دعا مانگی: اللھم اسقنا غیثا مغیثا مریعا مریئا طبقا غدقا عاجلا غیر رائث نافعا غیر ضار۔ جلد ہی وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور انہوں نے بارش کی کثرت کی شکایت کی۔ انہوں نے عرض کی: "گھر گر پڑے ہیں۔" آپ نے دستِ اقدس بلند کیے اور یہ التجاء کی: "مولا! ہمارے ارد گرد برسا۔ ہم پر نہ برسا۔" بادل دائیں بائیں پھٹ گیا۔

❁❁❁❁

پانچواں باب

بارش، بادل، گرج اور بجلی کے وقت آپ کی سنن مطہرہ

امام بخاری نے ادب میں اور امام مسلم نے صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے ہمیں بارش نے آلیا۔ آپ نے اپنا کپڑا مبارک اٹھایا حتیٰ کہ آپ پر بارش برسنے لگی۔ ہم نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے اس طرح کیوں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیونکہ یہ اپنے رب تعالیٰ کے حضور سے ابھی ابھی آئی ہے۔'' ابو یعلی نے ان سے روایت کیا ہے کہ جب آپ پر پہلی بارش نازل ہوتی تو آپ ازار بند کے علاوہ سارے کپڑے اتار دیتے۔'' امام احمد، امام بخاری اور امام نسائی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارش کو دیکھتے تو یہ دعا مانگتے: اللھم صیّبا نافعا۔

امام شافعی نے مطلب بن حنطب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ بارش کے وقت یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم سقیا رحمۃ و لا سقیا عذاب و لا بلاء و لا ھدم و لا غرق، اللھم علی الظراب و منابت الشجر اللھم حوالینا و لا علینا۔

امام شافعی، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ آسمان کے افق سے بادل کو دیکھتے تو کام ترک فرما دیتے۔ اگر نماز میں ہوتے تو اسے مختصر فرما دیتے۔ قبلہ کی طرف رخ انور کر لیتے۔ پھر یہ دعا مانگتے: اللھم انی اعوذبك من شرھا یامن شر ما ارسل بہ یامن شر ما فیہ۔ اگر بادل چھٹ جاتا تو آپ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے۔ اگر بارش ہوتی تو یہ دعا مانگتے: اللھم صیّبا ھنیئا۔ یا سیبا نافعا یاصیبا نافعا آپ دو یا تین بار اسی طرح فرماتے۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب بادل آتے تو آپ کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ آپ اندر جاتے باہر تشریف لاتے۔ اگر بارش ہو جاتی تو آپ خوش ہو جاتے۔ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اس امر کا آپ سے تذکرہ کیا جو انہوں نے ملاحظہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''تمہیں کیا علم کہ اس طرح ہو جیسے کہ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے:

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا

اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ (الاحقاف، آیت: ۲۴)

ترجمہ: پس جب انہوں نے دیکھا عذاب کو بادل کی صورت میں کہ وہ ان کی وادیوں کی طرف آرہا ہے تو بولے یہ بادل ہے ہم پر برسنے والا ہے (نہیں نہیں) بلکہ یہ تو وہ عذاب ہے جس کے لیے تم جلدی مچا رہے تھے (یہ تند) ہوا ہے اس میں دردناک عذاب ہے۔

سعید بن منصور، امام احمد، عبد اور شیخین نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ بادل کو دیکھتے یا آندھی دیکھتے تو اس کے اثرات آپ کے چہرۂ انور سے عیاں ہوتے تھے۔ میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! لوگ جب بادل دیکھتے ہیں تو اس امید پر خوش ہوتے ہیں کہ اس میں بارش ہوگی لیکن میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ جب آپ بادل کو دیکھتے ہیں تو چہرۂ انور پر کراہت کے اثرات ہوتے ہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''یا عائشہ! اگر اس میں عذاب ہو تو کون سی چیز مجھے امان دے گی ایک قوم کو آندھی سے عذاب دیا گیا۔ ایک قوم نے عذاب دیکھا تھا تو اس نے کہا تھا: ''یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا۔''

امام شافعی، امام بخاری نے ادب میں، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ کو یوں فرماتے ہوئے سنا ''الریح اللہ تعالیٰ کی ہوا ہے جو کبھی رحمت اور کبھی عذاب کے ساتھ آتی ہے۔ اگر تم اسے دیکھو تو اسے گالیاں نہ دو۔ تم رب تعالیٰ سے اس کی بھلائی کا سوال کرو اور اس کے شر سے رب تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔''

شیخین، امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب تیز ہوا چلتی (یا آپ آندھی کا مشاہدہ فرماتے یا جب آندھی اور بارش کا دن ہوتا) تو اس کے اثرات آپ کے چہرۂ انور سے پہچان لیے جاتے تھے۔ کبھی آپ اندر تشریف لے جاتے۔ کبھی باہر تشریف لے جاتے یہ دعا مانگتے: ''میں تجھ سے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور اس خیر کا سوال کرتا ہوں اور اس خیر کا سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے میں اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے۔'' جب بارش ہوتی تو آپ مسرور ہو جاتے'' میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لوگوں کو دیکھتی ہوں کہ وہ بادلوں کو دیکھ کر خوش ہو جاتے ہیں۔ انہیں امید بندھ جاتی ہے کہ اب بارش ہوگی۔ لیکن میں دیکھتی ہوں کہ جب آپ بادل دیکھتے ہی تو چہرۂ انور پر کراہت کے اثرات عیاں ہوتے ہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''عائشہ! اگر اس میں عذاب ہوا تو مجھے اس سے کون امان دے گا۔ رب تعالیٰ نے ایک قوم کو آندھی سے عذاب دیا۔ ایک قوم نے عذاب دیکھا تو کہا: ''یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا۔'' دوسری روایت میں ہے: ''مجھے خدشہ ہے کہ یہ عذاب نہ ہو۔ جسے میری قوم پر مسلط کیا گیا ہو۔'' فرمایا: ''یا عائشہ! شاید یہ اس طرح ہو جیسے قوم عاد نے کہا تھا:

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ (الاحقاف، آیت: ۲۴)

ترجمہ: پس جب انہوں نے دیکھا عذاب کو بادل کی صورت میں کہ وہ ان کی وادیوں کی طرف آ رہا ہے تو بولے یہ بادل ہے ہم پر برسنے والا ہے۔

امام شافعی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب بھی تیز ہوا چلتی تو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھٹنوں کے بل جھک جاتے اور یہ دعا مانگتے: ''مولا! اسے رحمت بنا۔ اسے عذاب نہ بنا۔ مولا! اسے ریاح بنا اسے ریح نہ بنا۔''

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب تیز ہوا چلتی تو اس کے اثرات آپ کے رُخ زیبا سے عیاں ہوتے تھے۔''

امام بخاری نے ادب میں اور ابو یعلیٰ نے صحیح کے راویوں سے ان سے روایت کیا ہے کہ جب شدید آندھی آتی تو آپ یہ دعا مانگتے: ''مولا! میں اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے اور اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے۔''

البزار اور الطبرانی نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب شدید آندھی چلتی (الطبرانی کے الفاظ میں ہے کہ جب شمال کی ہوا چلتی) تو آپ یہ دعا مانگتے: اللھم انی اعوذبِکَ مِنْ شر ما ارسل فیھا۔

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب شدید آندھی چلتی تو آپ یہ دعا مانگتے: ''مولا! اسے ثمر آور کرنے والی بنا۔ بانجھ کرنے والی نہ بنا۔''

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب تیز آندھی چلتی تو اس کی طرف روئے زیبا کر لیتے اور اپنے گھٹنوں پر جھک جاتے اور دستِ عطا بلند فرماتے۔ یہ دعا فرماتے: ''مولا! میں تجھ سے اس ہوا کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں۔ اس بھلائی کے بارے التجاء کرتا ہوں جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے۔ میں اس کے شر اور اس شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے۔ مولا! اسے رحمت بنا۔ اسے عذاب نہ بنا مولا! اسے ریاح بنا۔ اسے ریح نہ بنا۔''

امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب تیز آندھی چلتی تو اس کے اثرات آپ کے چہرۂ انور سے عیاں ہوتے۔''

امام احمد، امام بخاری نے الادب میں اور امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرج یا بجلیوں کی آوازیں سنتے تو یہ دعا مانگتے: ''مولا! ہمیں اپنے غضب سے ہلاک نہ فرما۔ ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک نہ فرما۔ ہمیں اس سے قبل عافیت عطا فرما۔''

✿✿✿✿

مریضوں، قریب الموت اور مرنے والوں کے بارے آپ کی سیرت طیبہ

پہلا باب

مریض کی عیادت کے بارے سنتِ مطہرہ

امام احمد نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں مریض تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند انصاری صحابہ کرام کے ہمراہ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔'' ان سے ہی روایت ہے کہ آپ نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی عیادت فرمائی انہوں نے کہا: ''آپ ان کے بستر سے پیچھے نہ ہٹے۔''

ابو یعلی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے خطبہ دیتے ہوئے کہا: ''بخدا! ہم نے سفر و حضر میں آپ کی رفاقت حاصل کی۔ آپ ہمارے مریضوں کی عیادت کرتے تھے۔ ہمارے جنازوں میں شرکت کرتے تھے۔ ہمارے ساتھ جاتے تھے۔ قلیل اور کثیر کے ساتھ ہمارے ساتھ ہمدردی کرتے تھے۔''

امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک انصاری صحابی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ کو سلام کیا۔ پھر جانے لگے۔ آپ نے فرمایا: ''اے انصار کے بھائی! میرے بھائی سعد بن عبادہ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے عرض کی: ''وہ اب ٹھیک ہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''تم میں سے کون ان کی عیادت کے لیے آئے گا؟ آپ اٹھے۔ ہم بھی آپ کے ہمراہ اٹھے۔ ہم دس سے کچھ زائد تھے۔ ہم نے نہ جوتے نہ چادریں، نہ ٹولیاں اور نہ ہی قمیصیں پہنی ہوئیں تھیں۔ ہم اس شوریدہ زمین میں سے چلتے ہوئے ان کے پاس آگئے۔ ان کے ارد گرد سے لوگ ہٹ گئے حتیٰ کہ آپ اور آپ کے صحابہ کرام ان کے قریب ہو گئے۔''

ابو داؤد نے حصین بن وحوح سے روایت کیا ہے کہ حضرت طلحہ بن براء علیل ہو گئے حضور نبی کریم ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا: ''میں طلحہ کو دیکھتا ہوں کہ ان میں موت کے آثار پیدا ہو چکے ہیں۔ مجھے ان کے بارے بتاؤ جلدی کرو۔ مسلمان کی لاش اس کے اہل خانہ کے سامنے روک لینا مناسب نہیں ہوتا۔''

امام بخاری نے ادب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ حضرت ام السائب رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو ان پر لرزہ طاری تھا۔ آپ نے ان سے پوچھا: ''تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ''بخار ہو گیا ہے۔ رب تعالیٰ اسے رسواء کرے۔'' حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بخار کو برا بھلا نہ کہا کرو یہ بنی آدم کی خطائیں اس طرح ختم کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کی میل کچیل کو ختم کر دیتی ہے۔''

ابو داؤد نے حضرت حزام بن حکیم انصاری کی پھوپھی حضرت ام الملاء سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے میری عیادت کی۔'' الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت فاطمہ خزاعیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ایک انصاری عورت کی عیادت کی جسے درد تھا۔ آپ نے اسے پوچھا ''خود کو کیسے پاتی ہو؟'' اس نے عرض کی: ''اچھا۔ مگر اس بخار نے مجھے اذیت دی ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''صبر کرو۔ یہ ابن آدم کی میل کچیل کو اس طرح ختم کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کی میل کچیل کو ختم کرتی ہے۔''

امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''میں آپ کے ساتھ تھا۔ آپ عبد اللہ ابن ابی کی اس مرض میں اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جس میں وہ مرا تھا۔ جب آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس پر موت کے اثرات دیکھے تو فرمایا: ''میں تجھے اکثر یہود سے محبت سے منع کرتا تھا۔'' اس نے کہا: ''اسعد بن زرارہ نے ان سے بغض رکھا۔ وہ بھی مر گئے۔''

امام احمد، امام بخاری اور ابو داؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں کا ایک بچہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت کرتا تھا۔ وہ علیل ہو گیا۔ آپ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ اس کے سر اقدس کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے اسے فرمایا: ''اسلام لے آ۔'' اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے پاس ہی تھا۔ اس نے اسے کہا: ''ابو القاسم ﷺ کی صدا پر لبیک کہو۔'' اس نے اسلام قبول کر لیا۔ آپ باہر تشریف لائے۔ آپ فرما رہے تھے: ''ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اسے آگ سے بچا لیا۔''

الطبرانی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ایک انصاری کی عیادت کی۔ جب اس کے پاس تشریف لے گئے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا تو پوچھا: ''کیا حال ہے؟'' انہوں نے آپ کو جواب نہ دیا۔ ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ نے ایک صحابی کی عیادت کی جسے درد تھا۔ میں آپ کے ہمراہ تھا۔ آپ نے اپنا دست اقدس بند کیا اور اسے اس کی پیشانی پر رکھ دیا۔ آپ اسے مریض کی عیادت کی تکمیل سمجھتے تھے۔''

ابن ضحاک نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''آپ تین روز کے بعد مریض کی عیادت کرتے تھے۔''ابو یعلی نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''جب آپ سے صحابہ کرام میں سے کوئی شخص تین روز تک نظر نہ آتا تو آپ اس کے بارے پوچھتے اگر وہ غائب ہوتا تو آپ اس کے لیے دعا کرتے۔اگر وہ آجاتا تو اس سے ملاقات کرنے کے لیے تشریف لے جاتے اور اگر وہ مریض ہوتا تو اس کی عیادت کرتے۔''امام بخاری اور ابو داؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔آپ نہ تو خچر پر سوار تھے اور نہ ہی گھوڑے پر سوار تھے۔''ابن ماجہ نے ان سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے:''آپ نے اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پیدل چل کر میری عیادت کی۔میں بنو سلمہ میں تھا۔''

امام مالک نے حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مسکینہ عورت مریض بن گئی۔آپ کو اس کے مرض کے بارے بتایا گیا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مساکین کی عیادت کرتے تھے اور ان کے بارے پوچھتے تھے۔''

امام احمد، امام بخاری نے ادب میں اور ابو داؤد نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''مجھے آشوب چشم نے آلیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرم نوازی کرتے ہوئے میری عیادت فرمائی۔''

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حضرت زید بن ارقم کی عیادت کے لیے گیا۔ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی۔''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے ان سے پوچھا:''کیا حال ہے؟''انہوں نے عرض کی:''ٹھیک ہوں۔''رب تعالیٰ نے ان کی آنکھیں ٹھیک کر دیں۔''

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کسی شخص کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جو عالم نزاع میں تھا۔آپ نے اسے سلام کیا اور پوچھا:''تمہارا کیا حال ہے؟اس نے عرض کی:''مجھے رب تعالیٰ سے بھلائی کی امید ہے۔مجھے اپنے گناہوں کے بارے خوف ہے۔''آپ نے فرمایا:''اس حالت میں جس بندۂ مومن کے دل میں یہ دو چیزیں جمع ہو جاتی ہیں تو رب تعالیٰ اس کی امید کو پورا کر دیتا ہے اور اس کے خوف سے اسے امن بخشتا ہے۔''

امام بخاری نے ادب میں، ابن حبان اور ابو یعلی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''جب آپ مریض کی عیادت کرتے تو اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے پھر سات بار یہ دعا کرتے: اسأل اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیك۔اگر اس کی موت میں تاخیر ہوتی تو اسے اس تکلیف سے نجات مل جاتی۔''

ابو یعلی نے ثقہ راویوں سے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''جب آپ کسی مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو اپنا دستِ اقدس اس جگہ پر رکھتے جہاں اسے درد ہوتا پھر فرماتے: بسم اللہ لا بأس۔

امام احمد، ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے کسی مریض کی عیادت کی آپ کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اسے تیز بخار تھا۔ آپ نے اسے فرمایا: "تمہیں بشارت ہو رب تعالیٰ فرماتا ہے: "میں اپنی آگ (بخار) دنیا میں اپنے بندے پر اس لیے مسلط فرماتا ہوں تاکہ وہ آخرت میں اس کی آگ کا بدل بن جائے۔"

امام بیہقی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ نے اس سے پوچھا: "کیا تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہے؟ اس نے کہا: "ہاں! کیک کھانے کو جی کر رہا ہے۔" آپ نے فرمایا: "ٹھیک ہے۔" اس کے گھر والوں نے اسے کیک لا کر دیا۔"

ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی رحمت نے ایک شخص کی عیادت فرمائی۔ اس سے پوچھا: "کیا کسی چیز پر دل کر رہا ہے؟ اس نے عرض کی: "ہاں! گندم کی روٹی پر دل کر رہا ہے۔" آپ نے فرمایا: "جس کے پاس گندم کی روٹی ہو۔ وہ اسے اپنے بھائی کے لیے بھیج دے۔" پھر فرمایا: "اگر تمہارا مریض کسی چیز کی آرزو کرے تو اسے وہ کھلا دی جائے۔"

امام اسحاق نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے کوئی تکلیف ہوگئی مجھے اہل خانہ اٹھا کر بارگاہ رسالت مآب میں لے گئے۔ آپ ساری رات مجھے قرآن پاک پڑھ کر دم کرتے رہے اور اس کے ساتھ مجھ پر پھونکیں مارتے رہے۔"

الطبرانی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ جب آپ نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو فرمایا: "سلمان! رب تعالیٰ تمہاری اذیت دور کرے۔ تمہارے گناہ معاف کرے۔ تمہارے دین میں تمہیں عافیت عطا کرے اور تمہاری موت کو مؤخر کرے۔"

شیخین اور حارث نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک اعرابی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ اسے بخار تھا جب آپ کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے تو فرماتے: "کوئی حرج نہیں۔ پاکیزگی ہے۔ ان شاء اللہ! اس اعرابی نے کہا: "بلکہ یہ بخار ہے جو عمر رسیدہ بوڑھے کے پیٹ میں جوش مار رہا ہے حتیٰ کہ اسے قبریں دکھا دے۔" آپ نے فرمایا: "پھر اسی طرح ہے۔"

امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت انس سے روایت کیا ہے اس روایت میں کفارہ اور پاکیزگی کے الفاظ ہیں۔

مسدد نے حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کسی مریض کی عیادت فرماتے تو یہ دعا مانگتے:

"مولا! اس کی یہ تکلیف دور فرما جو یہ پا رہا ہے جو جس آزمائش میں تو نے اسے ڈالا ہے اس پر اسے اجر عطا فرما۔"

ابو یعلی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں علیل ہو گیا۔ آپ میری عیادت کے لیے تشریف لاتے تھے۔ ایک دن آپ نے میری عیادت کی۔ آپ نے یوں دم فرمایا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

اعیذ باللہ الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد من شر ما تجد۔

جب آپ کھڑے ہوئے تو فرمایا: "اے ابن عفان! ان کلمات سے پناہ مانگا کرو۔ ایسے کلمات سے تم پناہ نہیں مانگتے۔"

ابویعلی اور بزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ایک انصاری صحابی کی عیادت کی اور فرمایا: "ماموں! یوں کہو: لا الہ الا اللہ۔ اس نے عرض کی: خال ام عم۔ آپ نے فرمایا: "نہیں بلکہ ماموں! اس نے عرض کی: "کیا میں یہ کلمہ پڑھ لوں تو مجھے بھلائی ملے گی۔" آپ نے فرمایا: "ہاں۔"

❁❁❁❁

دوسراباب

ان افراد کے بارے سنت مطہرہ جونزع کے عالم میں تھے

امام احمد اور امام مسلم اور ائمہ اربعہ نے حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے، البزار، الطبرانی نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے، مسدد نے حضرت ابوقلابہ رحمۃ اللہ علیہ سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے اس وقت تشریف لے گئے جب ان پر نزع کی کیفیت طاری تھی۔ اس وقت ان کے اہل خانہ نے اس طرح گفتگو کی جس طرح اہلِ میت گفتگو کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اپنے لیے صرف بھلائی کی دعا کرنا۔ فرشتے میت کے پاس آتے ہیں اور اس کے اہل کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔" آپ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں۔ ان کی آنکھیں کھلی ہوئیں تھی۔" آپ نے فرمایا: "جب روح قبض کی جاتی ہے تو نگاہ اس کا تعاقب کرتی ہے۔" پھر یہ دعا مانگی: "مولا! ابوسلمہ کو معاف فرما دے۔ ہدایت یافتہ لوگوں میں ان کا درجہ بلند فرما۔ ان کے نور کو عظیم فرما اور ان کی نسل میں ان کا جانشین بنا۔" دوسرے الفاظ میں ہے: "پیچھے رہ جانے والے ان کے ترکہ میں ان کا جانشین بنا۔ مولا! ہمیں اور انہیں معاف فرما۔ اے رب العالمین! انکی قبر میں وسعت عطا فرما اور اسے ان کے لیے منور فرما۔"

✿✿✿✿

تیسرا باب

کسی صحابی کے وصال کر جانے پر آپ کا غم و حزن

امام احمد، شیخین، ابوداؤد، امام نسائی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ کے پاس حضرات زید بن حارثہ، جعفر طیار اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ کے چہرۂ انور سے غم عیاں تھا۔ میں دروازے کے شگاف سے آپ کو دیکھ رہی تھی۔"

امام احمد، شیخین، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے سریہ بھیجا۔ ان صحابہ کرام کو قرأ کہا جاتا تھا۔ بئر معونہ کے روز وہ سارے شہید ہو گئے۔ جتنا اس دن آپ مغموم ہوئے میں نے اتنا غمزدہ آپ کو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔"

احمد بن منیع، بزار، ابویعلیٰ نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا دست اقدس تھاما اور مجھے نخلستان میں لے گئے۔ حضرت ابراہیم بن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزع کے عالم میں تھے۔ آپ نے انہیں اپنی آغوش میں اٹھالیا۔ حتیٰ کہ ان کی روح پرواز کر گئی۔ آپ نے انہیں رکھا۔ پھر آپ گریہ بار ہوئے۔ میں نے عرض کی: "آپ رو رہے ہیں جبکہ آپ رونے سے منع کرتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "میں رونے سے منع نہیں کرتا۔ بلکہ میں دو احمق اور فاجر آوازوں سے منع کرتا ہوں۔ گانے، لہو و لعب اور شیطانی مزامیر کی آواز۔ مصیبت کے وقت چہروں کو پیٹنے، اور گریبان چاک کرنے کی آواز۔ یہ تو رحمت ہے جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ابراہیم! اگر یہ سچا وعدہ نہ ہوتا حق بات نہ ہوتی اور یہ حقیقت نہ ہوتی۔ ہمارا آخری شخص عنقریب ہمارے پہلے شخص سے مل جائے گا تو ہم آپ پر اس سے بھی زیادہ غمزدہ ہوتے۔ اے ابراہیم! ہم آپ کی وجہ سے غمزدہ ہیں۔ آنکھ رو رہی ہے۔ دل غمناک ہے۔ لیکن ہم ایسی بات نہیں کرتے جو ہمارے رب تعالیٰ کو ناراض کر دے۔"

شیخین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرات عبدالرحمان بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ جب آپ ان کے گھر جلوہ افروز ہوئے تو دیکھا کہ وہ اپنے اہل خانہ کے حلقہ میں تھے۔ آپ نے پوچھا: "کیا ان کا وصال ہو چکا ہے؟ انہوں نے عرض کی: "نہیں! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ رونے لگے۔ جب لوگوں نے

آپ کا گریہ دیکھا تو وہ بھی رونے لگے۔ آپ نے فرمایا: ''ارے سنو! رب تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم کی وجہ سے عذاب نہیں دیتا۔ بلکہ اس کی وجہ سے عذاب دیتا ہے یا رحم کرتا ہے۔'' آپ نے اپنی زبان اقدس کی طرف اشارہ کیا۔''

شیخین اور ابو داؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابو سیف القین کے ہاں گئے یہ آپ کے فرزند کی دایا کے شوہر تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فرزند دلبند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو پکڑا۔ اسے بوسہ دیا۔ اسے سونگھا۔ پھر ہم دوبارہ ان کے پاس گئے تو حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پر نزع کا عالم طاری تھا۔ آپ کی چشمانِ مقدس سے چھم چھم آنسو گرنے لگے۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ بھی رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ابن عوف! یہ رحمت ہے۔'' پھر آپ گریہ بار ہوئے اور فرمایا: ''ابراہیم! آنکھ آنسو بہا رہی ہے۔ دل غمزدہ ہے۔ ہم صرف وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو جائے۔ ابراہیم! ہم آپ کے فراق کی وجہ سے غمگین ہیں۔''

شیخین، امام احمد، ابو داؤد، نسائی اور بیہقی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اب علمِ اسلام حضرت زید نے تھام لیا۔ ان کے سر پر شہادت کا تاج سجایا گیا۔ اب حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھام لیا۔ انہوں نے بھی جام شہادت نوش کر لیا۔ اب علم اسلام حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اٹھا لیا۔ انہوں نے بھی قبائے شہادت زیب تن کر لی۔'' آپ کی چشمانِ مقدس سے آنسو گرنے لگے۔''

احمد بن منیع نے صحیحین کی شرط پر حضرت قیس بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اپنے والد گرامی کی شہادت کے بعد حاضر خدمت ہوئے وہ آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ وہ دوسرے روز آئے اور اسی جگہ کھڑے ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''آج مجھے تمہاری طرف سے وہی کچھ پہنچا ہے جو تمہاری طرف سے کل پہنچا تھا۔''

ابن ماجہ اور ابو یعلی الموصلی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو درد ہوا اور ان پر نزع کا عالم طاری ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرات ابو بکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما رونے لگے۔ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رونے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے رونے میں فرق کر سکتی تھی۔ میں بھی رونے لگی۔ آپ کی چشمان مقدس سے آنسو گر رہے تھے۔ آپ اپنے چہرۂ انور سے آنسو صاف کر رہے تھے۔ مگر آپ کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لخت جگر رضی اللہ عنہا کے وصال کے وقت حاضر خدمت تھے۔ آپ ان کی قبر انور پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا آپ کی چشمان مقدس سے آنسو گر رہے تھے۔

ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ کی چشمان اقدس کسی پر آنسو نہ گراتی تھیں۔ مگر آپ جب غمگین ہوتے تھے تو اپنی ریش مبارک کو پکڑ لیتے تھے۔''

طبرانی نے ابونضر سالم رحمۃ اللہ علیہ سے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس وقت ان پر نزع کا عالم تھا۔ آپ نے حکم دیا تو انہیں کپڑے میں لپیٹ دیا گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک انصاری خاتون کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ جسے ام معاذ کہا جاتا تھا۔ اس نے کہا: "حضور نبیٔ رحمت ﷺ کافی دیر تک ان پر جھکے رہے۔ آپ کے صحابہ کرام آپ کے ہمراہ تھے۔ پھر آپ ایک طرف ہو کر رونے لگے۔ آپ کے رونے کی وجہ سے اہل خانہ بھی رونے لگے۔ آپ نے فرمایا: "ابوسائب! اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔"

طیالسی، احمد، ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ خواتین حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پر رونے لگیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انہیں منع کرنے لگے۔ یا انہیں مارنے لگے۔" دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق انہیں اپنے درے سے مارنے لگے حضور اکرم ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا: "انہیں چھوڑ دو" آپ نے فرمایا: "تم رو لو لیکن شیطانی آواز سے بچنا۔ جو غم آنکھ میں یا دل میں ہو وہ رحمت ہوتا ہے۔ جس کا اظہار زبان اور ہاتھ سے کیا جاتا ہے وہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔" حضرت سیدہ نساء العالمین رضی اللہ عنہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر انور کے کنارے پر بیٹھ کر رونے لگیں۔ حضور اکرم ﷺ اپنے دستِ اقدس یا کپڑے سے ان کے چہرۂ انور سے آنسو صاف کرنے لگے۔"

مسدد نے ثقہ راویوں سے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے بنو معاویہ میں سے ایک شخص کی عیادت کی۔ آپ نے اسے پایا کہ اس پر نزع کا عالم طاری تھا۔ اس کی خواتین اس پر رو رہی تھیں۔ مرد حضرات عورتوں کو بکھیرنے کے لیے گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "انہیں چھوڑ دو۔ جب موت آجاتی ہے تو وہ نوحہ گروں کی آواز کو نہیں سنتی۔"

طیالسی، جنیدی، عبد اور ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ کسی جنازہ میں تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خواتین کو روتے دیکھا انہوں نے انہیں جالیا۔ یا انہیں پکارا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "عمر! انہیں چھوڑ دو۔ آنکھ آنسو بہا رہی ہے نفس مصیبت زدہ ہے اور عہد قریب ہے۔"

امام احمد، ابوداؤد اور امام ترمذی (انہوں نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے) اور ابن ماجہ نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کو دیکھا آپ حضرت عثمان بن مظعون کے بوسے لے رہے تھے۔ حالانکہ ان کا وصال ہو چکا تھا۔ آپ کی آنکھوں سے چھم چھم آنسو گر رہے تھے۔ میں نے دیکھا آنسو آپ کے چہرہ انور سے نیچے گر رہے تھے۔"

✿✿✿✿

چوتھا باب

میت کو غسل دینے اور اسے کفن دینے کے بارے آپ کی سیرت

اس میں دو انواع ہیں۔

❶ میت کے غسل اور کفن اور بعض صحابہ کرام پر لعاب دہن پھینکنے کے بارے

ائمہ اور دار قطنی نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ کی لخت جگر رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''انہیں تین بار یا پانچ بار یا اس سے زائد بار اگر مناسب سمجھو تو غسل دو۔ انہیں پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو۔ آخر میں کافور مل دو۔ دائیں طرف سے شروع کرنا۔ وضو کی جگہوں پر کافور لگا دینا۔ جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے بتا دینا۔'' ہم نے ان کے گیسوئے پاک کی تین مینڈھیاں بنائیں انہیں ان کے پیچھے پھینک دیا۔ ہم فارغ ہوئیں تو آپ کو آگاہ کیا۔ آپ نے ہمیں ان کا ازار دیا اور فرمایا: ''نیچے یہ پہنا دو۔''

امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت یعلی الثقفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں ان عفت مآب میں شامل تھی۔ جنہوں نے نور نظر مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو غسل دیا تھا۔ آپ نے سب سے پہلے ہمیں ازار بند دیا۔ پھر چادر، پھر دوپٹہ، پھر اوڑھنے والی چادر دی۔ پھر انہیں ایک اور کپڑے میں لپیٹ دیا گیا۔ آپ اس وقت دروازہ کے پاس تھے۔ ان کا کفن آپ کے ہاتھ میں تھا۔ آپ ایک ایک کپڑا ہمیں عطا فرما رہے تھے۔''

شیخین نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ابن ابی کو دفن کرنے کے بعد آپ تشریف لائے اسے نکالا، اس پر اپنا لعاب دھن پھینکا اور اسے اپنی قمیص پہنائی۔''

امام احمد نے ثقہ راویوں سے مبہم شخص سے قیس کے ایک بزرگ سے روایت کیا ہے۔ اس نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''ہماری ایک اونٹنی تھی جسے قابو کرنا بہت مشکل تھا۔ آپ اس کے قریب تشریف لے گئے۔ اس کی کھیری کو مس کیا۔ وہ دودھ اتار لائی اور آپ نے اس کا دودھ نکالا۔ جب میرے والد گرامی کا وصال ہوا تو میں نے اسے کفن میں لپیٹ دیا تھا۔ میں نے کھجور کے کانٹے لیے اور ان کے ساتھ کفن کو باندھ دیا۔ آپ نے فرمایا: ''اپنے والد کو ان کانٹوں کے ساتھ تکلیف نہ دو۔'' پھر ان کے سینہ سے کپڑا اٹھایا کانٹے اتار پھینکے۔ ان کے سینے پر لعاب دھن پھینکا حتیٰ کہ تھوک مبارک کی سفیدی میں نے ان کے سینے پر دیکھی۔''

◆ وہ خوش نصیب شخص جسے آپ ﷺ نے اپنے دستِ اقدس سے غسل دیا اسے کفن دیا اور اسے قبر میں داخل کیا

عبد بن حمید اور حارث بن ابی اسامۃ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''مدینہ طیبہ میں ایک مفلوج شخص تھا۔ اس نے اپنے اہل خانہ سے کہا: ''مجھے اس رستے میں ڈال آؤ جہاں سے سرورِ کونین ﷺ چل کر مسجد تشریف لے جاتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ جب مسجد تشریف لے جاتے تو مفلوج شخص کو سلام کرتے تھے۔ مفلوج شخص کے اہل خانہ آئے۔ تاکہ اسے گھر لے چلیں۔ اس نے کہا: ''نہیں! بخدا! میں تو اس جگہ کو ہرگز نہ چھوڑوں گا۔ جب تک حضور اکرم ﷺ بحیات ہیں۔'' انہوں نے اس کے لیے ایک جھونپڑی بنا دی جس میں وہ مفلوج رہتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ جب بھی وہاں سے گزرتے تو اس مفلوج کو سلام کرتے۔ جب بھی عمدہ کھانا آپ کی خدمت میں بھیجا جاتا تو آپ اسے اس مفلوج کے پاس بھیج دیتے۔ اس اثناء میں کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک شخص آیا۔ اس نے مفلوج شخص کی موت کی خبر دی۔ آپ اٹھے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ اٹھے۔ اس کی جھونپڑی کے قریب گئے۔ آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا: ''میرے علاوہ تم میں سے کوئی اس جھونپڑی کے قریب نہ جائے۔ حضور اکرم ﷺ اس جھونپڑی میں تشریف لے گئے۔ حضرت سیدنا جبرائیل امین اس مفلوج کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اگر آپ تشریف نہ لاتے تو ہم اسے آپ کی طرف سے کافی ہو جاتے۔ اب آپ تشریف لے آئے ہیں۔ آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں۔'' آپ اس کی طرف تشریف لے گئے۔ دست اقدس سے اسے غسل دیا۔ کفن دیا۔ اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے قبر میں داخل کر دیا۔''

✿✿✿✿

پانچواں باب

جنازہ کے بارے سنت مطہرہ

اس باب کی کئی انواع ہیں۔

❶ جنازہ کے ساتھ چلنا

ابن ابی شیبہ نے ثقہ راویوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: میں جنازہ میں آپ کے ساتھ تھا۔جب میں چلتا تو آپ مجھ سے آگے نکل جاتے۔میں بھاگ کر آپ کے آگے نکل جاتا میں نے اس شخص سے کہا جو میرے پہلو میں تھا:"آپ کے لیے اور خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے زمین سمیٹ دی جاتی ہے۔"

طیالسی اور مسدد نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ آپ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔اسے تیزی سے لے جایا جارہا تھا۔میت مشکیزے کی طرح زور زور سے ہل رہی تھی۔آپ نے فرمایا:"اپنے جنازوں کو میانہ روی سے لے کر چلا کرو۔" آپ نے دوبارہ اسی طرح فرمایا۔

ابوداؤد، بیہقی اور ترمذی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"جب آپ جنازہ کے ساتھ تشریف لے جاتے تھے تو آپ نہ بیٹھتے تھے حتیٰ کہ میت کو لحد میں رکھ دیا جاتا۔ایک یہودی عالم آپ کی خدمت میں آیا۔اس نے عرض کی:"محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہم اسی طرح کرتے ہیں۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور فرمایا: "ان کی مخالفت کرو۔"

امام احمد اور ابو یعلیٰ نے ثقہ راویوں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا:"میں نے آپ کی زیارت کی۔آپ نے جنازہ دیکھا تو اس کے لیے کھڑے ہو گئے۔" شیخین نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"جنازہ گزرا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے کھڑے ہو گئے۔پھر ہم بھی آپ کے لیے کھڑے ہو گئے۔ہم نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ یہودی عورت کا جنازہ ہے۔آپ نے فرمایا:"موت میں عبرت کا سامان موجود ہے۔جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔"

امام احمد، شیخین اور امام نسائی نے حضرات سہل بن حنیف اور قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے جنازہ گزرا۔آپ کھڑے ہو گئے۔آپ سے عرض کی گئی۔"یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ ایک یہودی عورت کا جنازہ

ہے۔آپ نے فرمایا: ”کیا اس میں جان نہ تھی؟“

امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کے پاس سے جنازہ گزرا۔آپ کھڑے ہو گئے۔آپ سے عرض کی گئی: ”یہ ایک یہودی عورت کا جنازہ ہے۔“ آپ نے فرمایا: ”ہم تو ملائکہ کے لیے اٹھے ہیں۔“

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ”ہم نے آپ کو دیکھا آپ اٹھے تو ہم بھی اٹھ گئے۔آپ بیٹھے تو ہم بھی بیٹھ گئے۔“ یعنی جنازہ میں۔

امام مالک اور امام شافعی نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ”حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے تو آپ نے ہمیں اٹھنے کا حکم دیا۔آپ بیٹھے تو ہمیں بیٹھنے کا حکم دیا۔“ امام احمد اور امام نسائی نے حضرت ابن سیرین سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ”حضرت امام حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس سے جنازہ گزرا۔اس وقت وہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اسے دیکھ کر اٹھے۔مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نہ اٹھے۔امام حسن رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا: ”کیا حضور شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازہ دیکھ کر اٹھتے نہ تھے۔“ انہوں نے کہا: ”آپ اٹھتے تھے۔پھر بیٹھ جاتے تھے۔“

امام طحاوی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کے پاس سے جنازہ گزرا تو آپ اٹھ گئے۔

امام نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔اسی طرح حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا: ”ہم نے آپ کو کبھی نہ دیکھا کہ آپ نے جنازہ میں شرکت کی ہے اور آپ بیٹھ گئے ہوں۔حتیٰ کہ میت کو لحد میں رکھ دیا جاتا۔“

۲ آپ کا جنازہ کے آگے چلنا اور چلنے کی کیفیت

امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا: ”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسی طرح حضرات ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم جنازہ کے آگے چلتے تھے۔“

امام شافعی، امام احمد اور ائمہ اربعہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ”میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرات ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو جنازہ کے آگے چلتے دیکھا۔“

ابوداؤد نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کی خدمت میں سواری پیش کی گئی۔آپ جنازہ کے ہمراہ تھے۔آپ نے اس پر سوار ہونے سے انکار کر دیا۔جب آپ فارغ ہو گئے تو آپ کی خدمت میں سواری پیش کی گئی تو آپ نے اس پر سواری کر لی۔آپ سے عرض کی گئی تو آپ نے کہا: ”ملائکہ چل رہے تھے۔لہٰذا میں نے سوار ہونا مناسب نہ سمجھا۔جب وہ چلے گئے تو میں سوار ہو گیا۔“

امام مسلم، امام احمد، ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے حسن روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ”آپ کی خدمت میں ایسا گھوڑا لایا گیا جس پر زین نہ تھی۔جبکہ آپ حضرت ابن دحداح کے جنازہ سے واپس آرہے

تھے۔" دوسرے الفاظ میں ہے کہ جب آپ حضرت ابن دحداح کے جنازہ سے فارغ ہوئے تو آپ سوار ہو گئے اور ہم آپ کے اردگرد چل رہے تھے۔" دوسرے الفاظ میں ہے: "پھر آپ کی خدمت ایسا گھوڑا لایا گیا جس پر زین نہ تھی۔ ایک شخص نے اسے روکا۔ آپ اس پر سوار ہو گئے۔ وہ دل کی چال چلنے لگا۔ ہم آپ کے پیچھے پیچھے تھے۔ ہم آپ کے اردگرد دوڑ رہے تھے۔"

امام ابن سعد نے حضرت معمر سے اور وہ حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کبھی بھی سوار ہو کر کسی جنازہ میں شرکت نہ کی تھی۔" الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کسی جنازہ میں شرکت کرتے تو آپ غمگین ہو جاتے اور اکثر خود سے ہمکلامی فرماتے۔"

◆۳ خواتین کو اور آگ لے کر آنے والے کو واپس بھیج دینا

ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم ایک جنازہ میں آپ کے ہمراہ نکلے۔ آپ نے خواتین دیکھیں۔ آپ نے فرمایا: "کیا تم اسے اٹھا کر لائیں ہو۔" انہوں نے عرض کی: "نہیں۔" آپ نے پوچھا: "کیا تم اسے دفن کرو گی؟" انہوں نے عرض کی: "نہیں۔" آپ نے فرمایا: "تم گناہ گار ہو کر نہ کہ اجر و ثواب حاصل کر کے واپس چلی جاؤ۔"

ابن ماجہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ وہاں خواتین بیٹھے ہوئیں تھیں۔" آپ نے ان سے پوچھا: "تم کیوں بیٹھی ہوئی ہو؟" خواتین نے کہا: "ہم جنازے کے انتظار میں کھڑی ہیں۔" آپ نے انہیں فرمایا: "کیا تم نے اسے غسل دیا ہے۔" انہوں نے کہا: "نہیں۔" "کیا تم اسے اٹھا کر لائی ہو؟" انہوں نے عرض کی: "نہیں۔" آپ نے فرمایا: "کیا تم اسے دفن کرنے والوں میں شامل ہو؟" انہوں نے عرض کی: "نہیں" آپ نے فرمایا: "گناہ گار ہو کر نہ کہ اجر و ثواب لے کر واپس چلی جاؤ۔"

الطبرانی اور ابو نعیم نے حضرت ابن معتمر حنش بن معتمر سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھی۔ آپ نے ایک عورت کو دیکھا جس کے پاس انگیٹھی تھی۔ آپ اسے لگاتار پکارتے رہے حتیٰ کہ وہ مدینہ طیبہ کے مکانوں کے پیچھے غائب ہو گئی۔

◆۴ جنازہ دیکھ کر آپ کے خشوع میں اضافہ

ابن سعد نے عبد العزیز بن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ جنازہ دیکھ لیتے تو اکثر خاموشی اختیار کر لیتے۔ ہمکلامی فرماتے۔ صحابہ کرام سمجھتے کہ آپ اس میت پر وارد ہونے والے امور اور جو کچھ اس سے پوچھا جانا ہوتا تھا اس کے متعلق خود سے کلام فرما رہے ہوتے تھے۔

۵ جب آپ کے پاس سے جنازہ گزرتا تو آپ کیا فرماتے تھے

امام احمد، امام شافعی، شیخین اور نسائی نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے جنازہ گزرا۔ آپ نے فرمایا: ''اس نے آرام پالیا اور اس سے سکون پالیا گیا۔'' صحابہ کرام نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مؤمن بندہ دنیا کی تھکاوٹوں اور اذیتوں سے نجات پا کر رب تعالیٰ کے ہاں چلا جاتا ہے۔ جبکہ فاجر شخص سے بندے، شہر، درخت اور جانور نجات پالیتے ہیں۔''

تنبیہات

◆ اکثر صحابہ کرام اور تابعین نے جنازہ کے لیے قیام کو مستحب کہا ہے۔ یہ ابن منذر، اوزاعی، احمد، اسحاق اور محمد بن حسن کا مؤقف ہے۔'' امام شعبی اور نخعی میت کو لحد میں اتارنے سے قبل بیٹھنا مکروہ سمجھتے تھے۔ امام بخاری نے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک جنازہ دیکھے اور اگر وہ اس کے ساتھ نہ جا رہا ہو تو اسے دیکھ کر کھڑا ہو جائے۔ حتیٰ کہ یا تو وہ جنازہ کو پیچھے چھوڑ جائے یا جنازہ اسے پیچھے چھوڑ دے یا اسے پیچھے چھوڑنے سے پہلے اسے رکھ دیا جائے۔'' انہوں نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔ جو اس کے پیچھے ہو۔ وہ نہ بیٹھے۔ حتیٰ کہ جنازہ کو رکھ دیا جائے۔''

◆ ان للموت فزعا

امام قرطبی نے لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ موت دیکھ کر انسان غفلت سے بیدار ہو جاتا ہے۔ یہ اس کی عظمت کی طرف اشارہ ہے۔ اس حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ موت کو دیکھ کر انسان غافل نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ موت کے بارے سستی کا ادراک اسی سے ہوتا ہے۔ لہٰذا اس میں برابر ہے کہ چاہے میت مسلمان کی ہو یا غیر مسلم کی۔''

دیگر مفسرین نے لکھا ہے کہ اہل ایمان کے نفس کو فَزَعًا از روئے مبالغہ بنایا گیا ہے جیسے کہا جاتا ہے رَجُلٌ عَدْلٌ امام بیضاوی نے لکھا ہے کہ مصدر ہے جسے مبالغہ کے لیے وصف کی جگہ پر رکھا گیا ہے اصل عبارت یوں تھی الموت ذوفزع دوسرے مؤقف کی تائید ابوسلمہ کی وہ روایت بھی کرتی ہے جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔ ان للموت فزعا اس روایت کو ابن ماجہ سے نقل کیا ہے۔ بزار نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ اس میں اس حالت پر تنبیہ ہے جو جنازہ کو اس حالت پر دیکھے وہ اس کی وجہ سے مضطرب اور بے چین ہو جائے۔ اس سے عدم توجہی یا بے پرواہی کا اظہار نہیں ہوتا۔ دوسری روایت میں آپ نے فرمایا: الیست نفسا؟ یہ سابقہ علت کے معارض نہیں ہے۔ جیسے کہ آپ نے فرمایا: ان للموت فزعا کیونکہ

دوسری روایت میں ہے کہ ہم ملائکہ کے لیے اٹھے ہیں۔ کیونکہ امام احمد نے حضرت ابوموسیٰ سے، ابن حبان اور حاکم نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے: ''تم نے اس ذات کی تعظیم کے لیے اٹھے ہو جو ارواح کو قبض کرتی ہے۔'' ابن حبان کی روایت میں ہے: ''تم اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لیے اٹھے ہو۔'' جو ارواح کو قبض کرتا ہے۔ یہ بھی سابقہ علت کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ موت کی تیاری کے لیے اٹھنے میں بھی رب تعالیٰ کے امر کی تعظیم پائی جاتی ہے اور اس کے احکام کو بجالانے والوں کی تعظیم بھی اس میں شامل ہے یعنی ملائکہ کی تعظیم۔''

◆ ۳ امام احمد نے حضرت امام حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ اس وجہ سے اٹھے تھے کیونکہ آپ کو یہودی عورت کی بو سے اذیت ہوئی تھی۔۔۔ الطبرانی نے یہ اضافہ کیا ہے: ''آپ کو اس کے بخور کی بو نے اذیت دی آپ اٹھے۔ حتیٰ کہ اس کا جنازہ گزر گیا۔''

الطبرانی اور بیہقی نے ایک اور سند سے امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ اس لیے اٹھے تھے کہ آپ کو ناپسند تھا کہ آپ کے سر سے بلند ہو۔'' یہ روایات سابقہ صحیح روایات کے منافی نہیں ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ان کی اسناد ان کی اسناد کے ساتھ صحت میں مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ دوسری بات یہ ہے۔ اس کی علت اس طرف جاتی ہے جسے راوی سمجھ سکتا ہے۔ جبکہ گزشتہ علت حدیث پاک سے واضح ہے۔ گویا کہ راوی نے آپ سے واضح علت نہ سنی اور کسی نے اپنے اجتہاد سے علت بیان کر دی۔ ابن ابی شیبہ نے خارجہ بن زید سے اور وہ اپنے چچا یزید بن ثابت سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: ''ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک جنازہ آ گیا۔ جب آپ نے اسے دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے۔ صحابہ کرام بھی کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ جنازہ دور چلا گیا۔ بخدا! میں نہیں جانتا کہ یہ اس کی شان یا مکان کی تنگی کی وجہ سے تھا۔ ہم نے آپ سے اس قیام کی وجہ نہ پوچھی۔''

◆ ۴ اہل علم کا اس مسئلہ میں اختلاف

امام شافعی نے اسے غیر واجب کہا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ یا تو منسوخ ہے یا یہ قیام کسی اور سبب کی وجہ سے تھا۔ سبب جو بھی تھا بعد میں آپ نے یہ قیام ترک کر دیا تھا۔ حجت آپ کا آخری فعل مبارک ہوتا ہے۔ اس وقت آپ کو بیٹھنا زیادہ پسند تھا۔ انہوں نے ترک قیام کا اشارہ اس حدیث پاک کی طرف کیا ہے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے جنازہ کے لیے قیام کیا۔ پھر آپ بیٹھ گئے اس روایت کو امام مسلم اور امام بیہقی نے نقل کیا ہے انہوں نے لکھا ہے ''حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس قوم کی طرف اشارہ کیا جو کھڑی ہوئی تھی کہ وہ بیٹھ جائیں۔ پھر انہوں نے یہ روایت سنائی۔ اسی لیے ایک جماعت نے جنازہ کے لیے کھڑے ہونے کو مکروہ کہا ہے۔ ان میں حضرات سلیم رازی وغیرہ شامل ہیں۔ روایت میں اس

قیام سے ممانعت بھی وارد ہے۔ امام احمد اور نسائی کے علاوہ دیگر اصحاب السنن نے روایت کیا ہے کہ آپ جنازہ گزرتے وقت کھڑا ہوتے تھے۔ ایک یہودی عالم آپ کے پاس سے گزرا۔ اس نے کہا: "ہم بھی اسی طرح کرتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "بیٹھ جاؤ۔ اور ان کی مخالفت کرو۔" اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ علامہ قاضی نے لکھا ہے کہ اسلاف میں سے ایک جماعت کا مؤقف یہ ہے کہ یہ قیام حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت سے منسوخ ہے۔ لیکن امام نووی نے لکھا ہے کہ نسخ کا قول اس کے بارے درست نہیں الایہ کہ انہیں جمع کرنا مشکل ہو اور انہیں جمع کرنا ممکن ہے۔ پسندیدہ مؤقف یہ ہے کہ یہ مستحب ہے۔ المتولی کا بھی یہی مؤقف ہے۔ ابن الماجشون نے کہا ہے: "آپ کا بیٹھنا جواز کے بیان کے لیے تھا۔ جو بیٹھ گیا۔ اس کے لیے وسعت ہے۔ جو کھڑا ہوا اس کے لیے اجر ہے۔"

✿✿✿✿

چھٹا باب

میت پر نمازِ جنازہ کا طریقہ

اس میں کئی انواع ہیں۔

❶ آپ کس جگہ کھڑے ہوتے تھے

امام احمد، ابوداؤد امام ترمذی نے (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نماز جنازہ پڑھی وہ میت کے سر کے سامنے کھڑے ہوئے۔ پھر لوگ قریش کی ایک عورت کا جنازہ لے کر آئے۔ انہوں نے کہا: ''ابوحمزہ! آپ اس کا بھی نماز جنازہ پڑھائیں۔'' وہ چارپائی کے درمیان میت کے سامنے کھڑے ہوئے۔ حضرت علاء بن زیاد نے عرض کی: ''کیا آپ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح دیکھا ہے کہ آپ عورت کی میت کے درمیان کے سامنے اور مرد کی میت کے سر کے سامنے کھڑے ہوتے تھے۔'' انہوں نے فرمایا: ''ہاں!''

ایک جماعت نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''میں نے آپ کے پیچھے اس عورت کی نماز جنازہ پڑھی جو زچگی کے دوران فوت ہوگئی تھی۔ آپ اس کی میت کے درمیان کے سامنے کھڑے ہوئے۔''

❷ چار یا پانچ تکبیریں اور نماز جنازہ میں ہاتھ اٹھانا

امام ترمذی اور دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے نماز جنازہ پر تکبیر کہی۔ آپ نے پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھائے اور دایاں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا۔''

ابن ماجہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حضرت عثمان بن مطعون رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس میں چار تکبیریں کہیں۔'' دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ نے چار تکبیریں کہیں اور ایک سلام پھیرا۔''

ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہتے تھے۔ پھر کچھ دیر آپ رک جاتے پھر جو رب تعالیٰ چاہتا پڑھتے۔ پھر سلام پھیر دیتے۔''

دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ نے آخری نماز جنازہ میں چار

تکبیریں کہیں۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں۔" دارقطنی نے حضرت مسروق سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی۔میں نے انہیں یوں فرماتے ہوئے سنا: "میں نے ان کی نماز جنازہ اس طرح پڑھائی ہے جس طرح میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے دیکھا تھا۔" انہوں نے اس میں چار تکبیریں کہیں تھیں۔"

امام احمد، امام مسلم اور ائمہ اربعہ اور دارقطنی نے حضرت عبدالرحمان بن ابی لیلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں میں چار تکبیر کہتے تھے۔انہوں نے ایک جنازہ میں پانچ تکبیریں کہیں۔ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی تکبیریں بھی کہہ لیتے تھے۔"

الطبرانی نے حضرت عمر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز میں اور نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔"

◆۳ سورۃ الفاتحہ پڑھنا، میت کے لیے دعا اور سلام پھیرنا

امام شافعی، شیخین، نسائی اور ترمذی نے حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "میں نے حضرت ابن عباس کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی۔انہوں نے سورۃ الفاتحہ پڑھی۔ باآواز بلند پڑھی۔حتیٰ کہ اسے ہمیں سنایا۔جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے اس کے بارے ان سے پوچھا۔انہوں نے کہا: "یہ سنت اور حق ہے۔"

امام ترمذی نے لکھا ہے: "اس کی سند قوی نہیں ہے۔یہ موقوف ہے۔ابن ماجہ نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ الفاتحہ کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔امام شافعی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں۔آپ نے پہلی تکبیر کے بعد سورۃ الفاتحہ پڑھی۔

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے ناحص بن قاسم کے) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔آپ نے چار بار نماز جنازہ میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ پڑھا۔الطبرانی نے ضعیف سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ آگے بڑھے۔حضرت خالد بن تمیک رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پر تکبیر کہی۔یا یہ جنازہ حضرت سہل بن عتیک کا تھا۔ان کا پہلا جنازہ تھا جو جنازہ گاہ میں پڑھا گیا۔آپ آگے تشریف لائے۔تکبیر کہی۔آپ نے سورۃ الفاتحہ پڑھی۔یہ سورت باآواز بلند پڑھی۔دوسری بار تکبیر کہی تو اپنے ذات بابرکات پر اور دیگر مسلمانوں پر درود شریف پڑھا۔پھر تیسری بار تکبیر کہی تو میت کے لیے دعا کی۔پھر یہ دعا مانگی: اللھم اغفرله وارحمه ارفع درجة پھر آپ نے چوتھی تکبیر کہی تو مومنین اور مومنات کے لیے دعا مانگی۔پھر سلام پھیر دیا۔امام احمد نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔اس میں چار تکبیریں کہیں چوتھی تکبیر کے بعد اتنی دیر کھڑے رہے۔جتنی دیر دو تکبیروں کے مابین تھی۔پھر دعا مانگی پھر

کہا: "حضور سید مرسلاں صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز جنازہ پڑھاتے تھے۔"

امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے ہمیں ایک مسلمان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ میں نے آپ کو سنا۔ آپ یہ دعا مانگ رہے تھے:

آلا ان فلانا ابن فلان فی ذمتك و حبل جوارك فقه فتنة القبر و عذاب النار و انت اهل الوفاء و الحق اللهم اغفرله و ارحمه فانك انت الغفور الرحيم۔

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور امام نسائی نے حضرت ابراہیم الاشہلی رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ نماز جنازہ پڑھاتے تو یہ دعا مانگتے تھے:

اللهم اغفر لحينا و ميتنا و شاهدنا و غائبنا و صغيرنا و كبيرنا و ذكرنا و انثانا۔

امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت ابوقتادہ سے، امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ کسی کی نماز جنازہ پڑھتے تھے تو یہ دعا مانگتے تھے:

اللهم اغفر لحينا و ميتنا و شاهدنا و غائبنا و صغيرنا و كبيرنا و ذكرنا و انثانا. اللهم من احيتهٔ منا فاحيه على الاسلام و من توفيته منا فتوفه على الايمان۔

ابن ماجہ اور ابوداؤد نے یہ اضافہ کیا ہے: اللهم لا تحرمنا اجره و لا تضلنا بعده۔

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت ابن سماح یا شماخ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں موجود تھا مروان نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: "آپ نے کیسے سنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ کیسے پڑھاتے تھے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "آپ یہ دعا مانگتے تھے:

اللهم انت ربها و انت خلقتها و انت هديتها للاسلام و انت قبضت روحها و انت اعلم بسرها و علانيتها جئنا شفعاً فاغفرلها۔

امام مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ میں نے آپ سے یہ دعا یاد کرلی:

اللهم اغفرله و ارحمه و عافه و اعف عنه و اكرم نزله و وسع مدخله و اغسله بالماء و الثلج و البرد و نقه من الخطايا كما نقيت الثوب الابيض من الدنس و ابدله دار اخيرا من داره و اهلا خيرا من اهله و زوجا خيرا من زوجه و ادخله الجنة و اعذه من عذاب القبر او من عذاب النار۔

دوسرے الفاظ میں ہے: وقه فتنة القبر و عذاب النار حتیٰ کہ میں نے تمنا کی کہ کاش یہ جنازہ میرا ہوتا کیونکہ آپ نے اس کے لیے دعا مانگی تھی۔

ابو یعلی نے حسن سند کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ کو سنا آپ میت پر نماز جنازہ میں یہ دعا مانگ رہے تھے: اللهم اغفر له وصل عليه و اورده حوض رسولك۔''

ابو یعلی، امام احمد اور امام بیہقی نے صحیح سند سے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے آپ کے ساتھ نماز جنازہ میں شرکت کی۔انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ کو سنا آپ یہ دعا مانگ رہے تھے:

اللهم اغفر لحينا و ميتنا و شاهدنا و غائبنا و صغيرنا و كبيرنا و ذكرنا و انثانا۔

حضرت ابو سلمہ نے یہ الفاظ زیادہ کہے ہیں:

اللهم من احييته فاحيه على الاسلام و من توفيته منا فتوفه على الايمان۔

الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میت پر نماز جنازہ پڑھتے تو یہ دعا مانگتے تھے:

اللهم اغفر لحينا و ميتنا و شاهدنا و غائبنا و لا انثانا و ذكورنا من احييته فاحيه على الاسلام و من توفيته منا فتوفه على الايمان اللهم عفوك عفوك عفوك۔

الطبرانی نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''ہم نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نماز جنازہ پڑھی۔آپ نے دائیں بائیں سلام پھیرا۔''

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''چند امور ایسے ہیں جنہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر انجام دیتے تھے۔مگر لوگوں نے انہیں ترک کر دیا ہے۔ان میں سے ایک نماز جنازہ میں نماز کا اس طرح سلام پھیرنا ہے۔جیسے وہ نماز میں سلام پھیرتا ہے۔''

❁❁❁❁

ساتواں باب

آپ نے کس کس کی نماز جنازہ پڑھی

اس میں کئی انواع ہیں۔

❶ بچوں کی نماز جنازہ

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی بچے یا بچی کی نماز جنازہ پڑھی۔ پھر فرمایا: "اگر کوئی قبر کے دبانے سے بچ سکتا تو یہ بچہ بچ جاتا۔"

❷ قبر پر نماز جنازہ

احمد اور دارقطنی نے روایت ہے کہ حضرت اسود رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کی صفائی کرتے تھے۔ ان کا وصال ہو گیا۔ انہیں رات کے وقت دفن کر دیا گیا۔ آپ کو بتایا گیا تو آپ نے فرمایا: "ان کی قبر کی طرف چلو۔" آپ نے فرمایا: "یہ قبور اپنے اہل پر ظلمت سے لبریز ہوتی ہیں۔ رب تعالیٰ انہیں میری نماز جنازہ کی وجہ سے منور فرما دیتا ہے۔" آپ ان کی قبر پر تشریف لائے۔ اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ ایک انصاری صحابی نے عرض کی: "یارسول اللہ! میرا بھائی وصال کر گیا تھا۔ مگر آپ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔" آپ نے اسے فرمایا: "اس کی قبر پر چلو۔" آپ انصاری کے ساتھ اس کی قبر پر گئے اور نماز پڑھی۔"

امام مالک، امام شافعی، نسائی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو امامۃ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل مدینہ کے فقراء کی عیادت فرماتے تھے۔ جب ان کا وصال ہو جاتا تھا تو ان کی نماز جنازہ پڑھاتے تھے۔ ایک مسکینہ عورت بیمار ہو گئی۔ آپ کو اس کے مرض سے آگاہ کیا گیا۔ اس کی بیماری طویل ہو گئی۔ آپ مساکین کی عیادت فرماتے تھے اور ان کے بارے پوچھتے تھے۔ آپ اس مسکینہ کے بارے بھی پوچھتے تھے۔ آپ نے فرمایا: "اگر اس کا انتقال ہو جائے تو اس کو دفن نہ کرنا حتیٰ کہ میں اس کی نماز جنازہ پڑھا لوں۔" اس کا وصال ہو گیا۔ صحابہ کرام اسے نماز عشاء کے بعد مدینہ طیبہ لے کر آئے۔ انہوں نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو چکے تھے۔ انہوں نے آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا انہوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے بقیع الغرقد میں دفن کر دیا۔ وقت صبح صحابہ کرام حاضر ہوئے اور آپ نے ان سے اس عورت کے متعلق پوچھا انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ان کا وصال ہو چکا ہے۔" آپ نے فرمایا: "کیا میں نے تمہیں حکم

نہیں دیا تھا کہ مجھے اس کے بارے بتا دینا۔" صحابہ کرام عرض گزار ہوئے: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے دیکھا آپ سو رہے تھے ہم نے آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا اور رات کو باہر نکالنا مناسب نہ سمجھا۔" حضور اکرم ﷺ اس عورت کی قبر انور پر تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام کو اس کی قبر پر نماز پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔"

شیخین اور ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک سیاہ فام عورت مسجد نبوی میں جھاڑو دیتی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے غائب پایا آپ نے اس کے متعلق پوچھا۔ صحابہ کرام نے عرض کی: "اس کا وصال ہو چکا ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے مجھے کیوں نہ بتایا؟" گویا کہ صحابہ کرام نے اس کا معاملہ چھوٹا سمجھا تھا۔ آپ نے فرمایا: "مجھے اس کی قبر تک لے چلو۔" صحابہ کرام آپ کو اس کی قبر تک لے گئے۔ آپ نے اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی۔

مسعود اور حارث نے حمید بن ہلال سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی مدینہ طیبہ میں جلوہ نمائی سے قبل حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔ جب آپ مدینہ طیبہ آئے تو ان کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔"

امام احمد، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت یزید بن ثابت سے روایت کیا ہے۔ ابن ماجہ نے لکھا ہے کہ یہ حضرت زید بن ثابت سے بڑے تھے۔ انہوں نے کہا: "ہم حضور ﷺ کے ہمراہ عازم سفر ہوئے۔ جب ہم بقیع گئے تو وہاں ایک نئی قبر تھی۔ آپ ﷺ نے اس کے بارے پوچھا۔ صحابہ کرام نے عرض کی: "فلانہ کی قبر ہے۔" آپ نے اسے پہچان لیا۔ فرمایا: "تم نے مجھے اس کے بارے بتا کیوں نہ دیا؟ میرا اس پر نماز جنازہ پڑھنا سراپا رحمت ہے۔" صحابہ کرام نے عرض کی: "آپ روزہ سے تھے اور قیلولہ فرما رہے تھے۔ ہم نے آپ کو اذیت دینا مناسب نہ سمجھا۔ آپ نے فرمایا: "یوں نہ کیا کرو۔ تم میں سے جس کا بھی وصال ہو جائے۔ جبکہ میں یہیں ہوں تو مجھے ضرور بتایا کرو۔" پھر آپ اس کی قبر پر تشریف لائے۔ ہم نے آپ کے پیچھے صفیں بنالیں۔"

دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ایک قبر پر ایک ماہ بعد نماز جنازہ پڑھی۔ امام ترمذی نے حضرت ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا اس وقت آپ سفر میں تھے۔ جب آپ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ان کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی حالانکہ ان کے وصال کو ایک ماہ ہو چکا تھا۔"

الطبرانی نے الاوسط میں اور الضیاء المقدس نے احکام میں اس سند سے روایت کیا ہے۔ جس میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ قبروں کے مابین نماز جنازہ پڑھی جائے۔"

۳ غائب پر آپ کی نماز جنازہ

امام احمد، شیخین، نسائی نے حضرت جابر سے، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عمران بن حصین سے، امام احمد نے حضرت ابن عباس سے، ابن ماجہ نے مجمع بن جاریہ سے امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت حذیفہ بن اسید سے، امام احمد

نے حضرت جریر سے، ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر سے، ابو یعلی نے سعید بن زید سے، الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت انس سے، الطبرانی نے ابو سعید خدری سے اور الطبرانی نے حضرت وحشی بن حرب سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "حبشہ کے ایک مرد پاکباز کا وصال ہو گیا ہے۔" دوسری روایت میں ہے: "تمہارے بھائی کا وصال تمہارے شہروں کے علاوہ دوسرے شہروں میں ہوا ہے۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: "اصحمہ نجاشی۔ آؤ اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔" ہم اٹھے۔ ہم نے دو صفیں بنالیں۔ آپ نے اس کی اسی طرح نماز جنازہ پڑھائی جیسے آپ میت کی نماز جنازہ پڑھاتے تھے۔ آپ نے چار تکبیریں کہیں اور فرمایا: "اپنے بھائی کے لیے مغفرت طلب کرو۔"

ابو یعلی نے محمد بن ابراہیم بن علاء کی سند سے، الطبرانی نے محبوب بن ہلال کی سند سے حضرت انس سے، الطبرانی نے حضرت ابو امامہ سے نوح بن عمر کی سند سے، الطبرانی نے حضرت معاویہ سے صدقہ بن ابی سہل کی سند سے، روایت کیا ہے جبکہ اس کے بقیہ افراد ثقہ ہیں کہ حضور اکرم ﷺ تبوک کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: "حضرت معاویہ بن معاویہ اللیثی کا وصال ہو گیا ہے۔ محمد عربی! صلی اللہ علیک وسلم ان کی نماز جنازہ پڑھیں۔" آپ باہر تشریف لائے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ آئے۔ انہوں نے زمین پر پر مارا زمین کا ہر درخت اور ٹیلہ نیچے ہو گیا۔ ان کی چارپائی اوپر اٹھائی گئی۔ آپ نے انہیں دیکھا۔ آپ نے، حضرت جبرائیل امین نے اور ملائکہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ فارغ ہونے کے بعد آپ نے پوچھا: "جبرائیل! حضرت معاویہ کو یہ مقام رفیع کیسے ملا؟ انہوں نے عرض کی: "کثرت سے سورۃ الاخلاص قل ھو اللہ احد کی تلاوت کرنے کی وجہ سے۔ وہ کھڑے، بیٹھے، سواری کی حالت میں، چلتے ہوئے اور ہر حال میں یہ سورت پڑھتے رہتے تھے۔"

تنبیہات

❶ اس روایت کو حافظ ابو الحسن الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے مجمع الزوائد میں باب الصلاۃ علی الغائب میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس باب میں اس روایت کے تذکرہ میں اعتراض کی گنجائش ہے اور اس کے اکثر طرق میں ہے کہ آپ حضرت معاویہ کی چارپائی کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔"

❷ یہ حدیث پاک آپ کی نبوت کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ اس کی کئی اسناد ہیں جو ایک دوسری کو تقویت دیتی ہیں میں صحابہ میں سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں ان کا ذکر کروں گا۔ الفتح میں باب الصفوف علی الجنازہ میں ہے جب اس روایت کے سارے طرق کو دیکھا جائے تو یہ ایک قوی خبر بن جاتی ہے۔" اللسان میں انہوں نے نوح بن عمران کے ضمن میں لکھا ہے کہ ان کی اسناد حدیث پاک کی دیگر اسناد سے زیادہ قوی ہیں۔" امام

نووی نے الاذکار میں باب الذکر میں اسے ایک سند سے لکھا ہے۔

- وہ راوی جن پر عیب لگایا گیا ہے ان میں سے ایک محبوب بن ہلال ہیں۔ الحافظ نے لکھا ہے: "میں نے تاریخ البخاری میں اس شخص کا تذکرہ نہیں دیکھا۔ ابن ابی حاتم نے ان کا تذکرہ کیا ہے انہوں نے فرمایا: "میں نے اپنے والد گرامی سے ان کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: "یہ مشہور نہ تھے۔" ابن حبان نے انہیں ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔ نوح بن عمر کے بارے ابن حبان نے کہا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ اس نے یہ روایت چوری کی ہے۔ میزان میں اسی طرح ہے۔ الحافظ نے لکھا ہے کہ ابن حبان نے اس نوح کا تذکرہ نہ تو ضعیف راویوں میں کیا ہے۔ نہ ہی اس کا نام لکھا ہے انہوں نے علاء بن محمد ثقفی کے تعارف میں لکھا ہے۔ انہوں نے ان کے تعارف میں یہ حدیث لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ اسے اہل شام میں سے ایک بزرگ نے چوری کیا ہے۔ اس نے اسے عن بقیہ، عن محمد بن زیاد عن ابی امامۃ سے روایت کیا ہے۔" الحافظ نے لکھا ہے" ظاہر ہے کہ یہ شخص اس کے علاوہ ہے لیکن یقین کے ساتھ یہ کہنا عمدہ نہیں ہے۔ ان کے شیخ ابوالحسن الہیثمی نے مجمع الزوائد میں ابن حبان کے سابقہ کلام کے بعد لکھا ہے۔ میں کہتا ہوں: "یہ ضعیف نہیں ہے۔ بقیہ تدلیس کرتا تھا اس کے علاوہ اس میں اور کوئی عیب نہیں ہے۔"

❁❁❁❁

آٹھواں باب

جن لوگوں کی آپ نے نماز جنازہ نہ پڑھی

اس میں کئی انواع ہیں۔

① جس پر حد لگائی گئی تھی اس پر نماز جنازہ نہ پڑھنا

ابوداؤد نے حضرت ابوبردہ الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔ نہ ہی کسی کو ان کی نماز جنازہ پڑھنے سے روکا۔"

امام احمد، امام بخاری، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بنو اسلم میں سے ایک شخص بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ اس نے زنا کا اعتراف کیا۔ آپ اس سے اعراض فرمایا۔ اس نے پھر اعتراف کیا۔ آپ نے اس سے اعراض فرمایا۔ اس نے پھر اعتراف کیا آپ نے اس سے اعراض فرمایا حتیٰ کہ اس نے اپنے خلاف چار بار گواہی دی۔ آپ نے پوچھا: "کیا تمہیں جنون ہے؟" اس نے عرض کی: "نہیں۔" آپ نے فرمایا: "کیا شادی شدہ ہو؟" اس نے عرض کی: "ہاں! آپ نے اس کے بارے حکم دیا۔ اسے عیدگاہ کے پاس رجم کر دیا گیا۔ جب اسے پتھر لگے تو وہ بھاگنے لگا پھر اسے پکڑ کر رجم کر دیا گیا حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ آپ نے اسے بھلائی سے یاد کیا اور اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔"

امام مسلم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جہینہ کی ایک عورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت آئی۔ وہ زنا کی وجہ سے حاملہ تھی۔ اس نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں حد کی مستحق ہو چکی ہوں مجھ پر حد قائم فرمائیں۔ آپ نے اس کے سرپرست کو بلایا اور فرمایا: "اس کے ساتھ عمدہ سلوک کرو جب اس کا وضع حمل ہو جائے تو اسے میرے پاس لے آؤ۔" اس نے اسی طرح کیا۔ آپ نے حکم دیا تو اس کے کپڑے اس پر باندھ دیے گئے۔ اس کے بارے حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "کیا آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی ہے حالانکہ اس نے زنا کیا ہے۔" آپ نے فرمایا: "اس نے اس طرح توبہ کی تھی کہ اگر اس کی توبہ کو ستر اہل مدینہ میں تقسیم کیا جاتا تو وہ ان کے لیے کافی ہو جاتی۔" کیا تم اس عورت سے افضل کسی شخص کی توبہ کو پا سکتے ہو جو اپنا آپ بھی رب تعالیٰ کے لیے قربان کر دے۔"

◆ اہلِ معاصی کا نماز جنازہ نہ پڑھنا

امام احمد، امام مسلم، نسائی اور ترمذی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ کی خدمت میں ایسا شخص لایا گیا۔ جس نے نیزے کے ساتھ خودکشی کی تھی۔ آپ نے ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔''

حارث نے بشیر بن نمیر (یہ ضعیف ہے) کی سند سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے غزوۂ خیبر میں فرمایا: ''جس کے پاس کمزور سواری ہو۔ وہ واپس چلا جائے۔'' آپ نے منادی کو حکم دیا اس نے یہ اعلان کر دیا۔ کچھ لوگ واپس آگئے۔ ان صحابہ کرام میں ایک ایسا شخص بھی تھا جو ایسے اونٹ پر سوار تھا جسے سنبھالنا مشکل تھا۔ وہ رات کے وقت کسی سیاہ چیز کے پاس سے گزرا۔ وہ اونٹ اسے لے کر بھاگ نکلا۔ اس نے اسے نیچے پٹخ دیا اور اس کی گردن توڑ دی۔ اسے بارگاہ رسالت مآب میں لایا گیا۔ آپ نے پوچھا: ''تمہارے اس ساتھی کو کیا ہوا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''اس کا معاملہ اس طرح اس طرح ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''بلال! کیا تم نے اعلان نہیں کیا تھا کہ جس کی سواری کمزور ہو وہ واپس چلا جائے۔'' انہوں نے عرض کی: ''ہاں!'' آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ الطبرانی نے جید سند کے ساتھ اور امام احمد نے اسے روایت کیا ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے اسے حسن سند سے روایت کیا گیا ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے: ''پھر آپ کے اعلان کرنے والے نے لوگوں میں یہ اعلان کیا ''جنت نافرمان کے لیے حلال نہیں ہے۔'' اس نے تین بار یہ اعلان کیا۔

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے (اس میں اختصار ہے) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی وفات کے وقت چھ غلام آزاد کیے اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی مال نہ تھا۔ اس کے اعرابی وارث آئے۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے اس فعل سے آگاہ کیا۔ آپ نے پوچھا: ''کیا اس نے واقعی اسی طرح کیا ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''اگر تم ہمیں پہلے بتا دیتے تو ہم اس کا جنازہ نہ پڑھتے۔'' دوسرے الفاظ میں ہے: ''میں نے ارادہ کیا کہ میں اس کا نماز جنازہ نہ پڑھوں۔''

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ کو کسی کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے عرض کی جاتی تو آپ میت کے بارے سوال کرتے اگر صحابہ کرام اس کی تعریف کرتے تو آپ اٹھتے اور اس کی نماز جنازہ پڑھا دیتے۔ اگر اس کی تعریف نہ کی جاتی تو آپ اس کے اہل خانہ سے فرماتے: ''تم اس کی نمازِ جنازہ پڑھ لو'' آپ اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھتے۔

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ کے عہد مبارک میں ایک شخص مر گیا۔'' آپ نے فرمایا: اس کے ازار کے اندر دیکھو۔ وہاں سے ایک یا دو دینار ملے۔'' آپ نے ہمیں فرمایا: ''اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ پڑھو۔''

۳ آپ ابتداء میں اس شخص کی نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے جس پر قرض ہوتا تھا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اگر آپ کے پاس اس شخص کی میت لائی جاتی جس پر قرض ہوتا تو آپ اس کے بارے پوچھ لیتے تھے۔

احمد بن منیع نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک شخص کا وصال ہو گیا۔ اس پر ایک یا دو دینار قرض تھے جو اس نے ادا نہیں کیے تھے۔ آپ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا: ''اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ پڑھو۔'' حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ''میں اس کی طرف سے قرض ادا کروں گا۔'' آپ اٹھے اور اس کی نمازِ جنازہ ادا کی۔''

❁❁❁❁

نواں باب

میت کو دفن کرنا اور اس کے متعلقات

اس میں کئی انواع ہیں۔

➊ قبر کے کنارے پر بیٹھنا اور قبر کو وسیع اور عمدہ کرنے کا حکم

ابن ماجہ نے حضرت ہشام بن عامر سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”قبر کھودو، وسیع قبر کھودو اور عمدہ قبر کھودو۔“

امام احمد، ابوداؤد اور دارقطنی نے ایک انصاری شخص سے روایت کیا ہے۔ اس نے کہا: ”میں ایک انصاری شخص کے جنازہ کے لیے حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ نکلا۔ میں ابھی بچہ تھا اور اپنے والد گرامی کے ساتھ تھا۔ آپ قبر کے کنارے پر بیٹھ گئے۔ قبر کھودنے والے کو نصیحت کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا: ”سر کی طرف سے اسے کھلا کرو، ٹانگوں کی طرف سے اسے کھلا کرو۔ اس کے لیے جنت کی کتنی کھجوریں ہیں۔“

امام بیہقی، ابن ماجہ، بغوی اور ابن مندہ (انہوں نے کہا ہے۔ یہ روایت غریب ہے۔ میں اسے صرف اسی سند کے اعتبار سے جانتا ہوں) اور ابونعیم نے (ان کی سند میں موسیٰ بن عبیدہ زبدی ہے یہ ضعیف ہے) الادرع سلمی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”میں ایک رات آپ کی نگہبانی کر رہا تھا۔ ایک شخص باآواز بلند قرأت کر رہا تھا۔ میں نے عرض کیا: ”یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کوئی ریاء کار ہے۔“ آپ نے فرمایا: ”یہ عبداللہ ذوالبجادین ہیں“ مدینہ طیبہ میں ان کا وصال ہوا۔ صحابہ کرام ان کی تیاری سے گھبرا گئے۔ انہوں نے ان کی نعش کو اٹھالیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ان کے ساتھ نرمی کرو۔ رب تعالیٰ نے ان کے ساتھ نرمی کی ہے۔ یہ رب تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کے ساتھ پیار کرتے تھے۔“ ان کی قبر کھودی گئی تو آپ نے فرمایا: ”تم ان کے لیے وسیع قبر کھودو رب تعالیٰ نے انہیں وسعت بخشی ہے۔“ بعض صحابہ کرام نے عرض کی: ”یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ان کی وجہ سے غمگین ہیں۔“ آپ نے فرمایا: ”ہاں! یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ سے پیار کرتے تھے۔“

➋ دفن کرنے میں جلدی کرنا

ابوداؤد نے حضرت حسین بن وحوح سے روایت کیا ہے کہ حضرت طلحہ بن زبیر رضی اللہ عنہ علیل ہو گئے۔ حضور اکرم ﷺ ان

کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا: ''میں دیکھ رہا ہوں کہ طلحہ میں موت کے آثار نمودار ہو چکے ہیں۔ مجھے ان کے بارے بتا دینا اور ان کی تدفین میں جلدی کرنا کسی مسلمان کی لاش کو اس کے اہلِ خانہ کے سامنے روک نہیں لینا چاہیے۔''

۳ قبرستان میں قبر کی کھدائی کا انتظار کرنا

امام احمد صحیح کے راویوں سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم آپ کے ساتھ ایک انصاری صحابی کے جنازہ کے لیے نکلے۔ ہم قبر تک پہنچے۔ مگر ابھی تک اس کی لحد نہ بنی تھی۔ آپ تشریف فرما ہو گئے۔ ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہوں۔ آپ کے دستِ اقدس میں تنکا تھا جس کے ساتھ آپ زمین کو کرید رہے تھے۔ آپ نے سر اقدس اٹھایا اور فرمایا: ''ہم رب تعالیٰ کی عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہیں۔'' آپ نے دو یا تین بار اسی طرح فرمایا۔

۴ لحد اختیار فرمانا

ائمہ اربعہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لحد ہمارے لیے ہے اور شق ہمارے غیر کے لیے ہے۔''

۵ میت کو قبر میں داخل کرنا، بعض صحابہ کرام کی قبر میں بذاتِ خود اترنا، دن اور رات کے وقت میت کو دفن کرنا

امام احمد اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لختِ جگر کو دفن کیا جا رہا تھا تو ہم بھی وہیں موجود تھے۔ آپ قبر انور کے کنارے پر تھے۔ آپ کی چشمانِ مقدس سے آنسو گر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''شاید تم میں سے کوئی ایسا ہو جس نے آج رات گناہ کا ارتکاب نہ کیا ہو۔'' حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''میں نے۔'' آپ نے فرمایا: ''قبر میں اترو'' وہ ان کی قبر میں اترے۔''

ابن ماجہ نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو آہستہ سے نکالا اور ان کی قبر انور پر پانی چھڑکا۔

ابو داؤد اور الطبرانی نے الکبیر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''لوگوں نے قبرستان میں آگ دیکھی تو وہ وہاں پہنچے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر میں موجود تھے۔ آپ فرما رہے تھے: ''مجھے اپنا ساتھی پکڑاؤ۔'' وہ ایسا شخص تھا جو باآواز بلند ذکر کرتا تھا۔''

عمر بن شبہ نے حضرت عبدالعزیز بن عمران سے، الطبرانی نے کثیر بن عبداللہ سے، انہوں نے اپنے والد گرامی اور

جدامجد سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم ﷺ صرف پانچ افراد کی قبور میں اترے۔ان میں سے ایک حضرت عبداللہ المزنی ذوالبجادین رضی اللہ عنہ ہیں۔"ان کا تفصیلی تذکرہ غزوہ تبوک میں ہو چکا ہے۔

الطبرانی نے بسطام بن عبدالوہاب کی سند سے حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ قبر میں میت رکھتے تو یوں فرماتے:"بسم اللہ و علی سنۃ رسول اللہ ﷺ" آپ اس کی گدی کے پیچھے مٹی کا ڈھیلا،کندھوں کے مابین مٹی کا ڈھیلا،گھٹنوں کے مابین مٹی کا ڈھیلا اور اس کے پیچھے مٹی کا ڈھیلا رکھتے تھے۔"

اس روایت کو طبرانی نے ثقہ راویوں سے عبداللہ بن فراش سے روایت کیا ہے۔مگر اس میں اختلاف ہے۔

ابوداؤد،امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) اور ابن حبان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"جب آپ میت کو قبر میں رکھتے (یا میت کو لحد میں رکھتے) تو فرماتے:"بسم اللہ و باللہ و علی ملۃ رسول اللہ" دوسرے الفاظ میں ہے:"سنۃ رسول اللہ ﷺ"

ابن ابی شیبہ نے عطاء بن سائب کی سند سے (اس کے بقیہ راوی ثقہ ہیں) روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:
"حضور اکرم ﷺ ان کی قبر میں اترے۔آپ اسی میں ہی ٹھہر گئے۔جب آپ باہر تشریف لائے تو آپ سے عرض کی گئی:"یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کیوں وہیں رک گئے تھے؟" آپ ﷺ نے فرمایا:"حضرت سعد کو قبر میں دبایا گیا۔میں نے رب تعالیٰ سے عرض کی کہ وہ ان سے یہ کیفیت دور کر دے۔"

امام احمد نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"جب حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ کو قبر انور میں اتارا گیا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾ (پارہ ۱۶)

"اسی میں سے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے اور اسی میں سے تم کو نکالا جائے گا آخری مرتبہ۔"

راوی نے کہا:"پھر میں نہیں جانتا کہ آپ نے بسم اللہ و فی سبیل اللہ و علی ملۃ رسول اللہ ﷺ کہا یا نہیں۔"جب ان پر ان کی لحد بنادی گئی تو آپ صحابہ کی طرف چھوٹے چھوٹے ڈھیلے پھینکنے لگے۔آپ نے فرمایا:"اینٹوں کے درمیان خالی جگہ بھر دو۔پھر فرمایا:"یہ کوئی چیز تو نہیں البتہ اس سے زندہ کے نفس کو سکون ملتا ہے۔"

ابن ماجہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں۔انہوں نے کہا:
"میں کسی جنازہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ شریک تھا۔جب میت کو لحد میں رکھ دیا گیا تو انہوں نے کہا:"بسم اللہ و فی سبیل اللہ و علی ملۃ رسول اللہ ﷺ" جب لحد میں اینٹیں برابر کر دی گئیں تو انہوں نے کہا:

اللهم اجرها من الشيطان و من عذاب القبر اللهم جاف الارض عن جنبيها و صعد روحها و لقها منك رضوانا.

میں نے عرض کی: ''کیا آپ نے یہ کلمات حضور اکرم ﷺ سے سنے ہیں یا اپنی رائے سے کہہ رہے ہیں؟'' تو کہا: ''پھر میں بات پر قادر ہو سکتا تھا۔ بلکہ یہ کلمات میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنے تھے۔''

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے عبدالرحمان بن العلاء بن اللجلاج سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''مجھے میرے والد گرامی نے کہا: ''نور نظر! جب میرا وصال ہو جائے تو میری قبر لحد بنانا۔ جب تم مجھے لحد میں رکھ دو تو یوں کہنا: بسم اللہ و علی ملۃ رسول اللہ ﷺ'' پھر آہستہ آہستہ مجھ پر مٹی ڈالنا پھر میرے سر کے پاس کھڑے ہو کر سورۃ البقرہ کا ابتدائی اور آخری حصہ تلاوت کرنا۔ میں نے حضور اکرم ﷺ کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔''

ابو داؤد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''لوگوں نے قبرستان میں آگ دیکھی۔ وہ وہاں پہنچے حضور اکرم ﷺ قبر انور میں موجود تھے۔ آپ فرما رہے تھے: ''اپنے ساتھی کو مجھے پکڑاؤ'' یہ وہ شخص تھا جو بآواز بلند ذکر کرتا تھا۔''

امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حسن روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ رات کے وقت قبر میں داخل ہوئے۔ آپ کے لیے چراغ جلایا گیا۔ آپ نے قبلہ کی طرف سے اسے پکڑا۔ پھر فرمایا: ''رب تعالیٰ تم پر رحم کرے تم بہت زیادہ آہ آہ کرنے والے اور بہت زیادہ قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے تھے۔''

ابو یعلیٰ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ایک شخص بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ وہ اپنی دعا میں آہ آہ کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ اواہ ہے۔'' میں ایک رات باہر نکلا۔ آپ چراغ لے کر اس شخص کو دفن کر رہے تھے۔''

۶ قبر پر مٹی ڈالنا، کھدائی کی جانے والی مٹی سے زیادہ ڈالنے کو ناپسند کرنا، پانی کا چھڑکاؤ کرنا اور اوپر سنگریزے رکھنا

دار قطنی نے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''میں نے آپ کو اس وقت دیکھا۔ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تھا۔ آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ چار تکبیریں کہیں اور اپنے دست اقدس سے تین مٹھیاں مٹی قبر پر پھینکی آپ ان کے سر کی طرف کھڑے تھے۔''

ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ نے نماز جنازہ پڑھی۔ پھر میت کی قبر پر آئے اور سر کی طرف سے تین مٹھیاں مٹی ڈالی۔'' امام شافعی نے حضرت جعفر بن محمد رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے میت پر تین مٹھیاں مٹی اپنے دست اقدس سے ڈالی۔''

محمد بن یحییٰ نے ایک صحابی رسول ﷺ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ایک میت کے پاس تشریف لائے

جسے دفن کیا جارہا تھا۔ آپ نے فرمایا: "اپنے ساتھی کو قتل نہ کرو۔" سفیان نے کہا: "کھدائی کی مٹی سے زائد نہ ڈالو۔" بعض اوقات آپ نے فرمایا: "اپنے ساتھی سے نرمی برتو۔" سفیان نے کہا: "یعنی قبر پر سی ڈالنے میں۔"

الطبرانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لخت جگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر انور پر پانی چھڑکا۔" امام شافعی نے اسے مرسل روایت کیا ہے اور یہ اضافہ کیا ہے: "اس پر سنگریزے بھی رکھے۔"

ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر پتھر رکھ کر نشان رکھا۔"

امام مسلم، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا۔ آپ قبریں برابر کرنے کا حکم دے رہے تھے۔"

امام مسلم، ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت ابوالہیاج الاسدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "مجھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کام کے لیے مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تھا۔ جاؤ جس مجسمے کو دیکھو۔ اسے گرادو۔ جس بلند قبر کو دیکھو۔ اسے ہموار کردو۔"

◆ آپ کا ٹھہر جانا، دفنانے کے بعد میت کے لیے دعا کرنا، بعض صحابہ کرام کو دفن کرتے وقت گریہ بار ہونا قبروں کو روندھنے کو ناپسند کرنا، قبر انور پر سبز ٹہنی رکھنا اور قبر کے پاس وعظ کرنا

ابوداؤد نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوتے تو وہاں کھڑے ہو جاتے۔ آپ نے فرمایا: "اپنے بھائی سے مغفرت طلب کرو۔ اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا کرو۔ اب اس سے سوال کیا جارہا ہے۔"

ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابو یعلیٰ نے ابورجاء عبداللہ بن واقد ھروی (امام احمد نے اسے ثقہ کہا ہے۔ ابن معین نے بھی اسے ثقہ کہا ہے۔ ابوزرعہ رازی نے کہا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے) حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ نے ایک جماعت دیکھی۔ آپ نے پوچھا: "یہ لوگ کیوں جمع ہیں؟" آپ سے عرض کی گئی: "یہ ایک قبر پر جمع ہیں جسے کھودا جارہا ہے۔" آپ گھبرا گئے۔ آپ جلدی سے صحابہ کرام سے نکلے اس قبر تک پہنچے اس پر گھٹنوں کے بل جھک گئے۔ پھر فرمایا: "میں نے اسے سامنے سے اس لیے دیکھا ہے تاکہ دیکھوں کہ یہ کیا کرتا ہے۔" آپ رونے لگے حتیٰ کہ مٹی آپ کے آنسوؤں سے گیلی ہوگئی۔ پھر آپ نے ہماری طرف توجہ کی اور فرمایا: "میرے بھائیو: اس کی مثل تیاری کرو۔"

ابواحمد حاکم نے "الکنیٰ" میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ

جنازہ میں شرکت کرتے تو آپ پر دکھ غالب ہوتا۔ آپ کم گفتگو فرماتے اور اکثر خود سے ہی باتیں کرتے۔"

ابو یعلی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "میں کسی انگارے پر بیٹھوں جو میرے کپڑے جلا دے یا میری جلد جلا دے یا میں اپنے ہاتھوں سے اپنے جوتے درست کروں تو یہ مجھے اس امت سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں کسی شخص کی قبر روندھوں۔ یہ میرے لیے برابر ہے کہ میں بازار کے وسط میں یا قبور کے وسط میں قضائے حاجت کروں۔" اس روایت کو ابن ماجہ نے حضرت عمرو بن حزم سے روایت کیا ہے۔

امام احمد، امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ آپ نے فرمایا: "میں نے جو منظر بھی دیکھا مگر قبر اس سے زیادہ ہولناک منظر رکھتی ہے۔" اس روایت کو امام احمد نے ابو بکرہ سے، الطبرانی نے ابو امامہ سے، امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابو ہریرہ سے، الطبرانی نے حضرت ابن عمر سے، اور امام احمد نے یعلی بن سیابہ سے روایت کیا ہے۔"

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم بقیع الغرقد میں ایک جنازہ میں شریک تھے۔ حضور اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس عصا تھا۔"

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک جنازہ کے لیے نکلے۔ حضور اکرم ﷺ ایک قبر کے پاس بیٹھ گئے۔ ہم آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے تھے۔"

۸ جن کا کوئی مر جائے اس کے اہلِ خانہ کے لیے کھانا پکانے کا حکم تھا اور تعزیہ میں آپ کی سنت مطہرہ

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ کے پاس حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ اپنے اہلِ بیت کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: "آلِ جعفر کو حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت نے مصروف کیا ہوا ہے تم ان کے لیے کھانا بناؤ۔"

امام احمد، ابو داؤد، امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی تو آپ نے فرمایا: "آلِ جعفر کے لیے کھانا پکاؤ۔ ان کے پاس ایسا امر آیا ہے جس نے انہیں مصروف کر رکھا ہے۔"

امام احمد اور امام ابن ماجہ نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے: "ہم اہلِ میت کے پاس جمع ہونا اور ان کے لیے کھانا پکانا بہت عمدہ سمجھتے تھے۔"

بزار نے صحیح کے راویوں سے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ تک یہ خبر پہنچی کہ ایک انصاری خاتون کا بیٹا فوت ہو گیا۔ اس نے اس پر جزع وفزع کا اظہار کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے۔ آپ کے ہمراہ صحابہ کرام بھی تھے۔ جب آپ اس کے گھر کے دروازے تک پہنچے تو اس عورت سے کہا گیا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے پاس آ کر تعزیت کرنا چاہتے ہیں۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ تو اپنے بیٹے پر جزع وفزع کا اظہار کر رہی ہے۔" اس نے عرض کی: "میں جزع وفزع کیوں نہ کروں میں وہ عورت ہوں جس کا کوئی بچہ زندہ نہیں ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "رقوب (جس کا بچہ زندہ نہ ہو) تو وہ ہوتا ہے جس کا بچہ زندہ ہوتا ہے۔ جس مسلمان مرد یا عورت کا کوئی بچہ یا تین بچے فوت ہو گئے ہوں وہ صبر کرلے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کے دائیں طرف تھے۔ انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے والدین آپ پر نثار! اور دو بچے بھی۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اور دو بچے بھی۔"

الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کی نورِ نظر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "الحمد للہ! نورِ نظر کی موت بھلائیوں میں سے ہے۔"

دسواں باب

قبروں کی زیارت کے بارے آپ کی سنت مطہرہ

اس باب میں کئی انواع ہیں

❶ منع کرنے کے بعد زیارت قبور کی اجازت دے دینا

امام احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور دارقطنی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں تمہیں زیارت قبور سے روکتا تھا۔ محمد عربی (ﷺ) کو ان کی والدہ ماجدہ کی قبر انور کی زیارت کرنے کا اذن مل گیا ہے تو قبور کی زیارت کیا کرو۔ یہ تمہیں آخرت کی یاد دلائیں گی۔"

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ارے! میں تمہیں قبور کی زیارت سے منع کرتا تھا۔ پھر میرے لیے یہ امر ظاہر ہوا کہ یہ دلوں کو نرم کرتی ہے اور آنسو رواں کرتی ہے۔ تم قبروں کی زیارت کیا کرو اور بیہودہ گوئی نہ کیا کرو۔"

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں تمہیں قبور کی زیارت سے منع کرتا تھا۔ اب قبور کی زیارت کیا کرو ان میں عبرت ہے۔"

❷ آپ کی زیارت قبور

امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر انور کی زیارت کی۔ آپ رونے لگے۔ آپ کے اردگرد صحابہ کرام بھی رونے لگے۔ پھر فرمایا: "میں نے رب تعالیٰ سے اذن طلب کیا کہ میں اپنی والدہ کے لیے مغفرت طلب کروں۔ مگر اس نے مجھے اجازت نہ دی۔ میں نے اس سے اذن طلب کیا کہ میں ان کی قبر انور کی زیارت کروں تو مجھے اذن دے دیا گیا۔ تم بھی قبور کی زیارت کیا کروں یہ موت کو یاد کراتی ہیں۔"

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم آپ کے ساتھ نکلے۔ آپ شہداء کی قبور کی زیارت کا ارادہ کیے ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ جب ہم حرہ واقم پر چڑھے تو محنیّہ کے مقام پر کچھ

قبور تھیں۔ میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ ہمارے بھائیوں کی قبور ہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''یہ ہمارے ساتھیوں کی قبور ہیں۔'' جب ہم شہداء کی قبور تک پہنچے تو آپ نے فرمایا: ''یہ ہمارے بھائیوں کی قبور ہیں۔''

۳ زیارت قبور کے لیے آپ ﷺ کے آداب

امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایک انگارے پر بیٹھ جائے اور اس کے کپڑے جل جائیں۔ جو اس کی جلد تک پہنچ جائے۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی قبر پر بیٹھے۔''

امام احمد، امام مسلم اور ائمہ ثلاثہ نے حضرت ابو مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم نہ تو قبروں پر بیٹھو اور نہ ہی ان پر نماز پڑھو۔''

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے مجھے ملاحظہ فرمایا۔ میں قبر کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھا۔ آپ نے فرمایا: ''قبر والے کو اذیت نہ دو۔''

الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ، حضرات ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما قبرستان پیدل جاتے تھے۔

۴ قبور کی زیارت کے وقت آپ کیا کہتے تھے

امام احمد اور امام ترمذی (انہوں نے اس روایت کو حسن لکھا ہے) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اہلِ مدینہ کی قبور کے پاس سے گزرے آپ نے چہرہ انور ان کی طرف کیا تو یوں فرمایا:

السلام علیکم یا اهل القبور یغفر الله لنا ولکم انتم السلف و نحن بالاثر۔

امام احمد، امام مسلم، نسائی، ابن ماجہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ انہیں تعلیم دیتے تھے کہ جب وہ مقابر کی طرف جائیں تو یوں کہیں:

السلام علیکم اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین و انا ان شاء الله بکم لاحقون اسأل الله لنا ولکم العافیة۔

امام مسلم اور ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ قبرستان کی طرف تشریف لے گئے اور یوں فرمایا:

السلام علیکم دار قوم مؤمنین و انا ان شاء الله بکم لاحقون۔

طیالسی نے یہ اضافہ کیا ہے:

اللھم لا تحرمنا اجرھم ولا تفتنا بعدھم۔

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبرستان کی طرف تشریف لے گئے۔ جب قبرستان پہنچے تو فرمایا: السلام علی اھل القبور۔ (تین بار یوں فرمایا)

من کان منکم من المؤمنین والمسلمین انتم لنا فرط و نحن لکم تبع عافانا اللہ و ایاکم۔

امام مسلم نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب ان کی باری ہوتی تو آپ رات کے آخری پہر میں بقیع کی طرف تشریف لے جاتے اور یہ کلمات فرماتے:

السلام علیکم دار قوم مؤمنین و اتاکم ما توعدون غدًا مؤجّلون و انا ان شاء اللہ بکم لاحقون اللھم اغفر لاھل بقیع الغرقد۔

ابن ماجہ نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک رات میں نے آپ کو غائب پایا۔ آپ اس وقت بقیع میں جلوہ افروز تھے۔ آپ نے یہ کلمات فرمائے:

السلام علیکم دار قوم مؤمنین انتم لنا فرط و انا بکم لاحقون اللھم لا تحرمنا اجرھم ولا تفتنا بعدھم۔

❁❁❁❁

گیارھواں باب

شہداء کے بارے آپ کی سنن مطہرہ

امام شافعی، امام احمد، امام بخاری اور ائمہ اربعہ نے دارقطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ غزوۂ احد کے شہداء میں سے دو شہیدوں کو ایک کپڑے میں جمع فرماتے۔ پھر فرماتے: ''ان میں سے قرآن زیادہ کسے یاد تھا؟'' جب کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپ اسے لحد میں پہلے رکھتے۔ آپ نے فرمایا: ''میں روزِ حشر ان پر گواہ ہوں گا۔'' آپ نے ان کے خون سمیت انہیں دفن کرنے کا حکم دیا۔ نہ تو انہیں غسل دیا نہ ہی ان کی نمازِ جنازہ پڑھی۔''

ائمہ ثلاثہ نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم غزوۂ احد کے روز اپنے شہداء کو اٹھا کر لے گئے تھے تاکہ انہیں دفن کریں۔ آپ کا منادی آگیا۔ اس نے یہ اعلان کیا: ''حضور اکرم ﷺ تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ تم شہیدوں کو ان کی قتل گاہوں میں ہی دفن کرو۔'' ہم شہداء کو واپس لے گئے۔

امام احمد نے حضرت ہشام بن عامر الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میرے والد گرامی غزوۂ احد میں شہید ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: ''ان کی قبریں کھودو۔ قبریں وسیع کھودو۔ ایک قبر میں دو دو تین تین شہداء کو دفن کرو۔ ان میں سے جسے زیادہ قرآن پاک یاد ہو اسے آگے کرو۔'' میرے والد گرامی کو زیادہ قرآن پاک آتا تھا اسے آگے رکھا گیا۔''

ابوداؤد نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''احد کے روز انصار بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمیں مشقت اور زخم نے آلیا ہے۔ آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''قبریں کھودو۔ قبریں وسیع کرو۔ انہیں گہرا کھودو۔ دو دو تین تین شہداء ایک قبر میں دفن کرو۔'' عرض کی گئی: ''ہم آگے کسے رکھیں؟'' آپ نے فرمایا: ''جسے زیادہ قرآن پاک یاد ہو۔''

امام نسائی کے الفاظ یہ ہیں: ''ہم نے بارگاہِ رسالت مآب میں عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہر شہید کے لیے علیحدہ علیحدہ قبر کھودنا مشکل ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''قبریں کھودو۔ وسیع کھودو۔ عمدہ طریقے سے کھودو۔ ایک قبر میں دو دو تین تین شہیدوں کو دفن کر دو۔''

ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''غزوۂ احد کے روز آپ نے ہمیں حکم دیا کہ شہدائے احد کے اسلحہ اور ہتھیار اتار لیے جائیں۔ انہیں انہی کپڑوں اور خون سمیت دفن کیا جائے۔''

امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن معیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''غزوۂ طائف میں دو مسلمان شہید ہو گئے۔ انہیں اٹھا کر بارگاہِ رسالت مآب میں لایا گیا۔ آپ نے حکم دیا کہ انہیں اسی جگہ دفن کیا جائے جہاں یہ شہید ہوئے ہیں۔''

❁❁❁❁

زکوٰۃ کے بارے سیرتِ طیبہ

پہلا باب

عمال کو بھیجنا تا کہ وہ اغنیاء سے زکوٰۃ لیں اور فقراء پر خرچ کریں اور عمال کو عدل کی وصیت

امام بخاری نے حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور ﷺ نے ہمیں نمازِ عصر پڑھائی۔ پھر جلدی سے حجرہ مقدسہ میں تشریف لے گئے۔ جلد ہی باہر تشریف لائے۔ میں نے عرض کی یا آپ سے عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا: "میرے پاس کاشانہ اقدس میں صدقہ کا سونا تھا۔ مجھے ناپسند ہے کہ وہ میرے پاس رات بسر کرے۔ میں نے اسے تقسیم کر دیا ہے۔"

شیخین نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ کو لے کر آپ کی خدمت میں گیا تا کہ آپ انہیں گھٹی دیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے دستِ اقدس میں داغ لگانے کا آلہ تھا۔ آپ اس کے ساتھ صدقہ کے اونٹوں پر داغ لگا رہے تھے۔

امام احمد نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ آپ بکریوں کے کانوں پر داغ لگا رہے تھے۔"

ابوداؤد اور الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ نے مجھے جلدی سے بھیجا اور فرمایا: "دیکھو" دوسرے الفاظ میں ہے: "ابومسعود! جلدی سے روانہ ہو جاؤ میں تم سے روزِ حشر اس طرح ملاقات نہ کروں کہ تم اس روز کو آؤ تو تمہارے کندھے پر صدقہ کا اونٹ ہو جو آواز نکال رہا ہو جسے تم نے خیانت سے حاصل کیا ہو۔" انہوں نے عرض کی: "میں تو پھر اس طرح روانہ نہ ہوں گا۔" آپ نے فرمایا: "پھر میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔"

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور امام شافعی نے

حضرت طاؤس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں صدقہ لینے کے لیے بھیجا۔ آپ نے فرمایا: ''ابو الولید! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ روزِ حشر تم ایسا اونٹ اٹھا کر نہ لانا جسے تم اٹھائے ہوئے ہوں اور وہ آواز نکال رہا ہو۔ یا گائے اٹھائے ہوئے ہو اور آواز نکال رہی ہو یا بکری اٹھائے ہوئے ہوں اور وہ آواز نکال رہی ہو۔'' امام شافعی کی روایت میں ہے: ''بکری ممیا کر آواز نکال رہی ہو۔'' انہوں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا یہ اسی طرح ہوگا؟'' آپ نے فرمایا: ''ہاں! مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے۔'' امام شافعی نے یہ اضافہ کیا ہے۔ ''مگر وہ جس پر رب تعالیٰ رحم کرے۔'' انہوں نے عرض کی: ''مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں آپ کی طرف سے کسی چیز پر بھی عامل نہ بنوں گا۔'' امام الشافعی کے الفاظ میں ہے: ''میں آپ کی طرف سے دو چیزوں پر بھی عامل نہ بنوں گا۔''

بزار نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ لینے کے لیے بھیجا۔ آپ نے فرمایا: ''یا سعد! اس بات سے ڈرو کہ تم روزِ حشر آؤ اور تم نے اونٹ اٹھایا ہوا ہو جو آواز نکال رہا ہو۔'' انہوں عرض کی: ''میں یہ منصب نہیں لوں گا۔ آپ مجھے سبکدوش فرما دیں۔'' آپ نے انہیں بری الذمۃ کر دیا۔''

عبداللہ بن امام احمد نے زوائد المسند میں اور ابو داؤد نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں بنو عذرہ سے صدقات لینے کے لیے بھیجا۔ آپ نے انہیں جمیع بنو سعد بن ھذیم کی طرف بھیجا۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے ان سے صدقات جمع کیے۔۔۔۔۔

امام احمد نے حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے مجھے صدقات جمع کرنے کے لیے بھیجا۔ میں نے آپ سے اذن مانگا کہ میں صدقہ کے مال میں سے کچھ کھالوں۔'' آپ نے مجھے اجازت دے دی۔''

امام ترمذی (انہوں نے اس روایت کو حسن کہا ہے) اور دار قطنی نے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ نے ہم میں صدقات جمع کرنے والا شخص بھیجا۔ اس نے ہمارے اغنیاء سے صدقات لیے اور ہمارے فقراء میں تقسیم کر دیے۔ میں ایک یتیم بچہ تھا۔ میرے پاس مال نہ تھا، انہوں نے مجھے جوان اونٹنی دی۔''

امام شافعی نے ابن سعد سے انہوں نے حضرت سعر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جن کا تعلق بنو عدی سے تھا۔ انہوں نے فرمایا: ''میرے پاس دو شخص آئے۔ انہوں نے کہا: ''حضور شفیع معظم ﷺ نے ہمیں اس لیے بھیجا ہے تاکہ ہم لوگوں سے زکوٰۃ کے اموال جمع کریں۔ راوی کہتے ہیں'' میں نے ان کے لیے ایک اتنی عمدہ، حاملہ بکری نکالی جتنی عمدہ نکال سکتا تھا۔ مگر انہوں نے اسے واپس کر دیا۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے ہمیں حاملہ بکری لینے سے منع کر دیا۔ میں نے انہیں درمیانی بکریوں سے ایک بکری دی تو وہ انہوں نے لے لی۔''

الطبرانی نے ضعیف سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آپ صدقات لینے کے لیے عاملین بھیجتے تو انہیں حکم فرماتے کہ وہ جو صدقات لیں وہ صدقات دینے والوں کے سب سے قریبی رشتہ داروں، میں پھر اس سے کم قریبی رشتہ داروں میں، پھر ان کے خاندان میں، پھر ضرورت مند پڑوسیوں وغیرہم میں تقسیم کریں۔

امام مالک کے علاوہ دیگر ائمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا۔ آپ نے انہیں فرمایا: ''تم اہلِ کتاب کی قوم کے پاس جاؤ گے۔ تم سب سے پہلے انہیں رب تعالیٰ کی عبادت کی طرف دعوت دو۔ جب انہیں رب تعالیٰ کا عرفان حاصل ہو جائے تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے شب وروز میں ان پر پانچ نمازیں فرض کیں ہیں۔ اگر وہ یہ بھی مان جائیں تو انہیں بتاؤ کہ رب تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے اغنیاء سے لی جائے گی اور ان کے فقراء پر خرچ کی جائے گی۔ اگر وہ یہ بھی مان جائیں تو ان سے زکوٰۃ وصول کر لو۔ ان کے عمدہ اموال سے بچنا، مظلوم کی بد دعا سے بچو۔ اس کے اور رب تعالیٰ کے مابین کوئی حجاب نہیں ہوتا۔''

امام احمد، شیخین، ابوداؤد اور دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو صدقات جمع کرنے کے لیے بھیجا۔ آپ نے عرض کی کہ ابن جمیل، خالد بن ولید اور آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہم نے منع کیا ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''ابن جمیل نے یہ انتقام صرف اس لیے لیا ہے کیونکہ وہ فقیر تھا اور رب تعالیٰ نے اسے غنی کر دیا۔ جہاں تک حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو تم نے خالد پر ظلم کیا۔ انہوں نے اپنی زرہوں کو روک رکھا اور انہیں راہِ خدا کے لیے تیار کیا۔ جہاں تک حضرت عباس حضور اکرم ﷺ کے چچا کا تعلق ہے۔ تو وہ مجھ پر ہے اور اس کے ساتھ اس کی مثل ہے۔'' ایک اور روایت میں ہے ''یہ انہی پر ہے اور اس کے ساتھ اس کی مثل ہے۔'' پھر فرمایا: ''عمر! کیا تم نہیں جانتے کہ چچا باپ کی طرح ہوتا ہے۔''

دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو صدقات جمع کرنے کے لیے بھیجا۔ وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور اس سے مال کی زکوٰۃ مانگی حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے ساتھ سخت کلامی کی۔ وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور آپ کو بتایا۔ آپ نے فرمایا: ''حضرت عباس نے ہمیں اس سال اور آئندہ سال کی زکوٰۃ ادا کر دی ہے۔'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے دو سال کی زکوٰۃ پہلے لے لی تھی۔''

حارث اور الطبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت قرۃ بن دعموص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کو میری قوم کے صدقات لینے کے لیے بھیجا۔ جب وہ واپس آئے تو عمدہ اونٹ لے کر آئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم ہلال بن عامر، نمیر بن عامر اور عامر بن ربیعہ کے پاس گئے ہو۔ اور ان کا عمدہ مال لے لیا ہے۔'' انہوں نے عرض کی: ''میں نے آپ کو سنا آپ غزوات کا تذکرہ کر رہے تھے۔ میں نے چاہا کہ میں

آپ کی خدمت میں ایسے اونٹ پیش کروں جس پر آپ سوار ہوں۔ جو آپ کے صحابہ کرام کے کام آئیں۔'' آپ نے فرمایا: ''بخدا! جو تم مال چھوڑ کر آئے ہو وہ مجھے اس سے زیادہ پسندیدہ ہے جو تم لے کر آئے ہو۔ واپس جاؤ۔ ان کے عمدہ اونٹ واپس کرو اور ان کے درمیانے اموال حاصل کرو۔''

امام شافعی، احمد، شیخین، ابوداؤد نے حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ نے بنوالازد کے ایک شخص کو عامل مقرر کیا جسے ابن اتبیہ کہا جاتا تھا۔ (یا جسے ابن اللتبیہ کہا جاتا تھا) تاکہ وہ بنوسلیم میں سے صدقات جمع کرے۔ جب وہ آیا تو آپ نے اس سے حساب لیا۔ اس نے کہا: ''یہ آپ کا مال ہے اور یہ تحفہ ہے۔'' حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے والدین کے گھر کیوں نہ بیٹھے رہے حتیٰ کہ تمہارا ہدیہ تمہارے پاس آجاتا۔ اگر تم سچے ہو۔'' پھر آپ خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے اٹھے۔ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر فرمایا: ''امابعد! میں تم میں سے کسی ایک شخص کو کسی کام پر عامل مقرر کرتا ہوں جس کا اختیار رب تعالیٰ نے مجھے دیا ہے۔ وہ شخص آتا ہے۔ وہ کہتا ہے: ''یہ تمہارے لیے ہے اور یہ ہدیہ ہے جسے مجھے دیا گیا ہے۔ وہ اپنے والدین کے گھر کیوں نہ بیٹھ گیا حتیٰ کہ اس کے پاس اس کا ہدیہ آجاتا۔ اگر آتا۔ بخدا! تم میں سے جو بھی کسی سے ناحق کوئی چیز لیتا ہے۔ تو وہ روزِ حشر رب تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا۔ میں تم میں سے کسی ایک کو جانتا ہوں۔ وہ رب تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس نے اونٹ اٹھا رکھا ہوگا جو آواز نکال رہا ہوگا۔ یا گائے اٹھا رکھی ہوگی جو آواز نکال رہی ہوگی۔ یا بکری اٹھا رکھی ہوگی جو ممیا رہی ہوگی۔'' پھر آپ نے دستِ اقدس بلند کیے حتیٰ کہ آپ کی مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی اور یوں عرض کی: ''مولا! کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے۔''

امام مسلم نے حضرت عدی بن عمیرہ الکندی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''ہم نے تم میں سے جسے بھی کسی کام پر عامل مقرر کیا تو اس نے سوئی یا اس سے کم و بیش جو چیز بھی چھپائی تو وہ خیانت ہوگی۔ وہ اس کے ساتھ روزِ حشر کو آئے گا۔'' انصار میں سے ایک سیاہ فام شخص اٹھا۔ گویا کہ میں اسے دیکھ رہا ہوں۔ اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھ پہ اپنا منصب واپس لے لیں۔'' آپ نے فرمایا: ''تمہیں کیا ہوا؟'' اس نے عرض کی: ''میں نے آپ کو اس طرح اس طرح کہتے ہوئے سنا ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''میں اب بھی کہتا ہوں ہم تم میں سے جسے بھی عامل مقرر کر دیں وہ قلیل اور کثیر کے ساتھ آئے۔ جو اسے دی جائے وہ لے لے اور جس سے اسے روکا جائے اس سے رک جائے۔''

ابن ماجہ نے حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے مجھے بحرین بھیجا یا ہجر کی طرف بھیجا۔ میں اس نخلستان میں آتا جو بھائیوں کے مابین ہوتا تھا۔ ان میں سے ایک نے اسلام قبول کر لیا ہوتا تھا۔ میں مسلمان سے عشر لے لیتا اور مشرک سے خراج لے لیتا۔''

✿✿✿✿

دوسرا باب

دولتمندوں کے لیے وصیت، احسان کرنے والوں کے لیے دعا اور برائی کرنے والوں کے لیے بددعا

مسلم نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہارے پاس صدقہ جمع کرنے والا آئے جب وہ تم سے روانہ ہوتو وہ تم سے راضی ہو۔''

ابوداؤد اور البزار نے ثقہ راویوں سے حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس ایسے کارواں آئیں گے جو قابل نفرت ہوں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو انہیں خوش آمدید کہو۔ ان کے اور اس امر کے مابین سے ہٹ جاؤ جس کی وہ اتباع کرتے ہیں۔ اگر وہ عدل کریں تو یہ ان کے نفوس کے لیے ہی ہوگا۔ اگر وہ ظلم کریں گے تو اس کا وبال ان پر ہی ہوگا۔ تم انہیں راضی کرو۔ ان کی زکوٰۃ کی تکمیل ان کی رضا ہے۔ چاہیے کہ وہ تمہارے لیے دعا کریں۔''

ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم زکوٰۃ ادا کرو تو اس کے ثواب کو فراموش نہ کیا کرو۔ تم یہ دعا مانگا کرو۔ ''مولا! اسے نفع رساں مال بنا۔ اسے چٹی نہ بنا۔''

امام احمد، شیخین، ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ کے پاس کوئی قوم اپنی زکوٰۃ کے اموال لے کر آتے تو آپ یہ دعا مانگتے: ''مولا! آلِ فلاں پر رحم فرما۔'' جب میرے والد گرامی اپنی زکوٰۃ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے یہ دعا مانگی: ''مولا! آلِ ابی اوفی پر رحم فرما۔''

امام نسائی نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے ایک شخص کو عامل بنا کر بھیجا۔ وہ ایک شخص کے پاس گیا اور اس نے اسے اونٹ کا کمزور سا بچہ دے دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ محترم ﷺ کے صدقہ لینے والے کو ہم نے بھیجا۔ فلاں نے اسے کمزور سا اونٹ کا بچہ دیا ہے۔ مولا! نہ

اس میں نہ ہی اس کے اونٹوں میں برکت ڈال۔" آپ کی یہ بات اس شخص تک بھی پہنچ گئی۔ وہ خوبصورت اونٹنی لے کر حاضر خدمت ہوگیا۔ اس نے عرض کی: "میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ محترم ﷺ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔" آپ نے یہ دعا مانگی: "مولا! اس میں اور اس کے اونٹوں میں برکت ڈال۔"

ابو یعلی نے حضرت جمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کی خدمت میں صدقہ کے اونٹ پیش کیے۔ آپ نے میرے سر اقدس کو مس کیا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔"

❁❁❁❁

تیسرا باب

اموال پر زکوٰۃ کی تعیین اور اس کی انواع

اس میں کئی انواع ہیں۔

❶ جانوروں کی زکوٰۃ

اس میں کئی فروع ہیں:

① مشترکہ احادیث

امام احمد، امام بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، بیہقی اور دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے انہیں یہ خط دے کر بحرین بھیجا۔ ان کی انگوٹھی کا نقش اس طرح تھا: [اللہ رسول محمد] انہوں نے یہ خط لکھوایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ اس صدقہ کا فریضہ ہے جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں پر فرض فرمایا اور آپ کو اس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا۔ مسلمانوں میں سے جس سے اس کا سوال کیا گیا وہ اسے عطا کرے گا جس سے اس نے بلند (اعلیٰ) کا سوال کیا گیا وہ اسے عطا نہیں کرے گا۔" چوبیس اونٹوں اور اس سے کم میں بکریوں کی صورت میں زکوٰۃ دی جائے گی۔ اور ہر پانچ اونٹوں میں ایک بکری بطور زکوٰۃ ہے اور جس کے پاس پچیس سے پینتیس تک اونٹ ہوں۔ ان میں ایک بنت مخاض ہے اور جب اونٹوں کی تعداد چھتیس سے پینتالیس تک ہو جائے تو ان میں بنت لبون ہے۔ جب چھیالیس سے ساٹھ تک پہنچ جائیں تو ان میں ایک بالغ حقہ ہے۔ اور جب وہ اکسٹھ سے پچھتر تک پہنچ جائیں تو ان میں جذعہ ہے۔ جب ان کی تعداد چھہتر سے نوے تک پہنچ جائے تو ان میں دو بنت لبون ہیں اور جب اکانوے سے ایک سو بیس تک پہنچ جائیں تو ان میں دو بالغ حقے ہیں اور جب ایک سو بیس سے زائد ہو جائیں تو ہر چالیس میں ایک بنت لبون ہے اور ہر پچاس میں ایک حقہ ہے، اور جس کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو ان میں صدقہ نہیں ہے۔ اگر وہ اپنی مرضی سے کچھ دینا چاہے تو دے دے۔ جب اونٹ پانچ ہو جائیں تو ان میں

زکوٰۃ ایک بکری ہے اور بکریوں کی زکوٰۃ جب وہ چرنے والی ہوں اور ان کی تعداد چالیس ہو تو ایک سو بیس تک ایک بکری ہے۔ اگر ایک سو بیس سے زائد ہو کر دو سو تک پہنچ جائیں تو دو بکریاں ہیں جب دو سو سے تین سو تک ہو جائیں تو ان میں تین بکریاں ہیں جب وہ تین سو سے زائد ہو جائیں تو ہر سو پر ایک بکری ہے۔ اگر کسی کے پاس چالیس میں سے ایک بکری بھی کم ہو گی تو اس پر زکوٰۃ نہ ہو گی۔ اگر ان کا مالک کچھ دینا چاہے تو دے دے۔ زکوٰۃ کے خوف سے متفرق مال کو جمع اور اکٹھے مال کو منتشر نہیں کیا جائے گا۔"

۲ گائیوں کی زکوٰۃ

امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے گائیوں کی زکوٰۃ کے بارے لکھوایا کہ جب ان کی تعداد تیس تک پہنچ جائے تو ان میں زکوٰۃ ایک تبیع یا جذع یا جذعہ ہے حتیٰ کہ ان کی تعداد چالیس ہو جائے۔ اگر ان کی تعداد چالیس ہو جائے تو ان میں مسنہ ہے۔ جب گائیوں کی تعداد زیادہ ہو جائے تو پھر ہر چالیس گائیوں میں ایک مسنہ ہے۔"

امام احمد، ائمہ اربعہ اور دارقطنی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے آپ نے اہلِ یمن کے صدقات جمع کرنے کے لیے بھیجا۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں ہر تیس گائیوں میں ایک تبیع لوں۔ ہر چالیس گائیوں میں ایک مسنہ لوں۔" انہوں نے مجھے کہا کہ میں چالیس اور پچاس کے مابین، ساٹھ اور ستر کے مابین، اسی اور نوے کے مابین زکوٰۃ لے لوں۔ مگر میں نے انکار کر دیا۔ میں نے انہیں کہا: "حتیٰ کہ میں آپ سے اس کے بارے پوچھ لوں۔" میں بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوا۔ اور اس کے متعلق عرض کی۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں ہر تیس گائیوں میں ایک تبیع لوں۔ ہر چالیس گائیوں میں ایک مسنہ لوں۔ ساٹھ گائیوں میں دو تبیع لوں۔ ستر گائیوں میں ایک مسنہ اور ایک تبیع لوں اسی گائیوں میں دو مسنے لوں۔ نوے گائیوں میں تین تبیع لوں اور ایک سو گائیوں میں ایک مسنہ اور دو تبیع لوں ایک سو دس گائیوں میں سے دو مسنے اور ایک تبیع لوں ایک سو بیس گائیوں میں تین مسنے لوں یا چار تبیع لوں۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کے درمیان کچھ نہ لوں۔" انہوں نے گمان کیا ہے کہ دو فریضوں کے مابین پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔"

۳ گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ سے درگزر

ابوداؤد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں نے تم سے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ کے بارے درگزر فرمایا ہے۔"

ائمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مسلمان کے گھوڑے اور غلام میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔ سوائے صدقۂ فطر کے۔"

◆۳ سونے اور چاندی کی زکوٰۃ

دارقطنی نے بنوجحش کے غلام ابوکثیر سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ہر چالیس دیناروں میں ایک دینار اور ہر دوسو دراہم میں پانچ دراہم بطور زکوٰۃ لیں۔

ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرات ابن عمر اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر بیس دیناروں میں ایک دینار اور اس سے زائد میں نصف دینار اور چالیس دیناروں میں ایک اور دینار لیتے تھے۔

◆۴ زیوارات کی زکوٰۃ

امام احمد، ائمہ اربعہ اور دارقطنی نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اہل یمن میں سے ایک عورت آپ کی خدمت میں آئی۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں کنگن تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا: ''کیا تم نے ان کی زکوٰۃ ادا کر دی ہے۔'' اس خاتون نے عرض کی: ''نہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''کیا تمہارے لیے آسان ہے کہ رب تعالیٰ تمہیں آگ کے دو کنگن پہنائے۔'' اس نے عرض کی: ''نہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''ان کو زکوٰۃ ادا کرو۔'' انہوں نے اپنے کنگن اتارے اور کہا: ''یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہیں۔''

◆۵ پھلوں اور سبزیوں کا عشر

امام شافعی، امام بخاری اور ائمہ اربعہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جس زمین کو آسمان، چشمے اور نہریں سیراب کریں یا جو بارش سے سیراب ہو اس میں عشر ہے اور جو کنوؤں یا چھڑکاؤ سے سیراب کی جائے اس میں نصف عشر ہے۔''

امام نسائی، بیہقی اور دارقطنی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ وہ زمین جسے آسمان سیراب کرے یا بارش سیراب کرے اس سے عشر اور جسے ڈولوں سے سیراب کیا جائے اس میں سے نصف عشر لوں۔''

◆۶ انگوروں اور کھجوروں کے اندازے لگانے کے بارے میں

امام شافعی، امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے پاس ایسا شخص بھیجتے جو ان کے انگوروں اور پھلوں کا اندازہ لگا لیتا تھا۔'' دارقطنی نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں بنوثقیف کے انگوروں کا اس طرح اندازہ لگاؤں جیسے کھجوروں کا اندازہ لگایا جاتا ہے پھر ان کی اسی طرح زکوٰۃ نکالی جائے جیسے کھجوروں کی زکوٰۃ نکالی جاتی ہے۔''

امام احمد اور ائمہ ثلاثہ نے حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:
"جب اندازہ لگاؤ تو پوری کوشش کرو۔ ثلث کو چھوڑ دو۔ اگر ثلث کو نہیں چھوڑ سکتے کہ ربع کو چھوڑ دو۔"

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کو خیبر بھیجا۔ انہوں نے ان کے پھلوں کا اندازہ لگایا۔ پھر انہیں اختیار دیا کہ وہ لے لیں یا لوٹا دیں۔ انہوں نے کہا: "اسی عدل و انصاف کی وجہ سے آسمان اور زمین قائم ہیں۔"

الطبرانی نے صحیح سند کے ساتھ مرسل روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو ابن حزم نے کہا: "حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اہلِ خیبر کے پھلوں کا اندازہ صرف ایک سال لگایا تھا۔ غزوۂ موتہ میں وہ شہید ہو گئے تو پھر حضور شفیع معظم ﷺ نے جبار بن صخر بن خنساء رضی اللہ عنہ کو بھیجا وہ ان کے پھلوں کا اندازہ لگاتے تھے۔"

الطبرانی نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت فروہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو بھیجتے تھے۔ جو کھجوروں کا اندازہ لگاتے تھے۔ جب وہ نخلستان میں داخل ہوتے تو اس میں کھجور کے خوشوں کا حساب کرتے پھر انہیں ان کھجوروں سے ضرب دیتے جو ایک خوشے میں ہوتی اور وہ غلطی نہ کرتے تھے۔"

حارث کے الفاظ یہ ہیں: "حضور اکرم ﷺ نے ایک شخص کو ایک قوم کے پاس بھیجا۔ اس نے ان کی کھجوروں کا اندازہ لگایا۔ وہ بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئے اور عرض کی: "فلاں آیا ہے اور اس نے ہماری کھجوروں کا اندازہ لگایا ہے۔" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں نے ہی اسے بھیجا تھا میرے نفس میں دو عمدہ اشیاء ہیں۔ اگر تم چاہو تو وہ لے لو جس کا تم پر اندازہ لگایا گیا ہے اور اگر تم چاہو تو ہم وہ لے لیتے ہیں اور دوسرا حصہ تمہیں لوٹا دیتے ہیں۔" انہوں نے کہا: "یہی حق ہے اسی حق کے ساتھ آسمان اور زمین قائم ہیں۔"

الطبرانی، دارقطنی نے حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کے والد گرامی کو اندازہ لگانے کے لیے بھیجا۔ ایک شخص آیا۔ اس نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ابو حثمہ نے مجھ سے زیادہ لے لیا ہے۔ آپ نے حضرت ابو حثمہ کو بلایا اور فرمایا: "تمہارا چچازاد گمان کرتا ہے کہ تم نے اس سے زائد لیا ہے۔" انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے اس کے اہلِ خانہ کا ہدیہ چھوڑا ہے میں نے وہ کھجوریں چھوڑی ہیں جنہیں وہ مساکین کو کھلا سکے اور جنہیں ہوا پہنچی تھی۔ آپ نے فرمایا: "تمہارے چچازاد نے تمہیں زیادہ دیں ہیں اور اس نے تمہارے ساتھ انصاف کیا ہے۔"

ابوداؤد اور دارقطنی نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجتے تھے۔ تو وہ پھلوں کے پکتے وقت ان سے کھانے سے قبل ان میں اندازہ لگاتے تھے پھر ان حصوں میں خیبر کے یہودیوں کو اختیار دیتے تھے یا وہ کوئی حصہ انہیں دے دیتے تھے تاکہ پھلوں کو کھانے

سے قبل یا ان کے منتشر ہونے سے قبل زکوٰۃ شمار ہو سکے۔"

ابوداؤد، نسائی، بیہقی اور دارقطنی نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ ہمارے ہاں مسجد میں تشریف لائے۔ آپ کے دستِ اقدس میں عصا تھا۔ ہم میں سے ایک شخص نے خراب اور سوکھی کھجوریں لٹکا رکھی تھیں۔ آپ نے اس خوشے پر عصا مارا اور فرمایا: "اگر یہ صدقہ کرنے والا چاہتا تو اس سے عمدہ کھجوروں کا صدقہ کر سکتا تھا۔ یہ کھجوریں صدقہ کرنے والا روزِ حشر خراب کھجوریں کھائے گا۔"

ابوداؤد اور دارقطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے حضور فاتح عالم ﷺ کو خیبر فتح کرایا۔ آپ نے وہاں کے یہودیوں کو اسی طرح ٹھہرایا اور اپنے اور ان کے مابین حصے طے کر دیے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ انہوں نے پھلوں کا اندازہ لگایا۔ دارقطنی نے یہ اضافہ کیا ہے: "آپ نے فرمایا: "اے گروہِ یہود! تم مجھے رب تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ناپسندیدہ ہو۔ تم نے انبیائے کرام علیہم السلام کو قتل کیا اور رب تعالیٰ کی طرف جھوٹ منسوب کیا۔"

۷ سامان، معدن اور کانوں میں زکوٰۃ

ابوداؤد نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم ہر اس چیز کی زکوٰۃ دیں جسے فروخت کرنے کے لیے تیار کریں۔"

دارقطنی کے علاوہ دیگر ائمہ نے حضرت ابوہریرہ سے، امام احمد نے حضرت جابر سے، ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس سے، امام احمد نے حضرت انس سے اور امام شافعی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "کانوں میں خمس ہے۔" ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت ضباعۃ بنت زبیر بن عبدالمطلب سے روایت کیا ہے۔ یہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت مقداد گئے۔۔۔۔

۸ یتیم کے مال کی زکوٰۃ

امام ترمذی اور دارقطنی نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا: "ارے! جو یتیم کے مال کا سرپرست بنے تو وہ اس میں تجارت کرے اسے اسی طرح نہ چھوڑ دے حتیٰ کہ اسے زکوٰۃ کھا جائے۔"

امام شافعی نے یوسف بن مالک سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "یتیموں کے اموال میں تجارت کیا کرو تا کہ زکوٰۃ انہیں ختم نہ کر دے۔"

چوتھا باب

سال کے بارے، جو جلدی زکوٰۃ دے اس سے زکوٰۃ لے لینا

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور دارقطنی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سال گزرنے سے قبل زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارے پوچھا اور بھلائی کی طرف جلدی کرنے کی اجازت مانگی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔

دارقطنی نے حضرت موسیٰ بن طلحہ سے اور وہ حضرت طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عمر! کیا تم نہیں جانتے کہ ایک شخص کا چچا اس کے باپ کی مثل ہوتا ہے۔ ہم مال کے محتاج تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے اموال کی دو سال کی زکوٰۃ ادا کر دی۔''

انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو صدقات جمع کرنے کے لیے بھیجا۔۔۔۔

ترمذی اور دارقطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جس کے پاس مال ہو تو اس کے رب کے ہاں اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی حتیٰ کہ اس پر سال گزر جائے۔''

❁❁❁❁

پانچواں باب

فطرانہ

ائمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر غلام اور آزاد پر چھوٹے اور بڑے مسلمان پر ایک صاع کھجوریں یا ایک صاع جو بطور صدقہ فطر واجب فرمائے۔''

امام احمد، ابوداؤد اور دارقطنی نے حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید الفطر سے دو روز قبل خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے فرمایا: ''ایک صاع گندم دو کے مابین یا ایک صاع کھجوریں یا ایک صاع جو ادا کرو۔ صدقہ فطر ہر آزاد، غلام چھوٹے اور بڑے پر واجب ہے۔''

دارقطنی نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے مکہ مکرمہ کی گلیوں میں منادی کو بھیجا۔ اس نے یہ اعلان کیا: ''ارے! فطرانہ ہر مسلم، مرد، عورت، غلام، آزاد، چھوٹے اور بڑے پر واجب ہے۔ یہ دو مد گندم یا ایک صاع اس کے علاوہ کھانا ہے۔''

✿✿✿✿

چھٹا باب

مد، صاع اور وسق کے بارے

[نسخہ میں وہ روایات ساقط ہیں جنہیں حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے اس جگہ تحریر فرمایا ہے]

✿✿✿✿

ساتواں باب

جس پر صدقہ لینا حرام ہے اور جس کے لیے حلال ہے

امام مسلم نے حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''میں کسی کی دیت یا جرمانہ کا ضامن بنا۔میں بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوا تا کہ اس کے بارے التجاء کروں۔آپ نے فرمایا:''ٹھہر جاؤ حتیٰ کہ ہمارے پاس صدقہ آجائے۔ہم اس میں سے تمہارے بارے حکم دیں گے۔'' پھر فرمایا:''قبیصہ صدقہ تین آدمیوں میں سے ایک کے لیے حلال ہوتا ہے۔(۱)اس کے لیے جو کسی امر کا ضامن بنے اس کے لیے سوال کرنا جائز ہے۔حتیٰ کہ وہ اسے پورا کرے۔پھر وہ رک جائے۔(۲)وہ شخص جسے کوئی ضرورت آلے جس کی وجہ سے اسے مال کی حاجت ہو۔اس کے لیے بھی سوال کرنا حلال ہے۔حتیٰ کہ اسے آسودہ زندگی آلے۔(۳)وہ شخص جسے فاقہ آلے۔حتیٰ کہ اس کی قوم کے تین دانا شخص کہہ دیں کہ فلاں کو فاقہ نے آلیا ہے۔اس کے لیے بھی سوال کرنا حلال ہے۔حتیٰ کہ اسے آسودگی آلے۔قبیصہ!اس کے عَلاوہ مانگ کر کھانا حرام ہے۔مانگنے والا حرام کھاتا ہے۔''

❁❁❁❁

آٹھواں باب

نفلی صدقہ کی ترغیب جب محتاج نظر آئے

شیخین نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: "خوب دل کھول کر خرچ کرو اور شمار نہ کرو۔ ورنہ رب تعالیٰ بھی تمہیں گن کر دے گا۔ نہ ہی کنجوسی کرو۔ ورنہ رب تعالیٰ بھی اپنا دستِ عطا تم سے روک لے گا۔"

شیخین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "اے مسلمان خواتین! ایک پڑوسن دوسری پڑوسن کے لیے حقیر نہ سمجھے۔ خواہ وہ جانور کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔"

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) اور نسائی نے حضرت ام بجید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے آپ کی بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔ انہوں نے بارگاہِ رسالت مآب میں عرض کی: "ایک مسکین میرے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے، لیکن میرے پاس کچھ نہیں ہوتا جو میں اسے عطا کروں۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر اسے دینے کے لیے تمہارے پاس صرف جلا ہوا کھر ہی ہو وہ بھی اس کو اس کے ہاتھ میں دے دو۔"

امام احمد، امام مسلم اور امام نسائی نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم دوپہر کے وقت بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر تھے۔ عریاں قوم آئی۔ انہوں نے جوتے اور چادریں جمع کیں تھیں اور تلواریں سونت رکھی تھیں۔"

❁❁❁❁

نواں باب

تھوڑے اور زیادہ صدقہ کے بارے

امام احمد نے جید سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک سائل آیا۔ آپ نے اسے کھجور دینے کا حکم دیا۔ اس نے اسے پکڑا یا اس نے اسے پھینک دیا۔ پھر ایک اور سائل آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اسے کھجور دینے کا حکم دیا۔ اس نے کہا: "سبحان اللہ! حضور اکرم ﷺ کی طرف سے صرف ایک کھجور۔" آپ نے لونڈی سے فرمایا: "حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ۔ وہ چالیس دراہم اسے دے دو جوان کے پاس ہیں۔"

الزجاجی نے آمالیہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک سائل حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اسے ایک کھجور عطا کی۔ سائل نے کہا: "انبیاء میں سے ایک نبی محترم ﷺ ایک کھجور صدقہ کر رہے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "میں جانتا ہوں کہ اس میں کثیر ذرات کے مثاقیل ہیں۔" اس نے اسے پھینک دیا۔"

❁❁❁❁

دسواں باب

آپ کے اوقاف کے بارے

① الصافیہ: یہ جگہ آج بھی معروف ہے۔ یہ زہیر کی جاگیر کے ساتھ مدینہ طیبہ کی مشرق کی طرف ہے۔

② البُر قہ: اس سے مراد وہ مال ہے جو مدینہ طیبہ کی طرف تھا۔ یہ بھی مشرق ہی کی طرف تھا۔ اس کی سمت میں نے دیکھی ہے۔

③ الدلال: یہ بھی مدینہ طیبہ کا نفع بخش مال تھا۔ یہ مشہور تھا جو صافیہ کی طرف الملکی کی جانب تھا۔ یہ المدرسۃ الشہابیہ کے لیے وقف تھا۔

④ المثیب: لغت میں نرم زمین کو مثیب کہا جاتا ہے۔ یہ بھی مدینہ طیبہ کا مال تھا۔ جو آج کل غیر معروف ہے۔ امام زہری کے کلام سے اس سے پہلے کی تین بستیوں میں سے ایک کو ایا جا سکتا ہے۔
ابن شہاب نے لکھا ہے کہ یہ چاروں الصورین کی بلند جگہ پر قریب قریب تھے۔ یہ مروان بن حکم کے محل کے پیچھے تھے۔

⑤ الاعواف: ابن شہاب نے لکھا ہے اسے مہزور سیراب کرتا تھا۔ یہ القف کی طرف تھا۔ المراغی نے لکھا ہے کہ یہ آج کل معروف نہیں ہے۔

◆ حسنیٰ: اسے مہزور سیراب کرتا تھا۔ مراغی نے لکھا ہے یہ آج کل معروف نہیں ہے۔ شاید اسے حسنا سے حسنیٰ بنا دیا گیا ہے۔ یہ معروف ہے۔ مگر صحیح نہیں ہے۔
اخبار المدینہ کی کتب میں کئی مقامات کو اسی سے موسوم کیا گیا ہے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ قف کے پاس ہے اور اسے مہزور سیراب کرتا ہے جبکہ الحنا شرقی الماجشونیہ کو مہزور سیراب نہیں کرتا تھا۔
السید نے لکھا ہے: "میرے لیے یہ بات عیاں ہوئی ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جو الحسنیات کے نام سے معروف ہے۔ یہ دلال کی جاگیر کے پاس ہے۔ یہ قف کی طرف ہے یا یثرب لمہزور کی طرف ہے۔

◆ مشربۃ ام ابراہیم رضی اللہ عنہا۔ ابن شہاب نے لکھا ہے: "جب تم یہود کے بیت المدارس کے پیچھے جاؤ تو تم عبیدہ بن عبداللہ بن مرہ کی جاگیر تک پہنچو گے۔ مشربۃ ام ابراہیم اس کے پہلو میں ہے۔ اس کو مشربۃ ام ابراہیم اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی والدہ ماجدہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا نے انہیں وہیں جنم دیا تھا۔ یہ العالیۃ کے نام سے معروف ہے۔

تنبیہات

- ابن سعد نے حضرت محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا: ''حضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں مدینہ طیبہ کے سات باغات وقف تھے۔جن کے نام یہ ہیں:
''الاعواف، الصافیہ، الدلال، المثیب، البرقۃ، حسنی اور مشربۃ ام ابراہیم''۔
- اس بات میں اختلاف ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے دستِ اقدس میں آنے سے پہلے یہ کسی کی ملکیت میں تھے۔ایک قول یہ ہے کہ یہ مخیریق کے اموال میں سے ہیں۔

ابن سعد نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا: ''اسلام میں پہلا صدقہ حضور اکرم ﷺ کا وقف تھا۔جب احد کے روز مخیریق شہید ہوا۔اس نے کہا تھا کہ اگر میں شہید ہو جاؤں تو میرے اموال حضور اکرم ﷺ کے لیے ہوں گے اور آپ نے ان پر قبضہ فرمالیا اور ان ہی سے صدقہ فرماتے تھے''۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے۔انہوں نے اپنی خلافت کے دوران خناصرہ میں کہا تھا: ''میں نے مدینہ طیبہ میں سنا۔آج بھی وہاں مہاجرین اور انصار میں سے کثیر بزرگ موجود ہیں کہ آپ نے باغات وقف کیے تھے۔وہ مخیریق کے اموال میں سے تھے۔اس نے کہا تھا: ''اگر میں شہید ہو جاؤں تو میرے اموال کے مالک محمد عربی ﷺ ہوں گے وہ جہاں چاہیں گے انہیں صرف فرمائیں گے۔وہ احد کے روز شہید ہو گیا۔آپ نے فرمایا: ''مخیریق یہودیوں میں سے بہترین ہے''۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ بنونضیر کے اموال تھے۔ابن سعد نے حضرت محمد بن سہل بن ابی حثمہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ کے صدقات بنونضیر کے اموال میں سے ہوتے تھے۔یہ سات باغات تھے۔یہ باغات سلام بن مشکم نضیری کی ملکیت میں تھے''۔

انہوں نے عثمان بن وثاب سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''یہ باغات بنونضیر کے اموال میں سے تھے۔جب آپ احد سے واپس تشریف لائے تو مخیریق کے اموال کو تقسیم فرمادیا تھا۔

✿✿✿✿

گیارھواں باب

سائلین کے بارے آپ کی سنتِ مطہرہ

اس باب میں کئی انواع ہیں:

❶ آپ طاقتور سائل سے فرماتے کہ وہ روزی کمائے

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک انصاری شخص آپ کی خدمت میں آیا۔ اس نے سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: ''کیا تمہارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟'' اس نے عرض کی: ''ہاں! ایک ٹاٹ ہے جس کا بعض حصہ ہم اوڑھ لیتے ہیں اور بعض حصہ نیچے بچھا دیتے ہیں۔ ایک پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''یہ دونوں اشیاء لے آؤ۔'' وہ دونوں اشیاء لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے وہ دونوں چیزیں اس سے لے لیں۔''

❷ آپ اپنا صدقہ کسی دوسرے کے حوالے نہ کرتے

امام احمد بن منیع نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے اپنا صدقہ کسی اور کے سپرد کیا ہو۔ حتیٰ کہ وہ ہی سائل کے ہاتھ پر رکھے۔'' ابن ماجہ نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

ابن سعد نے حضرت زیاد بن ابی زیاد مولی عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''دو امور ایسے تھے جنہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کے سپرد نہ کرتے تھے۔ (۱) رات کا قیام فرمانے کے لیے وضو۔ (۲) سائل جو کھڑا ہوتا حتیٰ کہ آپ خود اسے عطا فرماتے۔''

❸ بعض افراد کو عطا کرنا اور بعض کو عطا نہ کرنا

امام احمد نے ثقہ راویوں سے بعض صحابہ کرام سے اور بزار نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام نے فرمایا: ''میں بعض لوگوں کو عطا کرتا ہوں تو ان کے ساتھ تالیف قلبی کرتا ہوں اور بعض لوگوں کو عطا نہیں کرتا۔ انہیں ان کے ایمان کے حوالے کرتا ہوں۔ ان میں سے ایک فرات بن حیان بھی ہیں۔''

آپ کے روزے اور اعتکاف کے بارے

پہلا باب

رمضان المبارک کی ابتداء، رمضان المبارک تک پہنچنے کی دعا صحابہ کرام کو اس کے آنے کی بشارت، آپ نے رمضان المبارک کے نو مہینے روزے رکھے

اس میں کئی انواع ہیں:

❶ ابتداء کے بارے

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''روزے تین حالات میں تبدیل ہوئے۔ آپ ہر ماہ میں تین ایام کے روزے رکھتے تھے۔ آپ یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے۔ رب تعالیٰ نے یہ آیت طیبہ نازل فرمادی۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ (البقرہ:۱۸۸)

ترجمہ: فرض کیے گئے ہیں تم پر روزے فرض کیے گئے تھے۔ ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے۔

❷ رمضان المبارک تک پہنچنے کی دعا

بزار اور الطبرانی نے زائدہ بن ابی رقاد کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب ماہِ رجب آتا تو آپ یہ دعا کرتے: ''مولا! رجب اور شعبان میں ہمارے لیے برکت فرما اور ہمیں رمضان المبارک تک پہنچا۔''

❸ رمضان المبارک کی صحابہ کرام کو بشارت

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ

کرام کو رمضان المبارک کے آنے کی بشارت دیتے تھے۔ آپ فرماتے تھے: ''تمہارے پاس مبارک مہینہ آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کے روزے فرض کیے ہیں۔ اس میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ اس میں ایک ایسی رات ہے جو ایک ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ جسے اس کی خیر سے محروم کر دیا گیا تو اسے محروم کر دیا گیا۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! کون سی چیز تمہارا استقبال کر رہی ہے اور تم کسی چیز کا استقبال کر رہے ہو؟ آپ نے تین بار اسی طرح فرمایا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا وحی کا نزول ہوا ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' انہوں نے عرض کی: ''کیا دشمن آ گیا ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' انہوں نے عرض کی: ''پھر کیا ہوا؟'' آپ نے فرمایا: ''رب تعالیٰ اس ماہِ مبارک کی پہلی رات کو سارے اس قبلہ والوں کو معاف کر دیتا ہے۔'' آپ نے اپنے دستِ اقدس سے اشارہ کیا۔ اس روایت کو ابن خزیمہ نے عمرو بن حمزہ القیسی کی سند سے حضرت ابو ربیع سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''اگر یہ روایت صحیح ہے تو پھر کسی کو نہیں جانتا کہ عدالت اور جرح کے ساتھ ابو ربیع کا جانشین بن سکے۔ نہ ہی کوئی شخص جرح وعدالت میں عمرو بن حمزہ القیسی کا ہم پلہ ہے جو ان کے نیچے ہیں۔''

ابن خزیمہ نے زوائدِ کثیر بن زید سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم پر ایسا مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے کہ مسلمانوں پر کوئی ایسا مہینہ نہیں گزرتا جو ان کے لیے اس سے بہتر ہو اور منافقین کے لیے کوئی ایسا مہینہ نہیں گزرتا جو ان کے لیے اس سے زیادہ شر ہو۔'' آپ نے یہ بات قسم اٹھا کر کہی۔

ابن سعد نے حضرت ابن عباس اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب رمضان المبارک آتا تو آپ ہر قیدی کو آزاد کر دیتے اور ہر سائل کو عطا فرماتے۔''

❁❁❁❁

دوسرا باب

جب آپ چاند کو دیکھتے تو آپ کیا فرماتے، چاند کو دیکھ کر روزہ رکھنا اور ایک عادل شخص کی شہادت پر روزہ رکھنا

اس باب کی کئی انواع ہیں:

❶ جب آپ چاند کو دیکھتے تھے تو آپ کیا فرماتے تھے اور مہینہ انتیس روز کا بھی ہوتا تھا

ابن ابی شیبہ اور الطبرانی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ چاند کو دیکھتے تھے تو یہ ذکر کرتے تھے:

الله اکبر، الله اکبر! الحمد لله! لا قوۃ الا بالله، اللهم انی اسئلك خیر هذا الشهر و اعوذبك من شر القدر و من شر الحشر۔

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے عثمان بن ابراہیم الحاطبی کی سند سے (ان میں ضعف تھا) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب آپ چاند کو ملاحظہ فرماتے تو یہ دعا مانگتے:

اللهم اهله علینا بالامن والایمان والسلامة والاسلام والتوفیق لما تحب و ترضی ربنا و ربك الله۔

الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب آپ چاند کو ملاحظہ فرماتے تو فرماتے:

هلال خیر و رشد۔

پھر یہ دعا فرماتے:

اللهم اسئلك من خیر هذا الشهر و خیر القدر و اعوذبك من شره۔

آپ تین بار اسی طرح فرماتے:

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے احمد بن عیسیٰ اللخمی کے) حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے

فرمایا: "جب آپ چاند کو ملاحظہ کرتے تو یہ دعا مانگتے:

هلال خير و رشد آمنت بالذي خلقك فعدلك۔

حضور نبی کریم ﷺ جب ہلال کو دیکھتے تو یہ دعا مانگتے تھے:

اللهم اهله علينا باليمن والايمان والسلامة والاسلام ربي و ربك الله هلال خير و رشد۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "مہینہ اس طرح اور اس طرح ہے۔ آپ نے دونوں مبارک ہاتھوں سے دو بار تالیاں بجائیں۔ آپ نے تین بار تالی بجائی تو دائیں یا بائیں انگوٹھے کو کم کر دیا۔" امام بخاری نے اسی طرح روایت کیا ہے۔

شیخین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہم اُمّی امت ہیں۔ ہم نہ شمار کر سکتے ہیں نہ لکھ سکتے ہیں۔ مہینہ اس طرح اور اس طرح ہوتا ہے۔" یعنی کبھی تیس کا اور کبھی انتیس کا۔"

امام مسلم کے الفاظ میں ہے: "ہم نہ لکھ سکتے ہیں اور نہ ہی شمار کر سکتے ہیں۔ مہینہ اس طرح اس طرح ہوتا ہے۔" آپ نے تیسری بار انگوٹھے کو بند کر دیا۔ اور فرمایا: "مہینہ اس طرح اس طرح اس طرح ہوتا ہے۔ یعنی مکمل تیس ایام کا۔"

دارقطنی نے حضرت جابر سے، امام احمد، ترمذی، دارقطنی، ابوداؤد نے حضرت ابن مسعود سے (جبکہ دارقطنی نے کہا ہے کہ اس کی سند حسن صحیح ہے) انہوں نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "ہم نے جن مہینوں میں آپ کے ساتھ روزے رکھے ان میں سے زیادہ انتیس ایام کے تھے اور تیس ایام کے کم تھے۔"

۲ ہلال کو دیکھ کر آپ کا روزے رکھنا

امام احمد، ابوداؤد اور دارقطنی نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ شعبان کی طرف اس طرح توجہ دیتے تھے کہ کسی اور مہینے کی یوں دیکھ بھال نہ کرتے تھے۔ پھر چاند دیکھ کر رمضان المبارک کے روزے رکھ لیتے تھے۔ اگر چاند مخفی ہوتا تو پورے تیس روز مکمل فرماتے پھر روزہ رکھتے۔"

امام ترمذی کے علاوہ دیگر ائمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے رمضان المبارک کا تذکرہ کیا اور فرمایا: "تم روزہ نہ رکھو حتیٰ کہ ہلال کو دیکھ لو اور افطار نہ کرو حتیٰ کہ اسے دیکھ لو اور اگر یہ تم پر مخفی ہو جائے تو اس کے لیے اندازہ کر لو۔"

◆۳ ایک عادل شخص کی گواہی پر روزہ رکھنا

ابوداؤد، ابن حبان اور دارقطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''لوگوں نے ہلال دیکھا۔ میں نے آپ سے عرض کی کہ میں نے چاند کو دیکھا ہے۔ آپ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔''

ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''لوگوں کو ہلالِ رمضان میں شک گزرا۔ بعض نے کہا کہ آج روزہ ہے بعض نے کہا کہ کل روزہ ہوگا۔ الحرۃ سے ایک اعرابی آیا۔ اس نے گواہی دی کہ اس نے ہلال دیکھا ہے۔ اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے پوچھا: ''کیا تو نے رمضان المبارک کا چاند دیکھا ہے۔'' اس نے عرض کی: ''ہاں!'' آپ نے فرمایا: ''کیا یہ تو گواہی دیتا ہے کہ رب تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔'' اس نے عرض کی: ''ہاں!'' آپ نے پوچھا: ''کیا تو یہ گواہی دیتا ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔'' یا ''محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں'' یا ''میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔'' اس نے عرض کی: ''ہاں!'' اس نے گواہی دی کہ اس نے چاند دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''بلال! لوگوں میں اعلان کرو کہ وہ کل روزہ رکھیں۔''

ابوداؤد، نسائی اور دارقطنی نے حضرت عکرمہ سے مرسل روایت کیا ہے۔

دارقطنی نے حضرت طاؤس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں مدینہ طیبہ گیا۔ وہاں حضرات ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ ایک شخص مدینہ طیبہ کے والی کے پاس گیا اور اس کے پاس گواہی دی کہ اس نے رمضان المبارک کا چاند دیکھا ہے۔ والی نے حضرات ابن عباس اور ابن عمر سے اس کی گواہی کے بارے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ اس کی گواہی کو قبول کر لے۔ انہوں نے اسے بتایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کے چاند کے بارے ایک شخص کی گواہی کو قبول کر لیتے تھے۔'' انہوں نے کہا: ''آپ افطار کے بارے گواہی دو افراد کی قبول کرتے تھے۔''

✿✿✿✿

تیسرا باب

آپ کی افطاری کا وقت، آپ کس سے روزہ افطار کرتے تھے، افطاری کے وقت کیا فرماتے تھے؟ جس کسی کے ہاں روزہ افطار کرتے تو کیا کہتے؟ جب تیسویں روز چاند نظر آ جاتا تو روزہ مکمل کرتے

اس میں کئی انواع ہیں:

۱ افطار کا وقت اور یہ نماز سے پہلے تھا

امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ افطاری میں جلدی فرماتے اور سحری میں تاخیر فرماتے۔

شیخین اور ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں رمضان میں ایک سفر کے دوران آپ کے ہمراہ تھا۔ جب سورج غروب ہوا تو آپ نے فرمایا: ''بلال! نیچے اترو اور ہمارے لیے پانی میں ستو ملاؤ۔'' انہوں نے عرض کی: ''کاش! آپ انتظار فرمائیں حتیٰ کہ شام ہو جائے۔'' یا انہوں نے کہا: ''ابھی دن ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''نیچے اترو اور ہمارے لیے پانی میں ستو ملاؤ۔'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ابھی دن ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''نیچے اترو اور ہمارے لیے پانی میں ستو ملاؤ۔ جب تم دیکھو رات ادھر سے آ رہی ہے اور دن ادھر سے جا رہا ہے تو روزہ دار روزہ افطار کرلے۔'' وہ نیچے اترے اور پانی میں ستو ملائے اور حضور اکرم ﷺ نے انہیں نوش فرمایا۔''

امام احمد نے حضرت قطبہ بن قتادہ سدوسی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''میں نے آپ کو دیکھا۔ آپ نے اس وقت روزہ افطار کیا جب سورج غروب ہو گیا۔''

ابن ابی شیبہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''میں نے آپ کو کبھی بھی نماز مغرب پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حتیٰ کہ آپ پہلے روزہ افطار کرتے۔ خواہ پانی کے ایک گھونٹ کے ساتھ ہی۔''

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور

اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہم گروہ انبیاء علیہم السلام کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم روزہ جلدی افطار کریں۔ سحری کو تاخیر سے کریں اور نماز میں اپنے دائیں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھیں۔''

الطبرانی اور ابویعلی نے صحیح کے راویوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے افطاری سے پہلے نماز مغرب ادا کی ہو۔ خواہ پانی کے گھونٹ سے ہی افطاری فرماتے۔''

۲ آپ کس چیز سے روزہ افطار کرتے تھے

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے اور دارقطنی نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) روایت کیا ہے کہ حضور اکرم تر کھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے۔ آپ نمازِ مغرب سے پہلے روزہ افطار کرتے تھے۔ اگر تر کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے روزہ افطار کر لیتے۔ اگر کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹ لے کر روزہ افطار کر لیتے۔''

حارث نے ثقہ راویوں سے اور الطبرانی (ان کی سند میں انقطاع ہے) نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ موسمِ گرما میں بھی قیام فرماتے تھے۔ آپ موسم گرما میں نماز (مغرب) نہ پڑھتے۔ جبکہ آپ کا روزہ ہوتا حتیٰ کہ میں آپ کے پاس تر کھجوریں لے کر آتا۔ آپ انہیں تناول فرماتے، پانی پیتے پھر کھڑے ہو کر نماز ادا فرماتے۔ اگر موسم سرما ہوتا میں آپ کی خدمت میں خشک کھجوریں لے کر آتا۔ آپ انہیں کھاتے، پانی پیتے پھر کھڑے ہوتے اور نماز ادا کرتے۔''

عبد بن حمید نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور سید المرسلین ﷺ تر کھجوروں سے روزہ افطار کرتے۔ اگر تر کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے روزہ افطار کر لیتے۔''

ابن عدی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ تر کھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے اور انہی کے ساتھ سحری کرتے تھے اور انہیں اپنی سحری کے آخر میں تناول فرماتے تھے۔''

ابویعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ پسند فرماتے تھے کہ آپ تین کھجوروں (یا پھل) سے روزہ افطار کریں۔ یا ایسی چیز سے روزہ افطار کریں جسے آگ نے نہ چھوا ہوگا۔''

الطبرانی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ رمضان المبارک میں سفر میں تھے۔ آپ نے عجوہ کھجور کے ساتھ روزہ افطار کیا۔''

ابن عدی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ کو پسند تھا کہ آپ نماز سے پہلے روزہ افطار کریں۔ آپ تر کھجوروں کے زمانہ میں تر کھجوروں سے اور اگر تر کھجوریں نہ ہوتیں تو آپ خشک کھجوروں سے روزہ افطار فرما لیتے تھے۔ آپ طاق کھجوریں مثلاً تین یا پانچ یا سات کھجوریں تناول فرماتے تھے۔''

◆ افطاری کے وقت آپ کیا دعا مانگتے تھے اگر کسی کے ہاں روزہ افطار کرتے تو کیا دعا کرتے؟

الطبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"جب آپ روزہ افطار کرتے تو یہ دعا مانگتے:

بسم الله اللهم لك صمت و على رزقك افطرت۔

ابوداؤد نے حضرت معاذ بن زہرہ سے مرسل روایت کیا ہے کہ انہیں معلوم ہوا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب روزہ افطار فرماتے تھے تو یہ دعا مانگتے تھے:

اللهم لك صمت و على رزقك افطرت۔

ابوداؤد،نسائی اور دارقطنی (انہوں نے اس کو حسن کہا ہے) نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"جب آپ روزہ افطار کرتے تو آپ نے فرمایا:"پیاس ختم ہوگئی،رگیں تر ہوگئیں اور اجر ثابت ہوگیا۔ان شاء اللہ۔"

الطبرانی اور دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آپ روزہ افطار کرتے تو یہ دعا مانگتے تھے:

اللهم لك صمت و على رزقك افطرت فتقبل انك انت السميع العليم۔

امام احمد اور نسائی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:جب آپ کسی کے گھر روزہ افطار کرتے تو یوں فرماتے:"تمہارے پاس روزہ داروں نے روزہ افطار کیا۔پاکباز لوگوں نے تمہارا کھانا کھایا اور تم پر ملائکہ کا نزول ہوا۔"

ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"حضور اکرم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاں روزہ افطار کیا۔آپ نے فرمایا:"روزہ داروں نے تمہارے ہاں روزہ افطار کیا پاکباز افراد نے تمہارا کھانا کھایا اور ملائکہ نے تمہارے لیے رحمت کی دعا کی۔"

احمد بن منیع نے موقوفاً اور عبد بن حمید نے مرفوعاً صحیح سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"جب آپ کسی کے لیے کوشش فرما کر دعا کرتے تو فرماتے:"رب تعالیٰ تم پر پاکباز افراد کی دعا نازل کرے۔جو نہ گناہ گار ہیں۔نہ ہی فاجر ہیں،جو رات کے وقت قیام کرتے ہیں اور دن کے وقت روزے رکھتے ہیں۔"

◆ آپ کی سحری کے بارے،سحری میں تاخیر کرنا

امام اور امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن حارث سے اور انہوں نے ایک صحابی سے اور امام نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ اس وقت سحری تناول فرما رہے تھے۔آپ نے فرمایا:"سحری کھانے میں برکت ہے۔یہ رب تعالیٰ نے تمہیں عطا کی ہے۔اسے ترک نہ کیا کرو۔"

امام احمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضورا کرم ﷺ نے مجھے رمضان المبارک میں سحری کھانے کی دعوت دی۔ آپ نے فرمایا: ''مبارک کھانے کی طرف آؤ۔''

ابن ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضورا کرم ﷺ نے فرمایا: ''ہم گروہِ انبیاء کرام علیہم السلام کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنی سحری کو تاخیر سے کریں۔''

امام احمد، ابن ماجہ، شیخین، ترمذی اور نسائی نے حضرت انس سے اور وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم نے آپ کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم نماز کے لیے چلے گئے۔'' حضرت انس نے پوچھا: ''ان کے درمیان کتنا وقت تھا؟'' انہوں نے فرمایا: ''پچاس آیات پڑھنے کا۔''

امام نسائی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضورا کرم ﷺ نے فرمایا: ''یہ سحری کا وقت ہے۔ انس! میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں۔ مجھے کچھ کھلاؤ۔'' میں کھجوریں اور پانی کا ایک برتن لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اس وقت حضرت بلال اذان دے چکے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''ایسا شخص تلاش کرو جو میرے ساتھ کھائے۔'' میں نے حضرت زید بن ثابت کو بلایا۔ وہ آئے اور انہوں نے عرض کی: ''میں نے ستو کا شربت پیا ہے۔ میں روزہ رکھنے کا خواہاں ہوں۔'' حضورا کرم ﷺ نے فرمایا: ''میں بھی روزہ رکھنا چاہتا ہوں۔'' انہوں نے آپ کے ساتھ سحری کھائی۔ پھر آپ اٹھے اور دو رکعتیں پڑھیں پھر نماز فجر کے لیے تشریف لے گئے۔''

امام احمد نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''میں حضورا کرم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ تا کہ آپ کو نماز کے لیے لاؤں۔ آپ نے روزہ رکھنے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ آپ نے پانی پیا۔ پھر پیالہ مجھے پکڑایا اور نماز کے لیے تشریف لے آئے۔''

امام بخاری نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں اپنے اہلِ خانہ میں سحری کرتا تھا۔ پھر میں جلدی سے آپ کو سجدہ میں آلیتا تھا۔''

احمد بن منیع اور ابویعلی نے ثقہ راویوں سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں آپ کو نماز کے لیے بلانے کے لیے آیا۔ آپ روزے کا ارادہ کیے ہوئے تھے۔ آپ نے پانی پیا، مجھے پیالہ پکڑایا۔ پھر نماز کے لیے تشریف لے گئے۔

بزار نے حضرت سوار بن مصعب کی سند سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضرت علقمہ بن علاثہ بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ وہ آپ کے ساتھ کھانے لگے۔ حضرت بلال آئے۔ آپ کو نماز کے لیے بلایا۔ مگر آپ نے انہیں جواب نہ دیا۔ وہ واپس چلے گئے۔ مسجد میں اتنی دیر ٹھہرے۔ جتنی دیر رب تعالیٰ نے چاہا پھر

آپ واپس تشریف لائے۔ اور عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! نماز بخدا! آپ نے صبح کر دی ہے۔" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ حضرت بلال پر رحم کرے، اگر بلال نہ ہوتے تو ہمیں امید تھی کہ ہمیں ہمارے اور طلوعِ شمس کے مابین رخصت دے دی جاتی۔" حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اگر حضرت بلال قسم نہ اٹھاتے تو آپ کھاتے رہتے۔ حتیٰ کہ حضرت جبرائیل امین آپ سے عرض کرتے: "اپنا دستِ اقدس اٹھالیں۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت عامر بن مطر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم نے آپ کے ساتھ سحری کھائی۔ پھر ہم نماز کے لیے آگئے۔"

ابو یعلی نے ثقہ راویوں سے حضرت علقمہ بن سفیان ثقفی سے روایت کیا ہے کہ وہ ماہِ رمضان میں وفد کی صورت میں آپ کی خدمت میں آئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہمارے پاس ہماری افطاری اور سحری لاتے تھے۔ ہم ایک خیمہ میں تھے۔ جسے ہمارے لیے مسجد میں لگا دیا گیا تھا۔ وہ ہمارے پاس افطاری لے کر آئے۔ ابھی بہت زیادہ اجالا تھا۔ ہمیں اجالا دیکھ کر غروب آفتاب میں شک ہوا۔ انہوں نے کھانا ہمارے سامنے رکھا اور فرمایا: "کھاؤ۔" ہم نے کہا: "بلال! کھانے کو واپس لے جاؤ۔ ہم سفیدی دیکھ رہے ہیں۔" انہوں نے کہا: "میں تمہارے پاس آیا تو حضور اکرم ﷺ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ انہوں نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس سے کھایا اور فرمایا: "کھاؤ۔" وہ ہمارے پاس سحری لے کر آئے۔ ہم بستروں میں گرم تھے۔ ہمیں صبح میں شک تھا۔ انہوں نے فرمایا: "کھاؤ۔ قریب ہے کہ فجر طلوع ہو جائے۔" ہم نے عرض کی: "سیدنا بلال! ہم نے صبح کر دی ہے۔" انہوں نے کہا: "میں نے آپ کو اس حالت پر چھوڑا ہے کہ آپ سحری کھا رہے تھے۔ تم بھی سحری کھاؤ۔"

امام احمد، شیخین، ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ روزہ رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ ہم کہتے: "آپ اب افطار نہ کریں گے۔ (یعنی روزہ ترک نہ کریں گے) پھر آپ روزہ رکھنا چھوڑ دیتے حتیٰ کہ ہم کہتے کہ اب آپ روزہ نہ رکھیں گے۔" مدینہ طیبہ کے قیام کے دوران آپ نے رمضان المبارک کے علاوہ کبھی بھی لگاتار پورا ماہ روزے نہ رکھے تھے۔"

امام نسائی نے حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں نے حضرت حذیفہ سے پوچھا: "تم نے کس ساعت میں آپ کے ساتھ سحری کھائی تھی؟" انہوں نے فرمایا: "دن کا اجالا تھا۔ مگر ابھی سورج طلوع نہیں ہوا تھا۔"

۵ اگر آپ تیسویں روز چاند دیکھ لیتے تو روزہ مکمل فرماتے

دارقطنی اور امام بیہقی نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے تیسویں رمضان المبارک کو وقتِ سحر روزہ رکھا۔ دن تو آپ نے شوال کا چاند دیکھ لیا۔ آپ نے شام تک روزہ افطار نہ کیا۔"

تنبیہ

"الہدیٰ" میں ہے کہ آپ نے افطاری کو اس چیز کے ساتھ اس لیے مختص کیا جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ خالی معدہ کے وقت میٹھی چیز طبیعت زیادہ قبول کرتی ہے۔ قوی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ بالخصوص قوتِ بصارت تیز ہوتی ہے۔ مدینہ طیبہ کی حلاوت کھجور تھی۔ ان کا دارومدار اسی پر تھا۔ یہ ان کے نزدیک قوت اور سالن تھا۔ یہ تر حالت میں پھل ہوتی تھی۔ جہاں تک پانی کا تعلق ہے تو جگر روزہ کی وجہ سے خشک ہو جاتا ہے جب اسے پانی سے تر کر دیا جائے تو یہ بعد میں پوری طرح غذا سے نفع حاصل کرتا ہے۔ اسی لیے بھوکے اور پیاسے کے لیے بہتر ہے کہ وہ پانی پینے سے آغاز کرے۔ پہلے تھوڑا سا پانی پیے پھر کھانا کھائے۔"

❁❁❁❁

چوتھا باب

روزہ کی حالت میں آپ کون سے افعال سرانجام دیتے تھے

اس باب میں کئی انواع ہیں:

۱ پچھنے لگوانا

امام شافعی، امام احمد، شیخین، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حالت احرام اور روزہ کی حالت میں پچھنے لگوائے۔

ابن ابی عاصم نے اپنی کتاب "الصیام" میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ نے رزہ کی حالت میں پچھنے لگوائے۔"

دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے سترہ رمضان المبارک کو پچھنے لگوائے پھر بعد میں فرمایا: "حاجم اور مجحوم نے روزہ افطار کر دیا۔"

ابویعلیٰ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے روزہ اور احرام کی حالت میں پچھنے لگوائے۔ آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ اس روز سے آپ نے اس روز سے آپ نے منع کر دیا کہ روزہ دار پچھنے نہ لگوائے۔ آپ نے کمزوری کو ناپسند کیا۔"

۲ روزہ کی حالت میں سرمہ ڈالنا

ابن ماجہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے روزہ کی حالت میں سرمہ استعمال فرمایا۔

ابویعلیٰ اور ابن ابی عاصم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ سے ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نے رمضان المبارک میں سرمہ استعمال کیا ہوا تھا۔"

ابونعیم نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم رمضان المبارک میں آپ کا انتظار کر رہے تھے کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں۔ آپ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ سے باہر نکلے۔ آپ نے سرمہ استعمال فرمایا تھا۔ چشمان مقدس سرمہ سے بھری ہوئی تھیں۔"

ابویعلی اور ابن عدی نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ روزہ کی حالت میں سرمہ استعمال کر لیتے تھے۔''

الطبرانی نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ کو دیکھا۔ آپ نے روزہ کی حالت میں سرمہ استعمال فرمایا تھا۔''

۳ روزہ کی حالت میں فجر کے بعد غسل فرمانا

ائمہ نے حضرت امہات المؤمنین عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ رمضان المبارک میں وظیفۂ زوجیت کی وجہ سے، نہ احتلام کی وجہ سے جنبی حالت میں صبح کرتے۔ آپ غسل فرماتے۔ روزہ رکھتے اور قضاء نہ کرتے تھے۔''

شیخین اور ابوداؤد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں احتلام کے بغیر مباشرت سے جنبی ہوتے تھے۔ پھر آپ روزہ رکھ لیتے تھے۔''

ائمہ میں سے امام مالک، شافعی، احمد، مسلم اور ابوداؤد نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا۔ وہ آپ سے فتویٰ پوچھ رہا تھا۔ آپ دروازے کے پیچھے سے سن رہے تھے۔ اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے نماز کا وقت ہو گیا۔ میں حالت جنابت میں تھا۔ کیا میں روزہ رکھ سکتا ہوں؟'' آپ نے فرمایا: ''مجھے بھی نماز کا وقت آلیتا ہے میں جنبی حالت میں ہوتا ہوں۔ میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔'' اس نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ہماری طرح تو نہیں ہیں۔ رب تعالیٰ آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کر دیے ہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''بخدا! میں چاہتا ہوں کہ میں تم سب سے زیادہ رب تعالیٰ سے ڈرنے والا بن جاؤں۔ اور میں تمہیں اس چیز کی تعلیم دیتا ہوں جو زیادہ پرہیزگاری رکھتی ہے۔''

الطبرانی نے حضرت عقبہ بن عامر اور فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ وقتِ صبح حالت جنابت پر ہوتے تھے۔ پھر آپ غسل فرماتے اور روزہ رکھ لیتے تھے۔''

۴ حالت روزہ میں مسواک

امام احمد، امام بخاری نے تعلیقاً، مسدد اور ترمذی نے (انہوں نے اسے احسن کہا ہے) دارقطنی، ابوداؤد نے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے ان گنت اور بے شمار بار روزہ کی حالت میں آپ کو مسواک کرتے ہوئے دیکھا ہے۔''

احمد بن منیع نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں

مسواک کر لیتے تھے۔"

۵ نفلی روزہ میں قے کرنا

امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ترمذی (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) دارقطنی ابن ماجہ نے حضرت معدان بن طلحہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابودرداء نے انہیں روایت بیان کی ہے کہ آپ نے قئے کی اور روزہ کھول دیا۔ میں نے آپ کے خادم حضرت ثوبان سے دمشق کی مسجد میں ملاقات کی۔ میں نے انہیں کہا: "ابودرداء نے مجھے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے قئے کی اور روزہ افطار کر دیا۔" انہوں نے کہا: "انہوں نے سچ کہا ہے۔ میں نے ہی آپ کے وضو کے لیے پانی انڈیلا تھا۔"

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک روز حضور اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ آپ نے برتن منگوایا اور پانی نوش کر لیا۔ ہم نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس روز تو آپ روزہ رکھتے تھے۔" آپ نے فرمایا: "ہاں! لیکن میں نے قئے کر دی ہے۔"

دارقطنی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے رمضان المبارک کے علاوہ روزہ رکھا ہوا تھا۔ آپ کو غم پہنچا۔ جس نے آپ کو اذیت دی۔ آپ نے قئے کی۔ آپ نے وضو کے لیے پانی منگوایا۔ وضو کیا اور روزہ کھول دیا۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا قئے سے وضو فرض ہو گیا ہے؟" آپ نے فرمایا: "اگر یہ فرض ہوتا تو تم اسے قرآن پاک میں پاتے۔" پھر آپ نے آئندہ کل روزہ رکھا۔ میں نے آپ کو سنا۔ آپ فرما رہے تھے۔ "یہ کل کے افطار کی جگہ ہے۔"

۶ روزہ کی حالت میں بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا بوسہ لینا

امام مالک، امام شافعی، شیخین نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ حالتِ روزہ میں اپنی بعض ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا بوسہ لے لیتے تھے۔" پھر آپ مسکرا پڑیں۔"

امام احمد، شیخین اور دارقطنی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ روزہ کی حالت میں ازواجِ مطہرات کا بوسہ لے لیتے تھے۔ آپ روزہ کی حالت میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ دل لگی فرماتے تھے۔ آپ کو اپنے آپ پر سب سے زیادہ قابو تھا۔"

ابوداؤد نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ روزہ کی حالت میں ان کا بوسہ لیتے تھے۔ روزہ کی حالت میں ان کی زبان چوستے تھے۔ امام مسلم نے حضرت عمر بن ابی سلمہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا: "کیا روزہ دار بوسہ لے سکتا ہے؟" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ام سلمہ سے یہ سوال کرو۔" انہوں نے انہیں بتایا کہ حضور اکرم ﷺ اس طرح کرتے تھے۔" انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے

گناہ معاف کر دیے ہیں۔" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "بخدا! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ اس کے لیے تقویٰ اختیار کرنے والا ہوں۔"

امام مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیتے تھے۔"

امام احمد نے ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیتے تھے۔

۷ روزہ کی حالت میں شدت گرمی کی وجہ سے سر اقدس پر پانی ڈالنا

امام احمد اور ابوداؤد نے ایک صحابی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ روزہ کی حالت میں شدت گرمی کی وجہ سے سر اقدس پر پانی ڈال رہے تھے۔"

۸ صوم وصال

امام مالک، امام شافعی، احمد، شیخین اور ابوداؤد نے حضرت عمر فاروق سے، امام احمد، شیخین، ترمذی نے حضرت انس سے، شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ سے، امام احمد اور امام مالک اور امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ سے، امام احمد اور بخاری اور ابوداؤد نے حضرت ابوسعید سے اور امام احمد نے بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے لگاتار روزے رکھنے شروع کیے تو صحابہ کرام نے بھی لگاتار روزے رکھنے شروع کر دیے۔ یہ امر ان پر گراں گزرا آپ نے انہیں لگاتار روزے رکھنے سے منع کیا۔ انہوں نے عرض کی: "آپ تو لگاتار روزے رکھتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ مجھے رات کے وقت کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔" یا "میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔" یا "میں اس طرح رات بسر کرتا ہوں کہ ایک کھلانے والا مجھے کھلاتا ہے اور ایک پلانے والا مجھے پلاتا ہے۔"

امام احمد، امام الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سحر تک لگاتار روزہ رکھتے۔"

الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ اسے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔

۹ رمضان المبارک میں خیر کے کام زیادہ سر انجام دینا

الطبرانی اور البزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب رمضان المبارک آتا تو آپ ہر قیدی کو آزاد کر دیتے اور ہر سائل کو عطا فرماتے۔"

ابن سعد نے یہ روایت حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے نقل کی ہے۔
شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''آپ خیر کے ساتھ سب سے زیادہ جود و سخا کرتے تھے۔آپ رمضان المبارک میں بہت زیادہ سخاوت کرتے تھے۔جب حضرت جبرائیل امین سے ملاقات کرتے تھے۔حضرت جبرائیل امین رمضان المبارک کی ہر رات کو آپ سے ملاقات کرتے تھے۔حتیٰ کہ رمضان المبارک ختم ہو جاتا۔آپ ان سے قرآن پاک کا دور کرتے تھے جب آپ حضرت جبرائیل امین سے ملاقات کرتے تو آپ تیز ہوا سے بھی زیادہ خیرات کی سخاوت فرماتے تھے۔''

تنبیہات

❶ آپ نے فرمایا:''الحاجم اور المحجوم نے روزہ افطار کر لیا۔''صحابہ کرام، تابعین وغیرہم نے یہی مؤقف اختیار کیا ہے۔بعض نے اس کا یہ معنی لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے اپنے روزہ کو افطار کے لیے پیش کر دیا۔''بعض نے کہا ہے کہ یہ منسوخ ہے۔انہوں نے کئی احادیث سے استدلال کیا ہے۔ان میں سے ایک روایت یہ ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع میں پچھنے لگوائے آپ روزہ اور احرام کی حالت میں تھے۔اس کے بعد کچھ ہی دیر آپ بحیات رہے۔ابن خزیمہ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس روایت میں ہے کہ آپ صائم اور محرم تھے۔محرم اپنے شہر میں مقیم نہیں ہوتا۔محرم مسافر ہوتا ہے۔مسافر نے اگرچہ روزہ کی نیت کی اس پر بعض دن گزر جائے اور وہ روزہ کی حالت میں ہو تو اس کے لیے کھانا جائز ہوتا ہے۔''

❷ صوم وصال سے مراد یہ ہے کہ دو یا دو سے اکثر ایام کو کھائے اور پیے بغیر روزہ رکھنا۔آپ کے فرمان''میرا رب تعالیٰ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے''ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ رب تعالیٰ مجھ میں کھانے والے اور پینے والے کی قوت پیدا فرما دیتا ہے۔ایک قول یہ ہے کہ یہ اپنے ظاہر پر ہے۔آپ کی عزت افزائی کے لیے آپ کو جنت کا کھانا کھلایا جاتا تھا۔صحیح مؤقف پہلا ہے۔اگر آپ حقیقت میں کھا لیتے تھے تو یہ صوم وصال نہ رہتا۔''

✿✿✿✿

پانچواں باب

رمضان المبارک میں سفر میں رزہ رکھنا اور نہ رکھنا

ابو یعلی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے رمضان المبارک میں سفر کیا۔ آپ نے روزہ رکھا اور کبھی روزہ چھوڑا۔" انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ سفر میں کبھی روزہ رکھ لیتے تھے اور کبھی روزہ چھوڑ دیتے تھے۔"

امام ترمذی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم نے آپ کے ہمراہ رمضان المبارک میں دو غزوات میں شرکت کی۔ غزوہ بدر، غزوہ الفتح۔ ہم نے ان دونوں میں روزہ نہ رکھا تھا۔"

امام شافعی، مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ فتح مکہ کے لیے رمضان المبارک میں روانہ ہوئے۔ آپ نے روزہ رکھا۔ جب آپ کراع الغمیم تک پہنچے تو صحابہ کرام نے روزہ رکھا۔ آپ سے عرض کی گئی کہ صحابہ کرام پر روزہ رکھنا گراں گزر رہا ہے۔ وہ منتظر ہیں کہ آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ نے پانی کا پیالہ منگوایا۔ اسے اپنے دستِ اقدس پر اٹھایا۔ آپ نے حکم دیا کہ صحابہ کرام کو سامنے روک دیا جائے۔ جب انہیں روک دیا گیا۔ جب پیچھے سے بھی صحابہ کرام آپ سے مل گئے تو آپ نے اپنا برتن منہ مبارک تک لے گئے۔ آپ نے پانی نوش فرمالیا۔ یہ عصر کے بعد کا واقعہ ہے بعد میں آپ سے عرض کی گئی: "بعض لوگوں نے روزہ رکھا ہے۔" آپ نے فرمایا: "وہ نافرمان ہیں۔ وہ نافرمان ہیں۔"

امام شافعی، شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ فتح مکہ کے سال رمضان المبارک میں روانہ ہوئے۔ آپ نے روزہ رکھا۔ جب آپ الکدید پہنچے تو افطار کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی روزہ افطار کر دیا۔ وہ آپ کے آخری امر پر عمل پیرا ہوتے تھے۔"

ائمہ میں سے امام مالک، شافعی اور احمد نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فتح مکہ کے سال سفر میں صحابہ کرام کو روزہ افطار کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے فرمایا: "اپنے دشمن کے لیے تقویت حاصل کرو۔" آپ نے روزہ رکھ لیا۔ ابو بکر راوی نے کہا کہ مجھے بیان کرنے والے صحابی نے کہا: "میں نے آپ کو العرج کے مقام پر دیکھا۔ آپ زیادہ گرمی یا پیاس کی وجہ سے اپنے سر اقدس پر پانی انڈیل رہے تھے۔ پھر آپ سے عرض کی گئی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! بعض

لوگوں نے اس وقت روزہ رکھا جب آپ نے روزہ رکھا۔" جب آپ کدید کے مقام تک پہنچے تو پانی کا پیالہ منگوایا اور اسے نوش فرمالیا۔ صحابہ کرام نے بھی روزہ کھول دیا۔"

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ نے روزہ رکھا۔ جب آپ عسفان تک پہنچے تو پانی منگوایا۔ برتن بلند فرمایا تاکہ لوگ اسے دیکھ لیں۔"

امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ "آپ نے برتن منگوایا۔ جس میں پانی تھا۔ اسے دن کے وقت پی لیا۔ تاکہ لوگ اسے دیکھ لیں پھر آپ نے روزہ نہ رکھا حتیٰ کہ آپ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ یہ رمضان المبارک کی بات ہے۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے: "آپ نے سفر میں روزہ رکھا بھی اور نہ بھی رکھا جو چاہے وہ روزہ رکھ لے اور جو چاہے وہ افطار کر دے۔"

ابو یعلی اور امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ، ابن حبان نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ایک گرم دن میں نہر کے کنارے پر سے گزرے۔ بہت سے صحابہ کرام پیدل تھے۔ صحابہ کرام نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خچر پر سوار تھے۔ آپ اس پر کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا: "اے لوگو! پانی پی لو۔" وہ انتظار کرنے لگے کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ میں سوار ہوں تم پیدل ہو۔" وہ آپ کا انتظار کرنے لگے کہ آپ کیا کرتے ہیں؟ جب انہوں نے انکار کر دیا تو آپ نے ران مبارک کو گھمایا۔ نیچے تشریف لائے پانی نوش فرمایا۔ صحابہ کرام نے بھی پانی پی لیا۔ آپ کا ارادہ نہ تھا کہ آپ پانی پئیں۔"

امام احمد، شیخین، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم نے رمضان المبارک میں آپ کے ساتھ سفر کیا۔ حتیٰ کہ آپ عسفان پہنچ گئے۔ آپ نے پانی کا برتن منگوایا۔ دن کے وقت پانی پی لیا تاکہ صحابہ کرام آپ کو دیکھ لیں۔ آپ نے روزہ نہ رکھا حتیٰ کہ آپ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ حضرت ابن عباس فرماتے تھے "آپ نے سفر میں روزہ رکھا اور نہ بھی رکھا۔ جو چاہے وہ روزہ رکھ لے اور جو چاہے وہ روزہ افطار کر لے۔"

امام احمد اور شیخین نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم رمضان المبارک میں شدید گرمی میں آپ کے ساتھ عازم سفر ہوئے۔ حتیٰ کہ شدید گرمی کی وجہ سے ہم میں سے ایک اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیتا تھا۔ ہم میں سے صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے روزہ رکھا ہوا تھا۔"

امام احمد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سفر میں روزہ رکھ بھی لیتے تھے اور افطار بھی کرتے تھے۔"

دار قطنی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ سفر میں روزہ رکھ بھی لیتے تھے اور چھوڑ بھی دیتے تھے۔"

دار قطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے رمضان المبارک میں سفر فرمایا۔

بعض صحابہ کرام نے روزہ رکھا ہوا تھا اور بعض نے روزہ نہ رکھا ہوا تھا۔ جب آپ اپنی سواری پر جلوہ افروز ہوئے تو دودھ یا پانی کا پیالہ منگوایا اسے اپنے کجاوے یا ہاتھ پر رکھا۔ پھر صحابہ کرام کی طرف دیکھا۔ روزہ نہ رکھنے والوں نے روزہ داروں سے کہا: ''روزہ کھول دو۔''

عبدالرزاق نے معمر سے، عن ایوب، عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے سال روانہ ہوئے۔ حافظ ضیاء المقدسی نے ''الاحکام'' میں لکھا ہے کہ صحیح موقف یہ ہے کہ وہ فتح مکہ کا سال تھا۔ جس نے اسے خیبر کا سال کہا ہے اسے وہم ہوا ہے۔

✿✿✿✿

چھٹا باب

آپ کے نفلی روزے

اس میں کئی انواع ہیں:

❶ نفلی روزہ کی دن کے وقت نیت

امام شافعی، امام احمد، مسلم اور ائمہ اربعہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک دن آپ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے؟" ہم نے عرض کی: "نہیں۔" آپ نے فرمایا: "پھر میں روزہ سے ہوں۔" جب آپ واپس آئے تو میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمیں ہدیہ پیش کیا گیا ہے۔ ہمارے پاس زیارت کے لیے کچھ لوگ آئے۔ میں نے آپ کے لیے کچھ چھپا کر رکھا ہے۔" آپ نے فرمایا: "وہ کیا ہے؟" میں نے عرض کی: "حلوہ" میں اسے آپ کی خدمت میں لے آئی۔ آپ نے اسے تناول فرمایا۔ آپ نے فرمایا: "میں صبح کے وقت روزہ دار تھا۔"

❷ آپ کے نفلی روزے اختصار کے ساتھ

امام احمد، بخاری اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ کسی مہینے میں اتنے روزے رکھتے حتیٰ کہ ہم گمان کرنے لگتے کہ آپ روزے نہ چھوڑیں گے پھر آپ روزے نہ رکھنے شروع کرتے حتیٰ کہ ہم گمان کرتے کہ آپ کبھی بھی روزہ نہ رکھیں گے۔"

امام احمد، ابویعلی اور الطبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے عثمان بن سعید کے، ابن معین نے ضعیف اور ابن حبان نے انہیں ثقہ کہا ہے) ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ آپ لگاتار روزے رکھتے۔ حتیٰ کہ ہم گمان کرتے کہ آپ کا ارادہ ہے کہ سال بھر میں روزے نہ چھوڑیں گے۔ پھر آپ روزے نہ رکھتے۔ حتیٰ کہ ہم گمان کرتے کہ آپ کا ارادہ ہے کہ آپ سال بھر میں روزے نہ رکھیں گے۔ مگر شعبان میں روزہ رکھنا آپ کو ازحد پسند تھا۔"

مسلم اور برقانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ روزے رکھنے لگتے حتیٰ کہ کہا جاتا کہ اب آپ روزے ہی رکھیں گے۔ پھر آپ روزہ نہ رکھتے تھے حتیٰ کہ کہا جاتا کہ اب آپ روزے نہ رکھیں گے۔

امام احمد، شیخین اور ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ لگا تار یوں روزے رکھتے کہ ہم سمجھتے کہ اب آپ روزے ہی رکھیں گے۔ پھر آپ لگا تار روزے نہ رکھتے حتیٰ کہ ہم کہتے کہ اب آپ روزے نہ رکھیں گے۔''

امام مالک، امام احمد، شیخین اور ابوداؤد نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے رکھتے۔ حتیٰ کہ ہم کہتے۔ اب آپ روزہ نہ چھوڑیں گے۔ پھر آپ روزے نہ رکھتے۔ حتیٰ کہ ہم کہتے کہ اب آپ روزے نہیں رکھیں گے۔

امام نسائی اور ابو یعلی نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ لگا تار روزے رکھتے حتیٰ کہ کہا جاتا کہ آپ روزہ نہ چھوڑیں گے۔ پھر آپ روزے نہ رکھتے حتیٰ کہ ہم کہہ اٹھتے کہ اب آپ روزے نہ رکھیں گے۔''

شیخین اور نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ نے رمضان المبارک کے علاوہ کبھی بھی پورا مہینہ روزے نہ رکھے تھے۔ آپ روزے رکھتے تھے حتیٰ کہ کہنے والا کہتا: ''بخدا! آپ اب روزہ نہ چھوڑیں گے۔'' پھر آپ لگا تار روزے نہ رکھتے حتیٰ کہ کہنے والا کہہ اٹھتا کہ اب آپ روزے نہیں رکھیں گے۔ آپ نے رمضان المبارک کے علاوہ کسی اور مہینہ بھر میں روزے نہیں رکھے۔ جب سے آپ مدینہ طیبہ جلوہ افروز ہوئے۔''

۳ یومِ عاشورا کا روزہ رکھنا

ائمہ میں سے امام مالک، شافعی، احمد، شیخین، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''عاشوراء کا وہ دن تھا جس دن قریش جاہلیت میں روزہ رکھتے تھے۔ آپ بھی جاہلیت میں اس دن روزہ رکھتے تھے۔ جب آپ مدینہ طیبہ آئے تو اس دن روزہ رکھا۔ اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے یہ فرض تھے تو آپ نے عاشوراء کا روزہ ترک کر دیا۔ جو چاہتا اس روز روزہ رکھ لیتا اور جو چاہتا وہ ترک کر دیتا۔''

امام شافعی، احمد، شیخین اور ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عاشوراء کا روزہ رکھا جاتا تھا۔ رمضان المبارک کے روزے فرض ہونے سے قبل عاشوراء کا روزہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رکھتے تھے۔ جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''عاشوراء ایام اللہ میں سے ہے۔ جو چاہے وہ روزہ رکھ لے جو چاہے وہ اسے چھوڑ دے۔''

امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں یوم عاشوراء کا روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے۔ ہمیں اس پر ابھارتے تھے اور اپنے ہاں اس کی نگرانی فرماتے تھے۔'' جب رمضان المبارک کے

روزے فرض ہوئے تو آپ نے ہمیں اس کا حکم نہ دیا۔ نہ منع کیا۔ نہ ہی اپنے پاس اس کی پاسداری کی۔"

ابن ابی عاصم اور ابن مندہ نے حضور اکرم ﷺ کی خادمہ حضرت رزینہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے۔ آپ نے انہیں پوچھا: "یہ کیسا دن ہے؟" انہوں نے عرض کی: "یہ ایک مبارک دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور بنو اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات عطا کی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس روز شکر ادا کرتے ہوئے روزہ رکھا تھا۔ ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تم سے زیادہ قریبی اور مستحق ہیں۔ آپ نے اس روز روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ یہودیوں کی ایک قوم کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے عاشوراء کا روزہ رکھا ہوا تھا۔ آپ نے پوچھا: "تم نے یہ روزہ کیوں رکھا ہوا ہے؟" انہوں نے کہا: "اس دن اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل کو غرق ہونے سے نجات عطا کی تھی۔ فرعون اس میں غرق ہوا تھا۔ اسی روز حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کوہ جودی پر ٹھہری تھی۔ حضرات نوح اور موسیٰ علیہما السلام نے شکر ادا کرتے ہوئے روزہ رکھا تھا۔" آپ نے فرمایا: "ہم حضرات نوح اور موسیٰ علیہما السلام کے زیادہ مستحق ہیں۔ اس روز روزہ رکھنے کے ہم زیادہ مستحق ہیں۔" آپ نے صحابہ کرام کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔"

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کو کسی روز روزہ کی کوشش فرماتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جتنی کوشش آپ عاشوراء کے روز فرماتے تھے اور جتنی سعی جمیل آپ رمضان المبارک میں فرماتے تھے۔"

عبداللہ بن امام احمد اور بزار نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے اور اس کا حکم فرماتے تھے۔"

الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ رمضان المبارک کے بعد جس روزہ کی سب سے زیادہ خواہش فرماتے تھے وہ عاشوراء کا روزہ ہوتا تھا۔

امام مسلم اور برقانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اگر میں آئندہ سال تک اس جہان رنگ و بو میں رہا تو محرم الحرام میں نو کو ضرور روزہ رکھوں گا۔" آپ کو اندیشہ تھا کہ کہیں آپ کا عاشوراء کا روزہ رہ نہ جائے۔ دوسرے الفاظ میں ہے: "اس اندیشہ کے پیش نظر کہ عاشوراء رہ نہ جائے۔" آپ اس روز روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے۔ لیکن آئندہ سال سے قبل ہی آپ کا وصال ہو گیا۔"

۴ رجب اور شعبان کے روزے رکھنا

الطبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ رمضان المبارک کے بعد رجب اور شعبان کے مہینوں کے پورے روزے رکھتے تھے۔

امام مالک، احمد، شیخین اور ائمہ اربعہ نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے سوائے رمضان المبارک کے کسی اور مہینے میں پورے روزے رکھے ہوں۔'' ابن ماجہ کی روایت میں ہے: ''میں نے آپ کو رمضان المبارک کے علاوہ کسی اور مہینے میں اتنے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا جتنے روزے آپ شعبان المعظم میں رکھتے تھے۔ آپ چند روز کے علاوہ سارا شعبان روزے رکھتے تھے۔''

دوسری روایت میں ہے کہ آپ شعبان کے تھوڑے ایام کے روزے ہی چھوڑتے تھے۔ بلکہ آپ سارے شعبان کے روزے رکھ کر اسے رمضان المبارک کے ساتھ ملا دیتے تھے۔'' امام نسائی نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ آپ شعبان المعظم اور رمضان المبارک کے روزے رکھتے تھے۔''

امام احمد، امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) اور امام نسائی نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ کو لگاتار دو ماہ کے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ سوائے شعبان اور رمضان کے۔''

امام احمد اور نسائی نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے آپ کو کسی اور مہینے میں اتنے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا جتنے روزے آپ شعبان میں رکھتے ہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''یہ وہ مہینہ ہے جس سے لوگ غافل رہتے ہیں۔ یہ رجب اور رمضان المبارک کے مابین ہوتا ہے۔ اس ماہِ مقدس میں اعمال رب تعالیٰ کے حضور اٹھائے جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جب میرا عمل اٹھایا جا رہا ہو تو میں روزے سے ہوں۔''

ابونعیم نے المعرفۃ میں ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ سوموار اور جمعرات کا روزہ ترک نہ فرماتے تھے۔'' آپ سے عرض کی گئی۔ ''ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ان دو ایام کے روزے ترک نہیں کرتے۔'' آپ نے فرمایا: ''ان دو ایام میں اعمال رب تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان میں میرا صالح عمل پیش کیا جائے۔''

ابویعلیٰ نے حسن اسناد کے ساتھ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ شعبان کے سارے ایام کے روزے رکھتے تھے۔'' میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! سارے مہینوں میں سے آپ کو پسندیدہ ماہِ شعبان ہے جس میں آپ روزے رکھتے ہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''رب تعالیٰ اس سال میں ہر نفس کو

آنے والی موت لکھ دیتا ہے۔میں چاہتا ہوں کہ میرے وصال کے بارے میں لکھا جا رہا ہو تو میں روزے سے ہوں۔"

حارث بن ابی اسامہ نے حضرت کثیر بن مرہ سے روایت کیا ہے۔یہ روایت مرسل ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "شعبان المعظم کے نصف کی رات کو رب تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف دیکھتا ہے۔وہ سب کو بخش دیتا ہے۔سوائے مشرک اور قطع تعلقی کرنے والے کے۔" آپ شعبان کے ایام کے روزے اس طرح نہ رکھتے تھے کہ رمضان المبارک داخل ہوتا اور آپ روزے سے ہوتے۔"

۵ ذوالحجۃ کے پہلے نو روز روزہ رکھنا

امام احمد،ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت ھنیدہ بن خالد سے،انہوں نے اپنی کسی زوجہ سے اور انہوں نے کسی ام المؤمنین (امام نسائی نے ان کا نام حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا لکھا ہے) روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:" آپ نو ذوالحجۃ کو روزہ رکھتے تھے۔"

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:" چار امور آپ کبھی بھی ترک نہ فرماتے تھے:(۱) عاشوراء کا روزہ (۲) ذوالحجہ کے روزے (۳) ہر ماہ کے تین روزے اور نماز فجر سے پہلے دو رکعتیں۔"

امام احمد،ابوداؤد اور امام ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کو ذوالحجۃ میں کبھی بھی روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔"

الطبرانی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"اگر آپ کے رمضان المبارک کے بعض روزے رہ جاتے تو آپ انہیں ذوالحجۃ کے پہلے ایام میں قضا فرما لیتے تھے۔"

شیخین نے حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان کے ہاں لوگوں کو یوم عرفہ کے بارے شک گزرا کہ آپ نے اس روز روزہ رکھا ہے یا کہ نہیں۔بعض نے کہا کہ آپ روزے سے ہیں اور بعض نے کہا کہ آپ روزے سے نہیں ہیں۔انہوں نے آپ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ بھیجا۔آپ اپنے اونٹ پر کھڑے تھے۔آپ نے اسے نوش کر لیا۔"

شیخین نے حضرت ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا:"لوگوں کو شک گزرا کہ آپ نے یوم عرفہ کو روزہ رکھا ہے یا کہ نہیں،انہوں نے آپ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ بھیجا۔آپ اس وقت موقف میں کھڑے تھے۔آپ نے اسی سے نوش فرمایا اور لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے تھے۔"

حضرت ابن عمر نے فرمایا:"میں نے آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے ساتھ یوم عرفہ کو حج کیا۔یہ حضرات قدسی اسی روز روزہ نہ رکھتے تھے۔میں بھی اس روز روزہ نہیں رکھتا۔نہ اس کا حکم دیتا ہوں نہ اس سے منع کرتا ہوں۔"

۶ ہفتے میں سے کچھ ایام اور ایامِ بیض کے روزے

امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ سوموار اور جمعرات کے ایام میں روزے رکھتے تھے۔ آپ سے عرض کی گئی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ سوموار اور جمعرات کو کیوں روزے رکھتے ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''پیر اور جمعرات کو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بخش دیتا ہے سوائے ان دو افراد کے جو ایک دوسرے سے ناراض ہوں۔ ان کے بارے رب تعالیٰ فرماتا ہے: ''انہیں چھوڑ دو حتیٰ کہ یہ باہم صلح کر لیں میں پسند کرتا ہوں کہ جب میرے اعمال پیش کیے جائیں تو میں روزے سے ہوں۔''

امام ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ کوشش فرما کر سوموار اور جمعرات کے دن کے روزے رکھتے تھے۔''

امام احمد، ابوداؤد، نسائی نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ اتنے روزے رکھتے ہیں کہ قریب ہوتا ہے کہ اب آپ روزے نہ چھوڑیں گے۔ پھر اتنے روزے نہیں رکھتے کہ قریب ہوتا ہے کہ آپ روزے نہ رکھیں گے سوائے دو ایام کے۔ اگر آپ کے معمول کے روزوں میں وہ آجائیں تو بہتر ورنہ آپ ان ایام میں ضرور روزے رکھتے ہیں۔'' آپ نے پوچھا: ''کون سے دو دن؟'' میں نے عرض کی: ''سوموار اور جمعرات کے دن۔'' آپ نے فرمایا: ''ان دو ایام میں اعمال رب تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔ میں پسند کرتا ہوں کہ جب میرا عمل پیش کیا جائے تو میں روزے سے ہوں۔''

امام مسلم نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے سوموار کے روزہ کے بارے پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: ''اسی روز میری ولادت ہوئی اور اسی روز مجھ پر وحی کا نزول ہوا۔''

امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ سفر و حضر میں ایام بیض کے روزے نہ چھوڑتے تھے۔''

امام احمد نے حضرت ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ ہر ماہ کے ایام بیض کے روزے ترک نہ کرتے۔''

امام احمد، امام مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت معاذہ العدویہ رحمہا اللہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا آپ ہر ماہ تین ایام کے روزے رکھتے تھے؟'' انہوں نے فرمایا: ''ہاں!'' میں نے عرض کی: ''آپ مہینے کے کن ایام میں روزے رکھتے تھے؟'' انہوں نے فرمایا: ''آپ یہ پرواہ نہ کرتے تھے کہ آپ کن ایام کے روزے رکھتے تھے۔''

امام احمد، ابوداؤد نے حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور نبی اکرم ﷺ ہر ماہ میں تین روزے رکھتے تھے۔ (۱) سوموار (۲) جمعرات (۳) پھر آئندہ سوموار۔"

امام نسائی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ ہر ماہ میں تین روزے رکھتے تھے۔ (۱) سوموار (۲) جمعرات (۳) آئندہ سوموار۔" دوسری روایت میں ہے: "مہینے کے پہلے سوموار کو پھر جمعرات کو پھر اگلی جمعرات کو۔"

امام احمد، نسائی اور ابوداؤد نے ہنیدہ بن خالد خزاعی سے وہ اپنی زوجہ اور وہ کسی ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ہر مہینے کے تین ایام میں روزے رکھتے تھے: (۱) مہینہ کا پہلا سوموار اور دو جمعرات کے دن۔" ابن جوزی نے لکھا ہے کہ یہ روایت حضرت ام المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کی طرف سے معروف ہے۔

امام ترمذی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حسن روایت کیا ہے کہ "آپ ایک مہینہ میں ہفتہ، اتوار، سوموار کے دوسرے مہینے کے منگل، بدھ اور جمعرات کے روزے رکھتے تھے۔"

بزار نے حضرت ابن عباس سے اور بزار اور ابویعلی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "روز جمعۃ المبارک کو آپ کو روزہ کے بغیر نہ دیکھا گیا۔" ان دونوں روایتوں کی سند ضعیف ہے۔

خاتمہ

سابقہ روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے مہینے میں روزے کئی اعتبار سے ہوتے تھے۔

- ۱ آپ سوموار، جمعرات اور سوموار کے روزے رکھتے تھے۔
- ۲ آپ مہینے کے پہلے سوموار پھر جمعرات اور پھر جمعرات کا روزہ رکھتے تھے۔
- ۳ آپ ایک مہینے میں ہفتہ، اتوار اور سوموار کے اور دوسرے مہینے میں منگل، بدھ اور جمعرات کے روزے رکھتے تھے۔
- ۴ آپ مہینے کی ابتداء میں تین روزے رکھتے تھے۔
- ۵ آپ غیر معین تین روزے رکھتے تھے۔
- ۶ آپ ایام بیض چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزے رکھتے تھے۔ اسی لیے انہیں ایام بیض کہا جاتا ہے کیونکہ ان ایام میں سے چاند رات کے ابتدائی حصہ سے لے کر آخری حصہ تک رہتا ہے۔ ان ایام کے علاوہ مہینے کے اور کوئی ایام تمام کے تمام روشن نہیں ہوتے۔ کیونکہ ان کی راتیں بھی اور دن بھی روشن ہوتے ہیں۔ اس کا قول صحیح ہے جس نے یہ کہا ہے: "ایام بیض اپنے وصف پر ہیں کامل دن اپنی رات کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس میں جو ایقی کے قول کا رد ہے۔ اس نے کہا ہے: "الایام البیض" اس نے بیض کو ایام کی صفت بنایا ہے۔ یہ لغزش ہے۔

تنبیہات

۱. قریش زمانہ جاہلیت میں عاشوراء کا روزہ کیوں رکھتے تھے۔ حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ قریش نے جاہلیت میں ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ وہ ان کے سینوں میں عظیم لگا۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کی توبہ کیا ہے؟ انہیں بتایا گیا کہ عاشوراء کا روزہ۔

۲. ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "جب آپ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔" اس سے مراد سفر ہجرت ہے۔ جیسے کہ علماء نے اس کی وضاحت کی ہے۔ ہمارے زمانہ کے بعض طالب علموں نے کہا ہے کہ یہ اور سفر تھا اور آپ نے اپنے وصال سے صرف ایک سال قبل روزے رکھے تھے۔" یہ کلام درست نہیں سابقہ علماء کرام میں سے کسی ایک کا ایک یہ قول نہیں ہے۔"

۳. مسلم اور برقانی نے حکم بن الاعرج سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عاشوراء کے بارے پوچھا:" انہوں نے فرمایا: "تم اس کی کس حالت کے بارے پوچھ رہے ہو؟" میں نے عرض کی: "اس کے روزے کے بارے میں کہ کس دن کو میں روزہ رکھوں۔" انہوں نے فرمایا: "جب تم محرم کا چاند دیکھو تو شمار کرنے لگو۔ نو محرم کی صبح کو تمہارا روزہ ہونا چاہیے۔" میں نے پوچھا: "کیا آپ اسی طرح روزہ رکھتے تھے؟" انہوں نے فرمایا: "ہاں!"

۴. حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے اس وقت کی تعیین ہوگئی جب میں عاشوراء کا روزہ رکھا جاتا تھا۔ یہ آپ کے مدینہ طیبہ میں تشریف کی ابتداء میں تھا۔ بلاشبہ آپ کی تشریف آوری ربیع الاول میں تھی۔ دوسرے سال کی ابتداء تک معاملہ اسی طرح رہا۔ دوسرے سال رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ اسی طرح عاشوراء کے روزے کا معاملہ صرف ایک سال ہوا۔ پھر اس کا معاملہ نفلی روزے رکھنے والے کے سپرد کر دیا گیا۔

۵. بعض محدثین نے حضرت ابن عباس کی روایت میں اشکال دیکھا ہے کہ آپ مدینہ طیبہ میں ربیع الاول میں جلوہ افروز ہوئے۔ پھر حضرت ابن عباس نے یہ کیسے کہا ہے کہ آپ مدینہ طیبہ آئے تو یہودیوں کو دیکھا۔ وہ یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے۔" ابن قیم نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ حدیث پاک میں یہ تذکرہ نہیں کہ اسی روز ہی آپ نے یہود کو عاشوراء کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا۔ آپ تو ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو مدینہ طیبہ تشریف لائے تھے۔ لیکن آپ کو اس کا علم اس وقت ہوا۔ اور یہ واقعہ آپ کے مدینہ طیبہ میں تشریف لانے کے بعد ہوا۔ مکہ مکرمہ میں اس طرح نہ ہوا تھا۔"

الحافظ نے لکھا ہے: "اس کی غایت یہ ہے کہ اس میں کچھ عبارت محذوف ہے۔ جو کچھ اس طرح ہے" آپ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ یوم عاشوراء تک وہیں قیام فرما رہے۔ یہود کو روزہ رکھتے ہوئے دیکھا" ایک احتمال یہ بھی ہے کہ

وہ یہود یومِ عاشوراء کا حساب شمسی سالوں سے کرتے ہوں۔"

- حدیث پاک میں ہے۔ آپ شعبان کا اکثر مہینہ روزے رکھتے تھے۔ امام ترمذی نے حضرت ابن المبارک سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "کلام عرب میں جائز ہے کہ جب کوئی کسی مہینے کے اکثر ایام کے روزے رکھے تو کہتے ہیں۔" اس نے سارے مہینے کے روزے رکھے یا فلاں نے ساری رات قیام کیا۔ شاید اس نے کھانا بھی کھایا ہو اور کسی اور معاملہ میں مصروف بھی رہا ہو۔" امام ترمذی نے کہا ہے کہ ابن مبارک دو روایتوں کے مابین تطبیق کرتے تھے۔" اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلی روایت نے دوسری کی تشریح کی ہے۔ اس کو مخصوص کیا ہے اور الکل سے مراد الاکثر ہے۔ یہ مجاز ہے اور قلیل الاستعمال ہے۔ لیکن الطیبی نے اسے بعید سمجھا ہے اور انہوں نے کہا ہے: "اسے اس امر پر محمول کیا جائے گا کہ آپ کبھی تو شعبان کا پورا مہینہ روزے رکھتے تھے۔ اور کبھی اس کا اکثر حصہ روزے رکھتے تھے تا کہ یہ وہم پیدا نہ ہو کہ اس کے سارے روزے فرض ہیں جیسے کہ رمضان المبارک۔"

ابن المنیر نے کہا ہے: "حضرت ام المومنین کے فرمان کو مبالغہ پر محمول کیا جائے گا اور مراد اکثر ہے یا یہ کہ ان کا دوسرا قول پہلے قول سے متاخر ہے۔ پہلے انہوں نے آپ کے پہلے معمول کے بارے بتایا کہ آپ اکثر شعبان کو روزے سے گزارتے تھے۔ پھر انہوں نے آپ کے دوسرے معمول کے بارے بتایا کہ آپ سارا شعبان روزے رکھتے تھے۔" الحافظ نے لکھا ہے: "یہ تکلف کسی پر مخفی نہیں ہے۔ پہلا موقف ہی درست ہے۔"

ساتواں باب

اعتکاف، آخری عشرہ میں خوب کوشش فرمانا اور لیلۃ القدر کو تلاش کرنا

طیالسی اور (حارث) نے حسن سند کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور شفیع المذنبین ﷺ اور حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اعتکاف بیٹھے۔ اتفاق سے وہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔۔۔

ایک جماعت نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ داخل ہوتا تو آپ شب بیداری کرتے۔ اہلِ خانہ کو جگاتے، کوشش فرماتے اور تہ بند کس لیتے تھے۔''

امام احمد اور امام مسلم نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ رمضان المبارک میں اتنی کوشش فرماتے تھے کہ اس کے علاوہ کسی اور مہینے میں اتنی کوشش نہ فرماتے تھے۔''

امام احمد نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''پہلے بیس روزوں میں تو آپ کبھی نماز پڑھتے اور کبھی سو جاتے ہوتے تھے۔ لیکن آخری عشرہ آتا تو آپ بھرپور کوشش اور جدوجہد فرماتے تھے۔''

امام احمد اور شیخین نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے یہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔''

شیخین نے ان ہی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ ہر رمضان المبارک میں اعتکاف بیٹھتے تھے۔ آپ صبح کی نماز پڑھتے اور اس جگہ تشریف لے جاتے جہاں آپ نے اعتکاف بیٹھنا ہوتا تھا۔ ایک دفعہ آپ نے ارادہ کیا کہ آپ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھیں۔ آپ نے خیمہ لگانے کا حکم دیا۔ خیمہ لگا دیا گیا۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اذن طلب کیا کہ وہ اعتکاف بیٹھ جائیں۔ آپ نے انہیں اذن دے دیا۔ ان کے لیے بھی خیمہ لگا دیا گیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو انہوں نے بھی خیمہ لگا لیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے سنا تو انہوں نے بھی خیمہ لگا لیا۔ جب آپ نمازِ صبح سے واپس تشریف لائے تو آپ نے چار خیمے ملاحظہ فرمائے۔ پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' ان کے متعلق بتایا گیا تو فرمایا: ''اس امر پر انہیں کس چیز نے ابھارا ہے کیا اس سے وہ نیکی حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ میں اعتکاف نہیں بیٹھتا۔ انہیں اتار دو۔ میں انہیں نہ دیکھوں۔'' ان کو اکھیڑ دیا گیا۔ آپ کے خیمہ کو بھی اکھیڑ دیا گیا۔ آپ اعتکاف نہ بیٹھے حتیٰ کہ شوال کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھے۔ ایک روایت میں ہے شوال کے پہلے عشرہ میں اعتکاف بیٹھے۔'' ایک اور روایت میں ہے: ''شوال کے بیس روز اعتکاف بیٹھے۔

امام احمد اور ابو یعلی نے حسن سند کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور

سید المرسلین ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اپنے اہلِ خانہ کو بیدار کرتے تھے اور خوب کوشش فرماتے تھے۔"

امام بخاری، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "آپ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے۔"

الطبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آخری عشرہ آتا تو بستر کو لپیٹ دیتے تھے۔ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے کنارہ کش ہو جاتے تھے اور عشاء کو سحر بنا دیتے تھے۔"

ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ اعتکاف بیٹھتے تھے تو آپ کا بستر یا چارپائی ستون توبہ کے پیچھے رکھی جاتی تھی۔"

امام احمد، امام بخاری اور ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ہر رمضان المبارک کے دس ایام اعتکاف بیٹھتے تھے۔ اگر کسی سال آپ اعتکاف نہ بیٹھ سکتے تو آئندہ سال آپ بیس روز اعتکاف فرماتے تھے۔"

امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ ہر سال رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے۔ ایک سال آپ نے سفر کیا۔ آپ اعتکاف نہ بیٹھے۔ اگلے سال آپ نے بیس روز اعتکاف فرمایا۔"

امام مالک اور ایک جماعت نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ اپنے حجرہ میں سے ہی آپ کے سراقدس کو کنگھی کرتی تھیں۔ حالانکہ وہ حائضہ ہوتی تھیں۔ آپ صرف انسانی حاجت کے لیے ہی گھر تشریف لاتے تھے۔ ابوداؤد نے یہ اضافہ کیا ہے۔ "اگر آپ کسی مریض کے پاس سے گزرتے تو مڑے بغیر ہی اس کی عیادت کر لیتے تھے۔"

امام احمد نے ابولیلیٰ سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کھجور کے پتوں سے بنے ہوئے قبہ میں اعتکاف فرمایا۔

الطبرانی نے نضر بن یزید البہر تیری کی سند سے حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ کھجور کے پتوں کے قبہ میں اعتکاف بیٹھے۔ جس کا دروازہ چٹائی کا تھا۔ جبکہ صحابہ کرام مسجد میں تھے۔"

امام مالک نے حضرت ابن شہاب سے روایت کیا ہے کہ آپ مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہوتے تھے۔ مگر آپ ضروری حاجت کے لیے حجرات مقدسہ میں تشریف لے جاتے تھے۔"

امام احمد، شیخین، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے۔ میں رات کے وقت آپ کی زیارت کے لیے آئی۔ میں نے آپ سے گفتگو کی پھر واپس جانے کے لیے اٹھی۔ آپ بھی میرے ساتھ اٹھے۔"

امام مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کے پہلے عشرے میں اعتکاف بیٹھے۔ پھر ترکی قبہ میں وسطی عشرے میں اعتکاف بیٹھے۔ اس کے دروازے پر چٹائی تھی۔ آپ نے اپنے دستِ اقدس سے چٹائی پکڑی اسے قبہ کی ایک سمت کیا۔ سر اقدس باہر نکالا اور لوگوں سے گفتگو کی۔ صحابہ کرام آپ کے قریب ہوئے۔ آپ نے فرمایا: "میں لیلۃ القدر کی تلاش کے لیے پہلے عشرہ میں اعتکاف بیٹھا۔ پھر دوسرے عشرہ میں اعتکاف بیٹھا۔ پھر اسے میرے پاس لایا گیا۔ مجھے کہا گیا کہ یہ آخری عشرہ میں ہے جو تم میں سے اعتکاف کرنا چاہے وہ آخری عشرہ میں اعتکاف کرے۔" صحابہ کرام نے آپ کے ہمراہ اعتکاف کیا۔ آپ نے فرمایا: "مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی۔ یہ طاق رات میں تھی۔ میں اس کی صبح کو پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا تھا۔ وہ اکیس رمضان المبارک کی رات تھی۔" آپ نماز صبح کے لیے آئے آسمان سے بارش ہوئی تھی۔ مسجد کی چھت ٹپکی۔ میں نے مٹی اور پانی کو دیکھا۔ آپ نمازِ صبح کے بعد تشریف لائے تو آپ کی جبین اطہر اور بینی مبارک پر مٹی اور پانی لگا ہوا تھا۔ یہ آخری عشرہ کی اکیسویں رات تھی۔"

امام مالک، امام احمد، شیخین، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم آپ کے ساتھ وسطی عشرہ میں اعتکاف بیٹھے۔ جب بیس رمضان المبارک کی صبح ہوئی تو ہم نے اپنا سامان منتقل کیا۔ آپ کے پاس حضرت جبرائیل امین آئے اور کہا: "جسے آپ تلاش کر رہے ہیں۔ وہ آپ کے آگے ہے۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس آئے اور فرمایا: "جو اعتکاف بیٹھا ہوا تھا وہ اپنی اعتکاف کی جگہ پر لوٹ جائے۔ مجھے آج رات لیلۃ القدر دکھادی گئی ہے۔ میں نے دیکھا کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا تھا۔" جب آپ اپنی اعتکاف کی جگہ پر آئے تو اس دن کے آخری حصہ میں بارش برسی مسجد کی چھت کھجور کے پتوں کی تھی۔ میں نے آپ کی بینی مبارک اور جبین اطہر پر پانی اور مٹی کے اثرات دیکھے۔"

الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے سال پہلے عشرے میں پھر دوسرے عشرے میں اور پھر تیسرے عشرے میں اعتکاف بیٹھے۔ آپ نے فرمایا: "میں نے اس میں لیلۃ القدر دیکھی پھر مجھے بھلادی گئی۔" آپ آخری عشرے میں ہی اعتکاف بیٹھے حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

ابوبکر، احمد بن عمر اور ابو عاصم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے رمضان المبارک کی ایک رات کو اس حجرہ میں قیام فرمایا۔ جسے کھجور کی شاخوں سے بنایا گیا تھا۔ آپ پر پانی کا ڈول انڈیلا گیا۔"

انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب رمضان المبارک آتا تو آپ کبھی قیام فرما لیتے اور کبھی سو جاتے۔ لیکن جب آخری عشرہ آتا تو تہ بند کس لیتے تھے۔ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے کنارہ کش ہو جاتے۔ دو اذانوں کے مابین غسل فرماتے اور عشاء کو سحر بنا دیتے۔"

❁❁❁❁

آپ کا حج اور عمرہ

پہلا باب

حج کی ابتداء کے وقت کے بارے اختلاف

الحافظ اس کی فرضیت کی ابتداء کے بارے لکھتے ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ حج ہجرت سے پہلے فرض تھا۔ یہ قول شاذ ہے۔دوسرا قول یہ ہے کہ یہ ہجرت کے بعد فرض ہوا۔اس کے سال میں اختلاف ہے۔جمہور علماء کرام کا موقف یہ ہے کہ چھ ہجری کو فرض ہوا۔امام رافعی نے السیر میں اس کو صحیح کہا ہے۔''الروضہ'' میں انہوں نے اس کے بارے میں شبہ ڈالا ہے۔ المجموع میں اسے اصحاب سے نقل کیا ہے۔ابن الرافعہ نے اسی قول کو درست کہا ہے۔کیونکہ اسی سال یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (البقرۃ:۱۹۶)

ترجمہ: اور حج اور عمرہ کو اللہ تعالیٰ کے لیے مکمل کرو۔

اس سے یہی مراد ہے کہ اتمام سے مراد فرض کی ابتداء ہے۔علقمہ کی قرأت بھی اس کی تائید کرتی ہے۔اسی طرح مسروق اور ابراہیم کی قرأت سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔انہوں نے اسے "واقیموا" سے پڑھا ہے۔امام الطبری نے صحیح اسناد سے ان سے روایت کیا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اتمام سے مراد مشروعیت کے بعد مکمل کرنا ہے۔اس کا تقاضا ہے کہ حج اس سے قبل فرض ہو چکا ہو۔ضمام کے قصہ میں حج کے امر کا ذکر ملتا ہے۔امام واقدی کی روایت کے مطابق وہ ۵ ھ کو آئے تھے۔اس سے یہی علم ہوتا ہے کہ حج اس سے قبل ۵ ھ کو فرض ہو چکا تھا۔ یا اس کا وقوع اس میں ہو چکا تھا۔اسی لیے امام رافعی نے جزم کے ساتھ یہ قول کیا ہے کہ حج ۵ ھ کو فرض ہوا تھا۔''

الحافظ نے لکھا ہے کہ عکرمہ بن خالد المخزومی نے کہا:''میں اہلِ مکہ میں سے چند افراد کے ساتھ مدینہ طیبہ آیا میں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے ملاقات کی اور کہا:''اگر حج نہیں ہو سکتا تو ہم مدینہ طیبہ سے عمرہ کر لیں۔''انہوں نے کہا:''ہاں! تمہیں

اس سے کون سی چیز روکتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سارے عمرے اپنے حج سے قبل ہی کیے تھے۔ عمرہ کرلو۔" اس روایت کو امام احمد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح اسے امام بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔"

ابن بطال نے کہا ہے: "اس سے یہی علم ہوتا ہے کہ آپ پر عمرہ کرنے سے قبل حج کی فرضیت کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ پھر یہ مسئلہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ حج فوراً کرنا تھا یا دیر کے ساتھ؟ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حج دیر کے ساتھ تھا۔"

ابن بطال نے لکھا ہے کہ اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ حج کو عمرہ سے جدا کریں۔ یہ اسی کی دلیل ہے۔

الحافظ نے لکھا ہے: "اس میں ہمارا اختلاف ہے۔ کیونکہ نسکین میں سے کسی ایک کی دوسرے پر تقدیم کی صحت فوراً کی نفی کو لازم نہیں کرتی۔ ایک قول ہے کہ یہ آٹھ ہجری، ایک قول کے مطابق نو ہجری اور ایک قول کے مطابق دس ہجری کو فرض ہوا۔ الحافظ نے تخریج احادیث الرافعی میں اس کی صراحت کی ہے۔"

دوسرا مؤقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر حج فرض کیا تھا جو اس کی طرف جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔ اس کی طرف راستہ مشرکین کی قوت کی وجہ سے ممنوع تھا۔ وہ علماء حج کو اس کے وقت سے منتقل کرتے تھے۔ وہ اسے شمسی مہینوں کے حساب سے منتقل کرتے تھے۔ وہ اسے ہر سال گیارہ دن مؤخر کر دیتے تھے۔ استطاعت تو فتح مکہ کے وقت ۸ ھ کو پائی گئی۔ آپ نے جلدی کرنے سے منع فرمایا۔ مشرکین کو اس سے روکا نہیں گیا تھا۔ کیونکہ مقررہ مدت تک اس کے ساتھ معاہدے تھے۔ وہ اپنے تلبیہ میں شرک کرتے تھے۔ وہ عریاں طواف کرتے تھے۔ آپ نے تبوک سے واپسی پر حج کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ فتح مکہ سے کچھ مدت بعد تھا۔ پھر انہوں نے ذکر کیا کہ بقیہ مشرکین حج کرتے تھے۔ وہ عریاں ہو کر طواف کرتے تھے۔ آپ نے ارادہ کیا کہ آپ نہ تو ان کے تلبیہ میں شرک کو سنیں اور نہ ہی انہیں عریاں دیکھیں۔ آپ نے حج کو مؤخر کیا حتیٰ کہ ہر ایک کا عہد اس کی طرف پھینک دیا گیا۔ یہ نو ہجری کی بات ہے۔ آپ نے مسلمانوں کے ساتھ حج کیا۔ جیسے کہ علامہ ماوردی نے الحاوی میں "باب السیر" سیرالفتح میں لکھا ہے۔ حضرت عتاب بن اسید کو آپ نے مکہ مکرمہ کا امیر مقرر کیا تھا۔ جب مسلمان اور مشرکین اکٹھے حج کرتے تھے تو مسلمان جدا ہوتے تھے۔ حضرت عتاب بن اسید ان کا دفاع کرتے تھے۔ انہیں وقوف کراتے تھے کیونکہ وہ ان کے امیر تھے۔"

دوسرے سال یعنی ۹ ھ کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو حج کرایا۔ آپ نے ان کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ انہوں نے عہد کو واپس کرنے کا اعلان کیا جیسے کہ سورۃ براءۃ میں ہے نیز یہ کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے۔ نہ ہی کوئی عریاں طواف کرے۔ جب شرک کی رسوم ختم ہو گئیں۔ جاہلیت کی عادات ختم ہو گئیں تو آپ نے حجۃ الوداع کیا یہ دس ہجری کا واقعہ ہے۔ آپ نے اسی روز فرمایا تھا: "آج زمانہ اپنی اس ہیئت پر پھر گیا ہے جس ہیئت پر یہ اس دن تھا جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔

فائدہ

زاد المعاد میں ہے: ''ہجرت کے بعد آپ پانچ بار مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ سوائے پہلی بار کے اس وقت آپ حدیبیہ تک تشریف لے گئے تھے۔ آپ کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روک دیا گیا تھا۔ چار بار آپ نے میقات سے احرام باندھا۔ جبکہ حدیبیہ کے سال ذوالحلیفہ سے احرام باندھا۔ پھر دوسری بار مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ عمرہ قضاء کیا وہاں تین روز تک جلوہ افروز رہے۔ پھر باہر تشریف لائے۔ پھر تیسری بار تشریف لے گئے۔ یہ عام الفتح تھا۔ آپ احرام کے بغیر داخل ہوئے تھے۔ پھر آپ حنین تشریف لے گئے۔ پھر آپ نے جعرانہ سے عمرہ کیا تو مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ اس وقت رات کو ہی داخل ہوئے اور رات کو ہی باہر تشریف لائے۔ آپ مکہ مکرمہ سے جعرانہ تشریف نہ لے گئے تا کہ عمرہ کریں جیسے اہلِ مکہ آج کل کرتے ہیں۔ اور پانچویں بار آپ حجۃ الوداع کے لیے تشریف لے گئے تھے۔

❁❁❁❁

دوسرا باب

ہجرت سے قبل آپ نے کتنے حج اور عمرے کیے

اس میں دو انواع ہیں۔

❶ آپ نے کتنے حج کیے

ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ نے تین حج کیے تھے۔ دو حج ہجرت سے قبل اور ایک حج ہجرت کے بعد۔''

الحافظ نے لکھا ہے: ''اس کی بنیاد اس امر پر ہے کہ حج کے بعد منیٰ میں عقبہ کے پاس انصار کے وفود کتنی بار حاضر ہوئے تھے۔ اس سے یہ علم نہیں ہوتا کہ اس کے بعد آپ نے حج نہ کیا ہو'' سفیان ثوری نے لکھا ہے کہ آپ نے ہجرت سے قبل کئی حج کیے۔ اس روایت کو امام حاکم نے صحیح سند کے ساتھ لکھا ہے۔

ابو الفرج نے اپنی کتاب ''مثیر العزم الساکن میں لکھا ہے کہ آپ نے ہجرت سے قبل اور بعد میں حج کیے جن کی تعداد کا علم نہیں ہے۔'' ابن الاثیر نے لکھا ہے: ''ہجرت سے قبل آپ ہر سال حج کرتے تھے۔ آپ نے کبھی حج ترک نہ کیا تھا۔''

الحافظ نے لکھا ہے: ''جس بات میں ذرا بھر شک نہیں ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ نے ہجرت سے قبل کوئی حج بھی ترک نہ کیا تھا۔ آپ اس وقت مکہ مکرمہ میں تھے۔ کیونکہ قریش جاہلیت میں حج ترک نہ کرتے تھے۔ صرف وہی پیچھے رہتا تھا جو مکہ مکرمہ میں موجود نہ ہوتا تھا یا اسے کمزوری آلیتی تھی۔ وہ کسی دین پر نہ ہوتے ہوئے بھی حج کرنے پر حریص تھے۔ اسے ان مفاخر میں شمار کرتے تھے جن کی بناء پر وہ دیگر اہلِ عرب سے ممتاز سمجھے جاتے تھے۔ پھر آپ کے بارے کیسے گمان ہو سکتا ہے کہ آپ نے حج ترک کر دیا ہو۔ حضرت جبیر بن مطعم کی روایت میں ہے کہ انہوں نے زمانۂ جاہلیت میں آپ کو دیکھا۔ آپ عرفہ میں وقوف فرما تھے۔ یہ آپ کے لیے رب تعالیٰ کی توفیق تھی۔ آپ تین سال لگاتار منیٰ میں قبائل عرب کو اسلام کی طرف بلاتے رہے۔ جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے۔''

امام سہیلی نے لکھا ہے: ''حقیقت میں آپ کی طرف صرف حجۃ الوداع کو ہی منسوب کرنا چاہیے اگرچہ آپ نے مکہ مکرمہ میں لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ جیسے کہ امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔ مگر یہ حج کے طریقہ اور اس کے کمال پر نہ تھا۔ کیونکہ آپ اپنے امر میں مغلوب تھے۔ حج اپنے وقت سے بھی تبدیل تھا۔ کیونکہ قریش سال اور مہینہ کے اعتبار سے اسے منتقل

کر دیتے تھے۔ ہر سال اسے گیارہ روز مؤخر کر دیتے تھے۔"

۲ عمروں کی تعداد

آپ نے چار عمرے کیے۔ تمام عمرے ذوالقعدہ میں کیے۔

- ۱ عمرۃ الحدیبیہ۔ یہ پہلا عمرہ تھا جو ۶ھ میں کیا۔ مشرکین نے آپ کو بیت اللہ سے روک دیا۔ آپ نے حدیبیہ میں ہی قربانی کے جانور ذبح کر دیے تھے۔ آپ نے اور صحابہ کرام نے اپنے سروں کے حلق کرا لیے تھے۔ انہوں نے اپنے احرام کی وجہ سے حلق کرائے اور اس سال واپس آگئے۔
- ۲ اگلے سال عمرۃ القضاء۔ اس وقت آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ وہاں تین روز قیام کیا۔ عمرہ مکمل کرنے کے بعد واپس آئے۔
- ۳ جعرانہ سے عمرہ۔ جب آپ حنین کی طرف تشریف لے گئے پھر مکہ مکرمہ آئے جعرانہ سے عمرہ کیا۔
- ۴ وہ عمرہ جسے حج کے ساتھ ادا کیا تھا۔

اس مؤقف کے کچھ دلائل

امام احمد، شیخین نے حضرت عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں اور حضرت ابن عمر حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ ہم ان کی مسواک کرنے کی آواز سن رہے تھے۔ میں نے پوچھا: 'ابوعبدالرحمان! کیا آپ نے رجب میں عمرہ کیا؟' انہوں نے کہا: 'ہاں! میں نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے کہا: 'امی جان! آپ سن رہی ہیں کہ ابوعبدالرحمان کیا کہہ رہے ہیں؟' انہوں نے فرمایا: 'وہ کیا کہہ رہے ہیں؟' میں نے کہا: 'وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے رجب میں عمرہ کیا تھا۔' انہوں نے فرمایا: 'اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمان پر رحم کرے۔ آپ نے رجب میں کوئی عمرہ نہ کیا۔ آپ کے ہر عمرہ کو انہوں نے دیکھا۔ آپ نے کوئی بھی عمرہ رجب میں نہ کیا۔' حضرت ابن عمر یہ سن رہے تھے۔ انہوں نے ہاں اور نہ ہی ناں کہا۔ بلکہ خاموش رہے۔"

شیخین اور دارقطنی نے حضرت مجاہد بن جبر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں اور حضرت عروہ مسجد میں داخل ہوئے۔ وہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے ساتھ حضرت ابن عمر تشریف فرما تھے۔ ہم نے ان سے سوال کیا: "حضور اکرم ﷺ نے کتنے عمرے کیے تھے؟" انہوں نے فرمایا: چار۔ ان میں سے ایک رجب میں تھا۔ ہم نے انہیں جواب دینا پسند نہ کیا۔ ہم نے حجرہ مقدسہ میں ام المومنین رضی اللہ عنہا کے مسواک کرنے کی آواز سنی۔ حضرت عروہ نے عرض کی: "ام المومنین! کیا آپ سن رہی ہیں جو کچھ ابوعبدالرحمان کہہ رہے ہیں۔" انہوں نے فرمایا: "وہ کیا کہہ رہے ہیں؟" انہوں نے کہا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ حضور حامیٔ بے کساں ﷺ نے چار عمرے کیے۔ ان میں سے ایک عمرہ رجب میں کیا۔" انہوں نے

فرمایا: "اللہ تعالیٰ حضرت ابوعبدالرحمان پر رحم کرے۔ حضور اکرم ﷺ کے ہر عمرہ کے وقت یہ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے کبھی بھی عمرہ رجب میں نہ کیا تھا۔"

امام احمد، شیخین، ابوداؤد، ترمذی اور ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے چار عمرے کیے اور یہ چاروں عمرے ذوالقعدہ میں کیے۔ سوائے اس عمرہ کے جسے حج کے ساتھ کیا تھا۔ حدیبیہ کے زمانہ میں عمرہ ذوالقعدہ میں، اگلے سال بھی عمرہ ذوالقعدہ میں اور جعرانہ سے عمرہ بھی ذوالقعدہ میں کیا اور ایک عمرہ اپنے حج کے ساتھ کیا۔"

امام بخاری نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: "آپ نے کتنے عمرے کیے تھے؟" انہوں نے فرمایا: "چار۔ وہ عمرہ جس میں مشرکین نے آپ کو بیت اللہ سے روک دیا تھا۔ یہ ذوالقعدہ میں تھا۔ اگلے عمرہ بھی ذوالقعدہ میں تھا جس وقت قریش نے آپ کے ساتھ صلح کی تھی۔ جعرانہ کا عمرہ۔ جب آپ نے مالِ غنیمت تقسیم کیا تھا یہ بھی ذوالقعدہ میں تھا۔ اور آپ کے حج کے ساتھ آپ کا عمرہ۔

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے چار عمرہ کیے تھے۔

امام احمد ائمہ ثلاثہ، امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے اور ابن سعد نے اسے محرش الکعبی سے روایت کیا ہے کہ آپ رات کے وقت جعرانہ سے عمرہ کرنے کے لیے نکلے۔ رات کے وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ عمرہ کیا۔ پھر اسی رات جعرانہ تشریف لے آئے۔ آپ صبح جعرانہ تھے گویا کہ آپ نے رات اسی جگہ بسر کی تھی۔ جب دوسرے روز سورج ڈھلا۔ تو بطن سرف کے رستہ باہر نکلے۔ بطن سرف پر عام رستے پر آ گئے۔ اسی لیے اکثر لوگوں کو آپ کے اس عمرہ کا علم نہ ہو سکا۔

امام احمد، مسدد نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے تین عمرے کیے۔ یہ سارے عمرے ذوالقعدہ میں تھے۔ آپ تلبیہ کہتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ نے حجر اسود کو استلام کر لیا۔" مسدد نے لکھا ہے کہ ہر بار حجر اسود کو استلام کرنے سے پہلے آپ نے تلبیہ منقطع نہ کیا۔"

ابن ابی شیبہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حج سے قبل آپ نے عمرہ کیا۔ ان سے ہی روایت ہے کہ آپ نے تین عمرے کیے تھے۔ (ابویعلی، احمد)

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ طائف سے تشریف لائے تو جعرانہ نزول اجلال فرمایا۔ وہاں مالِ غنیمت تقسیم فرمایا۔ پھر وہاں سے عمرہ کیا۔ شوال کی دو راتیں باقی تھیں۔"

امام احمد بن منیع نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے چار عمرے کیے۔ ان میں سے ایک عمرہ رجب میں کیا۔"

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) ابن ماجہ، ابن سعد، بیہقی نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا

اور انہوں نے فرمایا: ''آپ نے چار عمرے کیے عمرۃ الحدیبیہ، اسی کا نام عمرۃ الحصر، آئندہ سال عمرۃ القضاء، عمرۃ الجعرانہ، اپنے حج کے ساتھ عمرہ۔

ابن سعد نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''آپ نے حدیبیہ کے سال ذوالقعدہ میں عمرہ کیا، حدیبیہ کے سال ذوالقعدہ میں عمرہ کیا اور جعرانہ سے ذوالقعدہ میں عمرہ کیا۔''

ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔اسی طرح حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ''آپ نے تمام عمرے ذوالقعدہ میں ہی کیے۔''

ابن سعد نے حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''آپ نے سارے عمرے ذوالقعدہ میں ہی کیے۔''

انہوں نے حضرت عامر الشعبی سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''آپ نے سارے عمرے ذوالقعدہ میں ہی کیے۔'' انہوں نے ابن جریج کی سند سے حضرت عطاء سے روایت کیا ہے کہ آپ نے سارے عمرے ذوالقعدہ میں ہی کیے۔ انہوں نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حج کرنے سے قبل تینوں عمرے ذوالقعدہ میں کیے۔

تنبیہات

1. الہدیٰ میں ہے ''آپ کے سارے عمرے اشہرِ حج میں ہی تھے۔تاکہ مشرکین کی عادت کی مخالفت ہو سکے۔وہ اشہر حج میں عمرہ کرنا ناپسند کرتے تھے۔وہ اسے بڑے گناہوں میں شمار کرتے تھے۔
2. آپ نے سال میں صرف ایک ہی عمرہ کیا۔ بعض لوگوں نے گمان کیا ہے کہ آپ نے ایک سال میں دو بار عمرہ کیا۔'' انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جسے ابوداؤد نے اپنی سنن میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ نے دو عمرے کیے۔ایک ذوالقعدہ میں دوسرا شوال میں۔''

علماء نے لکھا ہے کہ اس ذکر سے مراد تعداد بیان کرنا مقصود نہیں کہ آپ نے کتنے عمرے کیے تھے حضرت انس ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور ابن عباس وغیرہم رضی اللہ عنہم سب نے کہا ہے کہ آپ نے چار عمرے کیے تھے۔مراد یہ ہے کہ آپ نے ایک سال میں دو عمرے کیے ایک بار ذوالقعدہ میں اور دوسری بار شوال میں'' اگر یہ روایت محفوظ ہے تو پھر یہ ان کی طرف سے وہم ہے۔کیونکہ اس طرح نہیں ہوا تھا۔عمروں کی تفصیلات گزر چکی ہیں کہ آپ نے کب عمرے کیے۔جب آپ شوال میں عمرہ کرنے کے لیے تشریف لے گئے لیکن شوال میں دشمن سے سامنا ہو گیا۔اس میں آپ مکہ مکرمہ سے نکلے۔دشمن کے معاملہ سے فارغ ہو کر آپ نے عمرہ کیا۔یہ عمرہ ذوالقعدہ کو رات کے وقت کیا تھا۔آپ نے ایک سال میں دو عمرے کبھی بھی نہ کیے تھے۔نہ ہی اس سے پہلے اور نہ ہی اس کے بعد۔جو شخص آپ

کی سیرت طیبہ، آپ کے ایام اور احوال سے آگاہ ہے اسے اس میں شک وشبہ نہیں ہو سکتا۔"

۳ زاد المعاد میں ہے "یہ کسی نے نہیں کہا کہ آپ نے حج کے بعد تنعیم سے عمرہ کیا ہو۔ یہ گمان صرف عوام کا اور ان لوگوں کا ہے جنہیں سنت مطہرہ کی خبر نہیں ہے۔

۴ جس نے کہا ہے کہ آپ نے اپنے حج میں مطلق عمرہ کیا ہی نہ تھا تو سنت صحیحہ مستفیضہ اسے باطل کرتی ہے جسے رد کرنا ممکن نہیں ہے۔

۵ جس نے یہ کہا ہے کہ آپ نے ایک عمرہ کیا۔ پھر احرام کھول دیا۔ پھر حج کے لیے مکہ مکرمہ سے احرام باندھا۔ صحیح احادیث اس قول کو باطل کرتی ہیں اور اس کی تردید کرتی ہیں۔

۶ امام بخاری نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے حج سے قبل ذوالقعدہ میں دو عمرے کیے تھے۔" ابوداؤد نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمروں کے بارے سوال کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے دو عمرے کیے تھے۔" ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "ابن عمر جانتے ہیں کہ آپ نے اس عمرے کے علاوہ تین عمرے کیے جسے آپ نے حجۃ الوداع کے ساتھ ملایا تھا۔"

زاد المعاد میں ہے: "انہوں نے تنہا اور مستقل عمروں کا ارادہ کیا جو بلاشبہ وہ دو ہی ہیں۔ عمرۃ القران مستقل نہ تھا۔ اور حدیبیہ کے عمرہ سے آپ کو روک دیا گیا تھا۔ آپ کے اور اس کی تکمیل کے مابین رکاوٹ ڈالی گئی تھی۔" انہوں نے ایک اور جگہ لکھا ہے "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سابقہ روایت میں تناقض نہیں ہے۔ کیونکہ ان کا فرمان ہے: "آپ نے حج اور عمرہ کو ملایا تھا۔" کیونکہ ان کا ارادہ وہ عمرہ تھا جو تنہا ہوا تھا۔" بلاشبہ ایسے عمرے دو ہی ہیں۔ عمرۃ القضا اور عمرۃ الجعرانہ۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے دو مستقل عمروں کا ارادہ کیا۔ عمرۃ القران مستقل نہ تھا۔ جبکہ عمرۃ الحدیبیہ سے آپ کو روک دیا گیا تھا۔ بلاشبہ یہ چار عمرے بنتے ہیں۔

۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آپ نے چار عمرے کیے۔ وہ تمام کے تمام ذوالقعدہ میں تھے سوائے اس کے جو آپ کے حج کے ساتھ تھا۔ زاد المعاد میں ہے: "یہ قول حضرت ام المومنین اور حضرت ابن عباس کے سابقہ اقوال کے مخالف نہیں ہے کہ آپ نے سارے عمرے ذوالقعدہ میں کیے تھے۔ کیونکہ عمرۃ القران کی ابتداء ذی القعدہ میں ہوئی تھی اور اس کی انتہاء حج کے اختتام کے ساتھ ذوالحجۃ میں ہوئی تھی۔ ام المومنین اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی ابتداء کے بارے بتایا جبکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کی انتہاء کے بارے بتایا۔

۸ حضرت عروہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجب میں عمرہ کرتے تھے۔ الہدیٰ میں ہے: "یہ لغزش ہے۔ آپ کا عمرہ مضبوط اور محفوظ ہے۔ ان میں سے کچھ بھی رجب میں نہ تھا۔"

◆ ۹ ابو حاتم اور ابن حبان نے روایت کیا ہے کہ عمرۃ القضاء رمضان المبارک میں تھا۔ عمرۃ الجعرانہ شوال میں تھا۔" میں کہتا ہوں "ابو حاتم نے ذکر کیا ہے کہ آپ نے فتح مکہ کے سال عمرہ کیا تھا۔ اور رمضان المبارک میں کیا تھا۔" محب الطبری نے لکھا ہے: "یہ ان کے علاوہ کسی اور کا قول نہیں ہے۔ مشہور یہی ہے کہ عمرۃ الجعرانہ بھی ذوالقعدہ میں تھا۔"

◆ ۱۰ دارقطنی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں آپ کے ساتھ رمضان المبارک میں عمرہ کی ادائیگی کے لیے روانہ ہوئی۔ آپ نے روزے نہ رکھے۔ میں نے روزے رکھے۔ آپ نے قصر نمازیں پڑھیں۔ میں نے پوری نمازیں پڑھیں۔"

زاد المعاد میں ہے کہ یہ حدیث غلط ہے۔ آپ نے کبھی بھی رمضان المبارک میں عمرہ نہ کیا تھا۔ آپ کے عمروں کے اوقات اور تعداد معروف ہے۔ ہم کہتے ہیں: "اللہ تعالیٰ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا پر رحم کرے۔ حضور اکرم ﷺ نے کبھی بھی رمضان المبارک میں عمرہ نہ کیا تھا۔ حالانکہ انہوں نے ہی فرمایا ہے" آپ نے سارے عمرے ذوالقعدہ میں کیے۔" اس میں اختلاف نہیں کہ آپ کے عمرے چار سے زائد نہ تھے۔ اگر آپ نے رجب میں عمرہ کیا ہوتا تو وہ پانچواں ہوتا۔ اگر رمضان المبارک میں کیا ہوتا تو وہ چھٹا ہوتا۔ الا یہ کہ یوں کہا جائے کہ بعض عمرے رجب میں اور بعض عمرے رمضان میں تھے۔ جبکہ بعض ذوالقعدہ میں تھے۔ لیکن واقعہ اس طرح نہیں ہے۔ آپ نے سارے عمرے ذوالقعدہ میں کیے تھے جیسے کہ حضرت انس، ابن عباس اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہے۔

◆ ۱۱ ابوداؤد نے اپنی سنن میں، ابن سعد نے اپنی طبقات میں روایت کیا ہے کہ آپ عمرۃ الجعرانہ کے لیے شوال میں عازم سفر ہوئے لیکن احرام ذوالقعدہ میں باندھا۔ میں کہتا ہوں: "ابن سعد نے مولی ابن عباس عتبہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ طائف سے واپس تشریف لائے تو جعرانہ نزولِ اجلال فرمایا۔ وہاں مالِ غنیمت تقسیم کیا۔ وہاں سے عمرہ کیا۔ جبکہ شوال کی دو راتیں باقی تھیں۔" ابن قیم نے ایک اور جگہ لکھا ہے کہ آپ کے بارے یہ کہنا کہ آپ نے ایک عمرہ شوال میں کیا تھا۔ وہم ہے۔ بعض راویوں کی یہ لغزش ہے۔ آپ نے شوال میں اعتکاف کیا تھا۔ لیکن انہوں نے کہہ دیا کہ آپ نے شوال میں عمرہ کیا تھا۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ نے تین عمرے کیے ایک عمرہ شوال میں، دو عمرے ذوالقعدہ میں۔" اس سے یہ علم ہوتا ہے کہ ام المؤمنین یا دیگر راویوں نے عمرے کی ابتداء کا ارادہ کیا تھا۔"

✿✿✿✿

تیسرا باب

حجۃ الوداع

اس موضوع پر حضرت الحافظ ابو بکر محمد بن منذر، ابوجعفر انہ احمد بن عبداللہ محب الطبری، ابوالحسن ابراہیم بن عمر البقاعی اور ابو محمد علی بن احمد بن حزم علیہم الرحمۃ نے جداگانہ تالیفات لکھی ہیں۔ اس پر تفصیل سے گفتگو بن القیم حنبلی نے زاد المعاد میں کی ہے۔ اسی طرح ابن کثیر نے "البدایۃ والنہایۃ" میں اس موضوع پر تفصیل سے لکھا ہے۔ یہ سابقہ تالیفات سے زیادہ وسیع ہے۔ ان میں سے ہر ایک نے ان اشیاء کا ذکر کیا ہے جن کا ذکر دوسرے نے نہیں کیا۔ میں نے دیکھا کہ ابن قیم کا طریقہ سب سے عمدہ طریقہ ہے۔ میں نے انہی کا اسلوب اختیار کیا ہے اور انہی سے دلائل اخذ کیے ہیں۔ میں نے طویل بحثوں میں اختصار شامل کیا ہے۔ اور انہیں میں نے "میں کہتا ہوں" کے ساتھ ممتاز کیا ہے اور اس کے آخر میں مَیں نے واللہ اعلم لکھا ہے۔ اگر تثنیہ کی ضمیر ہو۔ جس کا مرجع کوئی نہ ہو۔ جیسے قَالَا یا جز ما وغیرہما تو میری مراد ابن کثیر اور ابن قیم ہوں گے۔ صرف مذکر ضمیر جس کا مرجع نہ ہو گا اس سے میری مراد ابن قیم ہوں گے۔ ابومحمد سے مراد ابن حزم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ میں رب تعالیٰ سے صحیح کی توفیق کی التجاء کرتا ہوں۔ عمدہ ٹھکانے اور اچھے انجام کی توفیق چاہتا ہوں۔

وهو حسبي و نعيم الوكيل ماشاء الله كان وما لم يشاء لم يكن لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔

آپ کا یہ بتادینا کہ آپ اس سال حج کریں گے

میں کہتا ہوں کہ ابن سعد نے کہا ہے کہ علماء فرماتے ہیں: "آپ مدینہ طیبہ میں دس سال تک قیام پذیر رہے۔ آپ ہر سال قربانی کرتے تھے۔ مگر آپ نہ حلق کراتے تھے اور نہ ہی قصر۔ آپ جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ آپ نے حج نہ کیا حتیٰ کہ ۱۰ھ ذوالقعدہ آگیا۔ آپ نے اتفاق کیا کہ حج کے لیے تشریف لے چلیں۔ جب آپ نے حج کا ارادہ کیا تو لوگوں میں اعلان کر دیا گیا کہ آپ اس سال حج کرنے کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں۔ مدینہ طیبہ میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ ان گنت لوگ تھے۔ وہ آپ کے سامنے پیچھے، دائیں، بائیں تاحد نگاہ تھے۔ ہر کوئی چاہتا تھا کہ وہ آپ کی اقتداء کرے اور آپ کی طرح کا ہی عمل کرے۔ لوگوں کو خسرہ یا چیچک نکل آئی۔ رب تعالیٰ نے جسے حج سے روکنا چاہا اسے روک دیا۔ ابومحمد نے کہا ہے۔ "آپ نے بتایا کہ رمضان المبارک میں عمرہ کرنا آپ کے ہمراہ حج کرنے کی مانند ہے۔" ان دونوں حضرات نے کہا ہے کہ یہ

اعلان آپ نے واپسی پر کیا تھا۔

مدینہ طیبہ سے عازمِ سفر ہونا

میں کہتا ہوں: ''آپ نے عزمِ سفر ہوتے وقت حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو اپنا عامل مقرر کیا۔ایک قول کے مطابق اس وقت عامل سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ تھے (ابن ہشام) (واللہ تعالیٰ اعلم) آپ نے مدینہ طیبہ میں چار رکعتیں نماز ظہر ادا کی۔آپ نے صحابہ کرام کو خطبہ ارشاد فرمایا اور انہیں بتایا کہ انہوں نے آگے کون سے مناسک ادا کرنے ہیں۔آپ نے تیل لگایا۔کنگھی کی۔میں کہتا ہوں کہ آپ نے اس سے پہلے غسل کر لیا تھا۔آپ نے دو صحاری کپڑے ازار اور چادر پہن لی۔(ابن سعد)

محمد بن عمر اسلمی نے کہا ہے کہ آپ نے تنعیم کے مقام پر ان دونوں کپڑوں کو ان ہی کی جنس کے کپڑوں سے ہی تبدیل کیا تھا۔(واللہ اعلم) آپ نے ازار پہنا۔چادر اوڑھی۔میں کہتا ہوں: ''آپ کجاوے پر سوار ہوئے۔تاجر برادری کا اونٹ آپ کے ساتھ تھا۔حضرت انس نے فرمایا: ''آپ نے ایک پرانے کجاوے پر پرانی چادر پر حج کیا جس کی قیمت چار دراہم تھی پھر آپ نے یہ دعا مانگی:

اللھم اجعلہ حجا مبرورًا لا ریاء فیہ ولا سمعہ۔ (امام بخاری، ابن ماجہ، ترمذی اور ابو یعلی) واللہ اعلم

آپ نمازِ ظہر کے بعد مدینہ طیبہ سے عازمِ سفر ہوئے ذوالقعدہ کے پانچ دن باقی تھے۔ان حضرات نے تصویب کی ہے کہ آپ ہفتہ کے روز عازمِ سفر ہوئے تھے۔حافظ دمیاطی نے تفصیل سے لکھا ہے۔میں کہتا ہوں: ''الحاکم سے اس روایت کو الاکلیل میں حضرت جبیر بن مطعم سے روایت کیا ہے۔ابن سعد اور ابن عمر اسلمی نے اسے ہی یقین کے ساتھ کہا ہے لیکن ابن جزم کا اس میں اختلاف ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ وہ جمعرات کا دن تھا۔انہوں نے اس پر بہت سے دلائل دیے ہیں۔آپ الشجرہ کے رستے روانہ ہوئے۔آپ اسی سے ہی عازمِ سفر ہوتے تھے۔آپ نے اس کی مسجد میں نماز پڑھی۔(بخاری عن ابن عمر)

ذوالحلیفہ نزول اور رات یہیں بسر کرنا

آپ آگے روانہ ہوئے۔ذوالحلیفہ پہنچے۔یہ وادی العقیق میں تھا۔وہیں فروکش ہوئے۔میں کہتا ہوں: ''سمرہ کے درخت کے نیچے جلوہ افروز ہوئے۔ذوالحلیفہ میں مسجد کے پاس اللروستہ سے پرے رستے کی دائیں طرف جلوہ افروز ہوئے تھے۔جیسے کہ صحیح میں ہے تاکہ صحابہ کرام آپ کی خدمت میں جمع ہو جائیں جیسے کہ محمد بن عمر اسلمی نے ذکر کیا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم''

آپ نے انہیں وہاں نماز عصر کی دو رکعتیں پڑھائیں۔میں کہتا ہوں کہ آپ نے اس وادی میں نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

امام احمد، بخاری، ابو داؤد، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ وادی العقیق میں تھے: ''میرے رب تعالیٰ کے پاس سے ایک آنے والا آیا۔'' بیہقی نے ان کا نام جبرئیل لکھا ہے۔اس نے کہا: ''اسم بارک وادی میں نماز پڑھیں۔'' آپ نے فرمایا: ''عمرہ حج

میں" "عمرہ حج میں روز حشر تک داخل ہو گیا۔" واللہ اعلم

پھر آپ نے ذوالحلیفہ میں رات بسر کی۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں، صبح اور ظہر کی نمازیں وہیں پڑھیں۔ آپ نے وہاں پانچ نمازیں پڑھیں۔ آپ کی ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن آپ کے ہمراہ تھیں۔ وہ اپنے اپنے ہودج میں تھیں۔ ان کی تعداد نو تھی۔ آپ نے اس رات ان کے ساتھ وظیفۂ زوجیت ادا کیا اور غسل کیا۔ میں کہتا ہوں: "اس رات ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو خوشبو لگائی تھی۔ پھر آپ نے غسل کیا۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "میں نے آپ کو خوشبو لگائی۔"

(مسلم، بیہقی)

آپ نے قربانی کے جانور ساتھ ہی لیے تھے۔ میں کہتا ہوں: "یہاں پہنچنے سے پہلے آپ کے جانور آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے جانور منگوایا۔ دوسری روایت میں ہے کہ اپنی اونٹنی منگوائی۔ اس کی کوہان کے دائیں طرف اشعار کیا۔ اس سے خون نکلنے لگا۔ آپ نے دو جوتیوں کا اسے قلادہ پہنایا۔" میں کہتا ہوں کہ آپ نے دیگر جانوروں کا اشعار اور قلادے پہنانے کی ذمہ داری کسی اور صحابی کے سپرد کی۔ آپ کے پاس قربانی کے بہت سے جانور تھے۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ آپ کی قربانی کے جانوروں کی نگرانی حضرت ناجیہ بن جندب اسلمی کے سپرد تھی۔ آپ قربانی کے سارے جانور مدینہ طیبہ سے لے کر آئے تھے۔

احرام

آپ نے نماز صبح ادا کی تو احرام باندھنے میں مصروف ہو گئے۔ دوسری بار غسل کیا۔ یہ پہلے غسل سے علیحدہ تھا۔ سر اقدس کو خطمی اور راسنان کے ساتھ دھویا۔ میں کہتا ہوں "سر اقدس کو تھوڑا سا تیل لگایا۔" (امام احمد، بزار، دارقطنی عن عائشہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ حالت احرام میں زیتون کا تیل استعمال کر لیتے تھے جس میں اور خوشبوئیں نہ ملائیں گئیں ہوتیں۔"

شیخین نے حضرت ابوایوب سے روایت کیا ہے کہ آپ نے غسل کرتے وقت سر اقدس کو دونوں ہاتھوں سے دبایا۔ اسے آگے پیچھے کیا۔ واللہ اعلم۔ آپ نے ذریرۃ اور مشک آلود خوشبو لگائی۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نے بہت زیادہ خوشبو استعمال کی جیسے کہ دارقطنی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ جسم اطہر اور سر اقدس پر خوشبو استعمال کی۔ مشک کی چمک آپ کی مانگ میں نظر آ رہی تھی۔ یہ چمک داڑھی مبارک میں بھی نظر آ رہی تھی۔ آپ نے اسے برقرار رکھا غسل نہ کیا۔ میں کہتا ہوں کہ امام احمد نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "گویا کہ میں اب بھی آپ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔ اس کے کئی دنوں بعد یہ چمک قائم تھی۔ حالانکہ آپ حالت احرام میں تھے۔" حمیدی نے اس کو روایت کیا ہے کہ تین روز بعد تک یہ چمک قائم تھی۔ حالانکہ آپ حالت احرام میں تھے۔" آپ نے اپنا ازار بند اور چادر پہنی۔ میں کہتا ہوں: "آپ نے کسی چادر سے منع نہ فرمایا سوائے ان کے جنہیں زعفران سے رنگا گیا تھا جو جلد کو بھی زرد رنگ میں رنگ دیں۔"

ایک شخص نے آپ سے التجاء کی "محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟" آپ نے فرمایا: "تم قمیص، عمامے، شلواریں، ٹوپیاں اور موزے نہ پہنو۔ مگر جبکہ وہ نعلین ہوں۔ اگر نعلین نہ ہوں تو جوتے ٹخنوں سے کم ہوں۔"

دوسری روایت میں ہے کہ تم میں سے ہر ایک ازار اور دو جوتوں کے ساتھ احرام باندھے اگر وہ نعلین نہ پائے تو موزے پہن لے اور انہیں ٹخنوں سے نیچے رکھے۔ ایسے کپڑے نہ پہنو جنہیں زعفران یا ورس کے ساتھ رنگا ہوا ہو۔ مگر جبکہ انہیں دھولیا گیا ہو احرام والی عورت نقاب نہ کرے اور نہ ہی دستانے پہنے۔" (امام احمد، شیخین، عن ابن عمر)

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس نے ذوالحلیفہ کے مقام پر محمد بن ابی بکر کو جنم دیا۔ انہوں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو آپ کی خدمت میں بھیجا کہ اب وہ کیا کریں؟ آپ نے انہیں فرمایا: "غسل کرلو۔ کپڑا باندھ لو اور تلبیہ کہہ لو۔" دوسری روایت میں ہے: "احرام باندھ لو۔"

امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو بکر سے یہ مزید روایت کیا ہے: "وہ اسی طرح کریں جیسے لوگ کریں گے۔ مگر وہ بیت اللہ کا طواف نہ کریں۔"

پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ "الاطلاع" میں ہے کہ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں یہ احرام کی رکعتیں تھیں۔ یہ وہ دو رکعتیں تھیں جن کے ساتھ آپ منزل کو الوداع کہتے تھے۔

ابن قیم نے کہا ہے: "آپ سے یہ منقول نہیں کہ آپ نے احرام کے لیے دو رکعتیں پڑھی ہوں۔" میں کہتا ہوں: "شیخین نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ آپ ذوالحلیفہ کے مقام پر دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ جب مسجد ذی الحلیفہ کے پاس آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہو جاتی تو آپ تلبیہ کہتے تھے۔"

امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے: "اس میں احرام کے ارادہ کے وقت دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے۔ احرام باندھنے والا انہیں احرام سے پہلے پڑھے۔"

پھر آپ اپنی سواری قصواء پر سوار ہوئے۔ کھڑے ہو کر رخ انور قبلہ کی طرف کیا اور تلبیہ کہا۔ (بخاری)

تلبیہ کہنا، آپ نے کس جگہ سے تلبیہ کہا

اس جگہ میں اختلاف ہے جہاں سے آپ نے تلبیہ کہنا شروع کیا۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ نے اس مسجد سے تلبیہ کہنا شروع کیا جو ذوالحلیفہ میں ہے۔ ائمہ خمسہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے مسجد ذی الحلیفہ سے تلبیہ کہنا شروع کیا۔

شیخین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "یہ تمہارا وہ صحراء ہے جہاں تم نے اللہ تعالیٰ کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی تھی۔ آپ نے مسجد سے تلبیہ کہنا شروع فرمایا تھا۔"

الطبرانی نے حضرت ابوداؤد المازنی سے روایت کیا ہے۔ یہ بدری صحابہ کرام میں سے تھے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عازم سفر ہوئے۔ آپ مسجد ذوالحلیفہ میں تشریف لے گئے۔ آپ نے اس میں چار رکعتیں پڑھیں۔ پھر اسی مسجد سے تلبیہ کا آغاز کیا۔ آپ یہ تلبیہ ان لوگوں نے سن لیا جو مسجد میں تھے۔ انہوں نے کہا: "آپ نے مسجد سے تلبیہ کہنا شروع کیا۔ جب آپ سواری پر سوار ہوئے تو اس وقت تلبیہ کہا۔ جو مسجد کے پاس تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے اس وقت تلبیہ کہا جب آپ کی سواری آپ کو لے کر اٹھی۔ جب آپ بیداء پر پہنچے تو آپ نے تلبیہ کہا۔ بیداء پر موجود لوگوں نے تلبیہ سن لیا۔ انہوں نے کہا: "آپ نے بیداء سے تلبیہ کہنا شروع کیا۔ سب نے سچ کہا۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ نے اس وقت تلبیہ کہا۔ جب سواری آپ کو لے کر اٹھی۔ ائمہ ستہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے ذوالحلیفہ رات بسر کی حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔ جب آپ کی سواری سیدھی کھڑی ہوگئی تو آپ نے تلبیہ کہا۔"

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے ذوالحلیفہ صبح کی آپ سواری پر سوار ہوئے۔ جب آپ بیداء پر چڑھے تو آپ نے اور صحابہ کرام نے تلبیہ کہا۔" امام احمد نے اسے ایک اور سند سے روایت کیا ہے۔

امام مسلم نے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی سند سے اور امام بخاری نے حضرت عطاء کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوگئی تو آپ نے تلبیہ کہا۔

شیخین نے عبید بن جریج کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جہاں تک تلبیہ کا تعلق ہے تو میں نے آپ کو تلبیہ کہتے ہوئے نہ سنا حتیٰ کہ آپ کی سواری آپ کو لے کر اٹھی۔"

امام مسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جس بیداء پر تم نے آپ کو جھٹلایا تھا۔ اس پر آپ نے درخت کے پاس اس وقت تلبیہ کہا۔ جب آپ کا اونٹ آپ کو لے کر اٹھا۔"

امام احمد نے ابوحسان مسلم بن عبداللہ البصری کی سند سے، امام بخاری نے کریب کی سند سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ نے ذوالحلیفہ میں صبح کی تو اپنی سواری منگوائی۔ جب وہ بیداء پر کھڑی ہوگئی تو آپ نے حج کا تلبیہ کہا۔"

شیخین نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوگئی۔ تو آپ نے تلبیہ کہنا شروع کیا۔" ابن کثیر نے کہا ہے۔

"یہ روایت مثبتہ اور مفسرہ ہے کہ آپ نے اس وقت تلبیہ کہا جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر اٹھی۔ یہ ابن عمر سے مروی ہے اور دوسری روایت پر مقدم ہوگئی۔ کیونکہ یہ احتمال ہے کہ انہوں نے ارادہ فرمایا کہ وہ مسجد کے پاس اس وقت

احرام باندھیں حتیٰ کہ آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر اٹھی۔ جس میں یہ تذکرہ ہے کہ آپ کجاوے پر سوار ہوئے۔ اس میں دوسری روایت پر علم کی زیادتی ہے۔ حضرت انس، حضرت جابر اور ابن عباس سے مروی روایات معارض سے سالم ہیں۔ یہ ساری اسناد قطعی طور پر یا ظن غالب پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ نے نماز کے بعد احرام باندھا۔ اس کے بعد کہ آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور وہ آپ کو لے کر چلی ہو۔" ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ اضافہ کیا ہے کہ اونٹنی اس وقت (قبلہ رو) تھی۔" ابن کثیر نے لکھا ہے:

"صحیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی روایت کہ آپ نے اس وقت تلبیہ کہا جب آپ کی سواری آپ کو لے کر اٹھی۔ یہ روایت زیادہ اصح اور اثبت ہے۔ یہ خصیف الجزری کی اس روایت سے زیادہ صحیح ہے جو حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔" میں کہتا ہوں کہ ابو جعفر طحاوی نے اور الحافظ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی اس روایت کو سارے اقوال کی جامع روایت کہا ہے اور ابن قیم نے اس پر سکوت اختیار کر لیا ہے۔ آپ نے کس کے ساتھ تلبیہ کہا۔ اس میں اختلاف ہے۔ ائمہ کے چار اقوال ہیں:

1. مفرد حج کا۔ امام شافعی، امام احمد، شیخین، نسائی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔
امام احمد، مسلم، ابن ماجہ، بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے، امام احمد، مسلم اور بزار نے حضرت ابن عمر سے، مسلم، دار قطنی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آپ نے مفرد حج کا تلبیہ کہا تھا۔

2. قران۔ امام احمد، بخاری، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے، امام احمد نے حضرت عثمان سے، امام احمد، بخاری اور ابن حبان نے حضرت علی سے، امام احمد، نسائی، شیخین، بزار اور بیہقی نے حضرت انس سے، ترمذی، ابن ماجہ، بزار، دار قطنی اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے، امام احمد، ابن ماجہ نے حضرت ابو طلحہ سے، امام احمد نے حضرت سراقہ بن مالک سے، امام مالک اور امام احمد، ترمذی اور نسائی نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے، الطبرانی نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے، امام احمد، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس سے، احمد، مسلم، نسائی، دار قطنی نے حضرت ہرماس سے، ابو یعلی نے حضرت ابن عمر سے، احمد، شیخین نے حضرت ابن عمرو سے، احمد نے عمران بن حصین سے، دار قطنی نے حضرت ابو قتادہ سے، ترمذی نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے، امام احمد نے حضرت حفصہ سے، شیخین اور بیہقی نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ قارن تھے۔

3. تمتع۔ امام احمد، شیخین، ابو داؤد، نسائی نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ نے حجۃ الوداع میں عمرہ سے حج کی طرف تمتع کیا۔ آپ نے قربانی کے جانور ذوالحلیفہ سے ساتھ ہانکے۔ آپ نے پہلے عمرہ، پھر حج کا تلبیہ کہا۔
شیخین نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ نے عمرہ سے حج کی طرف تمتع کیا۔ اور لوگوں

نے بھی آپ کے ساتھ تمتع کیا۔ امام مسلم نے حضرت عمران بن حصین سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے تمتع کیا تو ہم نے بھی آپ کے ساتھ تمتع کیا۔"

امام مسلم نے حضرت مجاہد سے، اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "یہ عمرہ ہے۔ ہم نے اس کے ساتھ تمتع کیا۔ جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو تو وہ مکمل طور پر احرام سے باہر آجائے۔ عمرہ روز حشر تک حج میں شامل ہے۔"

امام بخاری نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ان کا کیا بنے گا۔ جنہوں نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "تم نے عمرہ کا احرام نہیں کھولا۔" انہوں نے فرمایا: "میں نے اپنے سر کو گوندھ دیا ہے اور اپنے جانور کو قلادہ پہنا دیا ہے۔ میں عمرہ کا احرام نہ کھولوں گا حتیٰ کہ میں قربانی کرلوں۔"

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حسن روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے تمتع کیا۔ حضرت امیر معاویہ نے سب سے پہلے اس سے منع کیا۔"

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: "میں نے نیزے کے پھل سے آپ کا قصر کیا۔" امام مسلم نے یہ اضافہ کیا ہے: "میں اسے تمہارے خلاف دلیل سمجھتا ہوں۔"

امام نسائی نے حضرت عطاء سے اور وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے نیزے کے پھل کے ساتھ جو میرے پاس تھا۔ آپ کے بالوں کی اطراف کاٹیں۔ آپ نے بیت اللہ کا طواف اور سعی کرلی تھی۔ یہ ذوالحجۃ کے پہلے دس ایام میں تھا۔" قیس بن سعد راوی نے حضرت عطاء سے روایت کیا ہے کہ لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس بات کا انکار کرتے تھے۔"

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے حج کرنے سے پہلے عمرہ کیا۔"

مطلق۔ شیخین نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم آپ کے ساتھ عازم سفر ہوئے۔ ہم نہ تو حج اور نہ ہی عمرے کا ذکر کر رہے تھے۔" دوسرے الفاظ میں ہے: "ہم تلبیہ کہہ رہے تھے۔ مگر حج یا عمرے کا ذکر نہیں کر رہے تھے۔" دوسری روایت میں ہے: "ہم آپ کے ساتھ عازم سفر ہوئے۔ ہم صرف حج کے ارادہ سے عازم سفر ہوئے تھے۔ جب ہم مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے۔ آپ نے ہمیں حکم دیا کہ جس کے پاس قربانی کا جانور نہیں وہ صفا اور مروہ کی سعی کر کے احرام کھول دے۔"

امام شافعی نے کہا ہے: ''ہمیں سفیان نے اور انہیں ابن طاؤس، ابراہیم بن میسرہ اور ہشام بن حجیر نے بتایا ہے۔ ان سب نے طاؤس سے سنا۔ انہوں نے فرمایا:'' جب آپ مدینہ طیبہ سے عازم سفر ہوئے تو آپ فیصلہ کے منتظر تھے۔ صفا اور مروہ کے مابین آپ پر فیصلہ نازل ہوا۔ آپ نے ان صحابہ کرام سے فرمایا۔ جنہوں نے احرام باندھا ہوا تھا اور ان کے پاس قربانی کے جانور نہ تھا کہ وہ اسے عمرہ بنا دیں۔'' تنبیہات سے مزید تفصیل آئے گی۔
یہ چار اقوال ہیں: (۱) الافراد (۲) القران (۳) التمتع اور (۴) الاطلاق۔ ابن کثیر اور ابن قیم کا رجحان ہے کہ آپ قارن تھے محب طبری اور الحافظ وغیرہ نے بھی اسی طرف رجحان رکھا ہے۔ اس واقعہ کے بعد اس کی تحقیق آئے گی۔ انہوں نے لکھا ہے کہ آپ نے نماز پڑھنے کی جگہ پر تلبیہ کہا۔ جب اونٹنی پر سوار ہوئے تو تلبیہ کہا۔ جب بیداء پر چڑھے تو تلبیہ کہا۔ آپ کبھی حج اور عمرہ کے ساتھ، کبھی صرف عمرہ کے ساتھ اور کبھی صرف حج کے ساتھ تلبیہ کہہ رہے تھے۔ کیونکہ عمرہ اس کا ایک جزء ہی ہے۔ اسی وجہ سے کسی نے آپ کو قارن، کسی نے متمتع اور کسی نے مفرد کہا ہے۔ یہ سارا واقعہ نماز ظہر کے بعد رونما ہوا۔ لیکن ابن حزم اور صاحب الاطلاع کا اس میں اختلاف ہے۔ امام نووی اور الحافظ لکھتے ہیں:'' ان روایات کو جمع کرنا ہی صحیح ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ پہلے حج کے ساتھ مفرد تھے۔ پھر عمرہ کا احرام باندھا۔ اسے حج میں داخل کر دیا۔ آپ قارن بن گئے۔ جس نے افراد روایت کیا ہے تو یہ اصل ہے۔ جس نے قران روایت کیا ہے۔ اس نے آخری امر کو دیکھا ہے۔ جس نے تمتع کہا ہے۔ اس نے تمتع لغوی کا ارادہ کیا ہے۔ اس سے مراد نفع اور فائدہ حاصل کرنا ہے۔

تلبیہ کے الفاظ

آپ نے تلبیہ کہا اور یوں تلبیہ کہا:
لبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك۔
آپ نے تلبیہ کہتے ہوئے آواز بلند فرمائی۔ حتیٰ کہ اسے صحابہ کرام کو سنا دیا۔'' میں کہتا ہوں کہ بزار نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کا تلبیہ یہ تھا:
لبيك حجًا حقًا تعبدا ورقا۔
الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ عرفات میں وقوف فرما تھے۔ جب آپ نے لبیك اللهم لبيك فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا: انما الخير خير الآخرة۔
امام احمد، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے تلبیہ میں کہا:

لبیك اله الحق لبیك۔

الطبرانی نے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ تلبیہ سے فارغ ہوتے تو آپ رب تعالیٰ سے اس کی بخشش، رضوان اور آگ سے نجات کا سوال کرتے۔

آپ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ تلبیہ کہتے وقت اپنی آوازیں بلند کریں۔ یہ شعائر حج میں سے ہے۔ حضرت جبرائیل امین نے آپ سے کہا کہ آپ باآواز بلند تلبیہ کہیں۔ امام احمد نے حضرت سائب بن خلاد سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''حضرت جبرائیل امین میرے پاس آئے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ میں اپنے صحابہ کرام کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ کہتے وقت اپنی آوازیں بلند کریں۔ انہوں نے کہا: ''محمد عربی ﷺ آپ تلبیہ کے وقت آواز بلند کرنے والے اور قربانی کرنے والے بن جائیں۔''

میں کہتا ہوں ''حضرت جبرائیل امین آئے۔ صحابہ کرام یہ تلبیہ پڑھ رہے تھے۔ آپ نے اس میں سے کسی چیز کا رد نہ فرمایا اور تلبیہ کو لازم قرار دیا۔ امام مسلم اور ابوداؤد نے یہ اضافہ کیا ہے۔ ''صحابہ کرام'' ''ذوالمعارج'' وغیرہ کا اضافہ کر رہے تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ سماعت فرما رہے تھے۔ آپ انہیں کچھ نہ فرما رہے تھے۔ پھر آپ نے انہیں تینوں انساک کے مابین اختیار احرام کے وقت دیا۔ پھر آپ نے انہیں اس وقت حکم دیا جبکہ وہ مکہ مکرمہ کے قریب تھے کہ وہ حج کو فسخ کریں اور عمرہ کی طرف قران کریں۔ جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو۔ پھر مروہ کے پاس آپ نے اس امر کو لازم کر دیا۔ پھر آپ نے سوال کیا۔ آپ اپنا مذکورہ تلبیہ پڑھ رہے تھے۔ صحابہ کرام آپ کے ہمراہ تلبیہ پڑھ رہے تھے۔ وہ اس میں کمی بیشی کر رہے تھے۔ آپ اس کا اقرار کر رہے تھے انکار نہ فرما رہے تھے۔ آپ کا تلبیہ لازم ہو گیا۔

آپ کی روانگی

آپ مذکورہ تلبیہ پڑھتے ہوئے الروحاء کے مقام سے گزرے۔ پھر اثایہ سے گزرے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن سعد نے کہا ہے کہ آپ منازل طے فرماتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ آپ صحابہ کرام کو ان مساجد میں امامت کروا رہے تھے۔ جنہیں لوگوں نے بنایا تھا۔ وہ ان کی جگہوں کو جانتے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

پھر آپ مذکورہ تلبیہ پڑھتے ہوئے آگے روانہ ہوئے۔ جب آپ روحاء پہنچے تو آپ نے جنگلی گدھا دیکھا جس کی کونچیں کاٹی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو۔ عنقریب اس کا مالک آجائے گا۔'' اس کا مالک آپ کی خدمت میں آیا۔'' میں کہتا ہوں: ''وہ بہز کا شخص تھا۔ اس کا نام اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم اس گدھے کے بارے اپنے کام سے کام رکھو۔'' آپ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے اسے رفیقان سفر میں تقسیم کیا۔ پھر آپ آگے روانہ ہو گئے۔ جب آپ الرویثہ اور العرج کے مابین اثایہ کے مقام تک پہنچے تو ایک ہرن سایہ میں سویا ہوا تھا۔ اس میں تیر

تھا۔آپ نے کسی شخص کو حکم دیا۔میں کہتا ہوں کہ وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔جیسے کہ محمد بن یحییٰ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کیا ہے۔

آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس کے پاس کھڑے ہو جائیں۔تاکہ لوگ اسے پریشان نہ کریں۔حتیٰ کہ وہ آگے گزر جائیں۔" ہرن اور گدھے کے واقعات میں فرق یہ ہے کہ جس نے جنگلی گدھے کا شکار کیا تھا وہ حلال تھا۔آپ نے اسے کھانے سے منع نہ کیا۔لیکن اس کے متعلق علم نہ تھا کہ یہ حلال تھا یا کہ نہیں۔صحابہ کرام حالت احرام میں تھے۔آپ نے انہیں کھانے کا اذن نہ دیا۔آپ نے یہ امر ایک شخص کے سپرد کیا کہ وہ اس کے پاس کھڑا ہو جائے۔تاکہ اسے کوئی تنگ نہ کرے حتیٰ کہ صحابہ کرام اس کے پاس سے گزر جائیں۔"

العرج میں قیام

آپ کی وہ سواری گم ہو گئی جو آپ کے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مابین تھی۔آپ آگے روانہ ہوئے۔جب العرج قیام فرما ہوئے۔آپ کی اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اونٹنی ایک ہی تھی۔جس پر سامانِ سفر تھا۔وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غلام کے پاس تھی۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہو گئے۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کی ایک طرف اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دوسری طرف بیٹھ گئیں۔

ایک طرف حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غلام کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ آ جائے۔وہ آیا تو اس کے پاس اونٹ نہ تھا۔انہوں نے پوچھا:" تمہارا اونٹ کہاں ہے؟" اس نے کہا:" میں نے اسے آج رات گم کر دیا ہے۔" سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:" ایک ہی اونٹ تھا تو نے اسے بھی گم کر دیا۔" وہ ملازم کو کوڑے سے مارنے لگے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرما رہے تھے۔آپ فرما رہے تھے:" اس احرام والے کو دیکھو کہ یہ کیا کر رہا ہے۔" آپ نے اس سے زائد کچھ نہ کہا۔آپ تبسم فرماتے رہے۔" ابو داؤد نے اس واقعہ کا تذکرہ " باب المحرم یؤدب" میں کیا ہے۔

میں کہتا ہوں:" پہلے تذکرہ ہو چکا ہے کہ آپ نے اونٹ پر حج کیا۔اس پر سامان تھا۔محب الطبری نے لکھا ہے:
" احتمال ہے کہ ہو سکتا ہے کہ بعض سامان اس پر ہو اور بعض سامان سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اونٹنی پر ہو۔" جب آل فضالہ الاسلمی تک یہ خبر پہنچی کہ آپ کی اونٹنی گم ہو گئی ہے تو انہوں نے حیس حلوہ کا پیالہ اٹھایا اور اسے لے کر بارگاہِ رسالت میں پیش کر دیا۔آپ فرمانے لگے:" ابو بکر ادھر آؤ۔رب تعالیٰ بہت عمدہ کھانا لایا ہے۔حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غلام پر ناراض ہو رہے تھے۔آپ نے انہیں فرمایا:" ابو بکر! آسان لو۔معاملہ تمہارے سپرد نہیں ہے۔نہ ہی تمہارے ساتھ ہمارے سپرد ہے۔غلام اس بات پر حریص تھا کہ اس کا اونٹ گم نہ ہو۔یہ اس کا بدل ہے جو اس کے ہمراہ تھا۔" آپ نے، آپ کے اہلِ خانہ نے اور سیدنا صدیق اکبر نے اور ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس میں سے کھایا جو آپ کے ساتھ تھے۔حتیٰ کہ سارے سیر ہو گئے۔

حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے۔ وہ سارے لوگوں سے پیچھے تھے۔ اونٹ ان کے ساتھ تھا۔ اس پر سامان بھی تھا۔ وہ اسے لے کر آئے اور آپ کے خیمہ کے سامنے بٹھایا۔ حضور اکرم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کیا تمہارا سامان آ گیا ہے؟'' انہوں نے فرمایا: ''اس میں سے کوئی چیز گم نہیں ہے سوائے ایک پیالہ کے جس میں ہم پیتے تھے۔'' غلام نے کہا: ''پیالہ میرے پاس ہے۔'' سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت صفوان سے کہا: ''رب تعالیٰ نے تمہاری طرف سے امانت ادا کر دی ہے۔'' حضرت سعد اور ان کے فرزند قیس رضی اللہ عنہما آئے۔ ان کے پاس سامان سے لدی ہوئی اونٹنی تھی۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی تلاش میں تھے۔ انہوں نے دیکھا تو آپ اپنے خیمہ کے دروازے کے پاس کھڑے تھے۔ رب تعالیٰ نے آپ کی اونٹنی کو واپس بھیج دیا تھا۔ حضرت سعد نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آج صبح آپ کی اونٹنی گم ہو گئی تھی۔ یہ اونٹنی اس کی جگہ ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہماری اونٹنی بھیج دی ہے۔ تم اپنی اونٹنی واپس لے جاؤ۔ رب تعالیٰ اس میں تمہارے لیے برکت ڈالے۔''

الابواء سے گزر

آپ آگے روانہ ہوئے حتیٰ کہ الابواء پہنچے۔ حضرت صعب بن جثامہ نے آپ کو جنگلی گدھا پیش کیا۔ اس گدھے کی ٹانگ، یا گوشت کا حصہ تھا جس سے خون کے قطرے گر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''ہم اسے صرف اس لیے واپس کر رہے ہیں کیونکہ ہم حالت احرام میں ہیں۔''

وادئ عسفان سے گزر

جب آپ کا گذر وادئ عسفان سے ہوا تو آپ نے پوچھا: ''ابوبکر! یہ کون سی وادی ہے؟'' انہوں نے کہا: ''وادئ عسفان۔'' آپ نے فرمایا: ''اس وادی سے حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام کا گزر ہوا۔ وہ سرخ اونٹوں پر سوار تھے۔ جن کی نکیل کھجور کے پتوں کی تھی۔ انہوں نے چادریں اوڑھ رکھی تھیں۔ وہ تلبیہ کہتے ہوئے گزر رہے تھے۔ وہ بیت اللہ العتیق کا حج کرنے جا رہے تھے۔''

سرف سے گزر

میں کہتا ہوں کہ حضرت ابن سعد نے کہا ہے: ''آپ سوموار کے روز مرالظہران سے گزرے۔ سرف کے مقام پر سورج غروب ہو گیا۔ جب آپ سرف کے مقام پر تھے تو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خصوصی ایام آ گئے۔ آپ ان کے پاس تشریف لائے تو وہ رو رہی تھیں۔ آپ نے رونے کا سبب پوچھا اور فرمایا: ''شاید تمہیں حیض آ گیا ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''ہاں!'' آپ نے فرمایا: ''یہ وہ چیز ہے جسے رب تعالیٰ نے بنات آدم کے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ تم اسی طرح کرو جیسے حاجی

کرتے ہیں لیکن بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔"

اس جگہ آپ نے فرمایا: "جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو وہ اسے عمرہ بنانا چاہے تو اسے عمرہ بنا دے اور جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو وہ اس طرح نہ کرے۔"

ابن قیم نے لکھا ہے کہ یہ موقع اور ہے جو اس موقع سے جداگانہ ہے جس میں میقات کے پاس آپ نے اختیار دیا تھا۔ جب آپ مکہ مکرمہ میں تھے۔ آپ نے حتمی حکم دیا کہ جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو وہ اسے عمرہ بنا دے اور اپنے احرام سے آزاد ہو جائے۔ جس کے پاس قربانی کا جانور ہو وہ اپنے احرام پر ہی برقرار رہے۔ اس امر کو کسی نے منسوخ نہ کیا۔ بلکہ آپ نے حضرت سراقہ بن مالک سے پوچھا کہ کیا یہ عمرہ ہے جسے فسخ کا حکم آپ نے دیا تھا کہ کیا یہ اس سوال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: "بلکہ ہمیشہ کے لیے ہے عمرہ روز حشر تک حج میں شامل ہے۔"

حج سے عمرہ کی طرح فسخ کے حکم کو چودہ صحابہ کرام نے آپ سے روایت کیا ہے۔ تمام کی احادیث صحیح ہیں۔ انہوں نے ان کے نام لکھے ہیں۔ ان کے مؤقف کی صحت کے دلائل دس اوراق پر مشتمل ہیں۔ اس واقعہ کے بعد اس کی تحقیق آئے گی۔"

ذوطویٰ، مکہ مکرمہ میں دخول، طواف اور سعی

پھر حضور اکرم ﷺ روانہ ہوئے حتیٰ کہ ذوطویٰ نزولِ اجلال فرمایا۔ یہ جگہ آج کل آباء الزھراء کے نام سے معروف ہے۔ آپ نے اتوار کی رات وہیں بسر کی۔ ذوالحجہ کے چار روز گزر چکے تھے۔ آپ نے وہاں نمازِ صبح ادا کی۔ پھر اسی روز غسل کیا۔ مکہ مکرمہ کے بلند علاقے ثنیہ علیا کی طرف تشریف لے گئے۔ جو کہ الحجون کے اوپر ہے۔ آپ عمرہ کے لیے تشریف لے جاتے تو مکہ مکرمہ کے نشیبی علاقے سے داخل ہوتے اور حج کے لیے تشریف لے جاتے بلند علاقے سے داخل ہوتے۔ آپ اس کے نشیبی علاقے سے نکلے۔ روانہ ہو کر مسجد میں داخل ہو گئے۔ یہ چاشت کا وقت تھا۔

الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ اور آپ کے ساتھ ہم بھی باب عبد مناف سے داخل ہوئے۔ لوگ اسے باب بنی شیبہ کہتے ہیں۔" اس روایت کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ سوائے مروان بن ابی مروان کے۔ سلیمانی نے کہا ہے کہ اس میں اعتراض کی گنجائش ہے۔"

امام بیہقی نے لکھا ہے "آپ بنی مخزوم سے صفا کی طرف تشریف لے گئے۔ جب بیت اللہ پر نظر پڑی۔ رخ انور اس کی طرف کر لیا۔ دستِ اقدس بلند کیے تکبیر کہی اور یہ دعا مانگی:

اللھم انت السلام و منك السلام فحینا ربنا بالسلام اللھم زد ھذا البیت تشریفا و تعظیماً و تکریما و مھابة و زد من عظّمه ممن حجه او اعتمرہ تکریما و تشریفا و تعظیما و برا۔

الطبرانی نے حضرت حذیفہ بن اسید سے روایت کیا ہے کہ جب آپ نے بیت اللہ کو دیکھا تو یہ دعا مانگی:

اللھم زد بیتك ھذا تشریفا و تعظیما و تکریما و براء مھابة۔

جب آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کی طرف تشریف لے گئے۔آپ نے تحیۃ المسجد کے نفل ادا نہ کیے۔ مسجد الحرام کا تحیہ طواف ہے۔

اس وقت آپ نے پیدل طواف کیا۔امام بیہقی نے جید سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''چاشت کے بلند ہونے پر ہم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔آپ مسجد کے دروازے کے پاس آئے۔اپنی سواری بٹھائی۔مسجد میں تشریف لے گئے۔حجر اسود کے استلام سے شروع ہوئے۔چشمان مقدس آنسوؤں سے بھر گئیں۔تین چکروں میں رمل کیا۔چار چکروں میں چل کر طواف کیا۔حتیٰ کہ آپ فارغ ہو گئے۔حجر اسود کو بوسہ دیا۔اس پر اپنے دست اقدس رکھ دیے۔پھر انہیں اپنے چہرے پر مل لیا۔''

جو روایت امام مسلم نے ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے۔انہوں نے فرمایا: ''آپ نے اپنے اونٹ پر طواف کیا۔آپ نے حجر اسود کو اس خدشہ سے استلام کیا کہ لوگ اس سے دور چلے جائیں گے۔اور وہ روایت جسے ابو داؤد نے حضرت ابن عباس سے لکھا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے۔طبیعت ناساز تھی۔آپ نے سواری پر طواف کیا۔جب بھی آپ حجر اسود کے پاس سے گزرے تو عصا مبارک سے استلام کیا۔

انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ نے بیت اللہ کا حج کرتے وقت طواف اپنی اونٹنی الجدعاء پر کیا تھا۔حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم اس کی نکیل تھام کر رجز پڑھ رہے تھے۔'' ان دونوں نے کہا ہے: ''حجۃ الوداع میں تین طواف تھے۔یہ پہلا طواف تھا۔دوسرا طواف الافاضۃ تھا۔یہ فرض طواف تھا۔یہ یوم النحر کو تھا۔تیسرا طواف، طواف الوداع تھا۔یہ سواری کی حالت میں طواف آخری دو بار یا ان میں سے ایک بار میں تھا۔پہلا طواف قدوم آپ نے پیدل کیا تھا۔اس پر امام شافعی نے نص بیان کی ہے۔اس کی دلیل وہ روایت ہے جسے امام شافعی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سورج بلند ہوا تو ہم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔آپ مسجد حرام کے دروازے پر آئے۔اپنی اونٹنی بٹھائی۔مسجد میں تشریف لے گئے۔حجر اسود سے شروع کیا۔اسے استلام کیا۔آپ کی چشمان مقدس سے آنسو بہنے لگے۔تین چکروں میں رمل کیا۔چار چکر چل کر مکمل کیے حتیٰ کہ آپ فارغ ہو گئے تو حجر اسود کو بوسہ دیا۔اس پر اپنے دست اقدس رکھے اور پھر انہیں اپنے چہرے پر پھیر لیا۔''

ابن قیم نے لکھا ہے کہ اگر حضرت ابن عباس سے مروی حدیث محفوظ ہے۔یہ آپ کے ایک عمرہ کی بات ہے ورنہ آپ سے صحیح روایت یہی منقول ہے کہ آپ نے طواف قدوم کے پہلے تین چکروں میں رمل کیا۔الا یہ کہ وہ یوں کہیں جیسے کہ ابن حزم نے مصعی کے بارے کہا ہے: ''آپ نے اپنے اونٹ پر رمل کیا۔آپ نے رمل کیا تھا۔لیکن روایات میں یہ تذکرہ نہیں کہ آپ نے طواف قدوم سوار ہو کر کیا ہو۔''

جب آپ حجر اسود کے سامنے پہنچے تو اسے استلام کیا۔ اس پہ بھیڑ نہ بنائی۔ آپ نے فرمایا: عمر! آپ قوی شخص ہیں۔ حجر اسود پر بھیڑ نہ بنائیں۔ ورنہ کمزوروں کو اذیت دیں گے۔ اگر خلوت میں ہو تو اسے استلام کر لیں۔ ورنہ اس کی طرف رخ کریں۔ لا الہ الا اللہ اور تکبیر کہہ لیں۔" (امام احمد)

انہوں نے فرمایا: "آپ رکن یمانی کی طرف آگے نہ بڑھے۔ نہ اپنے ہاتھ اٹھائے۔ نہ ہی یوں فرمایا: "میں اپنے طواف کے اس چکر کی نیت کرتا ہوں اور اس طرح اور اس طرح۔ نہ ہی تکبیر سے آغاز کیا جیسے نماز کے لیے تکبیر کہی جاتی ہے۔ جیسے کہ وہ شخص کرتا ہے جسے علم نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا تعلق منکرات بدعتوں سے ہے۔ نہ ہی آپ اپنے دونوں دستِ اقدس کے ساتھ سامنے گئے۔ پھر اس کی طرف سے پھر کر اسے اپنی جانب کا ہو۔ بلکہ اس کی طرف رخ انور کیا۔ اسے استلام کیا۔ پھر اپنے دائیں طرف چلے بیت اللہ کو دائیں طرف رکھا۔ آپ نے دروازے کے پاس دعا نہ کی۔ نہ ہی میزاب کے نیچے دعا کی۔ نہ ہی کعبہ مقدسہ کی پچھلی سمت اور نہ ہی اس کے ارکان کے پاس دعا کی۔ نہ ہی طواف کرتے وقت معین ذکر کیا۔ نہ اپنے فعل مبارک سے اور نہ ہی کسی کو کوئی سکھایا۔ بلکہ روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے دونوں رکنوں کے مابین یہ دعا مانگی:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

میں کہتا ہوں "ابن سعد نے حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکن یمانی اور حجر اسود کے مابین مذکور بالا دعا پڑھتے تھے۔"

آپ نے اس طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کیا۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نے الحجر سے الحجر تک استلام کیا۔

(امام احمد اور ابو یعلی)

آپ چلنے میں جلدی کرتے تھے۔ قریب قریب قدم رکھتے تھے۔ آپ نے چادر مبارک سے اضطباع کیا ہوا تھا۔ اسے اپنے ایک شانے مبارک پر ڈال رکھی تھی۔ دوسرے شانے مبارک کو ظاہر کیا ہوا تھا۔ جب آپ حجر اسود کے سامنے پہنچتے تو اس کی طرف اشارہ فرماتے۔ اسے عصا مبارک سے استلام فرماتے اور اسے بوسہ دیتے۔

آپ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے رکن یمانی کو استلام کیا۔ لیکن یہ ثابت نہیں کہ آپ نے اسے بوسہ دیا ہو اور نہ ہی استلام کرتے وقت ہاتھوں کو بوسہ دیا تھا۔ جہاں تک حضرت ابن عباس کا یہ قول ہے کہ آپ رکن یمانی کو بوسہ دیتے تھے۔ اس پر اپنا رخسار مبارک رکھتے تھے۔ (دارقطنی نے اسے عبداللہ بن مسلم کی سند سے روایت کیا ہے)

اس کے بارے ابن قیم لکھتے ہیں "اس جگہ رکن یمانی سے مراد حجر اسود ہے۔ کیونکہ اسے دوسرے رکن کے ساتھ رکن یمانی کہا جاتا ہے۔ ان دونوں کو الیمانیان کہا جاتا ہے اور اس رکن کے ساتھ جو حجر کی طرف سے اسے مراقیان کہا جاتا ہے اور وہ دو رکن جو حج کے ساتھ ملے ہیں۔ انہیں شامیان کہا جاتا ہے۔ بلکہ رکن یمانی اور وہ رکن جو کعبہ کے پیچھے سے حجر کے ساتھ متصل ہے ان دونوں کو الغربیان کہا جاتا ہے۔ لیکن آپ سے یہی ثابت ہے کہ آپ نے دستِ اقدس سے اس کا استلام کیا۔ اس پر اپنا

دستِ اقدس رکھا اور اسے بوسہ دیا۔ آپ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے اپنا عصا مبارک سے اسے استلام کیا۔ یہ تین صفات ہیں۔ آپ سے یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے کافی دیر تک اس پر اپنے لب رکھے اور گریہ فرماتے رہے۔

الطبرانی نے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جب آپ رکن یمانی کو استلام کرتے تو یوں فرماتے: "بسم اللہ واللہ اکبر" جب آپ حجر اسود تک آتے تو فرماتے: "اللہ اکبر"

ابو داؤد طیالسی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے رکن کو بوسہ دیا۔ پھر اس پر تین بار سجدہ کیا۔ آپ نے رکنین میں سے صرف یمانین کو مس کیا۔"

میں کہتا ہوں" آپ نے دوران طواف پانی طلب فرمایا۔" (الطبرانی)

جب آپ طواف سے فارغ ہوئے اور مقام ابراہیمی کے پیچھے آئے یہ آیت طیبہ پڑھی:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ

ترجمہ: اور بنالو مقام ابراہیم کو مصلّٰی۔

دو رکعتیں پڑھیں۔ مقام ابراہیمی آپ کے اور خانہ کعبہ کے مابین تھا۔ آپ نے ان میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص اور مذکورہ بالا آیت پڑھی۔ میں کہتا ہوں: "حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے ان میں سورۃ الاخلاص اور سورۃ الکافرون پڑھی۔ جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو حجر اسود کی طرف آئے۔ اسے استلام کیا۔ پھر صفا کی طرف اس دروازے سے گئے جو اس کے سامنے تھا۔ اس کے قریب ہوئے تو یہ آیت طیبہ پڑھی:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ

ترجمہ: بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

میں اسی سے آغاز کرتا ہوں جس سے میرے رب العزت نے آغاز کیا ہے۔

امام نسائی کی روایت میں ہے: "شروع کرو" (فعل امر) پھر آپ کوہِ صفا پر بلند ہوئے۔ جب آپ کو بیت اللہ نظر آنے لگا۔ آپ نے اس کی طرف رخ انور کیا۔ رب تعالیٰ کی توحید بیان کی۔ اس کی تکبیر کہی۔ پھر فرمایا:

لا الٰه الا اللّٰه وحدہٗ لا شریك له. له الملك وله الحمد وهو علٰى كل شيء قدير لا الٰه الا اللّٰه وحدہٗ انجز وعدہٗ و نَصَرَ عبدہٗ و هزم الاحزاب وحدہٗ۔

اس کے دوران آپ نے دعا مانگی۔ آپ نے تین بار اسی طرح کیا۔ حضرت ابن مسعود صفا کے ایک شگاف میں کھڑے ہوئے۔ ان سے عرض کی گئی: "آپ اس جگہ کیوں کھڑے ہوئے ہیں؟" انہوں نے فرمایا: "بخدا! مجھے اس رب تعالیٰ کی قسم جو وحدہٗ لاشریک ہے۔ اسی جگہ سورۃ البقرہ نازل ہوئی تھی۔" پھر آپ چلتے ہوئے مروہ کی طرف تشریف لے گئے۔ جب آپ کے قدمین شریفین وادی کے دامن میں اترے تو آپ دوڑنے لگے۔ حتیٰ کہ آپ نے وادی کو عبور کرلیا اور پر چڑھنے

لگے تو پھر چلنے لگے۔ (عن جابر عند الامام احمد و مسلم من طریق جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما)

ان دونوں نے کہا ہے: "لیکن امام احمد اور امام محمد نے محمد بن بکر سے، نسائی نے شعیب بن اسحاق سے، مسلم نے علی بن شہر اور عیسیٰ بن یونس سے، ان تمام نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "آپ نے حجۃ الوداع میں بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی اپنی سواری پر کی تھی۔ تاکہ لوگ آپ کو دیکھ لیں۔ میں کہتا ہوں کہ سوار ہو کر سعی کرنے کا قول ابن حزم نے یقین کے ساتھ لکھا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ آپ نے چل کر سعی کی ہو۔ خصوصاً یہ جملہ "جب آپ کے قدم مبارک وادی کے اندر اترے تو آپ تیز چلے۔" اس کے بارے ابن حزم نے لکھا ہے "جب ایک سوار اس میں اترتا تھا تو اس کا اونٹ لڑھکتا چلا جاتا تھا۔ وہ سارا تیزی سے چلتا تھا۔ سارے جسم کے ساتھ قدم بھی تیزی سے چلتے تھے۔" ابن کثیر نے کہا ہے: "یہ بہت بعید ہے۔"

ان دونوں نے لکھا ہے "دونوں روایتیں اس طرح عمدہ طریقے سے جمع کی جاسکتی ہیں کہ آپ نے ابتداء میں سعی چل کر کی۔ پھر سوار ہو کر سعی کو مکمل فرمایا۔ اس کی صراحت بھی آئی ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو طفیل سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: "میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: "مجھے بتائیں کہ سوار ہو کر صفا و مروہ کی سعی کرنا سنت ہے۔ آپ کی قوم گمان کرتی ہے کہ یہ سنت ہے۔" انہوں نے کہا: "انہوں نے سچ بولا۔ انہوں نے جھوٹ بولا۔" میں نے عرض کی: "آپ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے؟" انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ پر لوگوں کی بھیڑ ہو گئی۔ وہ کہنے لگے: "یہ محمد عربی ﷺ ہیں۔ حتیٰ کہ گھر سے پردہ نشین عورتیں بھی نکل آئیں۔ حضور اکرم ﷺ لوگوں کے سامنے حرکت نہ کر سکتے تھے۔ جب لوگوں کی اتنی کثرت ہو گئی تو آپ سوار ہو گئے۔ جبکہ چل کر صفا و مروہ کرنا افضل ہے۔" میں کہتا ہوں: "امام احمد نے یعلی بن امیہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے نجرانی چادر اوڑھ کر صفا اور مروہ کے مابین سعی کی۔"

امام نسائی اور الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت شیبہ بن عثمان کی ام ولد سے روایت کیا ہے کہ اس نے آپ کو صفا اور مروہ کی سعی کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے: "ابطح کو دوڑ کر ہی طے کیا جائے۔"

امام بیہقی نے حضرت قدامۃ بن عمار سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کو دیکھا۔ آپ صفا اور مروہ کے مابین سعی کر رہے تھے۔ آپ اونٹ پر سوار تھے۔ نہ کسی کو مارا جا رہا تھا۔ نہ ہی دھتکارا جا رہا تھا۔ نہ ہی کہا جا رہا تھا "بچو، بچو!"

عبداللہ بن امام احمد اور بزار نے ثقہ راوی سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ اپنے گھٹنوں تک کپڑا اٹھائے ہوئے تھے۔" امام احمد اور الطبرانی نے حضرت حبیبہ بنت ابی تجراۃ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کو دیکھا، آپ صفا اور مروہ کے مابین سعی کر رہے تھے۔ لوگ آپ کے سامنے تھے۔ آپ ان کے پیچھے تھے۔ آپ سعی فرما رہے تھے حتیٰ کہ تیز دوڑنے کی وجہ سے میں نے آپ کے گھٹنے

دیکھے وہاں پر ازار لپٹا ہوا تھا۔ آپ فرمارہے تھے "سعی کرو۔ رب تعالیٰ نے تم پر سعی کرنا لازم قرار دیا ہے۔" الکبیر میں ہے: "میں نے دیکھا آپ تیزی سے سعی کر رہے تھے۔ ازار آپ کے بطن اقدس پر اور مبارک رانوں پر گھوم رہا تھا۔ حتیٰ کہ میں نے آپ کی رانوں کی سفیدی دیکھی۔" میں کہتا ہوں: "حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب آپ نے بطن المسیل میں سعی کی تو آپ نے یہ دعا مانگی: "اللھم اغفر وارحم وانت الاعز والاکرم۔"

ابن علقمہ نے اپنے چچا سے روایت کیا ہے کہ جب آپ یعلی کے گھروں میں سے ایک گھر کے پاس پہنچے تو بیت اللہ کی طرف رخ انور کیا اور دعا مانگی۔ (اس روایت کو امام احمد اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ مگر انہوں نے اسے ان کی والدہ سے روایت کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم)

ابن حزم نے لکھا ہے کہ آپ نے اونٹ پر سوار ہو کر سعی کی۔ تین چکروں میں آپ دوڑے اور چار میں چلے۔ ان دونوں نے کہا ہے "صفا و مروہ کے مابین سعی کرتے وقت تین چکروں میں دوڑنا اور چار میں چلنا اس امر پر منطبق نہیں ہوتا۔ ان سے پہلے یہ قول کسی نے نہیں کیا۔ آپ نے اس طرح بیت اللہ کا طواف کرتے وقت کیا تھا۔" جب آپ مروہ تک پہنچے تو اس کے اوپر چڑھے بیت اللہ کی طرف رخ انور کیا۔ تکبیر کہی۔ اسی طرح کیا۔ جس طرح صفا پر کیا تھا۔ جب مروہ پر سعی مکمل کر لی تو آپ نے ہر اس شخص کو حکم دیا جس کے پاس قربانی نہ تھی کہ وہ احرام کھول دے خواہ قارن ہو یا مفرد۔ آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ان تمام معاملات کو حلال سمجھیں جن پر احرام کی وجہ سے پابندی تھی۔ مثلاً وظیفہ زوجیت، خوشبو اور سلے ہوئے کپڑے پہننا۔ اور وہ یوم الترویہ تک اسی طرح رہیں۔ جس کے پاس قربانی کا جانور تھا وہ احرام سے باہر نہ آیا۔"

حضور اکرم ﷺ اور ان صحابہ کرام کے علاوہ سب نے احرام کھول دیے جن کے پاس قربانی کے جانور تھے۔ ان حضرات میں سیدنا صدیق اکبر، عمر فاروق، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم تھے۔ آپ نے فرمایا: "اگر میں کسی امر کی طرف رخ کر لوں تو پھر کمر نہیں کرتا۔ ورنہ میں جانور نہ لاتا اور اسے عمرہ بنا دیتا۔" اسی جگہ حضرت سراقہ بن مالک نے عرض کی تھی۔ وہ وادی کے نیچے تھے۔ جب آپ نے حج سے عمرہ کی فسخ کرنے اور احرام کھولنے کا حکم دیا تو انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا یہ ہمارے اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے؟ آپ نے اپنی مبارک انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈالا۔ اور تین بار فرمایا: "نہیں۔" پھر فرمایا: "عمرہ حج میں شامل کر دیا گیا ہے۔ یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔ حضور اکرم ﷺ اور مذکورہ بالا صحابہ کرام کے علاوہ سارے لوگوں نے احرام کھول دیے۔"

میں کہتا ہوں کہ حج سے عمرہ کی طرف آپ کا ان لوگوں کے لیے فسخ جو قربانی کا جانور ہمراہ نہ لائے تھے۔ بہت سے صحابہ کرام سے روایت ہے۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک، شافعی نے کہا ہے کہ یہ صحابہ کرام کے خصائص میں سے تھا۔ دیگر لوگوں کے لیے فسخ کا جواز منسوخ ہو گیا۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے۔ جسے امام مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حج سے عمرہ کی طرف فسخ صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے تھا۔" صرف امام احمد نے

صحابہ کرام کے لیے دیگر لوگوں کے لیے فسخ جائز قرار دیا ہے۔

اس جگہ آپ نے حلق کروانے والوں کے لیے تین بار دعا کی۔ آپ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے احرام کھول دیے۔ وہ قارنات تھیں۔ سوائے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے۔ وہ اپنے عذر (حیض) کی وجہ سے احرام نہ کھول سکیں۔ حضرت لخت جگر مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے احرام کھول دیا۔ کیونکہ ان کے پاس قربانی کا جانور نہ تھا۔ مگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے احرام نہ کھولا۔ کیونکہ ان کے پاس قربانی کا جانور تھا۔ جس کے پاس قربانی کا جانور تھا آپ نے اسے حکم دیا۔ جس نے آپ کے تلبیہ کی طرح تلبیہ کہا تھا کہ وہ اپنے احرام پر برقرار رہے، اگر اس کے پاس قربانی کا جانور ہو۔ اور اگر اس کے پاس قربانی کا جانور نہیں تو وہ احرام کھول دے۔'' اس روایت کو امام طبرانی نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے۔

یوں ترویہ سے ایک روز قبل آپ روانہ ہوئے۔ ہم نے کہا: ''ان شاء اللہ! کل آپ حنیف سے روانہ ہوئے جہاں مشرکین نے قسمیں اٹھائیں تھیں۔ آپ روانہ ہوئے۔ صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے مکہ مکرمہ کے مشرق کی طرف الابطح میں قیام کیا۔ وہاں آپ کے لیے سرخ چمڑے کا خیمہ لگا دیا گیا تھا۔

ابن کثیر نے لکھا ہے: ''حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یمن سے آپ کی قربانی کے جانور لے کر آئے۔ حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کو لڑائی پر اکساتے ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے ہی انہیں یہ حکم دیا تھا۔ علی! تلبیہ کس طرح کہا تھا؟ انہوں نے عرض کی: ''میں نے یہ دعا مانگی تھی: ''مولا! میں اسی طرح تلبیہ کہتا ہوں جس طرح تیرے رسول مکرم ﷺ نے تلبیہ کہا ہوگا۔ میرے پاس قربانی کا جانور ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''تم احرام نہ کھولو۔ وہ سارے قربانی کے جانور جنہیں آپ مدینہ طیبہ سے لے کر آئے تھے یا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یمن سے لے کر آئے تھے ان کی تعداد ایک سو تھی۔ آپ ان ایام میں یوم ترویہ تک اسی جگہ نماز ادا کرتے رہے جہاں آپ نے مسلمانوں کے ہمراہ نزولِ اجلال فرمایا تھا۔ آپ مکہ مکرمہ کے ظاہر پر اترے تھے۔ آپ نے وہاں چار روز تک قیام کیا۔ آپ نماز قصر ادا کرتے رہے۔ یعنی اتوار، سوموار، منگل اور بدھ کے روز تک آپ نے وہاں قیام کیا تھا۔ میں کہتا ہوں: ''آپ کعبہ معظمہ نہ آئے'' جیسے کہ صحیح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

امام احمد اور شیخین نے حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ ابطح میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اپنے سرخ خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی لے کر نکلے۔ کوئی صحابی لے کر خود پر چھڑک رہا تھا اور کوئی ویسے وصول کر رہا تھا۔ حضرت بلال نے اذان دی۔ میں ان کے چہرے کا تعاقب کر رہا تھا۔ کبھی اِدھر کبھی اُدھر۔ یعنی دائیں اور بائیں۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہاتھ میں نیزہ لے کر نکلے۔ حضرت حامیٔ بے کساں ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ نے سرخ حلہ زیب تن کر رکھا تھا۔ گویا کہ میں اب بھی آپ کی مبارک پنڈلیوں کی چمک کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے ہمیں نماز ظہر اور نماز عصر دو دو رکعتیں پڑھائیں۔ عورت، کتا اور گدھا نیزے کے پیچھے سے

گزرے۔ صحابہ کرام اٹھے۔ انہوں نے آپ کا دستِ اقدس تھاما۔ اسے اپنے چہروں پر پھیرنے لگے۔ میں نے بھی آپ کا دستِ اقدس تھاما اور اسے اپنے چہرے پر رکھ لیا۔ وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا۔ مشک سے زیادہ خوشبو آور تھا۔" واللہ اعلم

میں کہتا ہوں "ابن سعد نے کہا ہے کہ یوم ترویہ سے قبل نماز ظہر کے بعد آپ نے مکہ مکرمہ میں خطبہ دیا۔ جب جمعرات کا دن آیا تو آپ اپنے صحابہ کرام سمیت منیٰ کی طرف تشریف لے گئے۔ جنہوں نے احرام کھول دیے تھے انہوں نے اپنی اپنی رہائش کو اپنی کمروں کے پیچھے رکھ کر احرام باندھے۔ جب آپ منیٰ پہنچے تو وہاں نزول فرمایا۔ وہاں نماز ظہر اور نماز عصر ادا کی۔ رات وہیں بسر کی۔ یہ جمعہ کی رات تھی۔ جب سورج طلوع ہوا تو وہاں سے عرفہ کی طرف گئے۔ آپ نے ضب کا رستہ اختیار کیا جو آج کل لوگوں کے رستے سے دائیں طرف تھا۔ بعض صحابہ کرام تلبیہ اور بعض تکبیر کہہ رہے تھے۔ آپ یہ سماعت فرما رہے تھے۔ آپ کسی کا انکار نہ کر رہے تھے۔ میں کہتا ہوں:" حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ یوم عرفہ کو منیٰ سے نکلے۔ جب اونٹنی لے کر آپ کو اٹھی۔ اس پر ایسا کپڑا تھا جسے میں نے چار دراہم سے خریدا ہوا تھا۔ تو آپ نے یہ دعا مانگی:

اللھم اجعلہ حجا مبرورا لا ریاء فیہ ولا سمعۃ۔

اسے الطبرانی نے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ قریش کو شبہ نہ تھا کہ آپ مشعر حرام کے پاس وقوف فرمائیں گے۔ جیسے کہ وہ زمانۂ جاہلیت میں کرتے تھے۔ آپ عازم سفر ہوئے۔ نمرہ پہنچے۔ آپ نے دیکھا کہ وہاں آپ کے حکم سے آپ کا خیمہ لگا دیا گیا تھا۔ آپ نے وہاں قیام فرمایا۔ جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے قصواء اونٹنی کے بارے حکم دیا۔ اس پر آپ کے لیے کجاوہ رکھ دیا گیا۔ اسے سرزمین عرفہ کی وادی کے دامن میں لایا گیا۔ ابن سعد نے کہا ہے:

"آپ نے میدانِ عرفات میں ٹیلوں کے پاس وقوف کیا۔ آپ نے فرمایا:" وادی عرفہ کے علاوہ سارا عرفہ موقف ہے۔" آپ نے نماز سے قبل اپنی اونٹنی پر ایک عظیم خطبہ دیا۔ میں کہتا ہوں:" آپ دونوں رکابوں میں کھڑے تھے۔ جیسے کہ ابو داؤد نے حضرت عداء بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

"اے لوگو! تمہارے خون اور تمہارے اموال تم پر حرام ہیں حتیٰ کہ تم اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات کر لو۔ ان کی حرمت تمہارے اس شہر کی حرمت، تمہارے اس دن اور تمہارے اس مہینے کی حرمت کی طرح ہے۔ عنقریب تم اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات کرو گے۔ وہ تمہیں تمہارے اعمال کے بارے پوچھے گا۔ میں نے تمہیں پیغام حق پہنچا دیا ہے۔ جن کے پاس کسی کی امانت ہو تو وہ اسے صاحب امانت تک پہنچا دے۔ ارے! جاہلیت کی ہر چیز میرے قدموں کے نیچے ہے۔ میں سب سے پہلے خونوں میں سے جس خون کو رائیگاں کرتا ہوں۔ وہ ابن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون رائیگاں کرتا ہوں۔ وہ بنو سعد بن بکر میں دودھ پیتا تھا۔ بنو ھذیل نے اسے قتل کر دیا تھا۔

ابن اسحاق اور نسائی نے لکھا ہے کہ وہ بنو لیث میں دودھ پیتا تھا۔ ھذیل نے اسے قتل کر دیا تھا۔"

"میں جاہلیت کے خونوں میں سے سب سے پہلے اسی سے ابتداء کرتا ہوں۔ ہر قسم کا سود ختم ہے۔ تمہارے لیے تمہارے اموال کے اصل زر ہیں۔ نہ تم پر کوئی ظلم کرے نہ ہی تم کسی پر ظلم کرو۔ رب تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہے کہ کوئی سود نہیں ہے۔ سب سے پہلے میں عباس بن عبد المطلب کا سود ختم کرتا ہوں۔ وہ سب کا سب رائیگاں ہے۔ اے لوگو! اب شیطان مایوس ہو گیا ہے کہ تمہاری اس سرزمین میں اس کی پوجا کی جائے۔ لیکن اگر وہ اس میں طمع کرے تو وہ اس پر راضی ہوگا کہ تم اپنے اعمال کو حقیر سمجھو گے۔ تم اپنے دین کے بارے محتاط ہو جاؤ۔"

اے لوگو! نشت کفر میں زیادتی ہے۔ اس سے ان لوگوں کو گمراہ کیا جاتا ہے جنہوں نے کفر کیا۔ وہ ایک سال میں اسے حلال اور دوسرے سال میں اسے حرام کر دیتے تھے۔ تاکہ وہ تعداد پوری کر سکیں۔ جسے رب تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ وہ اس چیز کو حلال کرتے تھے جسے رب تعالیٰ نے حرام فرمایا تھا اور اس چیز کو حرام کرتے تھے جسے رب تعالیٰ نے حلال کیا تھا۔ آج زمانہ نے اس طرح گردش کی ہے جیسے اس نے اس روز گردش کی تھی جس روز رب تعالیٰ نے اسے تخلیق کیا تھا۔ ایک سال میں بارہ ماہ ہیں۔" دوسری روایت میں ہے" رب تعالیٰ کے ہاں مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔ ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ تین لگا تار ہیں۔ ذو القعدہ، ذوالحجۃ اور محرم۔ رجب مضر جو جمادی اور شعبان کے مابین ہے۔"

اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ خواتین کے ساتھ عمدہ سلوک کرو۔ ان کا انحصار تمہارے ہاں ہے۔ وہ خود کسی چیز کی مالک نہیں ہیں۔ تم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی امانت کے ساتھ لیا ہے۔ رب تعالیٰ کے کلمہ کے ساتھ تم نے ان کی شرم گاہوں کو اپنے لیے حلال کیا ہے۔ تم پر ان کے حقوق اور ان پر تمہارے حقوق ہیں۔ ان کے تم پر یہ حقوق ہیں کہ وہ تمہارے بستر کسی کو روندھنے نہ دیں۔ جسے تم ناپسند کرتے ہو۔ ان پر یہ حق ہے کہ وہ واضح بے حیائی کا ارتکاب نہ کریں۔ اگر وہ یوں کریں تو رب تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم انہیں خوابگاہوں سے علیحدہ کر دو اور انہیں آہستہ سے مارو۔ اگر وہ رک جائیں تو ان کے لیے تم پر بھلائی کے ساتھ رزق اور لباس لازم ہے۔

اے لوگو! میری بات غور سے سنو۔ میں نے پیغام حق تمہیں پہنچا دیا ہے۔ میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں جسے اگر تم نے پکڑے رکھا تو میرے بعد گمراہ نہ ہو گے۔ یہ دو امر ہیں۔ کتاب الٰہی اور اس کے نبی کریم ﷺ کی سنت مطہرہ۔"

اے لوگو! میری بات غور سے سنو اور اسے سمجھو۔ جان لو کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔ کسی کے لیے کوئی چیز حلال نہیں۔ مگر وہ جسے وہ خوش دلی سے دے دے۔ تم اپنے آپ پر ظلم نہ کرو۔ جان لو دل تین امور پر بد دیانتی نہیں کرتے۔

۱- رب تعالیٰ کے لیے اخلاصِ عمل

۲- اولی الامر کے لیے خلوص

۳- مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا۔

ان کی دعوت ان کے پیچھے سے محیط ہے۔ جس کا مقصدِ حیات دنیا ہو۔ رب تعالیٰ اس کی نگاہوں کے سامنے فقر رکھ دیتا ہے۔ رب تعالیٰ اس کے امور بکھیر دیتا ہے۔ اس کے پاس وہی کچھ آتا ہے۔ جو اس کے مقدر میں لکھ دیا جاتا ہے جس کا مدعا آخرت ہوتا ہے رب تعالیٰ اس کے دل میں غنی کو رکھ دیتا ہے۔ رب تعالیٰ اس کے امور کی کفایت کرتا ہے۔ دنیا رسوا ہو کر اس کے پاس آتی ہے۔ رب تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جس نے میری حدیث پاک کو سنا اور اسے دوسرے شخص تک پہنچا دیا۔ بہت سے حاملین فقہ فقیہ نہیں ہوتے اور بہت سے حاملین فقہ اس شخص کے محتاج ہوتے ہیں جو ان سے زیادہ فقیہ ہوں۔ تمہارے غلام، تمہارے غلام۔ انہیں وہی کچھ کھلاؤ جو خود کھاتے ہو۔ انہیں وہی کچھ پہناؤ جو خود پہنتے ہو۔ اگر ان سے کسی ایسے گناہ کا صدور ہو جسے تم معاف نہیں کر سکتے تو انہیں فروخت کر دو۔ انہیں اذیت نہ دو۔ میں تمہیں پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔" آپ نے اتنی وصیت کی کہ ہم نے سمجھا کہ شاید آپ انہیں وارث بنا دیں گے۔

آپ نے فرمایا: "اے لوگو! رب تعالیٰ نے ہر صاحبِ حق کا حق ادا کر دیا ہے۔ کسی وارث کے لیے وصیت جائز نہیں ہے۔ بچہ صاحبِ بستر کا ہے اور بدکار کے لیے پتھر ہیں۔ جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کی یا غیر موالی کی طرف نسبت کی اس پر اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور لوگوں کی لعنت ہے۔ رب تعالیٰ اس سے کوئی نفل یا فرض قبول نہیں کرتا۔ عاریۃً لی گئی چیز واپس کرنا ہوگی۔ فرض چیز واپس لوٹائی جائے گی۔ قرض ادا کیا جائے گا اور ضامن ذمہ دار ہوگا۔

اما بعد! مشرک اور بت پرست اس جگہ سے غروب آفتاب کے وقت نکلتے تھے۔ حتیٰ کہ سورج پہاڑوں کی چوٹیوں پر اس طرح ہوتا تھا جیسے کہ مردوں کے سروں پر عمامہ ہوتے ہیں۔ ہماری طریقہ ان کے طریقہ کے مخالف ہے۔ وہ مشعر حرام سے طلوعِ آفتاب کے وقت نکلتے تھے۔ وہ کہتے تھے: "کوہ ثبیر چمک اٹھا ہے تاکہ ہم پشت زمین کی طرف جائیں۔ رب تعالیٰ نے اسے مؤخر کر دیا اور اسے مقدم کر دیا۔ یعنی مزدلفہ کو طلوعِ آفتاب سے قبل کر دیا اور عرفہ کو غروبِ آفتاب تک کر دیا۔ ہم عرفہ سے نہ نکلیں گے حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے اور ہم مزدلفہ سے نہ نکلیں گے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے۔ ہمارا رستہ مشرکین اور بت پرستوں سے جداگانہ ہے۔" میں کہتا ہوں "حضرت مسعود بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے ہمیں عرفات میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر فرمایا: "اما بعد! اہلِ شرک اور بت پرست اس جگہ سے اس وقت نکلتے تھے جب سورج پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہوتا تھا۔ گویا کہ مردوں کے عمامے ان کے چہروں پر ہوں۔ ہم غروبِ آفتاب کے بعد یہاں سے نکلیں گے۔ وہ مشعر حرام سے اس وقت نکلتے تھے جب دن ابھی طویل ہوتا تھا۔"

"تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: "ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے پیغام پہنچا دیا تھا۔ آپ نے فریضۂ تبلیغ ادا کر دیا تھا۔ آپ نے خلوص کا اظہار کر دیا تھا۔" آپ نے سبابہ انگلی مبارک آسمان کی طرف اٹھائی اور اسے لوگوں کی طرف کیا پھر فرمایا: "مولا! گواہ رہنا۔ مولا! گواہ رہنا۔"

میں کہتا ہوں "امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے عرفات میں خطبہ دیا۔

جب فرمایا:

لبیك اللھم لبیك۔ تو فرمایا: "انما الخیر خیر الآخرۃ۔"

ابومحمد نے کہا ہے کہ حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے آپ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ بھیجا۔ آپ نے اسے لوگوں کے سامنے پیا۔" ان دونوں نے اس کے بارے وہم کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے: "یہ واقعہ اس کے بعد رونما ہوا تھا۔ جب آپ نے عرفہ میں وقوف کیا تھا۔"

ابن اسحاق نے حضرت عباد بن عبداللہ بن زبیر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جو شخص آپ کی اونٹنی کے نیچے باآواز بلند آپ کے فرامین دہرا رہا تھا۔ جبکہ آپ عرفہ میں موجود تھے۔ وہ ربیعہ بن امیہ جمحی تھے۔ ان کی آواز بلند تھی۔ آپ نے انہیں فرمایا: "باآواز بلند کہو۔ یوں کہو: "اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے رسولِ محترم ﷺ فرما رہے ہیں" کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ وہ اسی طرح کہتے۔ وہ باآواز بلند کہتے تو لوگ کہتے: "ہاں! یہ شہر حرام ہے۔" آپ فرماتے: "انہیں کہو اللہ تعالیٰ نے اسے حرمت والا مہینہ بنا دیا ہے۔"

جب آپ نے خطبہ مکمل کیا۔ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے اذان دی۔ آپ نے نمازِ ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں اور ان میں آہستہ قرأت کی اس روز جمعۃ المبارک تھا۔ جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو سوار ہو کر موقف تشریف لائے۔ صخرات کے پاس پہاڑ کے دامن میں وقوف کیا اور آپ قبلہ رو تھے۔"

میں کہتا ہوں "حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے اپنی اونٹنی قصواء صخرات کی طرف کی اور جبل المشاۃ کو اپنے سامنے رکھا۔ آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ عرنہ وادی سے اٹھیں۔ آپ نے زوال سے لے کر غروب آفتاب تک وقوف کیا۔ آپ نے رب تعالیٰ سے دعا مانگی۔ آہ وزاری اور فغاں کی۔ آپ اپنے دستِ اقدس کو سینہ اطہر تک اٹھائے ہوئے تھے۔ جیسے کہ مساکین کا کھانا طلب کرنا ہوتا ہے۔ آپ نے صحابہ کرام کو بتایا کہ بہترین دعا یوم عرفہ کی دعا ہے۔" ان میں سے آپ کی بعض دعائیں یہ ہیں:

اللھم لك الحمد كالذی نقول، و خیرًا مما نقول اللھم لك صلاتی و نسکی و محیای و مماتی و الیك مآبی ولك تراثی اللھم انی اعوذبك من عذاب القبر و وسوسة الصدر و شتات الامر اللھم انی اعوذبك من شر ما یجئ به الریح و من شر ما یلج فی اللیل و شر ما یلج فی النهار و شر بوائق الدھر۔"

"اللھم انك تسمع كلامی و تری مكانی و تعلم سری و علانیتی لا یخفی علیك شئ من امری انا البأس الفقیر المستغیث المستجیر الوجل المشفق المقر المعترف بذنبه اسئلك مسئلة المسكین و ابتهل الیك ابتهال المذنب

الذلیل و ادعوك دعاء الخائف الضریر من خضعت لك رقبته و فاضت لك عبرته و ذل جسده و رغم انفه لك اللھم لا تجعلنی بدعائك ربی شقیا و کن بی رؤفا رحیما یا خیر المسؤولین و یا خیر المعطین۔

لا اله الا انت وحدہ لا شریك له، له الملك وله الحمد بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر اللھم اجعل فی قلبی نورًا و فی صدری نورًا و فی سمعی نورًا و فی بصری نورًا اللھم اشرح لی صدری و یسر لی امری و اعوذ بك من وسواس الصدر و شتات الامر و فتنة القبر اللھم انی اعوذ بك من شر ما یلج فی اللیل و شر ما یلج فی النھار و شر ما تھب به الریح و من شر بوائق الدھر۔ (البیہقی)

وہاں آپ پر یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ (المائدۃ:۵)

ترجمہ: آج میں نے تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے۔

اسی جگہ ایک شخص اپنی سواری سے گرا۔ وہ حالت احرام میں تھا۔ اس کا وصال ہو گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ اسے اس کے کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ اسے خوشبو نہ لگائی جائے۔ اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دیا جائے۔ اس کا چہرہ اور سر ڈھانپے جائیں۔ آپ نے بتایا کہ یہ روز حشر تلبیہ کہتے ہوئے اٹھے گا۔

جب سورج غروب ہو گیا۔ اس کا غروب ہونا مستحکم ہو گیا۔ حتیٰ کہ اس کی زردی ختم ہو گئی۔ تو آپ عرفہ سے نکلے۔ اپنے پیچھے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بٹھایا۔ آپ بڑے سکون سے نکلے۔ اپنی اونٹنی کی نکیل کو اپنی طرف کھینچ رکھا تھا۔ حتیٰ کہ اس کا سر آپ کی ٹانگ مبارک کے ساتھ لگ رہا تھا۔ آپ فرما رہے تھے: "اے لوگو! وقار طاری کرو۔ جلدی میں نیکی نہیں ہے۔" آپ الماز مَین کے رستے سے باہر نکلے۔ آپ مکہ مکرمہ میں ضب کے رستہ میں داخل ہوئے تھے۔"

میں کہتا ہوں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ جب آپ عرفات سے نکلے تو آپ یہ شعر پڑھ رہے تھے:

الیك تغدو قلقا و ضینها مخالفا دین النصاریٰ دینھا

اس روایت کو الطبرانی نے نقل کیا ہے۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فعل تھا۔ یہ مرفوع نہیں۔

پھر آپ نے العنق چال مبارک چلی۔ یہ ایسی چال ہے جو نہ تیز اور نہ ہی سست ہوتی ہے۔ جب آپ وسیع جگہ پاتے تو رفتار مبارک بڑھا دیتے۔ جب کوئی ٹیلہ آتا تو اپنی اونٹنی العضباء کی نکیل ڈھیلی فرما دیتے۔ حتیٰ کہ وہ اس ٹیلے پر چڑھ

جاتی۔آپ سارے رستے میں تلبیہ کہتے رہے۔آپ نے تلبیہ منقطع نہ کیا۔رستہ میں آپ گھاٹی کی طرف مائل ہوئے۔اس سے مراد الاذافر کی گھاٹی ہے جو ماز مین کے مابین رستے کے بائیں طرف ہے۔آپ نیچے تشریف لائے۔پیشاب فرمایا۔ہلکا سا وضو کیا۔حضرت اسامۃ نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! نماز! آپ نے فرمایا: ''نماز تمہارے آگے ہے حتیٰ کہ آپ مزدلفہ تشریف لے آئے۔''

میں کہتا ہوں: ''آپ نے اس آگ کے قریب نزولِ اجلال فرمایا جو کوہ قزح کے اوپر تھی۔آپ نے نماز کے لیے وضو کیا۔پھر حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اذان دی۔پھر نماز کے لیے اقامت کہی تو آپ نے کجاؤوں کے رکھنے اور اونٹوں کے بیٹھنے کی طرف نماز پڑھائی۔جب انہوں نے اپنے کجاوے رکھ دیے تو آپ نے حکم دیا۔نمازِ مغرب کے لیے اقامت کہی گئی۔پھر آپ نے عشاء کی نماز پڑھائی۔اس کے لیے اقامت کہی گئی لیکن اذان نہ دی گئی۔آپ نے ان کے مابین کچھ بھی نہ پڑھا۔پھر آپ سو گئے۔تا صبح آرام فرما رہے۔اس رات کو شب بیداری نہ کی۔اس رات کو وقتِ سحر آپ نے انہیں اذن دے دیا جنہوں نے آپ سے اذن طلب کیا کہ وہ لوگوں کی بھیڑ بننے سے پہلے منیٰ چلے جائیں۔مثلاً چھوٹے بچے اور خواتین۔ان میں حضرات امہات المومنین میں سے حضرت سودۃ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہما شامل تھیں۔یہ طلوعِ فجر کا وقت تھا۔اس وقت چاند غائب ہوا تھا۔آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ جمرہ کو رمی نہ کریں حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے۔حضرت اسماء بنت ابی بکر اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے فجر سے پہلے رمی کر لی۔البدایۃ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو حکم دیا کہ وہ طلوعِ فجر سے پہلے رمی نہ کریں۔آپ نے خواتین کو حکم دیا کہ وہ طلوعِ آفتاب سے پہلے رمی کر لیں۔کیونکہ اس میں ان کے لیے زیادہ سہولت اور پردہ کی پاسداری تھی۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ہم بنو عبد المطلب کے بچوں کو آپ نے امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے ساتھ بھیج دیا تھا۔آپ نے ہماری رانوں پر مارا اور فرمایا: ''بچو! جمرہ کو کنکریاں نہ مارنا حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے۔'' میں آپ کی بقیہ ازواجِ مطہرات کے ساتھ آیا۔وہ وقتِ صبح وہاں سے نکلی تھیں۔جب صبح روشن ہو گئی تو آپ نے اول وقت میں نمازِ صبح ادا کی۔یہ اس شخص کے گمان کے برعکس ہے جس نے کہا ہے کہ آپ نے وقت سے پہلے نماز ادا کی تھی۔آپ نے ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ نمازِ صبح ادا کی۔یہی یوم النحر اور عید کا دن تھا۔یہی حج اکبر کا دن تھا۔یہی وہ دن تھا جس روز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین سے ہر قسم کی برأت کا اعلان کیا تھا۔پھر آپ قصواء پر سوار ہوئے۔مشعر حرام کے پاس موقف میں تشریف لائے۔کوہ قزح پر وقوف فرمایا۔آپ نے فرمایا: ''سارا مزدلفہ موقف ہے سوائے وادی محسر کے۔'' آپ قبلہ رو ہو گئے۔آپ دعا، آہ وزاری، گریہ، ذکر، لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنے میں مشغول ہو گئے۔آپ وقوف فرما ہی رہے حتیٰ کہ صبح خوب روشن ہو گئی۔یہ طلوعِ شمس سے پہلے کا وقت تھا۔'' میں کہتا ہوں: ''اہلِ جاہلیت مزدلفہ سے نہ نکلتے تھے حتیٰ کہ کوہِ ثبیر پر سورج طلوع ہو جاتا۔وہ کہتے: ''کوہِ ثبیر اس لیے چمکا ہے تاکہ ہم روانہ ہو جائیں۔'' آپ نے فرمایا: ''قریش حضرت سیدنا

خلیل اللہ علیہ السلام کے طریقہ کی مخالفت کرتے تھے۔" آپ طلوعِ شمس کے وقت وہاں سے روانہ ہوئے۔

اسی جگہ حضرت عروہ بن مضرس بن طائی نے آپ سے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں طئے کی پہاڑیوں سے آیا ہوں۔ میں نے اپنی سواری اور اپنے نفس کو تھکا دیا ہے۔ بخدا! میں نے کسی پہاڑی کو نہیں چھوڑا مگر اس پر وقوف کیا۔ کیا میرا حج ہو گیا ہے؟" آپ نے فرمایا: "جس نے ہماری اس نماز میں شرکت کی۔ ہمارے ساتھ وقوف کیا۔ حتیٰ کہ ہم روانہ ہو گئے۔ اس سے قبل وہ دن یا رات کے وقت وقوفِ عرفہ کر چکا تھا تو اس کا حج مکمل ہو گیا۔ وہ اپنی میل کچیل دور کر لے۔"

پھر آپ مزدلفہ سے روانہ ہوئے۔ آپ کے پیچھے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے۔ چلتے ہوئے آپ تلبیہ کہہ رہے تھے۔ حضرت اسامہ بن زید قریش کے اگلے دستے میں تھے۔ آپ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ آپ کے لیے سات کنکریاں چنیں۔ آپ نے انہیں نہ تو پہاڑ سے توڑا تھا اور نہ ہی رات کے وقت چن لیا تھا۔ جیسے کہ بعض لاعلم لوگ کرتے ہیں۔ آپ نے ان کے سات سنگریزے جمع کیے۔ آپ انہیں اپنی ہتھیلی میں رکھ کر ان کا جائزہ لینے لگے۔ آپ نے فرمایا: "ایسی کنکریاں مارا کرو۔ دین میں غلو کرنے سے بچو۔ تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو نے ہلاک کیا۔"

اسی راستہ میں آپ کو بنو خثعم کی ایک خوبصورت عورت ملی۔ اس نے اپنے والد کے حج کے بارے آپ سے پوچھا۔ وہ عمر رسیدہ بوڑھا تھا۔ جو سواری پر نہ بیٹھ سکتا تھا۔ آپ نے اسے اس کی طرف سے حج کرنے کا حکم دیا۔ حضرت فضل نے اس عورت کی طرف اور اس عورت نے حضرت فضل کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ آپ نے حضرت فضل کے چہرے پر ہاتھ رکھ کر دوسری طرف پھیر دیا۔ تاکہ وہ اس عورت کی طرف اور وہ عورت ان کی طرف نہ دیکھے۔

حضرت جابر کی روایت میں ہے کہ حضرت فضل خوبصورت، سفید چہرے والے اور عمدہ بالوں والے تھے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: "آپ نے اپنے چچازاد کی گردن پھیر دی ہے۔" آپ نے فرمایا: "میں نے جوان مرد اور جوان عورت کو دیکھا۔ مجھے ان کے بارے شیطان سے امن نہ تھا۔"

وہاں ایک شخص نے آپ سے اپنی والدہ کے بارے پوچھا۔ اس نے عرض کی: "وہ عمر رسیدہ بڑھیا ہے۔ اگر میں اسے اٹھالوں تو وہ ٹھہر نہیں سکتی اور اگر میں اسے ٹھہراؤں تو خطرہ ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا۔" آپ نے فرمایا: "کیا خیال ہے کہ اگر تمہاری والدہ پر قرض ہو تو تم اسے ادا نہیں کرو گے؟" اس نے کہا: "ادا کروں گا۔" آپ نے فرمایا: "اپنی امی کی طرف سے حج کرو۔" جب وادئ محسر آئی تو اپنی اونٹنی کو تیز چلایا۔ رفتار تیز کی۔ آپ کی یہی عادت مبارکہ ایسے مقامات پر ہوتی تھی جہاں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر اس کا عذاب نازل ہوا تھا۔ اسی وادی میں اصحابِ فیل پر عذاب نازل ہوا تھا۔ جس کا تذکرہ سورۃ الفیل میں ہے۔ اسی لیے اس وادی کو وادئ محسر کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں انہیں آگے بڑھنے سے روک دیا گیا تھا۔ یہ وادی منیٰ اور مزدلفہ کے مابین برزخ ہے۔ یہ نہ تو مزدلفہ اور نہ ہی منیٰ میں شامل ہے۔ منیٰ حرم میں سے ہے اور مشعر ہے لیکن محسر حرم میں سے ہے لیکن مشعر نہیں۔ مزدلفہ، حرم اور مشعر ہے۔ عرنہ مشعر نہیں۔ یہ حل سے ہے۔ جبکہ عرفہ حل اور مشعر ہے۔" میں کہتا

ہوں کہ اکثر روایات میں اسی طرح ہے۔

حضرت ام جندب کی روایت میں ہے کہ آپ سوار تھے۔ اور حضرت فضل آپ کو سایہ کر رہے تھے۔ یہ روایت غریب ہے۔ صحیح روایات کے مخالف ہے۔ آپ دو طریقوں میں سے وسطی پر چلے۔ یہ وہ رستہ ہے جو جمرۃ الکبریٰ پر نکلتا ہے۔ حتیٰ کہ آپ منیٰ تشریف لے آئے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن سعد نے لکھا ہے کہ آپ لگا تار تلبیہ کہتے رہے حتیٰ کہ آپ نے رمی فرمائی۔" آپ جمرۃ العقبہ کے پاس آئے۔ وادی کے نیچے کھڑے ہوئے بیت اللہ کو بائیں طرف رکھا منیٰ کو دائیں طرف رکھا۔ جمرہ کی طرف رخ انور کیا۔ آپ اپنی سواری پر تھے۔ آپ نے طلوعِ آفتاب کے بعد سوار ہو کر رمی کی۔ ایک ایک کر کے کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہا۔ اس وقت تلبیہ منقطع فرما دیا۔ آپ سارے رستے میں تلبیہ کہتے ہوئے آئے حتیٰ کہ رمی میں مصروف ہو گئے۔ حضرت بلال اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ تھے۔ ایک نے آپ کی اونٹنی کی نکیل تھامی ہوئی تھی اور دوسرے نے کپڑے سے آپ کو سایہ کیا ہوا تھا۔" میں کہتا ہوں کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو سایہ کیا ہوا تھا۔

جیسے کہ حضرت ابوامامہ کی روایت میں ہے۔ ام جندب کی روایت میں ہے کہ وہ حضرت فضل تھے۔ (امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور بیہقی) وہ دونوں باری باری سایہ کر رہے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ امام مسلم، ابن سعد اور بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے یوم نحر کو آپ کو دیکھا۔ آپ اپنی سواری پر تھے۔ آپ فرما رہے تھے: "مجھ سے اپنے مناسک سیکھ لو۔ میں نہیں جانتا کہ شاید میں اس حج کے بعد حج نہ کرسکوں۔" ام جندب کی روایت میں ہے "لوگوں نے اژدہام بنا لیا۔ آپ نے فرمایا: "اے لوگو! جمرۃ کو رمی کرتے ہوئے اک دوسرے کو مار نہ ڈالنا۔ سنگریزے مارا کرو۔" میں نے آپ کی انگلیوں کے مابین کنکری دیکھی۔ آپ نے اسے مارا تو لوگ بھی رمی کرنے لگے۔"

حضرت حذافہ بن عبد اللہ العلائی کی روایت میں ہے کہ انہوں نے آپ کو دیکھا۔ آپ نے وادی کے دامن میں یوم نحر کو اپنی اونٹنی پر جمرۃ العقبہ کو رمی کی۔ نہ مارنا اور ضرب تھی نہ دھتکارنا اور نہ ہی بچو بچو! کی صدا تھی۔" میں کہتا ہوں کہ آپ نے جمرۃ العقبہ کے پاس وقوف نہ کیا۔ پھر آپ منیٰ آئے لوگوں کو بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔

امام احمد نے حضرت عبد الرحمان بن معاذ سے اور انہوں نے ایک صحابی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے منیٰ میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ انہیں ان کے خیموں میں ٹھہرایا۔ آپ نے فرمایا: "مہاجرین یہاں خیمے لگائیں۔ آپ نے قبلہ کی دائیں سمت اشارہ کیا۔ انصار یہاں خیمے لگائیں۔ آپ نے قبلہ کی بائیں سمت اشارہ کیا۔ دیگر لوگ ان کے اردگرد خیمے لگا لیں۔" آپ نے انہیں مناسک سکھائے۔ اہلِ منیٰ کے کانوں کو کھول دیا گیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے اپنے اپنے خیموں میں خطبہ سنا۔

ابن کثیر نے لکھا ہے: "میں نہیں جانتا کہ آپ نے یہ خطبہ بیت اللہ جانے سے پہلے دیا تھا یا واپس آ کر منیٰ میں دیا تھا۔" میں کہتا ہوں "صاحب الہدیٰ" نے جزم کے ساتھ کہا ہے کہ آپ نے یہ خطبہ بیت اللہ کی طرف جانے سے پہلے دیا تھا۔

حضرت عمرو بن خارجہ آپ کی اونٹنی کی گردن کے نیچے تھے۔ وہ جگالی کر رہی تھی۔ اس کا لعاب ان کے کندھوں کے مابین بہ رہا تھا۔" بعض شارحین نے لکھا ہے کہ وہ سیدنا بلال تھے۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ وہ حضرت ابو بکرہ تھے۔ آپ اپنی عضباء اونٹنی پر سوار تھے۔ آپ نے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

"آج زمانہ اسی طرح گھوما ہے جس طرح یہ اس دن گھوما تھا۔ جس روز آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی گئی۔ سال بارہ مہینوں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ تین مہینے لگاتار ہیں۔ ذوالقعدہ، ذوالحجۃ اور محرم۔ جب کہ چوتھا مہینہ رجب ہے۔ جو جمادی اور شعبان کے مابین ہے۔" ایک اور روایت میں ہے: "کیا تم جانتے ہو کہ آج کون سا دن ہے؟" ہم نے عرض کی: "اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محترم ﷺ بہتر جانتے ہیں۔" آپ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کا اور کوئی نام رکھیں گے۔ آپ نے فرمایا: "کیا آج یوم النحر نہیں ہے؟" ہم نے عرض کی: "ہاں!" آپ نے فرمایا: "یہ کون سا مہینہ ہے؟" ہم نے عرض کی: "اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محترم ﷺ جانتے ہیں۔" آپ خاموش ہو گئے۔ حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کا نام اور کوئی رکھیں گے۔ آپ نے فرمایا: "کیا یہ ذوالحجۃ نہیں ہے؟" ہم نے عرض کی: "ہاں!" آپ نے فرمایا: "یہ کون سا شہر ہے؟" ہم نے عرض کی: "اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محترم ﷺ بہتر جانتے ہیں۔" آپ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہم نے سمجھا کہ آپ اس کا اور کوئی نام رکھ دیں گے۔ آپ نے فرمایا: "کیا یہ شہر مکہ نہیں ہے؟" ہم نے عرض کی: "ہاں!" آپ نے فرمایا:

"تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے یہ دن، تمہارا یہ شہر اور تمہارا یہ مہینہ حرمت والا ہے۔ عنقریب تم اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات کرو گے۔ ارے! تم میرے بعد کافر نہ بن جانا۔ تم ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو۔ ارے شاہد غائب تک پہنچا دے۔ شاید تم میں سے جسے پہنچایا جائے وہ سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔" پھر فرمایا: "کیا میں نے تمہیں رب تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا ہے؟" ہم نے عرض کی: "ہاں!" آپ نے عرض کی: "مولا! گواہ رہنا۔" (احمد، شیخین)

امام احمد اور امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے یوم نحر کو خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے فرمایا: "اے لوگو! آج کون سا دن ہے؟" صحابہ کرام نے عرض کی: "آج حرمت والا دن ہے۔" آپ نے پوچھا: "یہ کون سا شہر ہے؟" انہوں نے عرض کی: "حرمت والا شہر ہے۔" آپ نے پوچھا: "آج کون سا مہینہ ہے؟" انہوں نے کہا: "حرمت والا مہینہ ہے۔" آپ نے فرمایا: "تمہارے خون، اموال اور عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن، تمہارے اس شہر اور تمہارے اس مہینے کی حرمت ہے۔ آپ نے کئی بار اسی طرح فرمایا۔ پھر اپنا سر اقدس اوپر اٹھایا اور عرض کی: "مولا! کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے؟ مولا! کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے؟"

شیخین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ نے حجۃ الوداع کے وقت فرمایا: "ارے! تم جانتے ہو کہ کون سا مہینہ حرمت کے اعتبار سے بڑا ہے؟" صحابہ کرام نے عرض کی: "ہمارا یہ مہینہ۔" آپ نے فرمایا:

"ارے! کیا تم جانتے ہو کہ کون سا شہر سب سے زیادہ حرمت والا ہے؟" صحابہ کرام نے فرمایا: "ہمارا یہ شہر" آپ نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ کون سا دن سب سے زیادہ حرمت والا ہے؟" انہوں نے عرض کی: "ہمارا یہ دن۔" آپ نے فرمایا: "رب تعالیٰ نے تمہارے خون، اموال اور عزتیں اسی طرح حرام کیے ہیں جیسے تمہارا یہ دن حرمت والا ہے۔ تمہارا یہ شہر حرمت والا ہے۔ جیسے یہ مہینہ حرمت والا ہے۔" کیا میں نے پیغام حق پہنچا دیا ہے؟ سارے صحابہ کرام نے بیک زبان کہا: "ہاں!" آپ نے فرمایا: "میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو۔"

پھر آپ منیٰ میں قربان گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے تریسٹھ اونٹ اپنے دست اقدس سے ذبح کیے۔ آپ نے انہیں کھڑا کر کے دائیں طرف نیزہ مارا۔ آپ نے اپنی عمر مبارک کے مطابق اونٹ ذبح کیے۔ پھر آپ رک گئے۔ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ سو میں سے بقیہ اونٹ ذبح کر دیں۔ پھر آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ان کے قلادے، چمڑے اور گوشت مساکین میں تقسیم کر دیں اور ان میں سے قصاب کو بطور اجرت کچھ نہ دیں۔" فرمایا: "ہم اسے اپنے پاس سے دیں گے۔" فرمایا: "جو چاہے وہ ٹکڑے کاٹ لے۔"

میں کہتا ہوں: "ابن جریج نے حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ پھر آپ نے ہر ہر جانور کا ایک ایک ٹکڑا لے کر پکانے کا حکم دیا۔ جب اسے پکایا گیا تو آپ نے ان کا گوشت تناول فرمایا اور شوربہ پی لیا۔" واللہ اعلم

ابن جریج نے کہا ہے "آپ کے ساتھ کس نے گوشت کھایا اور شوربہ پیا۔" حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کے ساتھ گوشت کھایا اور شوربہ پیا۔"

حضرت انس نے فرمایا: "آپ نے کھڑے ہو کر سات اونٹ ذبح کیے تھے۔" ابو محمد نے اس قول کو اس امر پر محمول کیا ہے کہ آپ نے سات سے زائد جانور ذبح نہ کیے تھے۔ جیسے کہ حضرت انس نے فرمایا ہے پھر آپ نے تریسٹھ تک اونٹ ذبح کرنے کا حکم دیا۔ پھر آپ وہاں سے تشریف لے گئے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بقیہ اونٹ ذبح کرنے کا حکم دیا۔ یا انہوں نے صرف سات اونٹوں کو آپ کو ذبح کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ جبکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آپ کو بقیہ اونٹوں کو بھی ذبح کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ ہر ایک نے اسی کی خبر دی جو اس نے مشاہدہ کیا تھا۔

یا آپ نے تنہا سات اونٹ ذبح کیے تھے۔ پھر آپ نے اور حضرت علی المرتضیٰ نے نیزہ لے لیا تھا اور دونوں ہستیوں نے مل کر تریسٹھ اونٹ ذبح کیے تھے۔ جیسے کہ حضرت عروہ بن حارث الکندی سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "انہوں نے اس روز آپ کو دیکھا کہ آپ نے نیزہ کا اوپر والا حصہ پکڑا ہوا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کا نچلا حصہ پکڑا ہوا تھا۔ وہ دونوں اونٹ ذبح کر رہے تھے۔" پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بقیہ اونٹ ذبح کیے۔ جیسے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن قرط کی روایت میں ہے کہ پانچ پانچ آپ کی خدمت میں پیش کیے جاتے وہ آپ کے قریب تر ہونے لگتے کہ آپ کس سے ذبح کا آغاز کرتے ہیں۔ جب وہ پہلو کے بل گر پڑتے تو وہ ہلکی گفتگو کرتے جسے میں نہیں سمجھ سکتا تھا۔"

میں کہتا ہوں" آپ نے جو فرمایا ہے کہ جو چاہے ان کا گوشت کاٹ لے۔" اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ نے صرف پانچ اونٹ ذبح کیے تھے۔ سو اونٹ یکبار آپ کی خدمت میں پیش نہیں کیے جا سکتے تھے۔ پانچ پانچ کی ٹولیاں بنا کر انہیں آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا۔ یہ گروہ جلدی کرتے۔ آپ کے قریب ہو جاتے۔ تاکہ آپ ان میں سے ہر ایک سے پہلے ابتداء کریں۔" میں کہتا ہوں کہ آپ نے اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن کی طرف سے ایک گائے ذبح کی تھی۔ آپ نے منیٰ میں قربانی کے جانور ذبح کیے اور فرمایا: "سارا منیٰ منحر ہے۔ مکہ مکرمہ کے رستے اور گلیاں منحر ہیں۔ آپ سے التجاء کی گئی کہ منیٰ میں آپ کے لیے سائبان بنا دیا جائے۔ جس کے نیچے گرمی میں آپ تشریف فرما ہوں۔ آپ نے فرمایا: "منیٰ اس کے لیے اونٹ بٹھانے کی جگہ ہے جو پہلے اس میں آجائے۔"

جب آپ نے قربانی مکمل کی تو نائی کو بلایا تاکہ وہ آپ کے سر اقدس کا حلق کرے۔ حلاق کا نام حضرت معمر بن عبداللہ تھا۔ صحابہ کرام آپ کے بالوں کے حصول کے لیے کھڑے تھے۔ حضرت معمر استرا لیے آپ کے سر اقدس کے پاس کھڑے تھے۔ آپ نے ان کی طرف دیکھا تو فرمایا: "معمر! حضور اکرم ﷺ نے تمہیں اس حالت میں اپنے کانوں کی لو کے پاس کھڑے ہونے کی اجازت دی ہے کہ تمہارے پاس استرا ہے۔" انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں اسے اپنے رب تعالیٰ کا فضل و احسان سمجھتا ہوں۔" آپ نے حضرت معمر سے فرمایا: "کاٹو" آپ نے اپنی دائیں سمت اشارہ کیا۔ جب وہ اس سمت سے فارغ ہو گئے تو اپنے گیسوئے پاک ان صحابہ کرام میں تقسیم فرما دیے جو آپ کے قریب تھے۔ پھر حضرت معمر کو اشارہ کیا۔ انہوں نے سر اقدس کی بائیں طرف کا حلق کیا۔ پھر فرمایا: "ابوطلحہ ادھر آؤ۔" آپ نے بال مبارک انہیں عطا کر دیے۔"

ابن سعد نے لکھا ہے کہ آپ نے سر اقدس کا حلق کرایا۔ اپنے مبارک مونچھیں اور مبارک رخساروں سے بال لیے۔ ناخن کاٹے اور حکم دیا کہ آپ کے بالوں اور ناخنوں کو دفن کر دیا جائے۔"

امام بخاری نے حضرت ابن سیرین کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حلق کرالیا تو سب سے پہلے حضرت ابوطلحہ نے آپ کے بال لیے۔" یہ روایت امام مسلم کی روایت کے مخالف نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ حضرت ابوطلحہ کو دائیں سمت سے اتنے بال نصیب ہوئے ہوں جتنے کسی اور صحابی کو ملنے ہوں اور دوسرے حصے کے ساتھ آپ نے انہیں مختص فرما دیا ہو۔" لیکن امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ نے جمرہ پر رمی کی۔ قربانی کے جانور ذبح کیے حلق کرانے کا ارادہ فرمایا تو حلاق کے سامنے دائیں سمت کی۔ اس نے اس سمت کا حلق کیا۔ آپ نے حضرت ابوطلحہ کو یاد فرمایا۔ یہ گیسوئے معنبر انہیں عطا کیے۔ پھر آپ نے بائیں سمت کے بال کٹوائے اور وہ بھی حضرت طلحہ کو عطا فرمائے اور فرمایا: "انہیں لوگوں میں تقسیم کر دو۔"

اس روایت میں ہے جیسے کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ کو دائیں طرف کے بال نصیب ہوئے تھے۔ جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے انہیں بائیں سمت کے بال عطا کیے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ بال مبارک حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو عطا فرما دیے تھے۔ ان روایتوں میں تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ آپ نے حضرت ابوطلحہ کو عطا کیے ہوں۔ کیونکہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا ان کی زوجہ محترمہ تھیں۔" ایک اور روایت میں ہے: "آپ نے دائیں طرف سے آغاز کیا۔ لوگوں میں ایک ایک دو دو بال تقسیم کیے۔ پھر فرمایا: "بائیں طرف" پھر آپ نے اسی طرح کیا پھر فرمایا: "ابوطلحہ! ادھر آؤ۔" یہ بال انہیں عطا کر دیے۔" ایک اور روایت میں ہے: "آپ نے سر اقدس کی بائیں طرف کے بال مبارک حضرت ابوطلحہ کو عطا کیے پھر اپنے ناخن بھی عطا کیے۔ انہوں نے انہیں لوگوں میں تقسیم کر دیا۔"

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آپ کے ساتھ اس وقت ہم کلامی کا شرف حاصل کیا۔ جب آپ کی پیشانی کے بال کاٹے جا رہے تھے۔

آپ نے یہ بال انہیں عطا کر دیے۔ وہ یہ مبارک بال تھے جنہیں وہ اپنی ٹوپی میں رکھتے تھے۔ وہ جس لشکر سے بھی نبرد آزما ہوتے رب تعالیٰ انہیں فتح عطا فرماتا۔

آپ کے اکثر صحابہ کرام نے حلق کرائے۔ بعض نے قصر کرائے۔ آپ نے یہ دعا مانگی: "مولا! حلق کرانے والوں پر رحم فرما۔" آپ نے تین بار اسی طرح فرمایا۔ آپ سے عرض کی گئی: "قصر کرانے والوں پر بھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! قصر کرانے والوں پر بھی۔" آپ نے چوتھی بار فرمایا: "قصر کرنے والوں پر بھی۔"

میں کہتا ہوں: "ابن سعد نے لکھا ہے: "حلق کرانے کے بعد آپ نے خوشبو لگائی قمیص پہنی۔ لوگوں نے احرام کھول دیے۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا۔ اس نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے قربانی سے پہلے حلق کرا دیا ہے۔" آپ نے فرمایا: "قربانی کر لو کوئی حرج نہیں۔" ایک اور شخص حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے قربانی سے پہلے افاضہ کر لیا ہے۔" آپ نے فرمایا: "حلق کرا لو کوئی حرج نہیں۔" اس روز آپ سے تقدیم و تاخیر کے بارے جو بھی سوال کیا جاتا آپ فرماتے: "کر لو کوئی حرج نہیں۔"

آپ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی یا حضرت کعب بن مالک کو لوگوں میں بھیجا تاکہ وہ منیٰ میں اعلان کریں۔

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ یہ کھانے پینے اور ذکر الٰہی کے دن ہیں۔"

میں کہتا ہوں کہ آپ کے منادی نے یہ اعلان کیا: "یہ کھانے، پینے اور مباشرت کے دن ہیں۔" مسلمان روزہ رکھنے سے رک گئے۔ سوائے ان لوگوں کے جو حج کی وجہ سے یا عمرہ سے حج کی طرف تمتع کی وجہ سے محصور تھے۔ آپ کی طرف سے رخصت تھی کہ وہ ایام منیٰ میں روزے رکھیں۔" واللہ اعلم

پھر آپ طواف افاضہ کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ نماز ظہر سے قبل مکہ مکرمہ میں تشریف لے گئے۔ آپ کے پیچھے

حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے طواف افاضہ کیا۔ یہی طواف زیارت ہے۔ یہی طواف صدر ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے کوئی طواف نہ کیا۔" یہی صحیح مؤقف ہے۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آپ نے طواف کو یوم نحر کی رات تک مؤخر کیا۔ بخاری نے اسے تعلیق کے ساتھ روایت کیا ہے ائمہ اربعہ نے اسے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ابن کثیر نے کہا ہے کہ آپ نے یہ طواف زوال سے پہلے کیا تھا۔ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ شاید آپ نے بعد میں کیا ہو۔ اگر اسے اس امر پر محمول کیا جائے کہ آپ نے اسے زوال کے بعد کیا تو گویا کہ انہوں نے کہا: "سہ پہر تک۔" یہ صحیح ہے اگر اسے غروبِ آفتاب کے بعد پر محمول کیا جائے۔ یہ بہت بعید ہے۔ یہ اس مؤقف کے مخالف ہے جو صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آپ نے یوم نحر کو دن کے وقت طواف کیا۔ آپ زمزم نوش فرمایا۔ طواف وداع رات کے وقت کیا۔ بعض راویوں نے اسے طواف زیارت سے تعبیر کیا ہے۔ پھر آپ چشمۂ زمزم کے پاس آئے۔ بنو عبدالمطلب لوگوں کو پانی پلا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "بنو عبدالمطلب! اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ لوگ تم پر غالب آجائیں گے تو میں نیچے اترتا اور تمہارے ساتھ پانی پلاتا۔"

ایک قول یہ ہے کہ آپ نے بذاتِ خود اپنے پانی کا ڈول نکالا۔ میں کہتا ہوں۔" آپ نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور اسے ان کے چشمۂ زمزم پر پھینک دیا۔"

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ان کی پانی پلانے کی جگہ پر تشریف لائے۔ پانی طلب فرمایا۔ حضرت عباس نے فرمایا: "فضل! اپنی والدہ کے پاس جاؤ اور حضور ﷺ کے لیے وہاں سے پانی لے کر آؤ۔" آپ نے فرمایا: "مجھے یہاں سے پانی پلاؤ۔" انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! لوگوں نے اس میں اپنے ہاتھ ڈالتے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "مجھے اسی سے پلاؤ جہاں سے لوگوں نے پانی پیا ہے۔ آپ نے اسی سے پانی نوش فرمایا۔ پھر چشمۂ زمزم پر تشریف لائے۔"

آپ نے کھڑے ہو کر پانی پیا۔ ظاہر ہے کہ یہ کسی حاجت کی وجہ سے تھا۔ آپ نے یہ طواف سوار ہو کر کیا یا پیدل کیا۔ حضرت امام مسلم کی روایت پہلے گزر چکی ہے۔ جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع میں اپنی سواری پر طواف کیا اور عصا مبارک سے حجر اسود کو استلام کیا۔ تاکہ لوگ اسے دیکھ لیں اور آپ لوگوں کو دیکھ سکیں۔ تاکہ وہ آپ سے پوچھ سکیں لوگوں نے آپ کو گھیر لیا تھا۔"

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے حجۃ الوداع میں طواف اونٹ پر کیا تھا۔ آپ نے اپنے عصا کے ساتھ استلام کیا تھا۔" ابن قیم نے لکھا ہے کہ یہ طواف، طوافِ وداع نہ تھا۔ یہ رات کے وقت تھا۔ نہ ہی یہ طواف قدوم تھا۔ اس کی دو وجہیں ہیں یا آپ سے صحیح روایت سے ثابت ہے کہ آپ نے طواف

قدوم میں رمل کیا تھا کسی نے یہ نہیں کہا کہ آپ کے ساتھ آپ کی سواری نے رمل کیا تھا۔ سب نے یہی کہا ہے کہ آپ نے بذاتِ خود رمل کیا تھا۔ (۲) حضرت عمرو بن شرید کا قول ہے۔ انہوں نے کہا: "میں عرفہ سے آپ کے ساتھ واپس آیا۔ آپ کے قدمین شریفین نے زمین کو مس نہ کیا حتیٰ کہ مزدلفہ آگئے۔" اس کے ظاہر کا تقاضا یہ ہے کہ وہ آپ کے ساتھ ہی محوِ سفر رہے۔ آپ کے قدموں نے زمین نہ چھوا حتیٰ کہ آپ واپس آگئے۔

طواف کی دو رکعتوں کی وجہ سے اس میں نقص نہیں آتا۔ کیونکہ ان کی کیفیت معلوم ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ عمرو بن شرید رضی اللہ عنہ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ عرفہ سے آپ کے ساتھ عازمِ سفر ہوئے۔ حتیٰ کہ آپ مزدلفہ پہنچ گئے۔ انہوں نے یوم النحر کو بیت اللہ کی طرف جانے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ نہ ہی اس میں اس وجہ سے نقص پیدا ہوتا ہے۔ جب آپ گھاٹی کے پاس ٹھہرے اور پیشاب کیا۔ پھر آپ سوار ہو گئے۔ کیونکہ یہ مستقل نزول نہیں ہے۔ آپ کے قدمین شریفین نے زمین کو عارضی طور پر مس کیا تھا۔"

پھر آپ منیٰ تشریف لے آئے۔ اس دن آپ نے نمازِ ظہر کہاں پڑھی تھی؟ اس میں اختلاف ہے۔ صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ یومِ نحر کو طواف افاضہ کے لیے تشریف لے گئے۔ پھر آپ واپس آئے اور منیٰ میں نماز ظہر پڑھی۔" امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے مکہ مکرمہ میں نمازِ ظہر پڑھی تھی۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی فرمان ہے۔ ایک قول کو دوسرے پر ترجیح دینے میں اختلاف ہے۔ ابن حزم نے دوسرے قول کو اور ابن قیم نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے۔

ابن کثیر نے کہا ہے "اگر ہمیں اس بارے میں معلوم ہو جائے تو یوں کہا جائے گا" آپ نے نمازِ ظہر مکہ مکرمہ میں ادا کی۔ پھر آپ منیٰ لوٹے۔ صحابہ کرام کو دیکھا۔ وہ آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ نے منیٰ میں صحابہ کرام کو نماز پڑھائی۔" اس روز ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے صرف ایک طواف کیا۔ انہوں نے صرف ایک سعی کی۔ جو ان کے حج اور عمرہ کی طرف سے کافی ہو گئی۔

ایک احتمال یہ بھی ہے کہ آپ منیٰ لوٹ آئے ہوں۔ نمازِ ظہر کا آخری وقت ہو۔ آپ نے نماز پڑھی ہو۔ اس روز حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا نے طواف کیا۔ پھر ان کے خصوصی ایام شروع ہو گئے۔ ان کا یہ طواف، طوافِ وداع کی طرف سے کافی ہو گیا۔ انہوں نے اور طواف نہ کیا۔

دوسرے روز آپ نے نماز سے قبل سورج کے ڈھل جانے کے وقت رمی جمار کی۔ جب آپ نے دو جمروں کو کنکریاں ماریں تو آپ اوپر چڑھ گئے اور جمرۃ العقبہ کو وادی کے دامن سے کنکریاں ماریں۔ آپ نے جمرۃ الاولیٰ کے پاس دوسرے جمرۃ کی بنسبت زیادہ قیام کیا۔ تیسرے جمرے کے پاس قیام نہ کیا۔ اسے رمی کی اور واپس تشریف لے آئے۔ آپ نے منع کیا کہ کوئی بھی منیٰ میں رات بسر نہ کرے۔ آپ نے چرواہوں کو اجازت دے دی کہ وہ منیٰ کے پاس رات بسر کر لیں۔ ان میں جو آیا اور اس نے رات کے وقت رمی کی۔ آپ نے اسے اس کی رخصت دے دی۔ آپ نے فرمایا: "سنگریزوں کی مثل کنکریاں مارو۔" آپ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے رات کے وقت ہی رمی کر لی تھی۔ پھر آپ اسی

روز منیٰ واپس آگئے۔ اسی جگہ رات بسر کی۔ صبح ہوئی تو آپ نے زوالِ آفتاب کا انتظار کیا۔ جب سورج ڈھل گیا تو آپ اپنے خیمہ سے پیدل جمروں کی طرف گئے سوار نہ ہوئے۔ جمرۃ الاولیٰ سے شروع کیا جو مسجد خیف کے ساتھ تھا۔ اسے یکے بعد دیگرے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری پھینکتے وقت اللہ اکبر کہا۔ پھر جمرہ سے آگے بڑھے حتیٰ کہ ہموار زمین پر آگئے۔ آپ قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو گئے۔ ہاتھ بلند کے طویل دعا مانگی۔ آپ نے سورۃ البقرہ کے برابر دعا مانگی پھر جمرۃ الوسطیٰ کے پاس آئے۔ اسی طرح اسے رمی کی۔ پھر بائیں طرف ہٹ گئے۔ جو جگہ وداع کے ساتھ متصل ہے وہاں قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اپنے ہاتھ بلند کیے تقریباً پہلے جتنی طویل دعا مانگی۔ پھر تیسرے جمرے کے پاس تشریف لائے۔ یہی جمرۃ العقبہ ہے۔ آپ وادی میں تشریف لائے جمرہ کا جائزہ لیا۔ بیت اللہ کو اپنے دائیں طرف رکھا۔ منیٰ کو اپنے بائیں طرف رکھا۔ اسے بھی سات کنکریاں ماریں۔ آپ نے اسے بلند جگہ سے نہ مارا۔ جیسے کہ جاہل کرتے ہیں۔ نہ ہی اسے دائیں طرف سے مارا۔ رمی کے وقت آپ نے بیت اللہ کی طرف رخ انور کیا۔ جیسے کہ کئی فقہاء نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔"

تیسرے جمرے کو رمی کر کے آپ اس کے پاس کھڑے نہ ہوئے۔ ایک قول یہ ہے کہ پہاڑ کے پاس جگہ تنگ تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ یہی اصح ہے کہ آپ کی دعا نفس عبادت تھی۔ جو اس امر سے فراغت سے قبل تھی۔ آپ نے جمرۃ العقبہ پر رمی کر لی تو آپ رمی سے فارغ ہو گئے۔ عبادت کے دوران دعا مانگنا بعد میں مانگنے سے افضل ہے۔ انہوں نے لکھا ہے:

"ظن غالب یہ ہے کہ آپ نے نماز سے پہلے رمی کی تھی۔ پھر واپس جا کر نماز ادا کی تھی۔ کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ نے کہا ہے۔ "جب سورج ڈھل جاتا تھا تو آپ رمی کرتے تھے۔ صحابہ کرام نے آپ کی رمی کے لیے زوال شمس کا انتظار کیا۔ ایام منیٰ میں رمی کے لیے زوال کا وقت اسی طرح ہے جیسے یوم نحر کی رمی کے لیے طلوعِ آفتاب کا وقت ہے۔"

امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب سورج ڈھل جاتا تو آپ رمی جمار کرتے۔ ابن ماجہ نے لکھا ہے "اتنا وقت ہوتا تھا کہ آپ رمی کر کے نمازِ ظہر پڑھتے تھے۔"

امام احمد نے روایت کیا ہے کہ آپ نے یوم نحر کو سوار ہو کر رمی کی۔ منیٰ کے ایام میں پیدل رمی کی۔ آپ جاتی دفعہ اور آتی دفعہ پیدل تھے۔

ابن قیم نے لکھا ہے کہ آپ کا حج دعا کے چھ وقفوں کو ضمن میں لیے ہوئے ہے۔ (۱) صفا پر (۲) مروہ پر (۳) عرفہ میں (۴) مزدلفہ میں (۵) پہلے جمرہ کے پاس (۶) دوسرے جمرہ کے پاس۔

آپ نے منیٰ میں لوگوں کو عظیم خطبہ دیا۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ آپ نے یہ خطبہ اونٹنی قصواء پر دیا تھا۔ حضرت عمرو بن خارجہ نے روایت کیا ہے کہ وہ اونٹنی جگالی کر رہی تھی۔ اس کا تھوک میرے کندھوں کے درمیان سے گزر رہا تھا۔ یہ خطبہ ایام تشریق کے وسط میں دیا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ یوم نحر کا دوسرا دن تھا۔ یہ ان میں سے بہترین دن تھا۔ ذوالحجۃ کی گیارہ تاریخ تھی۔ یوم الرؤوس تھا۔ اسے یہ نام اس لیے دیا گیا تھا کیونکہ یوم نحر کو وہ قربانیاں کرتے تھے پھر اسی رات ان جانوروں

کے سر پکاتے تھے۔وہ انہیں جلدی کھاتے تھے۔ابوحرۃ الرقاشی کے چچا حضور اکرم ﷺ کی ناقہ مبارکہ کی نکیل پکڑے ہوئے تھے۔لوگوں کو آپ سے دور ہٹا رہے تھے۔"

اس خطبہ کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس روز آپ پر سورۃ النصر نازل ہوئی۔آپ نے جان لیا کہ وصال کا وقت قریب آگیا ہے۔آپ نے حکم دیا۔قصواء اونٹنی کو تیار کیا گیا۔آپ عقبہ کے پاس لوگوں کے لیے کھڑے ہوگئے۔لوگ آپ کے پاس جمع ہوگئے۔آپ نے رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی۔پھر فرمایا:

"اے لوگو! تمہارا رب تعالیٰ یکتا ہے۔تمہارا باپ ایک ہے۔کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔کسی سیاہ کو سرخ پر اور کسی سرخ کو سیاہ پر کوئی فضیلت نہیں۔مگر تقویٰ کے ساتھ۔رب تعالیٰ کے ہاں تم میں سے معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے؟" صحابہ کرام نے عرض کی:"ہاں!" آپ نے فرمایا:"شاہد غائب تک پہنچا دے۔بہت سے وہ افراد جنہیں پہنچایا جائے وہ سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔" پھر فرمایا:"یہ کون سا مہینہ ہے؟" صحابہ کرام خاموش ہوگئے آپ نے فرمایا:"یہ حرمت والا مہینہ ہے۔" پھر فرمایا:"یہ کون سا شہر ہے؟" صحابہ کرام خاموش ہوگئے۔آپ نے فرمایا:"یہ حرمت والا شہر ہے۔" پھر فرمایا:"یہ کون سا دن ہے؟" صحابہ کرام خاموش ہوگئے۔آپ نے فرمایا:"آج حرمت والا دن ہے۔" پھر فرمایا:"رب تعالیٰ نے تمہارے خون، تمہارے اموال اور عزتیں اسی طرح حرام کی ہیں جیسے تمہاری اس مہینے کی حرمت ہے۔تمہارے اس شہر کی حرمت ہے اور تمہارے اس مہینے کی حرمت ہے۔حتیٰ کہ تم اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات کر لو۔کیا میں نے پیغامِ حق پہنچا دیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی:"ہاں!" آپ نے کہا:"مولا! گواہ رہنا۔" ارے تم میں سے جس کے پاس امانت ہو تو وہ اسے اس تک پہنچا دے۔جس نے اسے امین بنایا ہے۔ارے! جاہلیت کا سارا سود ختم ہے۔جاہلیت کا سارا خون رائیگاں ہے۔میں سب سے پہلے ایاس بن ربیعہ بن حارث کا خون رائیگاں کرتا ہوں۔(یہ بنوسعد میں دودھ پیتا تھا ھذیل نے اسے قتل کر دیا تھا) کیا میں نے تمہیں تبلیغ کر دی ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی:"ہاں!" آپ نے کہا:"مولا! گواہ رہنا شاہد غائب تک پہنچا دے۔ارے! ہر مسلمان دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔میری بات غور سے سنو تم عمدہ زندگی بسر کرو گے۔ارے ظلم نہ کرو۔ارے! ظلم نہ کرو۔ارے! ظلم نہ کرو۔کسی مسلمان کا مال دوسرے مسلمان کے لیے حلال نہیں۔مگر وہ جو وہ خوش دلی سے دے۔"

حضرت عمرو بن یثربی نے عرض کی:"یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر میں اپنے چچازاد کی بکریوں سے ملوں۔میں ایک بکری لوں تو اس سے محتاط رہوں۔آپ نے فرمایا:"اگر تم اسے اس حالت میں ملو کہ تمہارے پاس چھری ہو۔وسیع و عریض سرزمین ہو۔پھر بھی اسے نہ پکاؤ۔"

پھر آپ نے فرمایا:"اے لوگو!

إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا

لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ ۔ (التوبۃ: ۳۷)

ارے! آج زمانہ نے اسی طرح گردش کی ہے جس طرح اس نے اس روز گردش کی تھی جس دن رب تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو تخلیق کیا۔ پھر فرمایا:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ۬ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ ۔

(التوبۃ: ۳۶)

تین حرمت والے مہینے لگاتار ہیں۔ ذوالقعدہ، ذوالحجۃ اور محرم۔ ایک ماہ رجب ہے جو جمادی اور شعبان کے مابین ہوتا ہے جسے رجب مضر کہا جاتا ہے۔ ایک مہینہ انتیس یا تیس روز کا ہوسکتا ہے۔ کیا میں نے پیغام حق پہنچا دیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: ''ہاں!'' آپ نے کہا: ''مولا! گواہ رہنا۔''

پھر فرمایا: ''اے لوگو! عورتوں کے تم پر حقوق ہیں۔ تمہارے ان پر حقوق ہیں۔ تمہارے ان پر حقوق یہ ہیں کہ وہ تمہارے بستر پر کسی کو نہ آنے دیں۔ وہ کسی اس شخص کو تمہارے گھر نہ آنے دیں جسے تم ناپسند کرو۔ مگر تمہارے اذن کے ساتھ۔ اگر وہ اس طرح کریں تو رب تعالیٰ نے تمہیں اذن دے دیا ہے کہ تم انہیں خواب گاہوں سے جدا کر دو۔ انہیں اس طرح مارو جو اذیت ناک نہ ہو۔ اگر وہ باز آجائیں اور تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو بھلائی کے ساتھ ان کا رزق اور لباس ان کا حق ہے۔ بلاشبہ عورتیں تم پر انحصار رکھتی ہیں۔ وہ کسی چیز کی مالک نہیں ہیں۔ تم نے رب تعالیٰ کی امانت کے ساتھ انہیں حاصل کیا ہے۔ رب تعالیٰ کے کلمہ کے ساتھ ان کی شرم گاہیں حلال کیں ہیں۔ عورتوں کے بارے میں رب تعالیٰ سے ڈرو۔ ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ۔ کیا میں نے پیغام حق پہنچا دیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: ''ہاں!'' آپ نے کہا: ''مولا! گواہ رہنا۔''

پھر فرمایا: ''اے لوگو! شیطان مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری اس سرزمین پر اس کی عبادت کی جائے لیکن وہ اس بات پر راضی ہوگیا ہے کہ وہ اس کے علاوہ دیگر امور پر راضی ہو جائے جنہیں تم حقیر سمجھتے ہو۔ وہ اسی پر راضی ہوگیا ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ مسلمان باہم ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ کسی مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان کا خون اور مال حلال نہیں۔ الا یہ کہ وہ اسے خوشدلی سے دے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کروں حتیٰ کہ وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگیں۔ جب وہ یہ کہنے لگیں گے تو وہ اپنے خون اور اموال مجھ سے محفوظ کر لیں گے۔ مگر ان کے حقوق۔ ان کا حساب رب تعالیٰ پر ہے۔ تم اپنے آپ پر ظلم نہ کرو۔ میرے بعد کافر ہو کر لوٹ نہ جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو۔ میں تم میں وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم نے اسے پکڑے رکھا تو تم گمراہ نہ ہوں گے۔ وہ کتاب اللہ ہے۔ کیا میں نے حق تبلیغ ادا کر دیا ہے۔ لوگوں نے عرض کی: ''ہاں!'' آپ نے کہا: ''مولا! گواہ رہنا۔''

پھر آپ اپنے خیمہ میں تشریف لے آئے۔ نماز ظہر اور نماز عصر یوم النفر کو الابطح میں پڑھیں۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "آپ نے محصب میں نزول فرمایا۔ کیونکہ یہاں سے عازم سفر ہونا آسان تھا۔" حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ سے اذن مانگا کہ آپ انہیں منیٰ کی راتیں مکہ مکرمہ میں قیام کرنے دیں۔ کیونکہ انہوں نے حاجیوں کو پانی پلاتا تھا۔ آپ نے انہیں اذن دے دیا۔ آپ سے اونٹوں کے چرواہوں نے اذن مانگا کہ وہ رات منیٰ سے باہر گزاریں۔ آپ نے انہیں اذن دے دیا۔ آپ نے انہیں رخصت دی کہ وہ یوم نحر کو رمی کریں۔ پھر دو دنوں کی رمی یوم نحر کے بعد ایک دن میں کرلیں۔

امام مالک نے فرمایا ہے کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ پہلے دن رمی کریں پھر یوم نفر کو رمی کریں۔

ابن عیینہ نے کہا: "اس روایت میں چرواہوں کے لیے اختیار ہے کہ وہ ایک دن رمی کریں اور ایک دن چھوڑ دیں۔"

آپ نے دو دن میں جلدی نہ کی۔ بلکہ تاخیر کی حتیٰ کہ تینوں ایام تشریق کی رمی مکمل کی۔ پھر منگل کے روز نماز ظہر کے بعد محصب (الابطح) لوٹ آئے۔ یہ جگہ بنو کنانہ کے دامن کوہ میں تھی۔ آپ نے دیکھا کہ حضرت ابو رافع نے آپ کا خیمہ وہاں لگا دیا تھا۔ انہوں نے یہ خیمہ رب تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اور رب تعالیٰ کی توفیق سے لگایا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں حکم نہ دیا تھا۔ آپ نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں وہیں پڑھیں۔ کچھ دیر آرام کیا۔ پھر مکہ مکرمہ گئے۔ سحری کے وقت طواف وداع کیا اس طواف میں رمل نہ کیا۔" آپ مکہ مکرمہ کے نشیبی علاقے سے عازم سفر ہوئے۔

میں کہتا ہوں: "آپ مسجد کے باب الحزورہ سے باہر نکلے۔ اسے باب الحناطین کہتے ہیں۔ الطبرانی نے اسے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ حضرت ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو عرض کیا کہ انہیں حیض آ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "کیا وہ ہمیں روک دیں گی؟" آپ سے عرض کی گئی کہ انہوں نے طواف افاضہ کر دیا ہے۔" آپ نے فرمایا: "پھر تو وہ عازم سفر ہو جائیں گی۔" اس رات حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ آپ انہیں منفردہ عمرہ کروا دیں۔ آپ نے انہیں بتایا کہ ان کا بیت اللہ کا طواف اور صفا اور مروہ کی سعی ان کے حج اور عمرہ کی طرف سے کافی ہو جائے گی۔" مگر انہوں نے انکار کر دیا اور اصرار کیا کہ وہ عمرہ منفردہ ادا کریں گی۔ آپ نے ان کے بھائی حضرت عبدالرحمان کو حکم دیا کہ وہ انہیں تنعیم سے عمرہ کرائیں۔ رات کے وقت وہ عمرہ سے فارغ ہوئیں۔ پھر محصب میں اپنے بھائی کے ساتھ آ گئیں۔ وہ رات کی تاریکی میں واپس آئے۔ آپ نے پوچھا: "کیا تم فارغ ہو گئے ہو؟" انہوں نے عرض کی: "ہاں"

آپ نے صحابہ کرام کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ صحابہ کرام عازم سفر ہونے لگے۔ آپ نے نماز صبح کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا۔ امام بخاری نے اس روایت کو قاسم کی سند سے روایت لیا ہے۔

صحیح میں اسود کی سند سے حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم آپ کے ساتھ عازم سفر ہوئے اور ہم نے صرف حج دیکھا۔۔۔ لیلۃ الحصبۃ کے روز میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! لوگ حج اور عمرہ کے ساتھ لوٹ رہے ہیں اور میں صرف حج کے ساتھ واپس جا رہی ہوں۔" آپ نے فرمایا: "اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم جاؤ۔ عمرہ کا احرام باندھو۔ پھر فلاں جگہ آ کر مل جاؤ۔"

ام المومنین نے فرمایا: ''میں نے آپ سے اس حالت میں ملاقات کی کہ آپ مکہ مکرمہ کے بالائی حصے کی طرف جا رہے تھے اور میں نیچے اتر رہی تھی یا میں اوپر چڑھ رہی تھی اور آپ نیچے تشریف لا رہے تھے۔''

ظاہر ہے کہ رستہ میں ان کی ملاقات ہوگئی تھی۔ پہلی صورت میں آپ نے ان کا انتظار اپنے خیمہ میں کیا۔ جب وہ تشریف لائیں تو آپ نے صحابہ کرام کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ لیکن ام المومنین رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان: ''آپ مکہ کے بالائی حصے کی طرف جا رہے تھے اور میں اس کے نشیبی علاقے کی طرف آ رہی تھی تا کہ عمرہ کروں۔'' یہ اس امر کے منافی ہے کہ آپ نے محصب میں ان کا انتظار کیا ہو۔''

اگر اسود کی روایت محفوظ ہو تو یہ اس طرح درست ہوگی: ''آپ نے مجھ سے اس وقت ملاقات کی جبکہ میں مکہ مکرمہ کے بالائی حصے میں جا رہی تھی۔ آپ نشیبی علاقے میں جا رہے تھے۔ انہوں نے طواف کیا۔ اپنا عمرہ قضا کیا۔ پھر مقررہ جگہ تک پہنچ گئیں۔ اس وقت آپ مکہ مکرمہ کی طرف الوداعی طواف کرنے کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔ پھر آپ روانہ ہوئے لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔'' اسود کی روایت کی اس کے علاوہ اور کوئی توجیہ نہیں ہو سکتی۔

اس توجیہ کی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے جسے شیخین نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے حج پورا کر دیا۔ ہم منیٰ سے روانہ ہوئے ہم محصب پہنچے تو آپ نے عبدالرحمان بن ابی بکر کو بلایا۔ فرمایا: ''اپنی بہن کو حرم میں لے جاؤ۔ پھر طواف سے فارغ ہو کر میرے پاس محصب میں آجانا۔'' ام المومنین نے فرمایا: ''رب تعالیٰ نے عمرہ بھی کرا دیا۔ ہم رات کے وقت طواف سے فارغ ہوئے۔ محصب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم فارغ ہو چکے ہو۔'' ہم نے عرض کی: ''ہاں! آپ نے لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔''

میں کہتا ہوں ''آپ حج کرنے کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ انہیں درد تھا۔ انہوں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ میرا درد ملاحظہ کر رہے ہیں۔ میں صاحب مال ہوں۔ میری وارث صرف میری بیٹی ہے۔ کیا میں اپنے مال کا دو تہائی حصہ صدقہ کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں! وہ فرماتے ہیں: ''میں نے عرض کی: ''نصف'' آپ نے فرمایا: ''ثلث، ثلث بھی کثیر ہے۔ اگر تم اپنے ورثاء کو غنی چھوڑو۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں غریب چھوڑو۔ جو لوگوں سے مانگتے پھریں۔ تم جو بھی رضائے الٰہی کے حصول کے لیے خرچ کرو گے تمہیں اس کا اجر ملے گا حتیٰ کہ تم جو لقمہ اپنی زوجہ کے منہ میں رکھتے ہو۔ تمہیں اس کا بھی اجر ملتا ہے۔'' انہوں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ جاؤں گا؟'' آپ نے فرمایا: ''تم پیچھے نہیں رہو گے تم عمدہ اعمال سر انجام دو گے۔ جو تمہاری بھلائی اور رفعت میں اضافہ کریں گے۔ تمہیں زندہ رکھا جائے گا حتیٰ کہ بعض لوگ تم سے نفع اٹھائیں گے اور بعض کو تمہاری وجہ سے نقصان ہوگا۔ مولا! میرے صحابہ کی ہجرت کو مکمل فرما۔ انہیں اپنے پیچھے نہ لوٹا۔'' لیکن حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کا مکہ مکرمہ میں ہی وصال ہوگیا۔ آپ کو ان کا افسوس ہوا۔ آپ نے ایک شخص کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس

چھوڑا۔اسے فرمایا: ''اگر ان کا مکہ مکرمہ میں وصال ہو جائے تو انہیں یہاں دفن نہ کرنا۔'' آپ نے ناپسند فرمایا کہ کوئی شخص اس زمین پر مرے جہاں سے اس نے ہجرت کر لی ہو۔''

پھر آپ مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔جب آپ الروحاء کے مقام پر تھے تو ایک کارواں آپ کو ملا۔آپ نے پوچھا: ''کسی قوم سے تعلق ہے؟'' انہوں نے کہا: ''مسلمانوں سے؟'' انہوں نے پوچھا: ''تمہارا تعلق کس قوم کے ساتھ ہے؟'' انہوں نے کہا: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ۔'' ایک عورت نے پالکی سے اپنا بچہ بلند کیا۔اس نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا اس کے لیے حج ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''ہاں! تمہارے لیے اجر ہے؟ جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو وہاں صبح تک رات بسر کی۔وادی کے دامن میں نماز پڑھی۔''

میں کہتا ہوں: ''ذوالحلیفہ میں رات بسر کرتے وقت آپ نے وادی کے دامن میں دیکھا۔آپ سے کہا گیا کہ آپ مبارک بطحاء میں ہیں۔''

آپ نے مدینہ طیبہ دیکھا تو تین بار نعرۂ تکبیر بلند کیا۔پھر یہ ذکر کیا:

لا الٰه الا الله وحدهٗ لا شريك له، له الملك، له الحمد وهو على كل شيء قدير آيبون، عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق وعده و نصر عبده و هزم الاحزاب وحده۔

جب آپ حج یا عمرہ یا کسی غزوہ سے واپس آتے اور ثنیہ یا فدفد سے دیکھتے تو تین بار اللہ اکبر کہتے۔پھر یہ دعا مانگتے:

لا الٰه الا الله وحدهٗ لا شريك له، له الملك وله الحمد(يحيي و يميت) وهو حي لا يموت بيده الخير وهو على كل شيء قدير آيبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق وعده و نصر عبده و هزم الاحزاب وحده، اللهم انا نعوذ بك من وعثاء السفر و كآبة المنقلب و سوء المنظر في الاهل والمال والولد اللهم بلغنا بك بلاغا صالحا يبلّغ الى الخير بمغفرة منك و رضوان۔

جب آپ نے معرس نزولِ اجلال فرمایا تو آپ نے منع کیا کہ صحابہ کرام رات کے وقت اپنے گھروں میں جائیں۔دو افراد رات کے وقت اپنے گھروں میں گئے۔انہیں ناپسندیدہ امر کا سامنا کرنا پڑا۔آپ نے بطحاء میں اونٹ بٹھایا۔جب آپ حج کے لیے نکلے تھے تو آپ الشجرہ کے رستے پر روانہ ہوئے تھے جب آپ واپس آئے تو معرس الابطح کے رستے سے داخل ہوئے۔آپ نے وادی کے دامن میں رات بسر کی۔تمام رات آپ اسی جگہ رہے۔''

چوتھا باب

حجۃ الوداع کے بارے میں بعض فوائد

- ۱ یہ صحیح نہیں کہ آپ حجۃ الوداع میں بیت اللہ کے اندر تشریف لے گئے تھے۔
- ۲ آپ نے الوداع کی رات کو نماز صبح مکہ مکرمہ میں ادا کی۔ کیونکہ شیخین نے حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے بارگاہِ رسالت مآب میں عرض کی کہ میں علیل ہوں۔" آپ نے فرمایا: "جب میں نماز صبح قائم کرلوں تو تم اپنے اونٹ پر طواف کر لینا لوگ نماز پڑھ رہے ہوں گے۔" انہوں نے اسی طرح کیا۔ انہوں نے نماز نہ پڑھی حتیٰ کہ وہ باہر نکل گئیں۔ دوسری روایت میں ہے: "تم لوگوں کے پیچھے سے سوار ہو کر طواف کر لینا۔" انہوں نے فرمایا: "میں نے طواف کیا۔ حضور اکرم ﷺ بیت اللہ کے پہلو میں نماز ادا کر رہے تھے۔ آپ سورۃ والطور و کتاب مسطور کی تلاوت فرما رہے تھے۔

ابن قیم نے لکھا ہے کہ یہ بالکل محال ہے کہ یہ طواف یوم نحر کو ہو۔ بلاشبہ یہ طواف وداع ہی تھا۔ اس سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ آپ نے اس روز نماز صبح بیت اللہ میں ادا کی اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو سورۃ الطور کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔

- ۳ یہ صحیح ہے کہ آپ غزوۃ الفتح میں ملتزم کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ جیسے کہ ابوداؤد نے حضرت عبدالرحمان بن ابی صفوان اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے رکن اور دروازے کے پاس قیام فرمایا۔ انہوں نے اپنا سینہ اقدس، جبین اطہر، بازو اور ہتھیلیاں ملتزم پر رکھیں اور انہیں پھیلایا۔ اور کہا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ اس طرح کر رہے تھے۔" احتمال یہ ہے کہ یہ وقت وداع ہوگا۔ یا کسی اور وقت میں ہوگا۔

اس شخص کے مؤقف کی ترجیح جس نے کہا ہے کہ آپ قارن تھے

زاد المعاد میں ہے کہ اس کی کئی وجوہات ہیں۔

۱- ایسے افراد کثیر ہیں۔

۲- اس کے بارے روایات کی اسناد کئی ہیں۔

۳- بعض راویوں نے آپ کے الفاظ کو صراحت کے ساتھ سنا۔ بعض نے کہا کہ آپ نے اپنی طرف سے اس طرح کیا۔ بعض نے کہا کہ آپ نے اپنے رب تعالیٰ کے حکم سے اس طرح کیا۔ لیکن افراد میں ایسا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

۴- ان روایات کی تصدیق جن میں ہے کہ آپ نے چار عمرے کیے تھے۔ اس کی وضاحت ابن کثیر نے کی ہے کہ علماء کا اتفاق ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع میں عمرہ بھی کیا تھا۔ آپ نے دونوں مناسک کے مابین احرام نہ کھولا۔ نہ ہی حج کے لیے دوسرا احرام باندھا۔ نہ حج کے بعد عمرہ کیا۔ لہٰذا قران لازم ہو گیا۔"

۵- یہ روایات واضح ہیں جو کسی تاویل کا احتمال نہیں رکھتیں۔ لیکن اِفراد کی روایات اس کے برعکس ہیں۔

۶- یہ زیادتی کو متضمن ہیں۔ جو افراد کے راویوں سے ساقط ہو گئی ہے۔ یا ان کی نفی کی ہے۔ ذاکر اور زائد ساکت پر مقدم ہوتا ہے۔ مثبت نافی پر مقدم ہوتا ہے۔

۷- افراد کے بارے روایات ان صحابہ کرام سے مروی ہیں۔ "حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ، ابن عمر، جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم۔ دیگر صحابہ کرام نے قران کے بارے روایات کی ہیں۔ اگر ہم ان کی روایات کے تساقط کی طرف چلیں تو ان کے علاوہ کی قران کی روایات معارض سے سالم ہیں۔ اگر ہم ترجیح کی طرف چلیں تو اس کی روایت قبول کرنا لازم ہوتا ہے جس کی روایت نہ اضطراب کا شکار ہو نہ ہی اختلاف کا۔ جیسے حضرات عمر فاروق، علی المرتضیٰ، انس، براء، عمران، ابوطلحہ، سراقہ، سعد، عبداللہ بن ابی اوفی اور ہرماس رضی اللہ عنہم۔

۸- یہ وہ نسک تھے جن کا حکم آپ کے رب تعالیٰ نے آپ کو دیا تھا۔ آپ کا ان سے عدول کرنا درست نہ تھا۔

۹- یہ وہ نسک تھے جس کا حکم آپ نے ہر اس شخص کو دیا تھا جو قربانی کا جانور ساتھ لے کر گیا تھا۔ ایسے نہیں ہو سکتا کہ آپ ایک امر کا حکم دیں جب وہ جانور ساتھ لے کر چلیں اور آپ خود اس کی مخالفت کریں۔

۱۰- یہ وہ نسک تھے جن کا آپ کو اور آپ کے اہلِ بیت کو حکم دیا گیا تھا۔ آپ نے یہ ان کے لیے منتخب کیے تھے۔ آپ ان کے لیے وہی کچھ پسند کرتے تھے جو اپنے لیے پسند کرتے تھے۔

۱۱- آپ نے فرمایا: "عمرہ حج میں روزِ حشر تک داخل ہے۔" اس کا تقاضا ہے کہ یہ اس کا جزء بن گیا ہو یا وہ جزء ہو جو اس طرح اس میں داخل ہو کہ ان کے مابین جدائی نہ ہو سکتی ہو۔ یہ اس طرح ہے کہ جیسے کوئی چیز اس کے ساتھ داخل ہو۔

۱۲- حضرت صبی بن معبد نے حج اور عمرے کا احرام باندھا۔ زید بن صوحان اور سلمان بن ربیعہ نے ان کا انکار کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: "تمہیں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ کی طرف ہدایت دی گئی ہے۔" یہ حضرت عمر کی روایت کے موافق ہے کہ یہ وحی تھی جو آپ پر آئی تھی کہ آپ حج اور عمرے کا احرام باندھیں۔ انہوں نے بتایا کہ قران وہ سنت ہے جو آپ نے سرانجام دیا اور اس پر اپنے رب تعالیٰ کا حکم مانا۔"

ابن کثیر نے لکھا ہے "افراد اور قران کی روایات کو یوں جمع کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے حج کے افعال افراد کے ساتھ ادا کیے۔ نیت، فعل اور قول کے اعتبار سے اس میں عمرہ داخل کر دیا۔ ان دونوں کی طرف سے طواف حج اور اس کی سعی کو کافی سمجھا۔ جیسے کہ قارن کے متعلق جمہور کے مؤقف میں سے سوائے امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے۔"
آپ کے حج کے بارے جو تمتع کی روایات ہیں اور صحیح روایت ہے کہ آپ قران تھے۔ سلف کے کلام میں تمتع، تمتع خاص سے اعم ہے۔ پہلے لوگ اس کا اطلاق حج کے مہینوں میں عمرہ پر بھی کرتے تھے۔ اگرچہ اس کے ساتھ حج نہ بھی ہوتا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہم نے آپ کے ہمراہ تمتع کیا۔ ان کی مراد ان دو عمروں میں سے ایک ہے یا حدیبیہ یا قضاء۔ جہاں تک عمرۃ الجعرانہ کا تعلق ہے تو اس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اسلام لا چکے تھے۔ یہ فتح کے بعد تھا۔ جبکہ حجۃ الوداع اس کے بعد ۱۱ھ کو تھا۔
میں کہتا ہوں: "ابن عمر اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سابقہ روایات تمتع کے بارے منقول ہیں۔ یہ اقوال پر مشکل ہے۔ جہاں تک افراد کا تعلق ہے تو اس میں عمرہ کا اثبات ہے خواہ حج سے پہلے یا اس کے ساتھ۔ جہاں تک تمتع خاص کا تعلق ہے کہ ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے صفا اور مروہ کی سعی کرنے کے بعد احرام نہ کھولا تھا۔ یہ متمتع کی شان نہیں ہے۔ بعض نے گمان کیا ہے قربانی کے جانور نے آپ کو احرام کھولنے سے منع کیا تھا۔ جیسے کہ حضرت ابن عمر کی روایت سے سمجھا جا سکتا ہے۔

- ۵ اس شخص نے وہم کیا ہے جس نے یہ کہا ہے کہ آپ یوم جمعہ کو نماز کے بعد روانہ ہوئے تھے۔ جس چیز نے اسے وہم پر ابھارا ہے وہ حدیث پاک میں یہ قول ہے کہ آپ نکلے تو چھ دن باقی تھے۔ اس نے گمان کیا کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ کا خروج جمعہ کے روز ہو۔ کیونکہ چھ کی تکمیل بدھ کو ہوتی ہے۔ حج کی ابتداء بلاشبہ جمعرات کو ہوئی تھی۔ یہ فحش خطاء ہے۔ مشہور بات جس میں شک نہیں۔ وہ یہ ہے کہ آپ نے اس روز کی نماز ظہر جب آپ روانہ ہوئے تھے آپ نے مدینہ طیبہ چار رکعتیں پڑھیں تھیں اور نماز عصر ذوالحلیفہ کے مقام پر دو رکعتوں میں ادا کی تھی۔
- ۵ یہ کہ آپ نے طواف اور سعی کے بعد احرام کھول دیا۔
- ۶ یہ کہ آپ منگل کے روز مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ صحیح مؤقف یہ ہے کہ وہ اتوار کا دن تھا۔ ذوالحجۃ کی چوتھی صبح تھی۔
- ۷ یہ کہ آپ نے حج میں قینچی کے ساتھ قصر کرایا تھا۔
- ۸ یہ کہ آپ نے رکن یمانی (حجر اسود) کو دوران طواف چوما تھا۔
- ۹ یہ کہ آپ نے اپنی سعی میں تین چکروں میں رمل کیا تھا۔ چار چکروں میں چلے تھے۔ عجیب تر بات یہ ہے کہ یہ قول کرنے والے نے کہا ہے کہ اس بات پر اتفاق ہے۔ حالانکہ یہ قول اس کے علاوہ کسی اور نے نہیں کیا۔

- ⑩ یہ کہ آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان چودہ چکر لگائے تھے۔ آپ کا آنا جانا ایک بار تھا۔ یہ قول بھی باطل ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور نے نہیں کیا۔
- ⑪ آپ نے یوم النحر کو نمازِ صبح قبل از وقت پڑھ لی تھی۔
- ⑫ آپ نے عرفہ کے دن نمازِ ظہر ادا کی۔ اس رات مغرب اور عشاء دو اذانوں اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا کیں۔
- ⑬ آپ نے انہیں اذان کے بغیر پڑھا۔
- ⑭ آپ نے انہیں ایک اقامت کے ساتھ پڑھا۔ صحیح مؤقف یہ ہے کہ آپ نے ایک اذان کے ساتھ پڑھا اور ہر نماز کے لیے اقامت کہی۔
- ⑮ آپ نے عرفہ میں دو خطبے دیے۔ ان کے درمیان میں بیٹھے۔ پھر مؤذن نے اذان دی۔ جب وہ فارغ ہوا تو آپ نے دوسرا خطبہ پڑھا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو نماز قائم کی۔ احادیث طیبہ میں ان امور کا تذکرہ بالکل نہیں ہے۔ بلکہ حضرت جابر کی روایت میں ہے کہ جب آپ نے خطبہ مکمل کیا تو حضرت بلال نے اذان دی۔ اقامت کہی اور آپ نے خطبہ کے بعد نماز ظہر ادا کی۔
- ⑯ جب آپ اوپر چڑھے تو مؤذن نے اذن دی۔ جب وہ فارغ ہوا تو آپ اٹھے اور خطبہ دیا۔ صحیح مؤقف یہ ہے کہ اذان خطبہ کے بعد تھی۔
- ⑰ آپ نے لیلۃ النحر کو حضرت ام سلمہ کو مکہ مکرمہ بھیج دیا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ وہ نماز صبح میں آپ کے ساتھ مل جائیں۔
- ⑱ آپ نے طواف زیارت یوم نحر کو رات کے وقت کیا تھا۔ صحیح مؤقف یہ ہے کہ آپ نے طواف وداع کو رات تک مؤخر کیا تھا۔
- ⑲ آپ نے دو دفعہ افاضہ کیا تھا۔ ایک دفعہ دن کے وقت اور دوسری بار رات کے وقت اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ۔ مگر صحیح مؤقف ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے دن کے وقت ایک بار ہی افاضہ کیا تھا۔
- ⑳ آپ نے طواف قدوم یوم نحر کو کیا۔ اس کے بعد طواف زیارت کیا۔
- ㉑ آپ نے طوافِ قدوم کے ساتھ اسی روز سعی کی تھی۔ حضرت عائشہ اور حضرت جابر سے مروی روایات اس کا رد کرتی ہیں کہ آپ نے صرف ایک سعی کی تھی۔
- ㉒ آپ نے یوم النحر کو نماز ظہر مکہ مکرمہ میں ادا کی۔ صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے اسے منیٰ میں ادا کیا تھا۔
- ㉓ آپ نے مزدلفہ سے منیٰ جاتے وقت وادئ محسر میں جلدی نہ کی تھی۔ یہ اعرابیوں کا فعل تھا۔

- آپ منیٰ کی راتوں میں سے ہر رات کو بیت اللہ آجاتے تھے۔
- آپ نے دو بار طوافِ وداع کیا۔
- آپ نے دخول اور خروج کے وقت مکہ مکرمہ کو دائرہ بنایا۔ ذوطویٰ میں رات بسر کی۔ پھر بلند علاقوں سے داخل ہوئے پھر نشیبی علاقے سے نکلے پھر مکہ کے دائیں طرف محصب واپس آگئے۔ دائرہ مکمل ہوگیا۔
- آپ نے محصبِ سے ظہر العقبہ کی طرف رجوع فرمایا۔

ابن قیم نے ان اوہام کو مفصل بیان کیا ہے۔ ساتھ ساتھ ان کا رد بھی کیا ہے۔ جو تفصیلات ملاحظہ کرنا چاہے وہاں دیکھ لے۔

❁❁❁❁

آپ کی تلاوت قرآنِ مجید

پہلا باب

آپ اکثر کیا تلاوت فرماتے تھے؟

ابن ابی شیبہ، احمد، شیخین، ابو داؤد اور ترمذی نے شمائل میں، نسائی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ فتح مکہ کے سال اپنے سفر میں سواری پر سورت تلاوت کر رہے تھے۔ آپ اسے عمدہ قرأت سے تلاوت فرما رہے تھے۔"

عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن نصر نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم تک پہنچا ہے کہ آپ کی عام قرأت طویل ہوتی تھی۔" خطیب نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

آپ نے "فلا تعنوا و تدعوا الی السلم" تلاوت فرمائی۔ محمد بن منتشر نے کہا کہ یہ سین کے نصب کے ساتھ ہے۔

حاکم اور ابن مردویہ نے روایت کیا ہے کہ آپ ان آیات کی تلاوت فرما رہے تھے۔ "ادخلوا فی السلم و ان جنحوا للسلم" اور دعا مانگ رہے تھے۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے "من الذین استحق علیہم الاولیان" پڑھا۔

ابن مردویہ اور خطیب نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت طیبہ قرأت فرمائی: "و علم ان فیکم ضعفا"۔ آپ نے بھی تلاوت کی "کل شیء فی القرآن"

❁❁❁❁

دوسرا باب

آپ کی تلاوتِ قرآن کے آداب

اس میں کئی انواع ہیں:

❶ قرآن پاک کو آواز لمبا کرتے ہوئے اور ترتیل سے پڑھنا

امام بخاری اور ابن سعد نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ آپ کی قرأت کیسی ہوتی تھیں۔ انہوں نے فرمایا: "آپ کھینچ کر پڑھتے تھے۔" پھر انہوں نے بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھی۔ بِسْمِ اللهِ کو لمبا کیا۔ الرَّحْمٰنِ کو لمبا کیا اور الرَّحِيْمِ کو لمبا کیا۔"

عبد بن حمید، عبد الرزاق، ابن المنذر، ابن نصر نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم تک پہنچا ہے کہ آپ عام قرأت میں لمبا کر کے پڑھتے تھے۔"

دارقطنی نے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ پڑھتے تھے آپ جدا جدا کر کے پڑھتے تھے۔

اعراب کی طرح اسے شمار کیا کرتے تھے۔ آپ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو آیت شمار کرتے تھے۔ آپ ان پر اسے شمار نہ کرتے تھے۔ آپ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ جدا جدا کر کے پڑھتے تھے۔

امام حاکم نے شیخین کے شرط پر (امام ذہبی نے اسے برقرار رکھا ہے) ام المومنین رضی اللہ عنہا سے ہی روایت کیا ہے کہ آپ "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ آپ حرف حرف جدا جدا کر کے پڑھتے تھے۔"

خلعی نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو جداگانہ آیت شمار کرتے تھے۔ آپ اس طرح جدا جدا پڑھتے تھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۬ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

آپ اپنے بائیں دستِ اقدس سے گرہ لگاتے تھے اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو جمع کر لیتے تھے۔

امام احمد، ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان سے حضور ﷺ کی قرأت کے بارے سوال کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ کی قرأت آیت آیت ہوتی تھی: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ؕ﴿۳﴾

ابن راھویہ نے روایت کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی قرأت کے بارے سوال کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا: ''کیا تم اس پر قادر ہو، آپ تو اس طرح پڑھتے تھے: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۙ﴿۲﴾ آیت آیت کو ترتیل کے ساتھ پڑھتے تھے۔''

ابن ابی خیثمہ نے آپ کی کسی زوجہ کریمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان سے آپ کی قرأت کے بارے سوال کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا: ''تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔'' انہوں نے عرض کی: ''آپ اس کے بارے بتائیں۔'' انہوں نے فرمایا: ''آپ کی قرأت ٹھہر ٹھہر کر ہوتی تھی۔''

امام نسائی نے حضرت یعلی بن مملک سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حضور اکرم ﷺ کی قرأت کے بارے سوال کیا کہ آپ اپنی نماز میں کیسے قرأت کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: تمہارا اور آپ کی نماز کا کیا تعلق؟ آپ کی قرأت حرف حرف ہوتی تھی۔''

ابوالحسن بن ضحاک نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ایک رات میں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے سورۃ البقرۃ شروع کی۔ حرف حرف کر کے پڑھا۔ جب جنت کے ذکر سے گزرتے تو آپ ٹھہر جاتے سوال کرتے۔ جب آگ کا ذکر آتا تو پناہ مانگتے۔ آپ نے سورۃ النساء، البقرۃ اور آلِ عمران پڑھی۔'' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تالیف پر پڑھا۔ پھر آپ اٹھے۔

حضرت محمد بن کعب القرظی سے روایت ہے کہ آپ کی قرأت ٹھہر ٹھہر کر حرف حرف ہوا کرتی تھی۔

حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ سورت تلاوت فرماتے۔ اسے ترتیل سے تلاوت فرماتے۔ وہ طویل سورت سے بھی طویل ہو جاتی۔''

ابن ابی شیبہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں ایک رات آپ کی خدمت میں آیا تا کہ آپ کی نماز کی طرح کی نماز پڑھوں۔ آپ نے نماز کا آغاز کیا۔ آپ نے ایسی قرأت کی جو نہ آہستہ اور نہ ہی بلند تھی۔ آپ نے ترتیل سے پڑھا۔ ہم نے قرأت سنی۔'' ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ تین دنوں سے کم مدت میں قرآن پاک ختم نہ کرتے تھے۔''

◆ کبھی آپ باآواز بلند پڑھتے تھے

ابن ضحاک نے حضرت کریب سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا:"میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت کیسی ہوتی تھی؟"انہوں نے فرمایا:"آپ کسی حجرہ مقدسہ میں تلاوت فرماتے تو حجرہ سے باہر آدمی اسے سن سکتا تھا۔"

ابن ابی عمر نے یحییٰ بن یعمر علیہ الرحمۃ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے التجاء کی کہ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو قرأت کرتے وقت اپنی آواز بلند فرماتے تھے۔"انہوں نے فرمایا:"بعض اوقات بلند فرمالیتے تھے اور بعض اوقات آہستہ پڑھتے تھے۔"انہوں نے کہا:"ساری تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے ہیں جس نے دین میں وسعت رکھی ہے۔"

امام احمد،ابوداؤد اور ترمذی نے شمائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"آپ کی قرأت اس قدر بلند ہوتی تھی جسے حجرہ میں ایک شخص سن سکتا تھا۔"

ابوداؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"رات کے وقت آپ کی قرأت کبھی بلند ہوتی تھی اور کبھی آہستہ ہوتی تھی۔"امام احمد اور امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن ابی قیس سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رات کے وقت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت کیسی ہوتی تھی؟کیا باآواز بلند یا پست آواز میں۔"انہوں نے فرمایا:"آپ ہر دو انداز سے پڑھ لیتے تھے۔کبھی آپ باآواز بلند اور کبھی پست آواز میں پڑھتے تھے۔"

امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں رات کے وقت آپ کی قرأت سنا کرتی تھی۔حالانکہ میں اپنے عریش میں ہوتی تھی اور آپ خانہ کعبہ کے پاس ہوتے تھے۔"

ابوداؤد اور امام بیہقی نے حضرت غضیف بن حارث سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی:"کیا آپ باآواز بلند قرآن پاک پڑھتے تھے یا آہستگی سے پڑھتے تھے۔"

انہوں نے فرمایا:"بعض اوقات آہستہ اور بعض اوقات بلند آواز سے قرأت کرتے تھے۔"

ابن عدی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"رات کے وقت آپ کی آواز گونج دار اور قدرے دور سے سنائی دیتی تھی۔آپ سے عرض کی گئی:"یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!کاش آپ اپنی آواز کو مزید بلند کریں۔"آپ نے فرمایا:"مجھے ناپسند ہے کہ میں اپنے ہم نشیں یا اپنے اہلِ بیت کو اذیت دوں۔"اس روایت کی سند میں عمرو بن موسیٰ ہے۔جو متروک ہے۔"

۳ قرأت میں ترجیع (ترنم) ہونا اور کبھی اسے ترک کر دینا

شیخین نے حضرت معاویہ بن قرہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے سال کسی سفر میں سواری پر سورۃ الفتح تلاوت کی آپ نے قرأت میں ترجیع کی۔حضرت معاویہ نے فرمایا: ''اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ میرے پاس جمع ہو جائیں گے تو میں تمہیں آپ کی قرأت پڑھ کر سناتا۔'' دوسری روایت میں ہے: ''اگر میں چاہوں تو میں تمہیں آپ کی قرأت جیسی قرأت سنا سکتا ہوں۔جبکہ آپ اپنی اونٹنی یا اونٹ پر سوار تھے۔وہ آپ کو لیے رواں تھا۔آپ بلکی قرأت کے ساتھ سورۃ الفتح پڑھ رہے تھے۔آپ اس میں ترجیع کر رہے تھے۔پھر انہوں نے ابن مغفل کی سی قرأت کی پھر کہا: ''اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ لوگ تمہارے پاس بھیڑ بنالیں گے تو میں اسی طرح ترجیع کرتا جیسے حضرت ابن مغفل نے آپ کی قرأت کی ترجیع کی تھی۔جبکہ آپ نے فتح مکہ کے روز تلاوت کی تھی۔آپ اپنے گدھے یا اونٹنی پر سوار تھے۔وہ چل رہا تھا۔آپ سورۃ الفتح تلاوت فرما رہے تھے۔'' پھر انہوں نے ترجیع کی۔راوی ابن ابی ایاس نے کہا: ''اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ لوگ تمہارے پاس جمع ہو جائیں گے تو میں اس لہجہ میں تمہیں قرأت سناتا۔'' انہوں نے کہا: ''آپ نے لمبا کر کے قرأت کی۔''

ابن ابی شیبہ، احمد، شیخین، ابوداؤد، ترمذی نے شمائل میں، نسائی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''فتح مکہ کے سال آپ نے سفر میں سورۃ الفتح پڑھی۔آپ اپنی سواری پر تھے۔آپ نے اس میں ترجیع کی۔''

ابن ضحاک نے روایت لکھی ہے۔انہوں نے لکھا ہے: ''اس روایت کی سند میں عمرو بن موسیٰ ہے جو کہ متروک ہے) حضرت ابوبکرہ سے روایت ہے کہ آپ کی قرأت لمبی ہوتی تھی۔اس میں ترجیع نہیں ہوتی تھی۔''

انہوں نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی مبعوث کیا وہ خوبصورت چہرے والا اور حسین آواز والا ہوتا تھا۔تمہارے نبی محترم ﷺ ان سب سے چہرہ کے اعتبار سے خوبصورت اور آواز کے اعتبار سے حسین ہیں۔ سابقہ انبیاء کرام ترجیع کرتے تھے۔مگر لمبا نہ پڑھتے تھے جبکہ آپ لمبا پڑھتے تھے ترجیع نہ کرتے تھے۔

۴ آپ جب نماز میں یا نماز سے باہر رحمت یا عذاب کی آیات پڑھتے تو کیا کہتے؟

امام مسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''میں نے ایک رات آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔آپ نے ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کی۔جب ایسی آیت طیبہ پڑھتے جس میں تسبیح ہوتی تو آپ تسبیح بیان کرتے جب ایسی آیت طیبہ پڑھتے جس میں سوال ہوتا تو آپ التجاء کرتے۔جب کسی ایسی آیت طیبہ سے گزرتے جس میں پناہ مانگی گئی ہوتی تو آپ پناہ مانگتے۔''

امام احمد، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ''میں

نے آپ کے ساتھ قیام کیا۔آپ نے مسواک سے ابتدا کی۔ پھر وضو کیا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے لگے۔میں نے بھی آپ کے ساتھ قیام کیا۔آپ نے آغاز کیا۔سورۃ البقرۃ سے ابتدا کی۔جب بھی آپ آیت رحمت سے گزرتے تو ٹھہر جاتے اور سوال کرتے۔جب عذاب والی آیت طیبہ پڑھتے تو ٹھہر جاتے اور پناہ مانگتے۔"

امام احمد نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں ماہِ تمام کی شب آپ کے ساتھ قیام کرتی تھی۔آپ سورۃ البقرۃ،سورۃ آلِ عمران اور سورۃ النساء تلاوت فرماتے جب ایسی آیات پڑھتے جن میں خوف ہوتا تو رب تعالیٰ سے دعا مانگتے،معاذ مانگتے۔جب ایسی آیت پڑھتے جس میں بشارت ہوتی تو رب تعالیٰ سے التجاء کرتے اور اس کی طرف رغبت فرماتے۔"

امام احمد نے حضرت ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے آپ کو نماز میں قرأت کرتے ہوئے سنا۔وہ نماز فرض نہ تھی۔آپ نے جنت اور آگ کا تذکرہ پڑھا تو فرمایا:"میں آگ سے رب تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ہلاکت ہے اہلِ آتش کے لیے۔"

امام احمد،امام ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آپ سَبِّحِ اسم ربك الاعلی پڑھتے تو فرماتے:"سبحان ربی الاعلی"

ابوداؤد وغیرہ نے حضرت وائل بن حجر سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:"میں نے آپ کو سنا۔آپ نے ولا الضالین پڑھا۔پھر آمین کہا اور اس کے ساتھ آواز کو لمبا کیا۔الطبرانی نے ساتھ تین بار کا تذکرہ کیا ہے۔امام بیہقی کے الفاظ یہ ہیں:"رب اغفر لی آمین۔"

ابوداؤد نے حضرت موسیٰ بن ابی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے کہا:"ایک صحابی تھے جو اپنی چھت پر نماز پڑھتے تھے۔جب وہ آیت پڑھتے:

أليس ذالك بقادر علی ان یحیی الموتی۔

تو وہ کہتے:"سبحانك،ہاں!لوگوں نے ان سے اس کے بارے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:"میں نے حضور اکرم ﷺ سے اسی طرح سنا ہے۔"

عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ "أليس الله باحكم الحاكمين" تلاوت فرماتے تو فرماتے:"ہاں!میں اس پر گواہوں میں سے ہوں۔" صالح ابی خلیل سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب یہ آیت طیبہ پڑھتے تو فرماتے:"سبحانك بلی"

ابن مردویہ نے حضرت براء سے،انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے،ابن نجار نے ابی امامۃ سے،عبد بن حمید ابوداؤد اور بیہقی نے ایک صحابی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب یہ آیت پڑھتے تھے تو کہتے تھے:"سبحانك ربی و بلی"

۵ رات کے وقت آپ کتنی قرأت کرتے تھے؟

امام احمد، ابو داؤد، بیہقی اور الطبرانی نے حضرت اوس بن حذیفہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''ہم بنو ثقیف کے وفد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔۔۔۔آپ بنو مالک کے ایک خیمہ میں تشریف لے گئے۔ آپ ہر روز نماز عشاء کے بعد ہمارے پاس تشریف لاتے۔ آپ کھڑے ہو کر ہمارے ساتھ گفتگو کرتے۔ آپ طویل قیام کی وجہ سے بار بار پاؤں مبارک بدلتے تھے۔ جب رات ہوئی تو آپ اس وقت سے دیر سے آئے۔ جس وقت میں آپ تشریف لاتے تھے۔ ہم نے آپ سے عرض کی: ''آج رات آپ دیر سے آئے ہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''قرآن پاک کا میرا حصہ مجھ پر پیش ہوا تھا۔ میں نے ناپسند کیا کہ اسے ختم کیے۔ بغیر تمہارے پاس آؤں۔'' میں نے صحابہ کرام سے اس التجاء کی کہ حضور ﷺ کیسے قرآن کے مقررہ حصہ کی تلاوت کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ''آپ اس کے تین یا پانچ یا سات یا نو یا گیارہ یا تیرہ حصے مقرر کر لیے۔ قاف سے مفصل تک حصہ بناتے حتیٰ کہ اسے ختم فرماتے۔''

الطبرانی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ہر رات کو سورۃ آلِ عمران کی دس آیات پڑھتے تھے۔ امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ ہر رات کو سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ الزمر کی تلاوت کرتے تھے۔''

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابوروح الکلاعی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ آپ نے سورۃ الروم تلاوت کی۔ آپ ایک آیت طیبہ میں متردد ہوئے۔ جب آپ نے نماز مکمل کر لی تو فرمایا: ''قرآن ہم پر ملتبس ہو گیا تھا۔ تم میں سے بعض لوگ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ لیکن وہ وضو اچھی طرح نہیں کرتے۔ جو ہمارے ساتھ نماز ادا کرے وہ اچھی طرح وضو کرے۔''

تنبیہات

۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ کے پاس قرآن پاک کی تلاوت کی گئی۔ شعر بھی پڑھا گیا۔ آپ سے عرض کی گئی: ''کیا قرآن اور شعر'' آپ نے فرمایا: ''ہاں! ابویعلی نے الکلبی کی سند سے اسے روایت کیا ہے۔ وہ متروک ہے۔''

۲ ابوالحسن الضحاک نے کہا ہے ''آپ کی قرأت کے بارے میں وارد روایات میں سے حضرت انس اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہما کی روایات سب سے اصح ہیں۔''

مختلف روایات کو اس طرح جمع کیا جا سکتا ہے کہ آپ ترتیل سے پڑھتے تھے آپ لمبا فرماتے تھے۔ آپ ترجیع بھی فرماتے تھے۔ آواز کو لمبا کرنا اور ترتیل سے پڑھنا ترجیع کے منافی نہیں ہے۔ کبھی آپ ترجیع کرتے ہوئے اپنی

آواز کو لمبا کرتے تھے۔ وہ روایت جس میں تذکرہ ہے کہ آپ ترجیع نہ کرتے تھے۔ تو حضرت عبداللہ بن مغفل کی روایت زیادہ اثبت ہے۔ ان کو یوں جمع کرنا صحیح ہے کہ ہر راوی نے وہی کچھ بیان کیا جو اس نے سنا۔ حضرت ابن مغفل نے ترجیع کے ساتھ آپ کی قرأت سنی تھی۔ دوسرے راوی نے ترجیع کے بغیر قرأت سنی تھی۔ کیونکہ یہ صحیح نہیں کہ آپ ایک ہی انداز سے قرأت فرماتے ہوں۔ کیونکہ آپ کبھی آوازِ بلند سے اور کبھی آہستہ آواز سے قرأت کرتے تھے۔

❀❀❀❀

تیسرا باب

کسی دوسرے آدمی سے قرأت سننے سے آپ کی محبت

حضرت ابوموسیٰ نے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوموسیٰ کے پاس سے گزرے۔ وہ اپنے گھر میں تلاوت کر رہے تھے۔ وہ دونوں کھڑے ہو کر ان کی قرأت سننے لگے پھر آگے بڑھ گئے۔ وقتِ صبح حضرت ابوموسیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی۔ آپ نے فرمایا: "ابوموسیٰ! میں اور (ام المومنین) عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) تمہارے پاس سے گزرے۔ اس وقت تم اپنے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم نے کھڑے ہو کر تمہاری قرأت سنی۔" حضرت ابوموسیٰ نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر میں جان لیتا تو میں اپنی قرأت کو اور خوش نما کرتا۔"

حسن سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگ ان کے پاس جمع ہوئے۔ وہ انہیں قرآن پاک سنانے لگے۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا۔ اس نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا آپ کو یہ امر تعجب میں نہیں ڈال رہا کہ حضرت ابوموسیٰ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں لوگ ان کے پاس جمع ہیں۔ وہ انہیں قرآن پاک پڑھ کر سنا رہے ہیں۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم میں طاقت ہے کہ تم مجھے ایسی جگہ بٹھا دو جہاں مجھے ان میں سے کوئی نہ دیکھ سکے۔" اس نے عرض کی: "بالکل" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے۔ اس شخص نے آپ کو اس جگہ بٹھا دیا جہاں سے آپ کو ان میں سے کوئی دیکھ نہ رہا تھا۔ آپ نے حضرت ابوموسیٰ کی قرأت کو سنا اور فرمایا: "وہ آل داؤد کے مزامیر میں سے مزمار پر پڑھتے ہیں۔"

شیخین نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھے قرآن پاک پڑھ کر سناؤ۔" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا میں آپ کو قرآن پاک پڑھ کر سناؤں حالانکہ آپ پر قرآن پاک نازل ہوا ہے؟" آپ نے فرمایا: "میں پسند کرتا ہوں کہ میں قرآن پاک کسی دوسرے سے سنوں۔" میں نے آپ کو سورۃ نساء سنائی میں جب اس آیت تک پہنچا:

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿٤١﴾

ترجمہ: تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب! تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔

آپ نے فرمایا: "اب کافی ہے۔" میں نے دیکھا آپ کی چشمانِ مقدس آنسوؤں سے لبریز تھیں۔

چوتھا باب

آپ کا حضرت ابی بن کعب کو سورہ لم یکن الذین کفروا سنانا

شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں سورۃ "لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا" پڑھ کر سناؤں۔" انہوں نے عرض کی: "کیا میرے رب تعالیٰ جل وعلا نے میرا نام لیا ہے۔" آپ نے فرمایا: "ہاں!" یہ سن کر وہ رونے لگے۔"

امام احمد، حاکم، ترمذی (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) ضیاء اور الطبرانی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "مجھے رب تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن پاک سناؤں۔" آپ نے انہیں سورۃ "لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا" سنائی۔ آپ نے یہ عبارت بھی قرأت کی:

ان ذات الدین عند الله الحنیفیة المسلمة لا المشرکة ولا الیهودیة ولا النصرانیة ومن یعمل خیرا فلن یکفره۔

آپ نے یہ عبارت بھی پڑھی:

لو کان لابن آدم وادمن مال لابتغی الیه ثانیا ولو کان له ثانیا لابتغی الیه ثالثا ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ویتوب الله علی من تاب۔

الطبرانی نے الاوسط میں حضرت ابی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کو قرآن پاک سنایا تو آپ نے مجھے فرمایا: "مجھے حضرت جبرائیل امین نے کہا ہے کہ میں تمہیں قرآن پاک سناؤں۔"

الطبرانی نے اوسط میں اور ابن عساکر نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ابومنذر! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہیں قرآن پاک سناؤں۔" میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا۔ آپ کے دستِ اقدس پر اسلام قبول کیا۔ آپ سے علم سیکھا۔" آپ نے اپنا فرمان دہرایا۔" انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا وہاں میرا تذکرہ ہوا ہے؟" آپ نے فرمایا: "ہاں! الملاء الاعلیٰ میں تمہارے نام اور نسب کے ساتھ تمہارا ذکر ہوا۔" آپ نے مجھے قرآن پاک سنایا۔"

ابن ابی شیبہ نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ابی! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہیں قرآن پاک سناؤں۔" انہوں نے عرض کی: "کیا میرے رب نے میرا ذکر فرمایا ہے؟" آپ نے فرمایا: "ہاں!" آپ نے مجھے ایک آیت طیبہ سنائی۔ میں نے اسے آپ کے پاس دوبارہ پڑھا۔"

پانچواں باب

آپ ہر سال رمضان المبارک میں ایک بار اور آخری رمضان المبارک میں دو بار حضرت جبرائیل امین سے دور کیا

امام احمد اور ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:'' آپ ہر سال رمضان المبارک میں حضرت جبرائیل امین کے ساتھ قرآن پاک کا دور کرتے تھے۔جس سال آپ کا وصال ہوا آپ نے ان کے ساتھ دو بار دور کیا تھا۔''

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:'' آپ ہر رمضان المبارک میں دس دن اعتکاف بیٹھتے تھے جس سال آپ کا وصال ہوا آپ نے بیس روز قیام فرمایا تھا۔حضرت جبرائیل امین ہر سال ایک بار رمضان المبارک میں آپ کے ساتھ قرآن پاک کا دور کرتے تھے۔جس سال آپ کا وصال ہوا۔اس سال آپ نے ان کے ساتھ دو بار دور کیا تھا۔'' باقی تفصیلات آپ کے وصال کے باب میں آئیں گی۔ان شاءاللہ!

❁❁❁❁

آپ کے اذکار اور دعائیں

پہلا باب

دعا میں آپ کے آداب

اس میں کئی انواع ہیں۔

۱ حمد و ثناء سے دعا کا آغاز

ابن ابی شیبہ نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے جب بھی آپ کو دعا کا آغاز کرتے ہوئے سنا۔ آپ نے "سبحان ربی الاعلی العلی الوھاب" سے شروع کیا۔" اس روایت کے راوی صحیح کے ہیں سوائے عمر بن راد الیمانی کے ایک جماعت نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

۲ دعا میں آراستگی سے اجتناب

امام احمد نے امام شعبی سے روایت کیا ہے کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہیں کہا: "دعا کو آرستہ کرنے سے اجتناب کرو۔ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام اس طرح نہ کرتے تھے۔"

۳ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً کا تکرار

ابن ضحاک نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اگر آپ ایک سو بار بھی دعا مانگتے تو آغاز اور اختتام اس دعا سے کرتے تھے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

اگر آپ دو دعائیں مانگتے تو ان میں سے ایک اسے بنا دیتے۔"

حضرت بقی بن مخلد نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ اپنی دعا کے شروع میں، وسط میں اور آخر میں یہ دعا مانگتے تھے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

دعا میں دستِ اقدس بلند فرمانا اور انہیں بلند کرنے کی کیفیت

الطیالسی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب غزوۂ احد میں آپ کو اذیت پہنچی تو آپ نے اپنی چادر پھینک دی۔ آپ چادر کے بغیر کھڑے ہوئے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور دعا کی۔

مسدد نے صحیح کے راویوں سے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ کو دعا مانگتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے اپنے ہاتھ بلند کیے ہوئے تھے۔

ابو یعلی نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کو کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا تو آپ دعا میں ہاتھوں کو بلند فرماتے حتیٰ کہ مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم بن محمد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''مجھے اس شخص نے بتایا جس نے آپ کی احجار الزیت کے پاس زیارت کی تھی کہ آپ اپنے ہاتھوں کی سفیدی کے ساتھ دعا مانگ رہے تھے۔''

امام احمد نے حسن سند کے ساتھ حضرت خلاد بن سائب انصاری سے روایت کیا ہے کہ جب آپ رب تعالیٰ سے کوئی چیز مانگتے تو ہاتھوں کے اندر والے حصے کو اپنی طرف رکھتے اور اگر پناہ مانگتے تو ہاتھوں کے ظاہر کو اپنی طرف رکھتے۔

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ اپنے ہاتھوں کو بلند فرماتے تھے۔ جبکہ آپ دعا مانگتے تھے حتیٰ کہ آپ انہیں اتنا بلند فرماتے کہ میں گھبرا جاتی۔''

البزار اور الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت انس سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ میدانِ عرفات میں دعا مانگنے کے لیے دستِ اقدس بلند فرماتے۔ صحابہ کرام نے کہا: ''یہ تو اللہ رب العزت سے گڑگڑا کر دعا مانگنا ہے۔'' پھر آپ کی اونٹنی بھاگنے لگی تو آپ نے ایک دست اقدس کھولا۔ اسی کے ساتھ اسے پکڑا جبکہ دوسرا اٹھا رکھا تھا۔''

الطبرانی نے حضرت خلاد بن سائب اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور سید عالم ﷺ دعا مانگتے تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے چہرے کی طرف اٹھاتے تھے۔

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ دعا کے لیے ہاتھ نہ اٹھاتے حتیٰ کہ آپ نماز سے فارغ ہو جاتے۔''

ابو داؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے آپ کو ہاتھوں کے باطن اور ظاہر کے ساتھ دعا مانگتے ہوئے دیکھا۔'' اس روایت کو ابن عدی نے ضعیف سند سے روایت کیا ہے۔ اس میں اضافہ ہے:

''بخدا! آپ دست اقدس کے ظاہر کے ساتھ دعا مانگتے تھے۔''

امام احمد اور ابوالحسن ضحاک نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ دعا مانگتے تھے تو ہاتھوں کو بلند فرماتے حتیٰ کہ مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی۔''

قاضی ابوبکر الشافعی نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ دعا مانگتے ہوئے اپنے دست اقدس اتنے بلند فرماتے کہ ان کی بلندی کی وجہ سے میں گھبرا جاتی تھی۔''

ابن ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے عرفہ میں موقف میں آپ کی زیارت کی۔ آپ کا دست اقدس سینۂ اقدس پر تھا۔ جیسے مسکین کھانا طلب کرتا ہے۔''

انہوں نے حضرت ابوسعید سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ عرفہ میں اس طرح دعا مانگ رہے تھے۔''

علی بن جعد نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اس طرح اٹھائے کہ ان کا باطن زمین کی طرف اور ان کا ظاہر آسمان کی طرف تھا۔''

ابن عدی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے سید المرسلین ﷺ کو اس طرح دعا مانگتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے اپنے بائیں دستِ اقدس کی ہتھیلی کو پھیلایا اور اپنی دائیں انگلی کے ساتھ انہیں حرکت دے رہے تھے۔ یا اپنی سبابہ انگلی کے ساتھ انہیں حرکت دے رہے تھے۔''

ابوبکر بن خیثمہ نے حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے منبر پاک پر آپ کی زیارت کی آپ دعا مانگ رہے تھے اور اپنی انگلیوں سے اشارہ فرما رہے تھے۔''

امام مسلم اور برقانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے بارش کے لیے دعا مانگی آپ نے ہاتھوں کو اس طرح لمبا کیا آپ نے اپنے دست اقدس سے اپنے سینۂ اقدس کی طرف اشارہ کیا۔ ہاتھوں کے باطن کو زمین کی طرف کیا۔ حتیٰ کہ ہم نے آپ کی مبارک بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔ حالانکہ آپ منبر پر جلوہ افروز تھے۔

۵ فارغ ہو کر ہاتھوں کو چہرۂ انور پر پھیر لینا، جب کسی کے لیے دعا کرنا تو ابتداء اپنی ذاتِ والا سے کرنا اور دوسرے کی دعا پر آمین کہنا

ابن ضحاک نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ نے جب بھی دعا کے لیے دستِ اقدس بلند کیے تو انہیں بند کرنے سے پہلے اپنے چہرۂ انور پر پھیر لیا۔''

امام احمد اور امام بیہقی نے یزید ابن اخت النمر الکندی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''جب آپ دعا مانگتے تو مبارک ہاتھوں کو بلند کرتے اور اپنے ہاتھ چہرۂ انور پر پھیر لیتے۔''

امام ترمذی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے غریب روایت لکھی ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ دعا میں

اپنے ہاتھ بلند فرماتے تو آپ انہیں نیچے کرنے سے قبل چہرۂ انور پر پھیر لیتے۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے اور ابو داؤد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ کو پسندیدہ امر یہ تھا کہ آپ تین دفعہ دعا مانگیں اور تین دفعہ ہی مغفرت طلب کریں۔"

البرقانی نے اپنی صحیح میں لکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ جب دعا مانگتے تو تین بار دعا مانگتے تھے۔"

الطبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب آپ دعا مانگتے تو ابتداء اپنی ذاتِ والا سے کرتے تھے۔"

ابن ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، اسی طرح ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ کسی کو یاد کرتے تو اس کے لیے دعا کرتے اور ابتداء اپنی ذات اقدس سے کرتے۔

❁❁❁❁

دوسرا باب

جب بستر پر تشریف لے جاتے تو کیا پڑھتے، کیا کرتے؟

ابوعبداللہ المحاملی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''جب آپ آرام فرمانے لگتے تو آپ یہ دعا مانگتے:

باسمك اللهم احيا و اموت۔

امام بخاری نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''جب آپ سونے کے لیے بستر پر تشریف لے جاتے تو دائیں پہلو پر لیٹتے پھر یہ دعا مانگتے:

اللهم اسلمت نفسي اليك ووجهت وجهي اليك والجات ظهري اليك وفوضت امري اليك رغبة و رهبة اليك ولا ملجاء و منجي منك الا اليك آمنت بكتابك الذي انزلت و نبيك الذي ارسلت۔

آپ نے فرمایا:''جس نے یہ کلمات پڑھے پھر اسی رات مرگیا تو وہ فطرت پر مرے گا۔''بقیہ راویوں نے لکھا ہے کہ آپ نے یہ دعا حضرت براء کو سکھائی بھی تھی۔''

امام مسلم کے علاوہ ایک جماعت نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب آپ سونے کے لیے ہر رات بستر پر تشریف لے جاتے تو دونوں ہتھیلیوں کو جمع کرتے۔ان میں پھونک مارتے۔سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھتے۔پھر انہیں اپنے جسد اطہر پر وہاں تک پھیرتے جہاں تک ہاتھ جاتے۔سر اقدس اور چہرۂ انور سے ابتداء کرتے۔پہلے جسم اطہر کے اگلے حصے سے آغاز کرتے۔''آپ تین بار اس طرح کرتے تھے۔''

امام مسلم اور ائمہ ثلاثہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب سونے کے لیے تشریف لے جاتے تو یوں تعریف فرماتے:

الحمد لله الذي اطعمنا و سقانا و كفانا و آوانا فكم ممن لا كافي له ولا مؤوي۔

ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا:''جب آپ آرام فرمانے کا ارادہ کرتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار اقدس کے نیچے رکھتے۔پھر تین بار یہ دعا مانگتے:

اللھم قنی عذابك یوم تبعث عبادك۔

امام ترمذی نے اسی مفہوم کی روایت حضرت براء سے بھی تحریر کی ہے اور اسے حسن کہا ہے۔ حضرت حذیفہ سے بھی اسی مفہوم کی روایت تحریر کی ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ سوتے وقت یہ دعا کرتے تھے:

اللھم رب السمأوات السبع و رب العرش العظیم ربنا و رب کل شیء منزل التوراۃ والانجیل والقرآن العظیم اعوذبك من شر کل دابۃ۔

❁❁❁❁

تیسرا باب

جب فجر طلوع ہوتی اور جب سورج طلوع ہوتا تو کیا پڑھتے

امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت عبداللہ بن قاسم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کی خادمہ نے مجھے بتایا کہ وہ سنتی تھی آپ طلوع فجر کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

اللهم انی اعوذبك من عذاب القبر و من فتنة القبر۔

بزار نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب صبح ہوتی اور سورج طلوع ہوتا تو آپ یہ دعا مانگتے تھے:

اللهم اصبحت و شهدتُ بما شهدتَ به علیٰ نفسك و اشهدت ملائكتك و اولی العلم و من لم يشهد بما شهدت فاكتب شهادتی مكان شهادته اللهم انت السلام و منك السلام و اليك يعود السلام يا ذاالجلال والاكرام نسئلك ان تستجيب لنادعوتنا و ان تعطينا رغبتنا و ان تُغنينا عمن اغنيته عنا من خلقك اللهم اصلح لی دينی الذی هو عصمة امری و اصلح لی دنيای التی فيها معيشتی و اصلح لی آخرتی التی اليها منقلبی۔

❁❁❁❁

چوتھا باب

مطلق پناہ طلب کرنا

الطبرانی، ابن ابی شیبہ نے صحیح سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اللھم انی اعوذبك من علم لا ینفع و عمل لا یرفع و قلب لا یخشع و دعاء لا یسمع۔

ابن حبان کی روایت کے یہ الفاظ ہیں:

اللھم اعوذ بك من نفس لا تشبع و اعوذبك من صلوۃ لا تنفع اعوذبك من دعاء لا یسمع و اعوذبك من قلب لا یخشع۔

اس روایت کو ابو یعلی، مسدد، نسائی نے حضرت ابن عمرو سے، ابن شیبہ نے حضرت ابن مسعود سے، الطبرانی نے حضرت ابن عباس سے اور الطبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

اللھم انی اعوذبك من دعاء لا یسمع و من قلب لا یخشع و نفس لا تشبع۔

حمیدی نے صحیح سند کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرض کے غلبہ سے پناہ مانگتے تھے۔

حارث، بزار نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم انی اعوذبك من الصمم و البکم و اعوذبك من المأثم والمغرم۔

بزار نے یہ اضافہ کیا ہے:

اعوذبك من الغم و اعوذبك من الھم و اعوذبك من الھدم و اعوذبك من موت الجوع و اعوذبك من الخیانۃ فانھا بئست البطانۃ۔

الطبرانی، ابو یعلی اور ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم اعوذ بك من الھم والحزن، و اعوذبك من العجز والکسل و اعوذبك من الجبن والبخل و اعوذبك من ضلع الدین و غلبۃ الرجال۔

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ آپ یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم انی اعوذبك من الھم والحزن و اعوذبك من العجز والکسل و اعوذبك

من القسوة والغفلة والعيلة والذلة والمسكنة و اعوذ بك من الفسوق والشقاق والنفاق والسمعة والرياء و اعوذ بك من الصمم والبكم والجنون والجذام و سيئ الاسقام۔

ابن قانع نے حضرت عطاء بن میسرہ رہاوی سے روایت کیا ہے کہ آپ یہ دعا مانگتے تھے:

اللهم انى اعوذ بك من البؤس والتباؤس۔

ابن ضحاک نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ یہ دعا مانگتے تھے:

اعوذ بكلمات الله التامة من غضبه و عقابه و شر عباده و همزات الشياطين و ان يحضرون۔

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ یہ دعا مانگتے تھے:

اللهم انى اعوذ بك من العجز والكسل والجبن والهرم و اعوذ بك من فتنة المحيا والممات و اعوذ بك من عذاب القبر۔

ابن ضحاک نے حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت کیا ہے کہ آپ یہ دعا مانگتے تھے:

اللهم انى اعوذ بك من الاسد والاسود و اعوذ بك من الهدم و اعوذ بك من بوار الأيم۔

ثابت نے حضرت ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ آپ یہ دعا مانگتے تھے:

اعوذ بك من كل حية و عقرب۔

ابن ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ یہ دعا مانگتے تھے:

اللهم اعوذ بك من غلبة الدين و غلبة العدو و من بوار الايم۔

ثابت بن قاسم نے روایت کیا ہے کہ آپ یہ دعا مانگتے تھے:

اللهم انى اعوذ بك بكلمات الله التامة واسمائه كلها عامة من شر السامة والهامة و من شر عين لامة و شر حاسد اذا حسد و من شر قترة وما ولد۔

ابن ضحاک نے روایت کیا ہے کہ آپ یہ دعا بھی مانگتے تھے:

اللهم انى اعوذ بك من البخل واعوذ بك من الجبن و اعوذ بك ان ارد الى ارذل العمر و اعوذ بك من فتنة الدنيا۔

ابوداؤد اور ابن ضحاک نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ آپ یوں التجاء کرتے تھے:

اللھم انی اعوذ بك من الشقاق والنفاق و سوء الاخلاق و کل امر لا یطاق۔

ابن ضحاک نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ یوں التجا کرتے تھے:

اللھم انی اعوذ بك من الصمم و البکم و المغارم وَالمآثم و اعوذ بك من موت المعرۃ و من موت الھدمۃ و من موت الھدم و من شتات الامر. اللھم لا تجعل الخیانۃ لی بطانۃ ولا تجعل الجوع الی ضجیعا فبئس الضجیع۔

امام بخاری نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم انی اعوذ بك من الکسل والھرم والمأثم والمغرم و من فتنۃ القبر و عذاب القبر و من فتنۃ النار و عذاب النار و من شر فتنۃ الغنی و اعوذ بك من فتنۃ الفقر اعوذ بك من فتنۃ المسیح الدجال. اللھم اغسل خطایای بماء الثلج والبرد و نق قلبی من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس و باعد بینی و بین خطایای کما باعدت بین المشرق والمغرب۔

ابن ضحاک نے آپ کی یہ دعا نقل کی ہے:

اللھم انی اعوذ بك ان اموت ھما او غما او اموت غرقا و ان یتخبطنی الشیطان۔

انہوں نے حضرت ام سلمہ سے روایت کیا ہے کہ آپ یوں التجاء بھی کرتے تھے:

اللھم انی اعوذ بك من موت الغم و من موت الھدم و من سوء الامر اللھم انی اعوذ بك من الخیانۃ فبئست البطانۃ و اعوذ بك من الجوع فبئس الضجیع۔

انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نماز کے بعد یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم انی اعوذ بك من عذاب القبر و اعوذ بك من عذاب النار و اعوذ بك من الفتنۃ ظاھرا و باطنا اللھم انی اعوذ بك من مال یطغینی و فقر ینسینی وھوی یردینی و بوار الایم و اعوذ بك من الریاء والشکوك والسمعۃ۔

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم انی اعوذ بك من الکسل والھرم و فتنۃ الصدر و عذاب القبر۔

بزار نے ان سے روایت کیا ہے کہ آپ یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم انی اعوذ بك من الشیطان من ھمزہ و نفخہ و نفثہ و من عذاب القبر۔

الطبرانی نے حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کو سنا آپ یہ دعا مانگ رہے تھے:

اعوذ بوجهك الكريم و باسمك الكريم من الكفر والفقر۔

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ یہ دعا مانگتے تھے:

اللهم انی اعوذ بك من يوم السوء و من ليلة السوء و من مساعة السوء و من صاحب السوء من جار السوء فی دار المقامة۔

الطبرانی نے عائشہ بنت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ یہ دعا مانگتے تھے:

اللهم انی اعوذ بك من شر الاعميين۔

آپ سے عرض کی گئی:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اعمیان (دو اندھوں) سے کیا مراد ہے؟" آپ نے فرمایا: "سیلاب اور حملہ آور اونٹ۔"

بزار نے حسن سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ یہ دعا مانگتے تھے:

اللهم انی اعوذ بك من الصمم و البكم و اعوذ بك من المأثم والمغرم و اعوذ بك من الغم (الغرق) و اعوذ بك من الهم۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ یوں التجاء کرتے تھے:

اللهم انی اعوذ بك من العجز والكسل والهرم والجبن والبخل۔

امام احمد البزار اور الطبرانی نے (ان کی سند میں کوئی حرج نہیں) روایت کیا ہے کہ آپ سات قسم کی موتوں سے پناہ مانگتے تھے۔ (۱) اچانک موت (۲) سانپ کے ڈسنے سے موت (۳) درندے کی وجہ سے موت (۴) غرق ہونے کی وجہ سے موت (۵) جلنے سے موت (۶) آپ پر یا آپ کسی چیز پر گریں اور لشکر کے فرار کے وقت قتل۔

بزار نے ثقہ افراد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ اچانک موت سے پناہ مانگتے تھے۔ آپ کو پسند تھا کہ آپ وصال سے پہلے علیل ہوں۔"

امام احمد نے ثقہ راویوں سے (سوائے ابراہیم بن اسحاق کے) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ یہ دعا مانگتے تھے:

اللهم انی اعوذ بك اموت هما او غما. و ان اموت غرقا و ان يتخطنی الشيطان عند الموت او اموت لديغا۔

پانچواں باب

آپ کے وہ اذکار اور دعائیں جو اسباب کے ساتھ متصل ہیں جن کا تذکرہ سابقہ ابواب میں نہیں ہوا

الطبرانی نے صحیح کے افراد سے حضرت ابووائل سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک شخص بجیلہ سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا۔ ان سے کہا: "میں نے دوشیزہ سے شادی کی ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ وہ مجھے چھوڑ دے گی۔" حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے جبکہ نفرت شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ تاکہ وہ انسان کے سامنے اس چیز کو ناپسندیدہ بنا دے جسے رب تعالیٰ نے حلال بنایا ہے۔ جب تم اس کے پاس جاؤ تو اسے حکم دینا کہ وہ تمہارے پیچھے دو رکعتیں ادا کرے۔ پھر یہ دعا مانگنا:

اللهم بارك لی فی اهلی و بارك لهم فی اللهم ارزقهم منی وارزقنی منهم اللهم اجمع بيننا ما جمعت الی خير و فرق بيننا اذا فرقت الی خير۔

انہوں نے ایک اور سند سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب نئی دلہن اپنے خاوند کے پاس جائے تو مرد قیام کرے۔ عورت اس کے پیچھے قیام کرے وہ دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر یہ دعا مانگیں:

اللهم بارك لی فی اهلی----

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور نبی کریم ﷺ ہمیں خطبۃ الحاجۃ سکھاتے تھے۔ آپ یوں فرماتے تھے:

الحمد لله نحمده و نستعينه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلل فلا هادی له و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله۔

ابوعبیدہ نے کہا: "میں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے کہا: "حضور اکرم ﷺ فرماتے تھے: "پھر تم قرآن

پاک کی تین آیات پڑھو:

اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ (آل عمران:۱۰۲)

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ﴿۱﴾ (النساء:۱)

اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ﴿۷۰﴾ یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ﴿۷۱﴾ (الاحزاب:۷۰،۷۱)

پھر اپنی حاجت کا تذکرہ کرو۔"

❁❁❁❁

چھٹا باب

آپ کی مطلق دعائیں اور اذکار

شیخین نے حضرت ابوموسیٰ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا مانگتے تھے:
اللهم اغفر لی خطيئتي و جهلي و اسرافی فی امری وما انت اعلم به منی، اللهم اغفر لی جِدّی و هزلی و خطئ و عمدی و كل ذالك عندی اللهم اغفر لی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما انت اعلم به منی انت المقدم و انت المؤخر و انت علی كل شیء قدير۔
امام احمد نے حسن سند سے اور طیالسی نے صحیح سند سے یہ روایت ان الفاظ میں لکھی ہے:
اللهم اغفر لی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما انت اعلم به منی انت المقدم و انت المؤخر لا اله الا انت۔
انہوں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا:
اللهم اغسل خطایای بماء الثلج والبرد و نق قلبی من الخطايا كما نقيت الثوب الابيض من الدنس و باعد بینی و بين خطایای كما باعدت بين المشرق والمغرب۔
ابو یعلی نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا مانگتے تھے:
اللهم طهرنی بالثلج والبرد والماء البارد اللهم طهر قلبی من الخطايا كما طهرت الثوب الابيض من الدنس وباعد بینی و بين ذنوبی كما باعدت بين المشرق والمغرب اللهم انی اعوذ بك من قلب لا يخشع ونفس لا تشبع و دعاء لا يسمع و علم لا ينفع اللهم انی اعوذ بك من هولاء الاربع، اللهم انی اسئلك عيشة نقية و ميتة سوية و مردًا غير مخزو لا فاضح۔
امام مسلم، ترمذی اور نسائی نے اسے مختصر روایت کیا ہے: "باعد بینی و بين ذنوبی ۔۔۔۔"

الطبرانی نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے یوں روایت کیا ہے:

اللھم باعد بینی و بین ذنوبی کما باعدت بین المشرق والمغرب و نقنی من خطیئتی کما نقیت الثوب الابیض من الدنس۔

امام ترمذی اور ابن ماجہ نے ان سے روایت کیا ہے:

اللھم انی اسئلك الھدیٰ والتقی والعفاف والغنی۔

امام مسلم اور نسائی نے حضرت ابن عمرو سے روایت کیا ہے:

اللھم مصرف القلوب صرّف قلوبنا علی طاعتك۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

اللھم اصلح لی فی دینی الذی ھو عصمة امری و اصلح لی دنیای التی فیھا معاشی و اصلح لی آخرتی التی فیھا معادی و اجعل الحیاۃ لی زیادۃ فی کل خیر واجعل الموت راحة لی من کل شر۔

ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

رب اعنی ولا تعن علی وانصرنی ولا تنصر علی و امکن لی و لا تمکن علی۔

دوسرے الفاظ میں ہے:

امکر لی ولا تمکر علیّ و اھدنی و یسر لی الھدی و انصرنی علی من بغی علی رب اجعلنی لك شکارا ذکارًا لك راھبا لك مطواعا لك مخبتا الیك اوّاھا منیبا رب تقبل توبتی واجب دعوتی واغسل حوبتی و ثبت حجتی و سدّد لسانی (واھد قلبی) و اسلُل سخیمة قلبی۔

ابن ماجہ اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے:

اللھم اغفرلنا وارحمنا وارض عنا و تقبل منا و ادخلنا الجنة و نجنا من النار و اصلح لنا شأننا کله۔

ترمذی، نسائی اور حاکم نے یہ دعا نقل کی ہے:

اللھم زدنا ولا تنقصنا و اکرمنا ولا تھنا و اعطنا ولا تحرمنا و آثرنا ولا تؤثر علینا و ارضنا و ارض عنا۔

امام ترمذی نے حضرت ام سلمہ سے حسن، ابن ماجہ سے حضرت انس سے، حاکم نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے:

یامقلب القلوب ثبت قلبی علی دینك۔

امام ترمذی نے حسن غریب اور حاکم نے یہ روایت لکھی ہے:

اللھم متعنی بسمعی و بصری و اجعلھما الوارث منی و انصرنی علی من ظلمنی و خذ منہ ثاری۔

امام ترمذی نے حسن غریب روایت لکھی ہے:

اللھم ارزقنی حبك و حب من یحبك و حب من ینفعنی حبہ عندك. اللھم ما رزقتنی مما احب فاجعلہ قوۃ لی فیما تحب اللھم وما زویت عنی مما احب فاجعلہ قوۃ لی فیما تحب۔

حاکم اور نسائی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے:

اللھم انفعنی بما علمتنی و علمنی ما ینفعنی و ارزقنی علما تنفعنی بہ۔

امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے:

و زدنی علما الحمد للہ علی کل حال و اعوذ باللہ من حال اھل النار۔

نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے یہ دعا نقل کی ہے:

اللھم بعلمك الغیب و قدرتك علی الخلق احیینی ما علمت الحیاۃ خیر الی و توفنی اذا علمت الوفاۃ خیر الی، اللھم اسألك خشیتك فی الغیب والشھادۃ و کلمۃ الاخلاص فی الرضا والغضب و اسئلك القصد فی الفقر والغنی و اسئلك نعیما لا ینفذ و قرۃ عین لا تنقطع و اسئلك الرضی بالقضاء و برد العیش بعد الموت ولذۃ النظر الی وجھك والشوق الی لقائك و اعوذ بك من ضراء مضرۃ و فتنۃ مضلۃ اللھم زیّنا بزینۃ الایمان واجعلنا ھداۃ مھدیین۔

ابن حبان اور حاکم نے حضرت بسر بن ابی ارطاۃ سے روایت کیا ہے:

اللھم احسن عاقبتنا فی الامور کلھا و اجرنا من خزی الدنیا و عذاب الآخرۃ۔

الطبرانی نے یہ اضافہ کیا ہے۔ "جس نے وہ دعا مانگی وہ آزمائش سے پہلے ہی مرگیا۔"

حاکم نے حضرت ابن مسعود سے، ابن حبان نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

اللھم احفظنی بالاسلام قائما واحفظنی بالاسلام قاعدا و احفظنی بالاسلام راقدًا لا تشمت بی عدوا ولا حاسدا اللھم انی اسئلك من کل خیر

خزائنه بيدك و اعوذ بك من كل شر خزائنه بيدك، انت آخذ بناصيه۔

امام حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

اللهم انا نسئلك موجبات رحمتك و عزائم مغفرتك والسلامة من كل اثم والغنيمة من كل بر والفوز بالجنة والنجاة من النار۔

الطبرانی نے الدعاء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

اللهم لا تدع لی ذنبا الا غفرته ولا هما الا فرجته ولا دينا الا قضيته ولا حاجة من حوائج الدنيا والآخرة الا قضيتها برحمتك و انت ارحم الراحمين۔

حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

اللهم قنعني بما رزقتني و بارك لی فيه و اخلف على كل غائب لی بخير۔

حاکم نے حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:

اللهم انا نسئلك خير المسألة و خير الدعاء و خير النجاح و خير العمل و خير الثواب و خير الحياة و خير الممات و ثبتني و ثقل موازيني و حقق ايمانی و ارفع درجتی و تقبل صلاتی و اغفر خطيئتی و اسئلك الدرجات العلى من الجنة، اللهم انی اسئلك فواتح الخير و خواتمه و جوامعه و اوله و آخره و ظاهره و باطنه والدرجات العلى من الجنة آمين۔

اللهم انی اسئلك خير ما آتی۔ و خير ما افعل و خير ما اعمل و خير ما بطن و خير ما ظهر والدرجات العلى من الجنة آمين۔

اللهم انی اسئلك ان ترفع ذكری و تضع وزری و تصلح امری و تطهر قلبی و تحصن فَرْجی و تنور لی قلبی و تغفر لی ذنبی و اسئلك الدرجات العلى من الجنة آمين۔

اللهم انی اسئلك ان تبارك لی فی نفسی و فی سمعی و فی بصری و فی وجهی و فی خَلْقی و فی خلقی و فی اهلی و فی محيای و فی مماتی و فی عملی و تقبل حسناتی و اسئلك الدرجات العلى من الجنة آمين۔

امام ترمذی نے حسن اور ابن عرفہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔اسی طرح طبرانی نے ان سے روایت کیا ہے:

اوسع رزقك علیّ عند کبر سنی و انقطاع عمری۔

ابن ضحاک نے لکھا ہے کہ آپ اکثر یہ دعا مانگتے تھے۔"

ابن حبان نے حضرت عثمان ابی العاص سے اور قریش کی ایک عورت سے روایت کیا ہے کہ آپ یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم اغفر لی ذنبی و خطئ و عمدی اللھم انی استھدیك کارشد امری و اعوذ بك من شری نفسی۔

البزار اور ابن ضحاک نے یوں روایت کیا ہے:

اللھم لا تکلنی الی نفسی طرفة عین ولا تنزع منی صالح ما اعطیتنی۔

ابن ضحاک اور امام احمد نے ثقہ راویوں سے (ابو سعید الحمصی کے علاوہ) روایت کیا ہے:

اللھم اجعلنی اعظم شکرك و اکثر ذکرك واتبع نصیحتك و احفظ وصیتك اللھم اقلنی عثرتی و استر عورتی و اکفنی ما اھمنی و اعنی علی من ظلمنی و ارنی ثاری۔

اللھم انك لست باله استحدثناه ولا برب ابتدعناه ولا کان لنا قبلك اله نلجأ الیه و نذرك ولا اعانك علی خلقنا احد فنشك فیك۔

دوسرے الفاظ میں ہے:

نشرکه فیك و تبارکت و تعالیت انك انت التواب الرحیم۔

اللھم انت فالق الاصباح و جاعل اللیل سکنا والشمس والقمر حسبانا اقض عنا الدین و اغننی من الفقر متعنی بسمعی و بصری و قوتی فی سبیلك۔

اللھم طھر قلبی من النفاق و عملی من الریا اللھم انی اسئلك فعل الخیرات و ترك المنکرات و حب المساکین و اذا اردت فی الناس فتنة فاقبضنی الیك غیر مفتون۔

ابن عدی اور ابن ضحاک نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

اللھم انی ادعوك دعاء من تقطعت دنیا واردفته آخرته۔

البزار نے حسن سند کے ساتھ یہ دعا نقل کی ہے:

اللھم انی اسئلك الطیبات و ترك المنکرات و حب المساکین و ان تتوب علیّ و ان اردت بعبادك فتنة ان تقبضنی الیك غیر مفتون۔

ابن عدی اور ابن ضحاک نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

اللهم واقية كواقية الوليد.

ابویعلی نے کہا ہے: "يعني المولود"

حضرت خلیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

اللهم انی ادفع بك ما لا اطيق و بك استعين على ما اريد يا ذا الجلال والاكرام.

ابن ضحاک نے حضرت عبداللہ بن وھب سے اور محمد بن عمر سے یہ دعا روایت کی ہے:

اللهم حبب الیّ لقاءك كما حببت الیّ عطاءك و اعوذبك من حب الرجعة الیّ عند حضور الوفاة.

ابوعمرو الاوزاعی سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

اللهم انی ضعيف فقوّنی رضاك ضعفی و خذ الی الخير بناصيتی واجعل الاسلام منتهی رضائی. اللهم انی ضعيف فقونی و انی ذليل فاعزنی و انی فقير فاغننی اللهم بلغنی من رحمتك ما ارجو من رحمتك واجعل لی ودّا عند الذين آمنوا و عهدا عندك.

بزار، الطبرانی نے (انہوں نے صحت کی جگہ "العصمة" لکھا ہے۔ ان کے راوی ثقہ ہیں۔ سوائے عبدالرحمان بن زیاد بن انعم کے۔ یہ حفظ کے اعتبار سے ضعیف ہے) اور ابن ابی عمر نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے یہ دعا نقل کی ہے:

اللهم انی اسئلك العصمة والعفة والامانة و حسن الخلق والرضا بالقدر.

ابن ضحاک کے یہ الفاظ ہیں: "حضور نبی ختمی مرتبت ﷺ یہ دعا مانگتے تھے۔۔۔۔

ابن ضحاک نے ابوالحسن شیبانی سے منقطع روایت کیا ہے۔

اللهم انی اسئلك العافية لی ولاهل بيتی.

انہوں نے کنانہ کے ایک بزرگ صحابی سے روایت کیا ہے:

اللهم لا تخزنی يوم القيامة ولا تخزنی يوم البأس.

اللهم لا تسلط علی عدوا ابدا ولا تشمت بی عدوا ابدا ولا تنزع منی صالحا اكسبته ابدا و اذا اردت فتنة بقوم فتوفنی اليك غير مفتون و ارنی الحق حقا اتبعه و ارنی المنكر منكرا اجتنبه ولا تجعل شيئا من ذالك علیّ اشتباها فاتبع هوای بغير هدی منك واتبع هوی محبتك و رضا نفسك و اهدنی لما

اختلف فیہ من الجب باذنك۔

امام احمد، ابویعلی نے ثقہ راویوں سے، امام احمد نے صحیح کے راویوں سے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، ابن ضحاک نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

اللھم حسنت خلقی فحسن خلقی۔

ابوالحسن بن ضحاک اور البزار نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم اعنی علی ذکرك و شکرك و حسن عبادتك۔

اللھم انی اعوذبك ان یغلبنی دین او عدو و اعوذبك من غلبۃ الرجال۔

ابن ضحاک نے حضرت ابوہلال سے مرسل سے روایت کیا ہے:

اللھم لا تمتنی غما ولا غرقا ولا ھدما و حرقا ولا یسقط علیّ شیء ولا اسقط علی شیء ولا مولیا ولا یتخطبنی الشیطان۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ آپ عیدگاہ کی طرف جاتے وقت یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم بحق السائلین علیك و بحق مخرجی ھذا لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا ریاء خرجت اتقاء سخطك و ابتغاء مرضاتك فعافنی اللھم بعافیتك من النار۔

ابن عدی نے حضرت واثلہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "عید کے روز ہم نے حضور اکرم ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ ہم نے عرض کی: "اللہ تعالیٰ آپ سے اور ہم سے قبول کرے۔" آپ نے فرمایا: "ہاں! اللہ تعالیٰ ہم سے اور تم سے قبول کرے۔"

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کو کوئی امر آلیتا تو آپ یہ دعا مانگتے:

لا الہ الا اللہ الحکیم العظیم لا الہ الا اللہ رب العرش الکریم ولا الہ الا اللہ الحکیم العظیم لا الہ الا اللہ رب العرش العظیم لا الہ الا اللہ رب السمٰوٰت و رب الارض و رب العرش الکریم۔

ابن ضحاک نے محمد بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ کسی مصیبت کے وقت یہ دعا مانگتے تھے:

یا حی یا قیوم برحمتك استغیث۔ اللہ اللہ، اللہ لا شریك لك شیئا یا صریخ المکروبین یا مجیب المضطرین و یا کاشف کرب المؤمنین یا ارحم الرّحمین

اکشف کربی و غمی فانہ لا یکشفہ الا انت تعلم حالی و حاجتی۔

ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ یہ دعا مانگتے تھے:

لا الہ الا اللہ وحدہ۔ انجز وعدہ و نصر عبدہ و غلب الاحزاب وحدہ ولا شی بعدہ۔

امام مسلم، نسائی اور ابن ضحاک نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ اکثر یہ دعا مانگتے تھے:

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت شہر بن حوشب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: ''ام المؤمنین! جب حضور انور ﷺ آپ کے پاس ہوتے تھے تو اکثر کون سی دعا مانگتے تھے۔'' انہوں نے فرمایا: ''آپ اکثر یہ دعا مانگتے تھے:

یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک۔

عبد بن حمید نے اسے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ابن ضحاک نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ اکثر یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم انی اعوذبک من شر ما عملت و من شر مالم اعمل۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ اکثر یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم سلّمنی وسلّم منی۔

الطبرانی نے ضعیف سند سے اور البزار نے سند جید کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اکثر یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم اجعلنی اخشاك حتی كانی اراك ابدا حتی القاك و اسعدنی بتقواك ولا تشقنی بمعصیتك و خر لی فی قضائك و بارك لی فی قدرك حتی لا احب تعجیل ما اخرت تاخیر ما عجلت و اجعل غنائی فی نفسی و امتعنی بسمعی و بصری و اجعلها الوارث منی و انصرنی علی من ظلمنی و ارنی فیہ ثاری و اقر بذالك عینی۔

البزار نے حسن سند سے حضرت جابر سے روایت کیا ہے:

اللھم متعنی بسمعی۔

امام احمد، البزار اور الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ اکثر یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم اغفر لی ما اخطأت وما تعمدت وما اسررت وما اعلنت و ما جھلت وما تعمدت۔

امام احمد، الطبرانی اور ابو یعلی نے حسن سند سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم اغفرلنا ذنوبنا و ظلمنا و ھزلنا وجدنا و عمدنا و کل ذالك عندنا۔

ابن حبان نے یہ اضافہ کیا ہے:

اللھم انی اعوذبك من غلبة الدین و غلبة العیال و شماتة الاعداء۔

البزار اور الطبرانی نے جید سند سے ابن ضحاک سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ یہ دعا مانگتے:

اللھم انی اسئلك عیشة تقیة و میتة سویة و مردّا غیر مخزی ولا فاضح۔

ابو یعلی نے جید سند کے ساتھ ایک صحابی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے آپ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا:

اللھم اغفرلنا وارحمنا۔

امام احمد اور حارث نے حضرت ابو الاحوص اور زید بن علی سے اور وہ وفد عبدالقیس سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے آپ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا:

اللھم اجعلنا من عبادك المخبتین الغر المحجلین الوفد المتقبلین۔

انہوں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اس کے المخبتون بندے کون سے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "اس کے پاکباز بندے۔" انہوں نے عرض کی: "الغر المجلون کون سے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "جن کی وضو کرنے کی جگہیں سفید ہوں گی۔" انہوں نے عرض کی: "الوفد المتقبلون کون سے لوگ ہیں؟" آپ نے فرمایا: "اس سے مراد وہ وفد ہے جو روز حشر اپنے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اپنے رب تعالیٰ کے حضور وفد کی صورت میں آئیں گے۔"

الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ ان کلمات کے ساتھ رب تعالیٰ سے دعا مانگتے تھے:

اللھم انت الاول فلا شی قبلك و انت الآخر فلا شی بعدك اللھم انی اعوذ بك من کل دابة ناصیتھا بیدك و اعوذ بك من الاثم والکسل و من عذاب النار و من عذاب القبر و فتنة الغنی و من فتنة الفقر و اعوذ بك من المأثم والمغرم۔

اللھم نق قلبی من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس۔
اللھم باعد بینی و بینی خطیئتی کما باعدت بین المشرق والمغرب۔
حضور اکرم ﷺ اپنے رب تعالیٰ سے یہ دعا مانگتے تھے۔

اللھم انی اسئلك خیر المسئلة و خیر الدعاء و خیر النجاح و خیر العمل و خیر الثواب و خیر الحیاۃ و خیر الممات و ثبتنی و ثقل موازینی و احق ایمانی و ارفع درجتی و تقبل صلاتی و اغفر خطیئتی و اسئلك الدرجات العلا من الجنة۔ آمین

اللھم انی اسئلك فواتح الخیر و خواتمه و جوامعه و اوله و آخرہ و ظاهرہ و باطنه والدرجات العلا من الجنة۔

اللھم انی اسئلك خلاصا من النار سالما و ادخلنی الجنة آمنا اللھم انی اسئلك ان تبارك لی فی نفسی و فی سمعی و فی بصری و فی روحی و فی خلقی و فی خلیقتی و اهلی و محیای و فی مماتی۔

اللھم تقبل حسناتی و اسئلك الدرجات العلاء من الجنة۔ آمین

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے بنو نمر کی ایک بڑھیا سے روایت کیا ہے کہ اس نے آپ کو یوں فرماتے ہوئے سنا:

اللھم اغفر لی ذنبی خطئی و جھلی۔

امام احمد نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے اور انہوں نے لؤلؤۃ اور انہوں نے ابو صرمہ سے روایت کیا ہے۔ الطبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ابو صرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے تھے:

اللھم انی اسئلك غنای و غنی مولای۔

اس روایت کو مسدد نے ثقہ راویوں سے محمد بن یحییٰ سے وہ اپنے چچا سے، احمد بن منیع نے بھی ان سے روایت کیا ہے کہ محمد بن یحییٰ سے روایت ہے کہ ان کے چچا حضرت ابو صرمۃ حدیث پاک بیان کرتے تھے۔

الطبرانی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم متعنی سمعی و بصری واجعلھا الوارث منی و عافنی فی دینی واحشرنی علی ما احییتنی وانصرنی علی من ظلمنی حتی ترینی منه ثاری اللھم انی اسلمت دینی الیك و خلیت وجھی الیك و فوضت امری الیك والجأت ظھری الیك ولا ملجاء و منجی منك الا الیك آمنت برسولك الذی ارسلت و کتابك

الذی انزلت۔

ابن ابی شیبہ، امام احمد اور الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت عثمان بن ابی العاص اور بنوقیس کی ایک عورت سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ ان میں سے ایک نے کہا:

اللھم اغفرلی ذنبی خطئی و عمدی۔

دوسرے نے کہا: ''میں نے آپ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا:

انی استھدیك لارشد امری و اعوذبك من شر نفسی۔

ابویعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنی دعاؤں مانگتے تھے:

یاولی الاسلام و اھلہ ثبتنی بہ حتی القاك بہ۔

ابویعلی نے حسن سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''حضور اکرم ﷺ یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم اقبل بقلبی الی دینك و احفظ من ورائنا برحمتك۔

انہوں نے عون بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''میں نے شام کے ایک شیخ سے ملاقات کی۔ میں نے کہا کہ میں نے آپ کو سنا آپ یہ دعا مانگ رہے تھے:

اللھم اغفرلنا وارحمنا۔

امام احمد اور ابویعلی نے حسن سند کے ذریعہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ ان کلمات کے ساتھ دعا مانگتے تھے:

اللھم اغفر وارحم و اھدنی السبیل الاقوم۔

الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا مانگتے تھے:

اللھم انی اسئلك ایمانا یباشر قلبی حتی اعلم انہ لا یصیبنی الا ما کتب لی و رضا من المعیشۃ بما قسمت لی۔

البزار نے ثقہ راویوں سے حضرت زبیر سے روایت کیا ہے کہ آپ یہ دعا مانگتے تھے:

اللھم بارك لی فی دینی الذی ھو عصمۃ امری و فی آخرتی التی الیھا مصیری و فی دنیای التی فیھا بلاغی واجعل حیاتی زیادۃ فی کل خیر واجعل الموت راحۃ لی من کل شر۔

ابن ضحاک نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ یہ دعا فرماتے تھے:

اللھم اجعلنی شکورا واجعلنی صبورًا واجعلنی فی عینیّ صغیرا و فی عین الناس کبیرًا۔

الطبرانی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ یہ دعا فرماتے تھے:

اللھم احینی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین۔

ابوبکر بن خیثمہ نے ابوطارق بن الاشیم سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے حضور اکرم ﷺ کو سنا۔ آپ یہ دعا مانگ رہے تھے:

اللھم اغفر لی وارحمنی واھدنی وارزقنی۔

ان کلمات میں دنیا اور آخرت کی بھلائی جمع ہے۔''

الحمد للہ رب العالمین۔ الصلوۃ والسلام علی سید المرسلین، امام المتقین سیدنا و مولانا محمد رحمۃ للعالمین و علی الہٖ و صحابتہٖ اجمعین الی یوم الدین۔

الحمد للہ، ثم الحمد للہ! آج بروز جمعۃ المبارک مورخہ ۲۰۱۳-۰۶-۲۱ کو سبل الہدیٰ کی آٹھویں جلد کا ترجمہ مکمل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اپنی درگاہ اقدس میں قبول فرمائے۔
بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

خاک پائے ملتِ بیضاء
ذوالفقار علی ساقی
دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف، سرگودھا

✿✿✿✿